عجائب القصص

جلد اول و دوم

مطبع منشی نولکشور

اطلاع - اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ برائے فروخت کے لیے موجود ہے جن کی فہرست مطول ہے اگر شائق کو پتا لگانا منظور ہو تو مطبع سے منگا لے اور اعلیٰ حالات کتب کو معلوم فرما سکتے ہیں فہرست بھی ارزاں ہے اس کتاب کے آخیر پانچ سکے دو صفحہ میں بعض کتب تواریخ انبیا و رسل وغیرہ اردو و فارسی کی درج کر دی تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اسی فن کی اور بھی کتب موجود کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کتب تواریخ احوال انبیا و رسل اردو

قصص الانبیا - موسوم بہ زبدۃ الانبیا از مولوی محمد طاہر صاحب -

ایضاً - غیر و -

تاریخ حبیب الٰہ - احوال حضرت از ولادت تا وفات مصنفہ مولوی عنایت احمد -

فتوحات واقدی علیہ الرحمہ کا ترجمہ اردو چار حصہ -

۱ - حصہ - میں مغازی الرسول

۲ - حصہ - میں فتوح الشام -

۳ - حصہ - میں فتوح المصر -

۴ - حصہ - میں فتوح العجم -

۵ - یہ کتاب مستطاب عربی میں مصنفہ حضرت علامہ واقدی علیہ الرحمہ ہے جس کا ترجمہ عبارت اردو میں بحاورہ سلیس مولوی سید عنایت حسین صاحب اور مولوی سید مہدی حسین نے فرمایا ہو بکثرت طبع ہو کر فروخت ہوا اور ہنوز خریداری شائقین با تمکین کی وہی کثرت ہے -

ترجمہ فتوح العجم مسمی بہ گلدستہ عجم [illegible] تواریخ انبیا و اولیا و تصوف وغیرہ فارسی

خزینۃ الاصفیا - اس میں احوال انبیا و مرسلین و ائمہ کبار و صحابہ کرام ہے و جملہ ابرار اولیاء اللہ سالک و مجذوب خانوادہ حضرت قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ و نقشبندیہ چاروں خانوادوں میں تفاوت مراتب فرادی فرادی سب کا ذکر ہے بڑی جامع کتاب ہے دو جلد میں مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری -

۱ - جلد - چار مخزن احوال انبیا و ائمہ و صحابہ کبار و مشائخ و اولیا -

۲ - جلد - پانچ ان مخزن از احوال شیخ ادہم تا احوال مشتاق شاہ لاہوری و قول شیخ شاہ معین الدین چشتی اس میں تخصیص حال حضرت حسن سنجری ثم الاجمیری بہت با ملاحت کیسا تھ لکھا ہے مرتبہ منشی بابو لال -

روضۃ الصفا - بڑی عمدہ کتاب ہے تاریخ مشتمل ایک جلد میں مصنفہ سات جلد میں مصنفہ اخوند میر شاہ

سیر الاقطاب - ذکر کرامات و خرق عادات اولیاء اللہ مصنفہ شاہ الہدیہ -

سفینۃ الاولیا - مصنفہ حضرت مولوی عبد الرحمان صاحب -

گنجینۂ سروری - معروف بہ گنج تاریخ - تاریخ ولادت و وفات اولیاء اللہ اور سلاطین اہل اسلامی کا ذکر ہے مفتی غلام سرور لاہوری

بوستان مذہب - اعتقادات مذاہب کا بیان مصنفہ باسم نامہ نگار

جذب القلوب - فارسی مصنفہ مولانا شاہ عبد الحق دہلوی -

حسن القصص - حالات تخلیق عالم از آدم تا رسول آخر الزمان از مولوی محمد احسان -

اخلاق محمدی - فضائل علوم وغیرہ کا ذکر ہے چالیس باب میں مصنفہ مولوی محمد علی نیردی -

مصباح الہدایت - ترجمہ عوارف مشتمل ذکر معانی و اصول طریقت اہل تصوف ترجمہ حضرت محمود الکاشانی

[illegible]

عجائب القصص

جلد اول

[illegible] مطبع منشی نولکشور [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبارک اللہ احسن الخالقین کل شیء و ملکہ وھو العزیز الحکیم جواہر زواہر
بے حد حمد و ثنا اور لآلی متلالی بے حد ستایش بے انتہا کے سزاوار نثار بارگاہ کبریائی اُس مالک
الملک لاشریک کے ہیں جسنے بمقتضاء حکمت کاملہ کے بمجواے انی جاعل فی الارض خلیفہ طفل ہیولیٰ
کو موافق مضمون و خمرت طینۃ ادم بیدی اربعین صباحا خلعت فاخرہ فاذا سویتہ و نفخت فیہ من
روحی فقعوا لہ ساجدین پنہا کر اکلیل منصب خلافت سے سرفراز کیا اور بموجب آیہ وافی الہدایہ
ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت بنا بر امتثال فرمان اور
اعراض نافرمانی اور طغیانی طوائف انس و جان کی گروہ باشکوہ انبیا اور رسولون کو کہ داعی طرف دین
اور اسلام اور ہادی صراط مستقیم و دار السلام کے ہین ساتھ معجزات باہرات اور اظہار خوارق عادات کے تیہ
سرفرازی کا دیا پیدا کرنا زمین اور آسمانون کا بے اقامت قوائم اور اساطین کے مضمون الذی خلق الارض و السموات
بغیر عمد کا اور زینت دنیا بروج آسمانی کا ساتھ نجوم ثوابت کی بدلیل ولقد جعلنا فی السماء بروجا و زینہا للناظرین
اسکا ایک نمونہ قدرت ہے اور بچھانا بساط زمین کا اور اُوگانا اُس مین ہر چیز کا بمنطوق و الارض مددناہا
والقینا فیہا رواسی وانبتنا فیہا من کل شیء موزون ایک شمہ عجائب حکمت سے ہے

[illegible]

عقل بالتمام آشنا سے بیچ بدائع اور صنائع قدرت اسکی کے نارسائی سے معذور اور ربط کرنا وادی استدراک
غرائب صنعت اسکی کا تیر و سے پا سے پیکان تیز رو افکار سے نامقدور ہے و ذوات مقدس آیات انبیا و
رسل کو واسطے ہدایت اور ارشاد عموم عباد کے نقش خاتم نبوت و رسالت کا کیا اور فروغ آیات زاہرات و
معجزات باہرہ سے بنا بر روشنی دیدۂ آوارگان ظلمت آباد جہل و ناراستی کے چراغ راہ تصدیق و ایقان
کا انکو بنایا صور مختلفہ موجودات کو خامہ صنعت اسکی نے بہ مضمون ھو الذی یصورکم فی الارحام
کیف یشاء بیچ حجلات ارحام کے خوبی سے لکھا اور صدر آرایان بزم رسالت کو بصفات محمودہ منقوش
و آراستہ کر کے نشانیوں اور کتاب کے بہ فحوائے ہدایت انتما ولقد ارسلنا بالبینٰت وانزلنا معھم
الکتٰب والمیزان لیقوم الناس بالقسط واسطے تکمیل ایمان اور ہدایت کے اہل ایقان کو مبعوث کیا
عقل و ادراک بیچ ادراک سرائر قدرت بدائع کا اسکے دنگ ہے اور مشاہدہ اعجوبہ کاریہا ایکان
کے رنگ بو بین ایکدوسرے سے مشابہت نہیں رکھتا واسطے تحیر دیدۂ اہل بینش کے عجیب نیرنگ ہے
شعر و فی کل شیء له آیة + تدل علی انه واحد + سبحانه و تعالیٰ عما یقولون
علوا کبیرا تسبح له السمٰوٰت السبع والارض ومن فیھن مثنوی آفرین
صد آفرین بر جان جان + آنکہ ہست او آشکار او نہان + آسمان یک پردہ اسرار او + دو جہان یک
نقطہ از پرکار او + اے منزہ از ہمہ بود و نبود + وے مبرا از ہمہ گفت و شنود + روح را از قدرت
خود آفرید + عقل و جان از صنع او آمد پدید + اور تحفہ درود و صلوٰۃ زاکیات کا شائستہ ارسال بزم صفوت
قرین اوس سید المرسلین خاتم النبیین صدر نشین ایوان حرم رسالت خورشید خاور سفارت و
جلالت مردمک دیدۂ بینش شمع انجمن فروز وجود آفرینش محیط گوہر نبوت و اصطفا معدن
یاقوت صفوت و ارتفاعات غائی ایجاد عالم طرۂ دستار افتخار آدم اوج گزین بام منظر
افلاک سزاوار خطاب مستطاب لولاک صاحب الخیر والرضا صاحب البر والعطایا
والآیات والمعجزات والعلامات الباہرات سید سرور انبیا محمد مصطفی کے ہے مثنوی
آن محمد افتخار مرسلین + آن محمد نور رب العالمین + آن محمد آیۂ صنع اله + آن محمد
آفتاب عز و جاہ + آن محمد مقتدائے اہل دین + آن محمد مظہر سر یقین + آن محمد مخزن آیات عجیب
آن محمد صورت مرآت غیب + کہ خلق ایجاد عالم کا بہ مضمون اول ما خلق اللّٰہ نوری سے

ساتوں آسمان اور زمین [illegible] پیدا کی [illegible] ۱۲
بلند اسے [illegible] ۱۲
[illegible] ۱۲

زینت ظہور اسکے کا اور شرف تقدیم رتبہ اس کے کا ابو البشر سے بیچ ہدایت پیدایش جسکے
بر لیل بعثت نبیا وآدم بین الماء والطین کے ظاہری صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ
وآلہ واصحابہ اجمعین وعلی سائر الانبیاء والمرسلین صلوٰۃ تامۃ دائمۃ الی یوم
الدین بعد حمد ایزد منان اور نعت و منقبت رسول آخر الزمان کے ابجد خوان دبستان دانش و
شعور مستمند رحمت رب رسول الثقلین محمد فخر الدین حسین نقش پرداز سطر این دیباچہ کا بیچ بیان سبب
تالیف اس کتاب فیض نصاب کے گذارش کرتا ہے اور بخاطر ارباب عقل و تمیز کے واضح
کرتا ہے کہ خدائے یگانہ و مصلحت بینچ اور زبانہ حضرت واجب الوجود جناب اقدس سے کہ بیچ
منطوق لازم الوثوق ولقد کرمنا بنی آدم وفضلناہم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا
جمیع مخلوقات اور ہر جنس سے ممکنات سے نوع بشر کو ساتھ تشریف شریف عقل و کلام کے
مشرف کیا اور اس نوع عالی سے نفوس قدسیہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ساتھ کشف سے
رتبہ صفوت اور برگزیدگی کا دیا جیسے کہ سر رشتہ انتظام انکو بیچ دنیا تابیچ ہاتھ بادشاہان
والا مقدار فرمان فرما سے بلاد و امصار کے رکھا اسیطرح زمام فلاح و نجاح آخرت کی بیچ قبضہ
ہدایت و ارشاد گروہ صفوت پژوہ انبیا کے دی ہے اور آراستگی احوال ہر ایک کی اہل
اسلام سے اسکے اتباع اور اذعان پر رکھی اور پیروی اسکے افعال و اقوال کی ہر حال میں اوپر
خاص و عام پر واجب کی ہے اور جمیع حرکات اور سکنات انکو واسطے راستی اور درستی اطوار
و کردار سالکان شوارع امتثال اور امر و نواہی اپنے کے منہاج مستقیم جنت کا کیا سو جسنے اتباع
رسول اور اطاعت اور اقتدا احکام الہیہ سے اعراض و انحراف کر کے زیست سے دار کو
بہتر جانا اور ہوائے نفسانی کو مقدم رکھکر قدم اوپر خطرات شیطان رجیم کے رکھا ہو جیسا اس
مضمون سے فاما من طغی واثر الحیوۃ الدنیا فان الجحیم ہی الماوی وقود نار جحیم کا ہوا
اور جوکہ بشامت نافرمانی خدا اور رسول کی سے ڈرا اور راہ راست شرع پر چلا موافق اس
اشارت کامل البشارت کے واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی فان
الجنۃ ہی الماوی نعیم جنت کو پہنچا پس پیروی رسول مقبول کی امور دین و دنیا میں

[illegible]

موجب رستگاری کا ہے اور دریافت کرنا اسبات کا کہ ہر نبی کی امت سے لوگون کو اسکی اتباع
سے کیا کیا درجات حاصل ہوئی اور اسکے عدم امتثال فرمان سے کیسی کیسی عذاب و عقاب مین گرفتار ہوے
ذریعہ ہر طرح کی سعادت و نجات کا ہے اور یہ بات سبب معلوم ہوتی ہے کہ قصص انبیا علیہم السلام
ساتھ اس شرح و بسط کے جاننے کہ انھون نے باوجود اسکے کہ اظہار خوارق و معجزات سے آگاہ کیا
اباطیل اہل ضلالت و جہلا ان کو بدلائل ساطعہ حقانیت شریعت و دین کے ابطال کیا اور انکی امت کے
نافرمانی پر اڑے رہے اور خلاف حکم کرتے رہے اور انکی مخالفت زبان کا رہے سے تو جو امور کہ باعث
غضب اور مخالفت احکام انبیا سے انکی ہلاکت کو موجب خسران دنیا اور آخرت کے ہوے ان سے احتیاط
اور اطاعت رسول مقبول کی راہ مین بجان و دل قبول کرے اور یہ انجام اسکا موقوف ہے
حصول علم کلی پر اور ظاہر ہے کہ نزدیک ارباب عقول سلیم کے وہ ہر امور کہ منشا گمراہی
اور اس مین صرف کیا جاتے تحصیل علوم دینیات اور معرفت الٰہیات کی ہے اسواسطے کہ
علم سبب تزکیہ قلب اور ذریعہ معرفت حضرت رب العزت اور موجب رفعت درجات اور حصول
انتہائے کمال سعادت کا ہے اور فضیلت علم کی نص قرآن سے ثابت ہے یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا
مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ اور اشرف علوم دینیہ علم احادیث نبویہ کہ جن مین احکام
و مسائل حلال و حرام اور تفسیر کلام خالق انام ہے اور سیر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ
و تابعین کی ہے اور وجوب اتباع سنت رسول علیہ السلام کا اس آیت سے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ
اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اور اس حدیث سے مَنْ اَحْیَا سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحْیَانِیْ وَمَنْ
اَحْیَانِیْ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّۃِ ثابت ہے اور لزوم اقتدا صحابہ علیہم الرضوان کا اس سے معلوم ہوا کہ
کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ ہووے گی میری امت مین تہتر گروہ ہونگے سب
دوزخی ہونگے مگر ایک گروہ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کونسا گروہ ہے فرمایا جو میری اور میرے
اصحاب کی راہ پر ہوگا پس ہر مومن کو لازم ہے کہ علم سیر آنحضرت اور معرفت احوال صحابہ اور تابعین
کی حاصل کرے تو فرقہ ناجیہ مین داخل ہووے اور درجات عالیہ پر پہنچے اسواسطے دیکھنا اور پڑھنا
تفسیر اور قصص کا جسمین یہ بات حاصل ہو ہر شخص پر جسکا دل نور ایمان اور فروغ اسلام سے
روشن ہے لازم تر ہے اگرچہ قصہ ہاے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے بیچ کتاب
قصص الانبیا اور کتب تواریخ کے بالاستیعاب مرقوم ہین لیکن انمین بعضے مورخون نے مراعات
تنقیح روایات کی صحیح اور ضعیف سے چندان ملحوظ نہین رکھی لہذا کتاب عجائب القصص کو عبد الواحد

[illegible]

بن محمد مفتی مصنف اُسکے نے تصحیح روایت کا التزام کیا اور بلحاظ اُن قصص کا جو کتب سیر معتبرہ
اور احادیث سے پایہ ثبوت کو پہونچا اسمین لکھا ہے اور اسی نظر سے کہ یہ کتاب او جلہ عجائب
وغرائب اور اسم بامسمی تھی قدوۃ الحکما زبدۃ العقلا حاذق الزمان ارسطوے دوران احترام الدولہ
حکیم محمد احسن اللہ خان بہادر نے کہ مسیحا ے زمانہ و شمائل مرضیہ موصوف و بصفات حسنہ و محاسن
اخلاق معروف ہیں اور خان یارگی توجہ بطرف انجام مہام خلائق کے معطوف اور ہمت خیر نہمت
کو بیچ اشاعت موجبات حسنات کے مصروف رکھتے ہیں اور فیض منفی گری سایہ التفات
انکی سے کوئی شخص مرضا خواص و عوام سے بیچ زاوی علل بیماری کے شکوہ گزار محرومی کا نہوا چاہا
کہ اسی طرح طبلیان سوء المزاج معنوی بلکہ انتفاع اس نسخہ جو مرکب اجزا ے کثیر النفع و
سعادت سے ہے جو موجب تقویت اعضا ے رئیسہ عقل و ادراک اور سبب تنقیہ رطوبات
فضلیہ جہالت و سبات غفلت کا ہو سکے محروم نرہیں لاجرم ایک مدت سے نقش اخیال کا لوح خاطر
سعادت مطلب پر مرتسم رکھتے تھے کہ جو کتب تواریخ و قصص انبیا علیہم السلام کی زبان عربی
یا فارسی میں ہیں اور فہم معانی عبارات عربیہ کا ہر کسی پر آسان نہیں اور زبان فارسی سے بھی جو لوگ سواد
سعی فہمی کا نرکھتے ہوں متمتع نہیں ہو سکتے اگرچہ تنگی اوقات کم فرصتی کے ہاتھ تمسک دامن وسعت
فرصت سے باز رکھے تو ایسے مضامین پسندیدہ کتاب عجائب القصص کو کہ بیچ پیرایہ زبان فارسی کے جلوہ
فرما ہیں ساتھ کسوت پوشش اردو سلیس کے کہ عام فہم اور خاص پسند ہو زیب آرائش کی دیکر رنگ افروز
بزم قبول خواطر خاص و عام کا کیجئے تو ہر کوئی احاد ذکور و اناث اور اطفال شیوخ و شباب سے
فائدہ مند ہو وے ہر چند بسبب ہجوم افکار انصرام امور سلطنت کے کہ ذات ستودہ صفات
انکی سود و دمان دانش و فرہنگ کے تعلق رکھتا تھا فرصت مساعد اہتمام اس امر اہم کی نہی
بواسطہ تحریک سلسلۂ انجام اسکام کے بوساطت دست وقلم سیادت مرتبت نجابت منزلت
سید باقر حسین خان خلف رشید سید علی نقی خان کے عمل میں آئی اور اس بزرگوار شایستہ کردار نے
بشاطلگی ذہن سلیم و فکر مستقیم کے عرائس مضامین اس کتاب کو پیرایہ پوشش زبان اردو سلیس سے
آرائش دی لیکن باوجود قلت فرصت کے عمدۃ الحکما رضیہ الصفات موصوف نے کم فرصتی اوقات
شبانروزی میں بذات خود بیچ تصحیح اور تنقیح مضامین و روایت اور تغیر اور تبدل الفاظ و کلمات اور
مراعات لوازم سیاق عبارات ترجمہ مرقومہ کے اندراج اکثر واقعات و قواعد شتی علاوہ قصص
مسطورہ اس کتاب کے نسخ تواریخ و کتب معتبرہ سے اور التزام ادا ے مطالب محققہ اور درج
آیات قرآنی و اشعار اساتذۂ باستانی مناسب مضمون ہر مقام کے فوق اہتمام کو بیچ صرف
مساعی بغایت و بذل اجتہاد بلانہایت کے پہونچا و فی الواقع ناہرہ نسخ تالیف اس کتاب کے اسلوب

ترتیب ان ابواب کے جو بہ پیرایۂ ملائم الکلام و حسن نظام بآرائش گری باشعلۂ فکر رسا و طبع جودت اتحاد
و دستیاری جنبش خامہ و بیان اس صاحب قریحۂ بالغ رس کے جلوہ فروش عشرت و دلفریبی کا ہوئی باعث
یاد انفس و تمکین پر واضح ہو کہ بیشتر مصنف کتب تواریخ اور قصص کے بیچ بیان واقعات
کے رعایت اسباق کی ملحوظ نہیں رکھی کہ بے مبالغہ اور اغراق کے کہ راستی کو مشتبہ بدروغ کر دیتا
ہے تحریر میں لاویں یہ بات اگرچہ بیچ بیان حالات دنیاداروں کی ظہور میں لاویں تو کچھ ... بہ نسبت
قباحت نہیں ہے کہ اس واسطے اگر کسی نے جانا کہ یہ جھوٹ ہے تو اس میں کچھ نقصان و دروغ جاننے والے کا حال
میں جائز نہیں ہے اور اگر انبیا کا حال بطور وقائع سلاطین اور اہل دولت کے ساتھ مبالغہ کے لکھا جاوے
اور سننے والے کو شبہہ دروغ ہو کہ تحریر اعتقادی ہو تو اور یہ بات موجب تخفیف عزت انکی کا ہو
تو نقصان ایمان ان لوگوں کا اور سبب گنہگار ہونے اہل تاریخ کا متصور ہے اس نظر سے
مورخین حقیقت بین نے بیچ بیان حالات انبیا علیہم السلام کے مبالغہ اور اغراق کو ہرگز دخل
نہیں دیا اور جس قدر کہ آیات قرآنی اور احادیث رسول یزدانی سے ثابت ہوا اسی کو بیچ کتابوں کے
لکھا ہے اور جو اس کتاب میں قصص الانبیا کے بطور ایجاز و اختصار کے جمع کیا ہے سو کتب معتبرہ
تفسیر و حدیث کی مثل کشاف و کبیر و درر و زاد المسیر و تبیان و جامع البیان و جلالین و تفسیری
مدارک التنزیل و نیشاپوری و انوار التنزیل معروف بہ بیضاوی و معالم التنزیل امام بغوی و
وسیط و کواشی و عرائس و بحر مواج و زاہدی و کشف الاسرار و تفسیر مولانا یعقوب چرخی و مولانا حسین رحمة اللہ
علیہ مشہور بہ حسینی و ... و لباب و عین المعانی و ینابیع و عزیزی اور کتب حدیث بستان و تفسیر ابو اللیث
و مدارج النبوة و شفاء قاضی عیاض و حبیب السیر و شواہد النبوة و روضة الصفا و غیرہ سے ترجمہ
ہوئی اور احوال صفوة اشتمال حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کا جو پیش از ولادت اور بعد ولادت
باسعادت انکی کے واقع اور فضائل و شمائل جو قبل از بعثت آنحضرت صلوٰة اللہ علیہ کے ظہور
میں آئے اور بیان معجزات کا کہ ہنگام رسالت سے ہجرت تک اور ہجرت سے رحلت تک اور ...
اس سرور کائنات علیہ افضل التحیات کے ظاہر ہوئے اور حال وفات انکی کا لکھا ہے اسکا دیکھنا اور سننا اثمر
ثمرات فوائد کا ہے ایک یہ کہ دریافت ہونا حال انبیا کا اور ظہور معجزات کا جو دلیل کمال قدرت
حضرت رب الارباب کی ہے اور حلول رحمات ان لوگوں کا جو مطیع اور منقاد حکم خدا اور رسول اسکے کے
ہیں اور نازل ہونا عذاب اور عقاب کا اوپر اغواے شیطانی سے مصداق خسر الدنیا
والآخرة کا ہوا اسکو جاننے سے خوف خدا اور مخالفت اتباع رسول مجتبیٰ سے ہوگا اور بقدر امکان
کے ہر امر میں پیروی رسول مقبول کی مقدم رکھیں گے اور یہ موجب رستگاری عذاب ملک قہار سے
اور وسیلہ وصول ریاض جنت تجری من تحتہا الانہار کا ہوگا دوسرے یہ کہ ہر کسی کو دیکھنے اور سننے

قصص اور حکایات داستانوں سے ایکطرح کی لذت آتی ہے اگر اس خیال سے وہ کتب جنمین احوال
راست و دروغ بادشاہون اور پہلوانون اور عیارون کا یا حکایات اختراعی جیسے قصۂ ممتاز
اور گل وصنوبر اور فسانۂ عجائب وغیرہ جن مین لکھی ہوئی ہین دیکھنا اور سننے سے سوا ایکقسم کی
ناپائدار سے کے غیر تضییع اوقات کرنے کے کچھ حاصل نہوگا اور اس کتاب کا دیکھنا کہ احوال انبیا کا
منجملہ آیات قرآنی مرقوم ہے موجب حسنات کا ہر قسم سے ہے کہ اس سے معلوم ہوگا کہ انبیا کی
اُمتین سے جو انکا حکم نمانا دنیا ہی مین کسقدر بلاؤن مین گرفتار رہے اور آخرت مین بھی خلود نار جہنم کے
ہوے اگر ہم بھی اپنے رسول کے خلاف حکم کے راہ اختیار کرینگے بیشک انھین لوگون کی مانند ہونگے اور
یہ خیال موجب اطاعت الٰہی اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا دوسرے یہ کہ احوال انبیاء
علیہم السلام کا جملہ وکیفیت اور جانتے سے ہدایت ہے دیکھنا اور سننا اسکا از جملہ عبادات ہے تیسرے
کہ جو کوئی ترجمہ کلام اللہ تحت لفظ اردو فارسی دیکھے تو معانی الفاظ کی دریافت ہو جاینگی مگر بسبب
اسکے کہ اکثر آیات متعلق قصص سے ہین مفہوم کل کلام اللہ کا سمجھ مین نہین آویگا اور جو قصص معلوم ہونگے
بخوبی مضامین قرآنی ذہن نشین ہو جاوینگے اور مقرر ہے کہ تلاوت قرآن مجید کی بعد فرائض کے افضل
عبادت ہے اور پڑھنا اسکا ساتھ فہم معنی کے اجر بیحساب رکھتا ہے چوتھے یہ کہ دیکھنا ایسی کتاب کا جس سے
حصول اتنی موجبات کا ہو سکتا ہے خود عبادت ہے اور اگر کسیکو پڑھا دے یا سنا دے تو اسکو بھی یہ ثواب حاصل
ہون اسکا اجر پڑھانے والے اور سنانے والے کو ہے پانچوین یہ کہ احوال انبیا اور شمائل و فضائل
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جس مجلس مین مذکور ہوون موجب نزول رحمت الٰہی کا ہوتا ہے چھٹے یہ
کہ اسمین قصص اکثر انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے ہین اور قصہ ہاے انبیا جمیع قصص و حکایات سے
احسن اور افضل ہین اسواسطے کہ جناب اقدس ایزد یگانہ نے قصہ حضرت یوسف کو بیچ کلام مجید
کے فرمایا ہے نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ جب ایک نبی کے قصہ کو حضرت باری نے احسن
فرمایا تو بہت سے نبیون کے قصص مین کسقدر محاسن ہوونگے پس ان وجوہ سے دیکھنا اور سننا ہر کسی پر جو کہ
ان باتون سے مشرف بشرف اسلام اور ایمان ہین لازم ہے کہ ذریعہ استحصال اتنے فوائد کا ہے اور جو
قصص کہ آیات قرآنی سے ثابت ہین مثل قصہ ذی القرنین اور اصحاب کہف وغیرہ اور بعضے کہ جنکی
ثبوت مین اہل تاریخ کو اختلاف ہے جیسے حضرت لوط اور جرجیس وغیرہ اس کتاب مین جسکا
ترجمہ ہے یعنی قصص الانبیا اور روضۃ الصفا اور تاریخ سے دیکھکر اسمین درج کیے ہین اور اس کتاب
برگزیدہ قصص سے کہ درج جوہر فوائد اور عوائد کی ہے بیچ ۱۲۶۵ ہجری مطابق ۱۸۴۹ عیسوی اور
سال دوازدہم جلوس میمنت مانوس جارس اریکۂ سلطنت جہانبانی زیب [illegible] سریر کشور
کامرانی شمع انجمن افروز خاندان عظمت نشان گورگانی چراغ دودمان فروغ صاحبقرانی

شاہ کیوان جاہ ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ کے
پیرایہ ترتیب اور تالیف کا پہنا اور برعایت سال حال کے ترجمہ طاہرہ عجائب القصص کہ مادہ
تاریخ ہے اس کتاب کا نام رکھا امیدوار ان عیب پوشی و ہنر بینی ناظرین با انصاف قرین سے یوں ہے
کہ اگر مقتضائے بشریت کے کسی جگہ بیچ طریق صعب المرور ادائے مطلب کے لغزش پائی روانی خامہ
راقم دیباچہ اور مترجم سے قصور اور نقصان ملحوظ ہو تو شدید زبان کو مطلق العنان قیاس لعنت کا
نہ کریں اور بجائے دیکھنے اس نسخہ فیض انما کے کہ فائدہ مند ہووین علامت آب سابق الاقالیم جو کچھ
تالیف کا ہوا ہے اور مترجم اور راقم سواد اس دیباچہ کا بدل اجتہاد سے ہیچ مدان ہے کہ جو از صلاح
اور جامہ آرائش سے سطح نظر نہیں کہتے ہیں و ما سے خیر سے یاد کریں واللہ ولی التوفیق و منہ
المبداء والیہ المآب اور واضح ہو کہ یہ کتاب مشتمل اوپر ایک مقدمہ اور
چودہ باب اور خاتمہ کے مشتمل ہے اور ہر باب میں کئی کئی فصلیں ہیں اور فہرست کتاب اس طرح
پر ہے مقدمہ بیان اختلاف تعداد انبیا علیہم السلام اور ذکر نزول صحائف کرام میں کہ انبیا پر نازل
ہوئے اور بیان امتداد زمان از ابتدائے خلقت حضرت آدم علیہ السلام تا ظہور حضرت خیر الانام
علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کہ کتنے برس گذرے اور زمانہ بعثت اور رحلت ہر نبی اور رسول کے
کتنا کتنا فاصلہ ہوا باب پہلا بیان پیدائش و نور سرور عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم اور خلقت تمام کائنات میں اسی نور سے اور اس باب میں دو فصل ہیں فصل پہلی آفرینش
نور مذکور میں اور بعض کائنات کہ پیدا ہوئی اس نور کے ظہور سے فصل دوسری خلقت
ہفت آسمان اور زمین اور تفصیل وغیرہ انکے میں باب دوسرا بیان خلقت
بنی الجان یعنے جن اور ذکر عزازیل یعنی شیطان لعین میں اور اس باب میں دو فصل ہیں فصل
پہلی پیدائش بنی الجان اور انکی سکونت میں زمین پر فصل دوسری احوال شیطان
لعین میں باب تیسرا ذکر احوال ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام اور ذکر اولاد انکی میں اور اس
باب میں نو فصلیں ہیں فصل پہلی خلقت قالب حضرت آدم علیہ السلام میں فصل
دوسری سکھانا باری تعالیٰ کا حضرت آدم علیہ السلام کو جنت الماوی میں نام ملائکہ وغیرہ کا
اور پیدا ہونا حضرت حوا رضی اللہ عنہا کا فصل تیسری نقل کرنا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت
حوا کا جنت سے دنیا میں فصل چوتھی درپیش آنا مجنون کا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت
حوا رضی اللہ عنہا کو دار دنیا میں فصل پانچویں قبول ہونی توبہ حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما
السلام کی فصل چھٹی توالد و تناسل حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام میں اور
ذکر مارنے قابیل کے ہابیل کو فصل ساتویں اخراج ذریت میں پشت حضرت

سنکر ورنے کے فصل تیسری ولادت باسعادت حضرت اسماعیل علیہ السلام میں اور خواب
دیکھنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے فرزند دلبند کو قربانی کرنے باب نوان
قصہ حضرت لوط علیہ السلام میں اور کچھ احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل
اور حضرت اسحاق علیہم السلام کا اور اس باب میں دو فصل ہیں فصل پہلی حضرت لوط
علیہ السلام کے قصے میں اور اسی فصل میں ہے ذکر ولادت حضرت اسحاق علیہ السلام کا
اور مدت عمر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فصل دوسری بیچ بیان وفات حضرت اسماعیل اور
حضرت اسحاق علیہما السلام کا اور ذکر وفات اور مدت عمر ہر کدام کا باب دسوان قصہ
حضرت یعقوب کی ذریت اور حضرت یوسف علیہما السلام میں اور اس باب میں نو فصل ہیں
فصل پہلی ذکر نسب اور بعثت حضرت یعقوب علیہ السلام میں اور پیدا ہونا حضرت یوسف
علیہ السلام کے بھائیوں کا اور انکو کنویں میں ڈالنا حضرت یوسف علیہ السلام کو فصل دوسری
نکلنا حضرت یوسف علیہ السلام کا کنویں سے اور ذکر عاشق اور شیفتہ ہونے
زلیخا کا بجمال عدیم المثال حضرت یوسف علیہ السلام پر اور خرید ہونا عزیز مصر کا ہاتھ
سے حضرت یوسف علیہ السلام کو فصل تیسری ارادہ کرنا عزیز مصر کا واسطے قید
کرنے حضرت یوسف علیہ السلام کے اور ظاہر ہونا دولت و اقبال کا بوسیلے اوصاف
حمیدہ خصال کے اور عزیز مصر کا ہونا انکی فصل چوتھی ہونا حضرت یوسف علیہ السلام
سے بھائیوں کا ایام قحط عام میں بنابر طلب طعام کے فصل پانچویں ملاقات ہونی
حضرت یعقوب علیہ السلام کی ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کے اور ذکر وفات اور مدت عمر
ہر کدام فصل چھٹی ذکر اسباط یعقوب علیہ السلام میں باب گیارھوان بیان احوال
حضرت ایوب علیہ السلام میں اور اس باب میں دو فصل ہیں فصل پہلی ذکر نسب اور رسالت
حضرت ایوب علیہ السلام میں اور مبتلا ہونا انکا ساتھ طرح طرح کی محنتوں سے فصل
دوسری زائل ہونا ان محنتوں کا حضرت ایوب پر سے باب بارھوان قصہ
حضرت شعیب خطیب الانبیاء میں اور اس باب میں دو فصل ہیں فصل پہلی ذکر نسب اور
رسالت حضرت شعیب میں اور ہلاک ہونا انکی قوم کا کہ اہل مدین سے فصل دوسری
بیان احوال ہلاک ہونے اصحاب ایکہ کے کہ حضرت شعیب علیہ السلام انکی بھی مبعوث ہوئے
تھے اور ذکر وفات اور مدت عمر انکی میں باب تیرھوان بیان احوال حضرت موسی
اور ہارون علیہما السلام میں اور احوال یوشع اور کالب اور حزقیل علیہم السلام میں کہ
اکثر حضرت موسی علیہ السلام [illegible] اور [illegible] باب چودھوان

فصلین ہین فصل پہلی بیان نسب اور ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایام بادشاہی فرعون
بے عون مین اور صندوق مین رکھکر ڈالنا انکو دریا سے رود نیل مین فصل دوسری
بیان احوال قبطی مین کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسکو مارا تھا اور جانا حضرت موسیٰ کا
شہر مدین مین اور دختر حضرت شعیب کو خواستگاری کرنی فصل تیسری بیان رسالت
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور حضرت ہارون علیہ السلام مین اور دعوت کرنا انکا
فرعون بے عون کے تئین فصل چوتھی مقابلہ کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ جادوگرون
کے اور غالب آنا حضرت موسیٰ کے عصا کا انکی سحر پر اور ایمان لانا انکا وغیر ذلک فصل پانچوین
دعا کرنا حضرت موسیٰ کا فرعونیون پر اور مبتلا ہونا فرعونیون کا ساتھ بلاؤن کے اور باوجود اسکے
ایمان نہ لانا اور آخر دریاے نیل مین غرق ہونا فصل چھٹی جانا حضرت موسیٰ کا بنا بر
طلب کتاب کوہ طور پر اور چھوڑ دینا انکی قوم کا عبادت حضرت باری اور پرستش کرنی گوسالہ
کی بفریب سامری اور نسخہ کلمات عشر اور ذکر احداث صندوق الشہادت اور کچھ احوال بنی
اسرائیل فصل ساتوین قصہ قارون ملعون مین فصل آٹھوین ذکر مارے جانے ایک
پیر کا بنی اسرائیل مین امر فرمانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بامر رب جلیل کہ ایک گاے کو
مارین تا انکا قتل معلوم ہووے فصل نوین ملاقات کرنی حضرت موسیٰ کے ساتھ حضرت
خضر علیہ السلام کے فصل دسوین آنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کو ساتھ
بنا بر جنگ عمالقہ اور جاری ہونا پانی کے چشمون کا پتھر سے ساتھ مارنے عصا کے اور نازل ہونا
من اور سلویٰ کا اور سرگردان ہونا بنی اسرائیل کا چالیس برس تک تیہ مین بسبب نافرمانی
انکے وستعال کے اور ذکر وفات حضرت ہارون و حضرت موسیٰ علیہما السلام مین فصل
گیارھوین بیچ تعداد معجزات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فصل بارھوین
احوال یوشع بن نون علیہ السلام مین فصل تیرھوین قصہ کالوب بن یوقنا علیہ
السلام مین فصل چودھوین قصہ حزقیل مین کہ ابن العجوزہ مشہور ہین باب
چودھوان قصہ حضرت الیاس اور الیسع بن اخوت اور ذوالکفل اور اسمعیل علیہم السلام
مین اور اس باب مین چھ فصلین ہین فصل پہلی ذکر نسب اور بعثت حضرت الیاس مین
ہونا ناامید ہونے اپنی قوم سے اسلام لانے سے اونکو ترک کرکر کوہستان مین چلے جانا
فصل دوسری ظاہر ہونا الیاس کا بفرمان ملک العلام سات برس کے بعد
اس گروہ شقاوت پژوہ پر اور خبر بادشاہ قوم کو پہونچنی اور دوبارا ایک جماعت کو
بنا بر لانے حضرت الیاس کے بھیجنا اور مکر و حیلہ کو شش کرنی اور اپنی نیت پوشیدہ رکھنی

اور دونوں بار اُنپر آگ برسنی اور آخر ہلاک ہونا اور تیسری بار بہ فرمان حق بادشاہ پاس آنا
اور پھر کوہستان میں جانا فصل تیسری ذکر پھر آنے حضرت الیاس میں بحکم رب جلیل
اور مخفی ہونا گھر ایک بنی اسرائیل میں اور پھر وہاں سے نکلکر کوہستان میں جانا اور پھر سات
برس کے بعد قوم پر دعاء بد کرنی اور مبتلا ہونا خلائق کا تین برس تنگی وبا سے اور آخر اونکی
قوم کا ہلاک ہونا فصل چوتھی ذکر حضرت یسع بن خطوب علیہ السلام میں کہ حضرت الیاس
علیہ السلام کے وصی تھے فصل پانچویں احوال ذوالکفل علیہ السلام میں فصل چھٹی بیان
شموئیل علیہ السلام میں باب پندرھواں بیان حضرت داؤد علیہ السلام میں اور اس
باب میں چار فصل ہیں فصل پہلی ذکر نسب اور سبب خلافت حضرت داؤد علیہ السلام
میں فصل دوسری ذکر رسالت اور بعضے معجزوں حضرت داؤد علیہ السلام میں اور مبتلا
ہونا انکا ساتھ ایک ذلت کے اور مسخ ہونا انکی قوم کا بصورت بندروں کے فصل
تیسری ذکر شلوم بن داؤد علیہ السلام میں فصل چوتھی ولادت با سعادت حضرت سلیمان
میں اور بیچ انتقال کرنے خلافت کے حضرت داؤد علیہ السلام سے بسوے حضرت
سلیمان میں اور ذکر وفات اور وصیت حضرت داؤد علیہ السلام باب سولھواں احوال
حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت لقمان میں اور ذکر بعض احوال کہ بعد حضرت سلیمان
علیہ السلام کے اعدا نے بنی اسرائیل کیطرف توجہ کی اور مخالف مغلوب ہوے اور اوپر غالب
آنے کے انھوں نے عصیان اختیار کیا اور خرابی بیت المقدس کی اور آنا بخت النصر کا
با شہر و ولایات بیت المقدس میں اور ذکر عزیر پیغمبر علیہ السلام کا اور اس باب میں سات
فصل ہیں فصل پہلی ذکر نسب اور سلطنت اور رسالت اور بعضے معجزوں حضرت سلیمان میں
فصل دوسری نامہ بھیجنا ہدہد کا بلقیس پاس اور اطاعت کرنی بلقیس کی بحضور
حضرت سلیمان علیہ السلام فصل تیسری گم ہونا نگین کا اور مبتلا ہونا حضرت سلیمان کا بمصیبت
شیاطین اور پھر ایک تقریب سے مچھلی کا پیٹ شگافتہ ہونا اور انگشتری دستیاب ہونی
اور اسی فصل میں ہے ذکر وفات اور مدت عمر حضرت سلیمان علیہ السلام فصل چوتھی
ذکر حضرت لقمان میں فصل پانچویں ذکر ارمیا اور شعیا میں اور توجہ کرنی اعدا کی بطرف
بنی اسرائیل اور مغلوب ہونا مخالفوں کا اور عصیان اختیار کرنا بنی اسرائیل کا بعد غالب آنیکے
اور خرابی بیت المقدس میں فصل چھٹی آنا بخت النصر کا باشہر و ولایات بیت المقدس
فصل ساتویں احوال حضرت عزیر علیہ السلام باب سترھواں
قصہ حضرت یونس علیہ السلام میں اور اس باب میں دو فصل ہیں فصل پہلی

ذکر نسب اور رسالت اور دعوت حضرت یونس علیہ السلام میں فصل دوسری نکل جانا
مچھلی کا حضرت یونس علیہ السلام کو اور پھر اوگل دینا صحرا میں باب اکیسواں احوال
حضرت زکریا و یحییٰ علیہ السلام میں اور اس باب میں دو فصل ہیں فصل پہلی بیان
ذکر نسب اور رسالت اور بعض احوال اُنکے میں فصل دوسری شہادت حضرت زکریا
اور حضرت یحییٰ علیہما السلام میں کفار ناہنجار کے ہاتھ سے باب بائیسواں احوال حضرت
عیسیٰ بن مریم علیہ السلام میں اور اس باب میں حنظلۃ الصادق اور قصہ اصحاب
کہف اور ذکر بلیسیا اور ذکر جریج راہب اور ذکر اصحاب اخدود اور ذکر جرجیس پیغمبر
علیہ السلام اور ذکر شمعون عابد اور ذکر خالد بن سنان عیسیٰ اور سلطنت سکندر رومی و اس
باب بارہ فصل میں فصل پہلی مناقب حضرت مریم اور ولادت حضرت عیسیٰ فصل
دوسری بیان رسالت حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں اور ذکر بعضے انکے معجزوں میں فصل
تیسری جانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اور نازل ہونا آخر الزمان میں فصل چوتھی
ذکر حنظلۃ الصادق میں فصل پانچویں قصہ اصحاب کہف اور انکے حال میں فصل چھٹی
برصیصا کے ذکر میں فصل ساتویں ذکر جریج راہب میں فصل آٹھویں ذکر اصحاب اخدود میں
فصل نویں ذکر جرجیس پیغمبر میں فصل دسویں ذکر شمعون عابد میں فصل گیارھویں ذکر خالد بن سنان
عیسیٰ میں فصل بارھویں احوال سلطنت سکندر رومی میں باب تئیسواں ذکر قصہ احوال
خاتم النبیین و سید المرسلین سرور انام محمد مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام میں اور اس باب میں
پانچ فصل ہیں فصل پہلی بیان بارہ احوال فرخندہ مآل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہ پیش
از ولادت باسعادت ظاہر اور ہویدا ہوا فصل دوسری بعضے فضائل اور شمائل میں کہ بعد از ولادت
باسعادت اور قبل از بعثت آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام وقوع میں آئے فصل تیسری بعضے
معجزوں میں کہ بعد از بعثت تا وقت ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واضح اور لائح ہوئے فصل چوتھی
بیان بارہ حالات کہ بعد از ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا رحلت ظاہر ہوئے اور بیان ان
امور میں کہ کسی وقت کے ساتھ ان وقتوں میں سے خصوصیت نرکھے فصل پانچویں بیان بعضی
معجزات میں کہ بعد از حیات ان خلاصہ موجودات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات ظہور
میں آئے اور اسی فصل میں بتا ہے ذکر مدت عمر اور وفات آن سید کائنات علیہ الصلوۃ و
التسلیمات خاتمہ بیان مدت خلافت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و ائمہ معصومین اور تابعین میں مقدمہ
پہچ بیان تعداد انبیا کی اور ذکر نزول صحابہ کرام اور بیان استداد زمان از ابتدای خلقت آدم تا ظہور
حضرت خاتم راسے سالکان مسلکہ روایت و تحقیق اور ساکنان بادیہ ہدایت و توفیق پر پوشیدہ نرہیگا

بموجب آیہ وافی ہدایہ لقد ارسلنا رسلا من قبلک منہم من قصصنا علیک ومنہم
من لم نقصص علیک وما کان لرسول ان یاتی بایۃ الا باذن اللہ فاذا جاء امر اللہ
قضی بالحق وخسر ہنالک المبطلون۔ پیغمبروں میں محدثون نے اختلاف کیا ہے اکثر ارباب
اخبار کہتے ہیں کہ حضرت کے زمانے سے تا وقت نبوت حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک
لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسی قول کے ساتھ اشارہ
کیا ہے اور ایک جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ انکے عدد آٹھ ہزار سے زیادہ نہیں ہیں اور ابو یعلی موصلی
نے جامع میں اس قول کے موافق روایت کیا ہے کہ حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد
فرمایا ہے کہ حق تعالی نے مجھ سے پہلے آٹھ ہزار پیغمبروں کو مبعوث فرمایا ہے اور ان آٹھ
ہزار پیغمبروں میں سے چار ہزار بنا بر ارشاد و ہدایت بنی اسرائیل کے مامور ہوئے تھے اور چار ہزار
مختلف امتوں اور متباین قوموں پر اور عبد اللہ ابن احمد حنبل نے کتاب [illegible] الانبیا میں یحیی بن
سعید الاموی سے روایت کی ہے کہ حضرت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں خاتم
ہزار پیغمبر یا بیشتر ہوں فرقہ اول کہتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے تین سو تیرہ
مرسل ہوئے ہیں اور باقی غیر مرسل اور مرسل وہ ہے کہ وحی الٰہی اس پر بوساطت حضرت جبرئیل
علیہ السلام نازل ہو صاحب صحیفہ اور کتاب ہو یا نہ ہو اور نبی غیر مرسل وہ ہے کہ بنا بر الہام یا
محض رویائے صادقہ کے کسی قوم کی دعوت پر مامور ہووے پس مرتبہ پیغمبروں کا چار قسم میں منحصر ہے
نبوت اور رسالت اور اولو العزمی اور خاتمیت پہلی قسم عام ہے اور دوسری اور تیسری خاص اور
چوتھی اخص الخاص اور کلمہ اولو العزم کے معنے میں بھی بہت اختلاف ہے کہ اگر سب شرح وار اختلافات
کو لکھا جاوے تو اطالت کلام لازم آوے لاجرم از روئے ایجاز و اختصار جو قریب تحقیق کے ہے رقم پذیر
ہوتا ہے جاننا کہ ایک جماعت علما سوائے حضرت یونس علیہ السلام کے سب پیغمبروں کو اولو العزم
جانتے ہیں اور آیہ کریمہ ولم نجد لہ عزما کہ حضرت آدم علیہ السلام کی شان میں واقع ہوا ہے
انکے اعتقاد کے باعتبار اول ہے اور ایک گروہ کہتے ہیں کہ مقصود کل اولو العزم صاحبان شریعت
ہیں اور اس تقدیر پر حضرت آدم اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسی اور حضرت عیسی
اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیہم السلام اولو العزم ہیں اور باقی نہیں اور ایک فرقہ کا یہ اعتقاد
ہے کہ مراد اس کلمہ سے ناسخان شریعت ماقبل ہیں اور اس تقدیر پر جاننا چاہیے کہ حضرت آدم
علیہ السلام اولو العزم میں سے نہیں اور سب پانچ اور مرسل کہ بعد حضرت آدم علیہ السلام کے مذکور ہوئے

اولو العزم ہیں اور خاتم باتفاق اہل ملت ایک سے زیادہ نہیں ہے اور ایک جماعت سے کہتے ہیں
کہ سید البشر و سرور کائنات صلوٰۃ اللہ علیہ افضل ترین پیغمبران ہیں حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور اُنکے بعد
حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور اُنکے پیچھے حضرت عیسیٰ روح اللہ اور پھر حضرت نوح نجی اللہ اور کتاب
چار ہیں اول حضرت موسیٰ کے صاحب توریت دوسری حضرت داؤد صاحب زبور تیسری حضرت عیسیٰ صاحب
انجیل چوتھے محمد مصطفیٰ صاحب قرآن اور ایک گروہ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام پر اکیس
صحیفہ نازل ہوئے اور حضرت شیث پر انتیس اور حضرت ادریس پر تیس اور حضرت نوح پر دس اور حضرت
ابراہیم پر بیس اور مستحفظان وقائع ایام اور متتبعان حوادث شہور و اعوام نے نسبت اختلاف کیا ہے کہ ہنگام
پیدائش ابوالبشر علیہ السلام سے تا بعثت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ الی یوم الدین کتنا زمانہ ہوا
اور ما بین بعثت اور رحلت سرور کے اور رسول رب العالمین کے کتنی کتنی مدت گذری اس باب میں
اپنی تالیفات میں بسبیل اجمال و تفصیل [illegible] لیکن الاسے ہیں تسمہ آئین کی صورت نظر نہیں
آتا ہے اور اسیواسطے بعض روایات مختلفہ پر اختتام کیا جاتا ہے حبیب السیر میں لکھا ہے کہ محمد بن جریر طبری
نے کہ تمام سالکان مسالک تاریخ میں بزرگ اخبار مشہور اور معروف ہے ایک مقام پر اپنی تالیف
میں بیان کیا ہے چنانچہ شاہنامہ بزرگ میں منقول ہے کہ از ظہور آدم تا زمان حضرت خاتم علیہما السلام
چھ ہزار تیرہ برس ہوئے ہیں اور پانچ ہزار نوسو کی کہتے ہیں اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ بقول علما سے
یہود میں ابتدائے روزگار حضرت آدم تا ایام ہجرت سید عالم علیہما السلام چار ہزار چالیس برس
تین مہینے اور بروایت اخبار نصیری پانچ ہزار بہتر اور بقول عبداللہ ابن عباس کے مروی ہے کہ حضرت آدم
کے زمانے سے تا طوفان نوح دو ہزار دو سو چھپن سال ہیں اور طوفان سے تا وقت حضرت ابراہیم
علیہ التحیۃ والتسلیم ایک ہزار اٹھاسی اور روزگار خلیل الرحمن سے تا ہنگام موسیٰ پانسو پینسٹھ اور ایام حضرت
موسیٰ سے تا زمان حضرت سلیمان علیہ السلام پانسو چھتیس اور حضرت سلیمان کے وقت سے
تا زمان ذی القرنین رومی بروایت سو ستر اور ہنگام اسکندر سے تا زمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام
تین سو انہتر اس تقدیر پر روزگار حضرت آدم سے تا ایام حضرت عیسیٰ پانچ ہزار پانسو بائیس برس ہوئے
اور ابوالفتح ناصر بن محمد النصیبی نے کہ مؤلف معارف ہے بروایت وہب بن منبہ روایت کی ہے کہ عمر
حضرت آدم علیہ السلام کی ہزار برس کی تھی اور ہنگام انتقال ابوالبشر سے تا وقوع طوفان دو ہزار
دو سو چالیس سال اور طوفان سے تا وقت رحلت حضرت نوح تین سو پچاس برس اور وفات حضرت
نوح علیہ السلام سے تا انتقال حضرت ابراہیم علیہ السلام دو ہزار دو سو چالیس برس اور درمیان
حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے سات سو برس اور حضرت موسیٰ سے تا حضرت داؤد
علیہما السلام پانسو برس اور حضرت داؤد سے تا حضرت عیسیٰ علیہما السلام ایک ہزار ایک سو برس ہوئے

حضرت عیسیٰ کے آسمان پر جانے سے تا ولادت حضرت خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام چھ سو بیس برس ہوئے اس تقدیر پر پیدائش حضرت آدم سے تا زمان میلاد سید عالم علیہما السلام آٹھ ہزار سات سو چھاون سال ہوئے اور حسین بن حمزہ اصفہانی کہ ناظمان مناظم سخندانی میں بمزید اعتبار شہرت رکھتا ہے روایت کی ہے کہ از روز آفرینش حضرت آدم تا ولادت حضرت نوح علیہ السلام ایک ہزار چھپن برس ہوئے اور ولادت حضرت نوح سے تا میلاد حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک ہزار آٹھ سو بانوے برس اور تولد حضرت ابراہیم سے تا زمان قدوم حضرت یعقوب علیہما السلام مصر میں دو سو نوے سال اور قدوم مصر حضرت یعقوب علیہ السلام سے تا وقت وفات انکے سترہ برس اور وفات حضرت اسرائیل علیہ السلام سے تا بنائے بیت المقدس چار سو اسی برس اور بنائے بیت المقدس سے تا ہنگام خراب ہونے اسکے چار سو دس برس اور خرابی بیت المقدس سے اس وقت کہ عمر بن الخطاب نے اسکو مفتوح کیا ایک ہزار پانسو چون برس اس روایت سے تا زمان خلقت ابو البشر سے تا آوان ہجرت شفیع روز محشر علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ پانچ ہزار چھ سو نناوے برس ہوئے اور افضل الآخرین مولانا کمال الدین حسین خوارزمی نے مقصد اقصیٰ میں لکھا ہے کہ ولادت خاتم الانبیا سے تا حضرت عیسیٰ علیہما السلام چھ سو بیس برس اور حضرت عیسیٰ سے تا حضرت داؤد علیہم السلام ایک ہزار دو برس اور حضرت داؤد سے تا حضرت موسیٰ علیہما السلام پانسو برس اور حضرت موسیٰ سے تا حضرت ابراہیم علیہما السلام سات سو ستر برس اور حضرت ابراہیم سے تا حضرت نوح علیہ السلام ایک ہزار چار سو بیس سال اور طوفان نوح سے تا حضرت آدم علیہما السلام دو ہزار دو سو چالیس برس اس صورت میں حضرت خاتم سے تا وقت خلیفہ اعظم صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہما چھ ہزار سات سو بچاس ہوئے ہیں واللہ اعلم بالصواب

جدول تعداد تعیین مدت عالم کون و فساد از روز خلقت حضرت آدم تا ولادت باسعادت خاتم الرسالت صلوات اللہ علیہم اجمعین

روایت از ابن عباس	ابو الفتح ناصر بن محمد الکعبی	حسین بن حمزہ اصفہانی	مولانا کمال الدین حسین خوارزمی
از حضرت آدم تا طوفان نوح علیہما السلام	عمر حضرت آدم علیہ السلام	از پیدائش حضرت آدم تا ولادت حضرت نوح	از ولادت خاتم الانبیا تا حضرت عیسیٰ
ا ء ا صہ سال	الف سال	الف ی سال	ما ع سال
از طوفان نوح تا وقت حضرت ابراہیم	از حضرت آدم تا وقوع طوفان	از ولادت نوح تا ولادت ابراہیم	از حضرت عیسیٰ تا حضرت داؤد
الف ع سال	ا ء ا لف سال	الف ا صب سال	الف ا سال
از حضرت ابراہیم تا حضرت موسیٰ	از طوفان تا وفات نوح	از تولد ابراہیم تا زمان قدوم حضرت یعقوب مصر تا الوسال	از حضرت داؤد تا حضرت موسیٰ
صا ص سال	ما ص سال		صا سال

از حضرت موسی تا حضرت سلیمان علیہما السلام [illegible] سال	از وفات حضرت نوح تا انتقال حضرت ابراہیم [illegible] سال	از قدوم حضرت یعقوب در مصر تا وقت وفات [illegible] سال	از حضرت موسی تا حضرت ابراہیم [illegible] سال
از حضرت سلیمان تا زمان اسکندر ذوالقرنین [illegible] سال	درمیان حضرت ابراہیم و حضرت موسی [illegible] سال	از وفات حضرت یعقوب تا بنای بیت المقدس [illegible] سال	از حضرت ابراہیم تا حضرت نوح [illegible] سال
از اسکندر تا حضرت عیسی [illegible] سال	از حضرت موسی تا حضرت داؤد [illegible] سال	از ابتدای بنای بیت المقدس تا خرابی شدن دوم [illegible] سال	از طوفان نوح تا حضرت آدم علیہ السلام [illegible] سال
	از حضرت داؤد تا حضرت عیسی [illegible] سال	از خرابی بیت المقدس تا زمانیکہ [illegible] [illegible] سال	
	از عروج حضرت عیسی تا زمان ولادت خاتم المرسلین [illegible] سال		
سب [illegible] سال	سب [illegible] سال	سب [illegible] سال	سب [illegible] سال

باب پہلا بیچ بیان پیدائش نور سرور عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور پیدائش تمامی چیزوں کے اسی نور سے اور اس باب میں دو فصل ہیں فصل پہلی بیچ پیدائش نور محمدی اور ظہور مصطفی کا بیان اسی نور سے ارباب خبر اور اصحاب بصائر پر پوشیدہ نہ رہے کہ بیچ مدارج النبوۃ کے لکھا ہے کہ چار حدیثیں درمیان محدثوں کی مشہور ہیں ہر ایک انہیں سے دلالت اس بات پر کرتی ہے کہ اول مخلوقات کا ایسا چیز ان چار چیزوں میں سے ہو چنانچہ پہلی حدیث یہ ہے اول ما خلق اللہ نوری یعنے پہلے وہ چیز کہ پیدا کی اللہ تعالی نے نور میرا تھا اور دوسری حدیث اول ما خلق اللہ روحی یعنے اول جو چیز کہ پیدا کی اللہ تعالی نے روح میری تھی اور تیسری حدیث اول ما خلق اللہ العقل یعنے جو چیز کہ پہلے پیدا کی اللہ تعالی نے عقل تھی چوتھی حدیث اول ما خلق اللہ القلم یعنے پہلے وہ چیز کہ پیدا کی اللہ تعالی نے قلم تھا ہر ایک ان حدیثوں سے دلالت کرتی ہے کہ اول پیدائش ان چاروں چیزوں میں سے تھی لیکن صورت تناقض کی ایسی صورتوں میں ہو جیو کیونکہ واسطے کہ مرتبہ اول ہونیکا سوا ایک چیز کے نہیں ہو سکتا ہو نہیں تطبیق درمیان ان چار حدیثوں کی بے تقدیر صحیح ہونے انکے تاویل ہے اسطرح پر کہ اکثر محدثوں نے اس امر کو بیان کیا اول پیدائش نور پیغمبر ہماری کی ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اول ہونا روح اور عقل اور قلم کا اضافی ہے یعنے اول مخلوق ارواحوں میں روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھی اور اول مجردات میں عقل تھی اور اجسام میں قلم تھا واللہ اعلم اور ابو ہریرہ نے نبی سے روایت کی ہے کہ نور حضرت سے [illegible] کا بنایا گیا کہ ہزار برس پہلے سب موجودات سے موجود تھا اور ایک مدت تک [illegible] پیغمبر [illegible] رہا

رہا اسوقت کہ ساتھ تسبیح و حضرت معبود کے مامور ہوا سو برس تک کہ ہر دن اسوقت کا ہزار برس کے برابر تھا
بنسبت اس زمانہ کے سو برس تک میں رہا اور تسبیح کرتا رہا پھر حق سبحانہ تعالی نے اس نور سے ایک جوہر
پیدا کیا اور بیچ نظر قدرت اپنی کے منظور فرمایا پھر وہ جوہر ہیبت اس نظر سے پانی ہو گیا اور ہزار برس تک
جاری رہا اور ایک لحظہ کسی جگہ قرار نہ پکڑا پھر اسکے تئیں اللہ تعالے نے دس قسم کیا پہلی قسم سے عرش
پیدا کیا اور اسکے تئیں چار لاکھ رکن عنایت کئے کہ ایک رکن سے دوسرے رکن تک چار لاکھ برس کی راہ ہے
تفسیر کشاف میں ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے عرش کے تئیں جوہر سبز سے پیدا کیا کہ درمیان دو کونوں میں
اسکے [illegible] اسی ہزار برس کی راہ ہے اور بیچ معالم التنزیل کے سورہ غافر میں شہر بن حوشب سے
نقل کی ہے کہ حاملان عرش آٹھ فرشتے ہیں چار اول ان سے کہتے ہیں سبحانک اللھم وبحمدک لک و
الحمد علی حلمک بعد علمک اور چار دوسرے کہتے ہیں سبحانک اللھم وبحمدک لک الحمد علی عفوک بعد
قدرتک اور بیچ معالم التنزیل کے سورہ الحاقہ میں ہے کہ حاملان عرش آج چار ہیں قیامت کے دن آٹھ ہونگے
کی شکل کے [illegible] فرشتے انکے [illegible] تک پانسو برس کا راستہ ہے اور ہر ایک کے چار منہ ایک آدمی کا اور ایک
گاؤ کا اور ایک شیر کا اور ایک کرگس کا اور بعضے کہتے ہیں کہ حاملان عرش آٹھ صف ملائکہ سے ہیں اور معالم
التنزیل میں ہے کہ بعضوں نے آٹھ جو کہے ہیں حق کہے ہیں کہ پاؤں کہاں ہیں عرش کو اوپر کاندھوں
اپنے کے اور پاؤں انکے ساتویں زمین پر ہیں اور بیچ کشاف کے تفسیر اول تحت آیۃ الذین یحملون
العرش کے ہے اور بیچ حدیث نبوی اور قول بغوی کے بھی آیا ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے
بیچ ملائکہ کے تئیں حکم فرمایا کہ ہر صبح و شام از روے اجلال و اکرام ساتھ سلام حاملان عرش
کے قیام کریں اور ستر ہزار صفیں ہیں کہ عرش کے تئیں گھیرے ہوئے ہیں اور گرد عرش کے طواف
کرتے ہیں اور تہلیل کرتے ہیں اور انکے پیچھے لاکھ صفیں اور ہیں کہ داہنے ہاتھ اپنے کو اوپر بائیں ہاتھ
کے رکھے ہوئے ہیں دست بستہ تسبیح کہتے ہیں اور بیچ تفسیر قرطبی کے سورہ غافر میں کعب الاحبار
نے کہا ہے کہ جب اللہ تعالی نے عرش کے تئیں پیدا کیا اور عرش نے اپنے ساتھ عظمت کے دیکھا کہا کہ خدا
تعالے نے کوئی مخلوق مجھسے بزرگتر نہ پیدا کی پس اللہ تعالی نے اسکے تئیں ساتھ ایک سانپ کے مطوق کیا کہ
ستر ہزار اسکے بازو ہیں اور ہر بازو میں ستر ہزار پر ہیں اور ہر پر میں ستر ہزار چہرے ہیں اور ہر چہرہ میں
ستر ہزار منہ اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں کہ ہر منہ اور زبان سے تسبیحیں بعدد قطرہ ہاے باران
اور بعدد برگہاے بیابان اور بشمار برگہا درختان اور بعدد ذرہ ہاے خاک اور بشمار ایام دنیا اور بعدد
ملائکہ کرتے ہیں اور وہ سانپ عرش سے لپٹا ہوا ہے اور عرش اسکے ساتھ زیب و زینت [illegible]
فقیہ ابو اللیث میں مذکور ہے کہ بیچ حدیث کے آیا ہے کہ خدا تعالے نے نیچے عرش کے ایک مرغ
پیدا کیا ہے اسکے دو بازو ہیں جب انکو کھولتا ہے مشرق سے مغرب تک تجاوز کرتا ہے اور جنبات آخر [illegible]

سے دونوں بازو اپنے ہلاتا ہے اور ساتھ کہنے تسبیح سبحان الملک القدوس کے مشغول ہوتا ہے اور سو وقت
تمام روے زمین کی مرغ اپنے بازو ہلاتے ہیں اور یہ تسبیح آغاز کرتے ہیں اور روی ہے خواجہ عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے مرغ سفید کو گالیان نہ دو اور برا نہ کہو کہ آدمی کو نماز کیواسطے ہوشیار کرتا ہے اور قسم دوم
سے قلم کو پیدا کیا طول اسکا پانچسو برس کی راہ ہے اور عرض اسکا چالیس برس کی راہ اور قسم تیسری سے
لوح محفوظ کو پیدا کیا اور وہ ایک دانہ موتی سے ہے اور کنارے اسکے جواہر سے مرصع ہیں اور غلاف
اسکا یاقوت سرخ سے ہے بیچ تفسیر تیسری کے ہے کہ لوح کو ایک موتی سفید سے پیدا کیا اور کنارے
یاقوت سرخ سے ہیں سر اسکا عرش سے ملا ہے اور تہ اسکا گود میں فرشتہ کی ہے یعنی کہ پیدا وسط اور چوڑائی
اسکی زمین سے آسمان تک ہے تفسیر مدارک التنزیل میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ پیدا کیا لوح کو
موتی سفید سے ہے اور طول اسکا زمین سے آسمان تک اور عرض اسکا مشرق سے مغرب تک
قلم نور ہے اور تمام چیز اسمین مسطور ہے پس قلم نے لوح پر لکھا جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اور قسم چوتھی سے چاند
کو پیدا کیا اور قسم پانچویں سے سورج کو پیدا کیا ریاض المذکورین میں لکھا ہے کہ میدان آفتاب کا دو ہزار اور
چار لاکھ فرسنگ ہے اور ہر روز اسکو ایک نور عرش کا پوشیدہ کرتا ہے اور حرارت اس نور کی اسکو دیتا ہے اور
دوسرے دن اس حرارت کو اس سے کھینچکر جہنم میں ڈالتا جاتا ہے قیامت کے دن بسبب نور جرم آفتاب کے
لیکر عرش کو دینگے اور تمام حرارتین جہنم آفتاب میں رکھینگے کہ تاریکی بغایت اور گرمی اسکی نہایت کو
پہنچیگی اور بقول حکما عرصہ چاند کا تیسرا حصہ تمام روے زمین کا ہے اور عرصہ سورج کا ایک سو
چھیاسٹھ حصہ زیادہ زمین سے ہے اور احیاء العلوم میں بھی اسیطرح سے ہے اور قسم چھٹی سے ستارونکو
پیدا کیا جو کہ آسمان پر یا ساتوین آسمان پر اور قسم ساتوین سے بہشتین پیدا کیا اور قسم آٹھوین سے
فرشتون کو پیدا کیا اور انکی انواع اور اقسام مختلف کی اور طرح طرح کی صورتین بنائین بعضونکی صورت
گاؤ کی اور بعضونکی مانند پریون کے اور بعضے کرگسون کی اور بعضے مانند سانپ کے بستان فقیہ
ابو اللیث میں ہے کہ بیچ حدیث کی آیا ہے کہ بعضونکا آدھا بدن اوپر کا برف سے اور آدھا بدن نیچے کا
آگ سے پیدا کیا اور یہ تسبیح سبحان من الف بین الثلج والنار یعنی پاکی خاص اس خدا کو کہ الفت
رکھی اور سازواری دی درمیان برف اور آگ کی اور بیچ قصص الانبیاء عربی کی ہے کہ آسمان پہلا
زمرد سبز سے ہے اور فرشتے رہنے والے اسکے گاؤ کی صورت ہیں اور آسمان دوسرا یاقوت سرخ سے ہے
اور فرشتے رہنے والے اسکے عقاب کی صورت ہیں اور آسمان تیسرا یاقوت زرد سے ہے اور رہنے والے اسکے
کرگسون کی صورت ہیں اور آسمان چوتھا چاندی سے ہے اور فرشتے رہنے والے اسکے گھوڑونکی صورت
ہیں اور آسمان پانچوان سونے سے ہے اور فرشتے رہنے والے اسکے حور العین کی صورت ہیں اور آسمان
چھٹا موتی سفید سے ہے اور رہنے والے اسکے غلمان کی صورت ہیں اور آسمان ساتوان ایک

اور سے چلا آتا ہوا کہ فرشتے رہنے والے آسمان کے آدمیوں کی صورت میں بعضے قیام میں ہیں یعنی کھڑے ہیں
اور اگر وہ بیچ رکوع کے ہیں اور بعضے سجدے میں ہیں اور بعضے قعود میں ہیں یعنی بیٹھے ہوئے ہیں تا روز قیامت
اور بعضے ثنا اور کاموں اپنے کے مشغول ہیں تفسیر معراج میں سے کہ بیچ تفسیر عزیزی کے لکھا ہے
نقل کی ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرشتے اور شیطان اور جن اور انس کو پیدا کیا اور ان سبکو دس جزو کیا تو
نو جزو فرشتے اور ایک جز شیطان اور جن و انس پھر اس ایک جزو کے دس حصے کیے تو حصے شیطان اور ایک
حصہ جن اور آدمی پیدا کیے پھر اس ایک حصہ میں جن اور آدمیوں کو دس جز کیا تو جز جن اور ایک
جز وانس پھر ایک حصہ جن آدمی کو پچیس جز کیا ایک جز مسلمان اور چوبیس جز کافر اور ان چوبیس
جزو کافر میں سے بارہ جزو ہنود میں ہیں اور چھ جزو روم میں اور چھ جزو ترک میں اور ایک جزو اہل
اہل اسلام کے تہتر فرقے کیے بہتر گروہ اور ایک ناجی اور تحت زمین سے کرسی کو پیدا کیا اور ساتوں آسمان
اور زمینوں کو اسکے مقابل میں مانند حلقے کے بنایا اور داہنی طرف اسکے دس ہزار کرسیاں رکھیں اور
بائیں طرف بھی اسکے دس ہزار کرسیاں رکھیں کہ ہر کرسی پر فرشتہ بیٹھا ہے آیۃ الکرسی پڑھتا ہوا اور ثواب اسکا
واسطے اعمال آیۃ الکرسی پڑھنے والوں امتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا جاتا ہے اور قسم دوم میں مرغ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کی واسکو پر داہنی طرف عرش کے رکھا اور ساتھ تسبیح و تہلیل الٰہی کی کے ہمیشہ
مشغول کیا اور شرح سفینۃ ازدری کے لکھا ہے کہ ظہور نور حضرت رسالت پناہ کا بصورت مرغ سفید تھا
دریائے جنت میں بزرگ ہاتھی کے برابر چودہ ہزار برس غوطہ کیا سبحان اللہ تسبیح کرتا رہا اور اسکے ایک
چوبیس ہزار بال و پر جب اس دریا سے باہر آیا تو ہر بال و پر سے اسکے بوندیں ٹپکیں اور ہر بوند سے
ایک پیغمبر کی روح پیدا ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ جب وہ مرغ دریا سے باہر آیا
تو اسنے ایک لاکھ چوبیس ہزار دم کھینچے اور اونسے ارواحیں انبیا کی موجود ہوئیں پھر ان دموں
کے نفس باز پس سے تو صدیقوں کی ارواحیں پیدا ہوئیں پھر انھوں نے سانسیں لیں تو ارواحیں
زاہدوں کی پیدا ہوئیں اور انسے ارواحیں مطیعوں کی اور انسے ارواحیں عاصیوں کی چنانچہ اسی سبب سے
مطیع اور عاصی سب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں اور معارج النبوۃ میں تفسیر
بحر العلوم میں نجم الدین نسفی نے لکھا ہے کہ شیخ نجم الدین رازی نے بیچ مرصاد العباد کے لکھا ہے کہ جب وہ نور
لایا ہر ہوا حق تعالیٰ نے نظر رحمت اور محبت سے اوسکو دیکھا حیا اوپر اسکے غالب آئی اور قطرے پانی کے
اس میں سے ٹپکے پس ان قطروں میں سے ارواحیں انبیا کی پیدا ہوئیں اور انسے ارواحیں اولیا کی
اور انسے ارواحیں مومنوں کی اور انسے ارواحیں عاصیوں کی اور انسے ارواحیں منافقوں کی
اور کافروں کی اور صاف ارواحوں انسان سے ارواحیں فرشتوں کی اور آنسو ارواحیں
جنوں کی اور ان سے ارواحیں شیطانوں کی اور تلچھٹ ارواحوں انسان سے ارواحیں

طرح طرح کے حیوانون کی پیدا کین اور بہشت طرح طرح کے فرشتے اور درخت اور چارون نہر ظاہر
کیے پس جب پیدایش علویہ اور سفلیہ اور ملکیہ اور ملکوتیہ اس نور سے ظاہر ہوئی حاصل یہ کہ تمامی جن
اور آدمی اور جسم اور جان اور فرشتے اور سب طرح کے جانور اور وحوش اور درندے اور سب مخلوقات
موجود ہوا اور دن اور رات اور زمان اور مکین و مکان اور کوہ اور کاہ اور ماہی اور ماہ طفیل وجود باجود
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم کے ظہور مین آئے فصل دوسری بیچ پیدایش سات آسمانون
اور زمین مین اور بیان کیفیت بروج اثنا عشر اور سبع سیارہ اور عناصر اربعہ کی مروی ہے کہ حق سبحانہٗ
تعالی نے اس نور سے ایک دانہ مروارید پیدا کیا اور ساتھ نظر ہیبت کے اسپر نظر کی وہ دانہ پانی
ہوگیا پھر چار ہوائین پیدا کین ایک باد صبا یعنی پُروا اور دوسری دبور یعنی پچھوا تیسری جنوب
یعنی دکھنی اور چوتھی شمال یعنی اوترا پھر ان ہواؤن کو حکم دیا کہ چارون طرف اس پانی کی اوین
بموجب حکم کے چارون گوشہ پانی پر وہ ہوائین آئین اور موجین اوس پانی مین اوٹھین پھر آگ
پیدا کی کہ وہ پانی پر گئی اور ایک دھوان اوٹھکر ہوا مین معلق کھڑا رہا پھر وہ دھوان بفرمان ایزدی
پارہ پارہ ہوگیا ایک پارہ پانی اور پارہ تانبا اور ایک پارہ لوہا اور ایک پارہ چاندی اور ایک پارہ
سونا اور پارہ موتی سفید اور ایک پارہ یاقوت سرخ پانی سے پہلا آسمان پیدا کیا اور تانبے سے
دوسرا اور لوہے سے تیسرا اور چاندی سے چوتھا اور سونے سے پانچوان اور موتی سے چھٹا اور
یاقوت سرخ سے ساتوان اور معالم التنزیل مین سورۂ ملک مین مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ نے
اپنی تفسیر مین کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہ اول آسمان موج آب سے پیدا ہوا ہے اور دوسرا موتی
سفید سے اور تیسرا لوہے سے اور چوتھا تانبے سے اور پانچوان چاندی سے اور چھٹا سونے سے اور ساتوان
یاقوت سرخ سے اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ جواہر آسمان کے سواے جواہر زمینون کے
ہین پس معلوم ہوا کہ روایات ربیع بن انس اور سلیمان فارسی اور کعب الاحبار سے پایا جاتا ہے کہ
آسمان دنیا ایک موج ہے معلق ایستادہ اور آسمان دوسرا چاندی سفید سے ہے اور آسمان تیسرا
لوہے سے اور آسمان چوتھا تانبے سے اور پانچوان سونے سے چھٹا اور زمرد سبز سے اور ساتوان
یاقوت سے ہے سب روایتین تشبیہ پر مبنی ہین یعنی اگر ان جواہرون کو دنیا کے جواہر سے قیاس
کرین تو یہ سب تشبیہ دیے سکین گے اور اسیواسطے ان روایات مین اختلاف بہت ہے اور یہی
دلیل ہے کہ کلام تشبیہ پر مبنی ہے اور اہل حکمت نے بمقتضاے حرکات متفاوتہ کے اسطرح قرار
دیا ہے کہ آسمانون کے نو طبق ہین آسمان اوّل کہ سب کے اوپر ہے اسکو فلک الافلاک کہتے ہین اور
اس حرکت یومیہ کو کہ طلوع و غروب آفتاب اور ستارے بسبب اسکے ہر خاص و عام کو محسوس ہوتے
ہین اسی فلک الافلاک کے ساتھ نسبت کرتے ہین اور طبقہ دوم کو فلک الثوابت کہتے ہین اور حرکت بطیئہ کو اسکی نسبت کرکے اون

صوبوں اور برجوں اور منازل کے کہ پیش و پس ہوتی ہیں انکے ساتھ نسبت کرتے ہیں اور ساتھ آسمان بھی
واسطے سات ستاروں کے ساتھ اس ترتیب کے کہ قمر ہے اور عطارد اور زہرہ اور شمس اور مریخ
اور مشتری اور زحل ثابت کرتے ہیں اور چونکہ دلیلیں عقلی بسبب متضمن ہونے ہفت آسمان ہیں بنا بر
تطبیق قرار دیا اونہوں نے دلیلوں نقلی کے ساتھ ان دونوں آسمانوں زائد کو شرع میں عرش اور کرسی
کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں لیکن پوشیدہ نہ رہے کہ الفاظ وارد ہونے کا معلوم ہوتا ہے کہ واسطے کہ احتمال کہتا ہے
کہ ان سات آسمانوں کو ایک فلک نے بحرکت یومیہ کہ شامل کل اجرام ہے حرکت دیتا ہوا اور سب ستارے
کہ فلک ثوابت میں مرکوز کہتے ہیں بہشتے آسمان زحل میں مرکوز ہوں اور زحل اوس آسمان کی تحتانی
ہیں سات آسمانوں سے زیادہ ثابت نہ ہووے اور چونکہ اوصاف عرش اور کرسی میں روایات مشہور وارد
ہیں اکثر ان دو فلک پر منطبق نہیں ہوتے ہیں پس اولی اور بہتر یہی ہے کہ عدد آسمانوں کے سے
زیادہ نہ ہوں سات قرار دیا ہے اور عرش و کرسی انکے سوا ہے ثابت کرتے ہیں ابو الشیخ نے عظمۃ میں حضرت
مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ نام آسمان دنیا کا رقیع ہے اور نام ساتویں آسمان کا ضراح
ہے اور ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت کی ہے سید السموات السماء التی فیہا العرش و
سید الارضین الارض التی انتم علیہا یعنی سردار آسمانوں کا وہ آسمان ہے کہ جسمیں عرش
ہے اور سردار زمینوں کے وہ زمین ہے کہ اوپر اسکے تم ہو اور ابن حاتم نے حیرہ عرنی سے روایت کی
ہے کہ سمعت علیا قال ذات یوم یحلف والذی خلق السماء من دخان والماء یعنی سنا میں نے
علی کو ایک دن کہ قسم کہاتا تھا کہ قسم ہے اس پروردگار کی کہ پیدا کیا آسمان کو دہویں اور پانی سے اور بیہقی نے
کتاب الاسماء والصفات میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ تفکروا فی کل شیء ولا تفکروا فی ذات اللہ فان
بین السماء السابعۃ الی کرسیہ سبعۃ الاف نور وھو فوق ذلک یعنی فکر کرو ہر شی میں اور فکر کرو ذات
باریتعالی میں اسواسطے کہ ساتویں آسمان سے اسکی کرسی تک سات ہزار نور ہیں اور وہ اوپر اسکے ہے اور یہ بھی جاننا چاہیے
کہ تعداد عرش اور کرسی کے جدا جدا ہونا انکا آجتک بدلیل قطعی ثابت نہیں ہے بلکہ بہت دلیلوں سے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سات آسمانوں کے اوپر ایک جسم لمبا چوڑا اور توسط انوار سے بہرا ہوا ایک جسم ہے نورانی
اسی جسم کا نام عرش نام رکھتے ہیں کبھی کرسی اور وہ جسم سب آسمانوں اور زمینوں کو محیط ہے وسع
کرسیہ السموات والارض سے بھی اسی معنی کی تائید ہوتی ہے اور تفسیر قولہ تعالی والسماء
ذات الرجع لکہا ہے کہ سب آسمانوں کو اللہ تعالی نے ایک گردش دی ہے کہ ساتھ حرکت دوری کے
یعنی بسبب گردش کر کے اپنی وضع متروکہ پر پہر آجاتا ہے اور یہ ہر دورہ روز و شب ہر چیز واسکا اپنی
جگہ پر رجوع کرتا ہے کہ بعضے کواکب کو ایک برس کو اور بعضے کو ایک مہینے میں اور بعضے زیادہ اس سے اپنی
اوضاع متروکہ پر رجوع کرتے ہیں اور صانع مطلق نے اپنی حکمت کاملہ سے طبقات آسمانوں کو

ان ستارون کی روشنی ہے کہ بسبب دور ہونے کے ہمین منور کیا یا بسبب غروب ہونے آفتاب کے انکی شعاع سے
تاریکی زائل ہوتی ہے اور مسافر بحر و بر کو جو مسافت طے کرتے ہین ہدایت حاصل ہوتی ہے اور شیاطین سے
آسمان محفوظ رہے کیونکہ اسواسطے کہ مادہ پیدائش شیاطین کا دھوان ہے اسلیے یہ فرقہ ظلمت تیرگی کو
دوست رکھتا ہے اور روشنی سے بھاگتا ہے اور وقوع ان ستارون کا متفرق اور مختلف اور
قریب اور بعید آسمانون مین اسواسطے ہوا ہے کہ مشابہ صورت بعض جانورون کے دکھائی دیتے ہین
چنانچہ مراد بروج آسمان سے کہ جسکا کلام باقی کے ثابت ہوتا ہے یہی صورتین مخصوصہ ہین ورنہ سعادت و نحوست کو
اور نیکی اور بدی جو نسبت کیجاتی ہے ساتھ آسمانون کے وہ اثر گردش آسمانی اور تاثیر نجوم اور بروج سے
ہوتا ہے جیسا کہ تفسیر عزیزی مین بیچ تفسیر وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ کے تفصیل لکھا ہے اور بروج کا
ترجمہ اسطرح کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ بسبب گردش آفتاب بیچ آسمان کے ایک دائرہ پیدا ہوتا ہے
کہ اوسکو دائرۃ البروج کہتے ہین اور منطقہ اوس دائرہ کو بیچ ثلث الکیال کے تمام کرتا ہے اور اوس دائرہ
کو بارہ حصون پر تقسیم کیا ہے ہر حصہ اسکا موسوم ساتھ برج کے ہوا ہے اسواسطے واضح ہو کہ بارہ برجین
آسمان مین نہین ہین اور انحصار اس تقسیم کا اوپر بارہ قسم کے ہے کہ زیادہ ہو نہ کم علمی سنے بیچ
ذہنون جمیع بنی آدم کے اتفاق کیا ہے کہ ہمیشہ وہ اتفاق ہوا اور جملہ یونانی اور کل فارسی اور سارے عرب
اور تمام فرنگی اور حبشی قومین کہ وجود انکا اطراف عالم مین ہے اتفاق اسپر رکھتی ہین لہذا مدت دوری آفتاب
کی بیچ چوتھے حصہ چار روز کمتر سے فلک کو ایک فصل مقرر کی ہے کہ جو اور خاصیت اسکی مخالف دوسرے
کے ہے مانند بہار و خریف اور تابستان اور زمستان اور ہر فصل کو تین حالتین ضرور ہین ایک
ابتدا ایک اوسط ایک انتہا کہ حکم اس فصل کا بیچ قوت اور ضعف کے مختلف ہوتا ہے لا جرم تقسیم فلک
کی ساتھ بارہ قسمون کے واجب ہوئی اور اس قسم کا ایک برج نام رکھا اور نیز آفتاب کو بیچ عرصہ
ایک دورہ تمام اپنے کے بارہ مرتبہ ساتھ ماہتاب کے اتفاق ایک جگہ ہونیکا پڑتا ہے اور ہر اجتماع
شمس و قمر کا آغاز ماہ قمری ہے اسواسطے فلک کو بعدد اجتماعات شمس و قمر بارہ حصہ کیا ہے اور ہر
حصہ کو ایک برج بنایا ہے اور ہر برج کو موافق اسی صورت کے کہ بسبب جمع ہونے ستارون کی پیدا ہوئی
ہے اس برج کو ساتھ اسکے نامزد گردانا ہے مثل حمل اور ثور اور جوزا اور سرطان اور اسد اور سنبلہ
اور میزان اور عقرب اور قوس اور جدی اور دلو اور حوت اور ہر ایک کو ان برجون مین سے بمقدار
ایام حرکت آفتاب تیس قسم کیا ہے اور ہر قسم کا ایک برج سے درجہ نام رکھا ہے اور ہر درجہ کو ساٹھ قسم
کر کے ہر قسم کا اس درجے سے دقیقہ نام کیا کہ لغت ہندیہ مین تخمینًا قطع اس مقدار کو گھڑی کہتے ہین
اور ہر دقیقہ کو ساٹھ قسم پر تقسیم کر کے ثانیہ کہا کہ ہندی مین اسکو پل کہتے ہین اور ہر ثانیہ کو ساٹھ قسم
کر کے ثالثہ نام کیا کہ اسکو ہندی مین بپل کہتے ہین و علیٰ ہذا القیاس فی بارہ برج باہم صورت اور احکام مین

اختلاف تمام رکھتے ہیں پس حمل بصورت بزرہ گوسفند کہ دنبہ کے بچہ کی شکل ہے کہ سر جانب مغرب اور
دم طرف مشرق رکھتا ہے اور منہ پیچھے کو کر کے دیکھ رہا ہے اور تیرہ ستارے اسکی صورت میں واقع ہوئے ہیں
بیس ستارے ہیں اور پانچ ستارے اور بھی اسکی صورت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں کہ صورت سے خارج
واقع ہوئے ہیں اور ثور ایک گاو کی صورت ہے کہ سر اسکا جانب مشرق ہے اور دم اسکی جانب مغرب اور دو
اسکی بتیس ستاروں سے مرکب ہے اور ستارہ کی شکل میں الثور اور ثریا کہ شکل خوشہ انگور ہے اور اور ستارے
بھی اسکی صورت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اگرچہ اسکی صورت سے خارج ہیں اور جوزا بصورت دو لڑکے
باہم لپٹے ہوئے اور چسپان کہ سر انکے جانب شمال اور مشرق اور پاؤن انکے جانب جنوب اور مغرب ہیں اور اٹھارہ
ستارے اس کی صورت میں داخل ہیں اور سات خارج کہ [illegible] ہیں اور سرطان بصورت
ایک جانور معروف کہ اسکو فارسی میں خرچنگ اور ہندی میں کیکڑا کہتے ہیں اور نو ستاروں سے
اسکی صورت نے ترکیب پائی ہے اور اور ستارے بھی مثل قلب الاسد اور زبرہ اسکے ساتھ تعلق
رکھتے ہیں اور اسد بصورت شیر بیشہ بطرف مغرب اور پشت بجانب شمال اور ستائیس ستارون سے ترکیب ہے
ستائیس داخل اور آٹھ خارج اور ان ستارون میں کہ داخل ہیں ایک ستارہ ہے کہ نہایت روشن اور سرخ
ہے اسکو قلب الاسد کہتے ہیں اور سنبلہ ایک صورت کی شکل ہے اور اسکی ہاتھ میں ایک خوشہ ہے سر اسکا
عورت کا بجانب دنبال اسد اور پاؤن اسکے بجانب میزان اور چھبیس ۲۶ ستارون سے مرکب ہے
اور اور ستارے بھی اسکے ساتھ متعلق ہیں اور منجملہ اس ہاتھ کے کہ اسمین خوشہ ہے ایک ستارہ ہے
کہ اسکو سماک اعزل کہتے ہیں اور میزان بصورت ترازو ہے آٹھ ستارون سے مرکب اور عقرب بچھو کی شکل
اکیس ستارون سے مرکب اور پھر قلب العقرب اور اکلیل ستارے بھی اسکے ساتھ متعلق ہیں اور قوس
ایک مرد کی شکل ہے کہ تیر و کمان ہاتھ میں ہے اکتیس ستارون سے مرکب ہے اور جدی بصورت بزغالہ یعنی
بکری کے بچے کی شکل اٹھائیس ستارون سے مرکب اور سعد ذابح بھی اسکے ساتھ متعلق ہے اور دلو بھی
ایک مرد کی شکل ہے کہ ایک ڈول کنوئین میں سے نکال کر ہاتھ میں لیے ہوئے اور اسمین [illegible] زمین
پر پانی گرا رہا ہے اور صورت اسکی بیالیس ۴۲ ستارون سے مرکب ہے اور حوت دو مچھلیونکی شکل ہے کہ باہم
پشت اور شکم ملے ہوئے ہیں [illegible] ایک [illegible] ہیں [illegible] کہتے ہیں کہ جنوب کی جانب اور ان
دو مچھلیونکی صورت چونتیس ستارون سے مرکب ہے اور پوشیدہ نہ رہے کہ ستارے ہیں [illegible] ثوابت کہ جنکو
بالذات حرکت نہیں ہے بلکہ بحرکت فلک ہشتم آسمان کے بالعرض حرکت کرتے ہیں اور شمار انکا بجز باری تعالی کوئی
نہیں جانتا ہے اور دوسرے ستارے ہیں کہ وہ سات ہیں اور سیارہ کہلاتے ہیں [illegible] آیہ ولقد زینا السماء الدنیا
بمصابیح یعنی اور تحقیق زینت دی ہمنے آسمان دنیا کو کہ نزدیک ہے [illegible] چراغ [illegible]
ساتھ چراغون بہت سے کہ اس آسمان سے درجہ بدرجہ متعلق ہیں اسطرح ہے کہ ثوابت کرسی میں اور زحل

ساتوین آسمان مین اور مشتری چھٹے مین اور مریخ پانچوین مین اور آفتاب چوتھے مین اور زہرہ تیسرے مین
اور عطارد دوسرے مین اور قمر پہلے مین کہ آسمان دنیا مراد ہے اور روشنی ان سب چراغون کی آسمان
اسفل مین ہیچ کر اسی نیچے کے آسمان کو کہ آسمان دنیا ہی زینت فراوان بخشتے ہین اور بیان اختلاف
احکام بروج اسطرح پر ہے کہ حمل خانہ مریخ ہے اور حمل مذکر اور شرف آفتاب انیسوین درجہ مین
ہے اور ہبوط زحل کبھی اکیسوین درجہ مین ہے اور حمل مذکر اور نہاری اور حار یابس اور صفراوی اور
برج منقلب اور ربیعی اور شمالی ہیا ستے ہین اور ثور خانہ زہرہ ہے اور وبال مریخ اور شرف قمر تیسرے
درجہ اسکے مین ہے اور اسکو مونث اور لیلی اور سرد و خشک اور سوداوی اور ثابت گمان کرتے ہین
اور جوزہ خانہ عطارد ہے اور وبال مشتری اور شرف راس اور ہبوط ذنب اور اسکو مذکر اور نہاری
اور گرم و تر اور دموی اور ذو جسدین کہتے ہین اور سرطان خانہ قمر ہے اور وبال زحل اور شرف مشتری
اور ہبوط مریخ اور مونث اور لیلی اور برج منقلب اور اسد خانہ شمس ہے اور وبال زحل ہی اور اسمین
اور ہبوط نہین ہے اور ثابت ہے اور مذکر اور نہاری اور حار یابس اور صفراوی اور سنبلہ خانہ عطارد ہی اور
شرف عطارد اور وبال مشتری اور ہبوط زہرہ اور ذو جسدین اور مونث اور لیلی اور سرد و خشک اور
سوداوی اور میزان خانہ زہرہ ہے اور وبال مریخ اور شرف زحل اور ہبوط آفتاب اور برج منقلب
اور مذکر اور نہاری اور گرم و تر اور دموی اور عقرب خانہ مریخ ہی اور وبال زہرہ اور ہبوط قمر اور برج
ثابت اور مونث اور سرد و تر اور بلغمی اور قوس خانہ مشتری ہے اور وبال عطارد اور شرف ذنب اور
ہبوط راس اور ذو جسدین اور مذکر اور نہاری اور گرم و خشک اور صفراوی اور جدی خانہ زحل ہے
اور وبال اور قمر اور شرف مریخ اور ہبوط مشتری اور برج منقلب اور مونث اور دلو خانہ زحل ہی اور
وبال آفتاب اور کسی ستارہ کو اس سے شرف اور ہبوط نہین ہے اور برج ثابت ہی اور ہوائی گرم و تر
اور مذکر اور نہاری اور حوت خانہ مشتری ہے اور وبال عطارد اور شرف زہرہ اور مونث اور لیلی اور
سرد و تر اور بلغمی اور ذو جسدین ہے اور بالجملہ خواص اور احکام ظاہرہ ان بروج کی کہ نسبت با وہان
عوام خلق پر روشن اور پیدا ہے اختلاف فصول ہی کہ اسکی ضمن مین عزت اور ذلت تمام عالم مین
تعاقب و تبادل کرتی ہین اور ہر سال مین یہ انقلاب واقع ہوتا ہی اور پھر اور سال مین اسی وضع گذر کر
عزت معقود اور ذلت معدوم ہو کر عود کرتی ہی اور جاننا چاہیے کہ زینت دینی مکان کی چراغون کی ساتھ
موقوف اس امر پر نہین ہے کہ وہ سب چراغ اس مکان مین موضوع ہون بلکہ یہ معمول بھی نہین طرق
مکان کی زینت دینے کا چراغون کے ساتھ یہی ہے کہ اس مکان کے اوپر دریچون اور بلند طاقون
مین لٹکا دین تا ان چراغون کی شعاع سب مکانین منتشر اور سرایت کرے اور اگر چراغون کو اس
مکان مین رکھین تو انتشار روشنی ان چراغون کا اس مکان مین نہین ہوئیگا پس اسی آیت سی ہوتا

کواکب کا آسمان کے نیچے سمجھنا خلاف عرف ہے اور حقیقت میں قرین ساتھ جمیع انوار کواکب کے بھی آسمان
ہو کے سبب پائین ہو اور اسپر سے سب کی شعاع پڑتی ہے علی الخصوص ساکنان زمین کی نظر میں بسبب شفاف
آسمانوں کی کبھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کواکب اسی آسمان میں ہیں اور زینت میں وہی امر معتبر ہے
کہ موافق اسکی نظر کے ہو نہ وہ کہ واقع میں ہے اور اسواسطے چاندی کو زر اندود کر کے ملمع کرتے
ہیں تاکہ اونکی نظر میں ہر زمین معلوم ہووے اور ایک چراغ کو آئینہ ہزار میں رکھتے ہیں
تا چراغ بیشمار نظر آویں اور زینت حاصل ہووے اور آسمان دنیا کو اسواسطے مقرر رکھا ہے کہ آسمان دنیا
بمنزلہ دروازہ عالم علوی کے ہے کہ جیسے ہر ایک بادشاہی در کے اور دروازے کی زیب و زینت کرتے اور نگاہبانی
اور چوکیدار اسپر معین کرتے اور توپ اور طبلہ اسپر بیٹھا رکھنا موافق تزک بادشاہی کے ضرور ہے تاکہ وجعلنٰہا
رجوما للشیاطین یعنی اور گردانا ہمنے ان چراغوں کو بمنزلہ طبلہ اور توپ کے کہ ہوتی ہیں چوہر واسطے شیاطین
یعنی سبب سنگسار کرنے شیاطین کے ہر بار وہ وردی اختیار اور چاہیں کہ بہ برات عالم علوی کو جاوے
تا اُن خبروں اور تدبیروں کو آدمیوں میں پہنچا دیں اور اُنکے اعمال کو فاسد کریں اور اسکے تفسیر
اور نکتہ دیگر و یک عالم الغیب اور شریک تیرا ثابت المیت ظاہر کریں اور طریق رجم شیاطین کا کواکب کے
ساتھ اسطرح ہوتا ہے کہ فرشتے روشنی کواکب کی آسمان دنیا میں جمع میں ایک آتش روشن کرتے ہیں
اور اُس آگ کو ہر شیطان پر مارتے ہیں اور مروی ہو کہ نیچے آسمان کے ایک دریا ہو کہ عمق اُسکا تین
فرسنگ ہے اور ہوا میں معلق ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر وہ دریا آفتاب کے حائل
ہو کر حجاب نہوتا تو جو چیز کہ روے زمین پر ہے جل جاتی اور اگر چاند پر آفتاب نہ کھینچتا تو جو کوئی اُسکو دیکھتا مفتون
اور فریفتہ اُسکا ہوتا کشف الاسرار میں ہے کہ ابر ایک جسم ہو خالی پانی سے جب اللہ تعالی ارادہ
کرتا ہے کہ مینہ برساوے اُس دریا سے وہ پانی لاتا ہے اور برساتا ہے معارج النبوت میں مذکور ہے کہ تفسیر
بحر العلوم میں امام نجم الدین نسفی نے لکھا ہے اور روایت جعفر صادق کی بھی اسکے ساتھ متفق ہو کہ نور
حضرت سید السادات کا سب مخلوقات سے دس لاکھ اور ستر ہزار اور نو سو برس پہلے موجود تھا اور اُس
کے واسطے حجاب ترتیب دی تھی اور ایک ایک حجاب میں محفوظ رکھا تھا چنانچہ ہر حجاب میں حجابوں قدرت
اور عظمت اور منت اور رحمت اور سعادت اور کرامت اور منزلت اور ہدایت اور نبوت اور رفعت اور ہیبت
اور شفاعت میں کئی ہزار برس رکھا اور ہر حجاب میں تسبیح کیا کیا پھر دریاؤں میں دریاؤں رحمت اور
شکر اور صبر اور سخاوت اور انابت اور یقین اور علم اور قناعت اور محبت میں کئی ہزار برس غوطے
دیے پھر کئی ہزار برس مقام توحید اور معرفت اور ایمان اور اسلام اور خوف و رجا اور خشوع و خضوع
اور انابت اور خشیت میں رہا اور بعد اسکے گنج قرن سجدے میں رہا اور ایک عمر رکوع میں
اور چند سال مشغول قیام اور تشہد اور سلام تھا چنانچہ اُس نور کی نماز کے سبب سے

امت پر نماز فرض ہوئی جب فارغ ہوا تو خطاب آیا کہ اے نور حبیب میرے تو کوئی اچھی خدمت کی
اپنے جی سے کوئی خدمت چاہ نور نے کہا الٰہی ایسا چاہتا ہوں کہ تو نے میرے شگون میں اللہ یعنی پیچھے تو لکھے
امت کو اس سے اور آدمی ساعت میں اندر سے بشریت کے تقصیر واقع ہوگی سب میں نماز پڑھنا زاری کا
حق میں کرتا ہوں اور خلعت مغفرت اسکے واسطے چاہتا ہوں خطاب آیا کہ اے نور میرے حبیب کے
اچھا خاصہ تو نے چاہا یہ بھی تجھے بخشا آیا جب نور نے یہ آواز سنی اپنے جی میں نہایت خوش ہوا
اور چند قطرے اُس نور سے ٹپکے حق تعالیٰ نے ایک قطرہ انہیں سے بیچ قدرت اپنی کے لیا اور ایک لاکھ چوبیس
ہزار حصہ اسکو کیا ہر قسم سے روح ایک پیغمبر کی پیدا کی پھر ایک اور قطرے کو چار قسم کیا ایک سے جبرئیل کو
پیدا کیا اور ایک سے میکائیل اور ایک سے اسرافیل اور ایک سے عزرائیل اور ایک سے رضوان خازن بہشت
پیدا کیا اور قطرہ کو دس قسم کیا ایک سے عرش پیدا کیا اور ایک سے کرسی اور ایک سے لوح اور ایک سے
قلم اور ایک سے چاند اور ایک سے سورج اور ایک سے ستارے اور ایک سے فرشتے اور ایک سے بہشت علیحدہ
رضوان ساتھ ستر ہزار فرشتے اور دسویں قسم سے ایک جواہر پیدا کیا کہ طول اسکا چار ہزار برس کی راہ ہے
اور عرض بھی اُسکا چار ہزار برس کی راہ ہے پھر اس جواہر کو دیکھا اور اسکو اضطراب ہوا آدھا پانی ہو گیا
اور آدھا آگ اُس پانی سے دریا رواں ہوئے اور اُن دریاؤں کی موجیں پیدا ہوئیں اور موجوں کی حرکت سے
ہوائیں چلیں اور اُس آگ کو اس پانی پر غالب کیا کہ پانی جوش میں آیا اور کف پیدا ہوئی اور اُن کفوں سے
زمین موجود ہوئی اور اُن موجوں سے پہاڑ پیدا ہوئے اور کانیں ظاہر ہوئیں اور لوہے پتھر سے آگ روشن
ہوئی کہ اُس سے دوزخ کے درجے و دیگر اور اس آگ کے شعلوں سے ابوالجان پیدا ہوا چنانچہ بیان ہوگا
انشاء اللہ تعالیٰ تفسیر مدارک میں سورہ حم سجدہ میں ہے کہ بیچ حدیث کے آیا ہے بدرستیکہ خدا تعالیٰ
نے اتوار اور پیر کے دن زمین کو پیدا کیا اور امام ابو اللیث نے لکھا ہے کہ منگل کے دن پہاڑ پیدا ہوئے
اور بدھ کے دن درخت اور پانی اور جمعرات کو آسمان اور جمعہ کے دن کواکب اور چاند اور سورج اور
فرشتوں کو ظاہر کیا اور بیچ ساعت آخر روز جمعہ کے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسی ساعت
قیامت قائم ہوگی اور بعضی کتب احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہور قیامت کا درمیان صبح اور طلوع
شمس کے ہوگا چنانچہ مشکوۃ المصابیح اور مفاتیح میں لکھا ہے کہ کوئی جاندار سوا جن و انس کے
نہیں ہے مگر یہ منتظر ہے قیامت کا اور کان لگائے رہتا ہے جمعہ کو وقت صبح سے طلوع آفتاب
تک قیامت کے قائم ہونے کے ڈر سے اور مواہب علیہ میں بیچ تفسیر قول
اللہ تعالیٰ کے والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم کے مذکور ہے کہ حدیث
میں آیا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا زمین اوپر پانی کے تھی اور بیقرار
تھی فرشتوں نے عرض کی کہ یہ جائے قرار کسی کی نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ نے اسپر ایک پہاڑ پیدا کیا

کہ اُسنے قرار پکڑا اور یہ بھی تفسیر میں آیا ہے کہ جب زمین پیدا ہوئی تو نہایت مضطرب تھی اور ٹھہرتی نہ تھی
حق سبحانہ تعالی نے فرشتہ پیدا کیا اور فرمایا کہ زمین پکڑ رہ زمین کو اسکو بوجھ ہوا تھا اور پہاڑوں کو
بیچ زمین کیا اور تفسیر مواہب علیہ میں سورہ لقمان میں ہے کہ ایک جگہ ضحاک سے نقل ہے کہ حق سبحانہ تعالی
نے انیس پہاڑ بیچ زمین کے کہ سبب کھڑی رہی کہ انہیں میں کوہ قاف ہے اور ابو قبیس اور جودی اور لبنان
اور سنیر و نیر اور طور سینا اور سوا اسکے اور عارف ہمالی اعلی سے پہاڑ سے ہوا ہے اور کتاب خیر الملک
میں بیان کیا ہے کہ حق تعالی نے ایک فرشتہ فرشتوں میں سے زمین پر موکل کیا اور رگیں اقلیم و زمین کی
اسکے قبضہ میں دیں جب کسی قوم کو خواب غفلت سے بیدار کرنا چاہتا ہے اُس فرشتے کو فرمان ہوتا ہے
کہ رگ اس زمین کی ہلاوے اور اسکو ہلا دے زلزلہ اس قوم پر ڈالے اور بعضی تفسیروں میں یوں لکھا
ہے اور مدارک التنزیل میں بیچ تفسیر اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن کے
یعنے وہ اللہ کہ پیدا کیے سات آسمان و زمین بھی مثل انکے لکھا ہے کہ زمین سے آسمان تک پانسو برس کی
راہ ہے اور اسیطرح ہر آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچسو برس کی راہ ہے اور زمینیں بھی سات طبقے ہیں
مثل آسمانوں کے پڑی ہیں اور مسافت بین اور بعضے ایک زمین کہتے ہیں لیکن باعتبار اقلیموں کے
سات گنتی ہیں اور بیچ تفسیر زاہدی کے لکھا ہے کہ زمینیں مثل آسمانوں کی ہیں گنتی میں نہ صورت میں
کسواسطے طبقے زمین کے آپس میں ملے ہوئے ہیں اور طبقے آسمانوں کے فاصلے سے ہیں اور ابن عباس اور
قتادہ کہتے ہیں کہ زمینیں مانند آسمانوں کے ہیں شمار میں اور صورت میں کسواسطے کہ بیچ ہر آسمان اور
زمین کے ایک پیدائش ہے پیدائشوں سے اور ایک امر ہے امروں رب العالمین سے ایک زمین سے دوسری
زمین تک جیسے کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے بیچ عین الانس کہتا ہے کہ پیدائش زمین اسطرح
کی ہے ایک حصہ سانپ اور ایک حصہ چیونٹیاں اور ایک حصہ تمامی خلق اور یہ بھی کہتا ہے کہ تہائی دنیا کی
دریا ہے اور پانی اور تہائی خراب اور تہائی معمور و آباد اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ فراز زمین کا کوہ قاف ہے تفسیر کواشی میں لکھا ہے کہ قاف ایک پہاڑ ہے احاطہ کیے ہوئے زمین کو
اور وہ زمرد کا ہے یا زبرجد کا اور بلندی اسکی پانسو برس کی راہ ہے اور گرد اسکے دس ہزار برس کی راہ ہے
اور نیچے زمین کے ایک گاے ہے کہ زمین درمیان دونوں سینگوں کے اسکے ہے اور اس گاے کے
چالیس ہزار سینگ ہیں اور ایک سینگ سے دوسرے سینگ تک پانسو برس کی راہ ہے اور پاؤں اس گاے کا
مچھلی کی پشت پر ہے اور مچھلی پانی پر ہے کہ گہراؤ اُسکا چالیس ہزار برس کی راہ ہے اور وہ پانی ہوا پر ہے
اور وہ ہوا اندھیری پر ہے اور وہ تاریکی دوزخ پر ہے اور وہ دوزخ ایک پتھر پر ہے اور وہ پتھر ایک فرشتہ
کے سر پر ہے کہ پاؤں اسکا ہوا پر ہے اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ زمین پانی پر ہے اور پانی مچھلی پر ہے
اور مچھلی ایک پتھر پر ہے اور پتھر اوپر شاخ ایک گاے کے ہے اور گاے ثرے پر ہے اور ثرے

ایک فرشتے کے سر پر ہے اور پاؤں اس فرشتے کا ایک پتھر کے اوپر ہے اور وہ ایک دریا پر ہے اور
وہ دریا ایک جنگل پر ہے اور وہ جنگل ایک ہوا پر ہے اور وہ ہوا اوپر ایک تاریکی کے ہے اور اسکا علم
نہیں ... روایت کی ہے کہ زمین جب پیدا ہوئی تو ہلتی تھی ... کو
قرار ... اللہ تعالی نے ایک بڑا فرشتہ پیدا کیا اور اسکو حکم فرمایا کہ نیچے زمین کو اپنے کاندھے پر اٹھا لے پس اس
فرشتے نے نیچے زمین کے جاکر ایک ہاتھ مشرق کی طرف اور ایک مغرب کی طرف باہر کر کے اطراف زمین
اٹھا لیا تو دونوں پاؤں فرشتے کے ٹھہرے ... اور بیقرار ہوئے پھر اللہ تعالے نے ایک پتھر یاقوت
سرخ سے پیدا کیا کہ بزرگی اسکی سوائے اللہ تعالی کے کوئی نہیں جانتا اسکی درمیان سات ہزار سوراخ
ہیں اور ہر سوراخ میں ایک دریا نکلتا ہے کہ انکی عظمت کو سوائے اللہ تعالی کے کوئی نہیں جانتا اور اسکو
حکم کیا کہ نیچے زمین کے جا ... جب وہ نیچے گیا تو اس پتھر کو قرار ہوا پھر حق تعالی نے ایک بیل کو پیدا
کیا کہ اسکی چار ہزار آنکھیں اور چار ہزار کان اور چار ہزار ناک اور چار ہزار منہ اور چار ہزار ہاتھ اور چار ہزار
پاؤں ... درمیان ... پانسو برس کا راستہ ہے حکم ہوا کہ وہ گاؤ نیچے پتھر کے جا کر اسکو اپنی پشت اور
سینگوں پر اٹھا لے کہ نام اس گاؤ کا کیوتا ہے پھر اس گاؤ کے پاؤں قرار نہ ہوا تو اللہ تعالی نے
ایک مچھلی پیدا کی کہ کسی کو اسکے دیکھنے کی قدرت نہیں کہ عظمت اور بزرگی ... اسکو بزرگی اسکی
ہے کہ اگر تمام دریا اسکی ایک نتھنے میں ڈالیں تو ایسے ہوں جیسے رائی کا دانہ جنگل میں ...
اس مچھلی کو کہ اس گاؤ کو اٹھاتی ہے اور نام اسکا بہموت ہے پھر خدا وند تعالی نے مچھلی کے نیچے پانی
پیدا کیا اور پانی کے نیچے ہوا اور ہوا کے نیچے پھر پانی اور پانی کے نیچے ظلمات ہے اور ظلمات کے نیچے سوائے اللہ تعالی
کے کوئی نہیں جانتا کہ کیا ہے تفسیر زاہدی میں ... تفسیر ... میں ہے کہ حضرت
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ خداے تعالی نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کئے فرشتے ...
واسطے زمین و آسمان ہیں اور اٹھانے والے عرش کے اور کرسی اور روحانی ساتھ ... ایک عالم
ترک اور ہند اور روم اور حبش اور زنگی اور یونانی اور ... عجمی ایک عالم میں اور سب پریان ایک عالم
اور تمام ... ایک عالم اور ابو سعید کہتا ہے کہ اللہ تعالے نے چالیس ہزار عالم پیدا کئے بیس
ہزار دریا میں بیس ہزار جنگل میں دنیا ... سے ایک عالم ہے اور مقاتل ... کہتا ہے
کہ خدا عز وجل نے اسی ہزار عالم پیدا کئے چالیس ہزار جنگل میں اور چالیس ہزار دریا میں دنیا ...
مشرق سے مغرب تک ... ایک عالم ہے باب دوسرا بیان خلقت بنی الجان یعنی پریوں ... [illegible]
یعنی شیطانوں کی اور اس باب میں دو فصل ہیں فصل پہلی پیدائش جنوں میں معارج النبوۃ ...
آیت والجان خلقناه من قبل من نار السموم کی یعنی اور جن پیدا کئے ہم نے اسکو پہلے ... نار
نار سموم ایک بڑی آگ ہے کہ حق تعالی نے اسکو پیدا اور اس آگ ... [illegible]

پیدا کیا اور ظلمت سے دیوون کو موجود کیا اور یعنی آسمان آگ سے جان کہ نسبت اسکی ابو الجن ہے اسکو پیدا
کیا اور چونکہ فرشتے نور سے تھے انھون نے طاعت کی طرف خواہش کی اور گناہ سے معصوم ہوئے اور چونکہ
شیاطین کا کہ ظلمت سے تھا ناچار اور بے اختیار کفر اور نافرمانی میں پڑے اور گناہگار ہوئے اور نور ایمان
اور طاعت اور دوستان ہی کسطرح بہرہ پایا اور جن کہ بیچ آگ سے تھا اور آگ میں بھی نور اور ظلمت تھی بعضو
انکے ساتھ نور ایمان اور طاعت کے مشرف ہوئے اور بعضے بمقتضاے اوسی کے ساتھ کفر اور گمراہی کے مبتلا ہوئے چنانچہ
مروی ہے کہ جب اولاد ابو الجن کی توالد اور تناسل سے بہت ہوئی حق تعالی نے انکو ساتھ ایک شریعت
اور طریقے کے تکلیف دی اور ساتھ طاعت اور عبادت اپنی کے حکم فرمایا اور انھون نے قبول کیا اور کئی
حال درفاریع البال سے جہان فانی میں زندگی کرتے رہے تھا انکا ایک دورہ موافق ایک روایت کے نزدیک بعض
علما کے پچیس ہزار برس سے مراد ہے اور نزدیک بعض کے چھبیس ہزار دو سو برس ہی اور
بعضو کے نزدیک چھتیس ہزار برس تمام ہوا اپس چونکہ پیدایش انکی آگ سے تھی اور آگ میں یہی خوبی ہے کہ ایک
مدت کے بعد طبیعت انکی … اور … حق تعالی نے بعد اتمام … انکے … ساتھ
انواع بلا اور عقاب کے کیا اور بعض انکے کہ شریف … اور … مستقیم … ساتھ
… حق تعالی سے … انکے بعض … ایک شخص کو والی کیا اور ایک شریعت جدید عطا فرمائی
جیسے دوسرا دورہ کہ عبادت اسی مقدار … انکی … ہوئی … الی … کرنا شروع کیا
حکم الہی … واسطے … اور … طاعت اور …
… ایک شخص … ہوا … تیسرا دورہ تمام ہوا پھر انکو فنا … اور …
… ایک … اور ایک … ساتھ اور
فسق اور … کے آراستہ اور صلاح اصلاح … ساتھ حلال اور حرام اور بیان
احکام شرع کے مشغول رہا اور … اطاعت کرتے … ایمان …
کی … تھا ایمان کہ جنہون نے کفران نعمت اور نافرمانی اختیار کی حق تعالی نے
انکے واسطے رسول بھیجے اور … نے … کیا … چوتھا دورہ … تمام ہوا
ساتھ خواہش … کے ایک جماعت … کو واسطے … ہوئی اور آسمان سے
نازل ہوکر انکے ساتھ لڑی اور اکثر کو قتل کیا اور بقیۃ السیف جزیرون میں اور پہاڑون میں بھاگ گئے
اور بعضے گرفتار ہوکر قید ہوئے فصل دوسری بیچ احوال شیطان لعین کے جاننا چاہیے کہ
ان اسیرون میں ایک عزازیل تھا کہ آسمان پر فرشتون کے ساتھ تربیت پائی تھی اور روز بروز اسکی
قصد میں ترقی ہوتی تھی یہانتک کہ ساتھ تعلیم فرشتون کے مشرف ہوا اور ایک روایت سے آسمان چہارم
میں اسکا … کہ فناے ایمان کی … ایک گوشہ … عبادت …

ہوئے کہ مشغول ہوا اور ایسی عبادت کی کہ نہایت رغبت طاعت اور آداب سے فرشتوں نے
رب الارباب سے درخواست کی کہ یہ شخص مطیع اور فرمانبردار کام میں ہوشیار ہے اور دعا انکی
قبول ہوئی حق تعالیٰ نے اسکو آسمان اوّل پر حکم دیا ایک مدت آسمان دنیا پر بھی عبادت کے ساتھ
گذری کہ فرشتوں مقربوں آسمان دوم سے درخواست کی اور اسکو آسمان دوم پر لیگئے اسیطرح ساتوین
آسمان پر پہونچا بعد اسکے رضوان نے دعا کی اور کہا الٰہی آسمان کے فرشتے اسکی بندگیون سے محظوظ ہوئے اگر ایک
مدت وہ بہشت میں بھی رہے تو ہم بھی اس سے بہرہ مند ہوں حق تعالیٰ نے اسکو ساتھ دعا رضوان
کے جنت میں بھیجا اور وہ اس جگہ بھی ساتھ طاعت الٰہی اور تعلیم فرشتوں کے مشغول رہا اور عرش کے نیچے
یاقوت کی منبر پر آکر ایک عالم ذاکر کا گروہ کہ مجلس وعظ کی برپا کیا اور تمام فرشتے اسکی مجلس میں جمع
ہو اسکو شیخ الملائکہ کہتے تھے سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ اصل میں جنس ملائکہ سے تھا
عزازیل کی صحبت کا اثر شیطان اسکو بنایا گیا اور ذلیل فرشتوں سے اسکو مردود کیا القصہ جب بنی الجان
بہت سے پیدا ہوئے اور ایک دوسرے سے جھگڑا کرتے پھر حد سے باہر آئے اور بیچ سکون پر قابض ہوئے اور اطاعت الٰہی اور
خداشناسی سے دور رہے عزازیل نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو میں جاکر انکو گناہوں سے باز رکھوں
اور راہ راست پر لاؤں دعا اسکی باجابت مقرون ہوئی اور ایک گروہ فرشتوں کے ساتھ آسمان
سے زمین پر آیا اور انکو دعوت کی ایک گروہ قلیل نے عزازیل کی خدمت میں سبقت کی اور اسنے ایک جگہ
انہوں میں سے عالم اور عاقل تھا اسکو ایلچی بنا کر بنی الجان کے پاس بھیجا تا انکو دعوت کرے اور راہ خدا
شناسی کی ہدایت کرے انہوں نے غایت غصہ کیا اور ناپاکی سے اس ایلچی کو شہادت کا شربت چکھایا اور
عزازیل اس قصہ سے غافل تھا جب ایک مدت تک اس ایلچی کی خبر معلوم نہوئی تو عزازیل نے دوسرے کو
بھیجا اسکے ساتھ بھی انہوں نے یہی معاملہ کیا چنانچہ چند ایلچی اسنے متواتر اسیطرح بھیجے اور ان
بدبختوں نے سب کو شہید کیا آخرالامر اسنے ایک اور کو بھیجا اور گروہ بنی الجان اسکی بھی جان کے دشمن
ہوئے مگر وہ ایلچی ڈر کر اور حیلہ سے اپنے تئیں ان سے بچا کر عزازیل کے پاس مراجعت کی اور حقیقت حال
بیان کی عزازیل نے حضرت احدیت میں عرض کر کر اور اسنے رخصت لیکر انکے ساتھ مقابلہ کیا اور بہتوں کو
قتل کیا اور باقی اطراف عالم میں بھاگ گئے حق تعالیٰ نے تمام روئے زمین کا ملک اور آسمان دنیا کی خلافت
اور خازنی جنت کی ابلیس کو دی تو کبھی زمین پر عبادت کرتا اور کبھی آسمان پر تسبیح کی بجا لاتا
اور علم طاعت اور عبادت کا صحیفہ پیشانی پر اسکے جنت میں لکھا ایک تاج سر پر اسکی دانائی اور عبادت
اور ریاضت کمال مستقل ہوئی تو اسنے اپنے دلمیں یقین کیا کہ اگر پھر اللہ تعالیٰ نے اس سلطنت
کو اور کسیکو تفویض کریگا تو میں منع کرونگا اور نہیں دینے کا کسواسطے کہ کمالات علمی میں
اپنا نظیر نہ جانتا تھا اور کسیکو امر خلافت میں اپنے ساتھ شریک نہ سمجھتا تھا اسی احوال میں ایک دن

ایک گروہ فرشتوں نے لوح محفوظ پر نظر کی کہ اسپر لکھا ہے کہ عنقریب ایک مقربان درگاہ صمدی ساتھ
لعنت کی گرفتار ہوگا جب یہ دیکھا تو جبرائیل کی غم کا اثر انکی پیشانی میں دیکھا اور اُنسے اُسکا
سبب دریافت کیا اُنھوں نے جو دیکھا تھا بیان کیا اور التماس کیا کہ درگاہ حق تعالی سے ہیں دعا کیا
چاہئے تاکوئی ہم میں سے اس بلا کے ساتھ مبتلا نہ ہو شیطان نے کہا کہ یہ فرشتہ ہماری تمہاری ساتھ نسبت
نہیں رکھتا ہیں بہت برسوں سے جانتا ہوں کہ میں نے کسی سے کہا نہیں کہ انھوں نے دعا کر نہیں سیا لیکن
کیا شیطان نے ہاتھ اوٹھا کر کہا الٰہم آمنھم [illegible] انکو اس بلا سے امین کر اور اپنی تیغ [illegible]
اور تکبر سے اپنی خبر نہ تھی اس گرفتاری سے غافل رہ جاتا تھا اور سلطنت جیسا تھا وزارت اور عاجزی کے بدل تکبر کرتا
تھا چار ہزار برس تک [illegible] گرفتار ہوا [illegible] ایک دن شیطان بہشت
کے دروازہ پر پہونچا اور بہشت کے دروازہ پر لکھا دیکھا کہ ایک بندہ ہے کہ [illegible] طرح طرح کے
فرشتوں کی ساتھ بزرگی کیا ہے اور آسمان [illegible] اور وہاں سے بہشت میں [illegible] ہوگا
سبب ایک امر کے ساتھ اسکے [illegible] اور [illegible] اسکو [illegible] جبرئیل نے
جب یہ کلمہ پڑھا ہزار برس تک [illegible] اسی بندہ [illegible] لعنت کیا [illegible] تاکہ میں
اسکو لعنت کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ لوح محفوظ پر لکھا ہوا تھا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
اسنے کہا اے خداوند کریم شیطان الرجیم کون ہے فرمایا ایک بندہ ہے کہ جسنے اسکو بہت سی قسموں سے
ساتھ تکرم کیا ہے بعد نافرمانی ہماری کریگا اور ہم اسکو خوار کرینگے کہا الٰہی اسکو مجھے دکھا دے کہ میں
اسکو مار ڈالوں فرمایا جلد اسکو تو دیکھیگا اور ایک روایت میں ہے کہ ہر جگہ ہزار سجدے کرتا تھا اور
کہتا تھا لعن اللہ علی ابلیس یعنی لعنت کرے اللہ ابلیس پر باب تیسرا بیچ بیان احوال ابو البشر
حضرت آدم علیہ السلام اور انکی اولاد کے اور اس باب میں نو فصل ہیں فصل پہلی بیچ پیدائش
آدم علیہ السلام کے معارج النبوة میں لکھا ہے کہ علما و مفسرین [illegible] اسطرح پر بیان
کیا ہے کہ جب ارادہ الٰہی ساتھ پیدائش حضرت آدم کے تعلق پکڑا خاک نمناک کو ابر [illegible]
آتی کیا ہو زمین ہم تجھسے ایک خلق پیدا کیا چاہتے ہیں کہ بعض فرمانبرداری میری کریں اور بعض نافرمانی
کریں فرمانبرداروں کو بہشت میں لاؤں اور گنہگاروں کو آتش دوزخ میں ڈالوں زمین [illegible]
زبان عاجزی اور زاری بیچ [illegible] راضی ہوں فرمان تیرے
سے جو تو نے فرمایا کہ بعضے میری [illegible] ساتھ ناشکری کے آرام کرینگے لیکن ڈر اور خوف [illegible] ہوں
اس سے کہ بعض میرے آگ جلانے کو کیا اشارہ [illegible] آنسوؤں کی ندیاں جاری ہو گئیں کہتے ہیں
کہ یہ جو آنسو آنکھوں سے نکلتے ہیں زمین سے اسی رونیکا نتیجہ ہے پھر خطاب مستطاب حضرت
مسبب الاسباب کا حضرت جبرئیل کو پہونچا کہ اسے نامور [illegible] اور [illegible] حکم کر اور [illegible]

زمین سے ایک مٹھی خاک لاکر باغبان قدرت بیچ بستان خلقت کے نہال بے مثال بویا چاہتا ہے جبرئیل بموجب
فرمان رب العالمین بالائے افلاک سے خاک لینے آئے تا حکم الٰہی بجا لاویں اور تمام روی زمین سفید و
سیاہ و سرخ و زرد اور پاک اور ناپاک اور سہل اور حزن سے ایک مٹھی خاک اوٹھاویں زمین نے کہا میں
پناہ مانگتی ہوں ساتھ عزت اُس خدا کے کہ بھیجا ہے تجھے میں سے کچھ نہ لے کہ قیامت کے دن
آگ میں ہو اور پایمال ہو جب زمین یہ عذر درمیان لائی تو حضرت جبرئیل کو اُسکے حال پر ملال پر رحم آیا
تمام سر خالی پھیر گئے خطاب آیا کہ اے جبرئیل خالی ہاتھ آیا نہیں میرے امر کی سا کچھ بجو
کی تھی لیکن جو عفو کی کرا سنے ہاتھ پھر درگاہ رب جلیل سے حضرت میکائیل کو خطاب آیا کہ
جا اور مٹھی زمین کی خاک سے لا حضرت میکائیل گئے اور کہا اے خاک کچھ مجھے آرزو ہے کہ تجھکو زور
اور تو روانگی اگر اس مٹھی کا جاوے اور اسکو اٹھا سے پر کرین زمین نے کہا مجھکو آرزو رکھتی ہے لیکن
ڈرتی ہوں کہ پیٹ تجھکو نکالی پائین اور آگ میں ڈالیں حضرت میکائیل نے بھی اسکا عذر قبول کیا
اور پھر آئے خطاب آیا کہ اے میکائیل کسواسطے خالی ہاتھ پھر آیا تو کہا اے پروردگار میری تئین ایسی
کہ کی پاس بھیجا کہ تئین سے بہوں سے عاجزی کی راہ پر بیٹھی ہے اور بار ہی بہوک کی پتھر پیٹ پر باندھ
سے اور تحمل سے اُسین پانی بھی نہیں تکتا ہوں میں حیران ہوا کہ ایسے ہی بار سے لیا اوں پھر حضرت اسرافیل
اس حکم ساتھ مامور ہوئے اُسکو بھی زمین میں عذر خواہی کی کہ اے اسرافیل میری تئین معاف رکھو کہ
اس کام کے لایق نہیں ہوں حضرت اسرافیل نے بھی اُسکا عذر قبول کیا اور بعضی روایتوں میں حضرت
اسرافیل کا بھیجا نہیں آیا پھر یہاں حضرت ایزد منان حضرت عزرائیل کو بہیجا کہ جاؤ اور ایک مٹھی خاک
کی زمین سے لاؤ اور کچھ عذر اُسکا قبول نکرنا اور کسیطرح سے اُسکے ضعیف حال پر رحم نکھانا حضرت
عزرائیل زمین پاس آئے اور کہا اے زمین بہو عورتوں کا رونا میرے آگے کچھ قدر نہیں رکھتا اور تمہو
تو مجھے میں نہیں سنتا اور مالک کو حکم پادشاہ میں کیا اختیار زمین نے کہا کہ میں کیونکر رو دوں کہ میری
خاک سے گنہگار پیدا ہوں گے اور شرمندگی کا داغ انکی پیشانی پر رہیں گے حضرت عزرائیل نے کہا کہ اے زمین
اولاد کا گنہگار پیدا ہونا ماں باپ کی شامت اور کم بختی سے ہے تو نے آپ چاہا کہ مجھی گنہگار ہوں تئین
دفعہ تجکو بلایا اور تو نے قبول نہ کیا اگر پہلی دفعہ تو حکم مان لیتی تو تیری سب فرزند مطیع اور فرمان بردار
ہوتے اب اور زبان درازی مت کر کہ میں اپنی کام کسوا سکا نہیں آیا ہوں ساتھ حکم پروردگار کی آیا ہوں
جنتک کہ اُسکا حکم نہ بجا لاؤنگا یہاں سے قدم نہ اوٹھاؤں گا القصہ زمین نے ہر چند عذر کئی مگر عزرائیل نے
کچھ نہ سنا اور مٹھی بھر لی اُسوقت زمین نے فریاد کی اسکی تسکین کے خاطر خطاب آیا کہ اے زمین غم نہ کھا
جو کچھ تجھ سے ہم نے لیا ہے تجھی میں پھر پہنچا دیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عزرائیل
مٹھی خاک کی لے کر گئے تو درگاہ سے خطاب ہوا کہ اے عزرائیل جسوقت تو نے مٹھی بھری تو زمین نے تجھے

پناہ مانگی عرض کی کہ خداوند تجھ سے ساتھ تیرے پناہ مانگی تھی فرمایا کہ اسواسطے تجھکو رحم آیا کہا خداوندا
اطاعت تیری مان قضا جاری اس کی رحم کیا ہے پیشتر قدم رکھی فرمایا کہ تیری تحسین ہے فالحال رواج کیا
تا اجل کے وقت ہر ایک کی تو ارواح قبض کرے ملک الموت روح نکالیگا اور کہا خداوندا فرزندان آدم میں
نبی اور صفی اور ولی ہونگے اور مخلوقات میں کوئی چیز مکروہ تر موت سے نہ ہوگی جب یہ گروہ برگزیدہ مجھکو
قابض ارواح جانینگے البتہ مجھکو دشمن سمجھینگے کہا ہے فرمایا واسطے اسکے ہم علتیں اور سبب پیدا کرینگے
کہ انکی سبب موت کو جانینگے اور مجھسے تیرا نہ جانینگے پھر ایک پیالہ خاک پر ایک ابر کا حکم ہوا مینہ
گیا کہ چالیس دن تک اور ایک روایت میں چالیس برس تک اسپر برسا اور انتالیس دن یا انتالیس برس
دریا سے غم کے اسکو بحر الاحزان کہتے ہیں اور ایک دن بحر سے خوشی کے کہ کثرت غم و
اندوہ اور قلت عیش و خوشی انسان کی سبب اسی کے ہے پانی لایا اسوقت خدائے کریم نے اپنے لطف عمیم سے
مدت چالیس صباح میں کہ عبارت چالیس برس سے ہے ساتھ دست اختیاری قدرت الٰہی کے حضرت
آدم کی مٹی کا خمیر کیا کہ خمرت طینة آدم بیدی اربعین صباحا ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حکم کیا
فرشتے سقر بیٹا چشمہ رحیق اور سلسبیل سے پانی لاوے اور اس مٹی پر ڈالا جب وہ گل یعنی گارہ ہوئی تو پھر امر کا حکم
ہوا کہ بحر الاحزان سے پانی لا کر چالیس برس برسایا کہ وہ مٹی سیاہ ہو گئی پھر آفتاب قدرت نے اسکو خشک
کیا تفسیر بحر المواج میں ہے کہ اسکو چالیس برس تک گلا یعنی گارہ کر رکھا اور چالیس برس تک خشک کیا یعنی
ٹھیکریاں آواز دار ہو کر چالیس برس صلصال یعنی خشک مثل سفال کوزہ گران اور بعضے کہتے ہیں
کہ وقت طین یعنی گیلی مٹی کو ترتیب اعضا کی پھر خشک کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ ترتیب اعضا نہیں کی بلکہ اس
خشک مٹی پر صورت حضرت آدم کی کھینچی اس صورت میں کمال قدرت قادر بیچون کی ظاہر اور ہویدا ہوئی
اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ ہر عضو حضرت آدم علیہ السلام کو ہر جگہ کی مٹی سے پیدا کیا یعنی سر مبارک
خاک کعبہ سے پیدا کیا اور گردن بیت المقدس سے اور سینہ زمین ہند سے اور پشت زمین ہند سے اور ہاتھ
زمین مشرق سے اور پاؤں زمین مغرب سے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ درازی قد کی ساٹھ گز کی
تھی اور عرض سات گز کا نقل ہے کہ قالب حضرت آدم کا چالیس برس مکہ اور طائف کے درمیان میں
وادی نعمان پر کہ متصل عرفات کے زمین پر پڑا رہا اور اس مدت میں فرشتے گروہ گروہ اسپر گذرتے اور
عجائب اور صنعات غریب اسکی سے تعجب کرتے تھے کیواسطے کہ پہلے کوئی چیز ایسی صورت کی پیدا نہ ہوئی تھی
تفسیر بحر المواج میں ہے کہ تو صورتی خوبصورتی آدم میں آئی ہے سو حصہ کیا تھا ایک کم سو حصہ حضرت آدم کو
دیئے تھے اور ایک حصہ تمام عالم کو اور اس ایک حصہ کی سو حصہ ہوئے ایک کم سو حضرت یوسف کو دیئے
اور ایک حصہ باقی سب بنی آدم کو بحر المواج میں مذکور ہے کہ اسی قسمت میں شیطان آیا اور جسم آدم
کی گرد پھرا اور کہتا کہ یہ ایک جسم خالی ہے جو ہوا سے کہ اندر جا نکلیگا وہ سستی سے زمین پر گر پڑیگا اور بعد کے

کاہلی کریگا اور اس جسم سے کچھ کام نہیں ہوسکنے کا لیکن اسکے سینے میں بائیں طرف ایک حجرہ ہے وہ وہاں مجھکو معلوم نہیں ہوتا کہ اسمیں کیا چھپا ہوا ہے شاید لطیفہ ربانی کا یہی مقام ہے کہ بسبب اسکے خلافت نصیب پہونچا و صاحب القصص پیرایہ دوستان نے خطاب فرمایا کہ یا ارواح یا ارواح جب روح نے خطاب سنا بجلد وہ تمام دوڑکر حاضر ہوئے حق تعالے نے فرمایا اس قالب میں کہ ہمنے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا ہے گھس جا روح نے جو دیکھا اور سوراخ باریک اور تاریک اسکو نظر پڑا عذر کرنے لگی اور گھسنے سے انکار کیا پھر خطاب ہوا اور اسنے عذر کیا اور پھر خطاب ہوا اور اسنے پھر عذر کیا چوتھی مرتبہ خطاب ہوا کہ جا اسمیں بکراہت اور نکل اسمیں سے بکراہت تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ ہنوز روح حضرت آدم کی سر مبارک میں آئی تھی کہ انھون نے ایک چھینک ماری اور بالہام حضرت ملک العلام کلمہ الحمد للہ انکی زبان سے جاری ہوا اور حق تعالے نے جواب میں فرمایا یرحمک اللہ اور حاکم نے ابن عباس سے اور بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں ابن مسعود سے اور ایک جماعت نے صحابہ کرام سے روایت کی ہے کہ جب روح حضرت آدم کی کمر تک پہونچی جست کرکے کھڑے ہوگئے ہنوز کہ روح انکی پنڈلیوں میں نہ آئی پائی تھی کہ زمین پہ گر پڑے حق تعالے نے فرمایا خلق الانسان من عجل اور بعد ازان کہ انکے بدن میں روح نے سرایت کی بموجب حکم الٰہی سرایت کی بموجب حکم الٰہی فرشتون کی جماعت پہ گذرے اور کہا السلام علیکم فرشتون نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ حکم ہوا کہ انھیں سلام ہمنے تیرے اور تیری ذریت کیواسطے تحیت گردانا اور مروی ہے کہ جب روح حضرت آدم کی قالب میں بکراہت آئی اور آنکھیں حضرت آدم کی ساتھ نور روح کے روشن ہوئین پہلے نظر عرش مجید پہ پڑی اور ساق عرش پہ لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ھی امتہ مذنبۃ وانا رب غفور یعنی یہ امت گنہگار ہے اور میں پروردگار بخشنے والا ہوں پس دو چیزیں انکھیں گئیں یعنی ایک علو اور رفعت شان محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک عصیان و نسیان امت انکی کا اور ان دو اندیشہ میں حضرت آدم علیہ السلام متفکر ہوکے اور پوچھا کہ خداوندا یہ کون ہے کہ جسکا نام تیرے نام کے پاس ہے فرمایا کہ ایک پیغمبر ہے میرے پیغمبرون میں اور ایک فرزند ہے تیرے فرزندون سے جب تجھسے ایک حرکت واقع ہوگی اسکی شفاعت سے ہم درگذر کرینگے اور معقول بات یعنی سمجھیگا تیرے ساتھ نہیں کرینگے خاطر عاطر حضرت آدم میں گذرا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باپ شفیع بیٹے کا ہووے اور یہان برعکس ہے حق تعالے نے حضرت جبرئیل کو فرمایا کہ جا اس بندہ پاس اور یہ اندیشہ اسکے دل سے نکال ورنہ اس خطرہ سے ہلاک ہوجائیگا حضرت جبرئیل آئے اور حضرت آدم کے سینہ کو چیرا اور آدھا کلیجہ نکال کر بہشت کی زمین میں دفن کیا وہ اندیشہ تخم اس درخت کا کہ جس سے حضرت آدم کو ذلت ہوئی اور اس سے گیہون کا درخت اوگا اور آدھا کہ سینہ میں حضرت آدم کی باقی رہا اُس سے نفس امارہ پیدا ہوا کہ قیامت تک اولاد آدم میں سبب کلفت اور پشیمانی کا رہے القصہ جب روح

سے حضرت آدم کے جسم میں قرار پایا ہر وقت ذوق قربت اور انس حضرت باری سے نفس تن
تنگ ہونے لگی اور چاہا کہ اسکو توڑ کر آشیانہ اصلی پر اپنی مراجعت کرے پھر جیسے کہ انکو بہترین ملکوں اور
میووں شیرین سے بہلاتے ہیں حضرت کو کبھی ساتھ مشغولی فرشتوں کے اور کبھی ساتھ سیر کرانے آسمانوں کے
اور دکھانے باغ بہشت کے مشغول کیا اور ہر وقت سلام اور پیغام کی اور نوازش ملوکانہ اور عطایا
بادشاہانہ کے مخصوص فرمایا تا روح کا آشیانہ ویرانہ نہیں چند مدت رہے **فصل دوسری** بیچ تعلیم یعنی
سکھانے اسماء ملائکہ کو حضرت آدم کو اور سجدہ کرنا ملائکہ کا حضرت آدم کو آنا حضرت آدم کا جنت میں
اور پیدا ہونا حضرت حوّا کا حضرت آدم سے اکثر مفسر اس امر پر ہیں کہ جب سب فرشتوں کے خیال میں آیا کہ
چونکہ پیدا نہیں ہوا ہے سب سے پہلے ہم تو ہم سب سے کامل تر اور افضل تر ہیں اسلئے انکی خود بینی کو سبحانہ و تعالیٰ نے توڑنا چاہا
اور خطاب آیا کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ یعنی تحقیق کہ میں پیدا کرنیوالا ہوں بیچ زمین کے ایک
خلیفہ کو معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ علماء تواریخ نے اسطرح بیان کیا ہے کہ جب شیطان ساتھ گروہ
بنی الجان کے بہ سطوت اور فرمانبرداری کے زمین پر با استقلال رہنے لگا اور دل میں خیال کیا کہ ہم ہی قائم
رکھنے والے ہیں سمجھا کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ اس تقدیر پر مراد ملائکہ سے شیطان و اسکی اعوان
ہیں کہ انکو خطاب آیا اور انہوں نے کہا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن
نسبح بحمدک ونقدس لک یعنی خداوندا اس شخص کو زمین پر پیدا کریگا کہ اس سے فساد و خونریزی آپس میں
ہوگی اور ہم تسبیح کرتے ہیں ساتھ ستائش بزرگی تیری کے اور تقدیس کرتے ہیں ہم واسطے تیرے قال جواب آیا
کہ اے ملائکہ تم زمین کو خالی کر کے رہتے ہو پراگندہ تم مخلوقات کا ساتھ کے اسرار ربوبیت ہماری کو نہیں سمجھا تم
انی اعلم ما لا تعلمون یعنی میں جانتا ہوں اس چیز کو کہ تم نہیں جانتے یعنی علما کہتے ہیں فرشتے
اس سوال کرنے سے پشیمان ہوئے اور اسکی جلالت کی تدارک میں ایسے لگے زیر عرش کے
جب حق تعالیٰ نے فرمایا انی اعلم ما لا تعلمون تو انہوں نے اس سوال کو گناہ سمجھا کہ ظلم کیا
اس امر میں کہ ساتھ اسکے یا مورث پس ستر برس گرد عرش کے طواف کیا کئے اور کہا کئے لبیک اللھم لبیک
فعتذرا الیک لبیک نستغفرک ونتوب الیک یعنی اے باری ازاری کرتے ہیں ہم طرف تیرے
بار خدایا طلب مغفرت کرتے ہیں ہم تجھ سے اور توبہ کرتے ہیں ہم تیری طرف نقل ہے درالمنتخب اور روضۃ العلماء
میں امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس دن انی جاعل فی الارض خلیفۃ کا
خطاب الٰہی سب ملائکہ کو پہنچا اور انہوں نے سوال کیا اور اسکا جواب سنا بہت پشیمان ہوئے اور
غضب الٰہی سے ڈرے اور تدارک کے واسطے ہر روز تین ساعت ساتھ طواف عرش مجید کے
مصروف رہا کئے اور زاری عاجزی درگاہ باری میں کیا کئے کہ حق تعالیٰ کو انپر رحم آیا اور معاف فرمایا
پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو سب نام تعلیم فرمائے کہ وعلم آدم الاسماء کلہا یعنی اور سکھایا

آدم کو نام سب بعضے کہتے ہیں مراد اسما سے نام فرشتوں کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ نام ذریت آدم ہیں اور
بعضے کہتے ہیں کہ مراد نام سب چیزوں کے ہیں ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ پھر ان چیزوں کو فرشتوں کو دکھایا
فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۔ پس خبر دو مجھکو ساتھ ناموں ان
چیزوں کے اگر ہو تم سچے پھر فرشتوں نے اپنے عجز کا ساتھ اقرار کیا قالوا اور کہا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۔ یعنی پاک ہے تو نہیں علم ہمکو مگر جتنا کہ تو نے ہمکو سکھا دیا تحقیق تو ہے جاننے والا
دانا پھر خدا تعالیٰ نے حضرت آدم سے انکا نام پوچھا قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۔ فرمایا اے آدم خبر کر تو انکو
ساتھ ناموں انکے فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۔ پس جب خبر کی آدم نے انکو ساتھ ناموں انکے اور حضرت آدم
نے ایک ایک نام بموجب فرمانے مالک الملک کے فرشتوں کے سامنے بتا دیا اور فرشتوں نے حضرت آدم کی فضیلت اور
بزرگی پر اقرار کیا اور عذر خواہی کرنے لگے قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا
تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۔ فرمایا کیا نہ کہا تھا میں واسطے تمہارے تحقیق میں جانتا ہوں پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور
زمین کی اور جانتا ہوں وہ چیز کہ ظاہر کرتے ہو تم اور وہ چیز کہ تم چھپاتے ہو یعنی جانتا ہوں میں آفتاب شعاع سے مستخبران احوال
عالم اور عمارہ فرخندہ مآثر مستحفظان آثار اطراف بنی آدم ہی ہیں اور فرمایا ہے اور پیدا ہوئی کہ یہ
وافی ہدایہ اور یہ قصہ دلیل واضح ہے اوپر فضیلت اور شرافت علم کے کیونکہ اسواسطے کہ اگر کوئی چیز سوا علم کے ایسی
شرافت رکھتی ہوتی تو مقام اظہار فضیلت حضرت آدم میں فرشتوں پر وہی چیز پیش کیجاتی اور یہی انکو وقت
استحقاق خلافت فضیلت علم سے منحصر ہے چنانچہ علماے متبحر اور حکماے متبحر نے فضائل علم میں شرح و بسط
اطالت کلام کی ہے کچھ اسمیں سے بقدر اس مقام کی تفسیر عزیزی میں لکھا ہے بتقریر ... منقول
ہے کہ حاضر ہونا عالم کی مجلس میں واسطے اُسکے سو فائدہ حاصل ہوتے ہیں کوئی مسئلہ دریافت کرے یا نہ کرے سات فائدے
ہوتا ہے اول یہ کہ مرد متعلموں میں گنا جاتا ہے اور ثواب کہ متعلموں کیواسطے ہے وہ اسمیں شریک ہوتا ہے
دوسرے یہ کہ جبتک اس مجلس میں حاضر رہیگا گناہوں سے باز رہتا ہے تیسرے یہ کہ جب اپنے گھر سے بہ نیت
طلب علم نکلتا ہے جو ثواب کہ طالب علموں کیواسطے ہے اسمیں داخل ہوتا ہے چوتھے یہ کہ حلقہ علم
میں ہنگام نزول رحمت شریک ہوتا ہے پانچویں یہ کہ جبتک ذکر اور بات علم کی سنتا ہے عبادت میں رہتا ہے
چھٹے یہ کہ جب مسئلہ دقیق سنتا ہے اور اسکی فہم اسکو نہیں پہنچتی تنگدل ہوتا ہے اور اُسکی خاطر شکستہ
ہوتی ہے تو زمرہ شکستہ القلوب میں محسوب ہوتا ہے ساتویں یہ کہ عزت علم اور ذلت فسق اور جہل اسکی خاطر
نشین ہوتی ہے اور جاہلوں اور فاسقوں سے اسکو نفرت پیدا ہوتی ہے یہ حال اُس کسی کا کہ مجلس علما سے
بے بہرہ ہے پس وہ شخص کہ فوائد بیشمار دینی اور اُخروی انکی صحبت سے اٹھاتا ہے قیاس کیا چاہیے کہ حضرت
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ علم کو مال پر سات وجہ سے فضیلت ہے اول یہ کہ علم
میراث پیغمبروں کی ہے اور مال میراث فرعون ہامان اور شداد و نمرود کا دوسرے یہ کہ علم بسبب خرچ کرنے

کرنے سے کم نقص نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہوتا ہے اور مال صرف کرنیسے کم تیسری یہ کہ مال محتاج
نگھبانی کا ہے اور علم آپ آدمی کا محافظ ہے چوتھی یہ کہ جو آدمی مرتا ہے مال کو چھوڑ جاتا ہے اور علم قبر میں اسکے
ہمراہ جاتا ہے پانچویں یہ کہ وہ مال نعمت ہے جو مخصوص البشر کا کہ مومن اور کافر کے ساتھ آتا ہے اور علم نافع
حاصل نہیں ہوتا مگر مرد با ایمان کو چھٹی یہ کہ کوئی فرقہ آدمیوں سے غنی نہیں بلکہ محتاج علم کی طرف ہوتی ہیں امور
دین میں اور بہت فرقے ہیں کہ مالدارونکے محتاج نہیں ہوتی ساتویں یہ کہ علم پل صراط پر گذرنے کی قوت
دیگا اور مال موجب ضعف کا ہوگا بعضے علما کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں حق تعالی نے سات چیزوں کو فرمایا ہے
کہ باہم دیگر برابر نہیں ہیں بلکہ ایک دوسرے سے بہتر ہے هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون یعنی کیا برابر
ہیں وہ لوگ کہ جانتے ہوں اور وہ لوگ نہیں جانتے دوسرے قل لا يستوي الخبيث والطيب یعنی کہہ تو اے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم نہیں برابر ہے خبیث اور طیب تیسرے لا يستوي اصحاب النار واصحاب الجنة یعنی
نہیں برابر اصحاب دوزخ اور اصحاب بہشت چوتھی اور پانچویں اور چھٹی اور ساتویں لا يستوي الاعمى
والبصير ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور ولا يستوي الاحياء ولا الاموات
یعنی برابر نابینا اور بینا اور نہ اندھیرا اور نہ روشنی اور نہ سایہ اور نہ دھوپ اور نہیں برابر جیتا اور مردا
اور مرجع اس تفصیل کا ان ساتوں چیزوں میں فضیلت دینی عالم کی ہے جاہل پر اسی معلوم ہوا کہ
یہ تفصیل رجوع کرتی ہے فضیلت دینی عالم کی جاہل پر اور اسی واسطے حدیث شریف میں عالم کو عابد پر
بار بار مختلف عبارتوں کے ساتھ ترجیح دی ہے اور حق تعالی نے بھی مقام تفضیل انبیا علیہم السلام میں بعض کو
بعض پر اسی صفت کی صفتوں اور شعبوں کے ساتھ ترجیح فرمائی ہے علم الخصوص سات پیغمبرونکو انبیا میں سے
ساتھ علم کے ساتھ صریحاً فضیلت دی حضرت آدم علیہ السلام کو ساتھ علم لغت کے کہ وعلم آدم الاسماء كلها
یعنی اور سکھائے آدم کو نام سب اور حضرت خضر کو ساتھ علم فراست کے کہ علمناه من لدنا علما
یعنی سکھایا ہمنے اسکو اپنے پاس سے علم اور حضرت یوسف علیہ السلام کو ساتھ علم تعبیر کے وعلمتني من تاويل
الاحاديث یعنی اور اسکو سکھایا تونے مجکو تعبیر دینا خواب کا اور حضرت داود کو ساتھ علم
صنعت کے وعلمناه صنعة لبوس لكم یعنی اور سکھائی ہمنے اسکو خیاطی واسطے تمہارے اور حضرت سلیمان
کو ساتھ جاننے زبان جانوروں کے وعلمنا منطق الطير یعنی تعلیم کی گئی ہم زبانیں جانوروں کی اور
حضرت عیسی علیہ السلام کو ساتھ علم توریت اور انجیل کے کہ ويعلمه الكتب والحكمة والتورية
والانجيل یعنی اور سکھائی اسکو کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کو ساتھ علم اسرار کے وعلمك ما لم تكن تعلم اور سکھایا تجکو وہ کہ نہ جانتا تھا تو کہتے ہیں ان سات
علموں نے ان سات پیغمبروں کے حق میں ثمرات عجیب ظاہر کئے حضرت آدم علیہ السلام کو انکے علم نے مسجود ملائکہ کا کیا
اور حضرت خضر کی علم نے انکو حضرت موسی کی استادی عنایت کی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو

انکے علم نے زمین مصر کی بادشاہی پر پہونچایا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو انکے علم نے عورت مانند
بلقیس کو اس دولت و جاہ اور ملک و حشم اور مال کے ساتھ بخشی اور حضرت داود علیہ السلام کو انکے علم نے
ریاست اور بادشاہت پر پہونچایا اور حضرت عیسیٰ کو انکا علم سبب زوال تہمت انکی ماں کا ہوا اور حضرت
محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو انکے علم نے خلافت کبریٰ اور شفاعت عظمیٰ سے سرفراز کیا اہل نکات کہتے ہیں کہ حضرت
آدم کو جاننا نام مخلوقات کا مسجود ملائکہ گردانا پروردگار کے ناموں اور صفاتونکا جاننا حضرت کو
کس حد پر پہونچائیگا اور حضرت خضر کو کہ علم فراست کی صحبت حضرت موسیٰ کی مشرف کیا امت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علم حقیقت اور شریعت اور طریقت اگر یہ صحبت انبیا علیہم السلام پہونچا وے
تو کیا عجب اور بعید ہے اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین اور حضرت یوسف علیہ السلام کو
کہ علم تعبیر خواب کی قید خانہ سے نجات بخشی اگر مفسران اس آیت کو تاویل کہتا ہے کہ زندان شہوات اور
آخرت سے نجات بخشی کیا دور ہے حکایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بوسیلہ علم ایک بادشاہ کی ملازمت
اور بادشاہ سے درخواست کی کہ بدستور اور خواصوں کے مجھکو بھی خدمت حضوری پر مامور فرمائیں بادشاہ نے
کہا کہ اول جا اور علم حاصل کر تا قابل میری خدمت کے ہو وہ شخص امام محمد غزالی کے پاس آیا اور علم کی تحصیل
شروع کی جبکہ علم کی لذت پائی اور بادشاہ کی صحبت کی آفتوں سے آگاہ ہوا بادشاہ نے اسکو طلب کیا
اور امتحان لیا بعد ازاں اسنے کہا کہ اب تو میری خدمت کے قابل ہوا ہے اب علم حاصل کر اور میری خدمت میں
مشغول ہو اس شخص نے کہا کہ جب میں تیری خدمت کے قابل نہ تھا مجھکو قبول نہ کیا اب میں خدائے تعالے
کی خدمت کے لائق ہوا ہوں تجھکو قبول نہیں کرتا کہ اشعار سعدی شیرازی مناسب اسحال کے
ہیں قطعہ صاحبدلے بمدرسہ آمد زخانقاہ + بشکست عہد صحبت اہل طریق را + گفتم میان عالم و عابد چہ
فرق بود + تا اختیار کردی ازان این فریق را + گفت آن گلیم خویش بدر میبرد ز موج + وین جہد میکند
کہ بگیرد غریق را + پھر حق تعالی نے فرمایا کہ ایک تخت آدم کیواسطے لیاویں کہ اس تخت کے تین سو پائے
تھے ایک پائے سے دوسرے پائے تک کئی سو برس کا راستہ تھا پھر حضرت آدم کو آراستہ کرکے
گوشوارہ جواہر جنت سے کانوں میں اور دستانے بہشتی ہاتھ میں اور انگوٹھی بیش قیمت انگلی میں اور لباس
سعادت کا بدن میں اور تاج کرامت کا سر پر تخت پر بٹھایا حضرت آدم علیہ السلام جب ہنستے تو دانت پر نور
سورج جیسے چمکتے اور نہایت فضل اور کمال اور غایت حسن و جمال پر حضرت آدم کے شوق و وصال کے
ساتھ فرشتے انگشت حیرت دانتوں میں پکڑتے جب حکم ہوا تو فرشتوں نے تخت بابخت کو اپنے کاندھوں پر رکھکر
آسمانوں پر جلوہ دیا اور عرش مجید کے برابر رکھدیا حکم ہوا کہ اسجدوا لآدم یعنی سجدہ کرو آدم کیواسطے فسجد
الملائکۃ کلہم اجمعون + پس سجدہ کیا فرشتوں نے کل نے سب نے پس فرشتے فرمان واجب الاذعان
بجا لائے پہلے حضرت جبرئیل نے اپنا زمین پر رکھا پھر حضرت میکائیل نے پھر حضرت اسرافیل نے

پھر حضرت عزرائیل نے بسبب فرشتوں نے سجدہ ایک کو خلعت درگاہ رب الوہیت سے عنایت ہوا
حضرت جبرئیل ؑ کو وحی کا امین کیا اور حضرت میکائیل ؑ کو کلید رزق عنایت ہوئی اور حضرت اسرافیل ساتھ
نفخ صور کے یعنی پھونکنے صور کے سرفراز ہوئے اور حضرت عزرائیل ؑ کو بسبب وصل یعنی سبب پہنچانے دوست
طرف دوست کے فرمایا اور باقی فرشتوں کو ساتھ دولت عظمت کے ممتاز کیا اور جو کہ سجدہ ذکر کیا
وہ سجدہ عبادت کا نہ ہوا اور وہ سجدہ تحیت کا تھا نہ عبادت کا اور سجدہ تحیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
شریعت سے پہلے جائز تھا چنانچہ حضرت یوسف ؑ کے بھائیوں نے حضرت یوسف کو سجدہ کیا ہے مگر سجدہ
عبادت کا سوائے اللہ تعالی کے اور کسی کو واسطے کسی شریعت میں جائز نہیں ہوا جب فرشتوں نے
حضرت آدم کو سجدہ کیا تو سو برس تک سجدہ میں رہے اور ایک روایت میں پانچسو برس کہ جب سر
سجدہ سے اوٹھایا تو شیطان کو دیکھا کھڑا ہے اور منھ اوسکا پھرا ہوا ہے اور صورت اصلی اپنی سے بدصورت
ہو گیا ہے شکر گزاری کے واسطے دوبارہ سجدہ کیا اور اور سبب یہی سجدہ کی تکرار کی اسی سبب سے
ہر رکعت میں دو سجدے ہیں جب شیطان علیہ اللعن نے دوسرے سجدے سے بھی انکار کیا حق تعالی نے
فرمایا یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی استکبرت ام کنت من العالین یعنی اے ابلیس
کس چیز نے منع کیا تجکو کہ سجدہ کرے تو واسطے اس چیز کے کہ پیدا کیا میں نے ساتھ ہاتھوں اپنے کے غرور کیا
تو نے یا ہے تو بلند مرتبہ والوں سے قال جواب دیا انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین
یعنی میں بہتر ہوں اس سے پیدا کیا تو نے مجھکو آگ سے اور پیدا کیا اسکو خاک سے اور جوہر آگ کا نورانی ہے اور جوہر
خاک کا ظلمانی۔ تفسیر معالم میں سورہ اعراف وغیرہ میں ہے کہ شیطان نے ساتھ اس قیاس بے معنی اور قیاس
عقیم کے خطا عظیم کی کہ باعتبار اپنی اصل کے حضرت آدم کو بہتر نہ جانا اور یہ نہ جانا فضل اور بزرگی خاک سے ناواقف
رہا اور خوبی اسکی سے جاہل اور جتنی خوبیاں کہ ہیں نہ جانیں اور اوسکے فضائل دریافت نہ کر سکا کہ خاک سب
ہر بار عالم کھینچ سکیگی اور سبب بارکشی سے نہ پھریگی اور تمامی جہان کو فائدہ پہنچائیگی ہر چند کوئی کوئی اوسکے
ساتھ جفا کریگا یہ مہر و وفا کریگی اور جو کوئی اسمیں کسیطرح کا تخم رکھیگا بدلے میں بار بسیار دیگی تواضع اور
فروتنی اسکی سبب ہے روشن اور ظاہر ہے اور نار یعنی آگ سرکش اور آزار اور زیان کار ہے یعنی آگ کسیکام کی
نہیں ہر چند اس سے بعضے چیزوں کو نفع ہے لیکن منافع اسکے ضرر بہت رکھتے ہیں اور بلو طبع اپنی سے اوپر
جانا چاہتی ہے جو چیز کہ اسکو دیں کبھی نکال لاوے اور کوئی چیز تر و خشک ہو اسکی سے خلاصی نہ پاوے
اور آگ اگرچہ روشنی افروز ہے لیکن ظاہر و باطن سوزندہ ہے اور فروتنی جوہر خاک کا ہی کہ حضرت آدم نے کہا
ربنا ظلمنا انفسنا یعنی اے رب ہمارے ظلم کیا ہم نے نفسوں اپنے پر القصہ جب ابلیس کو سجدہ کرنے
حضرت آدم سے ننگ آیا قال فاخرج منہا فانک رجیم یعنی نکل جا تو بہشت سے یعنی آسمانوں سے
پس تحقیق کہ تو راندہ گیا ہے وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِىٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اور تحقیق اوپر تیرے لعنت میری ہے

دن قیامت تک پس لباس کرامت اور پیشوائی کہ جیسے پہنے ہوئے تھا اوتار لیا اور بالاس لعنت کا پہنا دیا
اسکو پہنا دیا اور فائدون اور جہان سے اور عنایتوں ایزدمنان سے محروم کیا اور مقام قرب الٰہی
سے اسکو نکال دیا اور بہشت سے زمین پر ڈالا اور نہیں ہے جو بیہودہ دریا تو نہیں تھا اور بیہودہ
بلکی ساتھ تیری صورت کی مثال کیا الکاسم ہے کہ شیطان کا حسن و جمال تھے سب فرشتوں کو دریا تھا
اور اکثر پروں کے یاقوت اور زبرجد کے تھے اور اسکے پر نور اور ہر آسمان میں ساتھ ایک لقب کے
مشہور تھا اسکو جبریل امین نے لعنت کی پھر حضرت اسرافیل نے پھر حضرت میکائیل نے پھر حضرت عزرائیل نے
پھر اہل آسمان ساتوین اور آٹھوین نے آسمان اوّل تک تمام نے پھر اسکو آسمان سے زمین پر ڈال
دیا تھی پس اوس دریا میں غرق رہا جب اوس سے نکالا تو منہ اسکا سیاہ تھا اور آنکھیں
اور ہیبت پیدا تھی اگر اس شکل کے ساتھ ظاہر ہوے تو خوف اور ڈر سے سب خلقت مر جاوے
جسمیں تھا اور شیطان نے تضرع تعالیٰ سے عرض کیا الٰہی اور کہا فانظرنی الیٰ یوم یبعثون
یعنی مجھکو مہلت دے اور مار نہ مجھے اوس دن تک کہ خلقت مبعوث ہووے قال فانک من المنظرین
فرمایا پس تحقیق تو مہلت دی گئون سے ہے پس اللہ تعالیٰ نے پہلے نفخہ صور تک اسکو مہلت دی اور اپنی درگاہ
فیض بارگاہ سے نکال دیا اسوقت اوسنے قسم کھائی کہ فبعزتک لاغوینھم اجمعین یعنی تیری عزت
کی قسم ہے کہ سبکو گمراہ کرونگا اور اطراف و جوانب سے اونمیں ہو بہکونگا الا عبادک منھم المخلصین مگر بندے ان
تیرے کہ انہیں سے پاک کیے گئے ہیں انکو چھوڑ دونگا فرمان ہوا کہ اے لعین جو آدمی کہ خالص بندون کے
مانند ہیں اونکو تو جان اور وہ میرے خاص ہیں اونکو کیا مجال اور کیا طاقت کہ تو گمراہ کرے قال
فالحق والحق اقول لاملئن جہنم منک وممن تبعک منھم اجمعین فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس میں
حق ہوں اور حق کہتا ہوں البتہ بھر دونگا میں دوزخ کو تجھسے اور اوس شخص سے کہ پیروی کرے تیری انمیں
سے سب سے معارج النبوة اور تفسیر کبیر میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو باعزاز و اکرام اور تعظیم تمام
بہشت عنبر سرشت کیطرف لیگئے تو اوس وقت ستر حلے بہشت کی اونکو پہنائے اور تاج مکلل سر پر رکھا
اور موتی اور یاقوت کا مرصع کمربند کمر سے باندھا کہ ہر حلہ اور کمربند پر لکھا ہوا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد
رسول اللہ اور ایک تخت بہشتی پر بٹھایا اور سات ہزار فرشتے داہنی طرف اور سات ہزار بائیں طرف
اور سات ہزار اور صلوٰة اور تحیات اونکے سر پر نثار کرتے تھے اور آواز بر آواز دیتے تھے اور پکارتے
جاتے تھے کہ اسے رضوان بہشت کے دروازے کھول اور جنت کے مکانوں کو فرش وغیرہ سے آراستہ کر
رضوان نے دروازے بہشت کے کھولے اور خدمت کیواسطے کھڑا ہوا اور تخت با تحیت اونکو فرشتوں
نے اپنے کاندھوں پر رکھکر بہشت میں پہونچایا خطاب جناب جل و علا ہونچا کہ اے آدم میں نے تجھکو اپنی
قدرت کے ہاتھ سے پیدا کیا اور روح خاص تجھمیں ڈالی اب بہشت میں آ اور سیر کر اسکے کی عنایت کر

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ اے پروردگار وہ عہد کونسا ہے کہ تا اوسکی اطاعت کا اہتمام
مین قیام کرون فرمایا کہ شیطان کا کہنا نہ ماننا اور اوس درخت سے کہ تجھکو منع کیا جاتا ہے نہ کھانا
بعضے علما کہتے ہین کہ وہ درخت انجیر کا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ وہ درخت انگور کا تھا اور منقول
اور جمہور کے نزدیک مین مشہور یہ ہے کہ وہ درخت گیہون کا تھا اور فرشتے اوسکو راہ ہوے تھے اور بہشت
مین لائے القصہ جب حضرت آدم صفی اللہ بہشت مین آئے پہلے جو چیز خوشخوان کی بقول میوہ اونکو
ملا انجیر اور خرما تھی اور میوے بہشتی خوب کھاتے پھرتے تھے اور تنہائی تھا سیر باغ بہار
اور ملاحظہ قصور و بنا زل بہشت مین کرتے تھے اور آب دلکش اور شیرین باصفا اور طرح طرح
کے کھانے کھاتے لیکن جب تنہائی کی آدمی نہر اور شربت شیرین اور میوہ خوش اور رنگین کھا کر سو رہے
تو انہین کوئی اسکے ساتھ انس پکڑتا اور ایک جلیس کہ اسکے ساتھ الفت کرے اس فکر مین تھے کہ انکو نیند آئی اور
سوگئے اور انکی پسلی کی ہڈی سے حضرت حوا پیدا ہوئین اور حضرت آدم علیہ السلام کو خبر نہوئی تفسیر کشاف اور
انوار التنزیل مین سورہ نسا مین ہے کہ حضرت حوا کو نفس آدم یعنے چھوٹی پسلی بائین پہلو اونکی سے
پیدا کیا اور تفسیر لباب مین لکھا ہے بعضے کہتے ہین کہ حضرت حوا کو باقی مٹی آدم علیہ السلام کی جو بچ رہی تھی پیدا کیا
اور معالم التنزیل مین بھی مذکور ہے کہ ایک قول سے پیدائش حضرت حوا کی بہشت کے باہر ہوئی ہو اور دونو
کو اٹھا کر بہشت مین لیگئے ہین لیکن بروایت ابن عباس اور ابن مسعود اور اسکے سوا
اور راویون سے پیدائش حضرت حوا کی بہشت مین ہوئی ہو اور اس قول کو بزرگون نے ترجیح
دی ہو اور یہ بھی ایک روایت ہے کہ حضرت حوا کو حق تعالی نے بصورت حضرت آدم پیدا کیا چنانچہ
رنگ اور قامت اور حسن و جمال حضرت آدم کے ساتھ مشابہ تھا اور کسی چیز مین فرق نتھا ایک یہ کہ
حضرت حوا کا بدن نازک تھا حضرت آدم علیہ السلام کے پوست سے اور رنگ زیادہ صاف تھا رنگ سے
اور آواز خوشتر اور آنکھین سیاہ تر اور ناک چھوٹی اور دانت سفید اور لطیف اور ہتھیلیان نرم اور حضرت
حوا کے سر پر بال گیسو تھے کہ یاقوت اور موتیون کے ساتھ مرصع تھے اور انہین سے مشک اور
زعفران کی بو آتی تھی القصہ جب حوا پیدا ہوئین اور حضرت آدم نے اونکو دیکھا پوچھا کہ تم کون ہو اور
کہانسے آئی ہو حضرت حوا نے کہا کہ مین ایک ٹکڑا ہون تمہارے بدن کا اللہ تعالی نے مجھکو تمہارے
واسطے بھیجا ہو اور تمہارے ساتھ نامزد کیا ہو اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت آدم نے حق تعالی سے پوچھا
کہ یہ کون ہے کہ مجھکو اسکے ساتھ انس و آرام ہے اللہ تعالی نے فرمایا کہ میری لونڈی ہے اور تو میرا غلام ہے تیرا آدم
نام رکھا ہے کہ تو ادیم یعنے زمین سے ہے اور اسکا نام حوا کیا ہے کہ حیوان سے پیدا کیا ہے اور تیرے
واسطے بھیجا ہے تا تجھکو اسکے ساتھ تسکین ہووے اب تو اسکے ساتھ خواستگاری کر حضرت آدم علیہ السلام
نے بفرمان حضرت باری خواستگاری کی اور کہا کہ الہی مجھے کیا چاہتا ہے تو فرمایا کہ پیغمبر کا ہدیہ اور عقل

مناہج اور سیر کیا اوسکو احکام دین سکھا وے حضرت آدم نے قبول کیا پھر اللہ تعالی نے ایک کرسی جواہر کی
حضرت آدم کو بٹھایا اور سب فرشتے جمع ہوئے اور حق تعالی نے حضرت آدم کا نکاح کیا اور اونکے نکاح کو
ساتھ اپنی حمد و ثنا اور اپنے حبیب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ مزین کیا اور فرمایا
کہ اب تم دونوں یہاں رہو اور جو چاہو کھایا کرو لیکن گرد اس درخت کے نہ جانا اور اگر ایسا کروگے
تو ہوگے تم زیانکار وہ نہیں ہے کہ اس آیہ والی پر اس سے ظاہر فقلنا یا آدم اسکن انت و زوجک
الجنة وکلا منها رغدا حیث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة فتکونا من الظالمین
چنانچہ انہوں نے اقرار کیا اور عہد دیا اسکے نہ کھانے کا اور فرشتے مقرب اسپر گواہ ہوئے پھر حضرت
آدم اور حضرت حوا نے روضہ رضوان میں قرار پکڑا اور بہشت میں تعلیم سے بہرہ مند ہوئے اور اس قدر
سیر کیا کہ عجب بات کہ ہر قطعہ زمین بہشت میں کہ گھر بنا ہوا تھا شاخیں اس درخت کی گھر میں
نظر آتی تھیں روایت ہے کہ پانسو برس دنیا کے کہ وہ پہر نصف دن اوس جگہ کا تھا توقف کیا جب وہ
اول اس ڈنگی گذرے تو آفتاب دولت و اقبال حضرت آدم اور حضرت حوا کو زوال پہنچا کہ بہشت سے
دنیا پر انتقال کیا **فصل تیسری** بیچ احوال نقل کرنے حضرت آدم اور حضرت حوا کے جنت سے
دنیا میں معارج النبوة میں لکھا ہے کہ جب روضہ رضوان اور باغ جنان حضرت آدم اور حضرت حوا
علیہما السلام کو تفویض ہوا اور انہوں نے اس جگہ ساتھ عیش و کامرانی کے زندگانی کی شیطان کہ
کے جانے سے معزول ہوا تھا باطن میں ابوالبشر کے ساتھ کمال عداوت رکھنے لگا چاہا کہ کسیطرح
کارخانہ انسان میں خلل ڈالے اور مفارقت انہیں دلاوے جب اسکو معلوم ہوا کہ حضرت آدم کو
سب میوے کھانے کی جنت میں اجازت ہوئی ہے لیکن ایک درخت کی ممانعت ہو بلیس خوش
ہوا اور زمین سے پرواز کرنی شروع کی تا آنکہ دروازہ بہشت پر پہنچا اور وہاں بیٹھ رہا کہ اگر کوئی
باہر آوے تو اپنا مطلب حاصل کرے ایک مدت تک اس ارادہ میں وہاں بیٹھا رہا مگر اندر سے
کوئی باہر نہ آیا آخر الامر ایک مور کہ خزانہ بہشت میں تھا باہر آیا جب شیطان کی نظر اوسپر پڑی
بہ خوش ہوا اور کہا اے طائر تو کون ہے اسنے کہا میں مور ہوں اسنے کہا تو کون ہے اسنے کہا
میں ایک فرشتہ ہوں کروبیوں میں سے کہ ایک ساعت عبادت سے غافل نہیں ہوں چاہتا ہوں
کہ بہشت میں آؤں اور وہ نعمتیں کہ واسطے دوستوں کے مہیا ہوئی ہیں اونکو مشاہدہ کروں تا سبب
زیادتی عبادت اور طاعت اور سبب ترقی درجات خوف و رجا کا ہو مجھکو تو جانتا ہے اور تجھسے ہو سکتا ہے
تو میری یاری اور مددگاری کر مور نے کہا اے فرشتے تو سچ کہتا ہے کہا ہاں اور قسم کھائی کہا مور نے اے
فرشتے میری قدرت اور طاقت نہیں کہ میں تجھکو بہشت میں لیجاؤں لیکن ایک میرا بھائی ہے کہ
سانپ اسکا نام ہے شاید کہ وہ تجھکو لیجاوے شیطان نے کہا اچھا مور گیا اور سانپ سے کہا مبارک

مبارک ہو تجکو اے سانپ کہ ایک مرتبہ یہان آیا ہے اور اُسنے ہمارے ساتھ بھائی چارہ کیا ہے
اور تین کلمہ وہ ہمکو سکھاتا ہے بشرطیکہ بہشت کے لانے مین اسکی معاونت کرے تو سانپ فی الحال
اسکے استقبال کو باہر آیا اور ملاقات کی شیطان ساتھ وسوسہ سانپ کے مشغول ہوا اور ایسی
چاپلوسی کی کہ اسکے افسون سانپ مین اثر کیا سانپ نے کہا اے فرشتے کیونکر تجکو لیجاؤن کہ رضوان
اور خازنان سوچو اور حاضر ہین شیطان نے کہا منہ کھول سانپ نے منہ کھولا اور شیطان اُسکے
منہ مین گھس گیا اور وہ بہشت مین اُسکو لیگیا خازن اُسکے آنے سے آگاہ ہوا چاہا کہ اسکو روکے
زبان آیا کہ اسکو آنے دو اور منع نہ کرو کہ اسمین کچھ اسرار پوشیدہ ہین پھر شیطان منہ سے نکل کر
حضرت آدمؑ اور حضرت حوا کے پاس آیا اور زار زار اور نہایت نوحہ زاری کرنے لگا حضرت آدمؑ اور حضرت
حوا اسکو پہچانا اور پوچھا کہ تو کون روتا ہے کہا میرے رونیکا سبب یہ ہے کہ اب تم اس باغ مین کمال
عیش وطرب سے گذارتے ہو پھر آخر تمہارے تئین نکال دینگے اور نعمت حیات کہ ساتھ کربت ممات کے
مبتلا کرینگے ایسی ایسی اُسنے باتین کہین اور وہان چلا گیا حضرت آدم علیہ السلام اُس ناپاک
کے کہنے سے نہایت اندوہناک ہوے شیطان پھر اُنکے پاس گیا اور کہا آدمؑ اگر میرے قول
پر اعتماد کرے تو مین ایک درخت تجکو بتاؤن کہ اگر تھوڑا بھی تو اسمین سے کھاوے تو ہمیشہ بہشت
مین رہے اور تجکو موت کبھی نہ آوے اور دولت و اقبال تیرا زوال نہ پاوے پھر شیطان نے
مور سے کہا کہ اے طاؤس مجکو وہ درخت بتا اور مور اسکو اس درخت کے لایا اور شیطان وہان
بیٹھا اور یہ کلام حسرت انجام ساتھ افسون نوحہ آمیز اور ترانہ شرارت انگیز کے آغاز کیا کہ خدا
تعالے نے تمکو اس درخت کی ممانعت کی کہ مبادا تم اسمین سے کھاؤ اور فرشتہ ہو جاؤ کسواسطے
کہ فرشتونکو بقا ہے تا روز قیامت بحر المواج مین لکھا ہے کہ حضرت حوا اس درخت کے پاس تھین
جب یہ نغمہ نوحہ آمیز اُسکے سنے تو انکی خاطر نے اوسپر میل کی اور نزدیک گئین شیطان نے قسمین
کھانی شروع کین کہ مین نصیحت کرنیوالو نمین سے ہون اور بہت مبالغہ کیا اور متعدد قسمین کھائین
اور انکو فریفتہ کیا مروی ہے کہ پہلے وسوسہ و افسون نے حضرت حوا مین اثر کیا اور اسکا سبب یہی
تھا کہ خاص حضرت حوا کو کہا کہ کیا خوب ہو کوئی اس درخت مین سے زیادہ تصرف کرنے دوسری سلطنت
ہووے حضرت حوا درخت کے پاس گئین اور ساتھ خوشی اسکی سے ایک کا ذخیرہ کیا اور ایک
کھالیا اور باقی حضرت آدم کے پاس لے گئین حضرت آدم نے اُسکی کھانے سے انکار کیا
حضرت حوا نے کہا مینے اسمین سے کھایا ہے اور بہت لذت اور تعریف اُنکی بیان کی کہتے ہین
کہ وہ شہد سے شیرین تر اور مشک سے نرم تر اور دودھ سے سفید تر تھے حضرت آدمؑ نے حضرت
حوا کو ملامت کی کہ تجکو کیا باعث ہوا کہ عہد پروردگار کو فراموش کیا اور درخت سے کہ منع کیا

کھانا خوش کیا مگر عقوبت سے اسکی پرہیز نہ کیا حضرت حوا نے کہا اے آدم رحمت الٰہی فراوان
ہے اور دریاے مغفرت اسکا بے پایان ایک روایت یہ ہے کہ حضرت آدم ہنوز عذر نہ کر چکے تھے
کہ حضرت حوا ایک قدح شراب بہشتی کا حضرت آدم کے پاس لائین اور حضرت آدمؑ نے اسمین سے پیا
جونکہ پہلے بھی شراب سے مست تھے دوبارہ کے پینے سے مستی زیادہ ہوئی اور غایت بیہوشی کو
نوبت پہنچی غالب ہوئی اور حضرت حوا نے ایک لقمہ انکے منہ میں دے ہی دیا ہنوز وہ منہ تک نہ اترنے
پایا تھا کہ حلہ اے بہشتی انکے بدن سے گر پڑے اور وہ ٹکڑے ان ناخونوں کی شکل کے کہ اب تک
انگلیون کے سر پر موجود ہیں اور انکو انہیں حلون کی یادگاری کیواسطے رکھا ہے کہ انکو حضرت
آدم دیکھتے تھے اور روتے تھے اور اسیطرح مدارک التنزیل میں ہے اور اسیجگہ نقل کیا ہے کہ جو کوئی
کسی خوشی سے حیران ہووے جب نظر ناخونوں پر پڑے تو خوشی اسکی تسکین پاتی ہے اور تاج کہ حضرت
آدمؑ کے سر پر تھا اسنے مثال مرغ پرواز کی اسوقت حضرت جبرئیل نے آنکر کمربند انکی کمر سے
کھول لیا حضرت آدمؑ اور حضرت حوا نے جب اپنے تئیں برہنہ دیکھا شرم سے ماری ہر طرف بھاگے
اور پتون میں چھپنے لگے جس درخت کے پاس پناہ کیواسطے جاتے تھے وہ اسی دور بھاگتا تھا
اور بھاگ گئے کیوقت شاخ درخت عناب نے سر کے بال حضرت آدم کے پکڑے حضرت آدمؑ نے کہا
درخت مجھے چھوڑ کہ میں بھاگ جاؤن کہا مجھے حکم ہے کہ تجھے اپنے میں لٹکاؤن اور اگر خلاف حکم
کرون تو تیری طرح گنہگار ہوون فریاد نہاد حضرت آدمؑ سے نکلی کہ الامان الامان یارب خطاب آیا کہ
این انت یا آدم یعنی کہان ہے تو آدم کہا الٰہی یہان موجود ہون برہنہ اور شاخ درخت سے گرفتار
ہون خطاب آیا کہ یہ حال پریشان نتیجہ تیرے عصیان کا ہے حضرت آدمؑ نے آہ سرد دل پر درد
سے کھینچی پھر حضرت جبرئیل انکو پکڑ کر باہر لائے جب دروازہ بہشت پر پہونچے ندا آئی کہ اے جبرئیل
آدم کو تنہا اور اسکے دشمنون کو بھی بہشت سے باہر لیجا حضرت آدمؑ نے بہشت کے درختون کو
اور ان درختون کو دیکھا اور ان درختون سے پتے مانگے تا اپنی عورتین کو ڈھانکیں درختون نے انکار کیا
حضرت آدمؑ نے درخت انجیر سے مانگا تو اسنے انکار نہ کیا اور حضرت آدمؑ کو پتے دیے بعضے کہتے ہیں کہ وجہ
یہ تھی خطاب انجیر کے درخت کو آیا کہ اور درختون نے آدم عاصی کو پتے نہ دیے تو نے کسواسطے
دیے انجیر نے کہا الٰہی ہر چند اس سے گناہ وقوع میں آیا لیکن میں انھین آنکھون سے آدمؑ کو دیکھتا
کہ روز اوّل دیکھا تھا اور تمام بزرگی کہ تو نے اسکو عنایت کی ہے جانتا ہون کہ ضائع ہوگی خطاب
آیا کہ اے انجیر ساتھ اس نظر پسندیدہ کے تین کرامت کے ساتھ تجھکو مخصوص فرمایا اوّل یہ کہ
تمام درخت پہلے ساتھ شگوفہ کے وغیرہ سے ظاہر کرتے ہیں اور تجھے دیکھا دین ساتھ میوون کے
اور تو پہلے سے ظاہر کرے سب وغیرہ سے کہ لیکن چونکہ تو نے حکم میرا آدم کو پتے دیے

جب تک تجکو گوشمالی نہ دین صوفی تجکو منہ مین نہ لیجائین اور باقی بزرگیان تفسیر بحر الدرر مین مذکور ہین
اور بعضے کہتے ہین کہ وہ درخت عود یعنی اگر کا تھا کہ جسنے حضرت آدم کو بہشت سے اسکو خطاب آیا کہ
اے عود ہم ساتھ نفسین نفیس تیرے سے عالم کو معطر اور خوشبو کرین گے چونکہ تو نے بے فرمانی میری
سے وسطے جب تک کہ تجکو آگ پر نہ رکھین گے جیسے ظاہر ہوگی عرائس ثعلبی مین لکھا ہے کہ حق تعالیٰ
نے حضرت آدم کو بواسطہ ترک فرمان کے ساتھ دس عقوبت کے مبتلا کیا اول ساتھ عتاب کے کہ آیا
تجکو منع کیا تھا اس درخت سے دوسرے سبب لباس اتار لیا اور عیوب تین گنوں لیدین علما کو اتفاق ہے
اس امر مین کہ شرمگاہ عورت انکی نظر مین تھا اور نظر ملائکہ سے اسیطرح مستور اور پوشیدہ تھا تیسرے
پوست حضرت آدم کا سست اور تاریک کیا اور پہلے روشن اور سفید اور مضبوط تھا مانند ناخن کے مگر ایک
نمونہ انگلیون کے سر پر چھوڑ دیا ہے چوتھے آپ کو پروردگار نے اپنے جوار قرب سے باہر کر دیا
پانچوین درمیان حضرت آدم ع اور حضرت حوا کے سو برس تک جدائی ڈالی اور بعضے کہتے ہین دو سو
برس تک چھٹے درمیان شیطان کے اور حضرت آدم اور فرزندان حضرت آدم علیہ السلام کے عداوت
تا قیامت قائم کی ساتوین نام گنہگاری کا حضرت آدم پر جاری کیا آٹھوین شیطان کو حضرت آدم
اور حضرت آدم کی اولاد پہ مسلط فرمایا نوین دنیا کو اسکی اولاد کا قید خانہ کر دیا دسوین تجھوں ان اور
دردون مختلف کے ساتھ مبتلا کیا پھر خطاب آیا کہ اے حوا تو کہان ہے اسنے یہ آواز سنی جواب
دیا کہ الٰہی اس جگہ برہنہ اور بے ستر ہوں خطاب آیا کہ یہ بواسطہ اس گناہ کے ہے کہ تجھسے ظہور مین
آیا تیرے تئین کونسی چیز باعث ہوئی کہ آدم کو اس خطا کے ساتھ رہنمائی کی کہ سبب بیہودگی
تیری اور انکی کا ہوا کہا خداوندا مجکو ہرگز گمان نہ تھا کہ تو نے ایک خلق پیدا کی ہے کہ وہ تجکو
جھوٹی قسمون کے ساتھ یاد کرے فرمان ہوا کہ تو بھی بہشت سے باہر جا اور تیرے بیٹیون کو بھی بسبب
اس گناہ کے ساتھ پندرہ بلاون کے ہمیشہ مبتلا کیا روز قیامت تک اول یہ کہ نجاست انکی حیض اور
اور فرج مین رکھی ہے کہ وہ خون حیض و نفاس ہے دوسرے حمل سے نو مہینے تا گیارہ
مہینے تک زیر بار کیا تیسرے شدت جننے کی کہ ہر مرتبہ مرگ کے قریب ہوتی ہے چوتھے محنت عدت کی پانچوین
رہنا حکم خاوند مین چھٹے مہار اختیار امر طلاق کی بیچ ہاتھ خاوند کے ساتوین نقصان میراث
کا آٹھوین نقصان شہادت کا نوین نقصان عقل کا دسوین محرومی سلام اور تحیت سے گیارھوین
محرومی نماز جمعہ اور جماعت سے بارھوین محرومی نبوت سے تیرھوین نقصان دین کا چودھوین
محرومی قضاۃ اور حکمت اور سلطنت سے پندرھوین محرومی جہاد سے اور بسفر کرنے سے بغیر محرم کے
اور اسیطرح شیطان کو بھی ساتھ دس بلاؤن کے گرفتار کیا اور یہ کہ ولایت ملکوت سے اسکو
معزول کیا کہ تمامی روے زمین سے آسمان دنیا تک خزینہ داری بہشت کی اسکو دی تھی وہ بھی

اپنے جوار و قرب سے اسکو دور کیا تیسرے اسکو مسخ کیا اور اسکی صورت کو بدل دیا چوتھے نام اسکا
عزازیل تھا ابلیس نام رکھا یعنی ناامید رحمت خدا سے پانچویں اسکو مقتدا اور پیشوا تمام اشقیا
اور بدبختوں کا کیا چھٹے تا ابد یعنے ہمیشہ اسکو ملعون کیا ساتویں دولت معرفت کی اس سے چھین لے
اٹھویں دروازہ توبہ کا اسپر بند کیا نویں اسکو خیر سے خالی رکھا چنانچہ ممکن نہیں کہ کوئی نیکی اس سے
عمل میں آوے دسویں خطیب اس کو اہل دوزخ کا کیا تو آگ میں انکو رحمت الٰہی سے ناامید کرے
جبرئیل علیہ السلام نے طاؤس کے سر کے بال پکڑکر بہشت کے دروازے سے کھینچا اور اس زمانہ
میں مور کے چھ سو بازو تھے طرح طرح کے رنگ کے ساتھ ملائکہ اُسپر مسلط تھے وہ بازو اسکے اور دو
یہ بازو اسکے پھوڑ دئے اور پاؤں اسکے بہشتی پاموزی لائے شیطان کی مسخ کرکے اور اسکو بہشت سے
باہر کیا پھر سانپ کو آگے لائے اور اسوقت سانپ کے چار پاؤں تھے اونٹ جیسے زبرجد سبز کے
ملون بالوان رنگ سبز اور سرخ اور زرد ہر ایک رنگ اسکا مانند آفتاب چمکتا تھا اور دانت اسکے مانند
خوشہ مروارید کے دمکتے تھے اور زبان مشک کی تھی اور پیٹھ چاندی کی اور پیٹ سونیکا اور گردن
زبرجد کی اور سر یاقوت کا حاصل یہ کہ تمام بدن اسکا مسخ کر دیا اور شیطان کو اسنے منہ میں لیا تھا
اسمین زہر ہلاہل بھر دیا اور اسکو بھی بہشت سے نکال دیا اور فرمایا کہ جو نشا اس گناہ کا تو ہوا تھا خوار
و نگونسار ہوا اور خاک کھایا کر پھر جناب ایزدی سے خطاب آیا کہ اے فرشتوں آدم کی کمر بال شاخ درخت
سے کھول دو اور اسکو بہشت سے نکال دو جب حضرت آدم نے سنا تو کہا الٰہی تو نے میری مٹی اپنے دست قدرت
سے پیدا کیا اور اپنی روح مجھ میں پھونکی اور ملائکہ کو میرے سجدے کے واسطے حکم فرمایا اور مجھکو ساکن بہشت
کیا اور یہ تمام نکوئیاں کرامت فرمائیں ایک ذلت کے ساتھ کہ مجھسے صادر ہوئی سب سے باز رکھتا
ہے فرمان پہونچا کہ لیجاؤ اس میرے بندہ آدم کو انکو کھینچے لیے چلو پھر آدم ایک درخت سے لپٹ گئے
اور کہا الٰہی مجھکو بہشت سے باہر کرتا ہے اور مجھکو اسکی مفارقت کی طاقت نہیں ہے پھر خطاب آیا کہ اسکو
لیجاؤ پھر انکو لیچلے انھوں نے پھر ایک درخت میں ہاتھ ڈالے اور کہا الٰہی تو نے وعدہ کیا ہے کہ انکار کیا
میں سے نبی و رسول پیدا کرونگا اور انمین سے ادریس کو مقام عالی پر لاؤنگا اور نوح کو بعضے کہتے ہیں کہ وہ چار
بٹھاؤنگا واسطے اُنکے میرے اوپر رحم کر اور میرے حال پر بخشش فرما خطاب آیا کہ لیجاؤ پھر کسو واسطے
آدم علیہ السلام نے ایک اور درخت کو پکڑا اور دیدہ حسرت اپنے سے آنسو بہانے لگے اور کہا
تو نے وعدہ کیا تھا کہ تیری نسل سے پیغمبر پیدا کرونگا اور انمین سے ایک کو خلیل کرونگا ہوگی خطاب
ہے انمین سے ایک اور پیغمبر کرونگا کہ اسکا نام موسے ہوگا اور اسکے ہمکلام ہونگا واسطے انکی اول یہ کہ
رحم کر فرمان آیا کہ لیجاؤ انکو آگے کھینچتے ہوئے لیچلے پھر حضرت آدم نے ایک اور درخت کو پکڑ کر کہا
الٰہی تو نے وعدہ کیا تھا کہ اولاد میں سے تیری ایک نبی ہوگا کہ نام اسکا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ آدم کو ...

ہوگا اور بادشاہ اسکو اپنا نائب کریگا اور سب اہل زمین سے اسکا رتبہ عالی ہوگا بحق اسکے میرے حال پر رحم کر
خطاب رب الارباب سے پہونچا کہ اے ملائکہ اس بندے کے ساتھ نیکی کرو اور اسکے ساتھ ملاقات
اور نرمی سے پیش آؤ کہ اب اسنے اپنے شفیع سے شفاعت چاہی ہے کہ جو کچھ چاہے اسکی برکت سے
پاوے پھر حضرت آدم علیہ السلام کو از روے لطف اور مہربانی کے فرمایا کہ اے آدم تو زمین پر جا کہ میں نے
تجھکو واسطے خلافت اور امارت زمین کے پیدا کیا ہے کہا یارب جاتا ہوں اگر میری توبہ قبول کی اور بہشت
میں پھر پہونچاوے فرمایا ہاں حضرت آدم بہشت عنبر سرشت سے باہر آئے اور حضرت جبرئیل انکے ساتھ آئے
حضرت آدم نے پوچھا کہ زمین پر میرے ساتھ کون ہوگا حضرت جبرئیل نے اسوقت کہا کہ وہی ذریت حضرت آدم کمال
غمناک ہوے کہ جدائی دوست پر وصال دشمن اور زیادہ ہوا پھر کہا اے جبرئیل مجھکو چھوڑ کہ میں ساتھ ملائکہ
پروردگار کو وداع کر رہا ہوں کہ پھر انکے ساتھ ملاقات میسر ہووے یا نہیں پھر حضرت آدم نے ایکطرف
منھ کر کر کہا السلام علیکم یا ملائکۃ اللہ استودعکم واقرأ علیکم السلام یعنی میں اب
زمین پر جاتا ہوں اور تمکو خدا کو سونپا لیکن تمسے یہ میری درخواست ہے کہ عاصی عابد نہ کہنا بلکہ نادانی کی
کہنا کہ ازروے نسیان مجھسے عصیان واقع ہوے پھر حضرت آدم اور حضرت حوا اور شیطان اور مور اور سانپ
کو جدا جدا زمین پر اتارا چنانچہ حضرت آدم کو ہند میں سراندیپ پر اتارا اور حضرت حوا کو جدہ میں
اور وہ ایک پہاڑ ہے کہ بلندی اسکی ساتھ آسمان کے سب پہاڑوں سے زیادہ ہے اور تفسیر زاہدی میں ہے
کہ حضرت حوا جدہ میں دریا کے کنارے پر گریں اور سراندیپ سے جدہ سات سو فرسنگ کی راہ ہے
اور شیطان کے مکان میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ ابلہ بصرہ پر اتارا اور نفحات الانس میں ہے
کہ ابلہ بصرہ ایک شہر ہے بصرہ سے چار فرسنگ کی راہ پر اور بعضے کہتے ہیں کہ شیطان میسان پر اترا اور
اغلب یہ ہے کہ شیطان کے اترنے کی جگہ معین نہیں کسواسطے کہ جسم لطیف کو مکان کی حاجت نہیں ہے اور مور کو
حبش کی زمین پر اور بعضے کہتے ہیں کہ کابل کی زمین پر اور سانپ کو اصفہان پر اور تا قیام قیامت شیطان
اور انسان اور سانپ کی درمیان میں عداوت ڈالی پھر جبرئیل نے قصد جانیکا کیا حضرت آدم علیہ السلام
دل تنگ ہوے اور رونے لگے اور کہا تو اب مجھسے جدا ہوتا ہے نہیں جانتا ہوں کہ پھر کبھی آویگا یا نہیں
جبرئیل نے کہا تو بندہ گنہگار ہے میں فرشتہ فرمانبردار ہوں اور حضرت آدم کے آگے سے غائب ہو گئے
حضرت آدم کو غم پر غم اور الم پر الم ہوا بمرتبہ کہ خاک اٹھاتے تھے اور اپنے سر پر ڈالتے تھے وہب بن منبہ
نے لکھا ہے کہ حضرت آدم پہاڑ کی بلندی پر سے زمین پر سو برس تک رویا کیے اونکی آنکھوں سے
ندیاں سراندیپ میں جاری ہو گئیں لکھا ہے کہ اس مرتبہ حضرت آدم روے کہ کشتی اسپر جاتی تھی اور
روایت ہے کہ اضطراب نے اتنا نہیں اثر کیا کہ گوشت اور پوست سر اور ہاتھ اور زانوؤنکے سے جاتا رہا اور
ہڈیاں نکل آئیں پھر وحشی اور طیور اور درندے ساکن تھیں زمین کو خطاب پہونچا کہ حضرت آدم کی غذا پیدا کر

اسکے واسطے جاؤ پھر نوع انہین سے حضرت آدم کے پاس آتے تھے اور بعضا ایسی کرتے تھے اور حضرت
آدم بسیار ہی گریہ سے سرشار دکھاتے تھے آخر الامر وحوش اور طیور انکے پاس سے بھاگ گئے اور کہنے
کہ مبادا شومی عصیان آدم کی سے ہمکو کچھ آسیب پونہچے جب حضرت آدم علیہ السلام نے یہ بات سنی
انکا وہ گریہ اونکا زیادہ ہوا اور کہا اے پروردگار مجکو سرزنش اور ملامت اہل اسلام کی کم نتھی کہ اہل
زمین کی انکے ساتھ جمع ہوئی الٰہی اب مجھے واسطے اپنی عزت کی خوار نہ کر اور ساتھ ذلت گناہ کی شرمسار
نہ فرما حضرت آدمؑ کے اس کہنے سے اللہ تعالی کو رحم آیا اور توبہ انکی قبول کی۔ حذیفہ اور ابن الیمان فی
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر اترے انکی عورت
سے جنت کے پتے لپٹے ہوئے تھے وہ دنیا کی ہوا سے خشک ہو کر گر پڑے اور ہوا نے زمین پر منتشر
کر دیا مگر ان پتوں کا اثر قیامت تک رہیگا چنانچہ اگر اور صندل انہیں پتوں سے ہے اور مشک جانور
چوپایہ سے نکلتا ہے کہ وہ جانور ختن کے مانند ہے کہ اسنے ان پتوں کو چرا تھا حق تعالی نے اسکے
ناف میں مشک پیدا کر دیا اور یہ خاصیت اسکی نسل میں باقی رہی جب فصل بہار میں جنگل میں چرتا
خاصیت ان برگ بہشتی کی اسکی اصل میں ظاہر ہوتی ہے اور وہ جانور ان تین جگہ کے سوا زمین چین
اور سندھ میں اور تبت میں کسی نے کہا یا رسول اللہ عنبر بھی دریائی جانور میں سے پیدا ہوتا ہے فرمایا
ہاں اسطرح جیسے ہے کہ پہلے وہ جنگلی تھا اور ہند میں چرا کرتا تھا اسنے ان پتوں میں سے کھا لیا پھر حضرت
جبرئیلؑ اسکو جنگل سے دریا میں لے گئے اور وہ ایک بڑا جانور ہے دریائی چنانچہ یہی اسکی ہزار گز کی ہے
اور ہر بار کہ عنبر اس سے نکلتا ہے ایکہزار پانچسو رطل اسکا وزن ہوتا ہے **فصل چوتھی در پیش آنا**
تخنوں کا دنیا میں حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کو کشف الاسرار میں تحت آیہ حافظوا علی الصلوٰۃ کے لکھا ہے
کہ پہلے جسنے صبح کی نماز پڑھی حضرت آدم علیہ السلام تھے جب آسمان سے زمین پر آئے تو تھوڑا سا
دن باقی تھا کہ روشنی دن کی دکھائی دیتی تھی اور ایک لحظہ آرام پایا تھا کہ آفتاب پوشیدہ ہوا اور
حضرت کو اندوہ و درد پیدا ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہرگز رات نہ دیکھی تھی اور اندھیرے
اور اندوہ کی مشقت نہ کھینچی تھی یکایک جو اوس ظلمت کو دیکھا کہ تمام عالم میں پھیل گئی اور آپ بے تجربہ اور
اپنی جنت سے دور اس اندھیرے میں آہ آہ کرتے تھے اور منھ آسمان کیطرف کر کر مناجات پڑھتے تھے
لکھا ہے کہ اول غریبان اور پیشین غمخواران اور نخستین ہمہ گزندگان حضرت آدم تھے کہ بنیاد دوستی اور
آئین شب بیداری کی حضرت آدم نے رکھی اور درد و مہاجرت سے نوحہ کرنا اور آدھی رات کو رونا عالم
میں شروع کیا آخر جب کارکنان قضا و قدر نے دیدہ صبح کو بر روے کار لائے اور شاہ زینت افزاے
بزم افروز تیغ زبان افروز کو حلہاے روحانی پہناے حضرت جبرئیلؑ نے حضرت آدم کو بشارت
کہ اے آدمؑ اٹھ صبح ہوئی اور دو رکعت نماز شکریہ کی ادا کر ایک بتقریب شکر گذرنے شب

ہجرت اور فرقت کی دوسرے شکریہ ہونے بیچ دولت وصال کے حضرت آدمؑ نے بزبان حال کہا فرو
وصل آمد و از ہیم جدائی رستم + با دلبر خود بکام دل بنشستم + اور اول نماز پیشین یعنے ظہر کہ جسنے ادا
کی حضرت ابراہیم خلیل اللہ تھے جبکہ اونکو فرمان ذبح فرزند کا صادر ہوا اور خواب اونکو دکھائی دیا حضرت
ابراہیمؑ نے اپنی تئین فرمانبردار کیا اور جان عزیز فرزند کو بحکم فرمان خداوندی کے نثار کیا مالک العرش نے
اپنے فضل سے ندا دی اور حضرت اسمٰعیل کے واسطے فدیہ بھیجا اسوقت آفتاب زوال سے گذر گیا تھا حضرت
خلیل اللہ نے دیکھا تو چار حال نت تکھے ہر حال مین ایک خلعت اور ایک رخصت پائی اسوقت
کمر شکریہ باندھکر ساتھ خدمت حضرت ربوبیت کے مشغول ہوے اور چار رکعت نماز گزارین یہ شکر
ان چار خلعت کے ایک یہ شکر توفیق اور دوسرے شکر تصدیق تیسرے بشکر ندا چوتھے بشکر خدا
اور اول جسنے کہ چار رکعت نماز عصر پڑھی حضرت یونسؑ تھے کہ اس نور دیدہ بندہ نیک پسندیدہ
بیچ شکم ماہی کی اور اس مچھلی نے بیچ شکم اور مچھلی کے قعر دریا عمیق مین فریاد کی کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ
اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ٭ یعنے نہین ہے کوئی معبود لائق پرستش مگر تو پاک ہے تو تحقیق
مین تھا ظلم کرنیوالون سے بفرمان الٰہی اس تاریکی اور سیاہی مین جگر اوس مچھلی کا مثل آئینہ کی ہو گیا
اور کمال صفائی کے سبب حیوانات دریا کو بصورت ہاے عجیب دیکھا جب فضل ایزدی سے اسکی مدد
پہونچی اور زندان دریا سے صحرا مین خرامان ہوے اس ساعت مین وقت نماز عصر تھا حضرت یونسؑ نے
اپنے تئین دیکھا کہ چار تاریکیون سے یعنے رہائی پائی تاریکی ذلت سے اور تاریکی شب سے اور تاریکی آب
سے اور تاریکی شکم ماہی سے اس شکریہ مین چار رکعت نماز کی ادا کی اور اوّل جسنے کہ نماز شام
گزاری حضرت عیسےٰ علیہ السلام تھے کہ جب اس پاک طینت پاک فطرت نے شکم مادر مین توریت
اور انجیل پڑھی اور گہوارہ مین مین کلام کیا اہل ضلالت اور بطالت کو اس سے عجب آیا اور کہا
فرزند بغیر باپ کے نہین پیدا ہوتا ہی اور وجود مولود کا بغیر موجود ہونے مان اور باپ کی ہمینے ہوا اور یہ
جو کچھ کہنا تھا سو کہا اور راہ ضلالت اور گمراہی کی اختیار کی اور قہر مین جا کر ثالث ثلاثہ کے معتقد ہو
اور اس جسنے سی غافل کہ وہ بی پدر فرزند پیدا کرتا ہی اور طفل کو گہوارہ مین گویائی دیتا ہی حضرت جبرئیل آئے
کہ اے عیسےٰ تیری قوم اسطرح کہتی ہی اور خالق زمین و آسمان اس گفتگو سے پاک ہی اس ساعت مین وقت نماز
شام تھا حضرت عیسےٰ علیہ السلام اُٹھے اور خدا تعالیٰ سے عفو اور رحمت چاہی اور تین رکعت نماز گزارین
ایک رکعت سی دعوے ربوبیت اپنے مین سے دور کیا کہ تو ہے خداوند بزرگوار اور مین ہون بندہ ناچیز
اور ساتھ دوسری رکعت کے نفی الوہیت کی ماں سے کی کہ تو ہے خداوند جبار اور ماں میری ہے
پرستار اور ساتھ تیسری کے اقرار بوحدانیت کردگار کہ یگانہ اور یکتا ہے نام تیرا اور اوّل
جسنے کہ چار رکعت نماز عشا پڑھین موسیٰ علیہ السلام تھے نوشتہ ہی عیب مخصوص تحفہ غیب جس شب کہ حضرت شعیبؑ

انکی حضرت شعیبؑ کے ساتھ بسر ہوئی اور زمین مدین سے باہر آئے تو قصد مسکن اور اندیشہ وطن کیا جب ایک
منزل راہ چلے تو رات ہو گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا اور خیال کیا کہ ظلمت کا زمین
آفاق میں کیسا ہوا ہے اور باد عاصف اٹھی ہوئی ہے اور مینھ اور اگر چنا اور بجلی موجود ہے جنگل بیگانہ میں
پڑا ہے اور انکی عیال کو درد زہ شروع ہے تمام عالم انکے واسطے خروش میں آیا اور دریا جہان کے
جوش میں اس شب میں آگ چقماق میں نہ رہی اور تمام روے زمین پہ ایک چراغ روشن نہ تھا حضرت موسیٰ
اسوقت عاجز تھے کہ کون بیٹھا ہے اور کون اٹھا ہے اور کون آرام میں ہے اور کون گریزان ہے سر زانو
پر رکھے ہوے نہایت حیران اور نہایت پریشان بیٹھے تھے ناگاہ نظر کی بجانب طور اور دیکھا ایک شعلہ نور
اور سنی ندا اے رب غفور کہ اِنّیْ اَنَا اللّٰہ یعنے تحقیق میں اللہ ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چار غم تھے
غم عیال اور غم فرزند اور غم برادر اور غم دشمن فرمان آیا کہ اے موسیٰ غم نہ کھا اور اندوہ مت لیجا کہ چار انیوالے
غموں کے اور دور کرنیوالے اندوہوں کے ہم ہیں حضرت موسیٰ اٹھے اور اس ساعت میں چار رکعت
نماز ادا کی اور قصص زائد ہونے اُن چار غموں کی کہ جسکے شکریہ میں چار رکعتیں گزاریں معارج النبوة میں
مذکور ہے ابن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت کی آرام اور نعمتوں کی جاتے رہنے سے
دو سو برس تک روئے اور سو برس تک حضرت آدم نے حضرت حوّا کے ساتھ نزدیکی نہیں کی اور چالیس
دن رات کھانا نہیں کھایا ایک روایت سے چالیس برس تک کھانے پینے کی طرف رغبت نہ کی اور
بعد جاتے رہنے دولت وصال کے تین سو برس تک سر نہ اوٹھایا اور ایک مدت مدید بہت بھوکے اور گرسنہ
گزران کی اور بسبب اختلاف ہوا کی انکے بدن کو آزار پہونچے تھے لیکن سبب اسکا نہ سمجھتے تھے کہ بہشت کے
خوردہ تھے ایکدن حضرت جبرئیل امین بفرمان رب العالمین زمین پہ آئے اور حضرت آدم سے احوال
پوچھا کہ حضرت آدم نے کچھ برسبیل حکایت نہ بطریق شکایت بیان کیا حضرت جبرئیل نے کہا یہ سبب
عریانی اور تن برہنگی کے ہے پھر یہ حال جا کر حق تعالے سے عرض کیا حق تعالے نے انکے واسطے
دو جوڑے بھیڑ کے اور دو بکری کے اور دو اونٹوں کے اور دو گایوں کے بہشت سے بھیجے کہ اونسے بچے پیدا ہوں
پھر اونکو ذبح کرنے کے واسطے مامور ہوے اور انہیں سے ایک ذبح کیا اور اوسکے پشم کو حضرت حوّا نے کاتا
اور حضرت آدم نے بنا اور اپنے واسطے ایک پیراہن اور حضرت حوا کے لیے ایک اوڑھنی درست کی اور جاتے
رہنے لباس بہشت سے بہت روئے یہ خبر دلالت کرتی ہے کہ پہنا لباس کا بعد ملاقات حضرت آدمؑ
اور حضرت حوّا کے تھا اور ممکن ہے کہ کاتنا حضرت حوّا کا ایام جدائی میں ہوا ہو کہ حضرت جبرئیل نے پشم
حضرت آدم سے لیکر حضرت کو پہونچا دی ہو چنانچہ ذکر طعام میں مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ اور کہتے ہیں کہ جب
حضرت آدم نے محنت گرمی اور آفت سردی سے نجات پائی حضرت جبرئیل نے کہا کہ میں تم میں کچھ اضطراب
[illegible] حضرت آدم نے کہا اب [illegible] گمان کرتا ہوں [illegible]

میں چھپیاں حرکت کرتی ہیں حضرت جبرئیل نے کہا کہ اسکو بھوک کہتے ہیں حضرت آدم نے کہا یہ کیسے دفع
ہووے کہا علاج اسکا علاج تجھپر روشن کرتا ہوں یہ کہکر نظر سے غائب ہو گئے تھوڑی دیر کے
بعد پھر آئے اور لال گھانس اور ایک روایت سے سیاہ بھی اور لوہا اور ایک ہرن اور اسکی چوب اور
تھا اسکے یعنی دھونکنی اور زنبور یعنی دست پناہ لاکر حضرت آدم کو دئے اور ایک چنگاری آگ کی
جہنم سے لیکر حضرت آدم کے ہاتھ میں دی وہ چنگاری اوڑ گئی اور دریا میں جا پڑی پھر حضرت جبرئیل
نے اسکو دریا سے نکالکر حضرت آدم کے ہاتھ میں دیا پھر اوڑ کر جا پڑی چنانچہ سات دفعہ حضرت
جبرئیل نے اسکو نکالکر نکال کر دیا اور وہ جا پڑی خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا کی آگ کو
ایک کم ستر دفعہ اس چنگاری جہنم سے کہ سات دفعہ دریا میں دھوئی گئی تھی جب حضرت جبرئیل نے سنا تو میں
بار اس آتش جہنم کو حضرت آدم کے ہاتھ میں دیا وہ آگ حضرت آدم کے ہاتھ میں گرا ہوئی اور کہا کہ میں
تیری تابعداری نہیں کرنے کی مطلب تیرا اولاد سے گناہ ہونا بدلہ لونگی حضرت جبرئیل نے کہا کہ سچ کہتی ہے
لیکن میں سپرد کرتا ہوں تاکہ تجھکو اور تمہارے فرزندوں کو نفع پہنچے پھر اس آگ کو لوہے اور
پتھر میں قید کیا کہ قیامت تک آدمیوں کو اس سے فائدہ ہوگا پھر حضرت آدم نے بموجب بتلانے
جبرئیل علیہ السلام کے آلے بنائے اور اول جسنے کہ پہنے کے کپڑے اور لوہے کو اوزار بنائی اور زرہ
حضرت آدم تھے پھر حضرت جبرئیل حضرت آدم کے لئے ایک تھیلی لائے کہ اسمیں تین دانہ گیہوں کے
تھے اور کہا اس میں سے دو تمہارے واسطے ہیں اور ایک حوا کا ہے چنانچہ یہ نص باب میراث میں
واقع ہوا کہ للذکر مثل حظ الانثیین یعنی مرد کو دو حصہ ہیں اور عورت کو واسطے ایک حصہ اور
وزن ہر دانہ گندم کا آٹھ سو اٹھاسی درم کا تھا حضرت آدم نے کہا اسکو کیا کروں کھاؤں
کہا نہیں بلکہ جھوڑ دو کہ اس سے تمہاری بھوک دفع ہوگی پھر اس گائے کو بیل کے ساتھ جوڑ کر
زمین پر ہانکنے لگے تو زمین پھٹی گائے کہ جتنے دن مدت بہشت میں راحت کی ساتھ چری بھی اور
اس کام کی محنت نہ دیکھی تھی اور کسطرح کا رنج نہ اوٹھایا تھا گھبرانے لگی اور انکھوں سے آنسو بہانے لگی
حضرت آدم علیہ السلام نے ایک لکڑی اسکو ماری گائے نے فریاد کی اور کہا تجھکو کیوں مارا حضرت
آدم نے کہا تو نے میری نافرمانی کی گائے نے کہا جو کہ نافرمانی کرے لکڑی کھاتی ہے سچ ہے حضرت آدم جانا کہ یہ
اشارہ میری طرف ہے اشارہ دی کہ بیہوش ہو گئی حضرت جبرئیل آئے اور کہا حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے
ابتدا میں حال نہایت عظمت اور جلال سے فرشتوں نے تجھکو سجدہ کیا آخرکار گائے نے تجھکو الزام دیا
اور وہ موافقت کے سبب تھا اور یہ مخالفت کے باعث حضرت آدم جب اس اشارہ سے خبردار
ہوئے گائے اپنی گفتار سے باز رہکر چلنے لگی اور زمین کو کھیتی کے قابل کردیا پھر وہ تخم ڈالے حضرت
کے حصہ میں گیہوں پیدا ہوے اور حضرت حوا کے حصہ میں جو اُس جگہ سے صاحب شریعت نے گیہوں کو جو کی نسبت

افضل جانکر صدقہ فطر میں گیہوں نصف پیمانہ اور جو ایک پیمانہ کہتے ہیں حضرت آدمؑ جو لیکر آئے
آگے روئے اور کہا الٰہی تخم ایک زمین ایک آسمان ایک ہوا ایک میری کھیتی سے گیہوں پیدا
ہوئے اور حوّا کی کھیتی سے جو فرمان آیا کہ یہ بدلے مخالفت میری امر کی حوّا کی کہ کہا اطاعت کی
فرمان شیطان سے گندم تھا جو فروش ہوئی جزا اعمال کی موافق افعال کے ہے القصہ جب اس سے فراغت ہوئی
بے شکم حضرت آدم میں شعلہ مارا کہا اے جبرئیلؑ ان گیہوں کو پیٹ پھر کہا اون حضرت جبرئیل نے کہا
کہ کہا یاد ہو واسکی کہ اس درخت کیواسطے تمام محنت اور الم سے کھینچے اور یہ رنج دیکھے اسپر اپنی شتابی کر کے
ہو صبر کرو کہ ابھی کام در پیش ہے حضرت آدم علیہ السلام بہت روئے اور رہا نا کہ یہ اشتہا نافرمانی کی
صبر کیا تا آنکہ گندم کی خوشہ توڑے اور چاہا کہ کھاویں حضرت جبرئیل نے پھر کہا کہ ابھی صبر کیجئے کہ ابھی کام باقی ہے لیکن
حضرت آدمؑ نے ساتھ تعلیم حضرت جبرئیل کے اوکھلی بنائی اور گیہوں اسمیں کوٹے کہ دانے بھوسی
سے جدا ہوئے پھر انکو چکی میں پیسا اور اس آٹے کا خمیر کیا حضرت آدم نے چاہا کہ ایک صورت نور کی
دیکھنے چاہتے تھے کہ کھاویں حضرت جبرئیل انکو منع کرتے تھے پھر حضرت جبرئیل نے کہا کہ گڑھا
کھودو اور لکڑیاں جمع کرو اور آگ جلاؤ حضرت آدم نے سب باتیں کیں پھر حضرت آدمؑ نے کہا کچی
یعنی کلچی بنا کر آگ میں ڈالی اور بعضے کہتے ہیں کہ روٹیاں بناکر تنور میں پکائیں کہ طول و عرض
روٹی کا پانچ گز کا تھا جب تھوڑی باہر نکالیں چاہا کہ کھاویں حضرت جبرئیل نے کہا ذرا صبر کرو کہ ٹھنڈی ہو
کھانا حضرت آدمؑ نے کہا سبحان اللہ جب اتنی محنت اور مشقت کری تو ایک لقمہ کھا دو اور روئے اور
ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیل نے کہا اے آدم تین ساعت دن باقی ہے اتنا تامل کرو کہ آفتاب
غروب ہو جاوے اور روزہ کھولنے کا وقت آجاوے حضرت آدمؑ نے اسکے ثواب سے سوال کیا
کہا خدا تعالیٰ اس عمل سے تین دولتیں عطا فرمائیگا ایک یہ کہ تمکو بخش دیگا اور تمپر عذاب نہ کریگا
دوسرے یہ کہ تمسے خوش ہوگا ہرگز تمہارے اوپر غضب اور غصہ نہیں کرنیکا تیسرے یہ کہ تمکو بہشت میں
لاویگا پھر ہرگز باہر نہ کریگا حضرت آدم نے پوچھا کہ یہ بزرگیاں خاص میرے لیے ہیں کہا جو تمہاری اولاد
میں ہے اسکے ساتھ عمل کریگا اسکو بھی یہ بزرگیاں عنایت ہونگی جب شام ہوئی اور وقت افطار پہنچا
آدم نے چاہا کہ کھاویں حضرت جبرئیل نے کہا کہ حوا کا حصہ جدا کرو تا میں اسکو پہنچا دوں حضرت آدم
نے انکا حصہ جدا کیا اور بھیجا اس دن سے نفقہ عیال کا مرد پر ہے اور حضرت آدمؑ نے کھانا کھایا
اور انکے باطن میں ایک دغدغہ دیکھا حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا اسکو پیاس کہتے ہیں
کہا تسکین اسکی کیونکر میسر ہو حضرت جبرئیل گئے اور ایک چیز کھودنے کی انکو لا کر دی اور کہا کہ
اس سے زمین کھودو حضرت آدم نے گھٹنوں تک زمین کو کھودا پانی اچھا اور ٹھنڈا اسمیں سے نکلا
اور حضرت آدم نے اسمیں سے پانی پیا جب حضرت آدم کو قرار آیا پھر اپنے باطن میں انکو کچھ معلوم ہوا

کہا اے جبرئیل یہ کیا ہے کہ میرے اندر حرکت کرتا ہے حضرت جبرئیل نے کہا کہ میں اسکو نہیں جانتا حق تعالی
نے ایک فرشتے کو بھیجا کہ اُسنے آنکر انکو دونوں پاؤں کے درمیان میں سے مسح کیا اس کیفیت سے وہ اذیت
اُنسے دفع ہوئی اور اُنکے دماغ میں بو پہونچی ہے کہتے ہیں کہ اسی سبب سے ... دیا گیا
فصل پانچویں ذکر توبہ کرنے حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کے معارج النبوۃ میں نقل
کیا ہے کہ جب حضرت آدم نے تین سو برس ساتھ گریہ و زاری کے گذارے اور کہا کہ الٰہی تو آگاہ
ہے کہ عصیان از روی نسیان مجھسے واقع ہوا ملک العلام نے بطریق الہام کلمات طیبات اعلام فرمائے کہ
سبب قبول توبہ انکی کا ہوئے علما کو تعیین کلمات میں چند قول ہیں فردوس الاخبار میں ابن عباس نے حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ حضرت آدم نے کہا خداوندا بواسطہ مصطفی حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے میرا گناہ بخش حق تعالی نے فرمایا اے آدم تو نے محمد کو کیونکر پہچانا کہا الہی
جس دن کہ تو نے مجھکو پیدا کیا تھا اور میرے بدن میں تو نے روح ڈالی تھی اور میں نے آنکھ کھولی تھی تو ساق
عرش پر لکھا دیکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں نے جانا کہ وہ گرامی تر ہیں مخلوقات سے
کہ اسکا نام تیرے نام بزرگ کے پاس ہے خدا تعالی نے فرمایا قسم ہے عزت و جلال اپنے کی کہ وہ
آخر پیغمبرونکا ہے اور تیری اولاد میں سے ہوگا اگر وہ نہ ہوتا تو تجھکو میں پیدا نہ کرتا اور اسی وسیلے کے
سبب سے تجھکو بخشا اور گناہ تیرے سے درگذرا اور امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ وہ کلمات یہ تھے لا الہ الا انت سبحانک وبحمدک رب عملت سوء وظلمت نفسی فاغفرلی
فانت خیر الغافرین لا الہ الا انت سبحانک وبحمدک رب عملت سوء وظلمت نفسی
فتب علی انک انت التواب الرحیم اور حسن بصری اور سعید خدری اور مجاہد و عکرمہ کہتے ہیں
اور وہ کلمات یہ تھے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین
چنانچہ قرآن شریف بھی اسکے ساتھ ناطق ہے یعنی اے پروردگار ہمنے ستم کیا اوپر نفسوں اپنے کے ساتھ نافرمانی کی اگر نہ
بخشیگا تو گناہ ہمارا اور نہ رحم کریگا ہمپر البتہ ہونگے ہم زیانکاروں سے جب یہ کلمات حضرت آدم کی زبان
پر جاری ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام نے ان کلموں کو پڑھا حق تعالی نے ایک یاقوت سرخ
جنت سے بھیجا تا اسکو خانہ کعبہ کی جگہ رکھیں اور وہ یاقوت بمقدار خانہ کعبہ کے تھا اسمیں دو دروازے
تھے ایک مشرق کی طرف اور ایک مغرب کی طرف اور اسکے بیچ میں ایک نور کی قندیل

حل
یعنی نہیں ہے کوئی معبود سوا تیرے ... اور ساتھ حمد تیری کے اے رب عمل کیا
میں نے برا اور ستم کیا میں نے اوپر نفس اپنے کے پس بخش
مجھکو ... نہیں ہے کوئی معبود سوا تیرے ... بیشک تو ہے توبہ قبول کرنیوالا مہربان
... اور رحم کرنیوالا
پس توبہ قبول کر ...
الا ہر بات کی ۱۲

لٹکی ہوئی تھی کہ اسکو بیت المعمور اور ضراح بھی کہتے ہیں اور وہ ایسا صاف اور شفاف تھا کہ اندر سے اُسکے
باہر اور باہر سے اندر سب معلوم ہوتا تھا اور اسکے اوپر ایک خیمہ زبرجد کا برپا تھا اور طنابیں اسکی سونے
کی تھیں اور معارج النبوت میں ابن عباس سے نقل کی ہے اور تفسیر بحر المواج میں بھی مذکور ہے کہ جسوقت
حضرت آدم زمین پر آئے قد انکا آسمان تک تھا یعنی جب کھڑے ہوتے تو سر انکا آسمان کو لگتا اور تسبیح فرشتوں کی
سنتے تھے اور عجائبات آسمان کے دیکھتے تھے جب انکے قد کی درازی کم ہوئی اور بقدر ساٹھ گز کے انکا قد
ہوا تو انکو فرشتوں کی تسبیح سنائی دینے سے رہ گئی انھون نے دعا کے ہاتھ اوٹھائے اور اللہ تعالی
سے اپنی وحشت کی شکایت کی حق تعالی نے ایک یاقوت کا گھر بہشت سے کہ اسمین دو دروازے
زمرد کے تھے اُتارا کہ اُسکی تمام تعریف اوپر ہو چکی ہے القصہ جب پھر وحی آئی کہ اے آدم
میرا ایک گھر ہے وہان جا اور اسکا طواف کر چنانچہ میرے فرشتے اُسجگہ آتے ہیں اور طواف کرتے ہیں
تا تیری دعا قبول ہوے اور ذلت تیری مغفور اور رنج تیرا خوشی کے ساتھ مبدل ہوون پھر حضرت
آدم نے زمین ہند سے وہان کا قصد کیا اور اللہ تعالی نے ایک فرشتے کو بھیجا کہ حضرت آدم کو راہ
بتاتا جاوے حضرت آدم روانہ ہوے اور جس جگہ پر انکا قدم مبارک پڑتا تھا اور پیر آرام کی تھی
وہ جا سرسبز خرم ہوئی تھی اور کہتے ہیں کہ حضرت آدم کی ایک قدم سے دوسرے قدم تک تین دن راستے کی راہ
ہوتی تھی اور ایک روایت سے پچاس فرسنگ جب آدم بہ تعلیم جبرئیل اعمال حج اور زیارت خانہ کعبہ کی
بجا لائے ساتھ اشارے حضرت جبرئیل کے آدم کوہ عرفات پر آئے اتفاقاً حضرت حوا بھی جدہ سے
طلب آدم میں چلی آئی تھیں اور سالہا سال سے جدائی کی محنت دیکھی تھی اور شدت اشتیاق کی
کھینچی تھی اور بواسطہ تصرف آب و ہوا اور تاب آفتاب کے انکی بشرہ مبارک نے تغیر پایا تھا سو برس
کے بعد باعتبار صحیح ترین اقوال عرفات میں ملاقات کی اور حضرت آدم نے حضرت حوا کو اور حضرت
حوا نے حضرت آدم کو پہچانا اسی سبب سے اُس مقام کا نام عرفات رکھا ہے اور اُس دن کا نام روز عرفہ ہوا پھر
دونون نے مراجعت کی فرشتون نے حضرت آدم سے سوال کیا کہ اب تمھاری کیا آرزو اور تمنا ہے کہا
رحمت اور مغفرت خدا تعالی عز اسمہ اسی سبب اس جگہ کا نام منی ہوا پھر ساتھ قبول توبہ اور مغفرت
اور رحمت کے مشرف ہوے پھر انھون نے واسطے مراجعت سراندیپ کے خداوند مجیب سے
درخواست کی جب انھون نے رخصت پائی تو اسی جگہ بازگشت کی بروایت مجاہد چالیس دفعہ حضرت
آدم ہندوستان سے کعبہ کی زیارت کیواسطے پیادہ پا تشریف لائے اور چالیس حج کیے مجاہد سے
پوچھا کہ حضرت آدم نے پیادہ چلنے کا کیا سبب تھا کونسی سواری انکا بوجھ اوٹھا سکتی تھی کہا
کہ ایک قدم انکا تین دن رات کی راہ تھی اسوقت تمام روے زمین پر سواے بیت المعمور کے کہ بنا
ہوا کوئی گھر نہ تھا تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ علی ابن الحسین امام زین العابدین نے فرمایا ہے کہ حضرت آدم

ہند سے مکہ کو چار سو بار گئے چالیس دفعہ حج کے واسطے اور باقی عمرہ کے لیے اور بعد دو سو برس
کے حضرت حوا کے ساتھ ملے اور تفسیر زاہدی میں اور تفسیر مدارک وغیرہ میں ہے کہ بیت المعمور کو بیچ زمانہ
طوفان حضرت نوح کے تفسیر مریا چوتھے یا ساتویں آسمان پر لے گئے اور اسکو خانہ کعبہ کے مقابل زمین
پر بنا کے رکھا ہے اور ہر روز ستر ہزار فرشتے اسکا طواف کرتے ہیں جو کہ ایک بار طواف کر چکے ہیں
دوبارہ نہیں آتے ہیں اور عبد اللہ ابن عمر اور مجاہد سے نقل کیا ہے کہ دو ہزار برس پہلے پیدایش زمین کے
سے پانی پر پھوٹ کف پھیلے درمیان سے خانہ کعبہ کی شکل ہو چکی زمین کو نیچے سے اسکے بچھایا
اور فرمایا وہ کہتا ہے کہ دو ہزار برس پہلے زمین کے پیدا ہونے سے خانہ کعبہ کو بنایا تھا اور طواف
کرتے تھے اور انوار التنزیل میں تفسیر قول اللہ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا
وھدی للعالمین میں روایت کیا ہے کہ پیغمبر سے پوچھا اول گھر کہ واسطے عبادت کے بنا کون سا ہے
فرمایا کہ وہ مسجد الحرام ہے اسکے بعد بیت المقدس پھر پوچھا مدت کے بعد پوچھا کہ ان دونوں کے درمیان
میں کتنی مدت کا فاصلہ تھا فرمایا چالیس برس کا اور بعضوں نے روایت کی ہے اول اسکو حضرت ابراہیم
نے بنایا ہے اور ابن عباس کہتے ہیں پہلے وہ گھر بنا جسکو حضرت آدم نے بمددگاری ملائکہ بنا کیا
پھر ایک مدت کے بعد جو وہ ٹوٹ پھوٹ گیا حضرت ابراہیم نے درست کیا دو بارہ پھر جو خراب ہوا
ایک قوم تھی قبیلہ جرہم سے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کی بیبیاں انکی تھیں انھوں نے بنایا سہ بارہ
پھر جو ویران ہوا عمالقہ نے ترتیب دیا پھر قریش نے پھر حجاج بن یوسف نے اور علما
مفسرین لائے ہیں کہ علامتیں بزرگی اور شرافت کعبہ کی روشن اور ظاہر ہیں خانہ کعبہ کو جو کوئی اسکو
دیکھتا ہے اشکبار ہوتا ہے اور دل آدمیوں کے خصوصاً حاجیوں کے اسکی طرف مائل رہتے ہیں اور
اور یہ کہ وہ خاص مومنوں کا قبلہ ہے اور جو کوئی چاہے کہ اسکو خراب کرے تو نہیں کر سکتا ہے جیسے اصحاب
فیل نے چاہا تھا کہ اسکا ازالہ یا خلل کریں معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالی اور کوئی پرندہ جانور اسکی چھت کے
اوپر نہیں بیٹھ سکتا اور ہر ساعت رات دن بے طواف کرنے کے خالی نہیں رہتا اور اولیاء اللہ بعض وقت
خانہ کعبہ کو اپنے گرد حاضر ہوتے دیکھتے ہیں اور بہتیرے بھی اسکے طواف میں مشغول ہیں اور انوار التنزیل میں ہے
کہ جو پرندہ اوپر کو اڑ جاتا ہے جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو منحرف ہو جاتا ہے اور درندہ جانور حرم
میں ساتھ تمام اور جانوروں کے اختلاط کرتے ہیں اور کسی کو دکھ اور ضرر نہیں دیتے ہیں

فصل چھٹی بیچ تولد اور تناسل حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کی اور محنت مفارقت

اور مہاجرت کہ ساتھ راحت مواصلت کے بدل ہو گئی بعد اسکے تھوڑی فراغت گذاری اور قبول احکام
الہی اور بطاعت فرمان شاہی جل ذکرہ میں کوشش کی تا بفرمان ربانی نوع انسانی جسم کو پایا

۱۲ سما ۱۹ لائون ۱۹ سطر ۲۰ اور ۲۱ والا اور [illegible]

بھیجی اور ساتھ زراعت اور عمارت زمین کے اشتغال کیا روایت میں آیا ہے کہ حضرت حوا رضی اللہ
عنہا کو بیس دفعہ حمل رہا اور معالم التنزیل میں ہے بیچ تفسیر قول اللہ تعالی کے واتل علیہم نبأ ابنی
آدم بالحق الخ لکھا ہے کہ حضرت حوا نے چالیس فرزند بیس حمل میں جنی ہر دفعہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی
جوڑوان اول انکا قابیل اور توام اسکی اقلیما اور آخر انکا عبد المغیث اور توام اسکی امة المغیث
پھر خدا تعالی نے نسل آدم میں برکت دی قول ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم کو موت نہیں
آئی جب تک فرزند اور فرزند فرزند انکے چالیس ہزار نہ ہوئے اور بیچ مولد یعنی جگہ پیدایش قابیل اور
ہابیل کی اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ حضرت آدم نے حضرت حوا کی ساتھ بعد گذرنے سو برس کے زمین پر
اُنکی نزدیکی کی کہ اُس سے قابیل اور توام اُسکی اقلیما ایک مرتبہ پیدا ہوئے پھر ہابیل ساتھ توام اپنی لیوذا کے
ایک دفعہ اور محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ حضرت آدم نے جنت میں پیش از وقوع ذلت حضرت
حوا کے ساتھ صحبت کی تھی اور حضرت حوا اسیوجہ قابیل اور اسکی توام کے ساتھ حاملہ ہوئی تھیں اور وقت
ولادت انکے کچھ رنج اور درد حضرت حوا کو نہوا تھا اور خون بھی نہ دیکھا تھا جب زمین پر آئیں تو حضرت
آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کے ساتھ مجامعت کی اور حضرت حوا ہابیل اور اسکی توام کے ساتھ
حاملہ ہوئیں ہنگام ولادت انکے رنج اور دکھ ہوا اور درد لگی اور لہو بھی نکلا اور فاصلہ درمیان دو حمل
کے دو برس کی مدت ہوتا تھا بقول کلبی اور تفسیر زاہدی اور بحر مواج میں ہے کہ حضرت حوا کو پانچسو بار
حمل رہا اور ہر دفعہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی جوڑوان پیدا ہوئے مگر حضرت شیث علیہ السلام تنہا پیدا
ہوئے اور شریعت حضرت آدم علیہ السلام میں درمیان بھائی اور بہن کے نکاح درست تھا لیکن اس
طرح سے کہ بعد ایک بطن کی بیٹی دوسرے بطن کے بیٹے کو دیتے تھے اور ہر لڑکے کو
اختیار تھا کہ جونسی بیٹی چاہتا تجویز کر لیتا تھا مگر وہ بیٹی کہ توام اور ہمزاد اسکی ہوتی تھی نہ کر سکتا تھا
جب قابیل اور ہابیل اور انکی بہنیں بڑی ہوئیں حضرت آدم نے اقلیما خواہر قابیل کو ہابیل کے ساتھ
نامزد کیا اور لیوذا خواہر ہابیل کو قابیل کے ساتھ قابیل کی بہن کمال خوبصورت اور حسینہ اور جمیلہ
تھی اور ہابیل کی بہن کہ چنداں خوبصورت نہ تھی قابیل کو یہ بات ناخوش آئی اور کہا بہن میری خوبصورت
ہے اور میرے ساتھ رحم میں رہی ہے اور علاوہ اسکے یہ کہ ہم اولاد جنت میں کا ہوں اور یہ اولاد
زمین میں کی ہیں پس میں اسکے ساتھ زیادہ سزاوار ہوں کہ اسکو اپنے نکاح میں لاؤں حضرت آدم نے
کہا کہ حکم خدا تعالی کا اسیطرح صادر ہوا ہے اسمیں مجھکو اختیار نہیں قابیل نے کہا خیر تو ہابیل کو
مجھ سے زیادہ چاہتا ہے اسواسطے میری بہن کو کہ خوبصورت زیادہ ہے اسکو تو دیتا ہے حضرت نے
کہا کہ اگر میرے کہنے کا یقین نہیں تو تم دونو قربانی کرو جسکی قربانی قبول ہو وہ اقلیما کے ساتھ
نکاح کرے اور نشانی قبولیت قربانی کی یہ تھی کہ اسکو ایک جگہ رکھ دیتے تھے اور اُس زمانہ کا پیغمبر دعا

کرتا تھا ایک آگ آسمان سے اوتر کر جلا دیتی تھی پس ہابیل کے پاس بہت سے دنبے تھے اسمیں
سے ایک جوان فربہ کہ اسکو بہت دوست رکھتا تھا اور تھوڑا دودھ اور مسکہ لیکر ایک پہاڑ پر
رکھا اور نیت کی کہ اگر میری قربانی قبول نہ ہووے تو میں اقلیما کو چھوڑ دوں اور قابیل کھیتی
کرتا تھا دو خوشہ گندم کے ہلکے دیکھ کر دانہ لاکر اسیجگہ رکھے اور اپنے دلمیں کہا کہ یہ قربانی قبول
ہووے یا نہ ہووے میں اپنی بہن سے دست بردار نہیں ہونیکا اور اسکو نہیں چھوڑونگا
پس آگ سفید دھوئیں کی آسمان سے اوتری اور قربانی ہابیل کی کھا گئی اور قربانی قابیل کی چھوڑ
گئی اور ساتھ کہانے اسکے یہ التفات نہ کیا جب قربانی قابیل کی نہ ہوئی تو اسکی زمین دلمیں عداوت
کا درخت پیدا ہوا اور آتش غضب نے اسکے سینے میں شعلہ مارا کہتے ہیں کہ جب ہابیل اپنی گوسفندوں کو
چرانے میں مشغول ہوا تب قابیل اسکے پاس آیا اور کہا لاقتلنک یعنی تجکو البتہ میں مار ڈالونگا
ہابیل نے کہا کسواسطے کہا اسلئے کہ تیری قربانی قبول ہوئی اور میری قبول نہیں ہوئی میری
خوبصورت بہن تو لیگا اور تیری بہن بدصورت مجکو سپرد کریگا اور تیری فرزند میری فرزندوں پر فخر
کرینگی ہابیل نے کہا کہ میرا اس میں کیا گناہ ہے کسواسطے کہ اللہ تعالی سوای پرہیزگاروں کے
کسی کی قربانی قبول نہیں کرتا معالم التنزیل اور بحر الامواج میں لکھا ہے ہر چند قابیل چاہتا تھا
کہ ہابیل کو مار ڈالے لیکن صورت مارنے کی نہ جانتا تھا اس سبب سے نہ مار سکتا تھا شیطان
لعین نے آدمی کی شکل بنکر ایک مرغ کو ہاتھ میں لیکر اسکا سر پتھر کے اوپر رکھا اور دوسرا پتھر
اسکے سر پر مارا تا اسکا سر کچلا گیا اور وہ مرغ مر گیا ایک دن قابیل نے ہابیل کو سوتا پایا اور
اسکا سر ایک پتھر پر رکھکر ایک پتھر مارا کہ اسکا سر پھٹ گیا اور ہابیل مر گیا اسوقت اسکی
بیس برس کی عمر تھی پھر قابیل حیران ہوا کہ اب اسکو کیا کروں اسکو پلے میں لپیٹ کر چالیس
دن تک اپنی پیٹھ پر لیئے پھرا اور ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ایک برس تک لئے پھرا یہانتک کہ اسکی
مردے میں بدبو پیدا ہوئی اور جانور درندہ اور پرندے قابیل پر غلبہ کیا جب کہ یہ زمین پر رکھ دیتا
تو جانور کھانے لگتے کمال تنگ ہوا اور چرخ فلک سے شکایت کرنے لگا پھر اللہ تعالی نے
دو کوّے بھیجے اور وہ دونوں آپس میں لڑے اور ایک نے ایک کو مار ڈالا جو کوا کہ جیتا
رہا اسنے اپنی چونچ سے زمین کھودی اور اس مرے کوّے کو اس میں ڈالکر اسپر خاک ڈالی
کہ وہ چھپ گیا اور یہ اسواسطے تھا کہ تا قابیل بھی اسیطرح دیکھکر ہابیل کو دفن کرے ابن عباس
سے روایت ہے تفسیر زاہدی میں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام حج کیواسطے گئے
تو قابیل خائف تھا اور اسکے عمل کی شومی سے بعضے درختوں اور میووں نے نقصان
قبول کیا اور بعضے درختوں میوہ نہ دیا اور کانٹے کہ اسوقت نہ تھے پیدا ہوے

اور وہ وحشی و طیور کہ آدمیوں کے ساتھ الفت کرتے تھے بھاگنے لگے اور اسکی بیوفائی سے ایک
آندھی آئی اور تمام عالم کو تاریک کیا اور پھول و ثمر دونوں میں پیدا ہوا حضرت آدم علیہ السلام نے
جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اس تغیر کا سبب کیا ہے کہا یہ سبب شومی گناہ قابیل پسر نا قابل
تمہارے کا ہے کہ ہابیل کو مار ڈالا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے جیسا یہ سنا نہایت اندوہ
ناک ہوئے تب پھر سے قابیل سے ہابیل کا حال پوچھا اُسنے کہا مجھکو تمنے کچھ اسکا نگہبان نہیں کیا
تھا حضرت آدم علیہ السلام نے اس امر ناپسندیدہ سے بہت بہت رنج کیا کہ اسکے بعد حضرت آدم
علیہ السلام پانچ سو برس تک نہ ہنسے کہتے ہیں لقمہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہ اُس
درخت گندم سے کھایا تھا اس لقمے سے قابیل کا مادہ حاصل ہوا تھا اور پیٹھ میں اسی لقمہ حرام
کے نافرمانی خدا اور اپنے باپ کی کر کے بھائی سے حسد کیا اور یہاں تک بگڑ گیا کہ کفر اختیار کیا
اور دین آتش پرستی کا قبول کیا اور تمام بدن اوسکا سیاہ ہوگیا اور جو کوئی اسکو دیکھتا تھا
اس سے ڈرتا تھا کہ ہابیل کو مار ڈالے اور کہتے ہیں کہ ہر کوئی اُسکو دیکھ کر پتھر اسپر مارتا تھا
اور وہ زخمی ہوتا تھا تا آنکہ ایک دن اُسکے فرزند نے اسکو پتھر مار کر مار ڈالا اور بعضی کہتے ہیں
کہ خدا نے عز و جل نے اسپر ایک ہوا لعنت کی بھیجی کہ اسکو گرمی میں گرم تر جگہ میں
اور جاڑے میں سرد تر جگہ پر لیجا کر مبتلا اور گرفتار کرتی تھی قیامت تک اسی بلا کو
ساتھ معذب رہیگا اور امام ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ آدھا عذاب دوزخ کا تمام
دنیا کے عاصیوں میں سے اُسی کو ہوگا اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی جہان میں مارا جاتا ہے اُسکے
قتل کے گناہ میں قابیل شریک ہوتا ہے کہ من سن سنۃ سیئۃ فلہ وزرہا و وزر من
عمل بہا جو شخص کہ اختراع کرے کوئی برائی پس واسطے اُسکے گناہ اُسکا ہے اور گناہ
اسکا ہے اور گناہ اُس شخص کا کہ عمل کرے ساتھ اس برائی کے کہتے ہیں کہ نزدیک
یاجوج اور ماجوج اسکی نسل سے ہیں اور معارج النبوت میں نقل ہے کہ حضرت آدم اور حضرت
حوا علیہا السلام کے ساتھ ایک جگہ پاک اور پاکیزہ میں بیٹھے تھے کہ ناگاہ دریائے بہشت سے
ایک ندی پانی صاف کی روان ہوئی اور وہ ندی بہشت سے آتی تھی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام
ایک گروہ فرشتوں کے ساتھ ایک طباق میوہ بہشتی کا ہتھیلی پر رکھے ہوئے آئے اور السلام علیک
یا ابا محمد تحفہ سلام اور تبرک لائے یا محمد یہ وہ نام حضرت آدم علیہ السلام کا ہے کہ بہشت
میں حضرت آدم علیہ السلام کو اسی نام سے پکارتے تھے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
کہا اسی میوہ کو کھانے سے ہوگا تاکہ یہ میوہ بہشت کا ہے کہ حق تعالیٰ سے تمنے درخواست
کی تھی کہ پہلا فرزند سے مجھکو عنایت کر تا فرشتوں نے کہا خدا نے تعالیٰ تو تیرا مقصد حاصل کیا

اب اس سبو کو کھاؤ اور اس پانی مین جاوی نہاؤ اور اپنے تئین پاک وصاف کرو اور پھر حضرت
حوا کے ساتھ صحبت کرو کہ آج میعاد انتقال نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمہاری پشت مین انجام
کو پہونچی حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا نے بموجب فرمان قضا جریان کے عمل کیا اور حضرت
حوا کو حمل رہا اور ایک مدت وہ نور سینہ مین حضرت حوا کے مانند آفتاب کے چمکا کیا اور روایت
ہے کہ وقت نقل کرنے اس پایہ بہجت اور سرور سے تا روز ولادت حضرت شیث علیہ السلام
ابلیس لعین کو ساتھ ایک حجاب کے کہ درازی اسکی چالیس برس راہ تھی اور ایک قول سے
سو برس کی راہ چھپا دیا اور ولادت حضرت شیث علیہ السلام کی پانچ برس بعد مارے جانے
ہابیل کے تھی بقول جمہور اور معالم التنزیل مین وارد ہے کہ اسوقت حضرت آدم علیہ السلام
کی ایک سو تیس برس کی عمر تھی اور لفظ شیث سریانی مین معنے علم کے ہین کسواسطے کہ اول
جسنے ساتھ تدریس اور تعلیم مسائل شریعت اور حکمت کی اشتغال کیا حضرت شیث علیہ السلام تھے
اور یہ فرزند ساتھ حسن وجمال اور فضل وکمال کے فرزندان حضرت آدم علیہ السلام مین یگانہ
زمان تھا اور نور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبین مبین انکی سے تابان جب یہ فرزند حد بلوغ
کو پہونچا حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام پاس آئے اور کہا
کہ کل شیث کو فلانی جگہ حاضر کرنا کہ مین ساتھ جماعت فرشتون کے آؤنگا اور عہد میثاق
اس نور کی واسطے لیا جاویگا دوسرے دن حضرت ابو البشر بموجب اس امر کے حضرت شیث
علیہ السلام کو اسیجگہ لے گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتونکے ساتھ وہان آئے
اور عہد نامہ تاکید کے ساتھ حضرت شیث علیہ السلام سے لیا اور ساتھ یاقوت سے
پارچہ حریر بہشتی پر لکھا اور ساتھ گواہی فرشتون کے حکم کیا اور اسکو لپیٹا اور حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے اسپر مہر کی اور مضمون اس عہد نامہ کا یہ تھا کہ اے شیث نور محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کی بہت حفاظت کرتے رہنا اور سواے پاکیزہ ترین عورتون کی نہ پہونچانا اور تابوت سکینہ
بہشت سے لا کر حضرت آدم کو سپرد کیا اور وہ ایک صندوق تھا چوب شمشاد سے اور سونے سے
ملمع کیا ہوا تین گز کا لمبا اور دو گز کا چکلا اور تمام انبیا کی صورتین اسپر نقش کی ہوئی تھیں اور
تفسیر کشف الاسرار مین ہے کہ اسمین بعدد ہر پیغمبر کے خانے بنے ہوے تھے اور آخرین سب
خانون کا خانہ پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا اور خانہ خاتم النبیین رسول
رب العالمین یاقوت سرخ کا تھا اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم اسجگہ بصورت نماز گزار
کھڑی ہوئی تھی اور داہنی طرف ایک مرد ادھیڑ کھڑا ہوا اور اسکی پیشانی پر لکھا ہوا تھا ھذا اول
من امۃ ابو بکر یعنی یہ وہ شخص ہے کہ اول تابعداری کرے اسکی امت اسکی سے ابو بکر ہے

اور بائیں طرف عمر بن الخطاب کھڑے ہوئے اور انکی پیشانی پر لکھا ہوا تھا لا یاخذہ اللہ لومۃ
لائم یعنے نہیں پکڑے گا اسکو اللہ ساتھ کسی برائی کے اور پیچھے ذوالنورین اور انکی پیشانی پر لکھا
تھا ذلک من ایادمن البررۃ یعنی یہ ایک مرد ہے نیک مردوں میں سے اور آگے علی ابن ابی طالب
علیہ السلام شمشیر حمائل کئے ہوئے اور انکی پیشانی پر لکھا ہوا تھا ھذا اخوہ وابن عمہ یعنی یہ
بھائی اُسکا ہے اور بیٹا چچا اسکے کا اور گرداگرد سب امام اور خلیفہ اور نقیب اور ایک بڑا
لشکر مہاجرین اور انصار کا القصہ تابوت سکینہ حضرت آدم کو سپرد کیا اور مقرر کیا کہ وہ عہد نامہ
اس تابوت میں تا قیامت تمام رکھو اور اپنے فرزندونکو وصیت کرو کہ ہر ایک عہد نامہ اسیطرح
لکھا اور اس تابوت میں رکھا جاوے اور جو کچھ کہ اس میں ہے بخوبی بجا لاوے اور زمانا جائے کہ عہد نامہ
ہر زمانہ میں ہر شخص کو آبا و اجداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور حضرت شیث سے تا
روزگار عبد المطلب تک کوئی بکرسی پہونچتا رہا اور اوّل یہ تابوت حضرت آدم علیہ السلام پاس تھا
اور انسے شیث کو پہونچا اور انسے تمامی اولاد انکی کو تا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور انسے حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام کو اور انسے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اور بنی اسرائیل کو تا آنکہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کو پہونچا اور انھوں نے توریت کو اسمیں رکھا پھر جمیع انبیائے بنی اسرائیل پاس
پہونچا اشموئیل تک چنانچہ بیان اسکا آویگا انشاء اللہ تعالے القصہ اس تابوت سکینہ میں ایک
جانور تھا بلی جیسا اور اسکی دم تھی اور دو بازو تھے یاقوت کے یا زبرجد کے اور منہ اسکا آدمی کے
منہ کے مشابہ تھا اور دو آنکھیں تھیں جیسے مشعل روشن اور آواز اسکی شیر جیسی جب کافروں کے
ساتھ لڑتے تھے تو اس تابوت کو لشکر کے آگے لئے پھرتے تھے اور سکینہ تابوت میں
سے باہر نکل آتا تھا اور اسکی آنکھوں کی شعاع سے دشمنوں کی آنکھیں خیرگی کرتی تھیں اور
اوسکی آواز سے گھوڑے دشمنوں کے بھاگتے تھے اور انکے دل میں ڈر پیدا ہوتا تھا
اور بعضے کہتے ہیں کہ سکینہ ایک ہوا سخت تھی کہ لڑائی کے وقت اس تابوت
میں سے نکل کر دشمنوں کے منہ پر چلتی تھی اور انکو متفرق کر دیتی تھی اور بعضے کہتے ہیں
کہ سکینہ ایک روح تھی کہ جب انمیں کسی امر میں اختلاف ہوتا تھا تو وہ روح گویا ہو کر حکم کرتی
اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ سونیکا طشت تھا کہ بہشت سے لائے تھے اور اسمیں پیغمبرونکی
دل دھوئے ہوئے تھے واللہ اعلم بالصواب **فصل ساتویں** پیدا ہونی ذریت آدم
انکی پشت سے اور عہد و پیمان لینا خدائے تعالے کا انسے قولہ تعالے واذ اخذ ربک
من بنی آدم من ظہورھم وذریتھم الآیہ معارج النبوت کہتا ہے کہ بیان قصہ مذکورہ کا مطابق
روایت صحیح اور عبارت صحیحہ کے کہ بیچ نظر کے گذری ہیں اس طرح ہے کہ ابن عباسؓ سے روایت ہے

کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ساتھ انکے خطاب فرمایا کہ اے آدم تجھ کو
کسنے پیدا کیا کہا یارب تو نے فرمایا پھر رب کون کہا تو ہے رب میرا فرمایا سجدہ کر میرے تئیں
فی الحال حضرت آدمؑ نے سجدہ کیا پھر خطاب آیا کہ اے آدم تجھ سے اور تیری اولاد سے عہد و پیمان لیتا
ہوں تا سبب استحکام قواعد خدمت اور موجب دوام عفو و محبت کا ہو حضرت نے کہا بجا ہے
رکھتا ہوں پس حقتعالیٰ نے فرمایا کہ حجر اسود بہشت سے لاؤ اور وہ یاقوت جنت سے تھا برف جیسا سفید
اور روشنائی اسکی مانند شعاع آفتاب کے تھی اسسبب ہاتھ لگنے کافرون کے اور مشرکون کے
سیاہ ہوگیا ہے اور روایت کی ہے کہ اگر مشرکون کے ہاتھ نہ لگتے تو جو مبتلا اور درد مند
اسکو چھوتا اچھا ہوجاتا اللہ تعالیٰ نے اسکو تحفاً اکرامت فرمایا القصہ حق تعالیٰ نے ذریت حضرت آدمؑ کو
انکی صلب سے باہر لایا اور ساتھ انکے عہد باندھا اور عہدنامہ حجر اسود کو سونپا اور تفسیر مدارک
میں ہے کہ جمہور مفسرین کا یہ مذہب ہے کہ لینا اسکا بعد پیدا ہونے حضرت آدم علیہ السلام کے
جنت میں جانے سے پہلے واقع ہوا بہشت کے دروازے کے میدان میں اور عرض طول
اوس میدان کا تین ہزار برس کا راستہ ہے تفسیر معالم التنزیل اور مواہب میں ہے کہ
نے اپنی صحیح میں ابن عباس سے نقل کی ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میثاق لیا حضرت آدمؑ سے نعمان پر اور ایک جنگل ہے نزدیک
عرفات کے اور اسکو نعمان سحاب بھی کہتے ہیں اور ایک قول ہے بطن نعمان بھی کہتے ہیں
اور لباب میں ہے کہ اخذ میثاق دنیا میں ہوا اور وہ ایک زمین ہے ولایت ہند میں بعد نکلنے
حضرت آدم علیہ السلام کے بہشت سے اور معالم میں بقول امام کلبی روایت ہے کہ مکہ اور طائف
میں میثاق لیا گیا ہے تفصیل اسکی اسطرح پر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہر برس طواف کے
واسطے مکہ شریف میں آتے تھے اور افعال حج کے بجالاتے تھے تا ایکبار کوہ عرفات کے
نیچے کہ اسکو وادی نعمان بھی کہتے ہیں سو گئے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے دست قدرت اپنا پشت آدم
پر پھیرا فی الحال ذریت انکی چیونٹیوں کیطرح بہ ترتیب کہ دنیا میں پیدا ہوئی اور تا قیامت پیدا ہوگی
بیٹا باپ سے اور باپ دادا سے تا آدم طرفۃ العین میں عدم سے وجود میں آگئے اور سب نے
لڑکپن کی عمر تمام کر کے بلوغ اور عقل حاصل کی اور ایک مدت ساتھ تکلیف شرعی کے گذاری
اور صلاحیت خدمت خداوندی کی دیکھیں پھر انسے گواہی چاہی کہ الست بربکم یعنی آیا نہیں ہوں
میں رب تمہارا قالوا بلیٰ بلا سبب سب نے کہا ہاں جب دنیا میں آئے بعضون نے بواسطہ تعلق
اس جہان کے نہایت پریشانی سے غفلت کی رو سے اپنے کان نہیں رکھی اور اس عہد کو فراموش
کیا لیکن عارف مفرد کہ سوی اللہ کے مجرد ہیں اس دن کی آواز ابتک ان کے کانوں میں ہے

نفحات الانس میں مذکور ہے کہ علی سہیل اصفہانی کو کہا روز بلے تجھکو یاد ہے کہا ہاں کیونکر نہ یاد ہو
گروہ ایک ہو واقعی روایت ہے کہ اول طائفہ کہ ذریت حضرت آدم علیہ السلام سے نکلا ہے وہ
انبیا تھے اور انہیں سے کہ پہلے باہر آیا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے پھر
خطاب آیا کہ اے محمد تجھ کو کس نے پیدا کیا ہے کہا خداوند تعالے نے فرمایا تیرا پروردگار
کون ہے کہا تو ہے رب میرا فرمایا سجدہ کر اپنے خداوند کو پس خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے سجدہ کیا حق تعالے نے فرمایا اے محمد تجھسے عہد وپیمان لیتا ہوں کہا بہتر فرمایا آپ
حجر اسود پر ہاتھ رکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک اپنا اسپر رکھا ابتدا اس عہد
پیمان کی حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی پھر حضرت نوح علیہ السلام
سے پھر اور پیغمبروں سے قولہ واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح الآیہ
اوروں سے بھی اسیطرح سوال ہوا اور انھوں نے بھی سجدہ کیا اور لینا عہد وپیمان کا اور ہاتھ
رکھنا حجر اسود پر اسیطرح وقوع میں آیا پھر گروہ انبیا کو خطاب فرمایا کہ یہ محمد بن عبداللہ پیغمبر
ہے کہ آخر زمانے میں باہر لاؤنگا اور اسکی شریعت کا ذکر تم اپنی کتابوں میں مطالعہ کرو
اسکے ساتھ ایمان لاؤ قولہ تعالے واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتٰب و
حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ الآیہ
پھر تمامی ذریت حضرت آدم علیہ السلام کو چیونٹیوں کیطرح باہر نکالا اور ان سے اپنی خدائیت
اور ربوبیت کا سوال کیا اور ان سب نے اقرار کیا فرمایا سجدہ کرو مجھکو اگر اس اقرار میں تم
سچے ہو سب نے سجدہ کیا مگر کافر اور منافق کہ انکی پیشانیں سیدھی رہیں [illegible]
پھر جب ہوشوں نے سر سجدے سے اوٹھایا انھوں نے ایک گروہ دیکھا کہ انھوں نے انکے
ساتھ موافقت نہ کی یہ دو گروہ ہو گئے بعضے کہ انکو توفیق رفیق ہوئی دوبارہ سجدہ شکر
درگاہ یگانہ میں بجا لائے کہ بعض لوگوں کے نزدیک فرض ہونا دوسرے سجدہ کا نماز میں انہیں
سے ہے اور بعضی سجدہ کرنے والوں نے جب دیکھا کہ ایک جماعت نے سجدہ نہ کیا یہ بھی
سجدۂ اول سے پشیمان ہوئے اور سجدہ شکر دوبارہ نہ کیا پھر انھوں نے کہ بالکل سجدہ نہ کیا تھا
انہیں سے کہ بعضوں کو دوسرا سجدہ کرتے دیکھا یہ بھی دو گروہ ہو گئے بعضے کہ کفر نے سجدے سے
پہلے سے پشیمان ہوئے تھے دوسرے سجدے میں انکے ساتھ موافقت کی اور

[illegible]

بعضے اسی مخالفت پر قائم رہے اور ہرگز سجدہ نہ کیا حاصل یہ کہ تمام ذریت آدم علیہ السلام کی چار قسم ہوئی ایک طائفہ کہ دونون سجدہ بجالایا مومن جیے اور مومن مرے اور دوسرے وہ گروہ کہ جنھون نے دونون بار سجدہ نہ کیا کافر جیے اور کافر مرے اور تیسرے وہ فرقہ کہ پہلا سجدہ کیا اور دوسرا نہ کیا یہ مومن جیے اور کافر مرے اور چوتھے کہ برعکس اسکے تھے یعنے پہلا سجدہ نہ کیا اور دوسرا بجالا کافر جیے اور مومن مرے پھر یہ آیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی ذریت مین بعضون کو مانند چراغ کے نورانی اور روشن دیکھا اور بعضون کو مانند چمکتے ہوئے ستارون کے اور بعضونکو سفید نورانی اور بعضونکو سیاہ ظلمانی پوچھا خداوندا یہ کون ہین فرمایا کہ جو مانند چراغ کے ہین پیغمبر ہین اور جو کہ مثل ستارون کے ہین عالم ہین کہ وارث انبیا کے ہین اور وہ جو کہ سفید اور نورانی ہین اصحاب یمین اور نیک بخت تیری اولاد کے ہین اور وہ جو سیاہ ظلمانی ہین اصحاب شمال اور بدبخت قابل عذاب تیری اولاد مین سے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ بعضے مانند چاند کے اور بعضے مثل ستارون کے اور بعضے مانند شمع کی اور بعضے مثل چراغ کے اور بعضے سفید رو اور بعضے سیاہ رو جو کہ آفتاب کے مانند تھا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور جو وہ چاند اور ستارون جیسے تھے وہ انبیا تھے اور وہ جو شمع کیطرح تھے عالم تھے اور وہ جو چراغ کی شکل تھے زاہد اور عابد تھے اور وہ جو سفید رو تھے سب مومن تھے اور جو وہ سیاہ رو تھے کافر تھے پھر حق سبحانہ تعالے نے سعادتمندون کے حق مین فرمایا ھٰؤلاء فی الجنۃ یعنے وہ لوگ جنت مین ہونگے پھر اہل شقاوت مین حق نے فرمایا ھٰؤلاء فی النار یعنے یہ لوگ دوزخ مین ہونگے حضرت آدم علیہ السلام نے کہا الٰہی سبکو یکسان کیون نہ پیدا کیا فرمایا ہمارے ارادۂ ازلی مین یون ہین تھا کہ جو گروہ مخصوص نعمتون کے ساتھ ہووے اور ساتھ شکرگزاری ہماری کے مصروف ہووے ہم بھی سب زیادتی نعمت اور افزونی فضل و کرم اُنکے کے مصروف ہووین اور کام اُنکا جیسا کہ ہمارے فضل و انعام کا قاعدہ ہے انجام کو پہونچاوین اے آدم ہمنے آسمان کو پیدا کیا اور اسکے واسطے رہنے والے مقرر کیے اور زمین کو پیدا کیا اور اُسکے لیے رہنے والے مقرر کیے اور بہشت کو پیدا کیا اور اوسکو ساتھ انواع لطائف اور عواطف کے آراستہ کیا اور اسمین رہنے کے لیے ایک طائفہ نامزد کیا اور دوزخ کہا اور دوزخ کو پیدا کر ساتھ طرح طرح کے عذاب اور عقاب کے خوفناک کیا اور اس کیواسطے ایک جماعت معین کی منقول ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام پر اونکی اولاد کو عرض کیا تو نظر حضرت آدم علیہ السلام کی داہنی طرف اصحابون مین سے ایک فرزند سعادتمند پر پڑی کہ سب مین نورانی اور صورت مین بے نظیر

اور بصیرت مین ولیپر پرتھا اور باوجود ان تمام ناز و اعزاز کے روتا تھا اوسکے رونے پر حضرت
آدم کا دل کڑھنے لگا اور حضرت جبرئیل سے اوسکا احوال پوچھا حضرت جبرئیل نے کہا کہ یہ ایک
پیغمبر ہے تیری اولاد مین سے کہ نام اسکا داؤد ہوگا کہا یہ روتا کیون ہے جواب دیا ایک ذلت
کیواسطے کہ وہ ذلت چالیس برس اوسکو رلائیگی کہا اسکی عمر کتنی ہوگی کہا ساٹھ برس کی
پھر کہا کہ میری عمر کتنی ہوئی کہا ہزار برس کی حضرت آدم علیہ السلام نے کہا چالیس برس اپنی عمر
سے اوسکو بخشے پھر دعا کی یارب چالیس برس میری عمر مین سے داؤد کو دے دعا اون کی
قبول ہوئی اور حکم ہوا کہ عمر داؤد کی سو برس کی ہووے اور ایک روایت مین اسطرح پر ہے کہ اس
مضمون کو لکھا اور ساتھ گواہی فرشتون کے تمام کیا بعد گذرنے نو سو ساٹھ برس عمر حضرت آدم علیہ السلام
کے جب ملک الموت آدم علیہ السلام کی روح قبض کرنے کو آیا کہا میرا وعدہ اجل بعد ہزار برس
کے مقرر ہوا ہے ابھی چالیس برس باقی ہین ملک الموت نے حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ
حضرت آدم علیہ السلام سے بیان کیا حضرت آدم علیہ السلام نے جانکی دوستی سے اس
امر سے انکار کیا اور وہ جائز نہ رکھا حضرت عزرائیل نے یہ سب قصہ حق تعالے سے عرض کیا
ایزد سبحانہ تعالے نے اپنی عنایت اور کرم سے عمر حضرت آدم علیہ السلام کی پوری ہزار
برس کی کردی اور حضرت داؤد کی بھی سو برس سے کم نہ فرمائی لیکن پھر حکم ہوا کہ کوئی آدمی اپنی
عمر مین سے دوسرے کو نہ دینے پاوے نقل ہے کہ اوسدن خطاب پہونچا کہ میرے بندے گھر
اور مال اور بیٹے اور کاریگری نہین ہے جسکی آرزو ہو قبول کرے ہر ایک کو جو پسند آیا قبول کیا
ایک قوم نے اونمین سے منھ پھیر لیا اور اختیار کاروبار اور فکر درم و دینار سے فارغ ہوے اور اوس سے
جدا ہوگئی خطاب آیا کہ اے میرے بندو ان چیزون سے تمنے منھ کسواسطے پھیرا اور کسی چیز کو
نہ دیکھا انھون نے کہا خداوندا دنیا کے ساتھ کیا کام اور بازار اندیشہ اور پیشہ اسکے سے کیا غرض
اسوقت خطاب ہوا کہ مجکو قسم ہے اپنی عزت و جلال کی کہ کوئی بندہ ان چیزون سے میری
بندگی کیواسطے فارغ نہ ہووے مگر اہل آسمان اور زمینون کو کہ انکے رزق کا ضامن مین ہون گا
اور وظیفہ شام اور صبح کا سب ملائکہ اونکو پہونچاوینگے آدمی بنتے ہین اور سیتے ہین اور ایسا آدمی
اور ایک آدمی پہنتا ہے اور بوجھتے ہین اور رکھتا ہے نقل ہے کہ جب عہد و پیمان ساتھ ذریت
حضرت آدم علیہ السلام کے باندھا اور سلسلہ عشق و محبت جانبین سے آپسمین ہوا اور عہد نامہ اسی
مضمون کا لکھا اوس زمانے مین حجر اسود کی کہ دو آنکھین اور زبان اور منھ تھا بحکم الٰہی اوسنے
منھ کھولا اور عہد نامے کو آسکے منھ مین رکھدیا اور فرمان ہوا کہ جو کوئی ساتھ اس
عہد و پیمان کے دنیا مین وفا کریگا اور اللہ تعالیٰ کی قسم کے بموجب اوس کو

بوسہ دیوے اور تعظیم کرے قیامت کے دن حجر اسود اسکی وفاداری پر گواہی دیگا اور روایت
ہے کہ جب فرشتون کی نظر ذریت آدم پر پڑی کثرت اور بسیاری انکی سے تعجب کیا اور کہا خداوندا
اس خلائق کثیر کو جگہ اور گھر اور دکان اور باغ اور سراے اور راغ چاہیے اور زمین اتنی نہین
کہ انکی گنجائش اسمین ہووے حق تعالے نے فرمایا کہ انکو دنیا مین ہمیشہ ثبات اور قیام نہوگا
ایک آئیگا دوسرا جاے گا اور ایک بوے گا دوسرا کاٹے گا فرشتون نے جب یہ مضمون
سنا کہا خداوندا مان اور باپ اور بھائی اور بہن اور یار آشنا ایک دوسرے کو دیکھین گے اور
انہین محبت اور دوستی ہوگی جبکہ یہ دار الفنا سے رحلت کرینگے اور درخت زندگانی کا باغ
کامرانی مین ساتھہ باد خزان موت اور مرگ کے اوترے گا پراگندہ ہونگے اور عیش انکا بدمزہ
ہوگا حق تعالے نے فرمایا کہ غفلت درازی عمر کی انکے دلون پر غالب کرونگا تا اپنے دوستون
جانی کو آپ خاک مین سونپین گے اور اسکو ذرہ اعتبار نہ کرین گے فصل آٹھوین بیچ پیغمبر ہونے
حضرت آدم علیہ السلام مین اور وفات اور مدت عمر انکی مین معارج النبوۃ مین وہب بن منبہ نے
روایت کی ہے کہ جب پانچسو برس عمر حضرت آدم علیہ السلام سے گذرے اور اولاد انکی بہت سی
ہوگئی حق تعالے نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیغمبری عطا فرمائی اور انکے فرزندون پر انکو رسول
مقرر کیا اور اونپر پچاس وقت کی نماز فرض کی اور روزہ اور غسل جنابت کا حکم ہوا اور کھانے گوشت
مردار اور سور اور خون اور شراب سے منع کیا قصص الانبیا مین آیا ہے کہ روزے ایام بیض کے
تیرھوین اور چودھوین اور پندرھوین ہر مہینے کے اونپر فرض ہوے تھے اور انکے بعد بھی
سب پیغمبرون پر تا زمانہ حضرت موسے علیہ السلام فرض رہے اور کشف الاسرار مین ہے کہ اگلون پر
روزہ عاشورہ اور ایام بیض واجب تھے اوّل جسنے کہ روزہ رکھا حضرت آدم علیہ السلام
تھے اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت
آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر آئے تو تابش آفتاب سے بدن انکا سیاہ ہوگیا تھا
حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اے آدم تو چاہتا ہے کہ پھر الٰہی تیرا بدن سفید ہوجاوے
کہا ہان کہا ہر مہینہ مین تین روزے رکھ تیرھوین اور چودھوین اور پندرھوین حضرت
آدم علیہ السلام نے پہلا روزہ رکھا تو تیسرا حصہ انکے بدن کا سفید ہوگیا اور دوسرے روز مین تمام
بدن اس جہت سے ان روزون کا روزہ ایام بیض نام رکھا ہے اور جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم مدینہ مین جب تشریف لیگئے تو اسیطرح روزہ ایام بیض اور روزہ عاشورہ رکھا کیے جب
سترہ مہینے گذرے تو روزے رمضان کے ساتھہ آیت کتب علیکم الصیام کے
واجب ہوے اور کہتین حروف تہجی حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوے اور بعضے کہتے ہین کہ ایک کتاب

کہ اسمین چالیس صحیفے تھے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی اور صاحب کشاف کہتا ہے
کہ دس صحیفہ حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئے کہ مضمون اونکا اسرار حکمت طبیعی اور ضرر و ان
اور کیفیت تسخیر کرنے جنون کے اور شیطانون کے اور ہندسہ اور حساب وغیرہ تھا نقل ہے کہ جب
قابیل نے ہابیل کو مارا اور وہ دہوا تو زمین یمن مین گیا اور پرستی اختیار کی مع اپنے فرزندون کے
اسوقت خدا تعالے نے حضرت آدم علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ قابیل کے پاس جا اور اسکے
فرزندونکو راہ راست پر لا اور اونکو عمل نہ چھوڑ تمہید مین ابو شکور نے ایراد کیا ہے کہ شرک حضرت
آدم اور حضرت شیث علیہم السلام کے زمانہ مین تھا بلکہ فتوح النبی یعنی حضرت ادریس
علیہ السلام کے زمانے مین ہوا لیکن کفر حضرت آدم کے زمانے مین تھا کہ قابیل اور
اوسکی اولاد نے کیا تھا اسواسطے کہ انہون نے امر خدا کو رد کر کر شرک کی بنا رکھی تھی اور کفر
اور شرک مین فرق یہی ہے کہ کفر چھپانا حق کا ہے اور شریک کرنا خدا کی ساتھ ہے القصہ جب
حضرت آدم علیہ السلام نے انکو حق کیطرف دعوت کی تو انہون نے حضرت آدم سے معجزہ چاہا
اور حضرت آدم نے سنگ خارا سے بفرمان الٰہی آب خوشگوار جاری کیا اور درخت کو اپنے پاس
بلایا اور تھیکریون نے حضرت آدم کے ہاتھ مین انکی نبوت کے ساتھ بقدرت الٰہی گواہی دی اور
بہت معجزے حضرت آدم سے ظاہر ہوئے چنانچہ کتب تواریخ مین بیان کیے ہین اور عارف
صمدانی میر سید علی ہمدانی نے کتاب ذخیرۃ الملوک کی پانچوین باب مین بیان کیا ہے کہ حدیث مین
آیا ہے کہ بیچ ایام حیات حضرت آدم کے چالیس ہزار اولاد پیدا ہوئی اور یہ فرمان الٰہی اونکو پہنچاتی
رہے اور ضبط قانون اور دستور انکے معاش کا بالسویہ تھا یعنی برابر انہین اوقات گذاری کرتی
تھے اور کھانا پیٹ بھر کر نہ کھاتے تھے اور سیاہ ہوا کپڑا نہ پہنتے تھے اور ہنستے نہ تھے اور بات سوا
ضرورت کے نہ کہتے تھے اور غایت ضعف اور بڑھاپے سے انکے پہلو کی ہڈیان سیڑھی کیطرح
ہو گئی تھین اکثر اوقات کہ مراقبے مین بیٹھے رہتے تھے مرد اور عورت انکی اولاد مین سے آتے تھے
اور انکی پسلیون پر سے کانہ صنوبر جڑ کر سر پر بیٹھتے تھے اور دوسری طرف سے اسیطرح اوترتے
تھے یہ سر ہلاتے تھے اور کچھ نہ کہتے تھے اور بعضے انکو کہ ملامت کرتے تھے یہ کہتے تھے کہ اے
فرزند جو کچھ کہ مینے دیکھا تمنے نہین اور جو رنج کہ مینے اوٹھائے ہین تمنے نہین اوٹھائے
مجکو ایک حرکت کے واسطے نعیم جنان سے ازروے عتاب عالم پریشان مین ڈال دیا خوف
کرتا ہون کہ مبادا دوسری حرکت تجھ سے ہو وے تو اسفل السافلین مین قید ہو جاؤن القصہ
اپنی اولاد کے درمیان شریعت کا بیان کرتے تھے اور اونکو توحید اور خدا شناسی کی راہ دکھاتے
تھے اور جو باتین کہ انکے درمیان مین خلاف واقع ہوتی تھین منع کرتے تھے اور اونکو سب زبانین

سکہائی تہین کہ ایک زبان کو آدمی دوسری زبان نہین سمجھتے تھے جب تک کہ ایک قوم دوسرے سے
تعلیم نہ پائی تھی اسیطرح انہین مرتے وقت تک رہا جب ہزار برس انکی عمر سے گذرے اور زمان
حیات ساتھ فرمان ممات کے بدلا گیا تمام اپنی اولاد کو اپسمین جمع کیا اور انکو ساتھ طاعت
الٰہی کے وصیت کی اور تابعداری شیطان سے اور حرام کاری سے منع کیا اور حضرت شیث کو
بہت سی وصیتون کے ساتھ مخصوص کیا اور کہا اے شیث ان وصیتون کے ساتھ عمل کرتا رہنا
اور اپنی اولاد کو بھی یہ وصیتین کرنا کہ ادنہین سے پانچ وصیتین یہ ہین پہلے یہ کہ دنیا مین آرام کی
نہ بیٹھنا اور دل اوسپر نہ رکہنا کہ مینے بہشت پر دل رکہا تھا اور حسرت تمام اس سے باہر نکلا دوسرے
یہ کہ عورت کے کہنے پر عمل نہ کرنا کہ مین عورت کے کہنے سے اس بلا مین گرفتار ہوا تیسرے
یہ کہ جو کام کرے اسکام کا آخر سوچ لینا کہ اگر مین بھی سوچ لیتا تو اس رتبہ کو نہ پہونچتا چوتھے یہ کہ
جس کام مین تجھکو تردد ہووے اوسمین تامل کرنا اور چھوڑ دینا کہ وقت کہانے کے اس درخت کے
اگر مضطرب ہوتا مین تو کیون بلاے مصیبت مین گرفتار ہوتا پانچوین یہ کہ جو کام تجھکو درپیش ہو
اپنے دوستون کے ساتھ اسمین مشورہ کر لینا کہ اگر اپنے امر مین فرشتون کے ساتھ مصلحت
کرتا مین تو اس بلا کے ساتھ مبتلا نہ ہوتا اور پھر محافظت نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بہت
مبالغہ کیا حضرت شیث علیہ السلام نے کہا اے پدر ذکر محمد علیہ السلام مین فضائل عجیب بہت سے
مین چاہتا ہون کہ اس سے آگاہ ہون کہ مرتبہ اوسکا تجہسے مرتبہ سے زیادہ ہے یا بالعکس حضرت
آدم نے جواب نہ دیا دوبارہ پھر پوچھا پھر جواب نہ دیا تیسری بار کہ بہت مبالغہ سے پوچھا کہا اے
فرزند شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کمال بلند ہے کہ وہ سید الانبیا اور سید الاصفیا ہے اور کہا اللہ
تعالیٰ نے اسکی امت کے ساتھ چھہ کام کیے ہین کہ میرے ساتھ نہین کیے اوّل یہ کہ مجکو ایک
ذلت کیواسطے جنت سے باہر کیا اور اونسے بہت گناہ ہونگے اور بہشت مین لانے کا دوسرے
یہ کہ میرے تئین ایک ذلت کے ساتھ عالم مین اوروہ کیا اور میرا گناہ آشکارا اور ظاہر کر دیا
اور اوسکی امت سے ہزارون گناہ ہونگے اور اونکا پردہ پوشیدہ رکھیگا تیسرے یہ کہ مجکو ایک ذلت
کیواسطے حوّا سے جدا کیا اور اونسے سیکڑون صغیرہ اور کبیرہ ہونگے اونکی دوستون کو جدا
نہین کریگا چوتھے یہ کہ ایک ذلت پر مین تین سو برس تک رویا اور عذر کیا تو میری
توبہ قبول ہوئی اور اونکو رونے کی حاجت نہین فقط وہ دل مین پشیمان ہوونگے انکے گناہ ہوئے
درگذر کریگا اللہ توبہ سے پانچوین یہ کہ مجکو ایک ذلت کے ساتھ ننگا کر دیا اور اسیطرح سے دنیا مین
بھیجا اور اوسکی امت کو کسی گناہ کے سبب برہنہ نہین کریگا چھٹے یہ کہ مین عرفات پر گیا اور رو دیا
تب میری توبہ قبول ہوئی اور یہ اگرچہ قدم گھر سے باہر بھی نکالین گے اور آفتاب کہینگے

کہ خدا وند اسمین ہوا کیا اور گناہ کیا اللہ تعالے کیے گا کہ بخش دیا پھر حضرت شیث علیہ السلام کو بہت سی نصیحتین کین پہلے توحید کے ساتھ اور شہادت لا الہ الا اللہ کے ساتھ اور ساتھ ان ساری کتابون پیغمبرون کے اور چاہا کہ سب پیغمبرون کو جدا جدا بیان کرین تو ایک صندوق نکالا اور اسکا قفل کھولا اور اسمین سے ایک صحیفہ شریفہ نکالا اور اوسکو کھولا کہ اسمین سب صفات اور علامات نبوت اور صورتین انکے لکھے ہوئے تھے اور انکی زمانون اور عطاؤن کا اور بلاؤن کا بیان کہ انپر نازل ہونگے سب کو آشکار کیا پیغمبرون مین سے اوّل اپنا ذکر کیا پھر شیث کا پھر ایک ایک کا جدا جدا تا انکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا پھر پہلے ذکر نوش بن شیث کا کیا اور آخر صفات ابوبکرؓ پھر عمرؓ فاروقؓ پھر عثمانؓ پھر علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا پھر اس صحیفہ کو لپیٹا اور اس صندوق مین رکھا اور حضرت شیث علیہ السلام کیطرف دیکھا اور کہا اے فرزند جان اور آگاہ ہو کہ میری اجل آن پہنچی اور مین اس دنیا سے فانی سے دار البقا کو رحلت کرتا ہون اب میرے بعد خلیفہ میرا تو ہے چاہیے کہ تو خلافت مین ساتھ تقوے اور پرہیزگاری کے سرداری کرنا اور ساتھ شریعت کے کہ حق تعالے نے میرے اوپر ظاہر کی عمل کرنا اور حبیب خداوند عز وجل کو یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرنا اور وہ صندوق انکو سونپ دیا اور ایک انگوٹھی کہ سریر دولت و سرداری کی تھی انکو دی اور ایک روایت مین اسطرح پر ہے کہ جب مرض حضرت آدمؑ نے غلبہ کیا تو انکی خاطر روغن زیتون کھانے پر خواہش کی حضرت شیثؑ کو کہا کہ کوہ طور سینا پر جاؤ اور حقتعالی سے میریطرف سے روغن زیتون کی خواہش کرو حضرت شیث گئے اور کہا یا رب تیرا آدم بیمار ہے اور امیدوار ہے کہ روغن زیتون بہشتی سے بہرہ مند ہووے مقارن دعا ایک آواز آئی کہ ہات قصعتک یعنے کاسہ چوبین اپنا لا شیثؑ نے اپنی لکڑی کا پیالہ بلند کیا عالم غیب سے اسمین روغن زیتون آپڑا حضرت شیثؑ نے مراجعت کرکے وہ حضرت آدم کو پہونچایا جب حضرت آدم نے تھوڑا سا اسمین ملا اور ذرا سا چکھا بعنایت ایزدی وہ بیماری جاتی رہی لیکن ایک مدت کے بعد پھر اسنے عود کیا جب بیماری نے غلبہ کیا تو انکی طبیعت نے میوؤن کیطرف خواہش کی پھر اپنے فرزندون کو میوے کیواسطے بھیجا تھوڑی دور گئے تھے کہ رستے مین حضرت جبرئیل کو دیکھا کہ ایک گروہ فرشتون کے ساتھ کفن اور حنوط لیے چلے آتے ہین حضرت جبرئیل نے فرزندان آدم سے سوال کیا کہ تم کہان جاتے ہو انھون نے صورت حال بیان کی کہا پھر جاؤ کہ ہم بھی آتے ہین کہ اسکو اسکے مطلب کو پہونچا دین پھر گئے اور وہان اکر دیکھا کہ حضرت جبرئیل اور سب فرشتون نے حضرت آدم کے پاس بیٹھکر پوچھا کہ کیا حال ہے حضرت آدمؑ نے کہا کہ شدت اور محنت مرض کی اسمرتبہ کو پہونچی ہے کہ عبادت سے

واسطے نہین اٹھہ سکتا ہون ناگاہ ملک الموت با دب و احترام ساتھ تحفہ درود اور ہدیہ سلام کے
ملک العلام کے پاس سے آیا اور کہا السلام علیک یا آدم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
انّ اللہ تعالیٰ یقریک السلام ویبشرک فوز اکرم جمیلین یعنے تحفہ سلام او پیغام ہے اے آدم اور
رحمت اللہ کی اور برکتین اسکی تحقیق اللہ تعالیٰ تجکو اور تیرے سب فرزندون کو سلام فرماتا ہے
حضرت آدمؑ نے جلدی سے جواب دیا اور تعظیم اور تکریم اور تحیات ملک الموت کی بجا لائی حضرت
حوا بہچی بیٹھی ہوئی روتی تھین حضرت آدمؑ نے انکو کہا تم باہر جاؤ اور مجکو ان لوگون کے پاس
کہ پروردگار کے پاس سے آئے ہین چھوڑ دو کہ جو مصیبت مجہپر گذری تیرے ہی سبب سے ہوئی اور
اسیطرح دار کا انتقال بھی مین سے ہے پھر حضرت آدمؑ نے حضرت جبرئیلؑ کیطرف منہ کرکے کہا کہ اب
تجسے ایک سوال کرتا ہون وہ یہ ہے کہ اب مین چشیدہ مرگ ہون اور خدا تعالیٰ پاس جاتا ہون
اس امر سے کہ مجسے واقع ہوا ہے شرمندہ ہون اور چاہتا ہون کہ تو مجکو بتا دے کہ آسمان مین
مجکو عاصی کہتے ہین یا تائب ملک الموت اور تمام فرشتے رونے لگے اور حضرت جبرئیلؑ مضطرب
ہوئے پس ندا آئی کہ اے آدم سر اوٹھا حضرت آدمؑ نے اپنا سر اوٹھایا اور بہشت کو آراستہ دیکھا
اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انکے واسطے مہیا کیا اونکو دیکھا حضرت آدمؑ نے ملک الموت کیطرف منہ
کرکے کہا کہ اے تحفہ کار خانۂ آئین وسیاست واے سالار میدان حشمت وریاست عجل عجل یعنے
جلدی کر جلدی کر میری جان مشتاق وصال جانان کی ہے اور اس بند تن اور قید بدن سے
روح نکال ملک الموت پہلے قبض روح پر فتوح حضرت آدمؑ کے ہوئے اور حضرت آدمؑ ساتھ
تسبیح اور تہلیل اور تقدیس کے مشغول ہوئے حضرت جبرئیل نے ملک الموت سے کہا کہ اوقابض
ارواح بہ نرمی اور آسانی روح مطہر ابو البشر کی قبض کرنا کہ احترام اور اہتمام اسکے امر کا دشوار ہے
کیواسطے کہ یہ ساتھ ید قدرت خداوند جل وعلا کے پیدا ہوا ہے اور ارواح نازنین اسکی بشرف
ارشاد وہدایت نفخت فیہ من روحی یعنے پہونکی بیچ اسکے روح اپنی مشرف ہوئی ہے اور
اور تمام افواج الٰہی اور سکان الجنان فلکی اسکے سجدے کے واسطے مامور ہوئے ہین اور منزل اور
ماویٰ اسکا خطیرۂ قدس مین مقرر ہوا ہے بالاخطار ان چیزونکا ضرور ہے جب ملک الموت اپنے کام سے
فارغ ہوا حضرت شیثؑ نے ساتھ تعلیم حضرت جبرئیلؑ کے غسل دیا اور کفن کیا اور امامت کرکے
نماز جنازے کی گذاری اور روایت مین ہے جیسے کہ اب چار تکبیرین مشروع ہین کہین پھر کنکر
ہین کہ ایک غار بیچ جبل ابو قبیس مین دفن کیا اور تفسیر بحر المواج مین مذکور ہے کہ جب حضرت
آدمؑ نے خیمۂ ہستی اس جہان سے باندھا اور جان عنبر ملک الموت کو سپرد کی فرشتون
نے انکو ساتھ بیری کے پتون کے غسل دیا اور حنوط کے ساتھ خوشبو کیا اور کفن ب

لٹیا اور دفن کیطرف لے گئے اور انکے واسطے ایک قبر کھودی اور دفن کیا اور عمر انکی ہزار
برس کی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا اور بستان فقیہ ابو اللیث میں بروایت وہب بن منبہ
اسطرح سے مذکور ہے اور کعب الاحبار سے نقل ہے کہ عمر حضرت آدمؑ کی وقت وفات کے
نو سو تیس برس کی تھی اور اسجگہ دفن کیا تھا تا انکہ زمان حضرت نوح علیہ السلام میں حضرت
نوح نے ایک تابوت بنایا اور حضرت آدمؑ کی لاش کو تابوت میں رکھا اور اپنے ساتھ لے گئے
جب طوفان نے تسکین پائی تو اسکو سرانذیب میں اوتارا اور وہیں دفن کیا اور معارج النبوۃ
میں ہے کہ سرانذیب میں حضرت آدم علیہ السلام کے روضہ پر سر ہوا نے ایک درخت ہے کہ
ہر برس دو دفعہ پھل لاتا ہے اور ہر پھول کے اسکے سات پتے ہیں اور ہر پتے پر لکھا ہوا
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وہان کے بادشاہ نے چند آدمی متعین کر رکھے ہیں کہ ان پھولونکو
لاکر اسکے خزانہ میں خزینہ دار کو سونپ دیتے ہیں کہ وہ دوا و بیماریون کی ہوتی ہیں کہ اگر ایک
پھول اندھے کی آنکھوں پر باندھ دیتے ہیں تو بفرمان الٰہی اور برکت نام رسالت پناہی صلی اللہ علیہ
وسلم سے وہ نابینا بینا ہو جاتا ہے اور اگر کوئی پتا اس درخت کا زمین پر گر پڑتا ہے تو زمین اسکو
نگل جاتی ہے یا فرشتہ آتا ہے اور اسکو اوٹھا لیجاتا ہے اور کسی جانور پانے کی کیا طاقت کہ اس
پتے کو کھا جاوے اور آگ کی کیا مجال کہ اوسکو جلا دے فصل نوین ذکر حضرت شیث علیہ السلام
میں معارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت شیثؑ عقل کے ساتھ آراستہ اور حکمت سے پیراستہ اور اکثر طوائف
جن وانس پر بادشاہ تھے اور پیغمبری کے ساتھ مبعوث ہوئے تھے اور شریعت انکی موافق شریعت
حضرت آدمؑ کے تھی اور پچاس صحیفہ ان پر نازل ہوئے اور ان صحیفوں میں علوم حکمت اور
ریاضی اور ہندسہ اور حساب اور موسیقی اور علم الٰہی اور صنائع مشکلہ و اکسیر اور کیمیا گری وغیرہ تھے
اور اکثر اوقات حضرت شیثؑ زمین شام پر رہتے تھے اور تولد بھی انکا اوسی زمین پر تھا اور
محافظت اور رعایت اس نور میں مدام اہتمام تمام کرتے تھے تا انکہ اونھوں نے بامر حضرت
باری اور اشارت حضرت جبرئیل علیہ السلام اور بفرمودہ حضرت آدم علیہ السلام اور بصلاح و مشورہ
بھائیون اور بہنون کے خواستگاری کی اور ایک عورت کہ نہایت صاحب جمال اور نجابت
صاحب رائے تھی اور حضرت حوا کے ساتھ مشابہت تمام رکھتی تھی تزویج کی بعضے کہتے
ہیں کہ وہ عورت حسینہ تھی اور عرائس میں ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام کیواسطے ایک حور بن
مان باپ کی پیدا کی کہ ان کے ساتھ جفت ہوئی القصہ جب وہ عورت حاملہ ہوئی تو ہر طرف
سے ایک آواز سنتی تھی کہ اسکو کہتے تھے یہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری پشت میں امانت ہے تجھکو
مبارک ہو تا انکہ اس سے ایک فرزند مہہ لقا انوش پیدا ہوا اور انوش بھی کہتے ہیں وہ نور پایہ سرور

اوسکی پیشانی مین چمکتا تھا پہلے جسنے کہ درخت خرما بویا انوش تھا جب انوش حد بلوغ کو پہونچا
حضرت شیث نے اوسکو طلب کیا اور کہا اے فرزند میرے باپ نے اوس نور کی محافظت کیواسطے
عہد و پیمان مجھسے لیا تھا مین تجھسے لیتا ہون انوش نے قبول کیا پھر حضرت شیث علیہ السلام
نے دنیا سے رحلت کی اور بستان فقیہ ابو اللیث مین وہب سے نقل کی ہے کہ عمر انکی سات سو
برس کی تھی اور بعضے مورخ کہتے ہین کہ قبر انکی شہر او دھ ہند مین ہے القصہ جب انوش کی نو سو
برس کی عمر ہوئی قینان اوس سے پیدا ہوا اور بعضے قینان کے نائب ہین اور اس سے بہت
فرزند پیدا ہوئے اور عمر اسکی نو سو پانچ برس کی تھی اور جب قینان ستر برس کا ہوا مہلائیل اس سے
پیدا ہوا اور بعضے مہلائیل کے مداح ہین اور عمر اسکی سات سو چالیس برس کی ہوئی اور ایک
روایت سے نو برس کی تھی اور اسکے زمانہ مین کثرت اور اژدحام خلائق کا بہت ہوا تھا تا آنکہ
اولاد حضرت آدم کی اطراف عالم مین پھیل گئی اور مہلائیل سا تھہ اولاد حضرت آدم کے اور حضرت
شیث کے اقلیم بابل مین آیا اور شہر سوس بنایا کہ پہلے اس سے لوگ غارون اور جنگلون مین رہتے
تھے جب مہلائیل کی عمر پانچ اوپر ساٹھ برس کی ہوئی ابرد پیدا ہوا اور بعضے ابرد کے عمر نبی مین
شمار کیے ہین جب عمر اسکی ایک سو باسٹھ برس کی ہوئی ایک عورت کہ برد رہ نام تھا اس سے
ایک فرزند رفیع الشان عظیم البرہان پیدا ہوا کہ نام اس کا اخنوخ تھا اور ایک روایت سے
اخنوخ نام تھا کہ دونون نام حضرت ادریس پیغمبر کے ہین اور عمر انکی نو سو باسٹھ برس کی ہوئی
اور انکے زمانہ مین بت پرستی آدمیون مین پیدا ہوئی اور حضرت ادریس انکے ڈرانے کیواسطے
مبعوث ہوئے باب چوتھا ذکر احوال حضرت ادریس علیہ السلام مین اور اس باب مین چار
فصل ہین فصل پہلی ذکر نسب اور رسالت انکی مین معارج النبوۃ مین ہے کہ ارباب تاریخ نے
اسطرح بیان کیا ہے کہ تولد حضرت ادریس کا دریاے مصر پر ہوا ہے اور یہ چار پشت کے
ساتھہ حضرت شیث تک پہونچے ہین اور اصل مین نام انکا اخنوخ یا اخنوخ تھا چونکہ ہمیشہ ساتھہ
تدریس صحف اور شرائع آبا و اجداد کے اور بیان معارف الہیہ اور ذکر سنن انبیا پہلے اور
پچھلے کی عذب البیان رہتے تھے اسواسطے انکا ادریس لقب ہوا اور خدا تعالے نے
دس چیز کے ساتھہ انکو مخصوص کیا پہلے یہ کہ انکو پیغمبر مرسل کیا دوسرے یہ کہ تیس صحیفہ ان پر نازل
ہوے تیسرے اظہار علوم نجوم انھون نے کیا چوتھے اول قلم سے خط انھون نے لکھا پانچوین
صنعت درزی گری کی انسے ظہور مین آئی چھٹے لڑائی کے واسطے ہتھیار انھون نے ترتیب کیے
ساتوین سنت جہاد کی انسے ہوئی آٹھوین اسیر اور بند کرنا اولاد کفار کا انسے شروع ہوا نوین پہننا
لباس کرپاس کا انسے پیدا ہوا کہ پہلے حیوانون کا پوست اور پشم پہنتے تھے دسوین جانا بہشت مین انکو

پیدا ہوا اور روحی کے آنے کا انہیں سبب یہ تھا کہ بعد وفات حضرت شیث کے ایک مدت تک رہی اولاد
شیث کی تھیں اور وہ دین توحید ناپید ہوگئیں اور قابیل کی اولاد بسبب عزازیل گمراہ ہوئی حق تعالی
نے انکو رسالت اور پیغمبری کے ساتھ بھیجا تا انکو عذاب خدا سے ڈراویں اور اپنے دین پر دعوت
کریں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ شیث کے بیٹے آبا و اجداد کی انہیں پوشیدہ تھیں اور وہ انکو نہ جانتے تھے
جب آسمان اور زمین پر نظر کرتے انکو اسبات پر یقین آتا کہ آسمان اور زمین اور جو کچھ اسمیں ہے
ضرور اسکے واسطے وجود صانع کا چاہیے لیکن عبادت کرنیکا طریق نہ جانتے تھے اور ہمیشہ منتظر
رہتے کہ اسکی کیفیت معلوم کریں تا آنکہ ایک دن قوم انکی میں سے ایک گروہ کو انتخاب کیا اور
انکو عذاب خدا سے ڈرایا اور اسکی عبادت کی ساتھ رہنمونی کی چنانچہ سات آدمیوں نے ساتھ
دین خدا کے انکے ساتھ موافقت کی پھر بتدریج رفتہ رفتہ ہزار ہو گئے حضرت ادریس
علیہ السلام نے کہا سو آدمی کو اس ہزار میں بہتر ہوں میرے ساتھ آئیں چنانچہ سو آدمی ہزار میں
سے جدا ہوئے حضرت ادریس علیہ السلام نے ان سو میں سے ستر اختیار کیے اور پھر ان ستر
میں دس جدا کیے اور پھر دس میں سات الگ کیے اور کہا کہ میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو تا اللہ
تعالی ہمارے واسطے ایک شریعت بیان فرماوے پھر جنگل میں گئے اور پھر انہوں نے ہاتھوں کو
زمین پر رکھا اور خدا تعالی سے شریعت کی درخواست کی جتنی کہ انھوں نے دعا کی قبول نہ ہوئی پھر
پھر انھوں نے اپنے ہاتھ آسمان کیطرف بلند کیے جب انکی دعا قبول ہوئی حضرت ادریس ع کے
واسطے ایک صحیفہ کہ اسمیں شریعت کا بیان تھا نازل ہوا اور ساتھ خلعت نبوت کے حضرت
ادریس مشرف ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت ادریس نے بہتر لغت کی ساتھ دعوت اور سو شہر بنائے
اور ہر اقلیم میں اسکے مناسب آدمی مقرر کیے اور زمین اور جزیروں کے رہنے والوں کو ساتھ
اطاعت دین اور عبادت حق تعالی کے اخلاص کے ساتھ کہ مقتضا انکی شریعت کے تھا
رہنمائی کی اور ہر مہینے چند دن معین روزوں کی ساتھ مخصوص کیے اور ساتھ دینے زکوۃ مال
اور غسل جنابت اور حیض اور نفاس کے اور ساتھ لڑنے کافروں کے حکم فرمایا اور کھانے گوشت
سور اور گدھے اور کتے وغیرہ سے جو کہ عقل اور دماغ کے واسطے مخل تھے منع کیا اور بیچ حال
انتقال آفتاب کے ایک برج سے دوسرے برج میں اور وقت رویت ہلال کے اور تحویل کواکب
سیارہ کی بیت الشرف اپنے میں حکم ساتھ ذبح قربانی کے کرتے تھے اور یہ ورد تھا انکا کہ ہر روز
ہزار بار تسبیح کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ صائم الدہر تھے یعنی ہمیشہ روزے رکھتے تھے اور فرشتے
انکی صحبت میں آتے تھے یہانتک کہتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا
کہ میں تیس بار آسمان پر گیا اور اسرار عالم بالا پر واقف ہوا اور شمار پیغمبروں سے کہ بعد انکے مبعوث ہونگے انکو

خبر دی اور واقعہ طوفان حضرت نوح علیہ السلام سے خبردار کیا اور کہتے ہیں کہ واسطے محافظت
و نگہداشت قبر دن دوستون کو تاراج امواج طوفان سے ایک عظیم اور بزرگ ارکان دولت
کو فرمایا اور گنبد ہرمان مصر میں بنایا اور آپ مصر میں سے رحلت کر کے تمامی ربع مسکون میں پھیر
اور سیر کی اور پھر مصر میں پھرا جنت کی سیر رفیع الدرجات جل وعلا نے بمقتضائے آیہ ورفعناہ مکانا علیا
یعنی بلند کیا ہمنے اوسکو ایک مکان بلند پر اور منزل رفیع اور درجہ عالی کرامت فرمایا اور ساتھ
حیات دائمی کے جنت میں مخلد کیا چنانچہ تیسری فصل میں بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ فصل
دوسری قصہ ہاروت وماروت میں تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ قصہ ہاروت وماروت موافق روایتا
ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور اور مفسرین کے کہ ابن عباس اور حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی
کرم اللہ وجہہ اور عبد اللہ ابن عمر اور مجاہد وغیرہ سے نقل کی ہے اسطرح ہے کہ جب حضرت ادریس
علیہ السلام کے زمانے میں اعمال زشت بنی آدم کے زمین سے آسمان پر صعود کرنے لگے اور ملائکہ
آسمانی میں قیل وقال اس امر کا بہت ہونے لگا اور فرشتوں نے بنی آدم کے حق میں حقارت اور اہانت
اور نفرین اور لعن کرنی شروع کی حق سبحانہ تعالیٰ نے خطاب بھیجا کہ ترکیب بنی آدم میں شہوت
اور غضب داخل ہے اس سبب سے ایسے گناہ ہوتے ہیں اگر ہم تمکو بھی زمین پر نازل کریں
اور شہوت اور غضب تم میں ڈالیں تو تم سے بھی گناہ اور معاصی ہوا کریں فرشتوں نے
کہا اے پروردگار ہمارے ہرچند کہ شہوت اور غضب ہو ہم ہرگز تیری معصیت کے مرتکب نہ ہونگے
حق تعالیٰ نے فرمایا کہ دو شخص اپنے میں سے چنکر اختیار کر دو تا حقیقت کا تمکو معلوم ہو جاوے
ہاروت اور ماروت کو کہ کمال عبادت اور صلاح میں فرشتوں کے درمیان ممتاز تھے انتخاب کیا
حق تعالیٰ نے انمیں شہوت اور غضب داخل کر کے فرمایا کہ زمین پر جاؤ اور آدمیوں میں حکومت
کرو اور موافق حکم کرتے رہو اور انکو شرک اور قتل اور زنا اور شراب سے منع کیا اور ارشاد کیا کہ تمام
روز دنیا میں شغل قضا مشغول رہو اور شام کو اس اسم اعظم کو پڑھکر آسمان پر چلے آیا کرو اور
ہر صبح کو زمین پر نزول کیا کرو انھوں نے ایک مہینے تک اسیطرح آمد ورفت کی اور آوازہ انکے
انصاف کا آویزہ گوش عالم ہوا کہ دو شخص نیک نہاد فلانی جگہ میں کہ ہر واقعہ میں حکم درست دیتے
ہیں اور فیصلہ مقدمات تنازعہ بے رو رعایت کرتے ہیں ناگاہ ایک عورت فاحشہ زہرہ نام کہ
سب عورتوں میں اوس زمانہ میں ساتھ حسن اور جمال کے ممتاز تھی اور روایت امیر المومنین حضرت
علی رضی اللہ عنہ میں اسطرح وارد ہے کہ وہ عورت اہل فارس سے تھی اور لقب مشہور اسکا اس
ملک میں بیدخت تھا لباس فاخرہ اور پیرایہ مکلف پہنکر اپنے خاوند پر دعویٰ خواہ ہو کر انکے پاس
آئی کہتے ہیں کہ در اصل اسکو اسم اعظم سیکھنے کا شوق دامنگیر ہوا تھا لیکن چونکہ قدیم سے نفس

اس مشرب فاحش کی خوگر تھی اس روش کو اس امر کی تحصیل کا وسیلہ سمجھا بہرحال یہ دونون فرشتہ
بمجرد دیکھنے کے اسکے حسن وجمال پر فریفتہ ہوے اور فعل شنیع کی اس سے درخواست کی اسنے
کہا کہ تم اور دین پر ہو اور مین اور دین پر ہون بسبب اختلاف مذہب کے یہ معاملہ نہین ہو سکتا
ہے اور علاوہ یہ ہے کہ میرا خاوند نہایت غیور ہے اگر وہ جانیگا کہ مین تمہارے ساتھ نشست وبرخاست
رکھتی ہون مجکو مار ڈالیگا پس اوّل چاہیے کہ میرے بت کو سجدہ کرو پھر میرے خاوند کو قتل کرو
تب میری صحبت تمکو نصیب ہو انھون نے کہا معاذ اللہ کہ شرک اور قتل نفس نہایت قبیح ہے
ہم ہرگز نہین کرینگے وہ عورت اٹھکر چلی گئی لیکن اُنکے دلمین اُسکی محبت کی قلق اور اضطراب
نے خیلے غلبہ کیا دوسرے دن انھون نے اسکے پاس پیغام بھیجا کہ ہم تیرے گھر مین مہمان آتے
ہین اوسنے کہا بسر وچشم پس اوسنے ایک مکان آراستہ کیا اور آپ کو زیب وزینت دیکر موافق اپنی
عادت کے شیشہ ہاے شراب حاضر اور موجود رکھے جب یہ اوس مکان مین پہونچے اُس
فاحشہ نے کہا اب تمکو مین چار چیزون مین اختیار دیتی ہون یا میرے بت کو سجدہ کرو یا میرے
خاوند کو مار ڈالو یا اسم اعظم مجکو سکھا دو یا ایک قدح شراب کا پی لو یا سجدہ گر اُن دونون نے
مشورہ کیا کہ شرک اور قتل نفس دونون گناہ عظیم سر الٰہی ہے کسی سے کہہ نہین سکتے اور شراب
پینا گناہ سہل ہے اسکو اختیار کیا چاہیے پس شراب کے پیتے ہی بدمست لایعقل ہو گئے
اور موجب کہنے اوس عورت کی بت کو سجدہ کیا اور اوسکے خاوند کو بھی مار ڈالا اور اسم اعظم بھی
اوس عورت کو سکھا دیا اور بعضی روایت مین ہے کہ وہ عورت ساتھ پڑھنے اسم اعظم کے
آسمان پر چلی گئی اور حق تعالے نے اسکی روح کو زہرہ ستارہ کی روح کے ساتھ متصل کرکے
مسخ کر دیا اور یہ فرشتے اُسکے ساتھ نہ جا سکے اور اسم اعظم بھول گئے جب شراب کی مستی سے
ہوش مین آئے افسوس کیا اور پشیمان ہوے اور حق تعالے نے ملائکہ آسمانی کو انکے حال پر مطلع
کیا اور فرمایا کہ دونون فرشتے باوجودیکہ میری تجلیات سے غیبت نرکھتے تھے اور ہر وقت حاضر
اور موجود رہتے تھے بسبب شہوت اس معصیت مین گرفتار ہوے بنی آدم کہ حضوری سے
غائب ہین اور اونکی طبیعت مین شہوت غالب ہو اگر مرتکب ہون تو کیا عجب فرشتون نے
اپنی خطا پر اقرار کیا اور اسکے بعد ساکنان زمین کیواسطے استغفار مین مشغول اور مصروف ہوے چنانچہ حق تعالی
فرماتا ہے وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ یعنے اور فرشتے
تسبیح کہتے ہین ساتھ حمد پروردگار اپنے کے اور استغفار کرتے ہین واسطے اس شخص کے کہ زمین
پر ہے القصہ وہ دونون فرشتے اپنی حالت کو دگرگون دیکھکر نہایت مضطر ہوے اور حضرت
ادریس علیہ السلام کے پاس آئے اور اپنا حال عرض کرکے اپنے حق مین شفاعت چاہی

حضرت ادریس علیہ السلام وعدہ کیا کہ صبر کرو جمعہ کے دن جناب الٰہی مین تمہارے واسطے
عرض کرونگا جب روز جمعہ کا گذر گیا تو کہا اس جمعہ مین میری شفاعت تمہارے حقمین اجابت نہین
ہوئی جمعہ آیندہ تک منتظر رہو پس جب دوسرا جمعہ آیا تو حضرت ادریس علیہ السلام سے کہا کہ حق تعالی
نے تمکو اختیار دیا ہے اگر چاہو عذاب دنیا اپنے حق مین قبول کرو اور اگر چاہو عذاب آخرت کے واسطے
آمادہ ہو دنیا مین تمہارے ساتھ کچھ مواخذہ نہو گا اونھون نے آپسمین مشورہ کیا کہ عذاب دنیا
فانی ہے اور عذاب آخرت باقی فانی کو اختیار کیا چاہیے کہ منقطع ہووے پس انھون نے عذاب
دنیا اختیار کیا حق تعالے نے فرشتون کو فرمایا کہ زنجیر آہنی مین انکے سر اور بدن بال سے
پانون تک باندھکر سرنگون لٹکا دیے سر نیچے اور ٹانگین اوپر ایک کنوین مین کہ آگ شعلہ مار رہی ہے
اور ایک ایک فرشتہ بارہی بار ہی تازیانہ آتشین جبتک دنیا مین قائم رہے بلا توقف مارا کرے
کہتے ہین کہ جو فرشتہ تازیانہ مارنے سے فراغت پاتا ہے پھر دوبارہ اوسکی نوبت نہین پہونچتی
ہے ہر نوبت نیا فرشتہ اس کام کے ساتھ مشغول ہوتا ہے اور اونپر تشنگی اسقدر غالب کردی
ہے کہ اونکی زبانین شدت سے پیاس کے منھ مین سے باہر نکل پڑی ہین اور ایک بالشت
دور انکے منھ سے آب سرد اور خوشگوار دکھاتے ہین اور ہرگز انکا منھ اس پانی تک نہین پہونچتا
ہے العیاذ باللہ من غضب اللہ اور یہ قصہ اگرچہ تفاسیر محدثین اور سنن بیہقی اور مسند امام احمد
اور کتب حدیث مین بروایت متعددہ اور طرق مختلفہ کہ بعضے انمین سے صحیح مین مروی اور ثابت
ہے لیکن مفسرین متکلمین مثل امام رازی اور قاضی بیضاوی اس قصہ سے انکار کرتے ہین
اور کہتے ہین کہ نظم قرآن شریف مین کوئی چیز کہ اس قصہ پر مشعر ہو نہین واتبعوا ما تتلوا الشیاطین
علی ملک سلیمان وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر اور پیروی
کرتے ہین اس چیز کی کہ پڑھتے تھے شیطان اوپر ملک سلیمان کے اور کفر نہین کیا تھا سلیمان
نے ولیکن شیطانون نے کفر کیا تھا سکھلاتے تھے لوگون کو جادو اور واضح ہو کہ منطوق لازم اوپر
کہ وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت وما یعلمن من احد حتی یقول انما نحن
فتنۃ فلا تکفر فیتعلمون منھما ما یفرقون بین المرء وزوجہ اور پیروی کرتے تھے
اس چیز کی کہ اتاری گئی اوپر دو فرشتون کے بیچ شہر بابل ہاروت اور ماروت کے اور نہین سکھاتے
وہ دونون کسی کو یہان تک کہ کہتے ہین سوا اسکے نہین کہ ہم آزمائش مین ہین پس مت کافر
ہو پس سیکھتے اون دونون سے کہ جدائی ڈالتے ہین ساتھ اسکے درمیان مرد اور جورو اسکی
کے ناطق اوپر اس بات کے ہے کہ صانع مطلق نے بواسطہ کسی مصلحت مناسب وقت
کے علم سحر کامل ان دو فرشتون کو بخشا ہے اور اثر اسکا ایسا قوی کیا ہے کہ

نہ شیاطین زمان حضرت سلیمانؑ اور نہ ساکنین کلدانین کو کبھی میسر ہوا ہے پس واجب ہوا کہ حقیقت
اقسام سحر اور کیفیت اثر اسکی بشرح اور بسط لکھی جاوے اب جاننا چاہیے کہ حقیقت سحر کی کیا ہے
اور اقسام اسکے کتنے ہیں اور کونسی قسم موجب کفر ہے اور کونسی سبب فسق ہے اور کونسی مباح
ہے کہ شریعت میں جائز ہے تفصیل اس بحث کی طول چاہتی ہے مجمل یہ کہ حقیقتاً سحر حاصل
کرنا قدرت کا ہے افعال عجیبہ پر بسبب خارق عادت بمزاولت اسباب خفیہ بتوسل بجناب الٰہی
بوساطت دعا یا تلاوت اسماء اللہ تعالےٰ اور بے نسبت کرنے ان افعال کو بقدرت رب العزت
اور چونکہ سبب خفی عالم میں چند قسم ہے سحر بھی چند قسم ہے اور ضبط ان اقسام کا اسطرح پر ہے
کہ سبب یا تاثیر روحانیات کی ہے یا تاثیر جسمانیات کی اور روحانیات یا روحانیات مطلقہ ہیں مثل
روحانیات کواکب اور افلاک اور عناصر یا روحانیات جزئیہ خاصہ ہیں مانند روحانیات ارض
اور جن اور شیاطین اور نفوس مفارقہ بنی آدم کو کہ ان نفوس کو بعد تسخیر کرنے کے اپنے کام میں
لغت ہند میں بیر کہتے ہیں اور جسمانیات یا بسبب ترکیب اور اجتماع کیفیات تاثیر عجیب
دکھاتے ہیں یا بسبب خواص یعنے بمقتضائے صور نوعیہ بتوسط کیفیات مثل جذب کرنا
مقناطیس کا لوہے کو پس طریق تحصیل مناسبت کا ساتھ روحانیات کی اور جلب تاثیر انکا ساتھ
ذکر کرنے انکے نام کے اور التجا انکی طرف ہے بشرائط معتبرہ یا تصویرین انکی صورتونکی حاصل کرنی
اور استعمال کرنا انکے کھانے مرغوبہ کا ہے یا تلاوت اس کلام کی کہ مفردات اسکے ملاحظہ ترکیب
اشارہ کرتے ہیں ساتھ عظمت کسی روح کے ارواحون میں سے یا کسی فعل عجیب اور غریب کے
کہ اس سے کسیوقت سرزد ہوا اور زبان خاص اور عوام کے ساتھ مدح اوسکے جاری ہوئی
ہے پس اقسام سحر نے نظر بہ شوق مذکورہ کتنی طرحیں پیدا کیں لیکن جو کہ رائج اور معمول ہے
چند قسم ہے ایک قسم اسمین سے کہ عمدہ اقسام سے ہے سحر کلدانین اور سحر بابل ہے کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام بنا بر رد مذہب اور ابطال عقیدہ انکے کے مبعوث ہوئے تھے اور اس علم کی اصل
ہاروت و ماروت سے ماخوذ ہے کہ اہل بابل نے اوسکو انسے سیکھا اور غور اور خوض بہت سا کیا
اور کلدانین کہ بابل کے رہنے والے تھے خیلے اس علم کے ساتھ مشغول رہے تواریخ معتبرہ
میں لکھا ہے کہ حکماء بابل نے عہد نمرود میں شہر بابل میں کہ اوسکا تخت گاہ تھا چند طلسم بنائے تھے
کہ عقل اور وہم انکے ادراک میں حیران تھی اول یہ کہ ایک بط تانبے کی بنائی تھی کہ جب کوئی جاسوس
یا چور اس شہر میں آتا تھا تو اوس بط میں سے آواز آتی تھی کہ تمام اہل شہر آواز اسکی سنتے تھے اور جانتے
تھے کہ مقصود اسکا کیا ہے اور اس جاسوس اور چور کو پکڑ لیتے تھے دوسرے ایک طبل تھا کہ جب
کسی کی کوئی چیز جاتی رہتی تھی وہ شخص اوس طبل پاس آنکر اوس پر چوب مارتا تھا اور وہ

اس نقارہ میں سے آواز آتی تھی کہ فلاں چیز تیری فلاں جگہ ہے اور بعد تلاش اور تفحص کے وہاں سے
دستیاب ہوتی تھی تیسرے ایک آئینہ حال کے دریافت کرنے کے واسطے بنایا تھا جب کوئی صاحب
غرض اسمیں نگاہ کرتا تھا غائب کا حال اس آئینہ میں نمودار ہوتا تھا اور شہر میں یا صحرا میں
یا کشتی میں یا پہاڑ میں یا جہاں کہ وہ غائب ہوتا تھا اسمیں مشاہدہ کرتا تھا اور اگر بیمار یا تندرست
یا فقیر یا مالدار یا زخمی یا مقتول ہوتا تھا تو ویسا ہی نظر آتا تھا چوتھے ایک حوض تھا کہ ہر سال میں
ایک دن اوس حوض پر ایک جشن مرتب دیتے تھے اور اعیان اور اشراف شہر جمع ہوتے تھے
اور ہر شخص جو چاہتا تھا شربت اور افشردہ یا اور جو کچھ لاتا تھا اور اسمیں ڈال دیتا تھا جب ساقی
اُسپر آدمیوں کے پلانے کے واسطے کھڑے ہوتے تھے ہر شخص کو ایک کاسہ اوسمیں سے
بھر کر دیتے تھے اوسمیں وہ ہی ہوتا تھا جو آسنے ڈالا تھا بے آمیزش اور کسی چیز کے پانچویں
ایک تالاب تھا کہ بنا بر قطع خصومات اور فیصل قضایا کے بنایا تھا اگر دو شخص باہم کسی امر میں
تنازع کرتے تھے اور حق باطل سے جدا نہوتا تھا تو اوس تالاب پر آتے تھے اور اوسمیں اُترتے
تھے جو کوئی حق پر ہوتا تھا تو پانی اسکے ناف تک آتا تھا اور غرق نہوتا تھا اور جو کوئی باطل پر ہوتا
تھا تو پانی اسکے سر پر آجاتا تھا اور غرق ہوجاتا تھا مگر جبکہ حق پر اقرار کرتا تھا اور دعوے باطل
درگذرتا تو نجات پاتا چھٹے یہ کہ نمرود مردود کے گھر کے دروازے پر ایک درخت لگایا تھا
کہ اسکے سایہ میں دربار کے آدمی بیٹھتے تھے اور جسقدر کہ آدمی زیادہ ہوتے تھے اس درخت کا
سایہ اتنا ہی پھیلتا تھا تا آنکہ ایک لاکھ آدمی ہوجاتے تھے اور سایہ بھی اسی قدر بڑھ جاتا تھا
اور اگر ایک شخص بھی لاکھ سے زیادہ ہوجاتا تھا تو وہ سایہ مطلق نہ رہتا تھا اور سب دھوپ میں
بیٹھتے تھے اور نمرود کہ اونکا بادشاہ تھا یہ بھی اسکام میں بہت مہارت رکھتا کہتے ہیں کہ اسطرحکا
سحر سب انواع میں مشکل ہے اور نہایت صعوبت سے حاصل ہوتا ہے پھر جب کسیکو اس فنکی
حقیقت کماہی میسر ہووے جو کچھ چاہے مخالف یا موافق عادت ظاہر کرسکتا ہے چنانچہ معالجہ
امراض کہ طبیب اسکے علاج سے عاجز ہووین مثل برص اور جذام اور امانت اس سبب سے کرسکتا
کسواسطے کہ وہ باستعانت روحانیات تدبیر کرتا ہے اور طبیب باستعانت جسمانیات کے اور کنہ
اس صنعت کی یہ ہے کہ ہر جسم آسمان سے لیکر تا عناصر اور موالید ایک روح رکھتا ہے کہ مدبر
اسکا ہے اور تاثیرات تمام اجسام کی انکی ارواحوں کی طفیل سے ہے اور جبکہ ارواح تمام عالم اسکی تسخیر
میں مسخر ہوئی گویا جہان کا مالک ہوا پس سبب مہارت جنگ اور قتال قہر دشمنان اور قمع
مفسدان اس سے ممکن ہے چنانچہ ارسطو نے حکیم بطلوس اور سیداغوس سے نقل کی ہے کہ شہر
بابل میں ان دو شخصوں کی درمیان تنازع واقع ہوا سیداغوس نے کہا کہ تجکو میرے ساتھ کیونکر طاقت

برابری کی ہوگی کہ مریخ اور زحل میرے مقابلے کرنے سے عاجز ہین برہاطوس نے جب یہ کلام
سنا مریخ آتشی بنا کر استعانت بروج مریخ کی اور بیداغوس کو جلا دیا اور سبب جنگ و قتال اسکا شہر
اور فساد وقوع ہوا اور شہر دنیمن بھی اس قسم کے قصے نقل کرتے ہین جب حضرت آدم علیہ السلام
پیدا ہوئے حق تعالے نے اونکو اجسام اور ارواح دکھائی اور انھون نے سبکو از دست قدرت
حق تعالے مجبور اور بے اختیار دیکھا اور سب سے رو گردان ہو کر متوجہ بذات واحد حقیقی ہوے
اور اسطرح کا سحر کفر صرف اور شرک محض ہے شرائط اس سحر مین کہ سندرہ شرطین لکھی ہین اوّل
شرط یہ ہے کہ ارواحون کو مدبر مطیع جانے اور ہرگز گمان عجز اور جہل انکے حقمین نہ کرے
والا وہ ارواح اجابت نہ کرے اور مطلب کو نہ پہونچائے اور یہ کیفیت دعوت روحانیات مین لکھتے
ہین کہ شروع بدعوت قمر کرے کسواسطے کہ وہ آسمان دنیا پر ہے اور عالم سفلی کے قریب ہوا اوسکے
وسیلے سے عطارد کی دعوت اور علی ہذا القیاس سبع سیارہ ساتوین فلک تک اور الفاظ دعوت
ہین لکھتے ہین کہ کہے ایہا الملک والکریم والسید الرحیم مرسل الرحمۃ ومنزل النعمۃ اور دعوت
عطارد مین کہے کل ما حصل من الخیر فھو منک وکل ما ینزل من الشر منی فھو منک اور یہ
بھی کہے ایہا السید الفاضل الناطق العالم بخفیات الامور المطلع علی السرائر اور اسیطرح ہر
پنج دعوت اور کواکبون کے اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد اور یہ قول منافی الاسلام اور توحید اور ملت
حنفی کی ہے جاننا چاہیئے کہ اہل بابل ساتھ تعلیم ہاروت اور ماروت کی طریق تسخیر اور استعانت
تمام روحانیات کلیہ اور جزئیہ اور علویہ اور سفلیہ اور فلکیہ اور عنصریہ اور بسیطہ اور مرکبہ جانتے تھے
اور عمل مین لاتے تھے یہانتک کہ روحون امراض اور اہل مذاہب اور اور روحون کی بھی تسخیر
کرتے تھے اور باہم انکے اتصال پہونچاتے تھے اور اعمال عجیبہ پیدا کرتے تھے لیکن
یونانیون نے ایسے اور طریق تسخیر روحانیات علویہ کے اکتفا کیا اور ایسا سمجھا کہ جو روحانیات
علویہ مسخر ہوئین تو پھر حاجت تسخیر روحون سفلی کی نہین رہتی کہ روحون سفلی کو سواے قبول اور
تاثیر کے کچھ منصب نہین ہے اور فاعلیت اور تاثیر مخصوص علویات ہے اور اگلے ہندی تمام
روحانیات تسخیر کرتے تھے اور ہر ایک سے جو کام اس سے متعلق ہے لیتے تھے پس سحر بابل آج
ہندیون مین موجود ہے اور یونانیون نے بعض پر ان مین سے اکتفا کیا اور قسم دوسری اس سحر
سے تسخیر جن اور شیاطین ہے خاصۃ اور یہ سہل التحصیل اور کثیر الرواج ہے اور اس تسخیر مین ساتھ
بڑے بڑے جنون کے مثل جھوانی اور ہنومان وغیرہ کے التجا کرنی اور تضرع اور الحاح عمل مین
لانی اور نذر اور قربانی انکے واسطے گذرانی اور عطریات مناسبہ مواقع حضور انکے مین رکھنی ضرور
ہوتی ہین اور کفر صریح لازم آتا ہے اور قسم تیسری اس سحر کی پیدا کرنا ہمسر کا ہے اور اس سحر مین ضرور ہے کہ اوّل

ایک انسان کو کہ قوی النفس و الجثہ مر گیا ہو مخصوص کرین بلکہ اسکی روح کو ساتھ پڑھنے بعض الفاظ کی
کہ مشتمل اوپر ذکر شیاطین بزرگ کے ہوتے ہین اور بہت سی تعظیم انکی نسبت اسمین بیان کرتے ہین
اپنی طرف کھینچتے ہین اور بقوت آن الفاظ اور رکھنے نذر اور ہدیے کے اس روح کو اپنے حکم اور
قابو مین لیتے ہین بحدیکہ وہ مانند نوکر یا غلام کے جس امر پر مامور کرین سر انجام کر دے پس یہ امر
بھی یا مستلزم کفر ہے یا قریب بسرحد کفر پہونچتا ہے اور اکثر ارواحین پاک کہ بدکاری اور
شہوانیہ اور مغضوبہ متوجہ ہون نہین ہوتی ہین مگر جنس خبیثات سے مثل ہنود یا فساق پس خیالات
خباثت بھی اسمین لازم آتی ہے اور قسم چھٹی اسمین سے افساد تخییل یعنے فاسد کرنا خیالات کا
ہے کہ بواسطہ بعضے ارواحون جنون کے کسی شخص کے خیال مین تصرف کرین یا جو چیز کہ اسکے
پاس موجود نہین ہے نظر آوے یا اون صورتون سے کہ اسکے خیال مین آوے اور اوسے اوسکو
خوف اور ہول لاحق ہووے اور دوڑے یا حرکات غیر واقعہ گمان کرے اور اس نوع کو نظر بندی اور
خیال بندی کہتے ہین اور قصہ ساحران فرعون مین آیہ یخیل الیہ من سحرہم انہا
تسعی سے یہ بھی سحر کی قسم مفہوم ہوتی ہے یا مقابلہ اولیا مین ان کے معارضہ کے واسطے عمل مین لاوے
حرام اور کبیرہ ہے اور اسی طرح بسبب اسخیال بندی کے کسیکو دغا دین اور اسکے مال مین سے
خیانت کرین یہ بھی کبیرہ ہوتا ہے اور یہ نوع سحر بنفسہ کفر نہین ہے لیکن جس وقت کہ کسی شخص کے
خیال مین تصرف کرتے ہین جنون کی ارواحون سے یا ساتھ ذکر نامون بڑے بڑے جنون کے
التجا کرنی ضرور ہوتی ہے اگر وہ التجا اور ذکر مقرون بہ تعظیم مفرط ہووے کفر لازم اوے اور قسم
پانچوین سحر اصحاب اوہام ہے کہ پہلے ہنود مین بہت رواج رکھتا تھا اور اب نام و نشان اوسکا
موجود نہین ہے اور اس قسم سحر کو تعلیق الوہم کہتے ہین اور طریقہ اسکا اسطرح ہے کہ صورت واقعہ
مطلوبہ کو تصویر مین لا کر اور پیش نظر رکھکر وہم کو اسکے تحصیل کے واسطے متعلق کرین اور شرطین
اس تعلیق کی یہ تقلیل غذا کرین اور اختلاط آدمیون وغیرہ سے ترک کرین تا وہ مطلب حاصل
ہووے اور حکم اس قسم کا یہ ہے کہ اگر کوئی غرض مباح اس قصد کے ساتھ کرین مثل تفریق
بین الزوجین یا ہلاک کرنا کسی ظالم کا مباح ہے اور اگر کوئی غرض ممنوع اسکے ساتھ قصد کرین
مثل تفریق بین الزوجین ہلاک کرنا کسی بیگناہ کا حرام ہے حاصل کلام یہ کہ حرمت اور حلت
اسکی موقوف ہی فعل پر فی نفسہ قبیح نہین ہے اور قسم چھٹی سحر نیرنج ہے یعنے بسبب خواص اشیا
کوئی فعل عجیب صادر کرین اور وہ خواص کسیکو معلوم نہووین مثل اسکے کہ جب چاہین انگلیون سے
آگ روشن کرین قدرے چونہ کابلی سرکہ سے تر کر کر قدرے کف دریا اسمین ملا کر انگلیون مین ملین اور
رال اسمقام پر ڈالین پس اگر کسی مجلس مین کہ شمع یا چراغ اسمین جلتا ہوا اوس مین

انگلیون کو چراغ کے پاس کیجائین روشنی اوسکی لگ جاویگی اور انگلی نہین جلنے کی اور قسم ساتوین سحر
حیل ہے کہ باستعانت آلات وعجائب صنعت امور غریبہ پیدا کرین اور لینا آن الات کا اکثر بہت
ریاضت سے حاصل ہوا ہے مثل حیل نجی موسیقی اور آلات ساعت شناسی کہ فرنگی بناتے
ہین اور قسم آٹھوین سحر شعبدہ بازی اور دست بالائی ہے کہ مرد عورت اکثر بنا بر اشتہا یا دہیون کی
عمل مین لاتے ہین اور سبب خفی اس سحر نوع مین حرکات خفیہ اور تبدیل امثال بسرعت اور اس
پیشہ والون کو زبان ہند مین جہان ستی کہتے ہین اور یہ تینون قسمین نہ کفر ہین اور نہ حرام مگر جب
کوئی غرض فاسد قصد کرین کہ اس غرض کے ساتھ حرمت متحقق ہوگی اور اس مقام مین جاننا
چاہیے کہ اکثر اقسام سحر کو اکثر امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ نے اصلاح دیکر اور کفر
اور شرک کو کہ اسمین سے دور کرکے استعمال کیا ہے پس اصلاح قسم اول دعوت علوی ہے کہ ملائکہ علویہ
کو اوسکے ساتھ تسخیر کرتے ہین لیکن ساتھ استعانت اسماے عظام الہی اور آیات فرقانی کے اور اصلاح
قسم دوسرے کی عظائم ہزائم اور دعوت سفلی ہے کہ موکلان ارضیہ اور جنون کو مسخر کرتے ہین لیکن
ساتھ اسماء الہی اور آیات کے سبب آمیزش کفر اور شرک یا نعوذ باللہ بلکہ بتکوست اور زنانچہ کے اور اصلاح
قسم تیسری کی ربط ساتھ ارواحون طیبہ صلحا اور اولیا کے ہے کہ اکثر دینی مشربان عمل مین لاتے
ہین اور اپنی اور اوس خلق کی حاجتون مین بہرہ مند ہوتے ہین اور اسکے طریق تحصیل مین بھی طہارت
اور تلاوت اور ارسال ثواب صدقات بنا بر آن ارواحون کے منظور رکھتے ہین اور اصلاح قسم
چوتھی کی عقد ہمت ہے کہ مشائخ کبار اور اولیاء ابرار سے واسطے حل مشکلات کی وقوع مین آئی ہے
اور وہ تعلیق وہم متعلیف بکیفیت منقولہ ہے کہ بسبب استغراق بیچ ملاحظہ کسی اسم کے اسماء الہی سے
حاصل ہوتی ہے کہ سر اوسکے ہمت روح پر پہنچتی ہے او ترقی اسکی عالم اناث اور انوث سے ہے اور عالم
علوی سے چنانچہ سبب لینے کھینچ لینا کسی بیماری کو کسی مریض سے اپنے جسم پر جو سلسلہ حضرات
نقشبندیہ مین مرسوم ہے اسی قبیل سے ہے اور اصلاح قسم پانچوین کی تعمق ہی خواص آیات اور اسماء
مین اور ارقام اور اعداد انکے مین اور ترکیب دینی بعضو نہین ساتھ بعضون کے اور تصویر ارفاق
مبارکہ کو کہ کو اغذ مختلفہ اور الواح متفادت الحوض پر مطالب محمودہ کو اسکے ساتھ حاصل کرتے
ہین چنانچہ کتب تعویذات اور خواص اسماء اور سورہ قرانیہ مین مع شرطون اور قیدون کی اور کتابون
تکسیر مین مفصلاً اور مشروحاً مرقوم ہے اور ساتھ اتباع اس امر کے اور اشیاء کے خواص مین عنصریات
سے اور خواص بروج اور درجات اور شرف اور وبال کی بھی بعضے رعایت کرتے ہین اور اسمین
ذکر اللہ کو ملاتے ہین الغرض جو قبیح سحر ہی ہے کہ منجر بکفر اور شرک اور اعتقاد تاثیر کواکب اور
ارواح ناپاک کے ساتھ ارواحون خبیثہ شیاطین کے ہوتا ہی اور موقوف اور التجا کے طرف

غیر اللہ کے اور استغراق دیکھنے اسباب میں ساتھ اس نہج کے مطالعہ قدرت مسبب کا ناقل کرتے ہوتا ہے جیسے یہ وجہہ قبیح بالکل جاتی رہی پس مدار حلت اور حرمت کا اغراض مقصودہ پر آتا ہے اگر نیک ہو نیک اور بد ہو بد۔ پس پوشیدہ نہیں ہے کہ فرق سحر ہاروت و ماروت اور سحر کلدانین اور اہل بابل میں کہ انسے سیکھا تھا یہ ہے کہ ہاروت و ماروت کو ایسی قدرت قادر مطلق نے بخشی تھی کہ بمجرد امنزش کے بغیر کھینچنے مشقت اعمال سخت کے بیچ تسخیر ارواح کے اتصال ساتھ روح خبیثہ کے سیکھنے والے کو مسبوکیت حاصل ہوجاتا اور اثر اس اتصال کا جوہر روح طالب میں مستقر اور راسخ ہوتا تھا کہ کسی نہج سے بھی زائل نہوتا تھا اور کلدانین اور اہل بابل بیچ حاصل کرنے مناسبت اور اتصال کے ساتھ ارواح مذکورہ کے مشقتیں اور ریاضتیں اور چلے کھینچے تھے اس پر بھی رسوخ کامل جوہر روح طالب میں پیدا ہوتا شاید تاثیر قوی ہاروت اور ماروت سے ہوگی اور جیسا کہ حاکم نے ساتھ صحیح اور بیہقی نے بیچ سنن اپنی کے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ ایک عورت دومۃ الجندل سے بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈھونڈھتی ہوئی حضرت کے میرے پاس آئی ہے اور کہا کہ مجھے ایک بات اس جناب رسالت مآب سے ضرور پوچھنی تھی افسوس کہ آپ وفات کے یہاں پہونچی میں نے پوچھا کہ بی بی تو حضرت سے کیا پوچھتی اُسنے ظاہر کر کے بیان کیا کہ ایک میرا شوہر تھا کہ مجھسے بہت بدسلوکی کرتا تھا اور کوئی صورت اصلاح کی نظر میں آتی اور میں اس بات سے بہت تنگدل رہتی تھی ناگاہ ایک بڑھیا ایک دن میرے گھر میں آئی اُسکے روبرو میں نے شکایت اس ماجرے کی ظاہر کی اُسنے کہا کہ اگر تو میرا کہا مانے اور میری بات پر عمل کرے تو تیرا خاوند مانند غلام کے فرمانبردار تیرا ہو جاوے میں نے بجان و دل اس بات کو قبول کیا وہ عورت اسوقت چلی گئی اور کہا رات کو میں پھر آؤنگی اور تجھے اپنے ساتھ لیجا کر اسکی تدبیر کرونگی چنانچہ آخر شب وہ عورت پھر آئی اور دو کتے سیاہ رنگ اپنے ساتھ لیتی آئی ایک پر آپ سوار ہوئی اور ایک پر مجھے چڑھایا اور ہم دونو روانہ ہوئے تھوڑی دیر گذری تھی کہ میں بابل میں پہونچے وہاں کیا دیکھتی ہوں کہ کنوئیں میں دو مرد کہ پانوں انکے اوپر اور سر نیچے لٹکے ہوئے ہیں انھوں نے پوچھا کہ تو یہاں کیوں آئی ہے بموجب تعلیم اوس بڑھیا کے میں نے کہا کہ جادو سیکھنے ان دونوں نے کہا کہ سحر کفر ہے اور اسکے سیکھنے سے کافر ہوتا ہے بہتر ہے کہ تو پھر جا میں نے مبالغہ کیا کہ ہرگز بے سیکھے اس علم سے نہیں جانے کی غرضکہ جتنا انھوں نے منع کیا اتنا ہی میں نے اصرار کیا آخر بعد منت و سماجت بسیار کے انھوں نے کہا کہ یہ تنور یہاں ہے اسمیں جاکر پیشاب کر اُس تنور کے پاس گئی تو مجکو خوف معلوم ہوا اور رونگٹے میرے بدن کے کھڑے ہوگئے ناچار الٹی پھر آئی اور کہدیا کہ میں بول کر آئی انھوں نے پوچھا کہ بتا تو نے وہاں کیا دیکھا میں نے کہا

مجھے کچھ نہین معلوم ہوا وہ کہنے لگے تو جھوٹ بولتی ہے ہرگز تونے پیشاب نہین کیا اب بھی یہی
بہتر ہے کہ اپنے گھر کو پھر جا اوسکا فوت ہو یہ بات مینے قبول نکی پھر جب اشارہ اونکے
اُسی تنور پر گئی اور پھر خوف کھا کر بن پیشاب کیے پھر آئی اور اونھون سے وہی کہا وہی تا آنکہ تین
مرتبہ یہ آمد و رفت واقع ہوئی چوتھی بار جراءت کرکے مینے وہان پیشاب کیا اور دیکھا کہ ایک شخص
گھوڑے پر سوار زرہ پوش چھپا منہ سر سے پاؤن تک لوہے مین غرق اس تنور سے نکلا اور آسمان کو چلا گیا
اور میری نظر سے غائب ہوا مینے جا کر یہ سب حال اُنسے بیان کیا اسوقت انھون نے کہا کہ تو سچ کہتی ہے
یہ سوار زرہ پوش تیرا ایمان تھا کہ تجھ مین سے نکل کر آسمان پر اڑ گیا اب جا کہ فن سحر مین کامل ہوئی مینے
اُس بڑھیا سے کہا کہ مین جادو سیکھنے کو آئی تھی نہ انھون نے کچھ بتایا اور نہ مینے کچھ پایا کیا بات ہے
اُسنے جواب دیا کہ اُنکی تعلیم اسیطرح ہوتی ہے اب تو سحر پر قادر ہوگئی جس چیز پر جو تو چاہیگی سو ہوگا
مینے کہا بات یہ کیونکر باور کرون بڑھیا نے کہا ایک دانہ گندم زمین مین ڈال اور کہو کہ اُگ مینے وہین
ڈالا اور کہا کہ دراز ہو اسیوقت دراز ہوا پھر مینے کہا کہ خوشہ لا خوشہ لایا پھر مینے کہا خشک ہو
وہین خشک ہوگیا پھر مینے کہا کہ آٹا ہو جا آٹا ہوگیا پھر مینے کہا نان پختہ ہو روٹی پک گئی جب مینے
یہ حالت دیکھی کہ جس چیز کو جو کہتی ہون وہی ہو جاتی ہے اوسکے کہنے اور فن جادوگری مین اپنے
کامل ہو جانے سے یقین آیا ولیکن افسوس اور ندامت بہت اپنے ایمان جانے پر کرتی ہون
اور خدا کی قسم کھاتی ہون اے مادر مومنان کہ ابتک مینے کسی کے حق مین بدی نہین کی
اور ارادہ برائی کا رکھتی ہون اب اوصاف حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سنکر
حاضر ہوئی تھی کہ آپسے کوئی تدبیر پھر اپنے ایمان رفتہ کی پوچھون جو کہ حضرت کو نہین پایا
کمال حسرت مجھے حاصل ہوئی حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ حضرت کے یار موجود ہین تو اونکے
پاس جا اور پوچھ وہ عورت سب کے پاس گئی اور سارا اپنا حال بیان کیا کسیکو جراءت نہوئی کہ کوئی
تجویز بازگشت اسکے ایمان کی بتادے مگر ابن عباس اور بعضے اور یارون نے کہا کہ اگر تیرے
دونون مان اور باپ یا اُنمین سے بھی جیتا ہو تو انکی خدمت بجالا کہ تیرا ایمان رفتہ تجھمین عود
کرے اور ابن المنذر نے اوزاعی سے روایت کی ہے اور یہ ہارون بن رباب سے نقل کرتا ہے
کہ مین ایک دن عبد الملک بن مروان کے پاس کہ بادشاہ وقت تھا ملاقات کیواسطے گیا مینے
دیکھا کہ اُسکے پاس مسند پر ایک شخص تکیہ سے لگا ہوا بیٹھا ہے مینے اہل دربار سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے
کہ بادشاہ کے برابر بیٹھا ہے انھون نے کہا کہ یہ ایک شخص ہے کہ ہاروت و ماروت کو دیکھ آیا ہے مین
اوس شخص کے پاس گیا اور سلام کیا اور کہا کہ ایک بار میرے روبرو بھی ہاروت و ماروت کا قصہ نقل کرو
کہ بمجرد اس کہنے کے اسکی آنکھون سے آنسو جاری ہوا اور کہا کہ میرا قصہ اسطرح پر ہے کہ مین طفل نوجوان تھا

میرا باپ عالم صغر سنی میں مجھکو چھوڑ کر مر گیا اور مال کثیر اور ذخیرہ میری ماں کے پاس چھوڑ گیا
اور میری ماں مجھکو بہت چاہتی تھی کہ جو کچھ میں اس سے مانگتا تھا مجھکو دیتی تھی اور میں
اوسکو جا اور بیجا اسراف کرتا تھا اور وہ کچھ نہ پوچھتی تھی کہ تو یہ مال کیا کرتا ہے جب مدت
دراز گذر گئی اور میں جوان ہوا میرے دل میں آیا کہ میں اپنی ماں سے پوچھوں کہ یہ مال فراوان
میرے باپ نے کہاں سے بہم پہنچایا تھا جب میں نے پوچھا اُسنے کہا کہ اے فرزند تجھکو اس پوچھنے سے
کیا مطلب ہے کہا اور عیش کر اور جسقدر چاہے خرچ میں لا اور اس مال کے حال سے سوال نہ کر کہ تجھکو
کچھ فائدہ نہ ہوگا میں نے اس کلام کے سننے سے بہت سی الحاح و زاری کی میری ماں اُس گھر میں کہ تو دہ تو دہ
مال وہان جمع تھا لے گئی اور کہا کہ اس سب کا تو مالک ہے میں نے کہا میں نہیں جانتا تمہارا باپ اسقدر مال کیونکر
جمع کیا اُسنے کہا کہ تیرا باپ جادوگر تھا یہ سب مال اُسی جادو سے جمع کیا تھا جب یہ بات سنی اپنے دل میں
فکر کی اور کہا کہ اس مال کے بہ وراثت ملنے پر اکتفا کرنا نہ ہوگا کام چاہئے کہ میں بھی سحر سیکھوں اور جسطرح میرے باپ نے
یہ مال فراوان جمع کیا تھا میں بھی اپنے زور بازو اور بامردی سے جمع کروں پھر اپنی ماں سے میں نے پوچھا کہ
کوئی میرے باپ کے یاروں اور رفیقوں میں سے باقی ہے کہ میرے باپ کے اسرار پر واقف ہوا اور جو عمل کہ میرے
باپ کے پاس تھا اوسکے پاس موجود ہو کہا ہاں فلان شخص ہے کہ فلانے قصبے میں رہتا ہے
میں سامان سفر مہیا اور درست کرکے اس شخص کے پاس پہونچا اور با دست تمام سلام کیا اور اسکے آگے
بیٹھ گیا آسنے میرے تئین نہ پہچانا اور کہا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے میں نے کہا کہ میں فلانے شخص کا
بیٹا ہوں کہ تمہارا دوست تھا جب آسنے میرے باپ کا نام سنا گلے سے لگایا اور بہت سی شفقت کی
اور مرحبا مرحبا کہا پھر پوچھا کہ تو کیا حاجت رکھتا ہے اور کس واسطے آیا ہے کہ تیرا باپ اسقدر مال چھوڑ گیا
ہے کہ چند پشت تک تو کھاوے تو بھی نہ چکیگا اور کسیکا محتاج نہ ہوگا میں نے کہا کہ بسبب احتیاج مال نہیں آیا ہوں بلکہ جادو
سیکھنے کے واسطے آیا ہوں کہا اے میرے فرزند ہرگز اس امر کا خیال نہ کر کہ اسمیں مطلق بہبود نہیں
ہے میں نے کہا کہ میں ہرگز اس امر سے دست بردار نہیں ہونگا اور تمہارا دامن نہیں چھوڑونگا جبتک
کہ مجھکو میرا باپ جیسا نہ کروگے وہ ہرچند نصیحت کرتا تھا میں باز نہ آتا تھا آخر ناچار ہوکر کہا کہ ٹھہر جا
کہ فلان روز اور فلان ساعت آنا جب وہ دن اور وہ ساعت آئی میں مستعد ہوگیا اور
ایفائے وعدہ اس سے چاہا تا آنکہ مضطر ہوکر اُسنے کہا کہ آ تجھکو ایک جگہ لیجاتا ہوں لیکن خبردار
وہان خدا کا نام نہ لینا پھر مجھکو لیکر ایک نقب میں کہ نیچی تھی اُترا میں نے اپنے دل میں شمار کیا کہ تین سو
چند زینے طے کئے تھے اور ہرگز روشنی آفتاب وہاں کم ہوئی تھی جب اُن زینوں کے نیچے
پہونچے ناگاہ میں نے دیکھا کہ ہاروت اور ماروت آہنی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوا میں معلق
لٹک رہے ہیں اور انکی آنکھیں جیسے بڑی بڑی سپریں روشن ہیں اور اپنے چوتڑوں پر بیٹھے ہوئے ہیں

جب میری نظر اونکی صورت پر پڑی بے اختیار میرے منہ سے نکلا لا الٰہ الا اللہ پھر و سُنتے اس کلمے کے وہ اپنے پرونکو جنبش دینے لگے اور تڑپنے مارنے لگے تا انکہ بعد ایک ساعت کے خاموش ہوئے مینے بنا بر امتحان دوبارہ کہا لا الٰہ الا اللہ پھر انکی یہی حالت ہو گئی تیسری بار پھر مینے کہا پھر یہی حالت ہوئی پھر جب کہ ٹھہر رہا انھوں نے میری طرف دیکھکر کہا تو جنس آدمی سے ہے مینے کہا ہاں اور مینے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے انھوں نے کہا کہ جب ہم عرش کے نیچے سے نکلے ہیں اور اس عذاب میں گرفتار ہیں کبھی یہ کلمہ نہیں سنا ہوا ایک تیری زبان سے ہمنے جو سنا مقرر ہی اپنا ہمکو یاد آیا اور بے اختیار رہا نہ ہو خیر یا سمجھو کہ اب کہہ کہ تو کس امت میں سے ہے مینے کہا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں انھوں نے کہا کیا محمد مبعوث ہوئے ہیں اور وفات بھی پائی اور اسکے بعد اسکے خلیفہ قائم مقام ہوئے اور انھوں نے بھی وفات پائی پھر انھوں نے کہا اب اسکی امت کے لوگ ایک شخص کے تابع ہیں یا بہتوں کے مینے کہا ایک شخص کے تابع ہیں کہ اوسکو بادشاہ کہتے ہیں اب اس بات کو سنتے سے ناخوش ہوئے پھر پوچھا کہ باہم نفاق رکھتے ہیں یا اتفاق مینے کہا دوستی باہم اتفاق رکھتے ہیں اس کلام سے بھی بے مزہ ہوئے پھر پوچھا کہ عمارتیں اور بنائیں تا بحیرہ طبریہ پہونچیں ہیں مینے کہا ابھی نہیں اس سخن سے بھی ملول ہوئے اور خاموش ہو گئے پھر مینے کہا بسبب اتفاق امت محمد کے ایک شخص پر کسواسطے ملول اور ناخوش ہوئے کہا حقیقت یہ ہے کہ ہم قرب قیامت سے خوش ہوتے ہیں کسواسطے کہ عذاب ہمارا تا مدت دنیا ہے بعد قائم ہونے قیامت کے منقطع ہوگا اور جبتک کہ امت محمد ایک شخص پر جمع ہوگی قیامت دور ہے جب متفرق ہوگی تو قیامت نزدیک ہوگی اور اسطرح سے نفاق دلی اس امت کا دلیل قرب قیامت اور پہونچنا عمارات اور آبادی کا تا بحیرہ طبریہ بھی علامت قرب قیامت ہے مینے کہا کہ مجھکو کچھ وصیت فرماؤ انھوں نے کہا کہ اگر تجھسے ہو سکے تو خوب کرے نہ کرکہ کار مشکل درپیش ہے بس میں یوں ہیں پھر آیا اور اُنسے سحر نہیں سیکھا فقط یہ تھا حال ہاروت و ماروت کا اور سحر بابل کا مناسب اس مقام کے نقل کیا گیا تفسیر عزیزی میں سے بقدر حاجت واللہ اعلم

فصل تیسری

بیچ جانے حضرت ادریس کے آسمان پر معالم التنزیل تفسیر سورہ مریم میں کعب وغیرہ سے نقل کی ہے اور بیچ معارج النبوۃ کے بھی لکھا ہے کہ عرائس ثعلبی اور قصص التنزیل میں مذکور ہے کہ ابن عباس نے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت ادریس علیہ السلام سیر کرتے تھے کہ حرارت آفتاب نے اثر کیا حضرت ادریس نے اپنے دل میں کہا کہ باوجود اس امر کے کہ آفتاب کئی سو برس کی راہ پر چمکتا ہے اور اسکی طپش سے مجکو اتنا اثر پہونچتا ہے جو فرشتہ کہ اوسکو اٹھائے ہوئے ہے اسکا کیا حال ہوگا دعا کی کہ خداوندا آفتاب کی گرمی اور گرانی میں تخفیف کر اور اوسکو سایہ عنایت میں محفوظ رکھ ببرکت دعاء حضرت ادریس

علیہ السلام اوسکو تخفیف حاصل ہوئی پھر اوس فرشتہ نے بدرگاہ قاضی الحاجات مناجات کی کہ یا رب
اس میری تخفیف کا کیا سبب ہے خطاب آیا کہ یہ ادریس کی شفقت کا نتیجہ ہے کہ تیری تخفیف تکلیف کیواسطے
اسنے سوال کیا تھا اور دعا اوسکی مقرون باجابت ہوئی اس فرشتہ کو اونکی محبت غالب ہوئی اور
اونکے ساتھ بھائی چارہ کیا اور عقد اخوت باندھا اور حقتعالی نے اسکے واسطے شرف زیارت و ادراک
مصاحبت کے اس فرشتہ کو اجازت فرمائی ایک دن حضرت ادریس نے اس سے کہا
اے بھائی تجکو ملک الموت کے ساتھ بہت محبت ہے اور تیری تعظیم اونکے یہان وہ اہتمام تمام کرتا ہے
چاہتا ہون کہ تو اس سے التماس کر کہ میری اجل مین تاخیر کرے کہ جسطرح مجھسے ہوسکے باقی
عمر خدمت اور طاعت کے ساتھ گذارون کہ پیدائش جن وانس کیواسطے عبادت اور کسب سعادت
جانتا ہون اس فرشتہ نے کہا یا نبی اللہ قضیۃ اذا جاء اجلہم لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون
مین تکو یقین نہین ہے کہا ہان لیکن تو ملک الموت سے اس امر کی درخواست کر کچھ مضائقہ نہین
فرشتے نے حقتعالے سے اذن چاہا فرمان آیا کہ اے فرشتے ادریس کو اوٹھا کر ملک الموت کے پاس
لیجا کہ پھر اپنا حال اس سے آپ کہے اس فرشتے نے حضرت ادریس کو اوٹھا کر چوتھے آسمان پہ
آفتاب کے پاس چھوڑ دیا اور آپ ملک الموت کے پاس گیا اور کہا اے بھائی ایک حاجت رکھتا
ہون کہ از روے برادری و یاری میری حاجت روا کر ملک الموت نے کہا اگر مجھسے ہوسکیگا تو مین تیرا مقصد
پورا کرونگا اسنے کہا ایک جنس آدمی سے میرا بھائی ہے ادریس اسکا نام ہے یہ التماس ہے اسکی اجل مین تاخیر کر
ملک الموت نے کہا یہ بات میرے احاطہ تقدیر سے باہر ہے اتنا مجھسے ہوسکتا ہے کہ اوسکو اجل کے وقت سے
خبردار کر دون جو کچھ اس سے ہوسکے اپنی درستی کرلے کہا اتنا ہی سہی پس ملک الموت دیوان موت کو دیکھ کر
کہا اس دفتر مین اسطرح ثابت ہے کہ یہ شخص آفتاب کے پاس فوت ہووے اسنے کہا مین اوسکو آفتاب کے
پاس چھوڑ آیا ہون کہا جا غالباً وہ مرگیا ہوگا اسواسطے کہ اسکی حیات سے کچھ باقی نہین رہا وہ فرشتہ پھر آیا
دیکھا کہ اسکی مرغ روح نے آشیانہ قالب سے پرواز کی اور ساتون آسمان کے فرشتون نے اسپر نماز کی
اور بیت المعمور مین دفن کیا کہ ابتک اسجگہ مدفون ہین کہ ورفعناہ مکانا علیا اسی سے عبارت ہے
کہ چوتھے آسمان پر مدفون ہین اور بعضے کہتے ہین کہ بعد وفات پھر حضرت ادریس نے حیات پائی اور ابتک
زندہ ہین اور آسمان پر آنیکا سبب یہ تھا کہ وہب ابن منبہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام
مدام تجرع جام مرگ سے اور توقف تحت ارض اور انتظار نفخ صور اور امتداد بعث و نشور سے متفکر
تھے عذاب جحیم اور ثواب نعیم سے بہت اندیشہ کرتے تھے اور فرصت غنیمت جانکر وظیفہ زندگی اور
عبادت ہر روز زیادہ کرتے کہتے ہین کہ جتنی عبادت اور طاعت تمام مطیعان روے زمین
کرتے تھے حضرت ادریس علیہ السلام اکیلے اسقدر کرتے تھے تا آنکہ حضرت عزرائیل مشتاق انکی ملاقات کے ہوے

اور حق تعالے سے اذن لیکر ایک آدمی کی صورت بنکر زمین پر آئے اور انکے ساتھ تین رات دن رہا
کی جب انھون نے حضرت ادریس علیہ السلام کے ساتھ کھانے اور پینے مین موافقت نہ کی حضرت
ادریس نے جانا کہ یہ آدمی نہین ہے آنسے پوچھا کہ تم کون ہو کہا مین ملک الموت ہون پوچھا کہ
میری روح قبض کرنیکو آئے ہو انھون نے کہا نہین تمھارے زیارت کے واسطے آیا ہون کہا
مجھے التماس ہے کہ جان میری قبض کرو اور مجھکو شربت مرگ کا مزا چکھاؤ انھون نے بامر الٰہی روح انکی
قبض کی خدا تعالے نے پھر اونکی روح کو قالب مین ڈالا حضرت عزرائیل نے پوچھا کہ ای ادریس اس
سے کیا مقصد تھا کہا اسواسطے کہ تلخی موت سے آگاہ ہون اور جدائی کی شدت سے پرہیز کر اسکی یاد
مین جس طرح کہ چاہیے مشغول ہون اے عزرائیل اب میری ایک حاجت اور ہے اسکو بھی روا کرو وہ یہ کہ مین چاہتا ہون
دوزخ اور بہشت کو دیکھون اور جو مقام خوف کا ہے مین بھی دیکھون ملک الموت بفرمان الٰہی اونکو دوزخ
پاس لیگیا حضرت ادریس نے کہا مالک سے درخواست کرو کہ دروازے اسکے کھولدے اور تمام طبقے
اپنے مجھکو دکھادے مالک نے ملک الموت کی درخواست سے دوزخ کے دروازے کھولدیئے جب
حضرت ادریس کی اسپر نظر پڑی بیہوش ہوگئے ملک الموت نے اونکو اوٹھا کر اپنی بغل مین لے لیا
جب حضرت ادریس کو ہوش آیا کہا اے ادریس مین اسی واسطے مجبور ہون تمنے آپ یہ درخواست کی
اور اس بلا مین گرفتار ہوئے حضرت ادریس نے کہا اے ملک الموت اب مجھے یہ آرزو ہے کہ مجھکو بہشت
بھی دکھادو تا پھر اس نقصان کا حاصل ہو وے ملک الموت بفرمان الٰہی اونکو بہشت کے دروازے
پر لیگیا اور رضوان نے بہشت کے دروازے کھولدیئے حضرت ادریس نے بہشت مین انکے تمام اشجار
و انہار اور حور اور قصور اور رضوان اور غلمان اور عجائب اور غرائب وہان کے دیکھے اور ایک ساعت دم
لیا ملک الموت نے کہا اے ادریس سیر اور تماشا کر چکے چلو کہ تمکو تمھارے مکان پر پہونچا دون حضرت
ادریس نے کچھ ملک الموت پر کچھ التفات نہ کیا انھون نے بہت مبالغہ کیا کہ بس اب باہر آؤ حضرت ادریس
نے پھر انکار کیا اور کہا اے ملک الموت مین یہان سے ہرگز تیرے اور تیرے اپنے جنس کے کہنے
سے ایک قدم نہین چلنے کا تا وقتیکہ فرمان ایزد سبحان نہوگا تم مجھکو اسیطرح یہان چھوڑ دو اور
یکبار حق تعالے نے ایک فرشتہ کو حضرت ادریس اور ملک الموت کے پاس بھیجا تا اُن دونون
مین حکم ہو وے اس فرشتے نے حضرت ادریس سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو کہا خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ
کل نفس ذائقۃ الموت یعنے ہر نفس ذائقہ چکھنے والا موت کا ہے یعنے شربت مرگ چکھ لیا اور
ایک جگہ فرمایا ہے۔ وان منکم الا واردھا یعنے نہین ہے تمین سے کوئی آدمی سو کوئی مگر کہ
پہونچنے والا اور گذرنے والا اوپر دوزخ کے ہوگا لکھا ہے کہ جب مومن اسپر گذرینگے تو اسکی آگ
سرد اور افسردہ ہو جائیگی مین دوزخ پر بھی گذر چکا ہون اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔ و ما ھم

وما ہم منہا بمخرجین اور وہ آدمی نکلنے والے بہشت سے یعنے جب بہشت مین جاوینگے تو ہمیشہ رہینگے
نکالے نہین جاوینگے سوا بہشت سے مین کبھی نہین نکلنے کا مگر بحکم خداوند جل وعلا فی الحال ایزد
متعال سے خطاب آیا کہ اے ملک الموت اس سے ہاتھ اوٹھاؤ اور اسکو آزردہ نکرو کہ میرے حکم سے
یہانتک آیا ہے اور حجت اور دلیل سے کلام کرتا ہے اور حق اسکی جانب ہے کہتے ہین کہ وہ ابتک بہشت
مین ہین ورفعناہ مکاناً علیاً عبارت درجات جنت سے ہے اور کہتے ہین کہ وہ کبھی چوتھے آسمان
یا چھٹے آسمان پر آتے ہین اور فرشتون کے ساتھ عبادت کرتے ہین اور معارج النبوۃ مین ہے کہ حضرت
ادریس ع کی عمر وقت وفات حضرت آدم علیہ السلام کے سو برس کی تھی اور بعضی روایتون مین آیا
ہے کہ تین سو ساٹھ برس کی عمر تھی اور بعد دو سو برس کے مبعوث ہوئے اور ایک سو پانچ برس
نبوت کے ساتھ گذارے جب آسمان پر اونھون نے عروج کیا تو چار سو پانچ یا چھ سو پینسٹھ برس کی
عمر تھی اور تیس صحیفے انپر نازل ہوئے کہ ان صحیفون مین اسرار آسمانی اور تسخیر روحانی اور علوم عجیبہ اور فنون غریبہ
اور معرفت طبائع موجودات وغیرہ مندرج تھے اور یہ ایک مرد تھے خوبرو گندم گون بزرگ محاسن
تمام قد مناسب اندام قوی استخوان اندک گوشت کم گو بسا اوقات اکثر باتون مین خاموش رہتے تھے
اور انکی کسی اعضا کو اضطراب نتھا اور راہ چلنے کے وقت نظر مبارک زمین پر رکھتے تھے اور اپنے
تئین ذکر سے خالی نہ چھوڑتے تھے اور کلام کرتے تھے تو انگشت کو حرکت دیتے تھے ایک شخص
نے حضرت ادریس ع سے پوچھا کہ حسن اعتقاد خلق کا اپنے حق مین کیونکر حاصل کیا کہا ساتھ نکوئی معاملہ
اور ملاقات کرنی انکے ساتھ بوجہ احسن کے اور کہا کہ بہترین اشیا تین چیزین ہین راستی در غضب
اور بخشش در عالم تنگدستی اور عفو در حالت قدرت اور عاقل وہ شخص ہے کہ تین طائفون کے ساتھ
استخفاف نکرے ایک بادشاہونکے ساتھ دوسرے عالمونکے ساتھ تیسرے دوستونکے
کسواسطے کہ جسنے بادشاہون کے ساتھ گستاخی کی اسنے اپنا عیش منغص کیا اور جسنے عالمونکو خوار کیا
اپنے دین مین نقصان لایا اور جسنے دوستون کے ساتھ استخفاف اختیار کیا زوال مروت اسنے کمایا
اور عقلمند کو لائق ہے کہ طالب حکمت رہے اور جس مصیبت مین کہ عام ہووے جزع اور فزع نکرے
اگرچہ مرتبہ اوسکا رفیع تر ہو اور تواضع بہت کرے اور جو شخص کہ ساتھ عیب کے موصوف ہو سرزنش
اوسکو نکرے اور بسبب کثرت مال کے اپنے جان مین غرہ نہ دیوے اور جسکو کمال عفت ہو وہ
بکمال عقل ستائش نکرے اور جسکو کہ عقل کامل ہووے ساتھ علم شاملکے موصوف نکرے اور نادانکو
نظر بصیرت مین خرد نجانے اگرچہ بزرگ ہو اور دانا کو بالعکس اور الفاظ گوہر بار حضرت ادریس ع سے
موعظمت اور حکمت مین بہت ہین انمین سے یہ چند کلمے تیمناً اور تبرکاً مرقوم ہوئے القصہ کہتے ہین
کہ حضرت ادریس ع پانچ اوپر ساٹھ برس کے تھے ایک عورت کہ نام اسکا بردخا وہم تھا اسکے ساتھ

نکاح کیا اور اس سے ایک فرزند پیدا ہوا متوشلخ نام اور معنے اسکے عربی میں متشرح کے ہیں اور
نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے ساتھ انتقال کیا جب متوشلخ ایک سو ستر برس کا ہوا ایک
عورت عربانام سے اسکے ساتھ نکاح کیا اور اس سے لمک بامرایہ پیدا ہوا اور معنے اسکے بزرگ
کے ہیں جب متوشلخ نوسو انہتر برس کا ہوا رحلت کی پھر جب لمک ایکسو بیاسی برس کا ہوا تو
ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا اور اس سے حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے **فصل چوتھی ذکر عبادت
اوثان** ابتدائے ظہور رسوم مذموم آتش پرستی در میان مردمان روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ ناقلان
اخبار روایت کرتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا آسمان پر جانے سے پہلے ایک دوست تھا
کہ ہرگز انکی مجلس شریف میں سے باہر جانا مقدار اور بانند عرض کہ لازم جوہر ہے ملازمت آستانہ شریف
انکے سے جدا نہوتا تھا بعد انکے وفات کے حرمان شرف صحبت انکے سے جزع اور فزع بہت کی اور
اضطراب عظیم انکو لاحق ہوا ابلیس پُر تلبیس نے سبب بیقراری اس سے پوچھا اس شخص نے کہا یہ سبب حزن
و اندوہ بیرابواسطہ مہاجرت حضرت ادریس علیہ السلام اور فقدان علم مجلس اسکی سبب سے ہے ابلیس نے
کہا اگر تو کہے تو ایک صورت مشابہ اسکے قالب کے تجھے بنا دوں تا بواسطہ موانست اسکے تجھکو
تسکین حاصل ہووے اوس دوست نے کہا بہتر شیطان نے ایک صورت حضرت ادریس کی بنا دی
جب اس محبت قدیم نے صورت کو ملاحظہ کیا غم و اندوہ اسکا کم ہوا اس صورت کو اپنی گھر میں اسطرح
بحفاظت تمام رکھا کہ نظر کسی کی اسپر نہ پڑتی تھی اور صبح و شام ساتھ مشاہدہ اس صورت کے زنگ
غم آئینہ دل سے دور کرتا تھا اتفاقاً وہ شخص اپنے گھر میں بمرگ مفاجات مرگیا اور کسیکو اسکا مرنا معلوم
نہوا جب آدمیوں نے اسکو چند روز تک نہ دیکھا اسکے گھر میں آنکر سمجھے ہیں کہ جسمیں وہ بت تھا
کھولا اور اس شخص کو اس بت کے پاس مرا پایا اس حالت کے دیکھنے سے نہایت تعجب کیا
اس اثنا میں ابلیس بصورت انسان اس جماعت میں ظاہر ہوا اور کہا ادریس اور یہ شخص کہ اسکا
مصاحب تھا اس صورت کو کہ خدا سے زمین سے پوجتے تھے اور اسی جہت سے انکی دعا قبول ہوتی تھی اور
اس اغوائے شیطان سے قلوب خلائق میں اثر کیا ہر شخص اس صنم کی صورت بت تراش کرا کر اسکی
عبادت میں مشغول ہوا اور کیش بت پرستی جہان میں شایع اور ذایع ہوا اور ایک گروہ کہتے
ہیں کہ ابتدائے بت پرستی اسوقت میں پیدا ہوئی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے وفات پائی
بنی آدم کے جسد شریف کو ایک تابوت میں بحفاظت تمام محفوظ رکھکر طواف میں اپنے ساتھ
ہمراہ لیجاتے تھے اور بنابر وصیت حضرت آدم اپنے سے جدا نہ کرتے تھے کہ مبادا نظر قابیل اور اسکی
اولاد کی اسپر پڑے تا آنکہ شیطان لعین کو مجال اضلال پیدا ہوئی کہ قابیل اور اسکے فرزندوں کے
پاس گیا اور کہا کہ اگر تم کہو اور مصلحت جانو تو میں تمہارے واسطے ایک صورت بنا دوں کہ شبیہ

بسجدہ آدم ہوا اور ہر وقت تمھارے پاس رہے انھون نے قبول کیا اور شیطان نے جس طرح
کہ وعدہ کیا تھا ایک صورت بناکر حوا کی اولاد قابیل سکو ایک تابوت مین رکھکر سفر اور حضر
مین اپنے ہمراہ رکھتی تھی اور بعد ایک مدت کے ہر قوم نے اپنے واسطے ویسی ہی صورت بنائی تھی
اور بعد امتداد ایام اور انقضاے شہور اعوام اُن صورتون کی پرستش کرنی شروع کی اور ایک گروہ
کہتے ہین کہ بعد وفات حضرت ابو البشر اور قبل از ظہور حضرت ادریس علیہ السلام ایک جماعت صلحا مستجاب الدعوات
تھے کہ ایک کا نام انمین سے ود اور ایک کا یغوث اور ایک کا سواع اور ایک کا یعوق اور ایک کا
نسر تھا جب انمین سے کوئی برحمت الٰہی واصل ہوتا تھا تو اسکے متعلقین بنا بر تسکین کو اسکی شکل کی
ایک صورت بناکر اپنے گھر مین رکھتے تھے جب ایام حیات اہل صورت پر ایک مدت گذر گئی شیطان نے
انکی اولاد اور اتباع سے کہا یہ بت الٰہ ہین اور سزاوار پرستش ہین قول شیطان کو انھون نے
قبول کرکے عبادت اصنام مشغول کیا اور وہ طوفان نوح علیہ السلام مین جاتے رہے اور ابلیس نے
پھر اون بتونکو پیدا کرکر ہر ایک کو دیا تھا تاکہ اپنا معبود کرین چنانچہ بنی کلب کو ود اور بنی ہذیل کو سواع
اور مذحج کو یغوث اور قضاعہ کو یعوق اور حمیر کو نسر پرستش کش کیا اور اس رسم نے تا زمان ارتفاع ظلام
اسلام استمرار پایا اور ابتداے عبادت نیران مین بھی اقوال وارد ہین ایک وہ کہ قصہ قابیل مین مذکور
ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ رسم آتش پرستی حضرت ابراہیم کی زمانے مین ظاہر ہوئی کسواسطے کہ شیطان
نے لوگونکی خاطر مین القا کیا کہ نہ جلانا آگ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس سبب سے تھا کہ وہ
آتش پرست تھے اور بعضونکا یہ عقیدہ ہے کہ جب ایزد تعالے نے آدمیونکو رسولونکی زبانون سے
عذاب آتش دوزخ سے ڈرانا شروع کیا شیطان نے انسے کہا تمکو چاہیے کہ آگ دنیا کی عبادت
بجا لاؤ تا روز قیامت آتش دوزخ تمکو نہ جلائے لیکن اس تقریر سے معلوم نہین ہوتا کہ یہ مذہب مذموم
کس زمانہ مین پیدا ہوا اور ایک طائفہ کہتا ہے کہ جب زردشت نے گشتاسپ کے زمانے مین ایک
کتاب ژند نام بنائی اور کہا کہ جو کوئی اسکے ساتھ معتقد ہووے اسکو زندیق کہین اور اور خلقت کو
آگ کی عبادت پر حریص کیا کہ جو کوئی دار دنیا مین آگ کی عبادت کرے آخرت مین حق تعالے
اسکو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھے **باب پانچوان** قصہ بیان حضرت نوح علیہ السلام اور انکے
فرزندون کے احوال مین اور اس باب مین چھ فصلین ہین **فصل پہلی** نسب اور رسالت حضرت
نوح علیہ السلام کے بیان مین انوار التنزیل مین ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ مین کہا ہے
کہ حضرت نوح علیہ السلام دو پشت کے ساتھ حضرت ادریس تک پہونچتے ہین اور معارج النبوۃ مین
ہے کہ نام انکا سریانی مین شاکر تھا اور عرب انکو نوح کہتے ہین اور لقب انکا شیخ الانبیا اور نجی اللہ مشہور ہے
اور وجہ تسمیہ نوح مین چند قول ہین انمین سے چند قول ذیل کتاب بیان کیے جاتے ہین اول یہ ہے کہ حضرت

نوح علیہ السلام ایکدن ایک زخمی کتے پر گذرے کہ تمام اعضا اسکے مجروح تھے جب وہ کتا حضرت نوح کے نزدیک ہوا حضرت نوح نے فرمایا دور ہو اے سگ قبیح وہ کتا حضرت نوح کے ساتھ گویا ہوا اور کہا کہ اگر تو طاقت اور قدرت رکھتا ہے تو مجھسے بہتر پیدا کر اور ایک روایت سے اسطرح ہے کہ اسنے کہا نقش کو عیب لگاتا ہے یا نقاش کو اور پھر کہا اے نوح اپنی زبان کو تھام جسنے آدمیت کا نام تیرے اوپر جاری کیا اور نقد نبوت کو تیرے کیسہ میں ڈالا اگر تو سیتین میرا مجھسے دور کرے کرسکتا ہے اور اگر داغ محرومی کا پیشانی آدمیوں پر رکھے رکھ سکتا ہے جسنے اپنی صورت آپ نہیں بنائی کہ مجکو نام رکھے تو کہ برا کیا اور تجکو میری بدصورتی سی کیا کام حضرت نوح کو ان باتوں سے ایک حالت پیدا ہوئی اور نوحہ آغاز کیا اور اتنا روئی کہ نوح نام مشہور ہوا اور قول دوسرا یہ ہے کہ جب حضرت نوح بعد غرق ہونے طوفان کے کشتی سے باہر آئے شیطان انکے آگے آیا اور کہا اے نوح میرے ذمہ ایک حق عظیم تونے ثابت کیا ہے حضرت نوحؑ دلمیں حیران اور مضطرب ہوا اور کہا کہ اے لعین کوئی کام کہ تیری مرضی کے موافق ہو میں اسکا کرنا نہیں چاہا اور درپے کرنے اسکے کی نہیں ہوا وہ کیا کام تھا جو تیرے پسند آیا کہا میں اور میرے اعوان تیری امت کے مستوجب دوزخ کرنیمیں بہت رنج کھینچے اور تا بوقت مرگ انکی نگہبانی مجکو کرنی پڑتی تونے ایک دعا کرنے کے ساتھ انکو ایکبار ہلاک کرکے مستوجب آتش دوزخ کردیا حضرت نوح اوس دعاسے پشیمان ہوئے اور کہا اے کاش میں وہ دعا نہ کرتا اور اس قوم کی ایذا دینے پر صبر کرتا پھر نہایت تاسف سے چالیس برس تک روئے کہ انکا نام نوح ہوگیا اور قول تیسرا یہ ہے کہ جب حضرت نوحؑ نے اپنے کنعان کے مقدمہ میں حق تعالے سے کہا ان ابنی من اھلی یعنے تحقیق بیٹا میرا اہل میرے سے ہے اور حق تعالے نے از روے عتاب خطاب ہوا انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم یعنے تحقیق وہ نہیں ہے اہل تیرے سے بدرستیکہ اسنے برے عمل کیے پس مت سوال کر تو اس چیز کا کہ نہیں ہے تیرے واسطے ساتھ اسکے علم بسبب نوحہ اور زاری انکی کا ہوا اور یہ تینوں وجہیں اسکے قول پر ہیں کہ لفظ نوح کو عربی قرار دے اور اشتقاق لفظ عجمی سے مناسبت نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب اور اونکی رسالت کا سبب یہ ہے کہ جب حضرت ادریس اس عالم سے گئے اور ایک مدت اسپر گذری آثار دین اسلام اور شرائع واجب الالتزام مندرس اور محو ہوگئی اور روے زمین پر تمام کفار پھیل گئے خداتعالے نے حضرت نوحؑ کو مبعوث کیا تا انکو دعوت اسلام کریں اور افعال ناپسندیدہ سے مانع آویں اور عرائس میں ابن عباس سے نقل کی ہے کہ فرزندان حضرت آدم دو قسم تھے ایک قسم عمارات میں رہتے تھے اور وہ بنی قابیل تھے اور دوسرے قسم پہاڑوں میں رہتے تھے اور یہ بنی شیث تھی اور بنی شیث کے مرد صاحب جمال تھے اور عورتیں انکی بدصورتیں تھیں اور بنی قابیل برعکس انکے یعنے عورتیں

انکی صاحب جمال اور بد صورت شیطان ایک اہل حمارت کے مرد کے پاس صورت بشری مین آیا
اور اپنے نفس کو اُسکے ساتھ اجارے مین دیا تا اسکی خدمت کرے اس ملعون نے ایک مدت کے بعد
ایک مزمار بنایا اسکو بجایا کرتا تھا اور اسکی آواز آدمیون کے کانون مین پہونچی تھی اور اس مزمار کی
سننے کے واسطے بہت آدمی جمع ہوتے تھے شیطان نے ایک مقرر کیا کہ اسدن مزمار بجاتا تھا اور
بعضے کہتے ہین کہ بر سر سال مین ایک دن معین کیا کہ اطراف اور شہر کے آدمی اسدن جمع ہوتے تھے اور
اس روز کو عید کہتے تھے اتفاقاً ایک دن ایک مرد پہاڑ کے رہنے والون مین سے یعنی بنی شیث
سے اس مجمع مین پہونچا مرد عورت کو وہان جمع دیکھا اور ان مین عورتین صاحب جمال ایستادہ دیکھین
کہ انکی شکل ان مین ایک نہ تھی وہان سے مراجعت کر کر اپنی قوم مین خبر دی اور وہ اپنے فریفتہ ہو کر
دوسری عید کو اُس مجمع مین آئے پس اس مجمع مین واسطے اجتماع مرد اور عورتون کے فحش پہیلا
اور جب اُن سب نے فسق و فجور پر اصرار کیا حق تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو انکو ڈرانے کے واسطے
بھیجا اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرزندان حضرت شیثؑ کو وصیت
کی تھی کہ فرزندان قابیل کے ساتھ نکاح اور اختلاط نہ کرنا اور حضرت شیثؑ کے فرزند پہاڑ و زمین
اور غارون مین رہتے تھے ایک دن سو نفر بنی شیث سے پہاڑ پر سے اُترے تا احوال اپنے بنی عم یعنی
فرزندان قابیل کا معلوم کرین اور فرزندان بنی شیث از بسکہ صاحب جمال اور فرخندہ خصال تھے
جب بنی قابیل نے انکو دیکھا ہر طرح سے ان مین جل کر انکو قید کیا پھر سو نفر اور پہاڑ سے اترے
اور ان مین ملے اور انکے ساتھ اختلاط کرنے لگے اور نکاح کیا تا بحدیکہ بنی قابیل بہت ہو گئے اور
تمام زمین گھیر لی اور انکے درمیان مین کفر اور بت پرستی ظاہر ہوئی حضرت آدمؑ نے وفات پائی تو
مومنون کا فرقہ انکو زیارت کرنے حضرت کی سی مانع آئے ابلیس نے اُنسے کہا مین تمہارے
واسطے ایک بت بنا دیتا ہون کہ تم اسکی زیارت اور طواف کیا کرو اور تم بھی مومنون پر فخر کرو
جیسے کہ یہ تم پر فخر کرتے ہین انکو شیطان کا کہنا پسند آیا اُس ملعون نے انکے واسطے پانچ بت بنائے
وَدّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر چنانچہ یہ نام قران شریف مین مذکور ہین اور یہ ساتھ
عبادت انکی کے مصروف ہوے ہر چند کہ انکو بتونکی عبادت کے واسطے منع کیا انھون نے نہ مانا
اور اس عمل ناپسندیدہ سے باز نہ آئے تا آنکہ مستحق عذاب طوفان کے ہوے سو صاحب علیہ مین بیچ
سورۂ نوح کی وارد ہے کہ وَدّ آدمی کی صورت بت تھا اور سواع ایک عورت کی صورت اور یغوث
گاؤ کی صورت اور یعوق گھوڑے کی صورت اور نسر کرگس کی صورت اور مشہور یہ ہے کہ یہ پانچون
نام آدمیون صالح کے ہین کہ درمیان زمانہ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے تھے۔ اور سب آدمی انپر
کمال اعتقاد رکھتے تھے جب یہ پانچون مر گئے تو انھون نے انکی صورت پتھر اور لکڑی کی بت بنا کر اور تعظیم

اور تکریم ان بتون کی کیا لے اور بعد گذرنے چند روز کے ان بتونکی پرستش کے ساتھ مشغول ہوئے پھر
مشرکان عرب پانچ گروہ ہوئے قضاعہ ساتھ عبادت ود کے مشغول ہوا اور ہذیل نے سواع کو اختیار
کیا اور اعلی اور انعم نے یغوث کو پرستش کے ساتھ مخصوص کیا اور کہلان نے یعوق کو خدا سمجھا اور حمیر نے
نسر کو اختیار کیا اور ساتھ پوجنے ان بتون کی اہتمام تمام کیا تا حق سبحانہ تعالی نے اس ظلمت آباد مین چراغ
ہدایت کا ساتھ نور وجود باجود محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن کیا اور علم نبوت بلند کیا کہ ان بتون
کو توڑکر جزیرہ عرب سے نکال کر پھینک دیا روایت مین آیا ہی کہ حق تعالی نے حضرت نوح کو ساتھ
دس چیز کے مخصوص کیا ایک یہ کہ وہ اولوالعزم تھے یعنی شریعت انکی ناسخ شریعتون اگلی کی تھی حضرت
شیث اور حضرت ادریس شریعت آدم کے ساتھ عمل کرتے تھے دوسرے یہ کہ سلسلہ آدمیونکی نسب کا ساتھ
حضرت نوح کی منتہی ہوتا ہی اس معنے سے حضرت نوح کو آدم ثانی کہتے ہین چنانچہ اسکا بیان ہوگا
انشاء اللہ تعالے تیسرے یہ کہ حضرت نوح سب اہل زمین پر مبعوث ہوئے تھے چوتھے یہ کہ اول جس
پیغمبر نے کفر سے ڈرایا حضرت نوح تھے پانچوین یہ کہ حضرت نوح اول ان پیغمبرون کے ہین کہ امت
انکی دعا کے ساتھ ہلاک ہوئی چھٹے یہ کہ اول جو کوئی کہ بعد وفات رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سر خاک سے اٹھاویگا حضرت نوح ہونگے ساتوین یہ کہ کسی نبی نے ایسی زندگانی دراز اس جہان فانی
مین نہین پائی مگر حضرت نوح نے آٹھوین یہ کہ باوجود اس کلان سالی کے کہ ہزار برس سے زیادہ انکی
عمر تھی مگر ایک دانت انکا نہ ٹوٹا تھا اور کوئی ہڈی انکی سست نہین ہوئی تھی اور کوئی بال انکا سفید
نہین ہوا تھا اور نہ انکی قوت گھٹی تھی نوین یہ کہ اسقدر عبادت کے ساتھ محبت رکھتے تھے کہ باوجود
صرف کرنے اوقات کے ساتھ دعوت قوم کی رات دن ہزار رکعت نماز کی ادا کرتے تھے دسوین یہ کہ
باوجود انتہی ایذا اور برائیون کے کہ انھون نے اپنی قوم سے کھینچین اپنی احسان انپر دریغ نہ رکھے اور ہمیشہ
انپر مہربانی کرتے رہتے اور ہر روز ہر ایک کے دروازے پر جاکر ساتھ توحید کی انکی دعوت کرتے
اور اندھیری راتون مین انکے گھرون پر جاکر لا الہ الا اللہ کہا کرتے اور وہ انکو مجنون اور
دیوانہ کہتے اور مرتے وقت ہر شخص ان مین سے اپنی اولاد کو وصیت واسطے انکی اہانت کرنے
کے تاکید کیا کرتا تھا تا آنکہ نو سو پچاس برس اسی طرح پر گذرے تھوڑی سی انکے ساتھ ایمان لائے
اور بہتون نے کہ کافر و فاجر تھے ایذا بہت حضرت کو پہونچائی اور یہ صبر و تحمل کیا کیے اور کہا کرتے
اللہم اہد قومی انہم لا یعلمون یعنی اے بار خدایا ہدایت کر تو قوم میری کو کہ تحقیق وہ جاہل
ہین کچھ نہین جانتے کہتے ہین کہ یہ حضرت کو اتنا مارتے تھے کہ تمام اعضا ٹوٹ جاتے تھے اور بیہوش
ہو جاتے تھے پھر انکو ایک نمدہ کے بیچ لپیٹ کر انکے گھر مین پہونچا جاتے تھے اور گمان کرتے تھے
کہ یہ مر گیا جب رات ہوتی تو شفا خانہ اس درگاہ یگانہ سے انکی صحت کے واسطے دوا کرامت

ہوتی تھی اور اکثر اسیطرح پیر انکے مجمع مین انکے ساتھ دین اسلام کے دعوت کرتے تھے اور یہ سنگدل انکو
مارتے تھے کہ انکے تمام اعضا قوت جاتے تھے اور یہ اون پتھرون مین چھپ جاتے تھے اور یہ جانتے
تھے کہ مر گیا جب رات ہوئی تو جبرئیل بفرمان رب جلیل وہ پتھر اوپر سے اوٹھاتے اور صحیح و سالم انمین
سے نکلے اور صبح کو پھر اپنی قوم کے پاس جاکر دعوت کرتے تھے نقل ہے کہ انکے بیٹون مین ایک بیٹا تھا
اور اسکے ایک بیٹا تھا اوسکو وہ مرد وصیت کیا کرتا تھا کہ ایذا دینے نوح مین بہت کوشش کرنا اور
جتنی تجھسے اسکی اہانت ہوسکے حتی المقدور انہین کی ضرر نا تا آنکہ ایکدن اسکو حضرت نوح کے آگے لایا اور کہا
کہ اے فرزند یہ ساحر کاذب ہے کہ تجکو اسکی محافظت کیواسطے مبالغہ کرتا ہون زنہار اسکے کہے پر عمل کرنا اور
اور آئین آبا و اجداد اپنے سے منحرف نہونا اور جتنا ہوسکے اسکی اہانت اور ایذا مین سعی کرنا اس لڑکے
نے اپنے باپ کے ہاتھ سے عصا لیکر ایسا حضرت کے سر مبارک پر مارا کہ خون بہنے لگا اسوقت حضرت
نوح درگاہ حقتعالی مین روے اور کہا خداوندا تو دانا اور بینا ہے اور آشکارا اور پنہان جانتا ہی کہ تیرے
بندے میرے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہین مین انکو راہ راست کے ساتھ دعوت کرتا ہون اور یہ مجکو اذیت
دیتے ہین الہی اگر ان بندون پر نظر عنایت منظور ہے تو انکو راہ راست پر لا اور یا مجکو اس بلا پر صبر عنایت
فرما کاش مجکو ایسا علم ہوتا کہ یہ سب ساتھ دولت اسلام کے مشرف ہونگے اور کوشش میری ضائع
نہوتی خطاب آیا کہ جو کوئی تیری امت مین سے ایمان لانیوالا تھا ایمان لا چکا کہا خداوندا انکی نسل
مین سے اور کوئی بھی ایسا ہے کہ ایمان لاویگا تا اس امید پر محنت کرون اور سعی اور کوشش سے ہاتھ
نہ دون خطاب آیا کہ نہین جب حضرت نوح اپنی قوم سے بالکل ناامید ہوے تو انکے ہلاک
ہونیکی دعا مانگی اور وہ دعا درگاہ کبریا مقبول ہوئی اور فرمان آیا کہ انکو طوفان فنا مین غرق
کرونگا اور تجکو اور تیرے اہل کو سبب ایک کشتی کے کہ ہم تعلیم کرینگے اور تو بناویگا اور اسمین اہل و عیال کے
اور بیٹھیگا طوفان فنا مین بچا لینگے فصل دوسری بیچ بیان پہنچنے فرمانکے حضرت نوح کو ساتھ بنانے
کشتی کے اور معاملہ کرنے قوم کے ساتھ نوح کے بوجہ درستی کے اور آنے طوفان اور ذکر مساحت اور
عرض اور طول عوج بن عنق مین روایت کی ہے کہ جب امر الہی ساتھ بنانے کشتی کے حضرت نوح کو
پہونچا حضرت نوح نے کہا کشتی کیا چیز ہی خطاب آیا کہ لکڑی کا گھر ہوتا ہی کہ پانی پر جاتا ہی کہا خداوندا
میرے پاس لکڑی نہین ہے کہا لے لاؤن فی الحال ایزد متعال نے چند درخت ساگ کے جبرئیل کے
ہاتھ بھیجے تاکہ اونکو بو دے چنانچہ وہ مدت بیس برس مین موافق روایت صواب کے بڑھکر ساتھ کمال کے
پہونچے اور ایک روایت مین لکھا ہی کہ چالیس برس مین معارج النبوۃ مین اور معالم مین لکھا ہی کہ حضرت
نوح کی دعا نے اسقدر مین بہت تاثیر کی کہ اس قوم کی عورتون سے کوئی بچہ پیدا نہین ہوا اور بانجہ
رہین بیس برس اور حضرت نوح انکی دعوت پر بازرہے اور اون لوگون نے بھی ایذا رسانی سے توقف کیا

بعد اسکے اُن درختون کو حکم الٰہی سے گرایا اور تختے بنائے اور رکن دوم کتاب معارج النبوۃ مین بیچ ذکر
ولادت حضرت رسالت پناہ صلوٰۃ اللہ علیہ کے واقعہ ہشتم مین لکہا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام
کشتی بنانے لگے حکم آیا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار تختے بنا اور انھون کے اوپر نام انبیا کی لکہ اسوقت ساتھ تعلیم
حضرت جبرئیلؑ کے حضرت نوحؑ نے تمام نام انبیا علیہم السلام کے سارے تختون پر لکھے جب دوسرا دن ہوا انہون
نے دیکہا کہ تمام نام تختون پر سے مٹ گئے ہین یہ خاطر پریشان ہوئے اور دوبارہ اپنے نام لکھے اسیطرح وہ بہی
مٹ گئے تب حضرت نوحؑ بکمال مضطرب ہوئے اسوقت وحی آئی کہ ان نامون بزرگ کو شروع ہمارے نام کے
ساتھ کر اور ہمارے حبیب کے نام ساتھ تمام کرنا کتنف عصمت اور حیطۂ حمایت ہمارے مین تراشنے اور ہمارا
شیطان کے سے امان مین رہے حضرت نوحؑ نے بتعلیم غیب تمامی نام بترتیب اُن تختون پر مرسم کیے کہ تختہ
اوّل بنام خداے عزوجل استوار کیا اور باقی تختے ساتھ اسامی یعنی تختون اسامی انبیا علیہ السلام کے
مرتب کیے اور مسمار آخرین کو بنام حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے زیب و زینت کشتی بنایا
عالم بالا نے غیب ندادی کہ یا نوح الان تمت سفینتک یعنی ای نوح اب تیری کشتی تمام ہوئی اور
رونق کار انجام کو پہونچی نقل ہے کہ جب تختے ساتھ نام انبیا علیہم السلام کے ترقیم کر کر کشتی مین لگا لیے
تو چار تختون کے موافق سوراخ باقی رہا اسوقت حضرت نوحؑ نے حضرت جبرئیلؑ سے کہا کہ اے جبرئیلؑ
اخیر تختہ ساتھ نام خاتم النبیین علیہ السلام کے لکھا ہوا ہے اب یہ چار تختے کیونکر لگاؤن جبرئیلؑ نے
رب جلیل سے عرض کی فرمان آیا کہ یا شیخ الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چار یار ہین کہ قصر اسلام اُن
چار رکنون کے ساتھ مضبوط اور مستحکم ہوگا یہ چار تختے ساتھ نام ان چار محتشم کے درست کر کر اپنی کشتی
مین لگا تو یہ کشتی ببرکت ان نامون بزرگ کے کنارہ نجات پر پہونچے حضرت نوح علیہ السلام اسیطرح
کشتی بناتے تھے اور بناتے وقت انکی قوم انکی پاس آتی تھی اور ہنسکر کہتی تھی کہ ای نوحؑ بعد منصب پیغمبری کے
درودگری جیسے نجاری کرنے لگا ظاہرا تیرے دماغ مین خلل ہوا ہے اور دیوانہ بنا ہے کہ پانی کی بوند کا نام نہین
اور تو بیٹھا ہوا کشتی بناتا ہے پھر حضرت نوحؑ کو فرمان آیا کہ اے نوح یہ قوم لائق عذاب اور قابل عتاب
ہوچکی ہے کشتی بنانے مین جلدی کیا چاہیے تاخیر نہ کر حضرت نوحؑ نے ساتھ دو بیٹون اور دو اور
کاریگرون کے کشتی بنائی اور معارج النبوۃ مین لکہا ہے کہ مقدار طول اور عرض اور بلندی کشتی کی روایتون مین
مختلف ہین لیکن صحیح اور مختار یہ ہے کہ طول اُس کشتی کا چھ سو ساٹھ گز کا تھا اور عرض اسکا تین سو ساٹھ
گز کا اور اوسمین تین طبقے تھے نیچے کے طبقہ مین جانورون درندون اور چارپایونکا مقام تھا
اور بیچ کے طبقے مین وحوش اور طیور کے رہنے کی جگہ تھی اور اوپر کے طبقے مین حضرت نوح اور اور آدمیونکا
مکان تھا اور ایک روایت ہے بیچ کے طبقے مین کھانا اور پینا رکھا تھا اور تفسیر بحر المواج مین ہے
کہ بعضے کہتے ہین طول اسکا تین سو گز کا تھا اور عرض پچاس گز کا اور بلندی تیس گز کی اور

بعضے کہتے ہین کہ طول اسکا ایکہزار دو سو گز کا تھا اور عرض اسکا چھ سو گز کا اور روایت مین آیا ہے کہ حواریین نے
حضرت عیسیٰ سے چاہا کہ کسیکو زندہ کرین کہ حضرت نوح کی کشتی کی خبر لا کر پہونچاوے حضرت عیسیٰ انکو ایک گوشہ
کے پاس لائے اور مٹھی خاک کی اُس پشتہ مین سے بھر کر کہا جانتے ہو کہ یہ کیا ہے اور کسکی خاک ہے انہون نے
کہا خدا اور اُسکا رسول خوب جانتا ہے اور کون جان سکتا ہے کہ یہ کیا ہے کہا کہ یہ خاک کعب بن حام بن نوح
کی ہے اور عصا اُس پشتہ پر مارا اور کہا قم باذن اللہ یعنی کھڑا ہو ساتھ حکم اللہ کے ناگاہ کعب کھڑا ہو گیا اور ہاتھ
ہلانے لگا اور سر پر سے خاک جھاڑنے لگا جب اسکو دیکھا کیفیت حضرت نوح کی کشتی کی پوچھی اُسنے کہا
طول اسکا ایکہزار دو گز کا تھا اور عرض اسکا تین سو گز اور اسمین تین طبقے تھے پھر حضرت عیسیٰ نے
اُسکو ویسا ہی کر دیا جیسا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ طول اُسکا ایک ہزار دو سو گز کا تھا اور عرض اُسکا
پچاس گز کا تفسیر مدارک اور معالم مین لکھا ہے کہ حضرت نوح نے دس برس مین سال کی لکڑی کی کشتی بنائی
کہ طول اسکا تین سو گز یا دو ہزار گز کا تھا اور عرض اسکا پچاس گز یا تین سو گز کا تھا اور بلندی تیس گز
کی تھی اور معالم مین تین سو گز کا طول اور پچاس گز کا عرض اور تیس گز کا ارتفاع بھی آیا ہے اور کہتے ہین
کہ اُسکے تین بطن تھے نیچے کے بطن مین جاے وحوش اور طیور کی تھی اور درمیان کے بطن مین
دواب اور چارپایونکا مقام اور بطن اعلیٰ مین حضرت نوح اور اونکے توابع کی جا تھی اور بعضے کہتے ہین
کہ اوس مین سات طبقے تھے اول مین جاے حضرت نوح اور آدمیون کی اور دوسرے مین تابوت آدم
کا اور تیسرے مین اڑنیوالے جانور اور چوتھے مین درندے جانور اور پانچوین مین چارپاے اور چھٹے مین
دواب اور ساتوین مین کھانا پینا اور گھاس اور تمام میوے وغیرہ القصہ کشتی مرغ کی صورت تھی اور
سر اُسکا مور کا سا اور سینہ اُسکا بط کا اور ایک روایت مین ہے سینہ کبوتر کے سینہ کا سا اور دُم
اُسکی مرغ کی دُم کی سی اور پیوند اور دراڑین اُسکی رال وغیرہ کے ساتھ بند کی تھین پھر وحی آئی کہ اے
نوح آدم کے قالب کے واسطے ایک تابوت بنا کہ ہنگام تواتر تقاطر اور تاراج امواج وجود مسعود اُسکے جسم
کو آسیب نہ پہونچے حضرت نوح نے چوب شمشاد سے ایک تابوت بنایا اور اوسکے اوپر کے طبقے مین رکھا
اسطرح سے کہ مرد اور عورت کی اُسپر نظر نہ پڑے اور منتظر فرمان قضا جریان رہے تا آنکہ حکم پہونچا کہ جنس
کے حیوانون مین سے ایک ایک جوڑہ کشتی مین رکھ لے کہا خداوندا روے زمین کے حیوانون کو کیونکر جمع
کرون اللہ تعالیٰ نے چارون ہواؤن پورا اور پچھوا اور اوترا اور دکھنی کو فرمایا تا سب جانور جمع کر کر
زمین حضرت نوح کے آگے حاضر کرین اور تفسیر معالم التنزیل مین ہے کہ حضرت نوح کے ہر جنس کے حیوانو پر
ہاتھ ڈالکر داہنے ہاتھ مین نر پکڑ لیا اور بائین مین مادہ اور تفسیر جامع البیان مین ہے کہ بعضے کہتے ہین
کہ کل چھپر اور مکھی تک کشتی پر رکھ لیا پھر کہا الٰہی شیر کو گاو کے ساتھ کیونکر جمع کرون اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ انکے درمیان عداوت کسنے رکھی حضرت نوح نے کہا یا رب تو نے فرمایا الفت بھی ہم ہی رکھدینگے کہ

تا ایک دوسرے کو آزار نہ پہونچے گا اور روایت ہے کہ حق تعالی نے تپ کو شیر پر مسلط کیا کہ تا کسی
حیوان کو ضرر اور ایذا نہ پہونچا سکے اور ظاہر یہ ہوا کہ کوئی جوڑا آدمیوں اور حیوانوں کا کشتی میں جماع
نکرے کہ توالد اور تناسل موجب کثرت کا ہوگا اور کوئی آدمی اپنی عورت کے ساتھ کھانا نکھاوے اور پانی
نہ پیوے کہ مبادا اجماع پر مائل ہووے اور ایک برس کی خوراک کشتی میں اپنے ساتھ رکھ لی جب حضرت نوح
علیہ السلام نے ایک ایک جوڑا سب کا لے لیا پھر جب نوبت سانپ اور بچھو کی پہونچی کہا خداوندا یہ سانپ
اور بچھو ہے کہ آدمیوں کو ان سے ضرر پہونچتا ہے اس باب میں کیا حکم ہے حق تعالی نے جبرئیل کو بھیجا کہ
سانپ سے زہر نکال لے اور بچھو کے ڈنک توڑ ڈالے تا کوئی آپس میں کسی کو آزار نہ دے سکے حضرت جبرئیل
نے حضرت نوح ع کے ساتھ عہد باندھا کہ ہر فرد افراد بنی آدم سے کہ نام مبارک تیرا زبان پر جاری کرے اور کہے
سلام علی نوح فی العالمین انا کذالک نجزی المحسنین انہ من عبادنا المؤمنین سانپ اور بچھو کسی کو آزار نہیں
پہونچا سکے گا کہتے ہیں حضرت نوح ع نے سب سے پہلے چیونٹیوں کو لیکر اپنے ساتھ طبقہ اعلی میں رکھا کہ
مبادا ضعیف جانکر حیوانات پامال کر ڈالیں پھر تمام جانوروں کے بعد دراز گوش یعنی گدھے نے
دونوں ہاتھ کشتی میں رکھے تا اوپر چڑھے شیطان نے اسکی دم پکڑ لی ہر چند حضرت نوح آواز دیتے تھے
اور گدھا چڑھنے کے واسطے سعی کرتا تھا لیکن نہ چڑھ سکتا تھا آخر الامر حضرت نوح نے کہا ادخل وان کان
معک الشیطان یعنی در آ اگرچہ تیرے ساتھ شیطان ہو فی الحال گدھا چڑھ آیا حضرت نوح علیہ السلام
نے تمام اہل کشتی کا احوال دریافت کیا تو شیطان کو ایک کونے میں بیٹھا دیکھا پوچھا تو کسکی اجازت
سے آیا کہا تیری اجازت سے کہا میں تیرے آنے سے واقف نہیں کہا واہ جب آخر تو نے گدھے کو کہا تھا
کہ اگرچہ تیرے ساتھ شیطان ہو اوسوقت میں گدھے کی دم پکڑے ہوئے تھا اور اسکو چھوڑتا نتھا جب
تو نے اجازت دی تو میں اور وہ دونوں باہم چڑھ آئے حضرت نوح ع نے چاہا کہ اسکو کشتی سے باہر کردیں
وحی آئی کہ اے نوح اسکو رہنے دے اسمیں بہت حکمتیں ہیں حضرت نوح ع شیطان کو نصیحت کرنے لگے اور
کہا اے شیطان تو نے اپنے تئیں کسواسطے مردود بنایا اور بنیاد ایمان اور معرفت کی گرائی شیطان نے کہا
اب کیا کروں اگر کچھ علاج ممکن ہو تو بجان و دل اسمیں کوشش کرنیکو حاضر ہوں حضرت نوح نے کہا
خدا تعالی کیطرف رجوع کر اور توبہ کر کہا میں نہیں جانتا کہ میری توبہ قبول ہوگی یا نہیں حضرت نوح نے
درگاہ الہی میں درخواست کی خطاب آیا کہ تابوت آدم ع کا حاضر اور موجود ہے اگر اسکو سجدہ کرے تو توبہ
اسکی قبول ہووے حضرت نوح نے یہ پیغام اسکو پہونچایا کہا جب یہ زندہ تھا اور تخت حیات پر بیٹھا ہوا تھا
جب تو میں نے اسکو سجدہ نہ کیا اب کہ مرگیا اور اس جہان سے گذر کر ڈھیر خاک کا ہوگیا کیونکر سجدہ کروں
حضرت نوح نے اس سے منہ پھیر لیا نقل ہے کہ جب حضرت جبرئیل نے آکر حضرت نوح سے کہا کہ علامت آنے
طوفان کی یہ ہوگی کہ پانی تنور گرم پر آتش سے نکلے گا اتفاقا ایک دن حضرت نوح کی بی بی تنور میں

روٹیان پکا رہی تھی کہ یکایک پانی آگ مین سے نکلنے لگا اُسنے اسکو دیکھتے ہی حضرت نوح ؑ کے پاس
دوڑ کے خبر کی تفسیر جامع البیان اور معالم مین ہے کہ وہ تنور پتھر کا تھا کہ حضرت حوا اُس مین روٹیان
پکایا کرتی تھین اور حضرت نوح ع کو میراث مین پہونچا تھا اور روضۃ الصفا مین بیچ کلمہ فار التنور کے
حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد فور تنور سے ظہور فجر اور طلوع صبح ہے اور بعضے کہتے
ہین کہ مقصود جوشش آب روی زمین سے ہے اور قتادہ نے کہا ہو کہ تنور ایک جگہ بلند زمین تھی کہ پانی
نے اس سے جوش مارا اور اتفاق جمہور کا اسپر ہے کہ وہ تنور روٹی پکانے کا تھا حوا یا بیبی حضرت
نوح علیہ السلام کا اور بقول مقاتل شام مین ایک موضع ہو مشہور اسمین الورد قریب بعلبک مضافات
ہندوستان سے اور گمان ایک طائفہ کا یہ ہو کہ اتفاقاً حضرت نوح ع ایک نان بائی کی دکان پر کھڑے
تھے اُسنے بر سبیل ہزل کے کہا کہ کہان ہو وہ پانی کہ جسکی طغیانی سے تم ہمکو ڈراتے تھے اور وہ کب آویگا
اور کہان سے نکلیگا حضرت نوح ع نے کہا اسیوقت تیرے تنور مین سے یہ کلام انکی زبان سے نکلتے ہی
قدرت قادر مطلق سے فی الفور اُسی تنور سے جوشش آب شروع ہوئی اور معارج النبوۃ مین روایت کیا
ہو کہ جب حضرت نوح ع اپنی اولاد اور اہلخانہ اور لوگون کو کشتی مین سوار کر چکے تھے تو کنعان انکا بیٹا
اپنی مان کے ساتھ کہ واعلہ نام اُسکا تھا سب سے الگ ہو کر دور سے انکو دیکھتے تھے اور ہنستے تھے کہ
یہ دونون کافرون کے ساتھ تھے ہرچند حضرت نوح ازراہ شفقت اسکو کہتے تھے کہ اے فرزند ہمارے
ساتھ کشتی مین آ اور کفار کے گرفتار مین نہ رہ وہ یہ جواب دیتا تھا کہ پہاڑ اور غار مین چلا جاؤنگا اور طوفان کا
پانی مجھ تک نہین پہونچنے کا حضرت نوح ع نے کہا کہ طوفان سے کوئی بچانیوالا نہین ہے اس گفتگو مین تھے
کہ یکبارگی ایک موج اُٹھی اور انکو لیجا کر غرق کر دیا بمقتضاے قول سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام
کہ الولد فلذۃ الکبد یعنی فرزند ہمارے جگر گوشہ ہمارے ہین خاطر نوح ع کی مغموم ہوئی اور ازروی اخلاص
مناجات کی اور کہا یہ میرا فرزند ہے اور اہل میرا ہے اور وعدہ تیرا میرے اور میرے اہل کی نجات
کے واسطے وارد ہوا ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور خلاف ممکن نہین ہے فرمان آیا کہ وہ تیرے اہل مین
سے نہین ہے کہ کافر کو تیرے ساتھ کیا نسبت ہے ایسا سوال مجھسے نکر اس خطاب عتاب آمیز سے شعلہ ہای
دردانگیز کانون سینہ نوح ع مین اُٹھے اور مدارک مین مذکور ہو کہ اُس فرزند کا نام کنعان تھا اور پسر صلبی
نوح کا تھا بقول جمہور یا پسر انکی عورت کا بقول غیر مشہور اور بقول شیخ ابی منصور وہ پسر مذکور کفار کے
ساتھ موافقت اور باپ کے ساتھ منافقت رکھتا تھا اور باپ اُسکو اپنے دین پر دعوت کرتا تھا اس
جہت سے محبت سے رب ان ابنی من اہلی یعنی اے پروردگار میرے تحقیق میرا بیٹا اہل میرے سے ہے کہا ورنہ ایسا
کہنے پر جرأت نکرتے اور معارج النبوۃ مین مذکور ہے کہ بعضی روایتون مین آیا ہو کہ جب کنعان نے
دیکھا کہ پانی غالب ہوتا ہے اپنے واسطے ایک صندوق بنایا اور شگاف اور سوراخون مین رال بھر دی پانی

انہیں دخل نکرے اسی صندوق مین اپنے تئین رکہا اور وہ صندوق پانی پر بہنے لگا حقتعالی نے ادرار
ارطول اسپر مستولی کیا کہ اسی صندوق مین پیشاب مین غرق ہوکر مرگیا اور یوسف بن مہران نے ابن
عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب پانی آنے لگا عوج عنق کہ آدم کا پوتا تھا اور عنق اسکی ماں کا نام تھا کہ وہ
حضرت آدم کی بیٹی تھی اور اسنے اپنی مان کے نام کے ساتھ شہرت پائی تھی اور تفسیر زاہدی مین بروایت
ابن مسعودؓ نام اسکا عوج تھا اور بعضے کہتے ہین کہ عج تھا اور بعضے عاج بن عوج کہتے ہین اور بحر المواج مین
ہے کہ اسکی مان کا نام عنق تھا اور بعضے کہتے ہین عناق تھا القصہ عوج حضرت نوحؑ کے آگے آیا اور کہا کہ مجہے
بہی کشتی مین جگہ دے حضرت نوحؑ نے انکار کیا اور کہا معاذ اللہ اہل کفر کو میری کشتی مین راہ نہین ہے
اور اسکو کشتی مین نہ آنے دیا حاصل یہ کہ کسی نے روی زمین پر نجات نہین پائی مگر عوج بن عنق نے بسبب
جسامت اور طول قامت اپنے کے اور معالم التنزیل مین ہے کہ درازی قد کی اس مرتبہ تھی کہ
آب طوفان بلندترین پہاڑون سے کہ چالیس چالیس گز چڑہا تھا اسکے گھٹنون سے زیادہ نتہا اور اوپر
کا اسکا قد تین ہزار تین سو پونے چوراسی گز تھا اور تفسیر زاہدی اور بحر المواج اور عرائس اور معارج النبوۃ
مین لکہا ہے کہ طول اسکا تئیس ہزار تین سو پونے چوراسی گز تھا اور وہ گز ہای عامہ خلایق سے ایک قبضہ
زیادہ ہی کہ سمندر کا پانی اسکی کمر تک رہتا تھا اور وہ دریا سے سمندر کی تہ سے مچھلی ہاتھ سے باہر نکال کر اور
آفتاب سے بہونکر کہاتا تھا اور وہ کسی گہر مین نسماتا تھا اور مان اسکی عنق یا عناق بھی بزرگ قد اور جسیم تھی
چنانچہ جس جگہ بیٹھتی تھی قریب ایک جریب کے زمین گہیر لیتی تھی اور طول ہر انگلی کا اسکی تین گز کا تھا
اور عرض دو گز کا اور ہر انگلی مین دو ناخن تھے جیسے دو درانتیان تیز پس یہ اگرچہ حضرت آدمؑ کی
بیٹی تھی لیکن اول جسنے کہ بنیاد فسق اور فجور کی عالم مین رکہی تھی یہی تھی اور بحر المواج مین
یہ بھی لکہا ہے کہ باوجود اس گرانی مقدار کے تین سو ساٹھ کوس زمین پر پیادہ جاتا تھا اور اول جسنے
خون ناحق جہان مین کیا قابیل پسر آدمؑ تھا اور اول جس سے کہ زنا واقع ہوا عنق مذکورہ دختر آدمؑ
سے ہوا اور ساتھ شامت اس معاملہ کے اللہ تعالی نے اوپر سانپ مانند ہاتھی اور بھیڑیون
کے بصورت اونٹ اور کرگس گدہے برابر نازل کیے کہ یہ اسکو مار کر کہا گئے اور کہتے ہین کہ حکمت باقی
رہنے اور نجات پانے عوج مین طوفان سے باوجود اسکے کہ حضرت آدمؑ کے زمانہ مین پیدا ہوا اور
کئی پیغمبرون کے زمانہ سے حضرت موسیٰؑ کے زمانہ تک زندہ اور موجود رہا کہ عمر اسکی تین ہزار
تین سو برس کی تھی اور حضرت نوح کی کشتی بنانے مین فی الجملہ مدد کی تھی اور حقیقت اسکی اسطرح پر ہی کہ جب
حضرت نوح نے کشتی کے تختے تراش کر انپر سب پیغمبرون کے نام لکہے اور کشتی بنائی تو کچھ تختے اور چاہیے تھے
حضرت نوحؑ نے حضرت جبرئیلؑ سے کہا کہ اے جبرئیلؑ تو نے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہین
اور کشتی اسکے نام کے تختے کے ساتھ اتمام ہوگی اب چار تختے اور اتمام کشتی مین چاہیے ہین حضرت

جبرئیل نے کہا ای نوح محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے چار یار ہونگے پس جبتک اور چار تختے پیدا کر کے چاریار ونکے نام کے ساتھہ نہ بناویگا کشتی تمام اور درست نہوگی پھر حضرت جبرئیل نے کہا دریاے رود نیل مین ایک درخت ہے کسیکو بھیج کر اُس درخت کو اُکھیڑ لاوی اور اوسمین سے چار تختہ تراش لے حضرت نوح ؑ نے عوج کو طلب کیا اور کہا کہ اگر رود نیل مین سے تو درخت مجھے لادے تو مین پیٹ بھر کے تجکو کھلا دونگا کہتے ہین کہ اُسنے تمام عمر مین کبھی پیٹ بھر نہ کھایا تھا اُسنے قبول کیا اور وہ درخت جڑ سے اُکھاڑ کر حضرت نوح ؑ کے آگے لا کر ڈال دیا حضرت نوح ؑ نے تین روٹیان جو کی اُسکے آگے رکھدین عوج ہنسا اور کہا اے نوح ؑ مین ہر روز اتنا کھاتا ہون اور میرا پیٹ نہین بھرتا ان تین روٹیون سے میرا پیٹ کیونکر بھریگا حضرت نوح ؑ نے کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم تو کہکر کھا اُسنے بسم اللہ کہکر ان روٹیون پر ہاتھہ ڈالا ڈیڑھ روٹی کھائی تھی کہ اُسکا پیٹ بھر گیا اور نہ کھا سکا پھر حضرت نوح ؑ نے اسی درخت مین سے چار تختہ تراش کر اول کو ساتھہ نام ابوبکر رضہ کی مزین کیا اور دوسرے عمر رضہ کے نام کے ساتھہ اور تیسری کو عثمان رضہ کے نام کے ساتھہ اور چوتھے کو علی ابن ابیطالب رضہ کے نام کے ساتھہ اور کشتی تبکر تمام ہوگئی اور بعضے کہتے ہین کہ عوج کے چھوڑنے مین یہ حکمت تھی کہ جو آفتین قوم طوفان مین پیدا ہوئین اُسنے آگاہ کردے اور بعضے کہتے ہین کہ اسکا بھید سوای علام الغیوب کے کوئی نہین جانتا اور مواہب علیہ مین لکھتا ہی کہ حضرت نوح ؑ اور جو کوئی انکے ساتھہ ایمان لایا تھا دسوین ماہ رجب کو کوفہ سے یا ہند سے یا ایک باغ سے یا ایک گانون مین سے کہ وہ ایک جزیرہ مین ہے کشتی مین بیٹھے اور مدارک اور معارج النبوۃ مین روایت کیا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ بیٹھنے والے کشتی کے آٹھ نفر تھے حضرت نوح ؑ اور انکی بی بی مومنہ اور تین انکے بیٹے مسمیان حام اور سام اور یافث اور ان تینونکی بیبیان اور بعضے کہتے ہین کہ دس مرد تھے چار دن یہ اور چھہ اور اور دس انکی بیبیان کہ سب بیس آدمی ہوے اور بعضے کہتے ہین کہ آٹھہ اوپر ستر نفر تھے اور بعضے کہتے ہین کہ اسّی تھے القصہ جب یہ کشتی پر بیٹھہ لیے اور طبقہ پوشش اوسپر رکھکر اُسکی درزین اور پیوندون کو رال وغیرہ کے ساتھہ مضبوط کر دیا پھر کوہ کوہ ابر سیاہ کہ اُس سے گرم ہوا عیاذاً باللہ چلتی تھی فضاے عالم مین مشرق سے مغرب تک پھیل گیا اور چاند کا نور اور آفتاب کی روشنی دریاے حجاب ابر مین پوشیدہ ہوئی اور دن و رات نہایت تاریکی سے برابر و یکسان ہوگئے اور ساتون ستارے اور سیارے بفرمان الٰہی سرطان مین کہ ایک آبی برج ہی ایک درجہ مین بلکہ ایک دقیقہ مین جمع ہوے اور بحکم حکیم علی الاطلاق جمیع آفاق مین باران عظیم برسنے لگا کہ ہر قطرہ ایک مشک کے برابر دریا باری آسمان سے سرنگون ہوتا تھا اور تمام روے زمین سے چشمون نے جوش کیا تا آنکہ چالیس دن رات ایک حال پر آب عذاب آسمان پر سحاب سے برسا اور زمین نے چشمون کا پانی اُگل دیا کہ تمام عالم دریا ہوگیا اور وہ کشتی کوفہ سے پانی پر روان ہوئی اور ساری روے زمین کی سیر کی جب حرم کعبہ پر پہونچی سات بار اوسکے گرد پھری اور ایک روایت میں ایک ہفتہ تک وہان پھرا کی اور کہتے ہین

جسجگہ کعبہ ہے وہاں ایک پہاڑ کو چھوڑ دیا کہ اس زمین مبین کو پانی سے محفوظ رکھے اور بسبب تیرگی ہوا اور ابر اور نہ پہنچنے سحر کشتی کے اتنا اندھیرا ہوا کہ رات دن میں امتیاز نہ ہوتا تھا حضرت نوح نے رو بقبلہ ہو کر درگاہ خدا تعالیٰ سے دعا مانگی حق تعالیٰ نے دو گوہر نورانی بہت روشن بہشت سے بھیجے تا انکو کشتی کی دیوار میں رکھدیا ایک موتی کہ وہ نورانی تھا قائم مقام آفتاب کے تھا جب روشنی اسکی ظاہر ہوتی تو سب ساکنان کشتی اُسکے نور سے جانتے کہ دن ہوا اور جب دوسرا موتی کہ وہ اس مرتبہ میں نہ تھا چمکتا تو تصور کرتے تھے کہ رات ہوئی اور جبکہ نجاست کشتی میں بہت جمع ہو گئی اور اُسکی بو سے سب ساکنان کشتی کو تکلیف پہونچی حضرت نوح ع نے درگاہ الٰہی میں عرض کی وحی آئی کہ ہاتھی کی دم پہ ہاتھ پھیرو بعضے کہتے ہیں کہ فرمان آیا کہ پیشانی پر ہاتھ پھیرو اُسوقت حضرت نوح ع نے ہاتھ پھیرا تو اُس سے دو سور ایک نر اور ایک مادہ پیدا ہوئے اور وہ ساری نجاست کھا گئے اور جب حضرت نوح ع نے فرمایا کہ کوئی جانور اپنے جوڑے سے جفتی نہ کرے لیکن چوہے نے کہنا نہ مانا اور جفت ہوا پھر بہت سے چوہے ہو گئے اور کشتی میں سوراخ کرنے لگے پھر حضرت نوح ع نے دعا کی حکم ہوا کہ شیر کی دونوں بھوؤں کے درمیان میں سہلا حضرت نوح ع نے اسطرح کیا اور شیر کو چھینک آئی اُسوقت ایک بلی کا جوڑا اُسکی ناک میں سے گر پڑا اور وہ جوڑا سب چوہوں کو کھا گیا **فصل تیسری** بیان رفع طوفان اور ذکر وفات اور مدت عمر حضرت نوح ع میں - معارج النبوۃ میں ہے کہ چھ مہینے تک کشتی پانی پہ پھرا کی اور ایک روایت سے پانچ مہینے جب طوفان کی شدت نہایت کو پہونچی اور کافر غرق ہو گئے بموجب آیت وافی ہدایت وقیل یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی وقیل بعدا للقوم الظالمین کے حکم ہوا اے زمین تو اپنا پانی پی لے اور اے آسمان تو اپنا پانی اٹھا لے زمین اپنا پانی پی گئی اور آسمان اپنا پانی لے گیا اور فرمان ہوا کہ کشتی جودی پر قرار پکڑے اور انوار التنزیل میں لکھا ہے کہ جودی ایک پہاڑ ہے موصل میں یا شام میں اُسوقت حضرت نوح ع نے سرپوش کشتی سے اُٹھا لیا اور باہر آسکے اور ایک روایت ہے کہ ایک مہینے تک اُس پہاڑ پر رہے پھر ایک کوے کو بھیجا تا کیفیت اُس مقدار پانی سے جلد خبر لاوے سو وہ شوم بد نفس ایک مردار کے کھانے کے ساتھ مشغول ہوا اور خبر لانے سے غافل ہو گیا حضرت نوح ع نے اُسپر لعنت کی اور کہا کہ الٰہی یہ ہمیشہ ترسناک رہے اور اسکی روزی مردار اور ناپاک ہووے دعا انکی قبول ہوئی پھر کبوتر کو بھیجا اُسنے جلدی سے کمر خدمت باندھی اور یہ کشتی پر سے اُڑ کر زمین پر اُترا اور جتنی سرخی کہ اسکے پاؤں میں ہے پانی میں غرق ہوا اور واسطے نشانی جانے رہنے پانی کے اپنے پاؤں اس سرخ رنگ سے آلودہ کیے اور ایک پتہ زیتون کا چونچ میں لیکر حضرت نوح ع کے پاس آیا اور خبر پہونچائی حضرت نوح ع نے اُسکو دعا دی کہ الٰہی یہ ہمیشہ خوش آیندہ آدمیوں کے دل میں رہے اور مقام امن و امان میں خوش و خرم رہے یہ دعا بھی مقرون باجابت ہوئی کہ اب تک ظاہر اور ہویدا ہے القصہ عاشورہ کا دن تھا کہ حضرت نوح ع اور سب کشتی سے باہر آئے اور اُس دن کو مبارک اور مسعود جانکر روزہ رکھا پس چونکہ

حضرت نوح ع کی آنکھیں بسبب تاریکی کشتی اور تاب آفتاب کے خیرگی کر گئی تھیں آنکھوں میں سرمہ لگاتا تھا دونوں امر
حضرت کے الشیخ یادگار رہے پھر ہو جیسا کہتے ہیں حضرت نوح ع کے ایک گاؤں اس بیابان کوہ میں بنایا اور مدینہ
الثمانین یا سوق الثمانین اسکا نام رکھا یعنی شہر یا بازار اسّی آدمیوں کا کسو اسطے ساکنان کشتی یا شہر د آباد
اسّی آدمی تھے پھر طاعت وبا سے وہ تمامی آدمی مر گئے مگر حضرت نوح ع اور بیٹوں انکے بیٹے اور انکی عورتین
کل آٹھ نفر زندہ رہے کہ خلقت تمامی بنی آدم ع کی بنسبت نوح ع کے اعتبار کیجائی ہو اور اس سبب سے حضرت
نوح ع کو آدم ثانی کہتے ہیں پھر حضرت نوح ع نے ربع مسکون کو اپنے فرزندوں پر تقسیم کیا چنانچہ جزیرہ عراق اور
فارس اور خراسان اور شہر ہائے شام سام کو دیے اور دیار مغرب اور زنگبار اور حبش اور ہندوستان حام
کو عنایت کیے اور زمین چین اور ماچین اور ترکستان یافث کو عطا کی مدارک التنزیل میں مذکور ہے کہ عرب
اور روم اور فارس اور جو خلقت کہ وسط معمورۂ عالم میں ہیں سام کی اولاد ہیں اور اہل ہندوستان اور زنگ
اور حبشی حام کی نسل ہیں اور تمیع ترک اور یاجوج اور ماجوج یافث کے فرزند ہیں اور کہتے ہیں کہ تمامی
جنس آدمی دس جزو ہیں انمیں سے نو جزو یاجوج وماجوج ہیں - مواہب علیہ میں ہو کہ انکی شکلوں اور قدوقامتوں
میں اختلاف ہو حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب سے منقول ہے کہ بعضوں کے قد ایک بالشت کے
ہیں اور بعضوں کے دراز ہیں اور حدیث نبوی میں آیا ہے کہ بعضے انکے مثال درخت چنار ہیں اور یہ
ایک درخت ہوتا ہے ولایت شام میں کہ طول اسکا ایک سو بیس گز کا ہوتا ہے اور بعضوں کا طول
مساوی ہے اور بعضے ایسے ہیں کہ ایک کان کو اوڑھتے ہیں اور ایک کو بچھاتے ہیں اپنے مقام پر بیان
ہوگا انشاء اللہ تعالی اور معارج النبوۃ میں لکھا ہو کہ سبب سیاہی رنگ اولاد حام میں اختلاف ہے اور
از انجملہ ایک یہ ہو کہ حام نے خلاف فرمودہ حضرت نوح ع کے کشتی میں اپنی بی بی کے ساتھ مجامعت
کی تھی حضرت نوح ع نے اسکے واسطے دعائے بد کی کہ خداوندا اسکے نطفہ کو متغیر کر اس سبب سے انکی اولاد قیامت
تک سیاہ رنگ ہوگی اور اور روایتیں بھی اسی طور پر ہیں منبہ سے روایت ہے کہ جب طوفان جاتا رہا اور
درخت جو پانی کے کنارے پر سرسبز ہوئے اور آدمیوں نے روئے زمین پر قرار پکڑا تو شیطان حضرت
نوح ع کے پاس آیا اور کہا یا نبی اللہ آپ نے میرے اوپر کمال احسان کیا ہو اب آپکی شکر گذاری کے ساتھ مقرر
ہوں جو کچھ اب تم مجھ سے پوچھو سچ سچ اسکا جواب دوں اور جھوٹ نہ بولوں حضرت نوح ع نے اس سے منہ پھیر لیا
وحی آئی کہ اے نوح ع جو تو چاہے اس سے پوچھ کہ سچ آج اسکی زبان پر جاری ہوئیگا حضرت نوح ع نے اس سے
پوچھا کہ کون کون سے آدمی بنی آدم میں سے تیری مددگاری کرتے ہیں کہا وہ لوگ کہ طمع اور حرص اور
بخل اور تکبر رکھتے ہیں اور کاموں میں شتابی اور جلدی کرتے ہیں پھر حضرت نوح ع نے کہا کہ میں نے تیرے
حق میں کونسا احسان کیا ہے کہا وہ احسان یہ ہو کہ تو نے دعا کر کے سب کو ایک دفعہ دوزخ میں پہنچا
دیا اور مجھکو اس محنت سے چھڑا دیا حضرت نوح ع دعا کرنے سے پشیمان ہوئے اور چالیس برس تک

اور ایک روایت سے تین سو برس تک گریہ وزاری درگاہ باری مین کیا کیے پھر حضرت نوح ع ساتھ بنانے آبخورہ اور
ٹھلیان اور ٹھیکرے وغیرہ کے مامور ہوئے اور ایک مدت انکے بنانے مین صرف کی پھر ساتھ توڑنے انکے
مامور ہوئے اور ایک ایک کو توڑ ڈالا اور غمناک ہو کر ایک گوشہ مین بیٹھکر کہا الٰہی اتنی مدت مین
محنت کرکر مین نے انکو بنایا تھا اور اب ان سبکو ضائع دیکھتا ہون فرمان آیا کہ چند روز مین مٹی سے چند باسن
بنائے باوجود اس بات کے کہ نہ انمین حس تھی نہ حرکت نہ جان تھی نہ بدن نہ عیال تھا نہ گھربار نہ فرزند تھا
نہ پیوند تو انکو توڑنا ناخوش ہوا ہمکو ہلاک کرنا اس قوم کا کہ جسمین ہر ایک گل گلزار امانی کنارہ جوبار زندگانی
مین مانند سرو بستان کے قامت رکھتا تھا اور اتنی مدت مین ساتھ انواع نعمتون کے ہمنے پالا تھا اسکو تیری دعا
کے ساتھ ہلاک کر دیا کیونکر پسند آیا اب اپنی عزت اور جلال کی قسم کھاتا ہون کہ پھر کسی قوم کو ساتھ عذاب
طوفان کے ہلاک نہ کرونگا اس جہت سے حضرت نوح ع کو پشیمانی زیادہ ہوئی اور غم اور اندوہ خاطر عاطر پر
غالب آیا اور اسی غم مین روتے رہے تا آنکہ وفات پائی کہتے ہین کہ جب حضرت نوح ع کی وفات نزدیک
پہونچی اپنے فرزندون مین سے سام کو طلب کیا اور اسکو اپنا ولیعہد کروایا اور وصیتین کین اسوقت
مین سام چار سو اڑتالیس برس کا تھا کعب الاحبار سے نقل ہے کہ حضرت نوح ع ایک پہاڑ پر بطریق سیر
گئے تھے ملک الموت آگے آیا اور انکو پہونچنے موت سے آگاہ کیا حضرت نوح ع نے سنتے اس حال سے ایک نعرہ
مارا کہ انکی آواز سے تمام جانوران صحرائی جمع ہو گئے پھر حضرت نوح ع نے کہا اے ملک الموت مجکو اتنی مہلت
دے کہ مین جا کر اپنے فرزندونکو وداع کر آؤن ملک الموت نے کہا یا نبی اللہ مجکو اجازت نہین ہے پھر حضرت
نوح ع نے کہا اس جنگل مین مجپر نماز کون کریگا کہا یہ سب فرشتہ مقرب کہ میرے ساتھ ہین نماز کیواسطے آئے
ہین حضرت نوح ع نے مرنے پر اقرار کیا اور بجان و دل مرنیکے واسطے حاضر اور مستعد ہوئے تفسیر معالم التنزیل
مین سورہ اعراف مین لکھا ہے کہ بقول بعضے حضرت نوح ع جب مبعوث ہوئے تو چالیس برس کی عمر تھی اور
بقول بعضے پچاس برس کی عمر تھی اور مواہب علیہ اور معالم التنزیل مین بتفصیل سورہ ہود مین ہے بقول
ابن عباس حضرت نوح علیہ السلام چالیس برس کی عمر مین مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس برس خلق کو خدائے
عزوجل کی دعوت کی فلبث فیہم الف سنۃ الا خمسین عاما یعنے زندگانی کی حضرت نوح ع نے انمین ہزار برس
مگر پچاس برس تک مبعوث نہین ہوئے تھے اور طوفان کے بعد ساٹھ برس اور زندہ رہے کہ عمر انکی ایکہزار ساٹھ برس
کی تھی اور بقول مقاتل دو سو پچاس برس کی عمر مین مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس برس زندگانی کی اور عمر انکی
ایکہزار چار سو برس کی تھی اور تفسیر مواہب علیہ مین سورہ عنکبوت مین لکھا ہے کہ اختلاف مذہب سے نقل کی ہے
کہ عمر انکی ایکہزار چار سو برس کی تھی اور صاحب عین المعانی کہتا ہے کہ تین سو ستر برس کی عمر مین مبعوث ہوئے اور
نو سو پچاس برس دعوت کی اور تین سو پچاس برس طوفان کے بعد پھر دعوت کی اور زندہ رہے کہ وفات کیوقت
ایکہزار تین سو ستر برس کی عمر تھی اور معارج النبوۃ مین ہے کہ ایک سو پچاس برس کی عمر مین مبعوث ہوئے اور

اور نو سو پچاس برس تبلیغ رسالت کی اور طوفان کے بعد تین سو برس اور زندہ رہے چنانچہ کل عمر ایکہزار سات سو برس کی
تھی اور ایکہزار پانچسو برس بھی روایت میں آئے ہیں القصہ حضرت جبرئیل یا حضرت عزرائیل نے آخر حال میں حضرت
نوح ع سے سوال کیا کہ اے دراز ترین پیغمبران از روے عمر دنیا کو کسطرح پایا کہا مثل سرائے دو در کے کہ ایک دروازے سے
داخل ہوا اور دوسرے دروازے سے نکل آیا اسوقت جان عزیز حضرت نوح ع کی حضرت عزرائیل نے قبض کی اور
فرشتوں نے انکو غسل دیا اور نماز پڑھی اور اہل ہفت آسمان و زمین کسی کے مرنے پر اتنا نہیں روئے جتنا کہ حضرت
نوح ع کے مرنے پر ۔ فصل چھٹی ذکر یافث بن نوح علیہ السلام میں اور احوال حصول قبائل ترک میں کہ انکی نسل
ظاہر ہوئی روضۃ الصفا میں لکھا ہے بعضے کہتے ہیں کہ یافث پیغمبر ہیں اور جب حضرت نوح نے یافث کو کوہ
جودی پر پہونچنے کے بعد رخصت کیا جانب شمال اور مشرق کے نامزد انکے تھے توجہ کریں یافث نے
پدر بزرگوار سے التماس کیا کہ حضرت مجھے ایک دعا سکھا دیں کہ جب چاہوں مینھ برسنے لگے حضرت نوح ع نے
موجب انکی التماس کے بدرگاہ حق سبحانہ تعالی مناجات کی اور دعا انکی قبول ہوئی حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے ایک اسم بزرگ لاکر حضرت نوح ع کو دیا اور حضرت نوح ع نے اسکو ایک پتھر پر نقش کرکے یافث کے حوالہ کیا اس
پتھر کو یدہ اور حجر المطر کہتے ہیں اور ترک اسکو جیدہ تاش بولتے ہیں پھر یافث سوق الثمانین سے باہر آکر منازل اور
مراحل طے کرکے اپنی مملکت میں پہونچے اور بطریق صحرا نشینان ایک مدت بسر کی اور اسماء سے تنگ درمیان
لائے جب انکی نسل بہت ہوئی تو انھوں نے وفات پائی اور بعضے کہتے ہیں کہ شہر کے بزرگ قبائل چین کو اس
سرزمین میں بنیاد رکھی کہتے ہیں کہ حضرت واہب العطیات نے انکو گیارہ فرزند عطا فرمائے چین و صقلاب و
منشج و کماری و ترک و خلج و خزر و روس و سدسان و غزبان و ارج اور انھوں نے ہر ایک فرزند کا اپنی
ذریت کی لڑکیوں کے ساتھ نکاح کردیا اور پیغمبر بلا اور تکثیر عیال و وصیت کی اور پہلے ترک بن یافث کو ولیعہد اور
ارشد اولاد اور نہایت دلیر اور فرزانہ اور ہنرمند اور مردانہ تھا اور اسکو یافث اغلان بھی کہتے تھے اس
نواح میں سیر کرتا ہوا ایسا مقام پہ پہونچا کہ ترکی میں اسکو اساوک کہتے ہیں اور وہاں ایک دریا چشمہ
اور آب سرد اور چشمہ ہاے خوشگوار اور مرغزار بیشمار تھے اور ترک کو وہاں کی آب ہوا موافق تھی
مع اپنے یار و مددگار کے سکونت اختیار کی اور لکڑی اور گھانس کے گھر بنائے اور بعد از چند مدت خرگاہ وغیرہ کا
اختراع کیا اور گوسفند اور حیوانوں کے پوست کی قبا اور طاقیہ سے الغرض چونکہ حضرت یافث بادشاہ عادل اور
فاضل تھے در باب رعیت کوئی دقیقہ مہمل اور مرعی نہ چھوڑتے تھے اور بندگان الہی کو اپنے ظل حمایت میں بہرہ ور اور
آسودہ رکھتے تھے بخشندہ بے منت نے انکو کئی فرزند شایستہ کرامت فرمائے کہ ایک انمیں تونک نام کہ شکار دوست
تھا ایک دن صحرا میں نخچیر کے گوشت کو کباب کرکے کھا رہا تھا کہ ناگاہ ایک لقمہ اسکے ہاتھ سے نمک زار میں گر پڑا اور
تونک نے اس نوالہ کو اٹھا کر اپنے منھہ میں رکھا پہلے نوالے سے اسکو لذیذ پایا پھر نمک کو کھانے میں ملا کر تناول
کیا اور یہہ رسم اس روز سے مستفاد طبیعت خلائق ہوئی اور اتراک خلجی اسکی ذریت کو کہتے ہیں اور بابا یافث کے

فرزند وتھین حوز تھا کہ بعد سیاحی مملکت شمال کنار آب اتل پر پہونچا اور وہ ساحل اسکو پسند آیا اور وہان ایک شہر
بنا کیا اور اوسکے فرزندون نے رسم روباہ گرفتن جا بجا تھین ظاہر کی اور باشارہ پدر لومڑی کے پوست کا
ملبوس درست کیا اور ایام زندگانی حوز مین جب اسکا ایک فرزند مر گیا چند مدت حوز نے سمجھا کہ اس مردہ
کو کیا کرون آخر کار چونکہ یافث مع اپنے بعضے متعلقون کے دریا مین غرق ہوئے تھے اسنے آگ کہ پانیکی
ضد ہے اور اپنی قوم کے لوگون کو کہ حاضر تھے حکم کیا کہ انھون نے طنبور اور آلات لہو مہیا کر کر گاتے بجاتے
اسکی لاش کو بیچ آگ مین ڈالدیا کہتے ہین کہ ابتک رسم مذموم ان شہرونمین باقی ہے اور نقل
کرتے ہین کہ اول پتھرون کے چقمق شگاف پہاڑون مین سے انھون نے پائے اور انمین سے شہد نکال کر حلوا بنایا اور
بعد ازین روس حوالی بلاد حوز مین آیا اور ایک ایلچی بھیجکر ایک گوشہ زمین کا التماس کیا کہ تا وہان سکونت اختیار
کرے حوز نے اسکے ایلچی پر بہت نوازش کی اور اس نواحی مین چند جزیرے کہ ہوائے خوش اور زمین دلکش
رکھتے تھے اسکو تفویض کیے جب یافث کے فرزندون نے جا بجا گوشون مین قرار پکڑا غزبان بن یافث
کنارہ زمین بلغار پر آیا اور وہان عمارت بنا کر متمکن ہوا اور یہ نہایت مکار اور حیلہ گر تھا اسکو اسکے بھائی کے
ساتھ کہ ترک بن یافث تھا ایک جنگ عظیم پیش آئی اور اس لڑائی کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت یافث
کسی دریا مین بمرگ مفاجات غرق ہوگئے وہ پتھر کہ حضرت نوح ع نے بارش باران کیواسطے انکو دیا تھا
غزبان بن یافث کے ہاتھ آیا اور ہر ایک بھائی نے اس سنگ کو طلب کیا غزبان نے ازروی مکر و حیلہ او
ایک پتھر ویسا ہی پیدا کر کر وہی اسم بزرگ اسپر نقش کیا اور سرانجام مہم کو قرعہ پر قرار دیا جب قرعہ
بنام ترک بن یافث کے پڑا اور وہ پتھر دینا ضرور ہوا غزبان نے جو پتھر کہ جعلی بنایا تھا ترک کے حوالہ کیا اور ترک
صادق بے آنکہ اس پتھر کا امتحان کرے خوش ہو کر لیگیا اور عزیز اور محفوظ کیا چند سال کے بعد کہ ترک کو آب
باران کی احتیاج ہوئی ہر چند اس پتھر سے مینہ طلب کیا مفید نہ پایا جانا کہ غزبان نے اسباب مین مکر کیا
ہے مجبور ہو کر ایک لشکر فراوان کہ کوہ و ہامون اسکی گنجایش نرکھتے تھے فراہم کرکے اپنے بھائی کے مقابلے پر
توجہ کی تا وہ پتھر اس سے لیوے غزبان نے بھی سپاہ اور فوج آمادہ اور آراستہ کرکے منبور کو کہ اسکی اولاد مین
سے بہادر اور دلیر تھا اور پیشہ جلادت و فرزانگی اور شیوہ شجاعت و مردانگی سے آراستہ تھا ترک کے مقابلہ کیواسطے
بھیجا اور بعد از ملاقات فریقین جنگ سخت واقع ہوئی اور منبور اس لڑائی مین لڑا مارا گیا اور ترک پھر گیا
کہتے ہین کہ ابتک بنی اعمام مین وہی خصومت باقی ہے اور صقلاب بن یافث نے قصد کیا کہ کہین عمارت
بنا کرے کسواسطے کہ اسکے بھی عیال اور اطفال بہت ہوگئے تھے چین مین اسکے ہان ایک لڑکا پیدا ہوا اسکی
مان جننے کے بعد مر گئی اتفاقاً ایک کتیا شکاری بھی جنی تھی اس لڑکے کو اس کتیا کے دودھ سے پرورش کیا
جب وہ فرزند بڑا ہوا تو کتون کیطرح آدمیون مین کودتا پھرتا تھا اور اسکے باپ نے ایک عورت اپنے کنبے
مین سے اسکو بیاہ دی اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اسکا بھی صقلاب نام رکھا اور ایکمدت کے بعد مع اپنے اتباع

اور اشیاع کے دیار روس کیطرف عزیمت کر کر ایک مقام لائق حال اپنے کے روس سے طلب کیا روس
نے کہا یہاں کی جگہ نہایت تنگ ہے اور تمہارے واسطے زمین وسیع چاہیے کسواسطے کہ تم کثرت سے ہو یہ روس سے
مایوس ہو کر کاری اور خزر کے پاس گئے اور یہی امر کی درخواست کی اُنسے بھی یہی جواب سنا پایا بنا بریں آتش محاربہ
نے انمین اشتعال پایا آخر الامر صقلابہ بھاگ کر ایک موضع مین جا پڑے غرض جو نسطہ ورجہ مین کہ جسکو وراء
اقلیم سابع کہتے ہین شدت برودت سے زمین کے نیچے گھر بنا کر مقیم ہوئے اور کماری بن یافث کہ مرد عیاش تھا اور
صید و شکار پر میل تمام رکھتا تھا اثنای شکار مین حدود بلغار مین جا پہونچا ایک مکان پر ایک حصار خرم اور فضا بموقع
پایا نزہت اور ہوا سے معتدل پائی وہان سکونت اختیار کی اسکو خداوند عزاسمہ نے دو فرزند کرامت فرمائے
ایک کا بلغار اور دوسرے کا برطاس نام رکھا جب وے دونون فرزند سن تمیز کو پہونچے تو وہ ایک ایک شغل
اختیار کر کر ترتیب عمارت مین مشغول ہوئے اور روباہ اور سمور اور قاقم اور سنجاب بہم پہونچا کر اُنکے پوست کے
ملبوسات پہنا کئے اور ایک جو جماعت ان بلاد و امصار مین ہین انکی نسل سے ہین اور چین بن یافث نہایت عاقل
اور باتمیز اور مدبر تھا اُسکے باپ نے اپنی مملکت مین ایک شہر بنا کر اُسکے نام کے ساتھ موسوم کیا چنانچہ وہ ابتک
مذکور ہوا اور چونکہ چین بلند طبیعت تھا اور جمیع امور مین غور فکر رکھتا تھا صورتگری اور نقاشی اور بوریا بافی
سینے اور اختراع کر کر اپنے فرزندون کو سکھائے اور ابریشم مفتول بہم پہونچا کر اور کشیدہ صناعات کہ اہل
عالم مین متعارف اور مشہور ہین اُسیکے ذہن وقاد کے نتائج سے ہین اور یہی اثنا مین کہ ایک پسر فرخندہ
اختر پیدا ہوا اُسکا ماچین نام رکھا جب ماچین مرتبہ رشد اور سن تمیز کو پہونچا ازدواج کیطرف میل کی اور بعد
مرور ایام اسکی نسل بہت ہوئی اور اس فرزند رشید نے اپنے پدر حمید کے ساتھ مشورہ کر کر کہا کہ اولاد اور
اعقاب اور اقارب اور عشائر ہمارے اس حدود مین سرحد شمار سے باہر ہین یہ مقام انکی سکونت کیواسطے
وفا نہین کرتا ہی اگر اجازت ہو تو یہان کہین قرب وجوار مین ایک شہر تعمیر کرون تا کثرت و ازدحام سے بچا
پاؤن چنانچہ چین نے اجازت دی ماچین نے دار الملک مین ایک شہر بنایا اور اسکو اپنے نام کے ساتھ موسوم
گردانا اور وہان مقیم ہوا برکت عظیم اُسکی ذریت مین ظاہر ہوئی اور ماچین نے اپنی اولاد کو بتون کی پرستش
بھی سکھائی اور اُس نے انواع طرح کے لباس مہیا کئے اور پھر صید و شکار کیطرف مائل ہو کر غشادر کہ ایک
جانور ہے پرندون مین سے خوبصورت اثنای شکار مین پکڑ کر اُسکے پر بنا بر زینت حرب اختیار کر کر حکم دیا کہ
ہنگام جنگ وجدال مردان مبارز اور دلاور اپنے خود اور عمامون پہ نصب کرین اور پھر دوسری نوبت شکارگاہ
مین ایک ہرن پکڑا اور جب اسکو ذبح کر کے پوست مین ہی باہر نکالا تو خون سیاہ اور خوشبو اسکی ناف سے
روان ہوئی ماچین نے کہا اسکو ضبط کر کے خشک کرین جب دوبارہ اُس خون کی عمل احتیاط مین آئی خوشبو
اسکی مرتبہ اول سے اُسکے دماغ مین دو چند معلوم ہوئی حکم کیا کہ جہان ایسا آہو نظر آوے اُسکے نافہ کی
بہت محافظت کرین کہتے ہین کہ مشک اسطرح آدمیون کے ہاتھ آیا پھر مدت کہ اولاد اور اقارب ماچین کے

بہت ہو گئے لغات مختلف انکے بیانمین ظاہر اور پیدا ہوے اور انکی زبانون سے اپنے کلام معہودہ سے انحراف پایا
چنانچہ چھتیس ۳۶ لغت انکی زبانون پر جاری ہوے کہ کوئی فرقہ دوسرے فرقہ کا کلام نسمجھتا تھا اس سبب سے
متفرق ہو کر ایک دوسرے سے مفارقت کی اور اطراف دیار اور قصبات مین توطن کیا اور بعضے انمین سے کہ
صحرانشینی کے معتاد ہو رہے تھے اسی طریقہ پر رہے کہ آجتک نسب جمیع اتراک اور مغول اور تاتار اور قپچاق وغیرہم
کے یافث کے ساتھ منتہی ہوتے ہین اور سلاطین اور خانان ترکستان اور بلاد شمائل یافث کی ذریت
مین سے ہین **فصل پانچوین** ذکر حام بن نوح علیہ السلام مین روضۃ الصفا مین مرقوم ہے کہ بعض تواریخ مین ثابت
ہے کہ حام بھی انبیا و مرسل مین سے تھے مگر بعض کتب القرطبی سے انکی سبب تبدیل ہیأت مین نقل کیا ہے کہ جب
فرمان قضا جریان باریتعالی کا صادر ہوا کہ کشتی نوح مین کوئی اپنی منکوحہ کے ساتھ مجامعت نکرے جبتک
کہ غلیان آب تسکین نپاوے اور تراکم سحاب اور تلاطم امواج فرو نہووے اور کشتی خشکی مین قرار نپکڑے آوان
ممانعت اقتران طغیان آب مین شہوت حام نے غلبہ کیا لاچار اپنی حرم کے ساتھ انھون نے خلوت کی اور
رنگ انکا متغیر ہو گیا اور بعض اہل تاریخ اس قوم کو ضعیف جانتے ہین بلکہ اس روایت کو بھی کہ نظر اوپر شرمگاہ
پدر کے ڈالی اور پوشیدہ نکیا بہر تقدیر بعد تسکین طوفان منزل نوح ؑ سے انھون نے سفر اختیار کیا اور
منازل طی کرکے ساحل بحر محیط پر نواحی جنوب مین اقامت کی اور حق سبحانہ تعالی نے نو فرزند انکو کرامت
فرمائے ہند و سند و زنج و نوبہ و کنعان و کوش و قبط و بربر و حبش اور انکی ذریت سودان مغرب اور بلاد
حبشہ اور زنگبار اور ہندوستان مین پھیل گئی اور فرزندان حام مین اٹھارہ نوع کے لغت پیدا ہوے ہر فرقہ
ایک لغت کے ساتھ متکلم تھا اور ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی زبان نسمجھتا تھا مجبور اس نواحی مین پراگندہ
ہو کر ہر گروہ نے ایک شہر بنایا اور کہتے ہین کہ جانب جنوب خط استوا کے چودہ درجون تک کہ عمارتین اور
بنائین واقع ہین بعض اولاد حام ان مواضع مین متوطن ہین **فصل چھٹی** ذکر سام بن نوح ؑ مین روضۃ الصفا
مین لکھا ہے کہ مقدسی اپنی تاریخ مین لایا ہے کہ سام بن نوح ؑ بھی کبار انبیا و مرسل مین ہوے ہین حضرت نوح ؑ
نے جب انکو بوفور خردمندی اور کمال ارجمندی اور کثرت دانش اور فراست اور شدت صلاحیت نفس اور
نجابت نسبت اور فرزندونکے مستثنی اور ممتاز پایا مرتبہ ولیعہدی اور خلافت انکو تفویض کیا اور اسرار
نبوت اور غوامض رسالت سپرد کیے اور اپنی اولاد کو انکی متابعت اور فرمانبرداری کے ساتھ وصیت
کی اور معمورۂ عالم اور وسط اقلیم کہ بہترین مواضع ربع مسکون ہین انکے ساتھ مخصوص کروائے اور حضرت عزت
جل شانہ سے مسئلت کی کہ اکثر انبیا اور اولیا اور حکما اور سلاطین اور امرا اور طوائف صلحا انکی نسل مین سے
ہون اور سام نے پانسو برس تک زندگانی پائی اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یعقوب ؑ کے زمانہ تک قید حیات
مین تھے لیکن قول اول صحیح تر ہے اور قادر بیچون نے نو فرزند انکو عطا فرمائے ارفخشد کہ ابو الانبیا ہین اور
کیومرث کہ ابو الملوک ہے اور ہود اور یقین اور یوج اور لاوذ اور عیلم اور ارم اور یور اور سام فی ہراکیا

کو ان فرزندون مین سے ایک قطر مین اپنے اقطار ولایت سے بھیجا اور بعض کتب تواریخ مین مرقوم ہے کہ بنا بر آنکہ اولاد سام کی زبانین مختلف ہوگئین تھین کہ ساتھ ادنیٰ لغت کے کلام کرتے تھے اور کوئی قوم دوسری قوم کا کلام نہ سمجھتی تھی ہر ایک نے ایک مقام علیحدہ ڈھونڈھکر عمارت اور زراعت کیساتھ اشتغال کیا اور کیومرث تمام ذریت سام مین بادشاہ ہوکر رسوم سلطنت اور آئین حکومت مین مصروف ہوا اور ہر ایک کو اعیان مملکت سے مناسب حال اور مرتبہ کے ایک منصب مقرر کیا اور جبکہ اولاد سام اقلیم بابل اور یمن اور حضرموت اور عمان اور حجاز مین اور فارس مین بہت ہوگئی بعضون نے انہین سے بطرف مشرق اور تھوڑون نے بجانب مغرب رحلت کرکے اولاد یافث اور حام کے ساتھ اختلاط کیا اور شہر اور قصبات بنائے

باب چھٹا بیان احوال حضرت ہود اور احوال شدید اور شداد پسران عاد اور صفت باغ ارم مین اور اسمین تین فصل ہین فصل پہلی نسب اور رسالت اور ہلاک ہونے قوم انکی مین روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ اکثر اہل تاریخ اس امر پر ہین کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد سے تا زمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ مدت ایکہزار دو سو برس کی تھی سواے ہود اور صالح کے کوئی اور پیغمبر مبعوث نہین ہوا اور ایک جماعت کہتی ہے کہ ہود پسر عبد اللہ رباح بن حارث بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح ہین اور بعضی کتب تواریخ اور تفاسیر مین کہتے ہین کہ عاد بن شالخ بن ارفخشد بن سام عبارت حضرت ہود ہی سے ہے اور معالم التنزیل اور مواہب علیہ مین ہے کہ ہود بن سام بن نوح دو پشت یا چہار پشت کے ساتھ حضرت آدم کو پہونچتے ہین اور معارج النبوۃ مین ہے کہ ایک پشت کے ساتھ بہر تقدیر حق تعالی نے انکو قوم عاد پر بھیجا تا انکو شریعت کی راہ بتاوین اور افعال ناپسندیدہ سے منع فرماوین اور تفسیر زاہدی مین لکھا ہو کہ عاد دو فرقون کا نام ہے ایک عاد اولی کہ اوسکو عاد قدیمہ بھی کہتے ہین کہ اولاد عاد بن عوص بن ارم کی ہے اور شداد بھی انھین مین سے تھا کہ شہر ارم بنام اپنے جد کے بنایا تھا اور گھر انکے متصل عدن کے تھے اور مقدم ہونے اس فرقہ پر قرآن مجید بھی ناطق ہے کہ حق تعالے نے سورہ والنجم مین فرمایا ہے اہلک عادن الاولی اور دوسرا فرقہ ایک شخص کی اولاد مین سے تھا اسکا بھی نام عاد تھا اور عاد اولے کی نسل مین سے تھا ولیکن یہ زمین احقاف مین حضرموت کے متوطن تھے اور فرزند انکے اطراف اس ملک مین منتشر اور پراگندہ تھے اور قوم عاد اولے کمال درازقامت ہوتے تھے تفسیر بحر المواج مین ہے کہ بعضے کہتے ہین قد انکا بارہ گز کا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ اکثر انکے بارہ گز کے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ اطوال انکے ساٹھ گز کے اور اقصر انکے سولہ گز کے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ دراز قامت سو گز کے تھے اور کوتاہ قد ساٹھ گز کے اور بعضے کہتے ہین کہ لمبے ایک سو بیس گز کے تھے اور ٹھگنے اسی گز کے القصہ معارج النبوۃ مین ہے کہ تمام روے زمین مین انسے عظیم تر کوئی قبیلہ نہ تھا اور بہت آدمی تھے اور مال سب رکھتے تھے اور شہر انکے حضرموت سے عمان تک تھے اور قوت اور طاقت انہین اس مرتبہ تک تھی کہ جب لات چلمین مارتے تھے تو انکے پاؤن گھٹنون تک

وہ جس جا تے تھے اور اپنے قد کے برابر پتھر کے ستون بنا کر انپر رفیع الشان عمارتین بناتی تھین جب کبھی
انمین کوئی کسی پر غضب ہوتا تھا تو اوس شخص کو ان قصر پر سے گرا دیتے تھے اور سب بت پرستی کرتے تھے اور اوس قوم
کے بتون مین سے ایک صمود اور دوسرا صمدا نام رکھتا تھا اور مدت سے عبادت اصنام اور ارتکاب فواحش
اور مناہی منکرات مین مصروف رہتے تھے جب انکے بتون کی پرستش اور تمامی فسق و فجور نہایت ہونیلگے
حضرت ہود کہ انکے خویش اور یگانون مین سے تھے انپر مبعوث ہوئے اور پچاس برس تک اوس گروہ ناشکوہ
کو ساتھ ایمان اور توحید کے دعوت کیا کئے اور عذاب ظلم اور فساد اور فسق اور عناد سے ڈرایا کیے اور کہا
کہ بیہودہ گو اور شراب سے باہر آؤ اور ساحری مین سعی نکرو انھون نے اپنے حول اور قوت پر گھمنڈ کرکر
حضرت ہود کے قول پر ذرا التفات نہ کیا اور چند آدمی کہ انکے ساتھ ایمان لائے تھے وہ بھی بخوف ضرر
کفار ناہنجار کے ظاہر نکرتے تھے جب حضرت ہود نے انکو مبالغہ سے فرمایا اور قوم مردود نے ایذا اور
قتل کا ارادہ کیا فرزندان حضرت ہود نے انکے بین قصد نا فرجام کو حضرت ہود سے عرض کیا اور
انھون نے سلامتی اہل ایمان کی اور ہلاکت صاحب کفران کی درگاہ ایزد منان سے چاہی اور دعا
انکی قبول ہوئی آسمان سے مینھ برسنا موقوف ہوا اور انکے کنوؤن مین پانی کم ہوگیا اور باغ انکے خشک
ہوگئے اور معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ تین برس تک یہ حال رہا اور ایک روایت سے سات برس
تک وہ گروہ ناہموار قحط اور تنگی کے ساتھ گرفتار رہے ہر چند حضرت ہود انکو نصیحت کرتے تھے کہ خدای
عزوجل کے ساتھ ایمان لاؤ تا اس بلا سے نجات پاؤ یہ کہتے تھے کہ تیرے کہنے سے ہم اپنے بتون کی عبادت
نہین چھوڑینگے آخرالامر ان بدکردارون نے ایک جماعت اہل شقاوت کو طلب باران کے لیے مکہ معظمہ
مین بھیجا کہ قیل بن عنز اور لقمان بن عاد اور نعیم بن ہزال اور مرثد بن سعد بن عفیر اور جلہ بن الخیبری
سردار ہوں یا کاغالو غیرہ ستر آدمی تھے اور قیل مذکور انکا سردار تھا اور اوس زمانہ مین یہ رسم تھی کہ
جس کسی مومن یا موحد یا کافر ملحد کو مشکل درپیش آتی تھی تو وہ مکہ مین جا کر اوس جگہ مین جہان کعبہ
اب ہے ایک سرخ ٹیلہ تھا دعا کرتا تھا اور اسکی دعا قبول ہوتی تھی روضۃ الصفا مین مذکور ہے کہ اوس وقت
ساکنان مکہ کہ ایک جماعت تھی فرزندان عملاق سے کہ عملیق بن لاود بن سام کہ انکو عمالقہ کہتے تھے
اور شریف مکہ اور رئیس اوس قوم کا معاویہ بن بکر نام تھا اور اسکی ماں کلہدہ بنت خیبری قبیلہ عاد سے تھی
معالم اور بحرالمواج مین لکھا ہے کہ معاویہ بن بکر نے انکو مہمان کیا اور بانواع ضیافت انکے ساتھ مشغول اور
مصروف ہوا چنانچہ ایک مہینے تک طعام و شراب کے ساتھ یہ مصروف رہے اور دعا سے غافل ہوگئے پھر جب
انھون نے حرم مین آنیکا قصد طلب باران کے لیے کیا اور کعبہ کی طرف جانے لگے مرثد بن سعد کو کہ مسلمانون
مین سے تھا اور اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے رکھتا تھا انھون نے کہا تم جب تک ایمان نہین لاؤ گے مینھ نہین
برسیگا انکو اسکے کلام سے معلوم ہوا کہ یہ مسلمان ہے اوس سے جدا ہوئے اور قربانیان ذبح کین اور بعضے

کہتے ہین کہ جو انہین مین بہتر تھا وہ آگے بڑھا اور کہا یا رب طلب باران کے لیے آیا ہون اگر ہود راست گو اور سچا ہی تو مینہ کو بھیج اور معالم التنزیل مین اور بحر المواج مین یہ بھی ہے کہ انہین سے لقمان نے رستہ مین درازی عمر کی درخواست کی چنانچہ اسکی عمر سات گرگسون کی کہ ہر کرگس اسی برس زندگانی کرتا ہے ہوگئی اور مرثد کہ مسلمان تھا اور دین ہود علیہ السلام پر تھا یہ دعا کیا کرتا کہ الٰہی مین بھوک کی طاقت نہین رکھتا ہون مجھکو دنیا مین نان و نعمت کے ساتھ رکھ آواز آئی کہ رکھونگا اور فی الحال بقدرت ایزد متعال تین ابر کے ٹکڑے ہوا مین پیدا ہوکر ایک سفید اور ایک سرخ اور ایک سیاہ اور آواز سنی کہ ای قیل ایک ابر ان تینون ابرون سے اپنے اور اپنی قوم کے واسطے اختیار کر لے قولہ تعالےٰ فلما راوہ عارضا مستقبل اودیتہم قالوا ہذا عارض ممطرنا یعنی پس جب دیکھا انھون نے اسکو بادل سامنے آیا اونکے جنگلون کے کہا انھون نے یہ ابر ہے مینہ دینے والا ہمکو اسنے کمال خوش ہوکر کہا کہ سیاہ ابر کو مین نے بہت بھاتا ہی اختیار کیا مین نے اسوقت وہ ابر منہ لگا دیا عاد پر چلا جب قیل اور اوسکے تابعون نے یہ حال مشاہدہ کیا خوشیان کین اور ایک دوسرے کو بشارت اور مبارکبادی دینے لگا کہ یہ وہ ابر ہے کہ اس سے بوستان امانی اور چمن زندگانی ہمارے تر و تازہ خرم ہونگے یہ جانا کہ یہ ابر آبدار نہین ہے بلکہ باد آتشبار ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے بل ہو ما استعجلتم بہ ریح فیہا عذاب الیم یعنے بلکہ وہ چیز ہے کہ جلدی کرتے تھے تم ساتھ اسکے ہوا ہے کہ بیچ اسکے عذاب ہی درد دینے والا اور معارج النبوۃ مین وہب بن منبہ سے روایت ہی کہ چوتھی یا ساتوین زمین مین ایک ہوا ہی کہ اسکو ستر ہزار مہار آہنی کے ساتھ باندھ کر رکھا ہے اور ہر مہار کو ایک ایک فرشتہ اور ایک روایت ہے ہر مہار کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوئے ہین جب قیامت کا دن قایم ہوگا تو اس ہوا کو چھوڑ دینگے کہ تمام پہاڑ سنگین مانند پشم رنگین کے اڑجاوینگے اور سارے آسمان پھٹ کر جدا ہو جاوینگے فرمان الٰہی پہنچا کہ اسمین سے ذرا سی ہوا قوم عاد پر بھیج دو بفرمان الٰہی بمقدار حلقہ انگشتری اور ایک روایت ہی بمقدار سوراخ سوئی کے چھوڑ دی جب وہ ابر سیاہ اٹھا قوم عاد خوش ہوئی اور کہا کہ یہ ابر ہمکو باران دیگا حضرت ہود نے فرمایا کہ یہ عذاب ہے جسکو تم جلدی طلب کرتے ہو اول جسنے کہ انہین سے باد عذاب کو اس ابر مین مشاہدہ کیا وہ ایک عورت تھی مہرو نام جب اسنے یہ حالت دیکھی ڈرکر ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوکر گر پڑی جب اسکو ہوش آیا تو اس سے پوچھا کہ تو کیا دیکھا کہ ڈر گئی اسنے کہا مین نے ایک ہوا دیکھی کہ اسمین دوزخ کی آگ کے شعلے ہین اور آتے آگے اس ہوا کے ایک گروہ بصورت مردان قوی ہیکل دیکھے کہ اس باد عذاب کو ہماری طرف کھینچے ہوئے لاتے ہین جب حضرت ہود نے اس ابر کو دیکھا جانا کہ عذاب خدا کی ہے فرمان آیا کہ تو اپنے لوگون کو اس قوم مین سے نکال کر باہر چلا جا حضرت ہود علیہ السلام مع چار ہزار آدمیون کے اس قوم سے جدا ہوکر ایک گوشہ مین اپنے اور مسلمانون کے گرد ایک خط کھینچکر سب سے کہا کہ اس دائرہ سے قدم باہر نہ رکھنا لاجرم حضرت ہود کے ماننے کی برکت سے وہ دائرہ

قلعہ کے محکم ہو گیا اور سبب امن و امان اہل ایمان کا ہوا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت ہود سب
مسلمانوں کو لیکر جزیرہ میں چلے گئے وہ ہوا انپر مثال نسیم اور مانند رائحہ عنبر شمیم کے چلتی تھی اور موجب انکی
آرام و راحت کا ہوتی تھی اور کافروں پر داغ جراحت کا قوم عاد نے اپنی عورتوں اور فرزندوں اور مال کو
جمع کر کے بیابان کا قصد کیا حق تعالی نے سانپ اور بچھو بھیجے کہ انھوں نے انکی راہ روکی اور یہ بچا سکے
ناچار پہاڑوں میں گھس کر اپنے لڑکوں اور چارپایوں کو درمیان میں کر کے گرد اگرد انکے ایک کا ہاتھ
ایک پکڑا اور دامن سے دامن کو باندھکر صفیں باندھیں اور کہنے لگے ہوا ہمارے سا تھ کیا کر سکے
گی اول وہ ہوا انکی عورتوں اور لڑکوں اور چارپایوں کو زمین سے اوپر اوڑا لے گئی اور ٹکڑے ٹکڑے
کر کے زمین پر ڈال دیا اور انکے مکانات زمین سے اکھڑ کر اور ہوا میں غبار ہو کر انکے سر پر گرتے تھے
قوم عاد نے جب یہ واقعہ ہولناک مشاہدہ کیا وہاں سے بھاگ کر اپنے گھروں میں گھس گئے پھر ہوا نے
بعضوں پر دیواریں گرا گرا کر ہلاک کر دیا اور بعضوں کو گھر سے نکال کر اوڑا لیجاتی تھی اور انکے پوست
تن سے جدا جدا کر کے اور گردنیں توڑ کر اوندھا زمین پر ڈال دیتی تھی۔ اور بعضے کہ گھروں میں اور غاروں میں
چھپے تھے انکو وہاں سے نکال کر اور بلندی پر لیجا کر زمین پر ہلاک کر دیتی تھی ایک رئیس معہ اپنی قوم کے
کہ ایک گوشے میں چھپ رہا تھا چار دن تک انکو کچھ آفت نہ پہونچی تھی پانچویں دن حضرت ہود نے
اسکے پاس آکر کہا دیکھا تو نے کہ خدا تعالی نے عاد یوں کے ساتھ کیا کیا اگر اب بھی تو ایمان لاوے تو
اس بلا سے نجات پاوے اس مردود نے سخن حضرت ہود علیہ السلام پر کچھ التفات نہ کیا چھٹے دن پھر وہ ہوا
اس غار میں گھس گئی اور ایک کو دوسرے سے ٹکرا کر مار ڈالا تا آنکہ رئیس تنہا باقی رہ گیا ساتویں دن حضرت
ہود علیہ السلام پھر اسکے پاس آئے اور کہا کہ دیکھا تیرے گروہ پر کیا گذرا اب بھی توبہ کر اور ایمان لا کہ
یہاں سے تو سلامت نکلے اسنے کہا اگر ایمان لاؤں تو تیرا خدا مجھکو کیا دے حضرت ہود نے کہا بہشت تجھکو
عطا کرے اس مردک نے کہا کیا فائدہ کہ اپنے عادی تو مر گئے فرمایا کچھ جواب باقی ہیں اگر تو انکے ساتھ
موافقت کرے تھوڑی مدت میں ہر ایک سے سو فرزند پیدا ہوویں کہ پھر تیری قوم بڑھ جاوے کہا اے ہود
اس ابر میں یہ لوگ کہ مثال شتران بختی کے نظر آتے ہیں کون ہیں فرمایا کہ یہ فرشتے ہیں کہ اس امر پر
موکل ہیں کہا اگر میں ایمان لاؤں تو تیرا خدا انسے قصاص لیگا فرمایا واسطے اوپر تیرے کبھی تو نے دیکھا
ہے کہ جو کوئی بادشاہ کبھی کسی سپاہی کو کسی باغی اور طاغی کے مارنے کے واسطے بھیجے اور وہ سپاہی
اوسکو مار ڈالے پھر بادشاہ اس سپاہی سے قصاص لیوے جب حضرت ہود اسکے ایمان لانے سے ناامید
ہوئے تو ہوا نے اس غار میں گھس کر دھڑ اوٹھا کر دست پٹکا اور مار ڈالا کہتے ہیں کہ تسخیر باد بر قوم عاد
آخر ماہ شوال میں ہوئی تھی سات شب اور آٹھ دن متواتر وقت صبح بدھ کے دن سے دوسرے بدھ
کی شام تک اور حضرت ہود چلے اس بلا سے جیسا کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ سورۃ الحاقہ میں فرمایا ہے و اما ثمود

عاد فاهلکوا بریح صرصر عاتیة سخرها علیهم سبع لیال وثمانیة ایام حسوما فتری القوم فیها صرعی کانهم اعجاز نخل
خاویة فهل تری لهم من باقیة یعنی اور جو تھے عاد پس ہلاک کیے گیے ساتھ باد تند حد سے
نکل جانیوالی کے کہ لگا دیا اوس باد کو اوپر اونکے سات رات اور آٹھ دن جڑ کاٹتی پس دیکھتا تو اوس قوم کو
بیچ اوسکے گرے ہوے گویا کہ وہ لکڑیاں ہین کھجور کی کھوکھلی پس کیا دیکھتا ہے تو انمین کوئی باقی اور روضۃ الصفا
مین منقول ہے کہ ایام عجوز کہ اہل تنجیم انکو آخر زمستان مین درج تقویم کرتے ہین انھین دنون سے عبارت
ہی اور ان دنون کا ایام عجوز اسواسطے نام ہوا ہے کہ ایک عجوزہ یعنے بڑھیا اوس قوم مین سے خوف تندی ہوا
سے تہخانہ مین چھپ رہی تھی آٹھوین دن وہان بھی وہ ہوا پہونچی اور اوسکو ہلاک کر دیا القصہ قوم عاد سے
ایکدن کوئی بھاگنے والا زندہ نرہا مگر وہ لوگ کہ مکہ مین دعا کے واسطے گئے تھے اور جو وہین تھے کہ ناگاہ ایک مرد
شتر سوار شب مہتاب مین پیدا ہوا کہ تین راتین واقعہ ہلاک قوم عاد سے گذری تھین انھون نے اوس سے
پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے اور کہان جائیگا اوسنے کہا مین ایک امت حضرت ہود سے ہون اور
شہر عاد سے آیا ہون اور ولایت مصر کو جاونگا انھون نے اپنی قوم کی خبر پوچھی کہا انکا خرمن زندگانی
ساتھ باد خزانی موت کے پریشان ہوگیا پھر انھون نے حضرت ہود اور انکی امت کے حال سے سوال کیا
کہا وہ سلامت ہین قیل اور اونکے یارون نے جب اپنے دوستون کی ہلاکت اور اپنے دشمنون کی سلامتی
سُنی کہا اے پروردگار اس شربت ہلاکت سے کہ ہمارے دوستون کو تونے چکھایا ہمین ہمکو بھی نصیب کر
کہ ہماری زندگانی بغیر دوستان جانی کس کام کی ہے اور بعضی روایتون مین قصص التنزیل مین ابو سلیم
وغیرہ سے روایت کی ہے کہ انھون نے بعد سننے اس واقعہ کے خدا سے تعالے سے بقاے ابدی کی خواہش
کی خدا نے التفات نکی کہ ہمیشہ رہنا اس جہان مین جملہ محالات سے ہے انھون نے کہا تو ہمکو ہلاک کر کے
ہماری قوم کے ساتھ واصل کر حق تعالی نے ہوا کو بھیجا کہ انکے ساتھ بھی اسیطرح پیش آئی فصل دوسری
ذکر شدید اور شداد پسران عاد اور صفت بہشت شداد مین کہ بہ باغ ارم مشہور ہے کہ ذکر ان دونون بادشاہون
جبارہ کا لائق ذیل سلاطین نامدار کتب تواریخ مین مناسب سیاق تحریر تھا لیکن چونکہ سیر نویسان معتبر تھے
کہ ہستے پیش اور دانش و فرہنگ مین بیش تھے بسبب رعایت منطوق لازم الوثوق ارم ذات العماد التی لم
یخلق مثلها فی البلاد کہ ناطق توصیف عمارت عالیہ شداد کی ہے کتب سیر مین حضرت ہود علیہ السلام
کے بعد لکھا ہے اور اسکے قصہ کو منجملہ قصص قرآنی محسوب کیا ہے لاجرم قلم مشکین رقم بیان ان دونون
بادشاہون مین متابعت سلف بجا لاتا ہے مدارک اور مغنی اور مواہب اور قصص الانبیا
اقوال بطریق اجمال بیان کیا ہے کہ عاد مذکور کے دو بیٹے تھے شدید اور شداد یہ دونون بادشاہ تھے کہ تمام
اہل مشرق اور مغرب کو قہر اور غلبہ کے ساتھ مطیع اور فرمانبردار اپنا کیا اور روضۃ الصفا مین لکھا ہی
کہ شدید اگرچہ مشرک تھا لیکن ایسا بادشاہ عادل تھا کہ اداے قانون عدالت جمشید وارسی جام جہان نما

عقل کو آئینہ روزگار بنایا تھا اور بلاشبہ قاعدۂ اسکندری سے چشمۂ حیات کا ہمیشہ طالب تھا گویا سلطنت
مین دل خلق اللہ کو کھینچتا تھا اور دائرۂ احسان و کرم سے مرجع جان خاص و عام کو دام محبت مین لاتا تھا
اسکے غایت عدل سے بھیڑیا گاے بھینسون مین مقام ہمشیرگی مین ہوتا تھا اور اسکی کمال سیاست سے
باز تعرض کنجشک سے پہلو تہی کرتا تھا کہتے ہین اسنے اپنی مملکت مین ایک شخص کو عہدۂ قضا پر منسوب کر کے
اسکا کچھ مشاہرہ مقرر کیا تھا وہ قاضی ایک برس تک محکمہ مین بیٹھا کیا لیکن ایک مسلم بھی اس سے فساد
نہ ہوا اور کوئی جھگڑا اور قصہ اسکے پاس نہ آیا ناچار و مجبور برس دن کے بعد قاضی نے بادشاہ سے کہا
مجھکو روا نہین کہ قضا کی اجرت لون کسواسطے کہ اتنی مدت مین کوئی قضیہ مجھ تک نہین آیا اور مین نے کسی
امر مین کوئی حکم نہین کیا کہ اسکے سبب سے مستحق اجرت ہون اور شداد نے کہا قضاۃ کی اجرت لینی چاہئے
کہ جو اس مہم کا وظیفہ ہے اسپر تو نے قیام کیا ہے القصہ بعد ازین دو شخص اس قاضی کے محکمہ مین آئے
ایک نے اُنمین سے کہا کہ ایک زمین مینے اس شخص سے خریدی ہے اور اسمین سے ایک خزانہ پایا ہے ہر چند
کہ مین اس بائع کو کہتا ہون کہ اس گنج کو اپنے تصرف مین لا کہ فقط زمین مین نے خریدی ہے نہ خزانہ یہ شخص
اسمین تصرف نہین کرتا بائع نے جواب دیا کہ مین نے زمین مع اُس چیز کے کہ اسمین تھی اُس مشتری
کے ہاتھ بیچا ہے قاضی نے دونون کا حال تحقیق اور تفتیش کیا معلوم ہوا کہ ایک ان دونون مین بیٹا رکھتا ہے
اور دوسرا بیٹی حکم کیا کہ یہ دونون باہم دگر اپنے فرزندون مین شادی کردین اور یہ خزانہ اپنی بیٹی کے
جہیز مین دیکر ایک دوسرے کے حوالہ کردے۔ کہتے ہین بعد سات سو برس کے شداد مرگیا اور شداد نے
ثروت اور مکنت زائد از حد بہم پہنچائی۔ چارسو چند بادشاہ اسکے زیر حکم ہوئے اور کسی کو بادشاہان
روے زمین سے اسکے ساتھ مجال مقاومت کی نرہی اس تجبر کے سبب سے یہ خدائی کا دعوی کرنے
لگا دانشمندون اور داناؤن نے کہ میراث انبیا مین سے علم باقی رکھتے تھے اس لعین کو پند اور نصیحت کرکے
عذاب سے خدا کے ڈرایا اور بعبادت حق تعالے دعوت کی یہ مردود ابدی باز نہ آیا تا آنکہ خداے عزوجل نے
حضرت ہود علیہ السلام کو شداد کی دعوت کے واسطے بھیجا حضرت ہودؑ نے اسکے پاس آکر کہا خداے تعالی نے
تجھکو ہزار برس کی عمر دی ہے اور ہزار خزانے تو نے جمع کیے اور ہزار دختران خوبرو کی تو خواستگاری کرچکا
اور ہزار لشکر کو شکست دی یہ نعمتین کہ تجھکو اللہ تعالے نے عطا فرمائین اب اسکے شکرانے مین ایمان لاؤ
اسنے کہا اس دولت و نعمت اور جاہ اور ثروت سے زیادہ مجھکو اسکی عبادت مین کیا حاصل ہوگا جو کوئی
کسی کی خدمت بجا لاتا ہے تو بنا بر طمع ترقی منصب اور حصول دولت کے بجا لاتا ہے مجھکو سب چیز حاصل ہے
مین کسی کی خدمت کی حاجت نہین رکھتا ہون حضرت ہودؑ نے کہا یہ تمام ملک اور دولت دنیا زائل
اور فانی ہے حق تعالے اپنی عبادت کے ثواب مین تمام دنیا سے بہتر ایک چیز عطا فرماتا ہے کہ نام اسکا
بہشت ہے تجھکو چاہیے کہ پیش از نزول موت اور حلول فوت اعمال نیک کرے تا موجب نجاح دوجہانی

اور وہ اسباب خلاص چاہتا تھا کہ شداد نے کہا بہشت کیا چیز ہے اور کیسی ہے حضرت ہود نے بہشت کے اوصاف
بیان کیے اُس شقی نے کہا مجھکو ایسی بہشت کی حاجت نہیں ہے کس واسطے کہ دنیا میں ایسی بہشت بنا سکتا ہوں
اور اُسکے بنانے پر مستعد ہو کر ایک ایلچی روانہ کیا اور ضحاک تازی کو کہ اسکا بھانجا تھا اور اوسوقت ملک
مملکت جمشید پر مستولی تھا کہلا بھیجا کہ اسقدر زر و سیم اور جواہر بنا بر مصالح بہشت کے ضرور ہے روانہ کیا جاوے
ضحاک نے بموجب فرمان شداد خزانہ فراوان بلاد شام میں بھیجا اور تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ ایک سو
شخصوں کو اپنے معتبر سرداروں میں سے معین کیا اور ہزار ہزار آدمی ہر ایک کے ہمراہ مقرر کیے تا شغال
تعمیر عمارت میں مددگاری اُن سرداروں کی کریں اور سبکو ہر ایک کام پر متفرق کیا اور جمیع ممالک ربع و
مسکون میں حکم بھیجے کہ چاندی اور سونے کی کانوں سے اینٹیں نقرئی اور طلائی بنا کر جلد ارسال کریں
اور خزانے کہ زمین میں مدفون تھے انکو نکالا اور متصل کوہ عدن کے کہ دیار عرب میں واقع ہے ایک
شہر پاکیزہ اور مربع الجوانب کہ دور اسکا چالیس کوس تھا بہشت بنانے کے لایق پایا اور تین ہزار
استاد ہنرمند اور معمار دانشمند بہشت کے بنانے کے لیے مقرر کیے کہ اُنہوں نے اُس شہر کی ہر جانب کو
دشن کروہ بنیاد رکھی اول اُسکی بنیاد کو کھود کر پانی تک پہونچایا اور سنگ سلیمانی سے اُسکو بھر ایسا کیا
اساس زمین پر نمودار ہوا پھر چاندی اور سونے کی اینٹوں سے اُسکی چار دیواری بنائی اور بہت اونچی اُن
دیواروں کی بلندی کہ متوازی تھی آسمان کے رکھی اور کنگرے مروارید اور مرجان کے مرصع کاری سے
آراستہ کیے کہ وقت طلوع آفتاب اور اُسکے اشراق شعاع عالمتاب سے آنکھیں اُن دیواروں کو
دیکھنے سے خیرگی کرتی تھیں پھر اُس چار دیواری شہر میں ہزار محل چاندی اور سونے کے اور ہر محل کے
ہر گوشہ ہزار ستونوں پر مشتمل تھے بنائے اور ستون بھی زبرجد اور یاقوت سے درست کیے اور محلوں کو اونچی
کھڑکیاں اور تختے بطور منظر باغ کے بنوائے بہت خوب اور جمنہا سے مرغوب ترتیب دیے اور اُس شہر کے وسط میں
ایک نہر جاری کی اور اُس نہر سے چھوٹے چھوٹے حوض محلوں اور بنگلوں میں روان کیے اور اُس نہر کے
صحن کو سنگریزہاے قیمتی اور یاقوت اور جواہر سے پر کیا اور نہر کے کناروں پر طرح طرح کے درخت نصب کیے
کہ تنے اُنکے سونے کے اور ٹہنیاں زمرد کی اور بجاے شگوفہ یاقوت اور مروارید لگائے تھے اور دیواریں
مکانوں اور دوکانوں کو مشک اور عنبر سے کہ گلاب میں گارا کیا تھا کہگل کیا اور جانوران خوش آواز
اور خوش منظر دلکش صورتوں یاقوت اور جواہر سے بنا کر درختوں پر نصب کیے اور گرداگرد شہر ہزار منار زر اور
جواہر کے بلند بنائے اور اُن مناروں پر چوکیدار مقرر کیے تا نوبت بنوبت نگہبانی کریں اور دروازے
بہشت پر چار میدان آراستہ کیے اور میوہ دار درخت اُنمیں لگائے اور ہر میدان میں لاکھ کرسیاں
چاندی اور سونے کی رکھیں جب یہ شہر مع منازل اور قصور تیار ہوا تو حکم کیا واسطے تمام شہر کے قالین
اور فرش ریشمی زرتار بنا دیں اور چاندی اور سونے کے باسن اُس شہر کے مکانات میں ترتیب سے چنیں

اور بعضی نہروں میں آب شیرین اور بعضی میں شراب اور بعضی میں دودھ اور بعضی میں شہد اور شربت جاری
کیا اور بازاروں اور دکانوں کو بھی پردہ ہاے زرتار منقش سے آراستہ کیا اور ہر اہل حرفت اور صنعت کو
انہیں بٹھا دیا تا اپنے کاموں میں مشغول رہیں اور انواع اور اقسام کے کھانے اور حلوے تر باورچی
خانوں میں پکنے کے واسطے مہیا کیے تا برسم و رسش سرکار بادشاہی سے تمام اہل شہر کو پہونچیں
چنانچہ تین برس تک رات دن اتمام اور اہتمام اس شہر میں مصروف اور سرگرم رہے اور تفسیر عزیزی میں
لکھا ہے کہ بارہ برس کی مدت میں یہ شہر اس کیفیت کے ساتھ تیار ہوا۔ پھر لڑکیاں خوبصورت
اور لڑکے خوبرو ہر شہر اور اطراف عالم سے منگا کر بجاے حور و غلمان وہان چھوڑ دیے اور نام اس
عمارت کا ارم رکھا بسبب مناسبت نام دادا اپنے کے کسواسطے کہ شداد نسل اس عاد اولی سے تھا کہ
عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام اور معروف بعاد قدیمہ اور ساکن متصل عدن کے تھے
چنانچہ اوپر بیان ہو چکا۔ پھر حکم کیا کہ جمیع امراے عظام باکمال تجمل اور احتشام اس شہر میں داخل ہوں
اور آپ بھی مع لشکر بیقیاس واسطے سیر و تماشے اس جاے دلکشا کے کمال تبختر اور غرور سے روانہ ہوا
اور بطریق استہزا اور تمسخر لاف و گزاف کرنے لگا کہ دیکھا بنا بر حصول ایسی بہشت کے مجکو تکلیف دیتے تھے
کہ اپنے سر کو کسی کے روبرو خم کروں اب میری قدرت اور ثروت دیکھی اور استغنا اور بے نیازی
میری مشاہدہ کرلی کہتے ہیں جب اس شہر کے متصل پہونچا اس شہر کے آدمی جوق جوق اور فوج
فوج اسکے استقبال کے واسطے آئے اور زر و جواہر سپر نثار کیا ہنوز اسکا ایک قدم شہر کے دروازے پر
تھا اور ایک قدم اندر کو کہ ایک آواز تند آسمان پر سے پیدا ہوئی کہ تمام خلائق ہلاک ہو گئی اور بادشاہ
دروازے پر گر پڑا اور جان نکل گئی اور حسرت دیکھنے اس شہر کی کہ شداد نے اس مشقت اور تلاش
سے درست کیا تھا مصرع دل کی دل ہی میں رہ گئی افسوس + اور ایک روایت میں اسطرح سے ہے کہ ہمراہ
دو سو غلام زرین لباس کے ساتھ واسطے سیر اس باغ کے روانہ ہوا جب نزدیک پہونچا تو سب غلاموں
کو اس چاروں میدانوں میں چھوڑ دیا اور آپ ایک غلام کے ساتھ دروازہ بہشت پر گیا ایک پاؤں رکاب
میں سے نکال کر دروازے کی چوکھٹ پر رکھنے پایا تھا کہ ایک شخص وہان کھڑا دیکھا پوچھا کہ تو کون ہے
وہ بولا ملک الموت کہا کیوں آیا ہے کہا تیری جان لینے کو کہا مجکو اتنی مہلت دے کہ میں ایک بار اپنی
بہشت کو دیکھ لوں کہا مجکو حکم نہیں پھر کہا اتنی فرصت دے کہ گھوڑے پر سے اوتر آؤں کہا یہ بھی اجازت
نہیں ایک پاؤں رکاب میں اور ایک پاؤں چوکھٹ پہ تھا کہ ملک الموت نے جان اس ناپاک کی قبض
کی اور پھر حضرت جبرئیل نے ایک آواز ہولناک ماری کہ تمام غلام اسکے کہ چاروں میدانوں میں تھے ہلاک
ہو گئے اور اس بہشت کو زمین میں لیکر اتار دیا کہ اسکا کچھ اثر باقی نہ رہا اور تفسیر عزیزی میں لکھا
ہے کہ بعض کتابوں میں نظر سے گذرا ہے کہ ملک الموت سے حق تعالی نے پوچھا کہ تجکو قبض کرتے روح

کبھی مخاوف میں رقت تم سے پہونچی یا نہیں ملک الموت نے عرض کیا بار خدایا دو شخصوں کی روح قبض کرنے میں
مجکو نہایت رقت دامنگیر ہوئی ہے اگر حکم تیرا نہوتا تو میں ہرگز اُنکی روح قبض نکرتا ایک اُن شخصوں میں
لڑکا تھا نو تولد کہ اپنی ماں کے ہمراہ کشتی کے تختے پر کہ دریائے شور میں بہتا جاتا تھا مجکو حکم ہوا کہ اوسکی
ماں کی جان قبض کروں اوسوقت مجکو اُس لڑکے کے حال پر رقت دامنگیر ہوئی کہ خبرگیر اُس طفل کا
سوائے اوسکی ماں کے کوئی نتھا دوسرے وہ بادشاہ کہ جسنے کمال آرزو سے ایک شہر بنایا کہ کوئی شہر دنیا میں
ویسا نہیں بنا ہے جب اُس بادشاہ نے چاہا کہ دیکھے اُس شہر کے دروازے پر قدم رکھا حکم ہوا کہ روح اُسکی قبض
کروں اُسوقت نظر حسرت کے کہ وہ بادشاہ اپنے دل میں لیگیا مجکو رقت ہوئی تھی ارشاد ہوا کہ یہ بادشاہ
وہی لڑکا تھا کہ اسکو ہمنے واسطے پرورش اور بچانے اُس قوت اور ثروت پر پہونچایا تھا جب وہ اِس مرتبہ کو
پہونچا تو ہمارے فرمان قضا جریان سے سرکشی کی اور تکبر اختیار کیا اور اپنے اعمال ناشایستہ کی خبر پائی
راویان انجمن حکایت اور ناقلان سخن روایت کرتے ہیں کہ وہ تختہ کشتی کہ جسپر وہ لڑکا رہگیا تھا بہتے بہتے
کنارے پر دریا کے پہونچا وہاں اُس گانون کے دھوبی کپڑے دہوتے تھے اُنہوں نے جب دیکھا کہ
ایک لڑکا تختے پر ایک مردے کے ساتھ بہتا چلا آتا ہے دریا میں اُتر پڑے اور اوس تختے کو کھینچ کنارے پر لائے
مردے کو تو دفن کر دیا اور بچے کو اپنے مہتر کے پاس لے گئے مہتر گازران بچہ خوش شکل اور خوش قیافہ دیکھکر
فریفتہ ہوا چونکہ اسکے اولاد نہ تھی اسکو فرزندی میں لیا اور پرورش کرنی شروع کی تا آنکہ یہ لڑکا شرہ برس
کا ہوا اور آثار بزرگی اور دانشمندی اسمیں لڑکپن ہی میں نمودار ہوئے ایک دن گانون کے باہر
لڑکوں میں کھیل رہا تھا کہ ناگاہ شور اور غل ہوا کہ بادشاہ کی سواری آتی ہے اور لشکر آنا شروع ہوا
اور سارے لڑکے ڈر کر اور ہیبت کہا کر بھاگ گئے اور یہ طفل بجرأت تمام ایک ٹیلہ پر کھڑا ہو سواری
کے گذرنیکا تماشا دیکھا کیا تا آنکہ جتنا لشکر تھا اُسکی نظر سے گذر گیا اور پیادے بادشاہی کہ عقب لشکر بنابر
محافظت گرے پڑے کے متعین تھے گذرنے شروع ہوئے اُن پیادوں میں سے ایک نے دیکھا کہ ایک پڑیا
کاغذ کی سڑک میں پڑی ہوئی ہے اُسکو اُٹھا لیا اور کھولا تو دیکھا کہ اُس میں سرمہ ہے اُس پیادے نے
اپنے یاروں سے کہا کہ یہ سرمہ پایا ہے اور مجکو ضعف بصارت ہے اگر تم کہو تو اسمیں سے میں اپنی آنکھوں میں
دو ڈالوں شاید بینائی بڑھے ساتھیوں نے کہا کہ راہ میں سے گری ہوئی چیز اُٹھانی نہیں چاہیے تھی اور اگر اوٹھائی
ہے تو بے امتحان اپنی آنکھوں میں ڈالنا روا نہیں چاہیے کہ پہلے اُسے اور کسی کی آنکھ میں استعمال کرے
اگر مضر نہو تو تو بھی استعمال کرنا اُس پیادے نے دائیں بائیں دیکھا کوئی اُسکو معلوم نہوا مگر یہ لڑکا پشتہ
پر کھڑا ہوا سیر دیکھ رہا تھا اُس پیادے نے کہا اے لڑکے یہاں آ تیری آنکھوں میں سرمہ دوں تا تجھکو
زر بسیار بخشش حاصل ہو وہ لڑکا دوڑا ہوا پیادے کے پاس گیا اور سرمہ کی پڑیا پیادے کے ہاتھ سے
لیکر اور ایک اُنگلی اُس سرمہ سے بھر کر اپنی آنکھ میں کھینچی پھر دیکھنے کھینچتے کے اور دفینے زمین کے اُسکی

نظر مین ظاہر ہونے شروع ہوئے اس طرح سے کہ جیسے کوئی چیز پانی کی تہہ مین سے معلوم ہوتی ہو لڑکے نے
از راہ عیاری اور عقلمندی فریاد کرنی شروع کی کہ اے ظالمو نا انصافو تمنے میری آنکھ اندھی کر دی مین بادشاہ
کے پاس جا کے فریاد کرتا ہون اپنے گھر سے اد لوا تا ہون بیاد ہ یہ کلام سنکر دہقان اور خیزان سراسیمہ اور حیران
ہو گئے پر لڑکا جبر کر انکا نذر لیکے اپنے گھر آیا اور وعدہ بھی ان کے سے نکلوتے ہین یہ اسرار بیان کیے مہتر نے
کہا اگر لیدے اور خبر دی جو سے موجود پائین رات کو جب سب سو رہین تو کدال پھاوڑا ہمراہ لیکر جہان کہ تختہ کو
کھڑا دیا معلوم ہے تمنے پایا اور تمہارے کہ بہیون سے میرے رفیق ہین انکو ساتھ لے اور جسقدر کہ تجھسے
ہو سکے اٹھا کر لے آ اس لڑکے نے اسطرح پر عمل کرنا شروع کیا اور مال کثیر لایا کیا اور تمام گانونکے آدمیون
کو اپنے ساتھ متفق کر کے وہان کے رئیس کو مار ڈالا اور آپ انکی جگہ متصرف ہوا اور رفتہ رفتہ یہ خبر حاکمون
اور فوجدارون کو پہونچی وہ سب درپے انتقام ہوئے اس لڑکے نے بھی فوج نگہداشت کی اور مقابلہ کیا
اور غالب آیا تا آنکہ وہ بادشاہ مرگیا اور اس لڑکے نے خروج کیا اور بادشاہ ہوا اور رفتہ رفتہ اقالیم اور
دور دراز پر بھی دستیاب ہوا اور تمام بادشاہ روے زمین اسکے زیر فرمان ہوئے اب جاننا چاہیئے کہ وہ
شہر کا ستہ بنا یا تھا کیا ہوا۔ تفاسیر معتبر مین لکھا ہوا ہے کہ بعد ہلاک ہونے اس بادشاہ اور اوسکے لشکر کے
اللہ تعالی نے اس شہر کو آدمیونکی نظر سے پوشیدہ کر دیا مگر یہ کہ بعضی اندھیری راتون مین گرد نواح
شہر عدن کے آدمیون کو کچھ تابش اور درخشندگی وہان نظر آتی ہے کہتے ہین کہ یہ تابش اسی شہر کی دیوارون
کی ہے۔ اور عبد اللہ بن قلابہ کہ ایک شخص ہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سے ایکدن
اُس نواح مین وارد ہوا تھا ایک اونٹ اُسکے اونٹون مین سے کہ وہان چر رہے تھے بھاگ گیا اُس اونٹ
کی طلب مین ڈھونڈتا ہوا اُس شہر کے متصل پہونچا بمجرد دیکھنے مینارون اور دیوارون اُس شہر کے
مدہوش اور مبہوت ہوگیا اور اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ شہر بعینہ اُس بہشت کی صورت ہے کہ ہمارے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے شاید در عالم معاملہ مجکو بہشت دکھائی ہوا القصہ جب شہر
کے دروازے پر پہونچا اور اندر گیا دیکھا کہ محل اور درخت اور نہرین سب مشابہ بہشت موعود کے ہین اور
شہر مین کوئی نہین ہے کچھ جواہر اور یاقوت کہ صحن کو شکون مین پڑے ہوئے تھے اپنی چادر مین اٹھا لیے
اور بسبب خوف تنہائی باہر آکر دمشق کی راہ لی اور معاویہ بن ابی سفیان سے کہ بادشاہ وقت تھے تمام
ماجرا کہا معاویہ نے اُس سے پوچھا کہ اُس شہر کو خواب مین دیکھا ہے یا بیداری مین اُسنے کہا بیداری
مین اور اُس شہر کی علامتین یہ ہین کہ کوہ عدن سے وہان تک اسقدر فاصلہ ہے اور فلان جگہ فلان
درخت ہے اور فلان مقام پر فلان کنوان ہے اور یہ جواہر اور یاقوت کہ وہان سے اٹھا لایا ہون موجود ہین
معاویہ اس حال کے سننے سے متعجب ہوا اور اسوقت کے جو علما تھے اُنسے دریافت کیا کہ آیا دنیا مین
کوئی شہر ہے کہ چاندی سونے کا بنا ہوا ہے اور ایسی خوبیون کے ساتھ موصوف ہو عالمون نے کہا ہان

کہ قرآن مجید میں اس شہر کا ذکر آیا ہے اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ؕ یعنے ارم ستونوں والی کہ نہیں پیدا کیا گیا مانند اُسکے شہروں میں اور اس شہر کو حق تعالیٰ نے آدمیوں کی نظر سے پوشیدہ رکھا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص میری امت میں سے اس شہر میں جاویگا کہ سُرخ رنگ اور کوتاہ قد اور اُسکی بھووں پر اور گردن پر تل ہوگا اور اپنے اونٹ کو تلاش کرتا ہوا اس شہر میں پہونچیگا اور عجائب غرائب اُسکے مشاہدہ کریگا جب معاویہ نے یہ اوصاف عبد اللہ بن قلابہ میں ملاحظہ کیے مطابق اُسکے کہا واللہ یہ مرد وہی شخص ہے صدق اللہ ورسولہ

فصل تیسری بیان مدت اور وفات حضرت ہود علیہ السلام میں

- معارج النبوۃ میں مذکور ہے کہ بعد ہلاک اس قوم مردود کے حضرت ہود علیہ السلام نے اپنے مومنوں کے ساتھ ایک طرف حضر موت میں عمارتیں اور شہر میں بنائیں اور باامن و امان اُن مکانوں میں رہنے لگے آخر بقضائے الٰہی حضرت ہودؑ نے اس عالم سے رحلت کی اور بعض روایات میں حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضر موت کے پہاڑ میں ایک پہاڑ ہے اور اُسپر ایک گنبد عالی ہے اور آگے سنگ وخام کی تختی ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام نے اُسپر چند سطریں بطریق وصیت لکھی ہیں کہ ابتدا اُسکے یہ لکھا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰى اَنَا هُوْدُ النَّبِيُّ رَسُوْلُ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ اِلَى الْاُمَّةِ مِنْ عَادٍ دَعَوْتُهُمْ اِلَى الْاِيْمَانِ بِخَلْعِ الْاَصْنَامِ وَالْاَوْثَانِ فَعَصَوْنِيْ فَاَهْلَكَهُمُ الرِّيْحُ الْعَقِيْمُ فَاَصْبَحُوْا كَالرَّمِيْمِ ؕ یعنے شروع کرتا ہوں میں بنام خدائے بلند و بلند ترین ہوں ہود نبی بھیجا ہوا پروردگار زمین اور آسمان کا طرف ایک جماعت کے اولاد عاد سے پس بلایا میں نے اُن اولاد عاد کو طرف ایمان کے اور چھوڑ دینے اصنام اور بتوں کے پس نافرمانی کی میری اُن کافروں نے پس ہلاک کیا اُن لوگوں کو بڑی تند آندھی نے پس ہو گئے وہ عادی مانند استخوان بوسیدہ کے اور بروایت مقبلان ثوری اور عطا بن مطلب اور عبد الرحمن بن ثابت سے طرح حسب ہے کہ بعد خراب ہونے شہر ہاے عاد کے حضرت ہودؑ مکہ میں آگئے اور وہاں تا زمان وفات رہگئے اور قبر شریف اُنکی مع اُٹھانوے اور پیغمبروں کے کہ صالح اور شعیب وغیرہ ہیں وہاں موجود ہے اور معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ قبر مبارک حضرت ہودؑ کی ساتھ ایک کم سو پیغمبروں کے کہ انہیں سے صالح اور شعیب اور اسمعیل ہیں درمیان رکن اور مقام زمزم کے ہے اور بروایت وہب بن منبہ سے طرح حسب ہے کہ جب حضرت ہودؑ مکہ معظمہ میں افعال حج بجا لائے تو ملک الموت بصورت ایک مرد اُنکے پاس آیا اور ایک حلہ بہشت کے حلوں میں سے حضرت ہودؑ کے ہاتھ میں دیا حضرت ہودؑ نے کہا یہ کیا اچھا حلہ ہے اگر اجازت ہو تو میں لوں کہا میں لو حضرت ہودؑ نے پہن لیا ملک الموت نے کہا یہ تیرا کفن ہے اور میں تیری روح قبض کرنے کو آیا ہوں حضرت ہودؑ نے کہا ذرا فرصت دو کہ میں اپنے گھر جا کر اپنے لڑکوں کو وداع کر لوں کہا حکم نہیں کہ ایک قدم تو یہاں سے اُٹھانے پاوے اور وہیں جان قبض کی اور حضرت جبرئیلؑ سو دا لائے اور اور فرشتہ مقرب آئے اور اُنپر نماز کی اور صفا و مروہ

کے بائین دفن کیا اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ قبر حضرت ہود کی درمیان دار الندوہ اور باب بنی شیبہ کے ہے
اور حلیہ شریف ایسا ہے کہ صباحت ملاحت کمال رکھتے تھے اور دراز قد اور سپید رنگ ہولی اور حضرت آدم علیہ السلام
کی ساتھ شباہت مشابہ تھے اور اسم اور لقب انکا یہ تھا کہ زبان عبرانی مین انکو عابر کہتے ہین اور عربی مین
ہود نبی اللہ اور کمال زاہد اور عابد اور سخی اور مشفق تھے اور تصدیق بہت کرتے تھے اور کبھی کبھی تجارت
کیطرف میل کرتے تھے اور شریعت انکی حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت کے ساتھ مطابق تھی اور عمر بقول
صحیح ایک سو چونسٹھ برس کی تھی اور بروایت علماء نصاری تین سو چھتالیس اور بقول اکثر مفسرین ایک سو پچاس
اور ایک قول سے چارسو اسی اور بستان فقیہ ابو اللیث مین مذکور ہے کہ دو سو چونسٹھ برس کی عمر تھی

باب ساتوان بیان قصہ حضرت صالح علیہ السلام مین اور اسمین تین فصل ہین فصل پہلی ذکر

نسب و رسالت انکی مین تفسیر معالم اور مدارک اور انوار التنزیل اور مواہب علیہ مین سورۂ اعراف مین
لکھا ہے کہ حضرت صالح نو پشت کے ساتھ حضرت نوح کو پہونچتے ہین اور تفسیر مولانا یعقوب چرخی مین
سورۃ الحاقہ مین بیان کیا ہے کہ پانچ پشت کے ساتھ اور حق تعالی نے انکو قبیلہ ثمود پر پیغمبری کے ساتھ
بھیجا اور اولاد اور قبیلہ ثمود بن عامر بن ارم بن سام بن نوح کو ثمود بھی کہتے تھے اور بعضی احکام عاد بن
عوض بن ارم مین اور طبقہ ثمود قبل از واقعہ قوم عاد ولایت حجر مین کہ درمیان دیار حجاز اور دیار شام
واقع ہے رہتے تھے اور جاڑے گرمی کے واسطے کوہستان مین پہاڑون کو تراش کر گھر بنائے تھے اور حجر کو
تا وادی القری کہ جسکو باریتعالے نے سورۂ فجر مین وَثَمُودَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ سے ارشاد کیا ہے ایک ہزار
سات سو شہر آباد سنگین تصرف مین رکھتے تھے اور ہر شہر مین عمارتین بلند کہ جنکے در و دیوار سب
تراشے ہوئے پتھر کے تھے اور تصویرین پھولون کی انہون نے بنائی تھین بنا کیے تھے انہین وادعیش کی دیکھ
تھے اور بت پرستی کرتے تھے اور وادی القری مخصوص نام ایک شہر کا ہے انہین سے کہ طول اور عرض
اسکا برابر مکہ معظمہ کے ہے اور میوہ دار درخت مانند خرما وغیرہ اور چشمے آب روان بہتا ہین اور آبادی
انکی تا زمانہ نبوت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برقرار تھی چنانچہ وہ شہر مع جمیع متعلقات اسکے بعد فتح
خیبر کے بیچ قبضہ قدرت آنحضرت رسالت کے آیا اور ہرچند کہ بہت عمارتین اور باغات بنا کیے ہوئے ثمودیون
کے حجر مین اور اسکے نواح مین بھی موجود تھے لیکن ذکر خاص وادی القری کا بیچ کلام باریتعالے
کے اس جہت سے واقع ہوا ہے کہ یہ مکان انتہا انکے شہرونکے اور متصل سرحد حجاز کے واقع ہے اور
ہنوز آباد ہے۔ بخلاف حجر کے کہ وہ قریب بلاد شام کے ہے اور حجاز سے دور ہے اور ویران اور نابودی
اور ویران پڑا ہوا ہے پس مردم حجاز اسکے حال سے آگاہ نہ تھے اور تفسیر مدارک التنزیل مین مذکور ہے کہ
عمرین انکی تین سو برس سے ہزار برس تک ہوتی تھین حضرت باری عز اسمہ نے [illegible] اور کثرت
مال اور اولاد بسیار انکو عطا فرمائی تھی جیسا کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى [illegible] کلام الہی [illegible]

پیش نہاد کرکے بجاعت اصنام اور عبادت اوثان میں مشغول ہوے اور عصیان و فساد اختیار کیا لاجرم حق سبحانہ جل جلالہ نے بنا بر تنبیہ اس گروہ شقاوت پژوہ کے صالح بن جابر بن ثمود کو کہ بوفور مال اور کثرت ثروت موصوف تھے عنفوان شباب اور شرف جوانی میں اور بعضے کہتے ہیں بعد انقضا سے چالیس سال کے عمر انکی سے بنا بر دعوت کرنے انکے مبعوث کیا اور آنحضرت نے تشریف نبوت اور قواعد رسالت قیام فرمایا اور اس طائفہ باغیہ کو نصیحت کی اور صراط مستقیم اور منہج قویم دعوت فرمائی کہ بتوں کی پرستش چھوڑ دو اور عبادت الہی کیا کرو چونکہ وہ کافر تھے اور معجزے طلب کیا کرتے تھے اور انھوں نے ایک دن عید کا مقرر کیا تھا کہ اس دن باہر آکر عیدگاہ میں بتوں کو سجدہ کرتے تھے ایک دفعہ حضرت صالح ع کو کہا کہ تو بھی ہماری عیدگاہ میں آ تو اپنے خدا کو پکار اور ہم اپنے خداؤں کو پکاریں جس کا خدا جسکی مراد حسب اسکی تابعداری کریں اور کہنے پر اسکے چلیں چنانچہ یہ قول اور قرار باہم کرکے دوسرے روز کہ انکی عید کا دن تھا اپنے بتوں کو آراستہ کیا اور عیدگاہ میں گئے ہر چند کہ انھوں نے اپنے بتوں سے چاہا کچھ بھی نہ ہوا اثر اجابت ظاہر نہ ہوا سب شرمندہ اور ذلیل ہوکر ملول اور غمگین ہوے ایک شخص نے نام کراشف قبیلہ ثمود میں سے تھے اسنے ایک پتھر کہ انکی عیدگاہ میں تھا اسکی طرف اشارہ کرکے حضرت صالح سے کہا کہ اگر اس پتھر میں سے ایک اونٹنی کہ اسکی سیاہ پیشانی اور سفید پشم ہو اور دس مہینے کی پیٹ سے ہو نکلے اور اسوقت جنے تو ہم تیرے خدا کے ساتھ ایمان لاویں اور بتوں کا پوجنا چھوڑ دیں اور اگر تو نہ نکال سکیگا تو ہم تجکو ایذا پہونچاوینگے اور قصص الانبیا میں مذکور ہے کہ وحی آئی کہ اے صالح ہمنے چار ہزار برس پہلے سے تیرے واسطے ایسی اونٹنی اس پتھر میں پیدا کر رکھی ہے کہ تیرا معجزہ ہووے لیکن تو ان سے عہد لے اور اقرار کروا کہ یہ اسکو مار نہ ڈالیں اور اسکا دودھ پیویں حضرت صالح نے انسے عہد لیا اور اقرار کروایا پھر دو رکعت نماز پڑھی اور حضرت رب العزت سے اس معجزے کے اظہار کی درخواست کی اور مومنین نے آمین کہی وہ پتھر ہلنے لگا اور رونے لگا اور اس میں سے اونٹنی جیسی انھوں نے درخواست کی تھی باہر نکلی اور وہ اتنی بڑی تھی کہ ایک پہلو سے دوسرے پہلو تک دو سو گز کی تھی اور روان ہوئی اور آدمیوں میں آکر لیٹ گئی اور جنی اور بچہ بھی ماں کے برابر تھا پھر دونوں جنگل کیطرف جاکر چرنے لگے جندع فی الحال ایمان لایا مگر تمام اشراف ثمود باوجود دیکھنے اس معجزے کے بھی ایمان نہ لائے اور کہا کہ صالح جادوگر ہے اور یہ سات قبیلہ تھے اور ایک کنوان تھا کہ عمق اسکا یعنے گہراؤ سات قد تھا اس میں ہر روز پانی پیدا ہوتا تھا اور ساتون قبیلہ اس میں سے پیا کرتے تھے اور وہ پانی کم ہوتا تھا جب اونٹنی آ کر اس کنوئیں پہ آتی منہ ڈال کر سب پانی پی جاتی حضرت صالح نے بفرمان الہی ونبئهم ان الماء قسمة بينهم ط اس پانی کو تقسیم کیا اور کہا کہ ایک دن یہ پانی اونٹنی پیا کرے اور ایک دن ساری قوم وہ اونٹنی ایکدن سب پانی پی جاتی تھی اور جتنا پانی پیتی تھی اتنا ہی دودھ دیتی تھی اور ساتوں قبیلہ اسکا دودھ دوہکر

پانی اسکو نہین بہرتے تھے اور ایک دن انکی باری کا ہوتا تھا آپ پیتے تھے اور اپنے جانورون کو پلاتے
تھے اور دوسرے دن کہ اونٹنی کی باری ہوتی تھی پہاڑون پرسے پانی لاکر پیا کرتے تھے اور اس دودہ کا روغن
اور پنیر بناکر شہرون مین تجارت کے واسطے بیچا کرتے تھے اور پشم اور بال جو چیز چاہیے ہوتی تھی لیا کرتے تھے
تا انکہ یہ نوبت ہوئی اور چار برس اسی طرح پر گذرے آخر الامر کفران نعمت کو اپنا پیشہ کرکے اپنے تئین درجہ
ہلاکت مین ڈالا فصل دوسری ہلاک ہونے قوم حضرت صالح مین اور درپے ہونے ناقۃ اللہ کے
تفسیر آیہ کریمہ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوٰىهَآ اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰىهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا
فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا یعنے جھٹلایا ثمود نے بسبب
سرکشی اپنی کے جب اٹھا بڑا بدبخت اسکا پس کہا واسطے اُنکے پیغمبر خدا کے نے
محافظت کرو اونٹنی خدا کی کو اور پانی پلانے اُسکے کو پس جھٹلایا اسکو پس پانون کاٹے اسکے پس
ہلاکی ڈالی اوپر انکے رب انکے نے بسبب گناہون اُنکے کے پس خاک برابر کردیا اونکو اور نہین ڈر
پہاڑی اُنکی سے تفسیر مولانا یعقوب چرخی مین لکہا ہے کہ حضرت صالح کی اونٹنی شکل عجیب اور ہیات
عجیب اور صورت غریب رکہتی تھی کہ بدنے اُسکی حقیقت مین کہتے ہین کہ طول اسکے ڈیل کا سو گز تہا اور عرض بہی
اسکا سو گز اور مقدار درازی ہر پانون کی ایک سو پچاس گز اور وہ اونٹنی گرمی کے موسم مین پہاڑ کے اوپر رہتی تھی
اور اور اونٹ اور جانور اس سے ڈر کر بہاگے پہرتے تھے اور نیچے اُترتے تھے اور دبلے ہوکر مرجاتے تھے اور
جاڑے کے موسم مین برعکس اسکے انکا حال پانی کے واسطے خراب تہا اور قبیلہ ثمود مین ایک بڑہیا تھی
عنیزہ نام کہ مال بسیار اور دختران خوبصورت شیرین گفتار اور مواشی اور انعام بیشمار رکہتی تہی بسبب مزاحمت
اور مشارکت اونٹنی کے کہ اُسکے چوپاؤن کو آب و گیاہ سے تکلیف ہوتی تہی اور ایک عورت تہی صدوق
نام بہت حسینہ اور مالدار یہ دونون عورتین حضرت صالح کی اونٹنی کی دشمن تہین کہ اسکے مارنے
مین سعی کیا کرتی تہین اور قدار بن سالف اور مصدع بن دہر یہ دونون مرد اُن پر عاشق تھے اور
یہ بہی دونون مالدار تھے اور انکی خواستگاری کیا کرتے تھے ایک دن یہ دونون مرد ان دونون عورتون
کے گہر مین مہمان ہوے ایک عورت نے کہا ہمارے گہر مین پانی نہین ہے کہ تمہاری مہمانی کرین کس واسطے
کہ آج حضرت صالح کی اونٹنی کی باری ہے اور دوسری نے کہا اگر ہمارے درمیان مین کوئی مرد ہوتا تو
اُس اونٹنی کو مار ڈالتا اُن دو عاشقون نے کہا اگر ہم اوسکو مار ڈالین تو ہمکو کیا دو اُن دونون نے
جلدی سے اپنے منہ پر سے نقاب اُٹہائی اور کہا ہم اور ہمارا سب مال تمہاری ملک مین ہوجاوے تو انہون نے
بہت سی شراب پی اور مست ہوے اور ساتون قبیلون مین سے اپنے سات یار تھے ان کافرون نے انکو
بہی اپنا مشیر کیا یہ نو آدمی جمع ہوکر اُس رستہ مین کہ جس راستہ سے اونٹنی پانی پی جایا کرتی تہی
چہپ رہے جب اونٹنی اونکو دکہائی دی تو انہون نے تلوارین پکڑکر اوسپر حملہ کیا چاہا کہ مار ڈالین اونٹنی

نے بھی حملہ کیا اور یہ سب بھاگ گئے جب اونٹنی نے پانی پینے کے واسطے اپنی گردن جھکائی ایک نے ان دونون
عاشقون مین سے کہ پیچھے چھپے تھے اُٹھکر اوسکا پانون کاٹ ڈالا اور دوسرے نے بایان پانون فَعَقَرُوا
النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ یعنے ناقہ کو پے کیا اور سرکشی کی امر پروردگار اپنے سے اونٹنی منہ کے بل گر پڑی
پھر اورون نے اوسکو دوڑکر مار ڈالا اور اوسکا گوشت بانٹ کر اپنے گھر لے گیے جب اوسکے بچے نے یہ حال
دیکھا بھاگا اور حضرت صالح ع کو یہ خبر پہونچی حضرت صالح ع اور مومن آئے جب اوسنے حضرت صالح ع کو دیکھا رویا اور
تین بار کہا افسوس میری مان اور دوڑتے دوڑتے اوس پتھر کے پاس گیا کہ جس مین سے اوسکی مان نکلی تھی
وہ پتھر پھٹ گیا اور بچہ اوس مین سما گیا اور بیچ مواہب علیہ کے تفسیر سورۃ القمر مین لکھا ہے کہ بچہ اوسکا پہاڑ
پہ آیا اور تین آوازین دیکر آسمان پر چلا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ اوسکو بھی مار ڈالا اوسوقت حضرت صالح ع
نے کہا کہ حق تعالے نے وعدہ کیا ہے کہ تین دن کے بعد تمپر عذاب نازل ہوگا پہلے دن تمہارے منہ زرد
ہوجاوینگے اور دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن سیاہ اور پھر ہلاک ہوجاؤ گے اور وعدہ اوسکا ہرگز
خلاف اور جھوٹا نہین ہے جب حضرت صالح ع نے اسطرحپر کہا بعضون نے قصد کیا کہ حضرت صالح ع کو مار ڈالین
جب مارنے کے قصد پر روانہ ہوے تو فرشتون نے اونکو رستے مین پتھرون سے مار ڈالا اور مواہب علیہ
مین سورۂ نمل مین لکھا ہے کہ ایک غار مین حضرت صالح ع کی مسجد تھی کہ راتون کو وہان نماز پڑھتے تھے
اونھون نے کہا ہمپر تو تین دن کے بعد عذاب نازل ہوگا پہلے عذاب نازل ہونیسے حضرت صالح ع کو مار ڈالا
چاہیئے پس اول شب اوس غار کے پاس جاکر کونے مین چھپ رہے کہ جب حضرت صالح ع آوین تو مار ڈالین
ناگاہ بفرمان الٰہی ایک پتھر اوپر اوترا اور یہ اوسکے نیچے دب گئے اور دروازہ غار کا اوس پتھر سے ڈھپ گیا
اور یہ وہین ہلاک ہو گئے تب اور کافرون نے آپس مین کہا کہ حضرت صالح ع نے انکو مار ڈالا ہم بھی اوسکو مار
ڈالین سب نے لشکر جمع کیا اور یہ کوردل مطلق حقیقت کار سے آگاہ نہوے کچھ لوگ کہ حضرت صالح ع کے موافق
تھے اونھون نے انکو بچا دیا اور کہا صبر کرو اگر تین دن کے بعد عذاب آویگا تو تمکو ہلاک کردیگا اور اگر نہ آویگا
تو تم حضرت صالح ع کو مار ڈالنا اور یہ اونکے کہنے سے باز رہے صبح کو جمعرات کے دن اونکے منہ زرد ہوگئے اور
جمعہ کے دن سرخ اور ہفتہ کے دن سیاہ اتوار کے دن حضرت جبرئیل ع نے آکر اونکے شہر کی دیوارین ڈھائین
کہ یہ سب کچھ سنبھال کر اپنے گھرون مین سے بھاگے اور رونے لگے پھر ایک آواز اون پر ماری اور
آگ آسمان سے پیدا ہوئی کہ سب جلکر راکھ ہوگئے اور ایک روایت سے اسطرحپر ہے کہ اونھون نے
حضرت صالح ع سے پوچھا کہ ہم کس چیز سے ہلاک ہونگے حضرت صالح ع نے کہا جبرئیل ع کی ایک آواز کے ساتھ
اونھون نے بڑے بڑے کنوین کھودے اور اپنے عیال اور اطفال کو اونمین رکھا اور پنبہ کا توشکین روئی
بھری اور بڑے بڑے کپڑے سرون سے لپیٹے تا حضرت جبرئیل ع کی آواز اونکے کان مین نہ پہونچے جب یہ سب
تدبیر کرچکے تو حضرت جبرئیل ع نے آکر زمین سے نیچے سے ایک ایسی چیخ ماری کہ سب مرگئے اور تفسیر مدارک مین

لکھا ہے عقر ناقہ بدھ کے دن ہوا تھا اور ہلاک ہونا انکا ہفتے کے دن ہوا اور تفسیر زاد المسیر میں سورہ ہود مین
لکھا ہے کہ ان تین دنون میں کہ انکے زندہ رہنے کا وعدہ تھا انھون نے اپنے گھرون مین قبرین کھودین
اور اُس مین بیٹھکر منتظر عذاب رہے جب چوتھا دن ہوا اور آفتاب نے طلوع کیا عذاب نازل نہونے
پایا تھا کہ یہ سب اپنے گھرون مین سے نکلے اور یہ ایک دوسرے کو پکارنے لگا کہ ناگاہ حضرت جبرئیلؑ
اپنی صورت اصلی سے پانون زمین پر اور سر آسمان پر اور پانون مشرق سے مغرب تک پھیلے
ہوئے کہ پانون انکے زرد اور بال سفید اور پیشانی نورانی اور رخسارہ روشن اور سر کے بال سرخ بہ رنگ
مرجان ظاہر نمایان ہوئے جب انھون نے یہ حال دیکھا انکی ہیبت سے اپنے گھرون مین گھسکر قبرون مین
بیٹھ گئے حضرت جبرئیلؑ نے نعرہ مارا کہ مُوتُوا عَلَيْكُمْ لَعْنَةُ اللهِ یعنے مرو تم اوپر تمھارے لعنت خدا
کی یکبارگی سب مرگئے اور بھونچال انکے گھرون پر آیا اور چھتین مکانون کی اُنپر گر پڑین حضرت صالحؑ نے
گروہ مسلمانون سے بعد سُنے اس خبر کے کہا کہ تم اس شہر کو چھوڑ دو کہ جائے نزول غضب الٰہی ہے اور حرم
مکہ کا احرام باندھو اور وہین رہو چنانچہ اسیطرح عمل مین آیا اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ حدیث
صحیح مین وارد ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شہر حجر پر سفر تبوک مین گذر فرمایا اپنے یارون سے
ارشاد کیا کہ چاہیئے کوئی تم مین سے اس شہر مین نہ آوے اور پانی اسکا نہ پیوے اور اس گروہ عذاب
چشیدہ پر نہ گذرے مگر آنکہ گریہ کنان اور عبرت گیران ہووے کسواسطے کہ ارواح ان شقیون کی اسی سفر مین
معذب ہین اور جہان کہ عذاب الٰہی ظاہر ہووے اس مسکن سے دور رہنا خوب ہے اور تفسیر وسیط مین
آیا ہے کہ خدائے تعالے نے اس ایک آواز کے ساتھ ہلاک کیا ان لوگون کو کہ قوم ثمود مین سے تھے
مشرق مین اور مغرب مین اور زمین پر اور پہاڑون پر مگر ایک شخص کہ اسکو ابو رغال کہتے تھے کہ کسی تقریب سے
حرم مکہ مین وارد تھا جب تک کہ حرم مین تھا محفوظ رہا اور جبکہ حرم کے باہر آیا اور طائف کی طرف روانہ ہوا
اثنائے راہ مین اسکو بھی وہی پیش آیا جو کہ اسکی قوم کو آیا تھا چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وقت
توجہ مہم طائف کے اسکی قبر پر پہونچے اور اس شہر کے لوگون کی عادت تھی کہ جو کوئی اسکی قبر پر گذرتا
تو سنگسار کرتا آپ نے یارون سے فرمایا کہ آیا تم جانتے ہو یہ کسکی قبر ہے یارون نے عرض کیا ہم نہین
جانتے خدا اور رسول اسکا خوب جانتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا تمام قصہ بیان کیا اور فرمایا
کہ علامت میرے صدق کی یہ ہے کہ اس شخص کے ہمراہ ایک سونیکی چھڑی مدفون ہوئی ہے آدمیون نے
جب یہ ماجرا سُنا دوڑے اور اسکی قبر کو تلوارون سے کھودا وہ چھڑی زرین نکلی اُٹھا لائے اور اسکی قبر
کو پھر بند کردیا اور حضرت رسالت پناہ سے پوچھا کہ ابو رغال کون تھا فرمایا کہ پدر قبیلہ ثقیف اور صاحب
مواہب علیہ مین تفسیر سورہ ص مین لکھا ہے اور نکت اور عیون مین وارد ہے کہ جھٹلانا حضرت
صالحؑ کا انکی قوم سے وقت بعثت ثانی کے ہوا ہے کسواسطے کہ جب پہلے حضرت صالحؑ نے اپنی قوم کو

وحشت کی تھی تو سب ایمان لائے تھے اور جب حضرت صالحؑ نے وفات پائی تو مرتد ہو گئے حق سبحانہ تعالی نے
انکو پھر زندہ کر کے انپر بھیجا اور انھون نے انکو پہچانا اور معجزہ طلب کیے اور اخراج ناقہ کا ہوا بعضے ایمان لائے
اور اکثر نے تکذیب کی اور بسبب عقر ناقہ کے ہلاک ہوئے حضرت صالحؑ ایمان لانے قوم کے سے نا امید ہو کے
اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ ابن عباس سے منقول ہے کہ جب حضرت صالحؑ ایمان لانے قوم کے سے نا امید
ہوئے مغموم ہو کر مناجات کی اور کہا الٰہی مجکو سفر کی رخصت فرما تا سفر کرون شاید تیرے بندون مین سے کوئی بندہ
بزرگوار پاؤن اور کوئی لحظہ انکی مصاحبت سے انس حاصل کرون حضرت باریتعالی نے شرف اجابت ارزانی
فرمایا حضرت صالحؑ نے اطراف اور جوانب مین سیر کرنی شروع کی تا آنکہ ایک شخص کے پاس پہونچے کہ
عبادت پروردگار مشغول تھا حضرت صالحؑ نے اس سے تنہائی کا سبب پوچھا اس شخص نے کہا مین ایک
مقام مین تھا کہ بدترین خلائق خدا وہان مقیم تھی اور کوئی شخص سواے میرے خداے عالم کی پرستش نکرتا
تھا آخر الامر بارگاہ جلال احدیت سے حکم انکی ہلاکت کے واسطے صادر ہوا بجز میرے کسی نے خلاصی نپائی ناچار
اب تنہا ہوا اسے لوازم شکر نعمت کے پیوستہ بمراسم عبادت رب الارباب مشغول ہون حضرت صالحؑ بھی
شکر منعم علی الاطلاق بجا لائے اور بجانب دریا متوجہ ہوئے تا آنکہ ایک جزیرے مین پہونچے اور وہان
ایک شخص کو دیکھا کہ نماز ادا کر رہا ہے حضرت صالحؑ نے بعد فراغ نماز کے اسکی سکونت اور اقامت کا اس
جزیرے مین پوچھا اسنے کہا ایک جماعت خبیث ترین خلائق کے ساتھ مین کشتی مین تھا اور انمین سواے
میرے پرستش معبود حقیقی مین کوئی مشغول نتھا آخر الامر حق سبحانہ تعالی کا غضب ان گروہ فساق وفجار پر
نازل ہوا اور وہ سب اس دریا مین غرق ہوے اب بجا و سے نعمت ایزدی عبادت مین مصروف ہون پھر
حضرت صالحؑ اسکو رخصت دیکر اور مراحل طے کر کے ایک شہر مین پہونچے کہ وہان سب لوگ کافر تھے تمام
اس شہر مین دو مرد صالح پائے کہ ہر روز کسب مشغول ہو کر جو کچھ کہ انکی قوت سے زیادہ رہتا تھا راتون کو
تصدق کرتے تھے ایک دن حضرت صالحؑ انکے پاس جا کر بیٹھ گئے جب شام قریب ہوئی ایک آواز ہولناک
انکے کان مین پہونچی حضرت صالحؑ نے اسکی کیفیت دریافت کی انھون نے کہا کہ یہ ایک جانور کی آواز ہو کہ
ہر روز اس جگہ دریا مین سے باہر آتا ہے اور جسکو پاتا ہے مار ڈالتا ہے حضرت صالحؑ نے کہا اگر مین اس جانور کو
مار ڈالون تو اس شہر کے آدمی مجکو کیا دین ان دو شخصون نے اس بات سے خلائق کو آگاہ کیا انھون نے کہا اگر
صالحؑ اس جانور کو ہلاک کرے تو ہم اپنا آدھا مال انکو دین حضرت صالحؑ نے انکا وعدہ سنکر درگاہ احدیت
اس جانور کی ہلاکت طلب کی اور دعا بشرف اجابت مقرون ہوئی اور وہ جانور دو ٹکڑے ہو کر مر گیا اس
شہر کے آدمیون نے اپنے وعدہ پر وفا کر کے اپنا آدھا مال حضرت صالحؑ کو دیا اور حضرت صالحؑ نے ان دو
شخصون سے التماس کیا کہ اس مال کو قبول کرو انھون نے اسکے لینے سے انکار کیا اور کہا جو کچھ کہ ہم اپنے کسب سے
حاصل کرتے ہین ہمکو کفایت کرتا ہو اسوقت حضرت صالحؑ نے اس مال کو جسنے لیا تھا انکو واپس دیا

اور کہا الٰہی شکر کرتا ہوں تجھکو کہ اپنے عالیمقدار بندونکو تجاوز کیا اور مقارن اعمال کے وحی آئی کہ تو نہیں جانتا
کہ میرے ایسے بندے ہیں کہ انتظام دنیا انکے ساتھ منوط اور مربوط ہے اگر میرے اہل طاعت نہوں تو ایک
طرفۃ العین نظر کرم اہل عصیان پر نہ ڈالوں پھر حضرت صالح نے بعد حصول سیر و سلوک اپنے وطن مالوف
کیطرف مراجعت کی اور انکی قوم پر جو کہ انکے نصیب میں ہونا تھا سو ہوا اور تفسیر جلالین میں بیچ سورۂ ہود کے
اور معالم میں بیچ سورۂ اعراف کے لکھا ہے کہ چار ہزار آدمی مومن تھے حضرت صالح ع نے انسے کہا یہاں
قہر خدا نازل ہونیوالا ہے یہاں سے چلے جانا چاہیئے ایک روایت ہے کہ یہ شام کو چلے گئے اور شہرستان
حضرموت میں پہنچکر وہان مقام کیا روایت ہے کہ جب حضرت صالح ع کی عمر تمام ہو چکی اور اس عالم سے بجمت الٰہی
واصل ہوئے تو انکو جامع مسجد میں دفن کیا اور ایک روایت ہے کہ حرم میں آنکے مقیم ہوئے اور وہیں جگہ وفات
پائی اور صفا اور مروہ کے درمیان میں قبر ہے اور بقول بعضے وفات حضرت صالح ع کی حضرموت میں ہوئی
اور بعضے کہتے ہیں کہ مکہ میں اور عمر انکی اٹھاون برس کی تھی اور مواہب علیہ میں سورۂ حج میں قبل آیۂ کریمہ
وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَشِيدٍ کے آیا ہے کہ جب قوم ثمود ہلاک ہوئی حضرت صالح ع چار ہزار مومنوں کے ساتھ
شہر یمن میں آئے بعضے منازل اس ولایت میں انکی موت حاضر ہوئی اور اس جگہ کا حضرموت نام رکھا
اور بستان فقیہ میں بروایت کعب الاحبار عمر انکی دوسو اٹھاون برس کی تھی اور بروایت صحیح پنجسو چالن
دوسو اسی اور بقول مشہور چھیاسی اور ایک روایت سے دوسو برس کی تھی اور روضۃ الصفا میں مرقوم ہے
کہ حضرت صالح بنہایت صبیح الوجہ تھے اور انکے رخسار کا رنگ سفید تھا اور سرخ مو اور بلند قامت اور عریض
الصدر اور کشیدہ محاسن اور ضخیم البدن تھے واللہ اعلم

فصل تیسری احوال ذی القرنین اکبر میں اور
حقیقت یاجوج اور ماجوج اور صفت سد سکندری میں مترجم کہتا ہے کہ یہ قصہ عجائب القصص میں نہ تھا
لیکن چونکہ متعلق قصص قرآنی ہے لہذا قصص الانبیا اور حدیقۃ الاقالیم اور حبیب السیر اور روضۃ الصفا کے
اس ذخیرہ میں نقل کیا گیا حبیب السیر میں مرقوم ہے کہ بروایت مشہور بین الجمہور اسم شریف ذی القرنین
کا اسکندر ہے اور یہ اسکندر بقول بعضے مفسر اور اکثر اہل تفسیر اسکندر فیلقوس رومی ہے اور ایک گروہ یہ
کہتے ہیں کہ ذی القرنین سوائے اسکندر رومی کے کہ بادشاہ کل ممالک دنیا ہو گذرا ہے اور کوئی نہیں ہے
بالجملہ نسبت ذی القرنین میں بہت اختلاف ہے ایک طائفہ کہتا ہے کہ ایک عجوزہ فقیرہ کے فرزند تھے بخشیدہ
بہشت نے انکو مرتبہ سلطنت پہنچایا اور روضۃ الصفا میں مرقوم ہے کہ بزعم اکثر مورخین اس طرح ہوا ہے
کہ بعد حضرت نوح و ہود قبل از ابراہیم علیہ السلام سوائے حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام کے کوئی پیغمبر
نہیں ہوا لیکن اہل تاریخ کا کلام خبر دیتا ہے کہ ذوالقرنین اکبر حضرت صالح علیہ السلام کے بعد اور حضرت ابراہیم
سے پہلے بمرتبہ رفیعہ رسالت فائز ہوئے اور بروایت صحیح تاریخ ملوک عجم میں مذکور ہے کہ نسب
ذوالقرنین اکبر کا ساتھ یافث بن نوح علیہما السلام کے منتہی ہوتا ہے اس روایت سے بھی ظاہر اور ہویدا

کہ ذی القرنین اکبر غیر اسکندر رومی ہے کسواسطے کہ اسکندر رومی اعقاب عیص بن اسحاق سے ہے کہ یہ فرزندان سام بن نوح علیہما السلام سے ہین اور حدیقۃ الاقالیم مین لکھا ہے کہ بعضے کہتے ہین کہ ذوالقرنین حضرت ابراہیم کے وقت مین تھے اور بعضے کہتے ہین کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد تھے اور بعضے کہتے ہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیچھے تھے اور جمہور اہل تاریخ اس امر پہ ہین کہ قریب تر وقوع طوفان یعنے حضرت ہود اور حضرت صالح کے بعد ہوے ہین اور اولاد یافث بن نوح علیہ السلام مین سے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ پیغمبر تھے بادشاہ تھے اور بعضی روایت مین ہے کہ نہ بادشاہ تھے نہ پیغمبر ایک مرد زاہد تھے اور سیطرح انکی وجہ تسمیہ مین اختلاف ہے کہ ذوالقرنین کیون نام ہوا حبیب السیر مین لکھا ہے کہ بعضے کہتے ہین چونکہ ذوالقرنین نے طرفین دنیا کو کہ عبارت مشرق اور مغرب سے ہے طواف کیا اس لقب کے ساتھ ملقب ہوے اور بعض کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ کریم الطرفین تھے آباً و اُمّاً اس سبب سے انکو ذوالقرنین کہا اور صاحب متون الاخبار کہتا ہے انکا ذوالقرنین اسواسطے نام ہوا کہ انکے سر پر تانبے یا لوہے یا سونے کے دو ضفیرہ گیسو تھے اور سالک مسالک ولایت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے تفسیر مدارک مین مروی ہے کہ انہ لیس بملک ولکن کان عبداً صالحاً ضرب علی قرنہ الایمن فمات فبعثہ اللّٰہ فسمی ذی القرنین انتہیٰ کلامہ یعنی بدرستیکہ تحقیق وہ بادشاہ نتھا و لیکن تھا بندہ صالح ضرب پہونچی داہنے قرن پر اسکے عبادت خدا مین پس مرگیا پھر زندہ کیا اسکو اللہ نے پس ضرب پہونچی بائین قرن پر پس مرگیا پھر زندہ کیا اسکو اللہ نے پس نام ہوا ذی القرنین اور صاحب متون الاخبار نے اس مقتداے اخیار سے نقل کیا ہے کہ انہ کان نبیاً بعثہ اللّٰہ الی قومٍ فکذبوہ وضربوہ الی قرنی راسہ فقتلوہ فاحیاہ اللّٰہ تعالیٰ فسمی ذی القرنین ط یعنی بدرستیکہ وہ تھا نبی مبعوث کیا اسکو اللہ نے طرف ایک قوم کے پس جھٹلایا اُنھون نے اسکو اور ضرب پہونچائی اسکو طرف دونون قرنون سر اسکے کے پھر قتل کیا اسکو پس زندہ کیا اسکو اللہ تعالیٰ نے پس نام ہوا ذوالقرنین بنابر ان دونون حدیثون کے ذوالقرنین کی نبوت مین بھی اختلاف ہے اور روضۃ الصفا مین مذکور ہے کہ مجاہد نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ ذوالقرنین اکبر انبیاء مرسل مین تھے کسواسطے کہ حق تعالیٰ نے انکو اپنی طرف سے خطاب فرما کر ارشاد کیا کہ قلنا یا ذا القرنین الآیۃ اور خطاب سواے ذوات کامل الصفات انبیاء عظام علیہما السلام کے مخصوص نہین ہو سکتا اور مولف مدارک نے تفسیر آیۂ کریمہ مذکورہ مین لکھا ہے ان کان نبیاً فقد اوحی بہذا والا فقد اوحی الی نبی فامرہ النبی بہ یعنی اگر یہ تھا نبی پس تحقیق وحی کی اللہ نے ساتھ اسکے اور اگر نبی نتھا پس تحقیق وحی کی اللہ نے طرف نبی کے پس حکم کیا اسکو نبی نے ساتھ اسکے اور روضۃ الصفا مین مذکور ہے کہ سنان بن ثابت الاصبحی نے اپنی کتاب جامع مین نقل کیا ہے کہ ذوالقرنین اکبر حضرت صالح علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوے اور محل اقامت انکا دیار فرنگ تھا اور سلطنت عظیم اور ممالک وسیع رکھتے تھے

اور پیوستہ بجہاد کفار مصروف اور مشغول رہتے تھے تا آنکہ اُنھون نے ہمت ہمایون بسیر اطراف بلاد و بقاع
و تفرج امصار و اقطاع متوجہ کرکے پہلے عزم دیار مغرب کا کیا اور چونکہ اُن مواضع مین اصناف کفار متوطن
تھے اور ہرچند کہ اُنکو اسلام کیطرف دعوت کی کفر اور افعال ناشایستہ سے باز نہ آئے القصہ ایک برس تک
ذوالقرنین وہان رہے پھر اُنکے ساتھ محاربات عظیم واقع ہوئی اور بہ تیغ بیدریغ اُس قوم اہل ضلالت
اور بطالت کو قتل کیا اور طائفہ مسلمین کہ اُنکے ہمراہ تھے وہان متوطن کیے اور آپ وہان سے مراجعت
کرکے زمین بیت المقدس مین آرہے اور بعد چند مدت وہان سے باقصاے دیار مغرب توجہ کی اور قصص الانبیا
مین بیچ تفسیر قولہ تعالے انا مکنا لہ فی الارض واتیناہ من کل شیء سببا ثم اتبع سببا ط یعنے تحقیق ہمنے
جمایا تھا اُسکو ملک مین اور دیا تھا ہر چیز کا اسباب پھر پیچھے پڑا ایک اسباب کے لکھا ہے کہ خداے تعالی
نے اُنکو از قاف تا قاف مملکت عطا فرمائی تھی اور تمام راہین اُنکو بتادی تھین یہ تمام شہر و زمین
پھرے اور عجایبات بہت دیکھے اور تمام جہان کی سیر کی تا آنکہ پہونچے مغرب کیطرف وہان ایک شہر تھا کہ
اُسکا دروازہ رو مین نام تھا کسیطرف اُسمین جانیکا رستہ نظر نہین آتا تھا اپنا لشکر اُس شہر کے گرد اُتارا
اور کہا کہین رستہ نہین ملتا اس شہر مین کیونکر جاؤن پس سب نے حیلہ گر ہوکر سیڑھیان اور کمندین اُسکی
ایک دیوار پر ڈالین اور ایک شخص کو اُس دیوار پر چڑھایا جب وہ شخص دیوار پر پہونچا ہنسکر اُسجانب
دیوار کے گر پڑا اور پھر نہ آیا اُنھون نے پھر ایک شخص کو اُسپر چڑھایا اور اُس سے عہد لیا کہ جب تو دیوار پر
پہونچے تو اپنے تئین اُسپر سے اُدھر نہ گرادینا جب تک ہمکو آگاہ نکردے کہ وہان کیا ہے وہ شخص بھی
جب چڑھ چکا تو ہنسکے بھی اپنے تئین اُس جانب گرادیا اور پھر نہ آیا تب ذوالقرنین نہایت اندیشناک
ہوے کہ جسکو مین بھیجتا ہون وہ کچھ خبر نہین دیتا اور اُدھر کو کود پڑتا ہے روایت کرتے ہین کہ وہ شہر
سبا تھا اور اُسمین میوہاے بوقلمون اور آب روان دائم اور جاودان رہتا تھا اور وہان نہ گرمی تھی
نہ سردی کفران نعمت کہ وہانکے لوگون نے کیا تھا حق تعالے نے سبکو ہلاک کردیا تھا پس ذوالقرنین وہان
سے گذر کر مشرق کیطرف متوجہ ہوے تا آنکہ متصل ایک جزیرے کے پہونچے کہ اُس جزیرے مین کئی شہر آباد
تھے اور اُنمین حکیم رہتے تھے اور اُن شہر و زمین بغیر کشتی اور زورق کوئی نہ جاسکتا تھا جب وہان کے لوگ
ذوالقرنین کے آنے سے آگاہ ہوے اپنی کشتیون کو جزیرے کے اندر لیگئے تا یہ نہ آسکین اور ذوالقرنین
کئی دن تک کنارہ دریا پر رہے اور پھر کچھ حیلہ کرکے یہ بھی اُس شہر مین گئے اور وہان دُبلے دُبلے پتلے
آدمی دیکھے ذوالقرنین نے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا یہ ایک عذاب ہے کہ ہمنے بحکمت بنایا ہے پھر اُنھون نے
ذوالقرنین کی مہمانی کی اور حکیم جمع ہوے اور ہر ایک نے کلمہ حکمت کہا جب ذوالقرنین کی نوبت پہونچی
تو اُنھون نے بھی ایک کلمہ حکمت کا کہا اُنھون نے ایک خوان آراستہ کرکے ذوالقرنین کے روبرو
رکھدیا اور آپ دور ہوگئے ذوالقرنین نے کہا تم کس واسطے اُسمین سے کچھ نہین کہاتے اُنھون نے اُس

خوان پر سے سرپوش اٹھالیا ذوالقرنین نے دیکھا طاس اور چند کاسۂ زرین یاقوت اور موتیون سے بھرے ہوے اسمین دھرے ہین ذوالقرنین نے کہا یہ کھانے کی چیز ہے انھون نے کہا یہ وہ چیز ہو کہ جسکی طلب مین تو اتنی دور سے آیا ہے لیکن تیری بھوک کو نفع نہین کرینگی پھر ذوالقرنین وہان سے ہندوستان کیطرف روانہ ہوے جب سرحد اس کشور پہ پہونچے تو ایک ایلچی وہان کے بادشاہ کے پاس بھیجا اور کہا انکو کہنا کہ میری اطاعت اور فرمانبرداری قبول کرو کہ میرے ساتھ بہت لشکر ہے اور مین نہین چاہتا کہ لڑ کر تمھارے شہر مین داخل ہون اور فساد عظیم ہو کر تمھارا شہر خراب ہوجاوے اور وہ ایک ولایت تھی با آب وہوا سے خوب اور درختان بسیار مرغوب جب ذوالقرنین کا ایلچی وہان گیا اور شاہ ہند کو انکا پیغام پہونچایا اُسنے بھی اپنا سفیر انکے پاس بھیجا جب وہ حاضر بارگاہ ذوالقرنین ہوا اُنھون نے حکم دیا کہ اُسکو اچھی جگہ اوتارو تا آرام وراحت لیوے القصہ تیسرے دن اسکو ذوالقرنین کے روبرو لائے جب ذوالقرنین نے اسکو دیکھا سر جھکادیا اور رسول ہند نے ناک مین انگلی کی اور پھر نکال لی اور بے سخن اور کلام باہر چلا گیا خاصان ذوالقرنین نے پوچھا کہ جب رسول ہند کو تمنے دیکھا تو سر کیون جھکایا اور اُسنے اپنی انگلی ناک مین ڈالکر کیون نکال لی اور بے عرض معروض کیون چلا گیا۔ ذوالقرنین نے کہا جب وہ آیا تو مین نے دیکھا کہ مرد طویل القامت ہے مین نے سر نیچے کیا کہ کہتے ہین دراز قد آدمی بے عقل ہوتے ہین اُسنے ناک مین انگلی کی اور کچھ نہ کہا اور باہر چلا گیا یعنے مجھ مین خیر اور صلاح ہے پھر ذوالقرنین نے اسکی مدارات بہت کرنی چاہیئے اور خاص میرے مکان مین اُتارو کہ مرد بزرگ اور عقیل معلوم ہوتا ہے چنانچہ اوسکی بہت خاطرداری اور مدارات عمل مین آئی۔ پھر ذوالقرنین نے ایک روغن سیاہ کی ٹھلیا اُسکو بھیجی اُسنے تیل مین سوئیان ڈالکر اُلٹی بھیجدی مقربان بارگاہ متعجب ہوے پوچھا کہ یہ حضرت نے کیا کیا تھا کہا کہ مین نے روغن کی ٹھلیا اُسکو بھیجی تھی اور اسمین یہ حکمت تھی کہ ہمارے پاس ایک شخص پرحکمت آیا ہے جیسے یہ ٹھلیا اُسنے اسمین سوئیان ڈالدین یعنے علم اور حکمت تمھارا تیرہ اور تاریک ہو اور ہمارا علم روشن مثل آئینہ یعنے لوہے اور فولاد سے بعد صیقل آئینہ بنتا ہے چونکہ اس ایلچی نے مدت دراز تک بلشکاہ ذوالقرنین سے رخصت نپائی بادشاہ ہند نے ایک اور ایلچی کی زبانی کہلا بھیجا کہ سفیر اول کو رخصت کردیا چاہیئے کہ انتظام مملکت اُسپر موقوف رہا اور اس ملک مین سوا اُسکے اور کوئی لائق سرانجام مہام سلطنت نہین ہے ہنوز اس سفیر کو رخصت نہ دی تھی کہ بحسب الاتفاق ذوالقرنین طہارت خانہ مین گئے اور وہان ایک شکل مہیب دیکھی کہ شدت خوف سے انکا رنگ متغیر ہوگیا جب یہ باہر آئے سفیر ہند نے انکی بشرہ سے آثار پریشانی اور خوف دریافت کیے اور ان سے پوچھا کہ ایسا کیا سبب ہے انھون نے صورت حال بیان کی اُسنے کہا میرے پاس ایک دارو ہے کہ اُسکے ساتھ تمھارا علاج کرتا ہون چنانچہ وہ دارو اُنکے استعمال مین لایا ذوالقرنین پھر دوبارہ پاخانے مین گئے اور وہی صورت پھر انکے سامنے آئی

اُنھون نے چاہا کہ اسکو مار ڈالین لیکن نہ مار سکے اور پاخانہ پہرے سے باہر نکل آئے تو کوہ انکا رنگ بحال ہوا
سفیر ہند انکو دیکھکر خوش ہوا اور کہا بڑا افسوس ہوتا اگر تمہارا علاج نکرتا کہ یہ صورت تمکو ہلاک کردیتی وہ
ایک جادوگر تھا کہ بقصد تمہارے ہلاک کرنیکے آیا تھا پھر ذوالقرنین نے ایلچی مذکور کو رخصت کیا اور
بہت سی عذرخواہی کی۔ پھر بعد سیر ممالک مغرب کے ادھر اقطاع زمین مشرق میں ایک ایسی قوم پر ہوا کہ وہ چٹیل
میدان اور ریگستان میں رہتے تھے اور مطلق گھر اور دیوار انکو میسر نہ تھا اور جو کہ زراعت پنبہ اور غلات
وہان نہوتی تھی سب مرد عورت ننگے رہتے تھے اور کھانا اور سبزہ درختون سے لاتے تھے اور مانند
حیوانات کچھ حیا وحجاب اُنمین نہ تھا بول اور براز اور جماع ایک دوسرے کے سامنے کرتا تھا اور دنکو
موسم گرما مین شدت گرمی سے اور رات کو افراط سردی سے غارون مین تہا بیٹھا تکلیف اُٹھاتے تھے
دلیکن سکونت اور توطن اس مقام کا ترک نکرتے تھے ذوالقرنین نے انکے مشاہدہ اس حال سے
کمال تعجب کیا اور آگے روانہ ہوئے ہرگاہ انکا ورود واقصائے دیار مشرق پر ہوا تو متصل دو پہاڑون
بلند کے ایک نہایت آبادی دیکھی وہان انھون نے مقام کیا چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے حتی اذا بلغ
بین السدین وجد من دونھما قوما لا یکادون یفقھون قولا یعنی یہان تک کہ جسوقت پہونچا
درمیان دو دیوارون کے پایا ورے اُن دونون کے ایک قوم کو نزدیک تھے کہ سمجھین بات کو مراد
سدین سے دو پہاڑ ہین کہ ارمینہ اور آذربائیجان کے بیچ مین ہین اور اُن دونون پہاڑونکے پیچھے
یاجوج ماجوج رہتے ہین کہتے ہین وہان ایک قوم تھی انکے اتنے بڑے بڑے کان تھے کہ ایک کان اوڑھتے
تھے اور ایک بچھاتے تھے اور اُنکو مکان بنانا نہ آتا تھا عمر بن مالک کہتا ہے کہ مین وہان گیا جہان سے
آفتاب نکلتا ہے کہتا ہے مین نے آواز اُسکے نکلنے کی ایسی سُنی جیسی زنجیر کی جھنکار اور اُسکی ہیبت سے
بیہوش ہوگیا۔ کہتے ہین یاجوج ماجوج دو قومین ہین اولاد یافث بن نوح علیہ السلام سے جناب
امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ بعضون کے قد یاجوج ماجوج مین سو ساٹھ
گز کے ہین اور بعضون کے اس سے بھی زیادہ ہین اور ایک اُنمین سے ایسے ہین کہ جتنے لنبے ہین اتنے ہی
چوڑے یعنے طول اور عرض مین برابر ہین اور بعضے ایسے ہین کہ ایک کان اوڑھتے ہین اور ایک
کان بچھاتے ہین اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چار لاکھ لوگ ہین اور
ایک روایت مین ہے کہ دس لاکھ آدمی ہین اور اُنمین کوئی نہین مرتا جب تک کہ اپنی نسل مین ہزار
جوان لڑنے والے نہ دیکھ لے ایک گروہ کا نام اُنمین سے ناسک اور ایک کا منسک ایک کا جاویل
اور ایک کا ہاویل تھا القصہ کہا اُنھون نے یا ذا القرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض
فھل نجعل لک خرجا علے ان تجعل بیننا وبینھم سدا یعنی اے ذوالقرنین تحقیق یاجوج
اور ماجوج فساد کرنے والے ہین بیچ زمین کے پس آیا ہم ٹھہرادین واسطے تیرے کچھ محصول اوپر اس

بات ہے کہ بنا دیوے تو درمیان ہمارے اور درمیان انکے روک اور حدیقۃ الاقالیم مین لکھا ہے لوگ کہ
وہان رہتے تھے اور یاجوج اور ماجوج نے ویران کر رکھا تھا اولاد سقلاب مین سے تھے اور ایک شہر مین کہ
دارالملک سقلابیان تمہارا تھے اور انمین ایک بادشاہ تھا ذوالقرنین کے پاس آیا اور ذوالقرنین نے اُسکو
اپنی شہر پیشوا پر دعوت کی پھر سقلاب نے قبول کی اور کہا ہم یاجوج ماجوج کے ہاتھون نہایت تنگ ہین
کہ ہمکو تباہ کر رکھا ہے اگر ہمارے انکے درمیان مین کسیطرح سے ایک سد باندھی جاوے کہ انکے آنیکی روک
ہوجاوے اور کوئی اُنمین سے اور حضرۃ آپکے تو کمال باعث احکام اطاعت اور فرمانبرداری کا ہو ذوالقرنین
نے قبول کیا قولہ تعالیٰ قال ما مکنی فیہ ربی خیر فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم وبینہم ردما اٰتونی
زبر الحدید حتی اذا ساوی بین الصدفین الآیۃ کہا جو کچھ قدرت دی ہے مجھکو بیچ اسکے پروردگار میرے
نے بہتر ہے پس مدد کرو تم مجھکو ساتھ محنت کے بنا دون مین درمیان تمہارے اور درمیان انکے دیوار
موٹی لاؤ تم مجھکو تختے لوہے کے یہان تک کہ جب برابر کر دیا درمیان دونون پہاڑون کے کے
روپیہ دیا ذوالقرنین نے اور ہاتھ پاؤن سے مدد کی اُس قوم نے تو درمیان اُن دونون پہاڑون کے
کہ جہان سے یاجوج ماجوج آتے جاتے تھے بڑی گہری بنیاد کہدوائی تا آنکہ پانی نکل آیا پھر اُسمین بڑے
بڑے پتھر ڈال کر اور چونا اٹھا کر زمین کے برابر کیا پھر لوہے کی اینٹین برابر اوپر تلے رکھکر چنین اور اتنا
بلند کیا کہ اُن دونون پہاڑون کی چوٹیون کے برابر وہ دیوار ہوگئی کہتے ہین کہ اُن دونون پہاڑون
کے درمیان مین چار ہزار قدم کا فاصلہ تھا کہ سد کھینچی اور عرض سد پچاس گز اور ایک قول ہے پانچ
کوس اور طول ڈیڑھ سو فرسخ اور ارتفاع دونون کا دو ہزار چھ سو ارش پھر جب کہ ذوالقرنین نے
کوڑین یعنی دھونکنیان آہنین رکھکر پھونکا کہ وہ آہنی اینٹین سرخ ہوگئین پھر انپر سیسہ اور رانگ پگھلا
ڈالا کہ وہ سوراخ کہ اُسمین کیے تھے بند ہو کر مضبوط ہوگئے اور اُس دیوار نے استحکام پایا اور بقول صاحب
ہفت اقلیم اُس سد مین ایک دروازہ رکھا ہے کہ اُسکے دو کواڑ ہین ہر کواڑ پچاس گز کا عرض اور تیس گز
کا طول اور پانچ گز کا ضخیم اور کواڑون کو بند کرکے ایک قفل آہنین لگا دیا ہے کہ قفل سات گز کا ہے اور
کنجی بھی سات گز کی ہے کہ اُسمین لٹکا دی ہے اور اُس کنجی مین چوبیس دندانے ہین ہر دندانہ جیسے
ہاون دستہ اور وہانکے بادشاہ نے مقرر کر رکھا ہے کہ ہر جمعہ کے دن ایک جماعت کہ اُس دروازہ پر
آنکر گرزون سے گران اُسپر مارتے ہین تا اسبات سے آنکو معلوم ہوگا اس دروازے پر نگہبان اور پاسبان
حاضر اور موجود ہین پس یاجوج ماجوج نہ اُسپر چڑھ سکتے ہین نہ سوراخ کر سکتے ہین اور انکی عادت یہ ہے
کہ جو چیز پاتے ہین کھا جاتے ہین آدمی ہو یا جانور یا کھیتی اور یہ نسب مین ترکون کے بھائی بند ہین
القصہ جب یہ سد تیار ہو چکی تو ذوالقرنین نے سجدہ شکر ادا کیا اور کہا یہ ایک بخشش ہے میرے پروردگار
کیطرف سے پس آویگا جب وعدہ آفریدگار کا ہو جاسکے گی یہ سد زمین ہموار ترجمہ قرآن مجید کا بذیل آیۃ کہ

فاذا جاء وعد ربی جعله دکاء وکان وعد ربی حقا یعنی پس جب آوے وعدہ پروردگار میرے کا کر دیگا
اسکو ڈھا کر اور ہے وعدہ رب میرے کا سچا کہتے ہین اس دیوار مین ایک چھید ہو گیا ہے صبح ہوتی ہے تو
یاجوج ماجوج اسکے توڑنے کو آتے ہین جب شام ہوتی ہے تو کہتے ہین کہ کل توڑینگے اور انشاء اللہ تعالے
نہین کہتے ہین جب انکے نکلنے کا وقت برابر آویگا اس روز کہین گے کہ انشاء اللہ تعالے کل کو توڑینگے
پس دوسرے دن توڑ کر چلے آوینگے اور سب عالم مین عمل کرینگے پھر قصد کرینگے آسمان کا اور آسمان پر
تیر مارینگے وہ تیر خون آلودہ ہو کر گریگا پھر حق تعالی اپنی گرمی غالب کریگا کہ یہ سب پنجر چارپاؤن
کو کھا جاوینگے اور تمام پانی پی جاوینگے اور پھر بھی پیاس نہ بجھے گی تو مر جاوینگے و لیکن مکہ اور مدینے
مین عمل نکر سکین گے حدیقۃ الاقالیم مین لکھا ہے کہ کتاب مسالک الممالک سے نقل کیا ہے کہ واثق باللہ
خلیفہ عباسی نے خواب مین دیکھا کہ سد یاجوج ماجوج کھل گئی ہے اور ایک قول ہے یا آنکہ بغیر خواب دیکھنے
کے چاہا کہ احوال سد پر مطلع ہووے بنابران سلام ترجمان کو پچاس آدمیون کے ساتھ تحقیق کیواسطے
بھیجا سلام ترجمان سامرہ سے ارمنیہ اور ارمنیہ سے بلاد ایران مین اور وہان سے باب الاموات مین
اور وہان سے ولایت خزر مین گیا اور بادشاہ خزر نے کہ مرجان نام رکھتا تھا چند شخصون کو اسکے
ہمراہ کر دیا سلام وغیرہ نے ولایت خزر سے نکل کر اٹھائیس دن تک راہ طی کی تا آنکہ ایک زمین
پر پہنچے کہ وہان اسقدر بدبو انکے دماغ مین پہنچتی تھی اور اس دن اور راہ قطع کی کہ پھر ایک مقام
پر انکو ایک پہاڑ نظر آیا کہ وہانکے لوگ حبشی تھے لیکن چندان آبادی نہ تھی سلام وہان سے بھی گذر کر
ساتھ منزل اور گیا حتی کہ بعض ایسی بلند مکانون مین کہ انکے نزدیک سد یاجوج و ماجوج ایک گڑھے مین
واقع ہے پہنچا پس اگرچہ شہر انکے تھوڑے سے تھے لیکن تمام اماکن اور صحاری انکے نہایت سہمناک
تھی اور اس سرزمین مین ایک حصن تھا نہایت مستحکم کہ محافظان سد وہان رہتے تھے اور دین اسلام رکھتے
تھے اور زبان عربی اور فارسی جانتے لیکن خلفائے بنی عباس کے ہونے سے بیخبر تھے پھر بتقدیر دوسرے
دن سلام کو سد کے نزدیک لیگئے سلام نے ایک پہاڑ دیکھا اور ایک رود بزرگ کہ دو سو پچاس گز اسکا
عرض تھا تخمینا اور وہان پانی نہ تھا اور اس پہاڑ پر کوئی گھاس اور کوئی دیہات نہ تھے ایکبارگی شکوہ
نظر آیا کہ پختہ اینٹون سے اس رود مین بنا ہوا تھا اور ایک قلعہ بھی اس رود مین تعمیر کیا ہوا تھا اور
اس قلعہ کی دیوارین اور سد اسقدر بلند تھی کہ اس سے زیادہ کوئی عمارت بلند نہوگی پھر سلام وہان
سے مراجعت کی مدت جاتے اور آنے سلام کی کہ روز روانگی سے پھر آنے تک منزل بمنزل مع مشاہدہ
عجائب اور غرائب کہ اسنے اپنے رسالہ مین بتفصیل لکھی ہے دو برس اور چار مہینے تھے بالغرض ذوالقرنین
بعد پھرنے گرداگرد اطراف جہان اور باندھنے سد کے اراضی اسکندریہ مین پہونچے اور شہر مقدونیہ
کی عمارت بنا کی کہ یہ عمارت شہر دو سو پچاس برس مین تمام ہوئی پھر ذوالقرنین نے حکم دیا کہ اس شہر کے

گرد چار دیوارین پختہ بنا دین اور اُسکو ایسا شفاف اور سفید کیا کہ وہانکے رہنے والے بنا بر چمک اور خلقت نور بصر کے تاب باہر نہ لا سکتے تھے اور اُس شہر کے ایک کونے مین ایک منار تھا بہت بلند اور اُسمین سوراخ کر کے ایک آئینہ اُسمین لگا رکھا تھا کہ اُس سے دریا کی سیر کرتے تھے جبکہ کوئی لشکر اُس شہر کی طرف آتا تھا تو وہانکے اہالی اور موالی مطلع ہو کر سامان جنگ درست کرتے تھے اور وہ شہر ایکہزار اور پانچ سو برس آباد رہا لیکن بعد ازان ہزار برس خراب رہا پس سکندر ثانی نے کہ عبارت ذوالقرنین اصغر سے ہے پھر اُسکو تعمیر اور آباد کیا اور سکندریہ نام رکھا مصنف عجائب الاقالیم لکھتا ہے کہ یہ شہر واقع کنار رود نیل ہے اور سب عمارت اُسکی سنگ رخام رنگا رنگ سے ہے اور حصار اُسکا چار دروازے رکھتا ہے ایک جو ہمیشہ مسدود رہتا ہے اُسکو باب السد اور دوسرے کو باب الرشید اور تیسرے کو کہ بجانب دریا کے شور ہے باب البحر اور چوتھے کو باب سدرہ بسبب ہونے درخت بیری کے ادہر داوستے کہتے ہین اور صحیح یہ ہے کہ وہ منار رفیع کسی کے وقت کے بلیناس حکیم یونانی نے بنایا ہے اور مؤلف ہفت اقلیم نے رقم کیا ہے کہ جو کشتی قسطنطنیہ مین نمایان ہوتی تھی اُس آئینہ منار سے معلوم ہوتی تھی اور اہالی شہر مستعد جنگ و جدال ہوا کرتے تھے اور کام اُس سے یہ تھا کہ ہوام اور موذیات مثل مار و کژدم وغیرہ مطلق وہان پیدا نہوتے تھے اور ہر صباح سب رہنے والے اپنے مکانون کو پاکیزہ اور مصفا رکھتے اور کوئی بچے ہوی پاتے تھے اور دہوان کہ صعود کرتا تھا بلند ہوتے ہی اثر اُسکا ناپدید ہو جاتا تھا اور اکثر اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ اہل فرنگ بسبب مطلع ہونے شکست اسکندریہ کے اور بقرب جہازات انگلستانی بسبب آئینہ منار کے درپے دریافت اُسکی حقیقت کے ہوئے اور باہم مشورہ کر کے بعضے اعیان فرنگ کے ازرہ فریب و تلبیس بصورت صاحبان زہد و تقوی بنا یا اور سکندریہ مین بصورت مساکین اور فقرا باخدا پہونچایا تا آنکہ سکنان وہان اہل اللہ جانکر معتقد ہوئے اور ان سے ابدال لباسی نے ازرہ مکاشفہ ظاہر کیا کہ سکندر رومی نے اس منار مین گنج فراوان رکھا ہے اور انکا لوگون نے باور کیا حتی کہ عمر خاص باوصف کمال دانش اور عقل بسا فریفتہ اس قول کا ہوا اور آئینہ کو بخریہ اکھڑوا یا جو کچھ دفینہ سے اُس مین پایا تو پھر بدستور نصب کروایا ولیکن اس نقل و تحویل سے وہ خاصیت دیکھنا سفاین مسافت دور و دراز بالکل زائل ہوگئی - القصہ ذوالقرنین نے بعد از فراغ سیر اور سیاحت اپنی سپاہ کو رخصت کیا اور آپ عبادت الٰہی مین مشغول ہوا تا آنکہ جہان فانی سے بدار جاودانی رحلت کی اور مدت انکا ایک قول سے چہار تمام ہے اور مدت مملکت ایک قول سے چالیس برس اور بروایت صحیح چہہ سو برس اور یہ زنبیل بنتے تھے اور اپنا قوت حاصل کرتے تھے اور جو کچھ زیادہ رہتا تھا تصدق کر دیتے تھے اور روضۃ الصفا مین مرقوم ہے کہ رنگ ذوالقرنین سرخ اور سفید تھا اور میانہ قد اور عظیم الراس و الجبین اور گیسو سیاہ رکھتے تھے اور اسم اور لقب انکا مسعودی نے کتاب اخبار الزمان مین لکھا ہے صعب تمام

انکا ہر صبح اور ہر گاہ کہ تنہا سے مغرب اور مشرق تک پہونچے اور شیب و فراز جہان کا مشاہدہ کیا القصہ
ذوالقرنین اور خلیق اور متواضع بہت تھے اور جہاد پر کمال راغب تھے وہ اور علم حکمت احوال باب نقول من
بیان احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام مین اور ولادت بعضے اولاد و اجداد انکی اور احوال باب مین نقل
ہے فصل اول بیچ نسب اور ولادت اور رسالت حضرت ابراہیم علیہ السلام مین۔ معارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ حضرت
ابراہیم پانچ پشت کے ساتھ حضرت ہود تک پہونچتے ہین اور ولادت باسعادت انکی زمانہ نمرود مردود مین ہوئی اور
اور نمرود چوتھی پشت کے ساتھ سام بن نوح کو پہونچتا ہے اور نمرود ان چار آدمیون مین تھا کہ بادشاہ تمام دنیا
کے ہوئے تھے دو مسلمان ایک ان کو سکندر ذوالقرنین کہتے تھے اور دوسرے کو حضرت سلیمان اور دو کافر
ایک نمرود اور دوسرا بخت نصر اور بعضے شداد اور عاد کو کہتے ہین تفسیر سراج المنیر مین ہے الم تر الی الذی
حاج ابراہیم فی ربہ ان آتاہ اللہ الملک کیا نہ دیکھا تو نے طرف اس شخص کے کہ جھگڑا ابراہیم سے بیچ پروردگار
اسکے کہ دی اسکو اللہ نے بادشاہت لکھا ہے کہ اول ظالم جبار کہ بیچ جہان کے پیدا ہوا اور تمام روی زمین
اپنے تحت حکومت مین کیا تھا اور بہت سے طلسم بنا گئے کہ چھپا [illegible] مین نمرود بن کنعان
تھا القصہ وہ ناپاک تھے اور دعوی خدائی کا کرتا تھا اور اپنی صورت کے بت بنوا کر اطراف عالم مین بھیجے
اور تمام آدمی انہین پوجتے تھے اور ربوبیت سے غافل اور جاہل تھے کفر اور شرک ہی اور پیغمبری حضرت
رب العزت [illegible] اور ناسرا کہتے ہین کہ نمرود بن کنعان کہ بادشاہ روی زمین تھا شہر بابل مین ایک
رات اسنے خواب مین دیکھا کہ افق شہر سے ایک ستارے نے طلوع کیا اسکے جمال کی روشنی سے آفتاب اور مہتاب
کا جاتا رہا گھبرا کر بیدار ہوا اور کاہنون اور نجومیون کو جمع کر کے اس خواب کی تعبیر پوچھی انہون نے کہا کہ اولاد
بابل مین ایک لڑکا خجستہ طالع پیدا ہوگا [illegible] اور وجود مین [illegible] جلوہ گر ہوگا کہ
تجکو اور اہل مملکت کو ہلاک کریگا اور ابھی پیدا ہوا اپنے باپ کے صلب سے ماں کے رحم مین نہین پہونچا ہے
لیکن بالیقین اسی سال مین پیدا ہوگا اور بڑا ہو کر تیری سلطنت کو غارت کریگا جب یہ بات اس مردود نے سنی
ایک جماعت کو اپنی مملکت مین مقرر کیا کہ تمام مردون کو عورتون کی صحبت کرنے سے باز رکھین اور جن عورتون کا
دن نزدیک ہے جس وقت کہ جنین اگر بیٹی پیدا ہو تو چھوڑ دین اور اگر لڑکا پیدا ہو تو اسکو مار ڈالین چنانچہ نقل ہے
بہت طفلون کے ہزار اور لڑکون کو مار ڈالا لیکن کچھ فائدہ نہوا جب وہ ساعت نزدیک پہونچی کہ یہ گوہر
یکدانہ دائرہ رحم مین قرار پکڑے اور کاہنان موزون قیاس اور منجمان اختر شناس نے نمرود مردود سے
کہا کہ وہ نطفہ کہ جس سے ایسا فرزند پیدا ہوگا فلانی شب مین اپنے باپ کی صلب سے شکم مادر مین قرار پکڑیگا نمرود نے
حکم دیا کہ اس دن پہلی اس شب تمام مرد اپنی عورتون کے پاس سے دور شہر سے باہر چلے جاوین اور معتمدون کو دروازون پر شہر کے
بٹھایا کہ کوئی مرد اندر نجانے پاوے اور کوئی عورت باہر نکلنے پاوے چنانچہ ایک دروازے پر آزر کو کہ رفیق اور
ملازم قدیم اور ایک معتبرون مین سے تھا بٹھایا اور آپ ساتھ ایک جماعت خواص کے باہر چلا گیا اور

رات کو عورتیں سیر کرتی تھیں اپنے اپنے گھروں سے باہر نکلتیں اور ہر طرف پھرتیں لیکن اتفاقاً اُسکی بی بی کو جو حضرت
ابراہیم کی ماں تھا گذر اُس مقام پر ہوا کہ جہاں آزر تھا اور بت کے واسطے بیٹھا ہوا تھا جب اُسکی نظر اُس عورت خوبصورت
صورت پر پڑی آتش عشق کا نور دل میں روشن ہوا اور شعلۂ شوق شہوت نہ تھما پکڑا آزر نے ہمراہ ہاتھوں چلا گیا
ساتھ مقاربت کی اور وہ عورت حاملہ ہوئی جب فارغ ہوا اسباب قضا و قدر نے بالاجماع قضائے ربانی کا حکم ظاہر
لیقضی اللہ امرا کان مفعولا ظاہر ہو کر دکھلایا اور اُس کو امید اُن کی ہے کہ تمام کرے اللہ کام اپنے کا
اُسوقت قطرۂ نطفہ کو صلب آزر سے صدف رحم مادر میں کہ مستقر اُس کا مقرر کیا تھا قرار دیا۔ ابن عباس کہتے
ہیں کہ نجومیوں کاہنوں اور منجموں نے فریاد کی کہ اے بادشاہ اول اسی رات فرزند نے کہ اُس سے اندیشہ تھا قرار رحم
رفع کرنے میں اتنی کوشش ہوئی رحم مادر میں قرار پکڑا اور نمرود اس حال کے سنتے ہی کمال خفا ہوا اور پھر اُس نے
حکم دیا کہ جو لڑکا پیدا ہو اُسکو مار ڈالو۔ القصہ جب حضرت ابراہیم کی ماں نے اپنے حمل کو آزر سے چھپایا اور آزر کی
پوشیدہ رکھنے کی حد کو پہونچا بہ ضرورت آزر سے اطلاع دی اور کہا کہ اگر یہ فرزند لڑکا ہو گا تو بادشاہ مار
ڈالیگا نام ہے علیہ میں تفسیر سورۂ انعام میں لکھا ہے کہ جب کہ ولادت حضرت ابراہیم نزدیک آئی تب اُنکی
ماں کسی بہانے سے شہر کے باہر گئیں اور دو پہاڑوں کے درمیان میں کہ ایک غار تھا وہاں حضرت ابراہیم کو جنا
اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر اسی میں چھپا دیا اور اُس غار کے منہ پر ایک پتھر لگا دیا اور آزر سے آکر کہا کہ میرے لڑکا ہوا
تھا اسکو جنگل میں جا کر ایک لڑکا جنا اور اسیوقت وہ مر گیا میں نے اسکو وہیں خاک میں دفن کر دیا
آزر نے اسکا کہنا باور کیا اور معارج النبوت میں لکھا ہے کہ جب ایام ولادت حضرت ابراہیم کی والدہ نے
آزر سے کہا کہ عورتوں کو جنے کے وقت ہلاک ہونے کا خطرہ ہوتا ہے مناسب ہے کہ کسی جگہ میں جا کر
پاس رہ کر اپنا کام کرے التماس کرتی ہوں اس شرط سے کہ تیری سلامت رہوں آزر چالیس دن وہاں تک
اس مدت میں حضرت ابراہیم کی ماں نے اپنے گھر میں کوشش کی اور جو کچھ چاہیے تھا رکھ کر وضع حمل کیا
جب آزر گھر میں آیا اور حال دریافت کیا حضرت کی ماں نے کہا کہ تیرے گھر میں ایک فرزند پیدا ہوا تھا
اسیوقت مر گیا آزر نے سچ جانا اور اپنی بی بی سے خوش ہوا اور جب آزر باہر جاتا تو حضرت
ابراہیم کی خبر لیتی اور جو دن میں پہونچتی تو دیکھتی کہ انگلی چوستے ہیں اور تفسیر حسینی میں
لکھا ہے کہ ایک دن حضرت ابراہیم کی ماں نے دیکھا کہ حضرت کی ایک انگلی سے پانی اور ایک سے دودھ اور
ایک سے شہد اور ایک سے شراب اور ایک سے روغن نکلتا ہے اور پیدا ہونے کے بعد ایک روایت ہے کہ حضرت ابراہیم
ایک دن میں ہفتہ کے برابر بڑھتے تھے اور ہفتہ میں مہینہ کے برابر اور مہینہ میں برس کے برابر اور بعض روایت میں لکھا ہے کہ ایک مہینہ
میں برس کی برابر نشو و نما پکڑتے تھے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ نو برس تک اُنکی ماں نے شہر کے باہر
غار میں رکھا ہر ہفتہ میں ایک دن اُنکی خبر لیتی تھی اور جب غار میں سے باہر جاتی تھی تو ایک پتھر بڑا ہوا کی
غار کے منہ پر قرار پکڑتا تھا اور جب اُنکی ماں پھر جاتی تھیں تو وہ پتھر دور ہو جاتا تھا اور بعض روایتوں میں

تفسیر سورۂ انعام میں لکھا ہی کہ جب حضرت ابراہیم پندرہ مہینے کے ہوئے تو مانند پندرہ برس کے جوان نظر آتے تھے غار سے
باہر آئے کہتے ہیں کہ سات برس یا تیرہ یا سترہ برس کی اسیطرح علی اختلاف الاقوال غار میں رہے اور جبکہ حضرت ابراہیم
غار سے باہر آئی اور انھوں نے ستارۂ روشن اور ماہ تابان اور آفتاب درخشان دیکھا ہر ایک پر بتفرقہ گمان پروردگار
ہونیکا کیا اور پھر بسبب زوال و تغیر حال ہر ایک کے خالق لم یزل پر اعتقاد درست باندھا یعنے سبکو چھوڑکر اسی کے
ہو گئے چنانچہ باریتعالی کلام مجید میں اسطرح فرماتا ہی وکذالک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون
من الموقنین فلما جن علیه اللیل رأ کوکبا قال ھذا ربی فلما افل قال لا احب الافلین فلما رأ القمر بازغا
قال ھذا ربی فلما افل قال لئن لم یھدنی ربی لاکونن من القوم الضالین فلما رأ الشمس بازغۃ قال ھذا ربی ھذا
اکبر فلما افلت قال یقوم انی بری مما تشرکون انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما
انا من المشرکین یعنے اور اسیطرح دکھاتے تھے ہم ابراہیم کو بادشاہی آسمانونکی اور زمینون کی اور تاکہ ہو یقین لانیوالون
سے پس جب ڈھانپ لیا اسکو رات نے دیکھا ایک تارے کو کہا یہ ہی پروردگار میرا پس جب چھپ گیا کہا میں دوست
رکھتا میں چھپ جانیوالی کو پس جب دیکھا چاند کو روشن کہا یہی ہے پروردگار میرا پس جب چھپ گیا کہا اگر نہ ہدایت
کریگا مجکو پروردگار میرا البتہ ہو جاؤنگا میں قوم گمراہ ہونیسے پس جب دیکھا سورج کو روشن کہا یہی ہے پروردگار میرا
یہی ہے سب سے بڑا پس جب چھپ گیا کہا ای قوم میری تحقیق میں بیزار ہون اس چیز سے کہ شریک کرتے ہو تحقیق
میں نے متوجہ کیا منھ اپنے کو واسطے اسکے جسنے پیدا کیا آسمانونکو اور زمین کو توحید کرنیوالا اور نہیں میں شریک کرنیوالونمیں سے
القصہ جب حضرت ابراہیم بزرگ اور بڑے ہوئے انکی ماں نے آزر سے کہا کہ تیرا فرزند مرا اسدن جھوٹ تجکو اسکے مرنیکی خبر دی
تھی اب جوان ہوا اور کمال خوبرو اور شکیل ہے پھر ایک بار اُسکو غار میں لاکر حضرت ابراہیم کو دکھایا آزر دیکھنے
جمال فرزند ارجمند سے نہایت خوش ہوا اور انکی ماں سے کہا کہ انکو گھر لے چلو تاکہ ملازمت نمرود میں لیجاؤن آزر
گیا اور اسکی بیبی لیجانے حضرت ابراہیم کو غار سے باہر نکالا تو شام کا وقت تھا غار کے گرد بھیڑ بکری گھوڑے اور اونٹ اور
دنبے چرتے تھے حضرت ابراہیم نے اپنی ماں سے پوچھا کہ یہ کیا چیزیں ہیں اسنے ہر ایک کو بتا دیا حضرت ابراہیم نے کہا
انکا کوئی پروردگار ہے کہ جسنے انکو پیدا کیا ہے اور روزی پہونچاتا ہے انکی ماں نے کہا کہ کوئی مخلوق خالق سے خالی نہین
ہے کہ وہ اُسکو پیدا کرتا ہے اور وہ اسکی پرورش کے ساتھ تربیت پاتا ہے حضرت ابراہیم نے کہا میرا پروردگار کون
ہے کہا میں کہ تیری ماں ہون کہا تیرا پروردگار کون ہے کہا آزر کہا اُسکا پروردگار کون ہے کہا نمرود کہا نمرود کا
پروردگار کون ہے وہ اس بات پر خفا ہوئی کہ ایسی باتیں نکہو کہ انمین خوف و خطر ہے اور معارج النبوۃ میں ہی کہ
انھون نے کہا خاموش کہ وہ رب عظیم ہے اور ایک روایت ہے کہ حضرت ابراہیم کی ماں نے کہا کہ پروردگار بادشاہ ہے
انکا کیا اسنے کہا پروردگار اسکا کون ہے پس انکی ماں شرمندہ ہو گئی اور کچھ نہ کہہ سکی اور روایت ہی کہ حضرت ابراہیم
اپنی ماں سے پوچھا کہ میرا منھ اچھا ہے یا تیرا کہا تیرا منھ پھر کہا تیرا حسن زیادہ ہے یا میرے باپ کا حسن کہا میرا حسن پھر کہا
میرا باپ صاحب جمال ہے یا بادشاہ کہا تیرا باپ حضرت ابراہیم نے کہا اگر پروردگار میرے باپ کا بادشاہ ہو تو

اسکے

اسنی اُسکا اپنے سے اچھا کیوں پیدا کیا اور جو تو تیری پروردگار ہے تو نے مجھکو اپنے سے اچھا کیوں پیدا کیا حضرت ابراہیم کی ماں جواب نہ دے سکی اور پریشان ہو کر آذر کے پاس آئی اور کہا وہ لڑکا کہ جسکا وعدہ ہوا تھا کہ دین نمرود کو تغیر کریگا قیاس چاہتا کہ تیرا ہی بیٹا ہے آذر نے حیران ہو کر کہا کہ میرا بیٹا کیونکر ہے اسنے تمام حال اسکے چھپانیکا اور پرورش پانیکا تہ خانہ میں اور پہاڑ میں اور محبت اور حجت کرنی اسکی اُس سے بیان کی آذر نہایت خشمناک ہو کر اور اُنکے مارنے کے قصد پر مستعد ہو کر روانہ ہوا اور وہاں جا کر حضرت ابراہیم کو دیکھا مقلب القلوب نے اسکے دل میں محبت پیدا کی کہ اپنے فرزند کو کچھ ضرر نہ پہونچا سکا اور حضرت ابراہیم نے اپنے باپ کے ساتھ بھی وہی کلام اور جواب سوال کیے جو اپنی ماں کے ساتھ کیے تھے آخر جب حضرت ابراہیم نے کہا کہ نمرود کا خدا کون ہے آذر نے ایک طمانچہ مارا اور کہا اے لڑکے خورد سال بزرگ نقال جیسے رہو چپ رہو نا منہ سے بڑی باتیں منہ سے نہ نکال اور مواہب علیہ میں تفسیر سورۂ انعام میں لکھا ہے اور تفسیر منیر میں بھی مذکور ہے کہ جب حضرت ابراہیم شہر کے اندر لائے تو انکے والدین انکو نمرود مردود کے پاس لے گئے وہ آدمی نہایت بد شکل تھا حضرت ابراہیم نے اسکو دیکھا کہ تخت پر بیٹھا ہے اور غلامان ماہ منظر اور کنیز پری پیکر گرد تخت اس بدبخت کے صف باندھے ہوئے کھڑے ہیں حضرت ابراہیم نے اپنی ماں سے پوچھا کہ یہ کون ہے جسکے دیکھانیکے واسطے مجھکو لائے ہو کہا یہ سبکا خدا ہے حضرت ابراہیم نے کہا کہ یہ ملازمان گرد تخت کے ہیں کون ہیں کہا یہ سب اسکے پیدا کیے ہوئے ہیں حضرت ابراہیم نے تبسم کیا اور کہا اے اماں یہ تمہارا خدا کسطرح کا ہے کہ اوروں کو اپنے سے اچھا پیدا کیا ہے بلکہ چاہیے تھا کہ سب سے اچھا ہوتا القصہ حضرت ابراہیم بتوں کی خدمت کیا کرتے اور جو لوگ کہ پوجتے تھے انکو برا کہا کرتے اور وہ لوگ انکے ساتھ مجادلہ کیا کرتے اور تفسیر مواہب علیہ میں قول آیۃ اذ قال لابیہ وقومہ ما ہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون کے یہ وقت کہا حضرت ابراہیم نے واسطے باپ اپنے کے اور قوم اسکی کے کیا ہیں یہ پتلے کہ تم واسطے انکے گرد بیٹھے ہوئے ہو اور معالم میں لکھا ہے کہ وہ پتلے صورتیں تھیں بعضے سونیکی اور بعضی چاندیکی اور بعضے لوہے کی اور بعضی پیتل کی اور بعضی لکڑی کی اور بعضی پتھر کی اور تیسیر میں لکھا ہے کہ نوے بت تھے جو سب میں بڑا بت تھا وہ سونیکا تھا اور اسکی دو آنکھوں کی جگہ دو گوہر شاہوار جڑے ہوئے تھے اور تبیان میں لکھا ہے کہ وہ بت جانوروں درندوں اور پرندوں اور چارپایوں اور انسان کی صورت تھے اور بقول بعضے کواکب کی صورت تھے پھر تو زبرا انھوں نے حضرت ابراہیم کو جواب دیا کہ ہمارے بزرگ انکو پوجا کیے ہیں ہم بھی انکی تقلید کرتے ہیں حضرت ابراہیم نے کہا بخدا تم اور بزرگ تمہارے گمراہی روشن اور ضلالت مبین پر تھے اور تم خطا پر ہو اور گمراہ ہو تا آنکہ نمرودیوں نے ایکدن عید کا مقرر کیا تھا اس دن جنگل میں جایا کرتے تھے اور شام تک تماشا کیا کرتے تھے شام کو وہاں سے پھر کر بتخانہ میں آکر اور بتوں کو آراستہ کرکے باجے بجایا کرتے تھے اور پھر زمین پر سر رکھکر رسم پرستش کی بجالاکے اپنے اپنے گھر جایا کرتے تھے جب حضرت ابراہیم نے دریافت کیا تھا انکے ساتھ مناظرہ کیا انھوں نے کہا کل عید ہے ہمارے ساتھ تو بھی چل اور دیکھ کہ دین اور آئین ہمارے کیسے اچھے ہیں حضرت ابراہیم نے کچھ ہاں نا کا جواب انکو نہ دیا دوسرا

دن کہ عید کا ہوا اور یہ جانے لگے چاہا کہ حضرت ابراہیم کو بھی ساتھ لیجاویں حضرت ابراہیم نے بیماری کا بہانہ کر کے
عذر کیا کہ یہ انکے لیجانے سے باز رہے اور آپ چلے گئے انکے جاتے وقت حضرت ابراہیم نے چپکے سے کہا خدا کی
قسم جب تم تماشاگاہ میں جاؤ گے تو میں ان بتوں کو توڑ ڈالونگا ایک نے اُنمیں سے یہ بات سن لی لیکن کسی سے
کچھ کہا نہیں جب یہ چلے گئے تو خلیل رب جلیل نے ایک تبر سے سب بتوں کو توڑ ڈالا ایک بت کہ سب میں بڑا تھا اسکو
چھوڑ دیا اور تبر و کمان اُسکی گردن پر رکھدی کہ شاید نمرودی آکر اس بت سے پوچھیں کہ بتوں کو کسنے توڑا کسو اسطے
کہ معبود کی شان یہی ہوتا ہے کہ کل مشکلات میں اسکے ساتھ رجوع کرتے ہیں اور غرض حضرت ابراہیم کی اس
عمل سے الزام دینا قوم کا تھا۔ القصہ جب نمرودی لوگ تماشہ پھر کر بتخانہ میں آئے اپنے بتوں کو ٹوٹا دیکھکر حیران ہو
اور کہا یہ کام ہمارے خداؤں کے ساتھ کسنے کیا ہے اور اس امر میں تفحص اور تجسس کرنے لگے کہ کسی طرح بت
شکن کو پیدا کریں رہیں تفحص میں کہ بت توڑنے کے کلام حضرت ابراہیم سے سنتے تھے دوسرے سے کہدیے
اور فی الحال زبان بزبان ایک سے ایک کو تمامی امرا اور نمرود تک معلوم ہوگیا اور معارج النبوۃ میں لکھا ہے
کہ جب نمرود نے حضرت ابراہیم کے حاضر کرنیکا حکم دیا اور انہیں رسم تھی کہ جو کوئی بادشاہ کے پاس آتا تھا تو پہلے
سجدہ کرتا تھا پھر گفتگو کرتا جب حضرت ابراہیم آئے رسم سجدہ میں کہ اُنکی عادت تھی رعایت نکی اور سجود ان
منکرین نمرود کے قیام کیا پوچھا کہ تو نے مجھکو سجدہ کیوں نہ کیا حضرت ابراہیم نے کہا میں اپنی پروردگار کے
سوا کسیکو سجدہ نہیں کرتا نمرود نے کہا تیرا پروردگار کون ہے حضرت ابراہیم نے کہا ربی الذی یحیی ویمیت
یعنی پروردگار میرا وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مار ڈالتا ہے نمرود نے کہا انا احیی وامیت یعنی میں ہوں وہ شخص
کہ زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ اور پھر کہا کہ دو آدمی قید خانہ میں سے لے آؤ چنانچہ اُسی وقت دو آدمی اُسکے
ملازم لے آئے ایک کو مار ڈالا دوسرے کو چھوڑ دیا جسکو چھوڑ دیا اُسکو احیا اور جسکو مار ڈالا اسکو اماتت تصور کیا تھا
نجانا کہ احیا عبارت پیدایش اور حیات سے ہے نہ اُسکے چھوڑنے سے اور اماتت عبارت نکالنے روح سے بغیر
عمل قتل وغیرہ کے حضرت ابراہیم اگرچہ اس مغالطہ کو بخوبی جانتے تھے لیکن چونکہ ان گمراہونکی فہم قاصر ایسے امور
ساتھ نہ پہنچ سکتے تھے اور دلیل کے ساتھ کہ اس سے روشن تر تھی تمسک کیا اور کہا فان اللہ یاتی بالشمس
من المشرق فات بہا من المغرب یعنی اگرچہ دعوی خدائی کا کرتا ہے پس تحقیق اللہ جل وعلی لاتا ہے آفتاب کو ہر روز
اس فلک فیروزہ پر مشرق سے پس لا تو اے نمرود اسکو مغرب سے فبہت الذی کفر واللہ لا یہدی القوم الظالمین
یعنی پس ہوگیا ہکا بکا وہ جو کافر تھا اور اللہ نہیں منزل مقصود کو پہنچاتا کافروں کو پس نمرود کہ کافر تھا دم بخود اور
متحیر رہ گیا حق سبحانہ تعالی نے حضرت ابراہیم سے فرمایا کہ قسم ہے مجھکو اپنے عزت اور جلال کی کہ قیامت قائم نہیں
ہوئیگی جب تک کہ خورشید کو ایکدفعہ مغرب سے نہ نکال لونگا تا قدرت اور کمال میرا ظاہر ہووے جیسے کہ اس
بد اور مطرود کی عاجزی اور بے قدری ظاہر ہوئی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حق تعالی نے حضرت
جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا تھا کہ اگر یہ لعین حضرت ابراہیم کو کہے کہ تو آفتاب کو مغرب سے نکال تو فی الحال

آفتاب

آفتاب کو مغرب سے نکال دینا اور کیا عجیب ہے کہ واسطے حضرت سلیمان علیہ السلام کی آفتاب کو نکالا حضرت ابراہیم کہ انکے مرتبہ میں بلند تر ہیں انکی واسطے بھی نکال دیتا لیکن چونکہ نمرود مردود اس امر پر تعرض نکیا قیامت پر موقوف رکھا پھر نمرود اور اور دن نے حضرت ابراہیم سے پوچھا ءانت فعلت ھذا بالھتنا یا ابراہیم یعنے آیا کیا تو نے کیا یہ ساتھ خداؤن ہمارے کی ای ابراہیم یعنے توڑا ہے بتون کو حضرت ابراہیم نے کہا تو نے پوچھو انھون نے کہا بت کلام نہیں کرتے اور کسی کا کلام نہیں سنتے حضرت ابراہیم نے کہا جو کہ نہ کہے اور نہ سنے خدا ہونیکے قابل نہیں ہے سب جواب دینے سے عاجز اور شرمندہ ہو کر سرنگون ہوے اور جب انکی کوئی حجت اور دلیل باقی نرہی تو انھون نے حضرت ابراہیم کے مار ڈالنے پر کمر باندھی اور کہا کہ ہم اسکو جلا دینگے

فصل دوسری ڈالنا حضرت ابراہیم کا آتش نمرود کی بیچ اور گلزار ہونا اس آگ کا برد دی اور خواستگاری کرنی حضرت ابراہیم کی سارا خاتون کو اور ہلاک ہونا نمرود مردود کا ساتھ لشکر نمرود کے قصص الانبیا میں لکھا ہے کہ بیچ کاریز نمرود میں ایک تنور تھا آتشی جب نمرود کسی پر بہت خفا ہوتا تھا تو اس تنور کو آگ سے بھر کر اس شخص کو اسمین ڈالدیتے تھے کہ وہ جل جاتا تھا جب یہ نمرود حضرت ابراہیم پر خفا ہوا کہا حضرت ابراہیم کو بھی اس تنور میں ڈالدو چنانچہ حضرت ابراہیم کو اسمین ڈالدیا لیکن بحکم خدای تعالے آگ نے حضرت ابراہیم کو کچھ ضرر نہ پہونچایا پھر نمرود مردود نے کہا اب ابراہیم کو نکال کر جب حضرت ابراہیم کو باہر نکالا دیکھا کہ بال تک بھی اسکا نہ جلا پھر اہل مملکت کو جمع کر کے ابراہیم کے حق میں کیا کہتے ہو کہا اب یہ مصلحت ہے کہ اسکو قید کرو اور ایک جگہ بہت سی لکڑیان جمع کر اور انکو روشن کر کے اسکو اس آتش میں ڈالدو ناچار اور بے اختیار آتش آتش بسیار میں جل جاویگا اور جینے جادو سے اسکو بچا نہین سکیگا اور معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ چالیس دن تک اور بعضے کہتے ہین کہ زیادہ یعنی سات برس تک قیدخانہ میں حضرت ابراہیم کو قید رکھا پھر نمرود نے حکم دیا کہ قریب ایک قریہ کے کوفہ کے گاؤن میں کہ اسکو کوثی کہتے ہین ایک چار دیواری چار کوس زمین میں بنائین اور بلندی ان دیوارونکی سو گز کی کرین اور مواہب میں لکھا ہے کہ ارتفاع ان دیوارونکا ساٹھ گز کا تھا اور بروایت مدارک طول انکا اسی گز کا تھا اور عرض بیس گز کا اور معالم میں تفسیر سورۂ انبیا میں لکھا ہے کہ بعضی مردون میں کہ بیمار تھے وہ کہتے تھے کہ اگر ہم اس مرض سے شفا پاوینگے تو حضرت ابراہیم کے جلانیکے واسطے ہم بھی لکڑیان لاوینگے اور بعضے وصیت کرتے تھے اپنی بیماری میں کہ لکڑیان خرید کر اس چار دیواری میں ڈالنا اور بعضی عورتیں نذر مانتی تھیں کہ اگر ہماری فلان حاجت برآوے تو ہم بھی لکڑیان اس میں جمع کرین اور شاگرد پیشہ اور دوکاندار ثواب جانکر لکڑیان خرید کر اسمین ڈالتے تھے القصہ مہینے بھر تک انھون لکڑیان جمع کیا کیے کہ ان دیوارونکے اوپر تک لکڑیان بھر گئین تو پھر بہت سا انبر گو لمین کی گولیان ڈالین اور پھر اسمین آگ دی جب آگ اچھی بھڑک گئی اور ایسے شعلے افروختہ ہوئے کہ اسکے نزدیک کوئی نجا سکتا تھا تو حیران ہوے کہ حضرت ابراہیم کو اس میں کیونکر ڈالین ابلیس تلبیس نے انکو تعلیم کیا کہ ایک منجنیق یعنے ڈھینکلی بنا کر اور اسپر ابراہیم کو بٹھا کر دور سے آگ میں پھینک دو اسوقت نمرود

کہ وزیر نے کہا اے نمرود اپنا پیراہن ابراہیم کو پہنا دیا چاہیے اگر یہ جل جاوے فہو المراد و اگر نہ جلے تو کچھ ہیں آزدی
کہ برکت پیراہن بادشاہ سے نہ جلا پس بادشاہ نے اپنا پیراہن حضرت ابراہیم کو پہنایا اور گردن میں طوق اور ہاتھوں
میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈالکر او منجنیق پر بٹھا کر دور سے آگ میں ڈال دیا فی الحال بحکم ایزد متعال
حضرت جبرئیل ستر ہزار فرشتوں کو ساتھ لیے ہوا میں حضرت ابراہیم کے پاس پہنچے اور کہا اگر تو کہے تو ایک
اپنا پر اس آگ پر ماروں اور اسکو دریای محیط میں ڈال دوں حضرت ابراہیم نے کہا خدا تعالی نے تجھکو اسطرح
حکم کیا ہے کہا نہیں حضرت ابراہیم نے کہا جسطرح خدای عز وجل نے فرمایا ہی اسیطرح کر جبرئیل نے کہا آیا تجھکو کوئی
حاجت ہے حضرت ابراہیم نے کہا مجھکو حاجت تو ہے لیکن تیری ساتھ نہیں ہے حضرت جبرئیل نے کہا پھر جسکے ساتھ ہے
اس سے اپنی حاجت چاہ حضرت ابراہیم نے کہا وہ میری حاجت جانتا ہے کہنے کی حاجت نہیں پس ہو گیا لقب کل خلیل
خدا سے خلیل پر اور انقطاع اسکا سوای اسکے سے درست تھا خدا تعالی نے فرمایا قلنا یا نار کونی
بردا و سلاما علی ابراہیم یعنی اے آگ ہو تو خداوند برودت اور سلامت اوپر ابراہیم کے اور ابن عباس
کہتے ہیں کہ اگر نہ فرماتا برودت کے ساتھ سلامت کا لفظ ابراہیم برف میں گل جاتے۔ القصہ جب حضرت ابراہیم
آگ میں پہونچے طوق اور ہتھکڑیاں اور بیڑیاں اور جامہ نمرود سب جل گئے اور حضرت ابراہیم کو کچھ آسیب نہ
نہ پہونچا اور بفرمان حضرت یزدان آگ سرد ہو گئی اور چشمہ آب شیرین اسمیں پیدا ہوے اور حضرت جبرئیل
نے سنگ العقر ایک تخت بلور اور جامہ بہشتی حاضر کیے حضرت ابراہیم کو اسپر بٹھا دیا اور وہ جامہ پہنا دیا اور کہا اے
ابراہیم میں قدرت اس رب قادر سے تعجب نہیں کرتا ہوں لیکن تیرے صبر سے مجھکو تعجب آتا ہے کہ اس حال میں
تو نے سوائے خدا کے کسی سے حاجت نہ چاہی کہتے ہیں کہ جب آگ ٹھنڈی ہو گئی اور لکڑیاں کچھ جل گئیں تھیں
درختوں کی جڑیں بن گئیں اور انمیں سبز شاخیں پیدا ہوئیں اور انمیں پھل پھول ظاہر ہوے اور چاروں جانب
کو گوشہ تخت با جنت کی نرگس اور بنفشہ آگے۔ کواشی نے از روی روایات کی لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم نے
کہا میں ہرگز خوش عیش تر ان دنوں سے کہ جن دنوں آگ میں تھا نہیں رہا۔ اور جب حضرت ابراہیم کو آگ میں
ڈالا تھا تو نمرود ایک منارہ پر جا کر دیکھ رہا تھا جب یہ حال دیکھا کہا دریغا میری محنت ضائع ہوئی اور پھر
کہا کہ پتھر منجنیق پر رکھکر اسپر ڈالو جب وہ مردود پتھر پھینکتے تھے تو وہ ہوا میں معلق جمع ہو کر مثل ایوان کے
آگ پر بستی تھے تا آنکہ انسے آگ بجھ گئی نمرود کا وزیر کہ اس مردود کے پاس منارہ پر کھڑا تھا کہا اے ابراہیم
نیز خدا کیا ایسا ہی کہ تجھکو واقعی آگ میں محفوظ رکھا اور تفسیر معالم اور مواہب میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم دریا
آتش نمرود کے اندر گئے فی الحال طوق اور زنجیر انکا جل گیا اور گرد انکے گل نرگس اور نسترن اور گلدستہ بنفشہ
اور یاسمن شگفتہ ہوئے اور چشمہ شیرین پیدا ہوے اور سات دن تک اس آگ میں رہے اور نمرود نے بالای قصر
سے دیکھا کہ حضرت ابراہیم ایک بوستان خوش اور گلستان دلکش میں بیٹھے ہوے ہیں اور ایک ظل
کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں۔ معالم میں لکھا ہے کہ ملک الظل بصورت ابراہیم تھا جب نمرود نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم

ایک گلشن پربہار اور چمن لالہ زار مین خوش وخرم بیٹھے ہوے ہین اور گرداگرد انکے آگ شعلہ مار رہی ہی آواز دی کہ ای
ابراہیم خدا تیرا کہ جسکی قدرت اس مرتبہ کے ساتھ ہے دیکھتا ہون کہ بہت بزرگ خدا ہے مین اُسکی قربانی کرتا ہون
حضرت ابراہیم نے کہا میرا خدا تیری قربانی قبول نکریگا جبتک کہ تو اپنے کیش و ملت پر رہیگا اور حدیث مین آیا
ہے کہ نمرود نے ہزار گائین قربانی کین اور حضرت ابراہیم کی ایذا دینے سے باز رہا اور چند روز تک تردد مین رہا
اور تدبیر کیا کیا کہ کسیطرح مسلمان ہو جاؤ لیکن بخوف اس امر کے کہ اگر مسلمان ہو جاؤنگا تو میری بادشاہت
کو نقصان پہنچیگا نہوا جب اورون نے یہ حال مشاہدہ کیا بہتیرے جی مین آیا حضرت ابراہیم کے پاس آکر مسلمان ہوا
اور ایمان لایا از انجملہ ایک دختر نمرود تھی اور اسوقت مین حضرت ابراہیم کی سولہ برس کی عمر تھی معارج النبوۃ مین لکھا
ہے کہ جب حق تعالی نے آتش نمرود کو حضرت ابراہیم پر سرد کیا اور وہ اُس آگ مین صحیح اور سالم باہر آئے بہت
بندگان خدا کہ منکر اپنی عبودیت پر تھے حضرت ابراہیم کے ساتھ ایمان لائے چنانچہ اُنمین ایک لوط برادرزادہ
حضرت ابراہیم تھے یعنے لوط بن ہاران بن تارخ کہ آذر ہے اور حق تعالے نے انکو بھی دولت نبوت کے
ساتھ مشرف کیا ہے اور ایک سارا دختر عم حضرت ابراہیم تھی یعنے سارا بنت ہاران الاکبر تارخ آذر عم حضرت
ابراہیم اور ہاران پدر حضرت لوط حضرت ابراہیم کے بھائی اور ہاران پدر سارا حضرت ابراہیم کے چچا دونون
کا ایک نام تھا اور ایک رعفہ خاتون بنت نمرود کہ نہایت عقلمند اور نہایت ہوشمند تھی جب حضرت
ابراہیم کو آگ مین ڈالا بمبالغہ بسیار اپنے پدر نابکار سے اجازت چاہی کہ اس منارہ پر اُن کے
حضرت ابراہیم کو دیکھون اور اُنکے حال سے واقف اور آگاہ ہون جب اُسنے دیکھا کہ آگ مین حضرت
ابراہیم کے واسطے گلستان پربہار اور چمنستان لالہ زار بنے ہوے ہین اور بناز و اعزاز ایک تخت بہشتی
پر بیٹھے ہوے ہین کہا ای ابراہیم تیرا کیا حال ہے کہ تو آگ مین جلوہ افروز ہے اور آگ تیرے اوپر
اندوز ہے حضرت ابراہیم نے وہان جواب دیا من کان فی قلبه معرفة الله لم تحرقه النار
یعنے جو شخص کہ ہو دل اُسکے مین معرفت اللہ کی نہین جلاتی اُسکو آگ رعفہ نے کہا اگر تو اجازت دے
تو مین بھی اس آگ مین تیرے پاس آؤن حضرت ابراہیم نے کہا لا اله الا الله ابراهيم خليل الله کہکر اس آگ
مین بخوف وخطر چلی آ رعفہ خاتون نے وہان سے اوتر کر کلمہ توحید پڑھا اور آگ مین قدم رکھا اور آگ
اکبارگی اُسکے قدم کے نیچے بجھا کر افسردہ ہوئی اور یہ حضرت ابراہیم کے پاس صحیح اور سالم چلی آئی اور پھر
حضرت ابراہیم کے پاس اپنا ایمان تازہ کیا اور وہان سے سلامت مع الکرامت اپنے باپ کے پاس پھر آئی
جب اُسکے باپ نے امان اور ایمان اسکا مشاہدہ کیا اُسکو تعجب پر تعجب ہوا لیکن ترس ملامت اور نقصان
مملکت سے اپنے دین باطل پر قائم رہا اور اپنی بیٹی کو راہ ارتداد پر دلالت کرنے لگا اور از روے شفقت کہ
نصیحت آمیز کہتا تھا اُسنے اُسکے کلام ضلالت التیام پر کچھ التفات نکیا پھر اُسنے تخویف و تعذیب کی بھی
اُسکو موثر نہوا تھا تا آنکہ رای صواب اُس بداختر نے اسپر قرار پکڑا کہ اُس پاکیزہ سیر کو سیاستگاہ دزدان

مین چار دن ہاتھ پانؤن مین بیڑیان جکڑکر آفتاب سوزان مین در وسنگری کی حق تعالی نے حضرت جبرئیل علیہ السلام
کو حکم کیا کہ او جبرئیل تیغیر کہ صاحب جلیل کے پاس جا اور اسکو دشمنون مین سے نکالکر ابراہیم کے پاس لیجا حضرت
جبرئیل نے زعفرہ خاتون کو اس مہلکہ سے نجات دیکر حضرت ابراہیم کے پاس پہونچا دیا اور پھر وہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی خدمت اور مسافرت مین ہمراہ رہا کی اور حق سبحانہ نے اُس دختر نیک اختر سے بہی فرزند ہولنا بعد
اُنہی پیدا کیے اور بعضون کو مسند نبوت پر جلوہ افروز کیا و اللہ الموفق ۔ القصہ جب حضرت ابراہیم آتش سوزان
سے سلامت باہر آئے اور چند گروہ انکے ساتھ ایمان لائے یہ قصہ افواہ عالم مین مشہور ہوا اور رفتہ رفتہ اہل
عالم کے دلون مین انکا اعتقاد بڑھتا گیا اور اسلام دین اسلام روز بروز بلند تر ہوتے اور نمرود مردود کے
باطن مین دہشت اور بدرد دہشت پیدا ہوئی ایکدن حضرت ابراہیم کو خلوت مین طلب کیا اور کہا تیرے
دین کی ہدایت اور دعوت کے سبب سے میرے امور مملکت مین خلل عظیم پیدا ہوا اور تمام امور ملکی مین قصور اور
فتور پیدا ہوے بہتر یہ ہے کہ تو اپنے اصحابون کو لیکر ہماری دار الحکومت سے باہر چلا جا کہ تیرا پروردگار تیری حفظ
و حمایت اور مصالح اور کفالت مین ناصر او معین ہوگا حضرت ابراہیم نے یہ امر قبول کیا اور ارض بابل سے
شام مین ہجرت کی اور ایک روایت مین اسطرح ہے کہ جب حضرت ابراہیم لوگون کو دعوت کرتے تھے نمرود
اور نمرودیون پر کمال دشوار گذرتا تھا اور وہ انکے مار ڈالنے کا قصد کرتے تھے اور بعضے کہتے تھے اسکا
قتل میسر نہین ہوئیگا جیک چلانا ہمیشہ مفت نگیا بہتر یون ہے کہ اسکو اس ملک سے نکال دیجیے جب حضرت
ابراہیم کو ارادہ اس قوم کا ایسا معلوم ہوا حضرت لوط اور سارا خاتون کو لیکر وہان سے ہجرت کی ایک
منزل چلے تھے کہ حکم الٰہی صادر ہوا کہ ای ابراہیم سارا خاتون کو اپنے نکاح مین لا اور بعضون سے
روایت ہے کہ اول وحی حضرت ابراہیم کو یہی آئی تھی ۔ اور سارا خاتون نہایت حسین اور بغایت جمیل تھی جیسا کہ
بعضی روایت مین آیا ہے کہ حضرت یوسف کا حسن و جمال سارا خاتون سے تھا کہتے ہین کہ سارا خاتون ہم صورت
حوا مین تھی لیکن یہی ایک تفاوت تھا کہ اُنکے پاس حضرت پاسنگی نہ تھے ۔ اور حیض سے پاک تھی غرض
یہ مقرر تھا کہ تمام عالم مین ایسا حسین دوسرا نتھا ۔ پھر حضرت ابراہیم نے بیس درم کو ایک خچر خریدا اور سارا
خاتون کو اُسپر سوار کیا اُسوقت حضرت ابراہیم کی عمر اڑتیس برس کی تھی تا آنکہ یہ حیران مین پہونچے اور
وہان چندے رہے پھر حضرت ابراہیم نے شہر مصر کا قصد کیا اور بعضے کہتے ہین کہ سارا ملک حیران کی بیٹی
تھی جب حضرت ابراہیم نے جانب حیران ہجرت کی تھی تو اسکو اپنے نکاح مین لائے تھے واللہ اعلم
بالصواب اور صاحب کشاف نے تفسیر سورہ عنکبوت مین لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کی ہنگام ہجرت پچھتر
برس کی عمر تھی اور اسی سال مین ایزد متعال نے حضرت ابراہیم کو مسکن ہاجرہ کنیزک سارا خاتون سے حضرت
اسمٰعیل عطا فرمائے اور قصص الانبیا مین لکھا ہے کہ سارا بادشاہ کی بیٹی تھی کہ حضرت ابراہیم فی اثنا راہ مین
اُسکی خواستگاری کی تھی اور اسکی حقیقت اسطرح پر ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو آتش نمرود سے

خلاص کیا اور بشہر شام کیطرف روانہ ہوئے اثنائے راہ مین ایک شہر مین وارد ہوئے دیکھا کہ وہان آدمی اچھے اچھے
کپڑے پہنے ہوئے ہین ایک میدان مین چلے جاتے ہین اُنسے پوچھا کہ تم کہان جاتے ہو انھون نے کہا یہانکے
بادشاہ کی ایک بیٹی ہے کہ خوبصورتی مین اپنا نظیر نہین رکھتی ہر چند اطراف اور جوانب کے بادشاہزادے
اسکی خواستگاری کرتے ہین اور عاشق اور فریفتہ اسپر ہوتے ہین وہ قبول نہین کرتی ہے کہ جو پسند آویگا اُسکی
وصلت قبول کرونگی سات دن ہو چکے ہین کہ لوگ صحرا مین جمع ہوتے ہین اور وہ سب کو دیکھتی ہے لیکن
کسی کو قبول نہین کرتی ہے حضرت ابراہیم بھی انکے پاس جا کے ایک کونے مین بیٹھ رہے وہ دختر ستر لونڈیون
کے ساتھ منبر پر تماشا کے واسطے ہوئی اور ترنج زرین مرصع ہاتھ مین لیے ہوئے تمام میدان مین لوگونکو دیکھتی
پھرتی تھی جب حضرت ابراہیم کے نزدیک پہنچی اور نور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جبین حضرت ابراہیم
سے تابان اور درخشان دیکھا اُنکے جمال عدیم المثال پہ عاشق ہوئی اور وہ ترنج اُنکی گود مین ڈال دیا
اور آپ جا کر تخت پر بیٹھ گئی پھر حضرت ابراہیم کو اُسکے باپ کے پاس لائے اُسنے دیکھکر اپنی بیٹی سے کہا
کہ تجھکو اچھا خاوند ملا لیکن مسافر ہے پھر تمام شہر کے بزرگ جمع ہوئے اور اُنکی شادی ہوئی اور دختر بادشاہ کا
سارا خاتون نام تھا اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے آتش نمرودی سے نجات پائی اور
ایمان لائے اپنی قوم اور باپ سے مایوس ہوئے وطن چھوڑ کر بسمت حران اپنے چچا کے پاس کہ ہاران نام
تھا تشریف لیگئے ہاران نے اپنی بیٹی کو کہ سارا خاتون نام تھا اُنکے نکاح مین کر دیا اور بکمال دلجوئی اور خاطر
داری اپنے پاس رکھا اور غرض ہاران کی اس امر سے یہ تھی کہ حضرت ابراہیم بطمع مال و متاع دنیوی اور
زن و فرزند اپنے دین سے پھر جاوین معاذ اللہ من ذلک جب حضرت ابراہیم نے توحید پر اصرار کیا اور سارا خاتون
بھی اُنکے ساتھ متفق ہو گئین اور بت پرستی کو نام دھرنے لگے ہاران نے آشفتہ ہو کر اثاث البیت اُنسے
چھین لیا اور ان دونونکو اپنے گھر مین سے نکال دیا حضرت نے سارا خاتون کو ہمراہ لیا اور سارا خاتون
نے اُنسے کہا کہ تم میرے ساتھ عہد کرو کہ مین ہرگز تمہاری نافرمانی نہین کرونگی بشرطیکہ تم بھی میری فرمانبرداری
مین رہوگے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بات پر عہد کیا اور وہان سے روانہ ہوئے
اور سوائے حضرت لوط کے کہ برادرزادہ اُنکے تھے کوئی اور ہمراہ نہوا القصہ حضرت ابراہیم نے مصر
کے جانے کا قصد کیا اتفاقاً وہان ایک بادشاہ جبار نہایت ظالم اور کمال خونخوار مسلط تھا کہ مردم آزاری
اُسکی عادت تھی اور جو عورت خوشرو ہوتی تھی اُسکے مالک اور وارث سے چھین لیتا تھا اور اگر اُسکا خاوند
ہوتا تھا تو اُسکو قتل کروا ڈالتا تھا اور اگر بھائی یا کوئی اور وارث ہوتا تھا تو اُسکو قتل نکرتا تھا جب
حضرت ابراہیم علیہ السلام اس شہر مین داخل ہوئے اور یہ حقیقت سُنی اُنکو اضطرار اور تردد لاحق ہوا
کس واسطے کہ سارا خاتون حسن اور جمال مین عدیم المثال تھین چنانچہ حدیث شریف آیا ہے کہ جو حسن اور
جمال اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا اُنمین سے اُسکا حضرت یوسف علیہ السلام کو

دیا تھا اور چھپا حقہ سارا خاتون کو اور باقی جمیع بنی آدم کو۔ القصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سارا خاتون سے کہا کہ یہانکے بادشاہ کی اصطلاح پر عادت ہے اگر اس ظالم کے پیادے تمھاری لیجانے کے واسطے آوین تو تم یہ ظاہر کرنا کہ مین تمھارا شوہر ہون بلکہ کہنا کہ یہ میرا بھائی ہے کسواسطے کہ مین باعتبار دین اسلام کے تمھارا بھائی بھی ہو سکتا ہون حق تعالیٰ تمکو اس ظالم کے ہاتھ سے محفوظ رکھیگا اور میری ناموس کو ضائع نکریگا۔ ناگاہ اُس بادشاہ کے کر دیون نے حسن اور جمال سارا خاتون کا دیکھکر بادشاہ سے عرض کیا کہ اس شہر مین ایک عورت وارد ہوئی ہے کہ حسن و جمال مین بے نظیر ہے اس ظالم نے کہا اسکو جلد لے آو اور اگر شوہر رکھتی ہو تو اسکو مار ڈالو پیادے حضرت ابراہیم کے پاس آئے اور پوچھا یہ عورت کہ تمھارے ہمراہ ہے تم سے کیا علاقہ رکھتی ہے حضرت ابراہیم نے کہا کہ یہ میری دینی بہن ہے انھون نے حضرت ابراہیم کو تو چھوڑ دیا اور سارا خاتون کو زبردستی سے لیگئے حضرت ابراہیم نے جب یہ حال دیکھا نماز کے واسطے کھڑے ہوکر مشغول بدعا ہوے اور جب سارا خاتون اس ظالم کے پاس پہنچین بمجرد انکے دیکھنے کے وہ مفتون و فریفتہ حسن و جمال اس خاتون کا ہوا اور چاہا کہ بے ادبی کرے سارا خاتون نے کہا کہ مجکو مہلت دے کہ ابھی غبار راہ مجھپر پڑا ہوا ہے ذرا دھولون اور اپنی رسم عبادت کرلون پھر جو کچھ تیرا دل چاہے سو کرنا اس نابکار نے کہا کہ جلد آفتابہ و طشت حاضر کرو اور یہین ہاتھ منھ انکا دھولاؤ سارا خاتون نے وضو کیا اور نماز کے واسطے کھڑی ہوئین اور نماز کو طول دیا اور دعا مین مشغول ہوئین اس ظالم نے دیکھا کہ نماز سے کسی طرح فراغت نہین کرتی چاہا کہ عین نماز مین انکی بیا تھ لے ادبی کرے سبکو اس مکان مین سے ہٹا دیا اور خلوت کی اسی ارادے سے کہ انپر دست درازی کرے فوراً اُسکے دونون ہاتھ خشک ہوگئے اور مرگی مین آنکر گر پڑا اور دم بند ہوگیا اور کف منھ سے جاری ہوے جب سارا خاتون نے دیکھا کہ اس ظالم کا یہ حال ہوگیا انکو خوف ہوا کہ مبادا اسکے سبب سے اسکے گھٹرہ کی آواز سے چوکیدار پہرہ دار بہکر چلے آوین اور مجکو اسکے قتل کے ساتھ تہمت لگاکر مار ڈالین جناب الٰہی مین دعا کی کہ بار خدایا اس ظالم کو نجات دے کہ اسکو عبرت حاصل ہووے جب یہ ہوش مین آیا اسنے پھر وہی ارادہ کیا اور پھر وہی مرض لاحق ہوا چنانچہ تین مرتبہ اسی طرح یہ امر ظہور مین آیا آخر کو تیسری دفعہ اسنے کہا اس عورت کو لیجاؤ کہ یہ آدمی نہین ہے جنیہ ہے یا ساحرہ اور اس شہر سے نکال دو اور اسی قسم کی میرے پاس ایک اور عورت ہے ہاجرہ نام کہ اسکو قبطیون سے مین نے لیا تھا اور اسپر بھی قادر نہین ہوا اسکو بھی اس کے حوالہ کرو۔ القصہ سارا خاتون ہاجرہ کو لیکر اُسکے پاس صحیح و سلامت نے سلامت اپنے مقام پر آئین اُسوقت حضرت ابراہیم نماز مین مشغول تھے جب سارا کو دیکھا سلام پھیر کر پوچھا کیا حال ہے سارا خاتون نے کہا خیریت ہے حق تعالیٰ نے اس ظالم کا ہاتھ کوتاہ کیا اور ایک لونڈی مجکو دی ہے کہ ہاجرہ نام ہے حضرت ابراہیم خوش ہوئے اور تفسیر بحر المواج مین ہے کہ بوقت بخشش اس لونڈی کے یہ کہا کہ ہا اجرک یعنے یہ اجر تیرا ہے اسواسطے اسکا نام ہاجرہ ہوا تھا۔ القصہ خاتون نے تفصیل بیچارے ہونا اس بادشاہ جبار کا ظاہر کیا حضرت

ابراہیم

ابراہیم نے فرمایا کہ تم اندیشہ نکرو جو چاہا سو وہان گذرا حق تعالےٰ نے بسبب اُنکے دیئے جانے سب کچھ دکھا
دیا تھا القصہ سارا خزانوں نے یا جیکو بیچا و غنیمت حضرت ابراہیم کی خدمت میں دیا پھر باتفاق بکثرت گروہوں
سے کوچ کیا اور ہمراہ بستیوں میں کر سرحد شام میں پہنچے اقامت کی اور صاحب الاقالیم میں لکھا ہے کہ وہ مقام بیت
المقدس سے تیرہ میل ہے اور بعضوں نے کہا نزدیک دو فرسخ شہر ہے اور وہ ایک گاؤں ہے کہ بسبب توطن حضرت کے
مشہور بمقام خلیل ہے اور معروف بنام حجرۃ الخلیل ہوا اور وہاں کے آدمیوں نے انکے قدوم میمنت لزوم کو
غنیمت جانکر بہت سا فرزندگی کہ انکا حصول انکو پہنچا تھا اور حضرت ابراہیم کو اسکی زراعت فرمانے
سے وسعت بیشمار حاصل ہوئی اور بہت غلام خریدے اور مواشی بے پایان بہم پہنچائے اور رسم ضیافت
اور لنگرخانہ برپا کیے اور حضرت لوط کو بہ رسالت سدوم اور اور شہروں کی طرف بھیجا۔ القصہ جب حضرت
ابراہیم بیت المقدس میں پہنچے تو حضرت جبرئیل آئے اور کہا اے ابراہیم زمین میں نگاہ کر کہ جہان تک تیری
نظر پہنچے اثر بزرگی نعمتیں ظاہر ہونگی چنانچہ جہانتک حضرت ابراہیم کی نظر پہنچی وہان تک اسباب [illegible]
اور درخت میوہ دار پیدا ہوگئے پھر حضرت ابراہیم نے وہان کے آدمیوں کو زراعت سکھائی اور حضرت
جبرئیل بہشت میں سے ایک پتھر لائے اور یہ جو الغرض بیت المقدس ہے وہان رکھا اور کہا کہ یہ تیرا قبلہ ہے اے
ابراہیم کہ تجھ سے پیدا ہونگے انکا قبلہ ہوگا قولہ تعالیٰ وقد مکروا مکرہم وعند اللہ مکرہم وان کان مکرہم
لتزول منہ الجبال یعنی تحقیق کر کر کیا ان کفار نے حق مکر کریگا اور نزدیک خدا کے اور تھا انکے مکر کی اگر چہ تھا
کہ ان کا مکر ٹل جاوینگے اس مکر سے پہاڑ۔ معالم میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب سے نقل ہے کہ یہ آیۃ قصہ
نمرود [illegible] میں ہے کہ جب اس مردود نے سلامتی حضرت ابراہیم کی آگ سے مشاہدہ کی اپنی قوم کو کہا کہ ابراہیم
بزرگ خدا رکھتا ہے کہ اسنے اسکو آگ سے محفوظ رکھا چاہتا ہوں کہ اسکو آسمان پر جا کر دیکھوں لیکن
آسمان نہایت بلند ہے اسپر جانا آسان نہیں ہے اسنے اسکا انہ سنا حکم دیا کہ ایک صرح یعنی منارہ بنایا کریں چنانچہ
تین برس کی مدت میں ایک منارہ نہایت بلند تیار ہوا جب اسپر گیا آسمان جیسا تھا ویسا ہی اور دکھائی دیا جیسا
زمین پر سے دکھائی دیتا ہے اور دوسرے دن وہ منارہ گر پڑا اور ہوا جیسے جلیلہ میں [illegible] قولہ تعالیٰ قد مکر الذین
من قبلہم فاتی اللہ بنیانہم من القواعد فخر علیہم السقف من فوقہم واتاہم العذاب من حیث
لا یشعرون تحقیق مکر کیا تھا جو [illegible] سو ان لوگون نے جو پہلے از قریش گذرے [illegible] پس آیا اللہ تعالیٰ
مکانوں انکے کی ستونوں اور قواعد سے پس گر پڑی اوپر انکے چھت اوپر انکے سے اور آیا انکو
کو عذاب جہان سے نہ جانتے تھے لکھا ہے کہ بعضے اس امر پر ہیں کہ مراد اس بنا سے ایک قصر ہے کہ نمرود
نے بابل میں بنایا تھا پانچ گز کا اونچا اور عرض اسکا اتنا تھا کہ اسپر چڑھ جاتا [illegible] تا آسمان کو دیکھے اور
اور خدائے ابراہیم پر مطلع ہووے اور اسکے ساتھ مقابلہ اور مقاتلہ کرے جب وہ [illegible]
ایک ہوا تند بسبب غضب الٰہی سے چلی اور وہ قصر جڑ سے اکھڑ کر گر پڑا اور تفسیر ثعلبی [illegible] معالم [illegible]

قصر کا دریا میں گرا اور باقی نمرودیوں کے گھروں پر آ رہا اور ایک آواز ہیبت ناک ایسی پیدا ہوئی کہ ساری قوم کی زبان تبلبل یعنی درہم اور برہم ہو گئی اور انکے کلام اور سخن مختلف ہو گئے اور وجہ تسمیہ اس شہر کا کہ جو اسکا نام تھا بابل ہو گیا یہی ہے محمد بن جریر طبری نے لکھا ہے کہ تمام آدمیوں کی زبان نمرود کے زمانہ میں سریانی تھی جب وہ صرح گر پڑا تو انکی زبانیں مختلف ہو گئیں اور ہر قوم ایک زبان خاص کے ساتھ کلام کرنے لگی کہ دوسری قوم اسکو سمجھاتی تھی اور نہ سمجھتی تھی اور بسبب خلقت ہلاک ہو گئی نمرود مردود نہایت خفا ہوا اور کہا آسمان پر جاتا ہوں اور خدائے ابراہیم کے ساتھ کہ اُسنے میرا منارہ گرا دیا ہے جنگ کرتا ہوں پھر چار گرگسوں کو پرورش کیا جب وہ کمال قوی ہوئے تو ایک صندوق چہار گوشہ بنایا اور اس میں ایک دروازہ اوپر اور ایک نیچے رکھا اور اسکے چاروں طرف چار نیزے کلدار کہ چاہے انکو اوپر اور چاہے انکو نیچے کر سکے لگائے پھر اُن گرگسوں کو کئی دن بھوکا رکھا اور چار مردار جانور اُن چار نیزوں پر پروکر اطراف صندوق کو اُن گرگسوں پر باندھا اور آپ اور ایک شخص اُس صندوق میں بیٹھ گیا چاروں گرگس نہایت بھوک سے اوپر کو مرداروں کی جانب مائل کر کے صندوق لیکر اوڑے تین رات دن کے بعد نمرود نے اوپر کا دروازہ کھول کر نگاہ کی آسمان کو ویسا ہی دور دیکھا جتنا زمین پر دیکھتا تھا پھر اپنے رفیق کو کہا کہ تو نیچے کا دروازہ کھول کر دیکھ کہ کیا دکھائی دیتا ہے اُسنے دیکھ کر کہا آب دریا کے پانی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا پھر ایک رات دن کے بعد اوپر کا دروازہ کھولکر دیکھا وہی نظر آیا جو پہلے دیکھا تھا اور اسکے رفیق نے نیچے کا دروازہ کھولکر دیکھا سوائے تاریکی کے کچھ نظر نہ آیا نمرود کو خوف ہوا اور ڈرنے لگا ناچار اُن نیزوں کو مرداروں کے ساتھ اُلٹا کیا گرگسوں نے نیچے کو میل کی اور نیچے آتے وقت ایسی آواز مہیب گرگسوں کے پروں سے ظاہر ہوئی کہ یقین ہوا کہ اب پہاڑ اپنی جگہ سے اُکھڑ جائینگے منتخب حیواۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ گرگس ایک جانور ہے تمام جانوروں سے عظیم الجثہ اور سریع الطیران کہتے ہیں کہ ایک دن میں مشرق سے مغرب تک سیر کرتا ہے اور قصص الانبیا میں ہے کہ نمرود کے دل میں جب یہ داعیہ پیدا ہوا کہ آسمان پر جائے تو بہ تعلیم ابلیس بہ تلبیس اُسنے حکم دیا کہ چار گرگس لاکر پرورش کریں اور ایک صندوق بنائیں کہ دو آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجایش رکھتا ہووے اور اُس میں دروازے ہوں ایک اوپر اور ایک نیچے اور اسکے چاروں کونوں میں چار چوبیں نصب کریں اور ہر چوب پر گوشت کا ٹکڑا لٹکاویں اور پھر ایک شبانہ روز انکو بھوکا رکھکر اس صندوق کے اُدہر باندھ دیں کہ یہ گوشت کی طرف قصد کر کے اوپر کو اڑیں جب یہ صندوق تیار ہو چکا تو آپ اور ایک خواص اسمیں بیٹھا اور گرگس صندوق کو لیکر اڑے تین دن کے بعد نیچے کا دروازہ کھولا تمام روئے زمین پر پانی پانی نظر آیا پھر اوپر کا دروازہ کھولا اور تیر کمان میں جوڑا خواص نے کہا یہ تیر کسکو ماریگا کہا خدا کو خواص نے کہا وہ خدا ہے کہ یہ سب کچھ پیدا کئے نمرود اسپر غصہ ہوا اور اسکو نیچے گرا دیا خداوند تعالی نے [illegible] اسکو بہشت میں لے گیا پھر نمرود وہ تیر آسمان کیطرف چھوڑا اللہ تعالی نے ایک مچھلی کے خون میں آلودہ کرکے نمرود کو پاس

رو کیا اُسنے خوش ہو کر اس گوشت کو کباب پر چڑھا پیچ کیا گرگسون نے نیچے کا قصد کیا جب زمین پر آیا تو پھر حضرت
ابراہیم علیہ السلام اُسکے پاس گئے اور کہا ایمان لا اُسنے کہا مین نے تیرے خدا کو مار ڈالا یہ تیر خون آلودہ موجود ہے
حضرت ابراہیم نے کہا میرے خدا کو کوئی نہین مار سکتا کہا تیرے خدا کا کتنا لشکر ہے حضرت ابراہیم
نے کہا اُسکے لشکر کا شمار سوا اُسکے کوئی نہین جانتا کہ وما یعلم جنود ربک الا ھو یعنے اور کوئی
نہین جانتا لشکروں پروردگار تیرے کو مگر وہ آپ ہی نمرود نے کہا مین اپنا لشکر جمع کرتا ہون تو خدا کا
لشکر جمع کر کہ تیرے ساتھ لڑونگا پھر اس مردود نے اپنی تمام سپاہ کو زمین پر جمع کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے مناجات کی کہ الہی اجابت کر یہ مردود تیرے لڑنے کے واسطے آیا ہے اسکو ہلاک کر حضرت ابراہیم کی دعا
قبول ہوئی اور فرشتون کو حکم ہوا کہ ایک سوراخ کوہ قاف مین سے کھول دو اور ہر ایک سوار پر نمرود کے ایک
ایک مچھر بھیجدو وہ مچھر جمع ہو کر ابر کے مانند ہوا مین آئے حضرت ابراہیم نے کہا دیکھ یہ ہے خدا کا لشکر نمرود
نے علم کھڑے کر دئیے اور نقارے بجادئے آدمی غل مچانے لگے اور بوق پھونکنے لگے تا مچھرون کا لشکر منتشر
ہو جاوے لیکن کچھ فائدہ نہوا ہر سوار پر ایک مچھر بیٹھ گیا اور ہر ایک مچھر اپنی خرطوم سے ہر ایک کا مغز اور
گوشت اور رگ و پے کھا گیا اور ایک ذرہ اُسکے بدن کو باقی نچھوڑا ان مچھرون مین ایک ایسا
مچھر تھا کہ وہ ایک پاؤن سے لنگڑا اور ایک آنکھ سے کانا اور تمامی اعضاؤن مین سے ایک اعضا
سے زیادہ نہین رکھتا تھا اُسنے خدا تعالے سے درخواست کی کہ یا الہی نمرود کا ہلاک میرے ہاتھ سے ہو چنانچہ
اُسکی دعا قبول ہوئی نمرود مردود اپنے محل مین بیٹھا ہوا فکر کر رہا تھا کہ وہ پشہ لنگڑا اُسکے زانو پر آن
بیٹھا اسنے اپنی جورو سے کہا ایسے جانور تھے کہ جنھون نے میرے لشکر کو ہلاک کیا اور انھین سے ایک یہ ہے اسکو مارنے لگا
فی الحال وہ مچھر وہان سے اڑ کر ناک کے رستے سے اُسکے دماغ مین گھس گیا اور اسکا مغز کھانے لگا یہ دم
بدم ہوتا تھا کبھی کھڑا ہو جاتا تھا اور کبھی بیٹھ جاتا اور گاہ لیٹتا اور لوٹتا غرض کچھ علاج نہین آتا تھا لیکن
اگر کوئی کچھ اُسکے سر پر مارتا تو کاوش اس مچھر کی کم ہو جاتی تھی اور اُسکو تسکین ہوتی ورنہ پیچ و تاب
کھایا کرتا پھر بامر الہی چالیس دن کے بعد حضرت ابراہیم نمرود کے پاس آئے اور کہا کہہ لا الہ الا اللہ
ابراہیم رسول اللہ نمرود نے کہا کون ہے کہ گواہی دے کہ خدا ایک ہے اور تو رسول ہے جتنا کچھ کہ وہان
اثاث البیت سے تھا فرش اور ہتھیار وغیرہ سبنے بزبان فصیح اور بیان صریح کہا لا الہ الا اللہ ابراہیم رسول
اللہ نمرود نے کہا سب اسباب جلا دو اور دریا مین ڈالدو پھر کہا اب کون ہے کہ گواہی دیوے پھر
دیوارین اور ستون اور دروازے کلمہ توحید اور رسالت کے ساتھ گویا ہوئے نمرود نے کہا انکو بھی اکھاڑ
ڈالو اور جلا دو اور کہا اب کون ہے کہ گواہی دیوے حضرت ابراہیم نے کہا کہ اب تیرے بدن کے کپڑے
انھون نے بھی اسی طرح گواہی دی ۔ اور اُسنے خفا ہو کر انکو بھی اتار ڈالا اور جلا دیا اور کہا اب کون ہے
جو گواہی دیوے اسوقت حضرت جبرئیل آئے اور کہا اے ابراہیم کافر کو مہلت مرگ خدا دیتا ہے اور یہان

سے آتے ہیں لیکن یہ اور زیادہ کفر کرتا ہے اب اسکی ہلاک ہونے میں دیر نہیں چاہیے فی الحال ایک مچھر اسکی ناک میں سے باہر نکل آیا اور نمرود مرگیا اور ایک روایت میں ہے کہ نمرود کا ایک نوکر تھا وہ اسکے سر پہ موگری کی لکڑی کی مارتا تھا جب اسکو قرار ہوتا تھا تا آنکہ چالیس رات دن اسی طرح پر گزرے اور وہ عاجز ہوا ایکدن خفا ہو کر ایک ایک مرتبہ ایسے زور سے وہ موگری اسکے سر پر ماری کہ سر اسکا پھٹ گیا اور اسی وقت مرگیا اور وہ مچھر مرغ کے مثال اسکے منہ میں سے نکل کر اڑ گیا اور لباب میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے نمرود کو مبتلا کیا ساتھ ایک مچھر کے کہ اسکی ناک کے رستے سے دماغ میں چلا گیا اور رام الدماغ میں رہنے لگا اور بڑا ہو گیا اور چار سو برس تک اسکے دماغ میں رہا اس مدت میں جب اسکے سر پر لکڑیاں مارتے تھے تو اسکو ذرا تسکین ہوتی تھی پھر جو آدمی قوم نمرود میں سے باقی رہے تھے وہ ایمان لائے اور حضرت ابراہیم کے ساتھ شام کو گئے اور راہ میں اکثر لوگ اور شہروں کے بھی ایمان لائے اور مسلمان ہوئے **فصل تیسری** ولادت حضرت اسمعیل اور اقامت کرنی انکی حریم حرم محترم میں روضۃ الصفا میں مذکور ہے کہ جب حضرت وہاب بے اغراض اور معطی بے منت تعالت صفاته وبالت عطایاه نے حضرت ابراہیم کو بکثرت حواشی و خدم و خیل و حشم و دواب انعام اور مواشی اور اغنام اور مزارع وضیاع اور بیوت اور بقاع مستظہر فرمایا تو انکی خاطر مبارک میں آیا کہ حضرت الوہیت نے الطاف بے غایت اور اعطاف بے نہایت ارزانی فرمائی ہیں اور نعمت دنیا و آخرت تمام عنایت کی ہے اگر ایک فرزند بھی کرامت فرمائے کہ وارث منصب نبوت اور رسالت اور خلق اللہ کو مسلک شریعت قویم اور منہج مستقیم داعی ہو تو سلسلہ ہدایت میری نسل میں جاری رہے چنانچہ اسکا تذکرہ ازرہ تمنا ساعت اکثر فرماتے اور دعا مانگتے تھے اور چونکہ اب تک سارا خاتون تقدیر ربانی اور قضا سبحانی سے حلیہ انتاج سے معطل اور عاری تھیں یعنے انکے کوئی لڑکا بالا پیدا نہ ہوا تھا بسبب فرط رغبت حضرت ابراہیم علیہ السلام بوجود فرزند دوام خیال کرتی تھیں کہ اس باب میں کوئی تدبیر کیا چاہیے آخر الامر باشارہ ملہم تحقیق ہاجرہ کو انکی خدمت میں دیا اس نیت سے کہ شاید آنحضرت کی تمنا حاصل ہووے اور اس سے کوئی فرزند پیدا ہو اور چونکہ ہاجرہ بغایت جمیلہ اور خورد سال تھیں بشرف مصاحبت اور منزلہ خدمت آنحضرت کے مشرف ہوئیں اور اسی وقت انکا قالب مطہر صدف گوہر وجود اسمعیل ہوا پھر بعد انقضائے مدت حمل ایک فرزند ارجمند پیدا ہوا کہ ہرگز دیدہ بصیرت مادر دہر نے اسطرح کا چہرۂ نورانی نہ دیکھا تھا اور قابلۂ روزگار نے ایسا طفل بے مثل پرورش نکیا تھا۔ اور انکا نام بزبان عبرانی اشموئیل رکھا آخر کو بسبب کثرت استعمال اسماعیل ہو گیا حضرت ابراہیم کو انکے ساتھ محبت عظیم پیدا ہوئی اکثر اوقات انکو گود میں لیتے تھے اور سارا خاتون کو یہ مشاہدہ اس حال سے رشک آتا تھا۔ بنابراین انھوں نے قسم کھائی کہ تین عضو اعضاء ہاجرہ سے قطع کریں جبکہ ہاجرہ اس حال سے مطلع ہوئیں بارادہ فرار روپوش ہو گئیں اور حضرت ابراہیم نے سفارش کرکے التماس کیا کہ انکے کانوں کی لوئیں چھید کر کچھ اندام نہانی انکے سے قطع کریں تا انکی قسم راست ہوئے

اور

اور سارا خاتون نے اس امر کو قبول کیا حضرت ابرہیم نے انکو پیدا کیا اور جس طرح سے کہ فرمایا تھا ہاجرہ کے ساتھ
حمل مین آیا اس سبب سے کانون مین سوراخ اور ختنہ کرنا سنت ہوا۔ اور باوجود اس کوشمالی کے
بھی غرق حمیت سارا نے تسکین نہ پائی اور پیوستہ رشک ہاجرہ اور اسمعیل سے اندوہگین رہتی تھین اور تفسیر
عزیزی مین لکھا ہی کہ حضرت ابرہیم بخوف ملول ہونے سارا خاتون کے اسمعیل کو بظاہر نظر محبت نہ دیکھتے تھے
ایک دن بحکم جبلت بشری ایک مکان مین تنہا اسمعیل کو ہاجرہ کی گود مین دیکھا اور مہر پدری نے غلبہ کیا اپنی
گود مین لیکر انکے رخسارون پر چند بوسے دیے ناگاہ سارا خاتون نے دیکھ لیا اور انکو نہایت ناگوار ہوا کہ
اسمعیل کو اور انکی مان کو جہان کہ عمارت اور زراعت نہو ویران جا کر چھوڑ آؤ اور حضرت ابرہیم کہ کثرت خوف
سارا سے محزون اور مرہون تھے انکی مخالفت کو قرین مروت نجانتے تھے بلکہ حضرت رب الارباب کی بھی
اسی صورت اور مجبوری مین مامور ہوئے تھے فوراً براق برق رفتار پر سوار ہو کر اور ہاجرہ اور اسمعیل کو
ایک اور سواری پر سوار کر کے بدلالت اور ہمراہی حضرت جبرئیل مکہ معظمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور بعد طے
منازل و قطع مراحل حرم کے قریب پہونچے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابرہیم سے کہا امر الہی
اس طرح پر ہی کہ ان دونون مان بیٹون کو یہین پر چھوڑ دو بعد ازان ہاجرہ و اسمعیل باشارۂ حضرت ابرہیم
زیر سایۂ درخت کہ قادر مختار نے اس مکان ندارد آب مین محض اپنی قدرت سے سرسبز فرمایا تھا اترے اور اس
وقت مین طائفہ عمالقہ خارج حرم محترم مین اقامت رکھتے تھے الغرض حضرت ابرہیم نے تین شبانہ روز
اس مقام مین انکے ساتھ بسر کی اور وہ موضع کہ نہایت خشک اور سنگلاخ خالی از سبزہ و کاخ تھا اور اسکی
ہوا گرمی اثیر سے مشعل اور پیوست زمین اسکی معدن کبریت سے مخبر گویا کہ خاک سوختہ اسکی آتش طبیعت
اور ریگ تفتہ اسکی برنگ یاقوت احمر تھی۔ القصہ جب حضرت ابرہیم نے وہان سے پھرنیکا قصد کیا ہاجرہ
نے تضرع و زاری کرنی شروع کی اور کہا مین عاجزہ اور ضعیف و زار اور یہ طفل شیر خوار اور دشت پر ترس
خونخوار اور کوہسار سراسر آزار رہا کسکو سونپے جاتے ہو حضرت ابرہیم نے رو کر کہا تمھین خداے تعالی حافظ
حقیقی کو سونپا کہ اسکا حفظ تمام و کامل اور مقصد تمھارا اسکے الطاف سے حاصل ہوگا ہاجرہ نے کہا
رضیت باللہ ربا حسبی اللہ وعلیہ توکلت اور حضرت ابرہیم اس مکان سے روانہ ہوے اور اعلاے
مکہ پر پہونچکر بجانب اسمعیل اور ہاجرہ نگاہ کی اور انکو بے خانمان اور بے آب و نان اور بے یار و غمگسار اس
بیابان کوہسار مین تنہا دیکھا اور دست دعا اٹھا یا ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند
بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات
لعلھم یشکرون یعنے اے رب میری تحقیق مین نے بسائی ہے اولاد اپنی بمیدان بن کھیتی کے نزدیک گھر تیرے
باحرمت کے اے پروردگار میرے تو کہ قائم رکھین نماز کو بس کر دل کتنے لوگون کے کہ جھکتے ہون طرف انکے
اور رزق دے انکو میوون سے تو کہ وہ شکر کرین۔ القصہ حضرت ابرہیم باچشم پر آب محزون اور غمگین مقام

شام کو روانہ ہوئی اور جب ہاجرہ کے پاس آب و طعام ہو چکا تو حضرت اسمعیل اور انکی ماں پر تشنگی غالب ہوئی
اور ہاجرہ کا دودھ خشک ہو گیا تو انکو گمان ہوا کہ اب بجز مرگ کے چارہ نہین معلوم ہوتا اور حضرت اسمعیل نے
اضطراب اور بیتابی کرنی شروع کی ہاجرہ مشاہدہ اس حال سے تاب بیتابی فرزند دلبند نہ لا سکی اور نہایت
اضطراب سے تلاش آب مین کوہ صفا پر چڑھین تا دیکھین کہ کہین پانی یا آبادی نظر آتی ہے یا نہین ایک لحظہ
وہان ٹھہر کر اطراف و جوانب کو دیکھا کہین دور و نزدیک کوئی نشان آبادی نظر نہین آیا اور کوئی فریاد رس
دکھائی دیا مجبور وہان سے اتر کر اور کچھ سنبھال کر جلدی جلدی چلنا شروع کیا تا آنکہ اوس وادی سے
گذر کر کوہ مروہ پر آئین اور وہان بھی قدرے توقف کیا اور پانی کا کچھ پتا نہ پایا چنانچہ سات مرتبہ اسی طرح سے
سعی کی کہ اسی دستور سے اب تک حاجی اسکے ساتھ عمل کرتے ہین اور ہر دفعہ مین اپنے جگر گوشہ کی خبر لیتی تھین
کہ تا کوئی جانور درندہ ضرر نہ پہونچائے آخر کار جانب صفا سے انکے کان مین ایک آواز آئی اسطرف دھیان
کیا اور خوب طرح سے دیکھا کچھ نظر نہ آیا پھر اس مکان کیطرف کہ جہان حضرت اسمعیل کو چھوڑ آئی تھین
ایک جانور درندہ کی آواز سنی گھبرا کر جلدی سے اسکے پاس آئین دیکھا کہ چشمہ آب خوشگوار انکے روبرو
جاری ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اسوقت حضرت اسمعیل کو ایڑیان رگڑتے اور انکے پانون کے نیچے سے
پانی ابلتے دیکھا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت جبرئیل کے پاشنہ سے زمین شگافتہ ہوئی اور چشمہ آب جاری
ہوا اور ان دونون نے پانی پیا اور محنت گرسنگی اور زحمت تشنگی سے نجات پائی اور ہاجرہ نے چاہا
کہ مشکیزہ آب زمزم سے بھر لین حضرت جبرئیل نے کہا کچھ حاجت نہین کہ یہ پانی ہمیشہ رہیگا کہتے ہین کہ ہاجرہ کنکر
پتھر اور خاک نمناک چشمہ مین سے سوت سوت کر نکالتی تھین تا پانی زیادہ آوے اور چشمہ کے گرد تھالا بناتی تھین
تا ضائع ہووے اس اثنا مین ایک آواز جانب آسمان سے سنی کہ پانی کے بہنے سے خوف نکر کہ فیاض مطلق
نے اس چشمہ کو تیرے فرزند کے واسطے جاری کیا ہے اور یہ کبھی خشک نہین ہونے کا اور اللہ تعالے
اس سعادتمند کو بشرف نبوت مشرف فرمائیگا اور بتوفیق الٰہی اس مقام متبرک مین باتفاق
خلیل الرحمن کے بنائے خانہ خدا مین شریک ہوگا اور خلق اطراف عالم سے زیارت و طواف کو آویگی
اور اس پانی کو پیویگی ہاجرہ سننے سے اس حکایت کے خوش دل ہوئین اور انکی خاطر جمع ہوئی اور حضرت
رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ فرمایا ہے رحم اللہ ام اسمعیل لو ترکت الماء
علی حالہ لکان زمزم ماء معینا یعنے رحمت کرے خدای تعالے مادر اسمعیل کو اگر چھوڑ دیتی زمزم کو بحال خود
ہر آئینہ چشمہ آب رواں ہوتا زمین پر ظاہر القصہ قبیلہ جرہم کہ ایک قوم تھی بنی اعمام حضرت ابراہیم سے ولایت یمن
کے ساکن تھے اور بہ رسم تجارت پیوستہ راہ مکہ سے بلاد شام مین جاتے تھے ایک طائفہ انمین سے بعد پیدا ہونے
زمزم کے اسی آمد و رفت مین حرم محترم مین پہونچا ہجوم جانوران پرند خلاف عادت وہان پایا دو آدمی بھیجے
تا معلوم ہووے کہ ان جانورون کے یہان جمع ہونیکا کیا سبب ہے جب وہ اس مقام پر پہونچے دیکھا کہ ایک

عورت

صورت ایک لڑکے کو لیے ہوئے چشمۂ آب پر بیٹھی ہوئی ہے انھون نے پوچھا تم انسان ہو یا جن ہاجرہ نے صورت
حال بیان کی اور کہا کہ ایک کرامت ہے کہ باری عز اسمہ نے مجھے اور اس لڑکے کو عطا فرمائی ان دونون نے آ کر جو
پانی مین پیا نہایت شیرین اور خوشگوار پایا ہاجرہ سے پوچھا کہ آیا تمھارے سوا اور کوئی بھی اس پانی مین حقدار ہے
کہا نہین اور انھون نے وادی کا ملاحظہ کیا تو بہتر چراگاہ مواشی کے پسند آیا پھر ہاجرہ سے اس قوم
کے آ بسنے کے واسطے اجازت حاصل کی اور مراجعت کر کے اُنکو کیفیت حال سے مطلع کیا اور اس جماعت
مین سے جا کر اپنے اہالی اور توابع کو ہمراہ لیا سب ایک اور قبیلہ کے اپنی بنی اعمام مین سے کہ اُنکو قطورا
کہتے ہین مکہ مین آئی اور سید بنی جرہم مضاض بن عمرو اعلای مکہ مین اُترا اور مہتر قطورا سمیدع بن عامر نے
اسفل اس بلدۂ مبارک مین نزول کیا اور اس مقام کریم مین عمارتین بنا کر بود و باش کی اور رعایت ہاجرہ
و اسمٰعیل مین مشغول اور مصروف ہوئے اور انکو بسبب اختلاط بنی جرہم ایک جمعیت حاصل ہوئی تو سب وحشت
تنہائی انکی جاتی رہی اور حضرت اسمٰعیل نے اس قبیلہ مین نشو و نما پایا اور زبان عربی انسے سیکھی حضرت جبرئیل
نے حضرت ابراہیم کو انتظام حال ہاجرہ اور اسمٰعیل سے آگاہ کیا انکو اپنے فرزند کے دیکھنے کی آرزو ہوئی سارہ
خاتون سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اسمٰعیل کو دیکھون کہا بہتر لیکن اس شرط سے کہ جب وہان پہونچو تو
بر سواری ملاقات کر آؤ حضرت ابراہیم نے قبول کیا اور روانہ ہوئے جب وہان پہونچے تو ہاجرہ نے انکو
دیکھا فی الحال انکے استقبال کے واسطے آئین اور انکو اپنے گھر کے پاس لائین اور چاہا کہ سواری سے
اُترین اور انکا سر دھووین حضرت ابراہیم نے کہا مین نے سارہ سے عہد کیا ہے کہ بر سوار رہ کے ملاقات کرون ہاجرہ
ایک پتھر لائین اور حضرت ابراہیم نے اونٹ کو بٹھایا اور ایک پانون اُس پتھر پر رکھا اور اس طرف جھکے
اور ہاجرہ نے انکا آدھا سر دھویا پھر اس پتھر کو دوسری طرف رکھا اور انھون نے دوسرا پانون اوسپر قائم
کیا اور اُدھر کا سر آدھا دھو یا گیا۔ پھر حضرت اسمٰعیل کو دیکھا بڑے ہو گئے تھے انکو دیکھ کر بہت خوش ہوئے
اور کہتے ہین کہ انکے دونون قدمون کے اس پتھر مین نشان ہو گئے کہ اب تک وہ پتھر موجود ہے اور حاجی
اسپر نماز پڑھتے ہین اور اسکو مقام ابراہیم کہتے ہین پھر اُنسے رخصت ہو کر سارہ کے پاس آئے اور عبادت
خدا مین مشغول ہوئے۔ روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم عبادت مین قرأت کرتے تھے تو کوس بھر تک آواز
خوش الحان جاتی تھی اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ ہر سال حضرت ابراہیم باجازت سارہ خاتون حضرت
اسمٰعیل کے دیکھنے کو شہر شام سے مکہ مین آتے تھے اور بر سواری ملکر اسی دن پھر جاتے تھے مفسرین نے لکھا
کہ حضرت ابراہیم نے نذر کی تھی کہ جب حضرت کبریائے ذو الجلال انکو فرزند عطا فرماوے تقربا الی اللہ اسکو
قربانی کرین ہر گاہ کہ حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے حضرت ابراہیم اس کلام کو بھول گئے تا آنکہ حضرت اسمٰعیل بڑے
ہوئے ایک شب حضرت ابراہیم قربانگاہ مکہ مین سوتے تھے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے فرمان الٰہی
نافذ ہوا ہے کہ اپنے فرزند کو قربانی کر حضرت ابراہیم خواب سے بیدار ہو کر متفکر ہوئے کہ آیا یہ خواب رحمانی ہے

یا شیطانی دوسری رات پھر وہی خواب دیکھا اور بہت مضطر ہوئے تیسری شب اسی دستور سے پھر خواب ہوا اور زیادہ تشفی
کردی ابراہیم شیطان تجھکو اطاعت حکم پروردگار نہین کرنے دیتا اٹھ جس امر کا مامور ہوا ہے بجا لا ۔ اور عجائب
القصص مین لکھا ہے کہ انھون نے آٹھوین شب ذی الحجہ کو خواب مین دیکھا کہ انکو کوئی کہتا ہے کہ اٹھو قربانی کر
انھون نے صبح کو دو سو اونٹ قربانی کیے نوین شب کو پھر وہی خواب مین دیکھا پھر دو سو اونٹ قربانی
کیے اور چوتھی رات خواب مین دیکھا کہ انکو کہتے ہین کہ اٹھو اور اپنے فرزند کو قربانی کر کیونکہ پیغمبرون کا
خواب بمنزلہ وحی واجب التعمیل ہوتا ہے پس صبح کو حضرت ابراہیم سارا خاتون سے اجازت لیکر ہاجرہ اور
اسمعیل کے پاس آئے اسوقت حضرت اسمعیل علیہ السلام کی نو برس کی عمر تھی اور انوار التنزیل اور مدارک
مین لکھا ہے سورۂ والصافات مین کہ تیرہ برس کی عمر تھی اور معالم مین لکھا ہے کہ بقول بعضے سات برس
کا سن تھا ۔ پھر حضرت ابراہیم نے ہاجرہ سے کہا کہ اسمعیل کی زلفون مین کنگھی کر اور اسکی زلفون کو مشک و عنبر
سے آلودہ کرکے گوندھ دو اور آنکھون مین سرمہ دو اور اچھے کپڑے پہنا کہ ایک جگہ اسکو مہمان لیجاؤنگا
ہاجرہ نے بموجب کہنے حضرت ابراہیم کے حضرت اسمعیل کو آراستہ کیا حضرت ابراہیم ایک چھری اور ایک
رسی اپنی آستین مین رکھکر روانہ ہوئے اور حضرت اسمعیل پیچھے پیچھے ۔ شیطان بصورت ایک پیر مرد حضرت
ابراہیم کے پاس آیا اور پوچھا کہان جاتے ہو حضرت نے کہا اس شعب مین ایک کام درپیش ہے ابلیس نے
کہا واللہ کہ شیطان نے تجکو اسمعیل کے ذبح کے واسطے کہا ہے انھون نے اسکو پہچانا اور کہا دور ہو اے
دشمن خدا کہ اپنے پروردگار کے حکم پر عمل کرونگا شیطان اُسسے مایوس ہوکر ہاجرہ کے پاس آیا اور کہا ابراہیم
تیرے بیٹے کو اسواسطے لے گیا ہے کہ اسکو مار ڈالے ہاجرہ نے کہا کوئی باپ اپنے بیٹے کو بے گناہ نہین مار ڈالتا
کہا خدا نے اسکو اس طرح پر کہا ہے ہاجرہ نے کہا اگر خدا نے کہا ہے تو رضینا برضاء اللہ پھر ملعون حضرت اسمعیل
کے پاس آیا اور کہا تیرا باپ تجکو اسواسطے لیے جاتا ہے حضرت اسمعیل نے کہا کوئی باپ بیٹے کو نہین مارتا کہا
خدا نے اسطرح کہا ہے حضرت اسمعیل نے کہا میری جان خدا کے واسطے پر فدا ہے جو میری قربانی خدا کو واسطے
ہے تجکو اے لعنتی میرے ساتھ کیا کام ہے اور جب آگے چلے تو پھر حضرت اسمعیل نے اپنے باپ سے پوچھا کہ اے
پدر مہربان مجکو کہان لیے جاتے ہو حضرت ابراہیم نے کہا یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر
ماذا تری یعنے اے چھوٹے بیٹے میرے تحقیق مین دیکھتا ہون بیچ خواب کے تحقیق مین ذبح کرتا ہون تجکو پس
دیکھ کیا دیکھتا ہے تو حضرت اسمعیل نے کہا دوستان خدا شب کو خواب نہین کرتے اور تو اُسکی دوستی کا دعویٰ
کرتا ہے اگر رات کو نہ سوتا تو یہ خواب نہ دیکھتا خواب کو دیدۂ عشاق مین کیا کام اور عاشقون کی آنکھون
مین خواب کا کیا مقام پھر کہا یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین ۵ یعنے اے باپ میرے
جس امر کے ساتھ کہ تو مامور ہوا ہے اسکو عمل مین لا کہ مجکو انشاء اللہ تعالے صبر کرنیوالون مین سے پاویگا اور تاخیر
مت کر کہ شیطان چاہتا ہے کہ مجکو اس راہ نیک سے بہکا دے پھر دونون نے ابلیس کے اوپر پتھر پھینکنے لگے کہ جا بجا پڑ

مے

رمی جمرہ اسی سبب سے مقرر ہوا ہے پھر حضرت ابراہیم نے کہا اے فرزند اب کیا کہتا ہے کہا ہزار جان میری تجھ پر فدا ہے
اور معالم میں ہے کہ حضرت اسمعیل نے کہا اے پدر تجھکو تین وصیتیں کرتا ہوں اول یہ کہ میرے ہاتھ پانوں مضبوط
باندھ دینا کہ مبادا اسوقت مجھکو جنبش ہووے اور صبر نہ کرسکوں اور گنہگار رہوں یا اضطراب کروں اور تڑپوں
اور تیرے کپڑے لہو میں بھر جاویں اور میں بے ادبی کے ساتھ منسوب ہوں دوسرے یہ کہ منہ میرا
خاک پر رکھدینا کہ تو میرا منہ نہ دیکھ سکے اور میں تیرا منہ نہ دیکھ سکوں مبادا مہر پدری اور فرزندی جوش میں
آوے اور فرمان خداوندی میں تقصیر یا تاخیر واقع ہووے تیسرے یہ کہ جب تم گھر میں جاؤ تو میری طرف سے
سلام اور دعای بسیار میری مادر دلفگار کو پہونچانا اور جامہ خون آلودہ میرا اسکو دیدینا کہ میری نشانی
اسکے پاس رہے اور وہ اسکے دیکھنے سے تسکین پاتی رہے کہ میرے سوا اور فرزند نہیں ہے پھر حضرت ابراہیم
نے حضرت اسمعیل کے ہاتھ پانوں سختی سے مستحکم باندھے اور چھری انکے حلق پر پھیری چھری نے کام نہ کیا کہا
اے پدر شاید تو چھری کی پشت پھیرتا ہے چاہیئے کہ محبت پدری اپنی خاطر نشین نہ لاوے کہ میں نہایت خوش
ہوں حضرت حضرت ابراہیم نے بقوت تمام چھری کو کھینچا پھر بھی چھری نے نہ کاٹا حضرت اسمعیل نے کہا اے
پدر چھری کی نوک میرے حلق میں اتار دے حضرت ابراہیم نے چھری کی نوک حلق پر رکھکر زور کیا یہانتک
کہ پھل دستہ میں گھس گیا حضرت ابراہیم نے خفا ہوکر چھری کو زمین پر پھینک دیا چھری نے گویا ہوکر کہا
اے ابراہیم جسنے تجھکو ایک بار کہا کاٹ مجھکو ستر بار کہا مت کاٹ اور کتابوں میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے
تانبے کے ٹکڑے بشکل حلقہ اسمعیل کے حلق پر ظاہر کئے تھے کہ وہ چھری کو کاٹنے سے باز رکھتے تھے اور یہ بھی
اور یہ بھی لکھا ہے کہ حلق انکا کٹتا تھا لیکن پھر درست ہو جاتا تھا اسی وقت تکبیر یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر
لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد اور مدارک میں لکھا ہے کہ ذبح کرنے کے وقت حضرت
جبرئیل نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر پھر حضرت اسمعیل نے کہا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر حضرت ابراہیم نے کہا اللہ
اکبر وللہ الحمد اور یہ سنت ذبح کے وقت باقی رہی اور اسی ساعت میں خدا تعالیٰ نے فدا کے حضرت
اسمعیل ایک گوسفند ابلق بھیجا کہ رنگ اسکا سیاہ اور سفید تھا اور ایک روایت سے تمام بدن سفید تھا
اور سر اسکا سیاہ معالم میں ہے کہ بقول اکثر مفسرین وہ بکرا تھا کہ چالیس برس جنت میں چرا تھا اور بقول
ابن عباس اور مدارک میں بھی ہے کہ وہ گوسفند قربانی ہابیل تھا کہ خدا تعالیٰ نے اسکو فردوس اعلیٰ
میں پرورش کرکے حضرت اسمعیل کا فدیہ کیا وفدیناہ بذبح عظیم یعنے فدیہ کیا ہے اسکا ایک ذبح
عظیم فرمایا ہے کہ اگر حضرت اسمعیل ذبح ہوجاتے تو یہ سنت باقی رہتی اور اولاد آدم پر اپنے فرزند کا ذبح کرنا
واجب ہوتا اور روضۃ الصفا میں ظاہر ہے کہ گوسفند کو اسطرح لکھا ہے کہ چھری نے حضرت اسمعیل کے گلے پر
کام نکیا اور ابراہیم متعجب ہوئے اس اثنا میں ندا غیب سے آئی کہ [illegible]
ابراہیم تحقیق کہ راست کیا تو نے اپنے خواب کو اور دوبارہ پھر انکے کان میں آئی کہ [illegible]

اسکو ذبح کر کہ تیرے فرزند کا فدیہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر کر دیکھا کہ ایک گوسفند پہاڑ کی طرف سے آتا ہے حضرت اسمٰعیل کو علاج چھوڑ کر اس گوسفند کیطرف متوجہ ہوے اور وہ انکی طرف سے بھاگا اور یہ اسکے پیچھے روانہ ہوے اور نزدیک ہر ایک جمرہ کے جمرات سے کہ عبارت جمرۂ اولی اور وسطی اور کبریٰ سے ہے سات سات پتھر اس گوسفند کیطرف پھینکے تا آنکہ جمرۂ کبریٰ میں اسکو پکڑا اور منا میں کہ قربانگاہ ہے لا کر ذبح کیا اور اسی اثنا میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ہاتھ پانوں ذبیح کے کھول کر کہا کہ اے اسمٰعیل اسوقت حضرت قاضی الحاجات سے دعا مانگو اور اپنا مطلب چاہو کہ یہ وقت اجابت دعا ہے حضرت اسمٰعیل نے دست نیاز بدرگاہ کارساز بے نیاز اٹھایا اور کہا یارب تیرے جو بندے ہیں انکو کہ مومن اور موحد ہو گذرے ہیں بخش اور عفو کر جب خلیل الرحمن اپنے فرزند کی طرف متوجہ ہوے اور حضرت جبرئیل کے ہاتھ پانوں کھولے اور کیفیت دعا سے مطلع ہوے کہا اے فرزند تو موید ہے بتائید ربانی اور موفق ہے بتوفیق سبحانی اور انکو ہاجرہ کے سپرد کیا اور سارا پاس گئے اور ہر سال میں ایک مرتبہ سارا سے اجازت لیکر بسواری براق برق رفتار صبح کو روانہ ہوتے اور بوقت چاشت مکہ میں پہونچتے تھے اور اہل و عیال کو دیکھکر اسی وقت مراجعت کرتے تھے۔ القصہ جب گیارہ برس سن مبارک حضرت اسمٰعیل کے گذرے ہاجرہ نے کہ باقی قصر حیات انکی تھیں تولیت ولایت عمر سے معزول ہو کر عالم قدس علوی پر عروج کیا اور بنی جرہم نے باتفاق فرزند ارجمند کے تجہیز و تکفین میں مشغول ہو کر انکے جسد مبارک کو مکہ معظمہ میں قریب حجر اسود مدفون کیا حضرت اسمٰعیل نے شدت حزن اور مفارقت والدہ ماجدہ سے چاہا کہ اس سرزمین میں رحلت کریں خلان و احباب و اخوان و اصحاب کہ بدیدار ہمایوں انکے انس تمام رکھتے تھے مانع آئے اور بنا بر رفع وحشت اور تنہائی ایک دختر نیک اختر قبیلہ اشراف اپنے میں سے انکے نکاح میں دی اور انکو سواری اور شکار پر رغبت تمام پیدا ہوئی اکثر اوقات کوہ و صحرا میں پھرتے تھے اور تفسیر معالم التنزیل و بحر المواج اور زاہدی میں لکھا ہے اور ابن عباس نے نقل کی ہے کہ بعد انتقال ہاجرہ حضرت خلیل الرحمن حسب معمول مکہ میں تشریف لائے اور ہاجرہ کی وفات پر مطلع ہوے اور سنا کہ اسمٰعیل خانہ دار ہوے ہیں انکے دروازے پر گئے اتفاقاً اسوقت یہ بنا بر شکار صحرا میں گئے تھے اور معیشت انکی یہی تھی کہ تیر و کمان سے حلال جانوروں کو شکار کر لاتے تھے اور آب زمزم میں پکا کر کھاتے تھے اور حق تعالی انکو اسی قدر پر قناعت دیتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب حضرت اسمٰعیل کو نہ پایا انکی بی بی کو دروازے پر بلایا اور پوچھا کہ تیرا خاوند کہاں گیا ہے اور کب آویگا اسنے کہا بنا پر تلاش معاش صحرا میں گیا ہے اور شام کو آویگا حضرت ابراہیم کو اندیشہ ہوا کہ اگر میں شام تک یہاں توقف کرونگا اور حضرت اسمٰعیل آوینگے تو مجھکو جانے نہیں دینگے اور شب کو رہنا پڑیگا اور خلاف شرط اور وعدہ لازم آویگا اور عادا احوال پرسی سے تھا بہتر یہ ہے کہ انکی بی بی سے احوال پوچھکر مراجعت کروں دروازے پر کھڑے ہوکر انکی بی بی سے احوال پوچھنا شروع کیا تا آنکہ گذران اور معیشت انکی دریافت کی اس عورت نے

کہا نہایت تنگی اور مشقت سے گذرتی ہے اور بہت سی شکایت کی حضرت ابراہیمؑ نے سنکر فرمایا کہ جب تیرا خاوند آوے تو
تو میری طرف سے اُسکو سلام کہنا اور یہ کہہ دینا کہ اپنے دروازے کے چوب سر ول بدل ڈالے کہ یہ سر ول لائق
تیرے نہین ہے پس یہ کہکر مراجعت کی جبکہ شام کو حضرت اسمٰعیل گھر مین آئے کچھ آثار انوار برکات نبوت
کے اُنکو محسوس ہوئے اپنی بی بی سے پوچھا کہ کوئی شخص یہان آیا تھا کہا ہان ایک پیر مرد کہ گھوڑے پر سوار
ایسی شکل تھی اور ایسا رنگ اس دروازے پر کھڑے ہوکر مجکو بلایا اور تمھارے حالات سے پرسان ہوا
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے دل مین جانا کہ یہ پیر مرد حضرت ابراہیمؑ تھے کسواسطے کہ اپنی والدہ سے
حلیہ اور شمائل حضرت کے سنے تھے القصہ حضرت اسمٰعیل کی بی بی نے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا مجھ سے
وجہ معیشت پوچھتے تھے مین نے کہا ہم کمال فقر اور تنگی مین گرفتار ہین حضرت اسمٰعیل نے پوچھا کہ پھر وہ مرد
کیا کہہ گیا کہا یہی فرما گیا کہ اپنے خاوند کو بعد سلام کے کہنا کہ اپنے گھر کی دہلیز بدل ڈالے حضرت اسمٰعیل نے کہا
کہ وہ میرے باپ تھے کہ تیرے بدلنے کو کہہ گئے ہین پس اب تو اپنے باپ کے گھر جا اور مجھ سے کچھ سروکار نہ رکھ
الغرض جب حضرت اسمٰعیل نے اس بی بی کو جدا کیا اور ایک شخص نے فرقہ جرہم سے اپنی دختر نیک اختر کا اُسکے
ساتھ نکاح کر دیا تا آنکہ بعد از مدت معہود حضرت ابراہیمؑ پھر سارا خاتون سے اجازت لیکر حضرت اسمٰعیل
کے دیکھنے کے واسطے روانہ ہوئے جب گھر پر پہونچے تو اتفاقاً پھر اُنکو نہ پایا پوچھا اسمٰعیل کہان ہے اُنکی
بی بی دروازے پر آئی اور کہا کہ مرحبا یا حضرت آئیے اور اُتریے اور فرمائیے کہ مین سر مبارک دھوؤن کہ غبار
راہ سے بہت گرد آلودہ ہے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ مجکو سواری پر سے اُترنے کی اجازت نہین ہے وہ بی بی
ایک بڑا پتھر لائی اور اُنکی رکاب کے متصل رکھا اور اسپر چڑھی اور حضرت ابراہیمؑ نے بھی اپنے پاؤن سے اُس
پتھر پر زور دیا اور سر کو جھکایا اُس بی بی نے اُنکے سر کو خوب دھویا اور شانہ کیا اور حضرت ابراہیمؑ احوال بی بی
حضرت اسمٰعیل کی کرتے تھے اور وہ شکر گذاری اُنکے اخلاق اور اوضاع کی کرتی تھی تا آنکہ پوچھا معیشت
اور گذران کس طرح پر ہے کہا الحمد للہ کمال رفاہیت سے اوقات گذرتی ہے حق تعالے نے ہمکو کسیکا محتاج
نہین کیا حضرت اسمٰعیل صحرا سے گوشت شکار لاتے ہین اور آب زمزم ہمارے پاس موجود ہے اُس گوشت اور
اُس پانی سے بخوبی گذرتی ہے حضرت ابراہیمؑ نے اُنکے حق مین دعائے خیر کی اور کہا کہ حق تعالی تمھارے اس
گوشت اور پانی مین برکت عطا فرمائے حدیث شریف مین آیا ہے کہ خاصیت اُنکی دعا سے یہ ہوا کہ جو کوئی مکہ معظمہ
مین گوشت اور پانی اکتفا کرے اُسکو قسم غلہ سے حاجت نہ پڑے اور قوت اُسکی برقرار رہے اور اور شہرون مین
یہ خاصیت نہین ہے القصہ جب حضرت ابراہیمؑ نے بخوف شب باشی زیادہ توقف نہ کیا اور قصد مراجعت
کر کے اُس بی بی سے فرمایا کہ جب تیرا خاوند آوے تو میری طرف سے سلام پہونچانا اور کہنا کہ یہ دہلیز
تیرے گھر کے دروازے کی بہت خوب ہے اسکو غنیمت جان اور نگاہ رکھ شام کو جب حضرت اسمٰعیل نے
انوار و برکات اپنے باپ کے آنے سے دریافت کر کے اپنی بی بی سے پوچھا کہ آج کوئی شخص یہان آیا تھا

انکی بی بی نے کہا ایک پیر روشن ضمیر متصف باوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ آیا تھا میں نے انکا سر دھویا اور خدمت
کی لیکن وہ سواری پر سے نہ اُترے اور ہماری معیشت کا بہت حال پوچھا اور ہمارے واسطے دعاء خیر
کی اور چلے گئے حضرت اسمٰعیل نے کہا کہ سواے اسکے اور کیا فرما گئے کہا کہ بعد از سلام کے تمکو بنا پر حفاظت بیت اللہ
خانہ کے حکم دیا ہے حضرت اسمٰعیل نے کہا کہ وہ پیر مرد میرے پدر بزرگوار حضرت ابراہیم تھے کہ میرے حق میں سفارش
کر گئے ہیں کہ تا محسن سلوک مجھسے پیش آؤن۔ الغرض جب ایک مدت گذری پھر حضرت ابراہیم کو حضرت
اسمٰعیل کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا سارہ خاتون سے کہا کہ میں دوبارہ اسمٰعیل کے دیکھنے کے واسطے گیا لیکن اسکو
نا دیکھا اگر اجازت دو تو ایکبار چند روز وہان رہون کہ تسلی حاصل ہووے حضرت سارہ نے بخوشی رخصت
دی اور حضرت ابراہیم روانہ ہوے اور جب وہان پہونچے دیکھا کہ حضرت اسمٰعیل ایک درخت کے نیچے زمزم کے متصل
بیٹھے ہوے تیرون کو درست کرتے ہین بمجرد دیکھنے کے حضرت اسمٰعیل نے پدر بزرگوار اپنے کو دیکھا اور پہچانا اور
بے اختیار اٹھکر معانقہ کیا اور جو کچھ کہ فرزند سعادتمند کو بزرگوار کے ساتھ چاہیے عمل مین لائے اور حضرت ابراہیم چند
روز وہان رہے۔ ایک دن حضرت جبرئیل آئے اور کہا خدا تعالی تجکو بعد سلام فرماتا ہے کہ ایک مکان بنا کہ وہ
طوافگاہ خلائق ہووے پوچھا کہان بناؤن کہا روانہ ہو تا تجکو معلوم ہووے پھر حضرت ابراہیم اونٹ پر سوار ہوے
اور ایک ابر پیدا ہوا کہ موافق اندازہ خانہ کعبہ تھا وہ ابر بھی حضرت ابراہیم کے برابر جاتا تھا پھر جبرئیل نے کہا
جہان یہ ابر ٹھہر جاوے اسکے سایہ کے نیچے کی زمین پر بنا کر جب وہ ابر کعبہ کی جگہ پر پہونچا وہان کہ ایک ٹیلہ
ریگ سرخ کا تھا ٹھہر گیا اور ایک روایت ہے ایک سانپ آیا اور کعبہ کے اندازہ کے موافق اسنے کنڈلی ماری اور
بعضے کہتے ہین کہ حضرت جبرئیل نے حضرت ابراہیم کو بتایا کہ اسقدر بنا اور ایک خطہ برابر سایہ ابر کے کھینچا اور
معالم مین سورہ انبیا مین لکھا ہے کہ بقول بعضے حق سبحانہ تعالی نے ہوا چلائی کہ وہ اُس خاک کو اور گرداگرد کعبہ کے
جگہ کو جھاڑ دیا اور بقول کلبی اس ابر مذکور مین ایک سر تھا کہ وہ حضرت ابراہیم کے ساتھ کلام کرتا تھا کہ برابر
میرے گھر بنا بہر تقدیر حضرت ابراہیم کندگی اطراف بنا مذکور مین مصروف ہوے اور تہ زمین سے ایک بنیاد
سنگین مستحکم نکلی کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کی بھری ہوئی تھی اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ قبل نازل
ہونے بیت المعمور کے اس جگہ پر ابو البشر کو حکم ہوا تھا کہ بنیاد اسکی بھرو چنانچہ حضرت جبرئیل نے ایک پر
اپنا مارا اسکے صدمہ سے طبقہ ساتوان سفلی زمین کا ظاہر ہوا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک بنیاد
موجود ہے اسپر فرشتون نے سنگہاے کلان کہ ایک ایک ایسا بھاری تھا کہ تیس آدمی قوی ہیکل اسکو نہ اٹھا
سکین ڈال ڈالی اور اُس بنیاد مضبوط کو تا طبقہ اعلے اور سطح ظاہر زمین تک پہونچایا کہتے ہین کہ وہ پتھر ان
ان پانچ پہاڑون کے تھے کہ کوہ لبنان اور طور زیتا اور طور سینا اور جودی اور حرا ہین پھر اسوقت بیت
المعمور کو کہ صفت اسکی بیچ قصہ حضرت آدم علیہ السلام کے مفصل مذکور ہوئی وہان رکھا تھا جو کہ وہی بنیاد نکل
آئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسپر دیوار بنانی شروع کی اور تفسیر بحر المواج مین لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ

علیہ السلام پتھر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام بناتے تھے اور بعضے روایتوں سے جو معماریکا
کام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اور پتھر لانے کوہ ابو قبیس اور حرا اور رقان سے بعہدہ حضرت اسمعیل علیہ السلام
کا تھا اور ارتفاع عمارت حضرت ابراہیم نے اسوقت مین نو گز کا کیا تھا اور درو دیوار اسکا حجر اسود سے تا رکن شامی
تینتیس ۳۳ گز اور رکن شامی سے تا رکن غربی بائیس ۲۲ گز اور رکن غربی سے تا رکن یمانی اکتیس گز اور رکن یمانی سے
تا حجر اسود بیس گز اسپر ہیأت کعبہ معظمہ کی اس زمانہ مین شکل طولانی کہ درو دیوار اسکے عرض سے زیادہ تھے
اور درمیان طول شرقی اور غربی کے بھی اختلاف ہے مگر کم کہ بدون غور کامل نظر نہین آتا اور ایسا ہی عرض
جانب جنوب و شمال بھی مختلف ہے اور اسوقت خانہ کعبہ پیوستگی زمین سے رکھتا تھا یعنی کرسی دار نہ تھا
بلندی اسمین نہ تھی اور فضا مرخص تھی مگر بادشاہ تبع حمیری نے اسمین کواڑ لگائے اور زنجیر و قفل واسطے
اسکے بنائے اور حضرت ابراہیم نے اندرون خانہ کعبہ جانب راست مین ایک گڑھا کھود ڈالا تھا بمنزلہ خزانہ
کے کہ نذر اور ہدایا جو آوے تو اس مین رکھا جاوے اور جب دیوار برابر قد انسان بلند ہوئی تو حضرت ابراہیم نے
حضرت اسمٰعیلؑ کو فرمایا کہ میرے واسطے ایسا پتھر لاؤ کہ اسپر کھڑا ہو کر دیوار کو بلند تر بناؤن پہ انکی تلاش کوہ
ابو قبیس پر کرتے تھے کہ حضرت جبرئیل سے ملاقات ہوئی انھون نے کہا کہ دو سنگ بزرگ حضرت ابو البشر
کے ساتھ بہشت سے زمین پر آئے ہین اور بہت برکت عظیم رکھتے ہین کہ اسکو حضرت ادریس علیہ السلام نے
بخوف ظہور طوفان نوح اسی پہاڑ مین مخفی دفن کر دیا ہے ایک کو حضرت ابراہیم کے کھڑے ہونے کے واسطے لیجاؤ اور دو
کو جانب گوشہ خانہ کعبہ پر جانب راست دروازے کے رکھو تاکہ جو کوئی طواف کرے پہلے اس پتھر کو چومے حضرت
اسمٰعیل دو مرتبہ مین دونو کو اٹھا لائے اور حضرت جبرئیل بھی ہمراہ انکے آئے اور سنگ سیاہ کو کنج خانہ کعبہ
پر رکھنے کو کہا اور دوسرے پتھر پر حضرت ابراہیم کو کھڑے ہونے کو اشارہ کیا اس سنگ مین یہ خاصیت ظاہر
ہوئی کہ بقدر ارتفاع عمارت کے یہ بھی بلند ہو جاتا تھا اور اثر نقش انگلیون کا ہر دو قدم حضرت ابراہیم اسمین
منقش ہوا اور سنگ دوسرا جو سیاہ تھا اس سے ایک روشنی ایسی ظاہر ہوئی کہ چارو طرف کعبہ
معظمہ کی مسافت بعید تک نور اسکا پہونچا تھا چنانچہ حد حرم انتہا سے اسی نور تک مقرر ہوئی ہے کہ بعد فراغ
اور اتمام تعمیر کعبہ کو مین تک حد حرم تعین کی ہے اور لکھا ہے کہ اختتام تعمیر ابراہیمی پچیس دنون مین ہوئی تھی یعنی غرہ ذیقعدہ کو بنا
شروع کیا اور اوسی مہینے کی پچیسوین کو تمام ہوا اور حدیث صحیح مین وارد ہے کہ حجر اسود ابتدا مین سفید تھا اور نورانی سبب
مس کرنے گنہگارون کے کالا اور بے نور ہو گیا ہے اور قتادہ سے مروی ہے کہ ہاتھ لگانا اور مس کرنا اوس
پتھر کو کہ جسپر نقش قدم حضرت ابراہیم تھا قبل از امت محمدی رواج تھا لہذا بسبب ہاتھ پھیرنے ہزارون آدمیوں کے
اب نشان قدم فرسودہ ہو گیا ہے اور عبد اللہ بن زبیر سے نقل کی ہے کہ انھون نے ایک گروہ کو مسح کرتے ہوئے
اس سنگ کو دیکھا کہا انکو کہ خدا تعالیٰ نے مسح کرنے کو حکم نہین کیا بلکہ نماز پڑھنا متصل اسکے فرمایا ہے
اور درحقیقت یہ سنگ بزرگ عہد آنحضرت صلعم اور خلافت خلیفہ اول مین خانہ کعبہ سے ملحق تھا مگر بیچ زمان خلافت خلیفہ ثانی

طغیانی آب سیل عظیم معروف بسیل ام نہشل اکثر گر دو جانب تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود جا کر اسکو ایک
مکان بلند پر رکھا اور گرد اگرد اسکے فرش سنگین کیا تا ہو وے آب سیل پھر نہ آ کر جا وے چنانچہ اس روز سے اب تک اسی
مقام پر قائم ہے اور کتاب اور سنت صحیح سے ثابت ہے کہ بنا کعبہ کی حضرت ابو البشر کے وقت میں رکھی گئی تھی
اور اول تعمیر سطح ظاہر زمین پر خاص حضرت ابراہیم نے کی ہے ولیکن اور کتب تواریخ معتبرہ سے پایا جاتا ہے کہ
اول حضرت ابراہیم کے بنانے سے اور بعد بھی تعمیر اور ترمیم ہوئی ہے چنانچہ نسخہ حدیقۃ الاقالیم میں تعمیر مذکور ہے
کہ ابتدا سے انتہا تک دس دفعہ کعبہ بنا ہوا ہے پہلے ملائکہ زمین نے بفرمودہ رب العالمین محاذی بیت المعمور
اسی جگہ پر ایک گھر بنایا تھا اور بیت الحرم اسکا نام رکھا تھا جیسا ملائکہ آسمانی بیت المعمور کا طواف کرتے تھے
ملائکہ ارضی اس گھر کے گرد اگرد پھرتے تھے اور مدت اس بنا کی زمین پر بیت المعمور کے چالیس برس ہوئی تھی
دوسری بنا حضرت آدم کی کہ بہ تعلیم حضرت جبرئیل اور باتفاق حضرت حوا ایک خانہ گلین بنایا تھا
اور فاصلہ درمیان اس عمارت اور بنا ملائکہ کے بارہ ہزار برس کا تھا تیسری بنا حضرت شیث نے کی
کہ انھوں نے مٹی اور پتھر سے بنایا تھا کہ تا زمان طوفان نوح علیہ السلام قائم رہا چوتھی بنا حضرت ابراہیم کی مذکور
ہوئی پانچوین اور چھٹی ترمیم جرہم و عمالقہ سے ساتوین بنا قصی اور کلاب ہے کہ انھوں نے ساکھو چوب مقل
سے مسقف کیا اور چوب خرما سے تختہ بندی کی آٹھوین بنا قریش ہے اور یہ اسوقت ہوئی تھی کہ حضرت کی
پچیس برس کی عمر تھی اور سبب انکی تعمیر کا یہ ہوا ہے کہ بسبب پہونچنے آب سیل عظیم کے چند جگہ سے دیوار مین
دراڑین پڑین تھین اور سوا اسکے ایک عورت دھونی خوشبو پوشش کعبہ کو دیتی تھی کہ ایک پتنگا اسکا اڑا اور آگ
چوب خانہ کو جلا دیا اور انکے بنانے مین تغیر اور تبدل بہت واقع ہوا اسواسطے کہ انھوں نے یہ انتظام کیا تھا کہ
مال حلال خالص اسمین لگا دین اور ایسا مال بسبب سود خود ہونے اسقدر دولتمندون کے پاس نہ جمع ہوا اور
تصرف ظاہر عمارت مین ایک تو یہ ہوا کہ عرض کعبہ چند گز نسبت اول کے کم کیا اور بقیہ اسکا داخل حطیم ہوا
دوسرے یہ کہ دروازہ کو بہت بلند بنایا تا جسے چاہین آنے دیوین اور جسکو چاہین نہ آنے دیوین تیسرے یہ کہ اندر خانہ
کعبہ کے ستون دو صف کر کے ہوئی ہر صف مین تین تین ستون چوتھی یہ کہ ارتفاع خانہ دو گنا کیا یعنی نو گز پہلے
تھا اب اٹھارہ گز بنایا پانچوین یہ کہ اندرون کعبہ متصل رکن شامی کے زینہ بنایا کہ بام خانہ پر جایا کرین اور جبکہ
یہ بنا تمام ہو چکی اور نوبت رکھنے حجر اسود کی اسکے مقام پر پہونچی درمیان قریش کے لڑائی اور تکرار اسبات
پر واقع ہوئی کہ ہر فرقہ یہ چاہتا تھا کہ اس سنگ بزرگ کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر وہان رکھیں بعد
تکرار بسیار کے یہ امر قرار پایا کہ جو شخص اول اس مسجد مین آوے اسکو حکم اور منصف مقرر کرین اور جو
اس باب مین وہ کہے عمل مین لاوین بحسب اتفاق ناگاہ سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
براہ دروازہ بنی شیبہ سے تشریف لائے سبھون نے موافق قرار اپنے کے حکم کیا حضرت نے فرمایا کہ ایک
چادر لاؤ اور اسکو بچھاؤ اور حجر اسود آپنے دست مبارک سے اٹھا کر اس چادر پر رکھا اور سردارون ہر فرقہ قریش

کو ارشاد کیا کہ تم اس چادر کے پکڑ کر اٹھاؤ جب وہ چادر متصل اس مقام کے پہونچی حضرت نے اپنے دست
حق پرست سے لیکر وہان رکھدیا اور پتھرون کے ساتھ وصل کیا چنانچہ آج تک اسی طرح پر ہے اور یقین اہل اسلام
مین رہیگا اور لکھا ہے بنا عبداللہ بن زبیر کی کہ عبداللہ بن زبیر نے بسبب سننے اس حدیث کے حضرت ام المومنین
بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بنائے خانہ کعبہ مثل قدیم کی۔ صحیح بخاری اور صحاح معتبر مین اسیطرح پر
مروی ہے کہ رسول خدا نے ایکدن حضرت عائشہ صدیقہ کو متصل خانہ کعبہ کے لیجاکر فرمایا کہ دیکھو تمھاری قوم
قریش نے وقت بنا کعبہ کے بنا کعبہ مین قواعد ابراہیمی سے کمی کی ہے انھون نے عرض کیا کہ آپ اسکو لوٹا کر درست
فرمایا کہ ہنوز تمھاری قوم تازہ دائرہ اسلام مین آئی ہے اگر مین اسکو توڑ کر موافق بنا ابراہیم کے بناون گا تو لوگ انکے
طعن کرینگے کہ انھون نے زیادہ زمین اسمین ملادی ہے اس لحاظ سے بنانا مناسب نہین جانتا اگر مین بناتا تو
دروازہ اسکا زمین کے متصل رکھتا اور دو دروازے اسکے بناتا ایک جانب شرق اور دوسرا طرف غرب چاہیے جاننا
کہ خانہ کعبہ کے چار کنج ہین دو کو کنج یمانی کہتے ہین ایک وہ کہ جانب شرق ہے اور حجر اسود اسمین لگا اور دوسرا
جانب غرب اور دو کنج کو رکن شامی کہتے ہین وہ جانب شرق ہے رکن عراقی ملقب ہے اور دوسرا کہ جانب غرب
ملقب برکن غربی ہے اہل قریش نے وقت بنا کعبہ دونون رکن شامی کو قواعد ابراہیمی سے کم کیا
اور قدرے زمین خانہ کعبہ خارج کرکے اس زمین کو داخل حجر کیا اور دو دیوار کنج حجر اسود سے تا رکن عراقی انکی
اسکے آثار کو بھی اثار اول سے کمتر کیا اس سبب سے اس جانب قدرے بنیاد ابراہیم سے مانند چبوترہ دکان زمین سے بلند
رہگیا کہ اسکو شاذروان کعبہ کہتے ہین عرضکہ عبداللہ بن زبیر نے جو جو بدعات کہ جاہلیت مین ہوئی تھین سبکو
موقوف کیا اور گارا بہ درس کہ گل خوشبو یمن مین ہوتی ہے برابر گچ کے مضبوط اس سے بنایا اور حطیم کو
خانہ کعبہ مین ملادیا اور دو دروازے اسمین رکھے ایک جانب شرق اور دوسرا جانب غرب اور مشک وعنبر
سے کہگل کی اور دیبای قیمتی سے پوشش بنائی یہ تعمیر بست و ہفتم رجب سنہ [illegible] ہجری مین واقع ہوئی اور دنون مین
ایام حکومت حجاج مین بنا ہوئی مگر اسی قدر کہ جانب رکن شامی کو توڑ کر بنیاد قریش پر بلند کیا اور زمین کو سنگہای
کلان سے پر کیا اور دروازہ شرقی کو بلند تر بنایا اور دروازہ غربی کو بند کردیا اور سب جانب کعبہ کو بدستور
رکھا اور یہ تصرف اور ترمیم سنہ مین ہوئی اور کسی بادشاہ نے تا وقت سلطان مراد بن احمد خان کچھ تعمیر نہین
کی مگر اسی بادشاہ نے تمام عمارت کو ڈھا کر بروضع حجاج تعمیر جدید کی سوا حجر اسود کے کہ اسکو اسی
جگہ رہنے دیا اور یہ بنا سنہ ایک ہزار چالیس برس ہجری کے ظہور مین آئی اور اب تک اسی طور پر ہے اور اکثر
کتب تواریخ مین مذکور ہے کہ ہارون رشید نے اپنے عہد سلطنت مین حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے
استفتا کیا تھا کہ اگر فرماؤ تو مین خانہ کعبہ پھر بطور بنا کے ابن الزبیر اور موافق خواہش دلی آنحضرت صلعم بنا کرون
انھون نے کہا ہرچند کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسکے موافق عمل کرنا اتباع مرضی آنحضرت ہے لیکن قرین مصلحت نہین
کہ بار بار کعبہ کو ڈھائین اور اسکی بنا مین تغیر اور تبدیل کرین کسواسطے کہ اس حدیث مین بنا کے کعبہ بازیچہ

بادشاہان ہوں گے اور جو کوئی بادشاہ اپنے طور پر بنانا چاہیگا اور اسکو سوم بادشاہت سے اگر اسپر اقدام کریگا
اور مقصود کو عظیم بنا کر ایسا ہو گا نہیں چنانچہ کہ مغلوب مقصود کے ساتھ تقابل ہوا کیونکہ صرف مقصود کی
رعایت رکھنی چاہئے اور بعضی نے دست بردار القصہ جب حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل تعمیر خانۂ کعبہ سے
فارغ ہوئے حضرت جبرئیل نے حضرت ابراہیم کو کہا اب آدمیوں کو ندا کرو کہ حج کریں حضرت ابراہیم نے کہا کیونکر
ندا دوں اور کس طرح وہ ندا ان لوگوں کے کانوں تک پہونچیگی جو کوہستان میں اور تمام اطراف جہان میں ہیں فرمایا کہ
تم ندا کرو اور پہونچانا ہمارا ذمہ ہے پھر حضرت ابراہیم کوہ ابو قبیس پر آئے اور ایک پتھر پر کھڑے ہوئے اور وہ پتھر
اتنا بلند ہوا کہ سب پہاڑوں سے بلند ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے تمام روئے زمین کی خلق کو مانند مقتدی
امام کے جمع کر کے حضرت ابراہیم کے آگے کر دیا پھر حضرت ابراہیم نے ندا کی کہ اے جماعت مسلمانان خدا تعالیٰ
نے تمہارے واسطے گھر بنا کر درست کیا ہے اسکی زیارت کا قصد کرو اور حج بجا لاؤ حق سبحانہ تعالیٰ نے انکی ندا
ذرات اور ذریات کو پہونچائی اور سب کو دعوت کی صدا سنوائی اور جنکو کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ حج کریں گے
باوجود کہ ہنوز پشت پدران اور شکم مادران میں تھے انھوں نے بھی قبول کیا اور تلبیہ کہا یعنی لبیک
اللہم لبیک آخر سب کی زبان پر جاری ہوا اس سبب سے تلبیہ کہنا حاجیوں کو سنت ہوا اور تا قیامت
میں آویگا جس نے اس وقت ایکبار کہا تھا ایکبار حج کریگا اور جس نے دس مرتبہ کہا تھا دس مرتبہ حج بجا لاویگا
لیکن جو کہ بغیر تکلیف [illegible] اور ضعف [illegible] مسافت اٹھا کر سعادت زیارت اس خانہ سے بہرہ مند ہو گا
مستحق [illegible] ہو گا سو اسطے اللہ تعالیٰ نے قطع نظر اس بات کے کہ وعدہ اجر ثواب بسیار حج
وزیارت کے لیے فرمایا ہے خاصیت خاص اس جائے مبارک میں ودیعت کی ہے کہ بے اختیار دل خلائق
کا ادھر راغب اور مائل ہوتا ہے جیسا آہن قوت جاذبہ سنگ مقناطیس سے ادھر کھنچتا ہے چنانچہ آیہ وافی
ہدایہ واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس ناطق اسپر ہے کہ اکثر زیارت حضرت آدم سے کفار بھی
ہمیشہ اسکی تعظیم و تکریم کرتے رہے ہیں بلکہ لکھا ہے کہ حیوانات نے بھی کہا ہے اسکی بزرگی میں نہیں کی چنانچہ
ازرقی بروایت [illegible] نقل کرتا ہے کہ ایک دن ہم عبد اللہ بن عمر کے ہمراہ سایہ کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے
تا آنکہ سایہ بسبب بلند ہونے آفتاب کے جاتا رہا اور آدمی مجلسوں میں سے اٹھ گیا ناگاہ ازرق شدید
ایک [illegible] کی طرف سے ظاہر ہوئی ہمنے دیکھا کہ ایک سانپ نکلتا ہے تمام
حاضر الوقت اس سانپ کی طرف دیکھنے لگے وہ سانپ سیدھا خانہ کعبہ کیطرف آیا اور سات بار طواف
ادا کئے پھر مقام ابراہیم سے پہنچکر گیا اور دو رکعت نماز گزار ابن عبد اللہ بن عمر اور کبراء مجلس اس سانپ کے پاس
گئے اور کہا [illegible] اس شہر میں [illegible] لوگ اور غلام اور خدمتگار بہت ہیں
بہتر یہی ہے کہ [illegible] کی منزل [illegible] پھر دیکھتے اس کا [illegible] وہ
سانپ اپنا سر [illegible] آسمان اڑ کر ہماری نظر سے غائب ہو گیا اور ابو طفیل سے نقل ہے کہ ایک

صلحا ہی جن سے کہ مقام ذی طوی میں رہتا تھا اکثر بصورت سانپ نکلکر خانہ کعبہ کے طواف کیا اسیطرح آیا تھا
اور عقب مقام ابراہیم نماز گذارتا تھا اور اپنی ماں کو کہ وہ بھی جنیات سے تھی اور بنا بر طواف آیا کرتی تھی اُسکو
اس کار سے منع کرتا تھا اور ڈراتا تھا کہ مبادا تجکو آدمی سانپ جانکر مار ڈالیں وہ باز نہ آتی تھی تا آنکہ جماعۂ بنو سہم
نے اُسکو مار ڈالا بمجرد اُسکے مارنے کے ایک غبار عظیم مکہ میں پیدا ہوا اور ایک گرد باد شدید یعنی بگولا آیا اُس
جماعت کو بنو سہم نے اپنے گھروں میں مردہ پایا اور کبھی تواریخ مکہ میں حکایت جمل لاالف مشہور ہے خلاصہ
اسکا یہ کہ سنہ آٹھسو پندرہ (۸۱۵) ہجری ماہ جمادی الثانی میں ایک اونٹ جمال فاروقی کے اونٹوں میں سے بھاگ کر
مکہ معظمہ کی طرف جاکر مسجد الحرام میں داخل ہوا ہر چند کہ بہت سے آدمی اُسکے گرد اگرد دوڑے اور چاہا کہ اُسکو پکڑیں
وہ کسی کی طرف ملتفت نہوا تا آنکہ گرد خانہ کعبہ کے سات شوط طواف بجالایا اور پھر حجر اسود پاس آنکر بوسہ
دیا اور بجانب مقام حنفیہ متوجہ ہوا اور مقابل میزاب الرحمۃ کے کھڑا ہو کر رونا شروع کیا اور اشک بے شمار اُسکی
چشم خونبار سے رواں ہوئے اور اسی حالت میں آپکو زمین پر گرا دیا اور جان بجان آفرین تسلیم کی اور
آدمی تماشا دیکھا کیئے جب وہ مر گیا تو اُسکو اٹھاکر درمیان صفا اور مروہ کے دفن کیا اور ایک سبب اسباب
رجوع کرنے خلائق کے خانہ معظم اور محترم کی طرف یہ ہے کہ چند جا مقام ذو الاحترام پر دعا مستجاب ہوتی ہے
اور اکثر آدمیوں نے تجربہ کیا ہے اور بنا بر حصول مقاصد اور مطالب دینی اور دنیوی اپنے اُن مقاموں
کی دعا کو بہترین وسائل جانتے ہیں چنانچہ حسن بصری سے بروایت صحیح ثابت ہوا ہے کہ مکہ معظمہ میں گیارہ مکان
ہیں کہ وہاں دعا قبول ہوتی ہے ملتزم کے قریب اور زیر میزاب اور نزدیک رکن یمانی اور صفا اور مروہ پر
اور مابین ان دونوں جبل بزرگ کے اور درمیان رکن اور مقام اور جوف کعبہ میں اور منا اور مزدلفہ میں اور
عرفات میں اور متصل جمرات ثلثہ اور وقت پینے آب زمزم کے اور تصنیف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے
کانت الانبیاء اذا اتت علم الحرم نزعوا النعال یعنے تھے انبیا علیہم السلام جبکہ آتے تھے قریب حد کے
حرم کے اتار لیتے تھے نعلین اپنی اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں مجاہد سے روایت کی ہے کہ بعضے اوقات
لاکھ لاکھ آدمی بنی اسرائیل میں سے حج کو آتے تھے اور جب حرم میں پہونچتے تھے تو پابرہنہ ہو لیتے تھے اور
ارزقی اور ابن عساکر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حواریین نے بھی اس خانہ معظم کا حج کیا ہے اور
جب حرم میں داخل ہوئے ہیں تو سواری سے اتر کر پیادہ روی اختیار کی ہے اور ارزقی نے جو مطلب
ابن عبد العزی سے روایت کی ہے کہ ہم ایک دن ایام جاہلیت اپنے میں کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے
ناگاہ ایک عورت آئی اور اُسنے کعبہ کا پردہ ہاتھ میں لیکر فریاد کی کہ بار خدایا میں اپنے خاوند کے ہاتھ سے نالاں
کہ مجکو بے موجب مارتا ہے بمجرد اس دعا کرنے کے اُسکے خاوند کے ہاتھ خشک ہو گئے میں نے اُسکو اسلام
میں بھی مشل اور معطل دیکھا اور تواریخ میں ثابت ہے کہ اساف و نائلہ دونوں انسان تھے ایک
مرد اور ایک عورت جبکہ عورت کعبہ میں آئی تو مرد نے عورت کا بوسہ لیا دونوں بصورت

سنگ مسخ ہو گئے آدمیوں نے اُنکو کعبہ میں سے نکال کر بنا بر عبرت کعبہ کے باہر کھڑا کر دیا اور ابن ابی نجیح
عبد الرحمن بن سابط سے روایت کرتا ہو کہ آدمی موسم حج میں باہر آتے تھے ایک چور نے مکان کو خالی پاکر
سونیکا اُٹھاکر کسی کے گھر میں سے لاکر کعبے کے اندر رکھدیا عقب ہنگام مراجعت کعبہ میں اُس قطعہ زر کے لینے
کے واسطے گیا ہنوز سر اُسکا کعبے کے اندر تھا اور باقی اعضا باہر کہ خانہ کعبہ نے اُسکو اسطرح دبوچا اور
کھینچا کہ اُسکا سر تن سے جدا ہو گیا آدمیوں نے اس واقعہ عجیب کو دیکھکر اُسکی نعش کو نکال کر کتوں کے
روبرو ڈالدیا اور نیز ارزقی اپنی تاریخ میں بسند صحیح لایا ہے کہ ایک عورت تھی زمان جاہلیت میں ایک
لڑکا اپنا اقربا میں سے اُسنے پرورش کیا تھا اکثر وہ عورت بنابر کسب معاش اپنے گھر سے باہر چلی جاتی تھی اور وہ
طفلک تنہا رہتا تھا ایکدن اُسنے اپنی تنہائی کی شکایت اُس سے کی اُس عورت نے کہا اے فرزند اگر کوئی ظالم جفاکار
تنہائی میں تجھپر ستم و تعدی کرے تو دوڑ کر خانہ کعبہ میں جانا اور فریاد کرنا کہ اُس گھر کا ایک صاحب فریاد
رس ہے اتفاقاً اُس لڑکے کو ایک ظالم تنہا پاکر اسیر کر لیگیا اور ایک مدت تک اپنے پاس رکھا بعد مدت دراز
بتقریب تجارت مکہ میں وارد ہوا وہ لڑکا بھی اُسکے ہمراہ تھا اُس لڑکے نے خانہ کعبہ کو دیکھا آدمیوں سے پوچھا کہ
یہ گھر کسکا ہے لوگوں نے کہا یہ خانہ خدا ہے اُسکو کلام مادر یاد آیا اُس ظالم کے پاس سے بھاگ کر اور خانہ کعبہ میں
آنکر اُسکا پردہ مضبوط پکڑ لیا اور پیچھے سے مالک پہونچا اور چاہا کہ کھینچ لیجاوے اپنا دہنا ہاتھ اُس لڑکے کے
پکڑنے کے لیے دراز کیا خشک ہو گیا پھر بایاں ہاتھ پھیلایا وہ بھی خشک ہو گیا جب حال اس متوالی پر
دیکھا سرداران قریش پاس گیا اور کہا میں اس آفت میں گرفتار ہو گیا ہوں میں نے اس طفلک کو چھوڑا ابھی
اُسکے ساتھ کسیطرح سے متعرض اور مزاحم نہیں ہونگا جہاں چاہے جاوے لیکن میرے دونوں ہاتھوں کا
علاج کر دو اکابر قریش نے کہا کہ اپنے ہر ہاتھ سے ایک ایک اونٹ قربانی کر اُسنے اسیطرح کیا دونوں
ہاتھ اُسکے اُسیوقت اچھے ہو گئے اور ایضاً ارزقی نے عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث سے روایت کی ہے
کہ ایک شخص بنی کنانہ سے اپنے چچا کے بیٹے پر بہت ظلم کرتا تھا ہرچند کہ وہ سمجھاتا اور بقرابت پناہ چاہتا تھا
وہ ظالم اُسکی ایذا سے باز نہ رہتا تھا ناچار ہو کر وہ بیچارہ کعبہ پناہ لیگیا اور دعا کی بار خدایا فلان شخص میرے اوپر
ظلم ناحق کرتا ہے میں تیرے گھر کے ساتھ پناہ لایا ہوں اُسکو ایسے درد کے ساتھ مبتلا کر کہ لا دوا ہووے یہ دعا
کی اور چلا گیا جاکر دیکھا کہ اُسکا پیٹ پھول کر مثل مشک پر آب ہو گیا ہے ہرچند کہ دوائیں کرتے ہیں سودمند
نہیں ہوتیں تا آنکہ وہ شخص پیٹ پھٹ کر مر گیا عبد المطلب کہتا ہے کہ میں نے اس قصہ کو ابن عباس
کے روبرو نقل کیا اُسنے کہا میں نے بھی ایک شخص کو دیکھا کہ خانہ کعبہ کے مقابل کھڑے ہو کر اپنے ظالم
پر دعا کی کہ الٰہی یہ اندھا ہو جاوے فی الفور وہ کور ہو گیا اور آدمی اُسکو کھینچکر باہر لیگئے اور ایسی ہی کرشمے تھے کہ
مکان القدس میں نمایان جاتے امن رہا ہے کسواسطے کہ آدمی بخوف عقوبت عاجلہ خلائق اس شہر سے اور
بسبب حرمت اُسکی سے اجتناب اور احتراز کیا کیے اور باہم کر اُس مکان میں مناقشہ نہیں کیا اور اب
حرم

امن اسکے سے یہ ہے کہ ہمیشہ قلم و بادشاہون سی خارج رہا ہی تا آنکہ نوبت اسلام کی پہونچی اور جن لوگون نے
کہ اس مکان کی یہ تعظیم بہت سی کی بمرتبہ سلطنت اور ملک پہونچے۔ اور نقل ہی کہ بعد تمام ہونے بنا خانہ
کعبہ کے حضرت ابراہیم نے کہا شکر اور احسان خاص اُس خدا کا کہ جسنے یہ خانہ بزرگ میرے ہاتھ سے
بنوایا اور اتمام کو پہونچایا حضرت جبرئیل آئے اور کہا خدا تعالے نے فرمایا ہی کہ یہ میرے آگے جیسا ان
قدر نہین رکھتا اگر کسیکا مطلب پورا کر دے یا بھوکے کا پیٹ بھر دے یا ننگے کو پہنا دے تو وہ میرے نزدیک
اس سی بہتر ہے بعد اسکے حضرت ابراہیم نے نذر کی کہ بغیر مہمان طعام نہ کھاؤنگا اور ایک مہمان خانہ بنایا
کہ اس مین خلقت کی دعوت کرتے تھے اور کھانا کھلاتے تھے۔ قولہ تعالی واذ قال ابراہیم رب ارنی
کیف تحیی الموتی یعنے جسوقت کہا ابراہیم نے اے رب میرے دکھا تو مجکو کیونکر زندہ کرتا ہی تو مردونکو اور
لکھا ہے مین آیا ہی کہ ایکدن حضرت ابراہیم نے کہا خدایا پیدا کرنیوالا اور زندہ کرنیوالا اور مارنیوالا تو ہے لیکن مجکو دکھا
کہ مُردہ کیونکر زندہ کرتا ہی قال اولم تؤمن یعنے کہا پروردگار نے کیا نہین ایمان لایا تو قال بلی
کہا بلکہ ایمان لایا ہون قال اولم تؤمن ولیکن کہ تو آرام پکڑے دل میرا اور یقین زیادہ ہوے۔ مولف عجایب
والا لکھتا ہی کہ حضرت ابراہیم نے واسطے دیکھنے کیفیت زندہ کرنیکے یہ سوال کیا نہ اسواسطے کہ اصلاً کچھ انکو
مین اسکے شبہ تھا معاذ اللہ عن ذلک معالم اور مواہب مین تفسیر آیۃ قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرہن
الیک ثم اجعل علی کل جبل منہن جزءًا ثم ادعہن یاتینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم یعنے کہا پس
لیجا چار جانورون سے پس صورت پہچان رکھ طرف اپنے لیکر پھر کر دے اوپر پہاڑ کے ان مین سی ایک ٹکڑا
پھر بلا انکو چلے آوینگے تیرے پاس دوڑتے اور جان کہ اللہ غالب ہی حکمت والا۔ اور لکھا ہے کہ ابلیس
نے پہلے ایک دریا کے کنارے پر چلا جاتا تھا ناگاہ ایک مردار پر اسکی نظر پڑی دیکھا کہ مرغان ہوا اور جانوران
دریا اور وحشیان صحرا ہر ایک انمین سے پارہ پارہ لیے جاتے ہین شیطان نے اپنے دل مین کہا اچھا
دام حیلہ میرے ہاتھ لگا جماعت کوتہ نظران سنگسار کج طبع کو فریب دیسکتا ہون کہ آخر اسکے اجزا متفرق
کو جانوران درند اور پرند کے پیٹ مین سے اور نہنگ اور مچھلیون کی انتڑیون مین سے نکال کیونکر زندہ
کریگا حق سبحانہ تعالے نے حضرت ابراہیم خلیل کو وحی بھیجی کہ فلانے کنارے دریا پر آ اور جسطرح کی تو
درخواست کی ہی دیکھ کہ میرے دشمن نے مکر کا جال بچھایا ہی اس اثنا مین خلیل اللہ اُس دریا پر آئے اور ابلیس
نے حیرت زدہ ہوکر اپنے شبہ کو القا کیا حضرت ابراہیم نے کہا یہ کیا مقام تعجب ہے یعنی ان اجزا کو تم
عالم سے فضاے صحرا سے وجود مین لایا ہے قدرت رکھتا ہے کہ دوبارہ وہ اجزاے متفرقہ سے جمع کر دیوے سکتا
کہ کمہار نے ہوئے کوزہ کو توڑ کر عیب چاہے پھر کوزہ بنا سکتا ہی پس جو کہ پہلے سے کوزہ بنا جانتا ہی کیا عجب ہے
کہ وہ ٹوٹے ہوئے کو درست کر دے پھر حضرت ابراہیم نے چاہا تو بغیر ان آہی الٰہی جمع ا ایک مور اور ایک
کوا اور ایک کبوتر پا کرگس لیکر مار ڈالے اور انکے سر جدا کر کے ٹکڑے ٹکڑے اور باقی کو جمع کر کے ہاون مین کوٹا اور پھر

یا سات گولیان بناکر چار یا سات پہاڑ و پتھر پر رکھدین اور سرونکو ہاتھ مین لیکر کہا آؤ فلان اور فلان بقدرتِ خدا تعالی ذرہ ذرہ ہوکر اپنے اپنے سر کے ساتھ مل گئے اور انکے ہاتھ پر زندہ ہو گئے ہر گاہ کہ حضرت ابراہیم نے اس حالت عجیب کو مشاہدہ کیا خطاب آیا کہ فردائے قیامت باواز اسرافیل چارون گوشۂ عالم سے خلقت کو زندہ کرونگا جیسے کہ آج مرغونکو زندہ کیا ہے وھو القادر علی ما یشاء ۔ اور جو کچھ احوال حضرت ابراہیم کا اور ولادت حضرت اسحٰق قصہ حضرت لوطؑ مین بیان ہوتا ہے انشاء اللہ تعالی

باب نوان قصہ حضرت لوطؑ مین بیان ہوتا ہے اور اس باب مین پانچ فصلین ہین

فصل پہلی ذکر حضرت لوطؑ اور ہلاک ہونے قوم انکی مین جمہور اہل تواریخ نے قصہ حضرت لوطؑ کو اثنائے حکایت حضرت ابراہیم مین بنا بر مناسبت چند در چند کے کہ واقفان کنوز رموز و اشارت پر مخفی اور محجوب نہین ہے ایراد کیا ہے محرر کلمات ہذا بھی انکے شرط متابعت سے لاکھ التماس کرتا ہے کہ اکثر ارباب تواریخ اس امر پر ہین کہ موتفکات پانچ شہرون کی عبارت ہے کہ نواحی اردن بلاد شام مین واقع تھی اور بعضے کہتے ہین کہ نواحی کربلا مین اور اول اصح ہے اور اسامی ان مواضع مین اختلاف ہے روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ مواضع مذکورہ یہ تھی سدوم و عمورا ۔ اذوما صعوا رصدایم اور ہر شہر مین ان شہرون مین لاکھ لاکھ آدمی ابا ذرا اور شمشیر زن رہتے تھے اور یہ باوجود بت پرستی کے بکفر مشغول لواطہ اور رہزنی اور کبوتر بازی اور سیٹی بجانے اور رنڈ لانا اور سرراہ مسخرا پن کرنے سے قیام کرتے تھے اور قصص الانبیاء مین لکھا ہے کہ وہ سات شہر تھے کہتے ہین اول جو قوم کہ سالک سبیل غیر متعارف ہوئے اہل موتفکات تھے اور سبب ظہور اس فساد کا یہ تھا کہ ابلیس پر تلبیس بصورت ایک امرد ان لوگونکے ایک باغ مین آیا اور اس باغ کو خراب کرنا شروع کیا جب صاحب باغ اسکے پکڑنے کا قصد کرتا تھا تو یہ بھاگ جاتا تھا اور ہر گاہ کہ یہ شخص باہر جاتا تھا تو شیطان اپنے کام مین مصروف ہوتا تھا تا آنکہ تھوڑے دنون مین نقصان صریح اسکے مالک کو عائد ہوا اور اس شخص سے اس مردود کا کچھ علاج نہو سکا ایکدن ابلیس نے اس سے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ مین تیرے باغ مین سے چلا جاؤن کہا اس سے کیا بہتر ہے کاش تیرا قدم نحس یہان نہ آتا شیطان نے کہا جب تک کہ میری نفس تو اپنے تصرف مین نہین لائیگا یعنی میرے ساتھ فعل مشغول نہ ہوگا مین اس خرابی سے دست بردار نہین ہونیکا صاحب باغ اس امر پر راضی ہوا اور شیطان متمکن ہوکر اس فعل قبیح پر اقدام کیا پھر ابلیس اس باغ مین سے نکل کر اور باغ مین گیا اور بدستور سابق وہان سے ایسا ہی عمل مین لایا تا آنکہ اسیطرح سب باغون مین پھرا اور سب مالکان ریاض کو مرتکب اس فعل ناشائستہ کا کیا تھے کہ رسم مذموم اس کار بد کی ساری قوم مین جاری ہوئی اور ابن عباس سے منقول ہے اتفاقاً بعض بلاد شام مین قحط غلہ ظاہر ہوا خلائق پریشان ہوکر موتفکات مین چلی گئی کسواسطے کہ وہان نعمت فراوان ارزانی تھی القصہ وہان کے رہنے والے غریبون سے تنگ ہوکر باہم گفتگو و مشورہ کرنے لگے کسی طرح سے غریبانکی زحمت ہمسے دفع ہو کہ ناگاہ اس اثنا مین شیطان انکی مجلس مین

حاضر ہوا اور اسکو اسی فعل ناشایستہ پر ساتھ فقرا اور مساکین کے اصحاب باغات کو تعلیم کیا تھا دولت کی پامالی
بلاد مذکورہ سے تو اہل مدین اد کے بقول شیطان عمل کیا اس سبب غربا نے آن دیار میں سے فرار اختیار
کیا اور انھون نے باہم عہد کیا کہ جو غریب اس شہر میں پہونچے موضوع مدد اسکے ساتھ فعل شنیع عمل میں لاوے
ہر گاہ کہ کفر و عناد اہل آن بلاد سے انتہا کو پہنچا حضرت لوط آنکے ارشاد و ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے
اور ایک عورت بھی اس قوم میں سے اپنے حبالۂ نکاح میں لائے اور اس جماعت شقاوت پژوہ کو ان کاموں
شنیعہ سے منع فرمایا اور بموجب صدر رسالت اور صدق نبوت وارث ہو کر حضرت ابراہیم کی شریعت کا توقیر
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کیے مگر انھون نے آپکے مقالات پر مطلق عمل نہ کیا اور نصائح دلپذیر
ہر گز نہ سنے اور متفق ہو کر کہا ائتنا بعذاب اللہ ان کنت من الصادقین یعنی لا تو ہمارے واسطے عذاب اللہ کا
اگر ہے تو سچون سے حضرت لوط نے دوبارہ عذاب الٰہی اور عقوبت کبریائی سے ڈرایا اور کہا کہ عذاب خداوند
نہایت الیم ہے انھون نے کلمات نصائح آمیز حضرت لوط سے آشفتہ ہو کر لواے خصومت و عداوت کا
سینۂ پر کینہ پر افراشتہ کیے اور کسیطرح جادۂ ضلالت اور گمراہی سے منحرف نہ ہوا جب حضرت لوط نے
دست التماس بدرگاہ منتقم قہار اٹھا کر اپنا عجز اور اضطرار اور انکا تمرد و استکبار ظاہر کیا اور کہا رب نجنی
واھلی مما یعملون یعنی اے پروردگار نجات دے تو مجھکو اور میرے اہل کو اس چیز سے کہ عمل کرتے ہیں بعض
مفسرین نے لکھا ہے کہ یہان اہل سے عبارت دختر زادگان لوط ہیں کسواسطے کہ سواے انکے نواسے کے
کوئی اقربا میں متصف بصفت اہل بیت تھا القصہ حضرت جلال احدیت نے دعاے حضرت لوط کو شرف
واجابت مقرون فرمائی اور حضرت جبرئیل کو مع ایک گروہ ملائکہ عظام کے اس قوم نابکار کی ہلاکت کے
واسطے نامزد فرمایا تبیان میں بیچ تفسیر سورۂ والذاریات کے لکھا ہے کہ چار فرشتے مقرر دیکھے جبرئیل اور میکائیل اور
اسرافیل اور عزرائیل اور معالم میں سورۂ ہود میں مرقوم ہے کہ بقول ابن عباس اور عطا تین فرشتے
تھے سوا حضرت عزرائیل کے اور بقول سندی گیارہ اور بقول مقاتل بارہ بہر حال یہ سب ملائکہ
بصورت جوانان امرد زیبا منظر پہلے حضرت ابراہیم کے گھر میں آئے اور انکو بولادت اسحق اور ہلاکت قوم
حضرت لوط علیہ السلام از اہل شقاق بشارت دی چنانچہ اللہ تعالیٰ بیچ سورۂ ہود کے ذکر فرماتا ہے ولقد جاءت رسلنا
ابراھیم بالبشری قالوا سلاما قال سلام فما لبث ان جاء بعجل حنیذ فلما رای ایدیھم لا تصل الیہ نکرھم واوجس
منھم خیفۃ قالوا لا تخف انا ارسلنا الی قوم لوط وامرأتہ قائمۃ فضحکت فبشرناھا باسحق ومن وراء اسحق یعقوب
قالت یا ویلتی االد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا ان ھذا لشیء عجیب قالوا اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم
اھل البیت انہ حمید مجید فلما ذھب عن ابراھیم الروع وجاءتہ البشری
یجادلنا فی قوم لوط ان ابراھیم لحلیم اواہ منیب یا ابراھیم اعرض عن ھذا انہ قد جاء امر ربک وانھم
آتیھم عذاب غیر مردود یعنی اور البتہ تحقیق آئے بھیجے ہوے ہماری ابراہیم کے پاس ساتھ خوشخبری کے کہنے لگے

کہ سلام بھیجتے ہین تجھکو کہا سلام ہی پیش و بر کی کہ لے آیا ایک گائے کا بچہ تلا ہوا پس دیکھا ہاتھ اونکے نہین ہوتے طرف
اُسکے آنسخان ہوا اُنسے اور جی مین چھپایا ڈر کہا اُنھون نے مت ڈر تحقیق ہم بھیجے گئے ہین طرف قوم لوط کی اور بی بی اُنکی
کھڑی تھی پس ہنسی پس بشارت دی ہمنے اسکو ساتھ اسحق کے اور پیچھے اسحق کے یعقوب کے کہا اے واہی میرے کیا جنونگی
مین اور مین بوڑھی ہون اور یہ خاوند میرا بوڑھا ہے تحقیق بات ہے تعجب کی کہا اُنھون نے کیا تعجب کرتی ہے تو حکم خدا
کیسے سو رحمت ہے اللہ کی اور برکتین اسکی اوپر تمھارے اے گھر والو تحقیق وہ تعریف کیا گیا بزرگ ہے پس جب گیا ابراہیم سے
ڈر اور آئی اُسکو خوشخبری جھگڑنے لگا ہمسے بیچ قوم لوط کے تحقیق ابراہیم علیہ السلام البتہ تحمل کرنیوالا درد مند رجوع کرنیوالا
اے ابراہیم منھ پھیر لے اس سے تحقیق آیا ہے حکم پروردگار تیرا کا اور تحقیق وہ لوگ آنیوالا ہے اُنکو عذاب نہ پھیرا گیا - اور تفصیل
اس قصہ کی تتمہ احوال حضرت ابراہیم اور ذکر ولادت اسحق مین مرقوم ہو گی انشاء اللہ تعالی القصہ سرگاہ کہ
فرشتے حضرت ابراہیم کے گھر سے بجانب اراضی ہولفکات متوجہ ہوئے تا وہ شہر پر کہ حضرت لوط وہان
متوطن تھے پہونچے اور اُنکی بیٹی کو دیکھکر اُسکے ہمراہ حضرت لوط کے گھر مین گئے اس دختر نیک اختر نے فرشتون
سے پہلے گھر مین آنکر اپنے پدر بزرگوار کو خبر پہونچائی کہ چند مہمان آتے ہین کہ تمام عالم مین ایسے خوش تر
شدید کوئی نہ ہوا اتنے مین پیچھے سے فرشتے بھی داخل ہوئے اور حضرت لوط کو سلام کیا آپ اُنکو حسین
اور جمیل دیکھکر دل تنگ ہوئے اور کہا کیا مشکل ہے ان مہمانون کو اس قوم سے کیونکر بچاؤن الغرض
حضرت لوط نے گھر کا دروازہ بند کر دیا اور اپنے آدمیون کو منع کیا کہ کسی کو اس حال سے خبر نکرین اُنکی بی بی کہ
کافر تھی اُسنے فرصت پاکر گروہ کفار کو خبر کر دی کہ ایک جماعت میری گھر مین ایسی آئی ہے اور اس قدر
خوبصورتی اور ملاحت رکھتی ہے کہ تمنے ایسے حسین نہ دیکھے ہونگے رئیس قوم نابکار نے زبانی دس آدمیون کے
حضرت لوط کو پیغام بھیجا کہ ہم نے تمکو منع کیا تھا کہ ترک طریقہ مہمانی کرو اور اپنے گھر مین مہمانون کو نہ اُتارو
اب ہمنے سنا ہے کہ ایک جماعت تمھارے پاس مہمان آئی ہے چاہیے کہ اُسے ہماری پاس بھیجدیجئے اور
اُن آدمیون سے کہدیا تھا کہ اگر لوط اس امر سے انکار کرے اور وہ لوگ نہ آوین تو بزور لے آنا جب کہ
آدمیون نے پیغام قوم اُنکو پہونچایا حضرت لوط نے کہا مین اُنکی عوض مین اپنی بیٹیان زوجیت قوم مین دیتا
ہون خدا سے ڈرو اور مجھکو ان مہمانون کے روبرو رسوا نکرو اُنھون نے اُنکے پاس سے مراجعت
کر کے اسیطرح اپنی قوم سے کہا اور پھر آکر حضرت لوط سے کہا کہ قوم کہتی ہے کہ ہمکو تیری بیٹیون سے
رغبت نہین ہے جو کہ ہمارا مطلب ہے تو جانتا ہے حضرت لوط نے کہا اگر مجھکو تمھاری
برابری کی طاقت ہوتی تو تم میرے ساتھ ایسی باتین نہ کر سکتے پھر دو شخصون نے انھین
سے چاہا کہ وہ مہمان کہ جبرئیل تھے اُسکو پکڑلیوین جبرئیل نے اُنپر ایک پھونک ماری
کہ یہ اندھے ہو گئے سب ملنے جاکر قوم سے کہا لوط کے مہمان جادوگر ہین کہ دو شخصون
کو ہم مین سے اندھا کر دیا اُنھون حضرت لوط علیہ السلام کو پیغام بھیجا کہ آجتک تو جس طرح چاہا

سم میں اوقات بسر کرتا تھا اب تو جادوگروں کو اپنے گھر میں بلاتا ہے کہ وہ ہمارے آدمیوں کو اندھا
کرتے ہیں ہمارے شہر میں چلا جا اگر آج رات کو نہیں جائیگا تو ہم صبحکو آنکر تجھکو اور تیرے سب خویش
و بیگانہ کو اندھا کر دینگے حضرت لوطؑ کو بھی اس امر سے گمان ہوا کہ فرشتے شاید جادوگر ہیں مجبور اُنسے کہا
انکم قوم منکرون یعنے تحقیق تم قوم جادوگر ہو جب فرشتوں نے دیکھا کہ لوطؑ مشرکوں کی تہدید سے ڈر گئے
اور ہماری نسبت بدگمان ہوئے حقیقت حال اور اپنے آنیکا سبب ظاہر کیا کہ پروردگار کی بھیجے ہوئے آئے
ہیں تا اس فرقہ باغی اور قوم طاغی کو ہلاک کریں۔ حضرت لوطؑ سنتے اس کلام سے خوش و خرم ہوئے اور
ایصال عقوبت قوم میں جلدی کی حضرت جبرئیل نے کہا کہ آخر صبح کو عذاب نازل ہوگا اس وقت حضرت
اپنی چارپائی اور اسباب لیکر بنگام سحر سرحد موتفکات سے گذر کر متوجہ منزل ابراہیم ہوئے اور بعضے کہتے
ہیں کہ مصر میں یا صغر میں چلے گئے اور اہل صغر اگرچہ افعال ناپسندیدہ انسے صادر ہوتے تھے اس بلا
سے مصئون اور محفوظ رہے جب کہ شعاع صبح صادق ظاہر ہونی شروع ہوئی حضرت جبرئیل اپنے پر
پھیلا کر زمین کے نیچے لیگئے اور ان چاروں شہروں کو جگہ سے اکھیڑ کر مع جمیع مردم و مواشی اور حوالی
اُنکے اسپر رکھکر بجانب آسمان اتنا بلند کیا کہ اُنکے شہروں سے مرغوں اور کتوں کی آواز ملائکہ کو سنائی
دینے لگے اور وہاں سے الٹ کر گرا دئے فلما جاء امرنا جعلنا عالیہا سافلہا تا سجیل منضود تک
پہنچا اور صاحب تفسیر مواہب علیہ نے سورہ ہود میں ذیل آیۃ ولما جاءت رسلنا لوطا سیء بہم وضاق
بہم ذرعا وقال هذا یوم عصیب وجاءه قومه یهرعون الیه ومن قبل کانوا یعملون السیئات
قال یقوم هؤلاء بناتی هن اطهر لکم فاتقوا الله ولا تخزون فی ضیفی الیس منکم رجل رشید
اور جب آئے بھیجے ہوئے ہمارے لوط علیہ السلام کے پاس ناخوش ہوا ساتھ اُنکے اور تنگ ہوا ساتھ اُنکے
دل میں اور کہا یہ دن ہے سخت اور آئی اُسکے پاس قوم اُسکی دوڑتی ہوئی طرف اُسکے اور پہلے اس سے کرتے تھے
برائیاں کہا اے قوم میری یہ ہیں بیٹیاں میری وہ بہت پاکیزہ ہیں واسطے تمہارے پس ڈرو اللہ سے اور
مت رسوا کرو مجھکو بیچ مہمانوں میرے کے کیا نہیں تم میں سے کوئی مرد اچھا لکھا ہے کہ جب ملائکہ سدوم کے
نزدیک پہونچے کہ وہاں حضرت لوطؑ رہتے تھے اور انکو دیکھا کہ زمین میں کھیتی کر رہے ہیں سلام علیک کی
حضرت لوطؑ نے جانا کہ یہ نوع بشر سے ہیں یہ فرشتے شام تک وہیں کھیتی پر مصاحبت میں رہے جب رات
ہوئی اور حضرت لوطؑ گھر جانے لگے تو انکو شرم آئی اور فرشتوں کو گھر لیجانا مناسب سمجھا اور چونکہ انکو نہایت
خوشرو اور خوبصورت دیکھا بیباکی اور ناپاکی اپنی قوم سے اندیشہ کیا کسواسطے کہ وہ شقاوت شعار حضرت
کو لوگوں کی دعوت و ضیافت سے منع کرتے تھے دل تنگ ہوکر کہا آیا احوال اور اطوار اس قوم کے تم نے
نہیں سنے کہ انکی شرارت کس مرتبہ کو پہونچی ہے کہ میرے نزدیک اُنسے بدتر کوئی نہیں حضرت جبرئیل
فرشتوں سے کہا یہ شہادت ہوئی پھر انکے ساتھ گھر کو روانہ ہوئے جب شہر کے دروازے پر پہونچے تو پھر اسی کلام کا

اعادہ کیا اور حضرت جبرئیل نے کہا یہ دوسری شہادت ہے اور اپنے گھر کے دروازہ پر آئے اور پھر وہی
سخن فرمایا جبرئیلؑ نے کہا یہ تیسری گواہی ہے اور حضرت لوطؑ انکو گھر میں لے آئے اور اپنی بی بی سے کہا کہ انکی
مہمانی کیواسطے کھانا پکا اور کسی کو اس حال سے خبردار نکرنا کہ انکو پوشیدہ یہاں لایا ہوں اس عورت
نے کسی بہانہ سے باہر جا کر اس قوم کو صورت واقعہ سے خبردار کیا اور اپنی قوموں سے مہمانوں کی شکل
و شمائل بکمال خوبروئی کہ واقع میں رکھتے تھے بیان کی بمجرد سننے اس امر کے وہ فجار و کفار حضرت لوطؑ
کے گھر گھس آئے حضرت لوطؑ نے اس حال کو دیکھکر مہمانوں کو حجرے میں چھپا دیا اور آپ دروازہ حجرے
پر کھڑے ہو کر آگے آئے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت لوطؑ کی بارہ بیٹیاں تھیں انھوں نے مفسدوں
کافروں سے کہا کہ یہ لڑکیاں موجود ہیں لیکن ان مہمانوں سے دست بردار ہو قالوا لقد علمت ما لنا
فی بناتک من حق وانک لتعلم ما نرید ۵ قال لو ان لی بکم قوۃ او اوی الی رکن شدید ۵ یعنی کہا
مشرکوں نے ہر آئینہ تحقیق جانتا ہے تو نہیں ہے واسطے ہمارے بیچ بیٹیوں تیری کے کچھ حق اور تحقیق تو جانتا
ہے جو ارادہ کرتے ہیں ہم کہا کاشکے ہوتا واسطے میرے ساتھ تمہارے زور یا جگہ پکڑتا میں طرف قلعہ محکم کے آخر الامر
مر قوم نے غلبہ کیا اور جس گھر میں کہ حضرت جبرئیلؑ تھے گھس آئے اور چاہا کہ انکو باہر نکالیں انھوں نے انپر
ایک پھونک ماری کہ یہ اندھے ہو گئے اور مشرکوں نے فرشتوں کو جادوگری کے ساتھ منسوب کر کے
حضرت لوطؑ کو ڈرایا اور ٹٹولتا ٹٹولتا انکے گھر سے بھاگے اور حضرت لوطؑ بھی بخوف قوم سے ڈر کر گمان کیا کہ
یہ فرشتے جادوگر ہیں جب فرشتوں نے حضرت لوطؑ کو خوفناک پایا قالوا یا لوط انا رسل ربک لن یصلوا الیک
فاسر باھلک بقطع من اللیل ولا یلتفت منکم احد الا امراتک انہ مصیبہا ما اصابہم ان موعدہم الصبح
الیس الصبح بقریب فلما جاء امرنا جعلنا عالیہا سافلہا وامطرنا علیہا حجارۃ من سجیل منضود مسومۃ عند
ربک وما ہی من الظالمین ببعید ۵ کہا انھوں نے اے لوطؑ تحقیق ہم بھیجے ہوئے ہیں رب تیرے کے ہر گز
نہ پہونچ سکینگے طرف تیرے پس لیچل لوگوں اپنے کو ایک ٹکڑے رات کے سے اور نہ منہ پھیرے پیچھے تم میں سے
کوئی مگر جورو تیری تحقیق وہ پہونچنے والا ہے اسکو جو کچھ پہونچا انکو تحقیق وقت وعدہ انکے کا صبح ہے کیا
نہیں صبح نزدیک جب آیا حکم ہمارا کیا ہمنے اوپر اسکا نیچے اسکے اور برسایا ہمنے اوپر انکے پتھر کنکر سے تہ بتہ نشان
کئے ہوئے نزدیک پروردگار تیرے کے سے اور نہیں وہ ظالموں سے دور القصہ فرشتوں نے حضرت
لوطؑ کو حقیقت حال سے مطلع کیا اور یہ سننے اس خبر سے بہت خوش ہوا اور جب تھوڑی سی رات گذری
تو حضرت جبرئیلؑ نے حضرت لوطؑ کو مع انکے تابعوں کے اپنے پروں پر بٹھا کر شہر کے باہر کر دیا کہ بجانب
صغار اور روانہ ہوئے اور قوم لوطؑ جسطرح سے کہ سابق مذکور ہوا بعمل حضرت جبرئیلؑ ہلاک ہوا اور مجموع قصص
اور تواریخ میں لکھا ہے اور قرآن مجید بھی اسپر ناطق ہے کہ جسوقت حضرت لوطؑ قوم میں سے نکلے تو حضرت جبرئیلؑ
نے وصیت کی کہ اثنائے قطع مسافت راہ میں تم میں سے کوئی مؤتفکات کیطرف نہ دیکھے اور نہ پیچھے نگاہ کرے

پیچھے

چنانچہ حضرت لوطؑ اور آپکے متعلقون نے بموجب فرمودہ عمل کیا کہ پیچھے مڑکر نہ دیکھا مگر انکی بی بی بنابر قرابت
اور قرابت کے کہ کیشس کافری مین اہل موتفکات سے رکھتی تھی ہر لحظہ پیچھے مڑکر دیکھتی تھی اور منتظر دریافت
حال قوم تھی کہ کیا ہوتا ہے ناگاہ اثنائے منتظر کرنے مین ایک پتھر اڑکر آسکے سر کو لگا اور یہ وادی جہنم کو راہی ہوئی
اور اسی طرح جو شخص اس قوم مین سے سفر کو گیا تھا ایک ایک پتھر آنکے سرون پر جہان تھے وہین پہونچا اور
ہر واحد انکین سے بجانب سقر روانہ ہوا خلاصہ یہ کہ جو وہان مقیم تھے وہ زمین زیر ہوئے اور جو کہ مسافر تھے انپر پتھر
گرے تفسیر زاہدی مین لکھا ہے کہ بڑا پتھر ٹیلے کے برابر تھا اور چھوٹا آبخورے کے مساوی اور منقول ہے
کہ ایک شخص انمین سے حریم حرم محترم مین اقامت رکھتا تھا کہ ناگاہ ایک پتھر اسکی طرف بھی متوجہ ہوا تا
آنکہ اسکو ہلاک کرے کہ اس اثنا مین فرشتون نے خطاب کیا اے پتھر اسکو نہ مار کہ حرم خداوندی ایسی جائے
امن ہے اور سنگ وہین ہوا مین معلق کھڑا رہا تا آنکہ وہ سنگدل حرم سے باہر آیا اور وہ حجر اسکے سر پر
گرا اور جہنم واصل ہوا نعوذ باللہ من غضب اللہ القصہ بروایت اصح حضرت لوطؑ نے بے توقف حضرت ابراہیمؑ کے
پاس پہونچکر توقف کیا اور جب ہلاک قوم لوطؑ پر سات برس منقضی ہوئے تو بدھ کے دن دسوین بارہ وفات کو
بجوار رحمت الٰہی انتقال فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون حلیہ لوطؑ سبز رنگ میانہ قد سیاہ چشم ضخیم البدن
طویل الساقین والساعدین تھے اور لوطؑ اسواسطے نام ہوا کہ انکی محبت حضرت ابراہیمؑ کے دل مین آمیختہ تھی
قال المفسرون انما سمی لوطا لان محبتہ لاط بقلب ابراہیم ای تعلق بہ یعنی کہا مفسرون نے کہ سوا اسکے کہ
نام ہوا انکا لوطؑ اسواسطے کہ محبت انکی نے تعلق پکڑا ساتھ قلب ابراہیمؑ کے پس اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی
نام انکا کچھ اور ہے اور شریعت انکی موافق شریعت حضرت ابراہیمؑ کے تھی اور لغایت عابد اور متقی اور متحمل اور مہمان
نواز تھے کہ جمیع افعال مین اعمال مین حضرت خلیل الرحمن کی متابعت کرتے تھے اور صنعت انکی زراعت
اور کشتکاری تھی اور جملہ انکے معجزون مین سے ایک یہ تھا کہ جب باران کے واسطے دعا کرتے تھے تو بے ابر مینھ
برستا تھا اور دوسرا یہ کہ جس پتھر پر سر رکھ کر سوتے تھے تو انکے سر مبارک کا اسمین نشان ہو جاتا تھا اور
بعضون نے کہ اس حال سے مشاہدہ کیا انکی رسالت پر مقرر رہے اور متابعت اختیار کی اور مدت دعوت انکی
ایک روایت سے بیس برس چند روز اور ایک قول سے ستائیس برس تھی اور تعداد عمر کی معلوم نہین ہوئی
اسکے لکھنے پر تعرض نہین کیا گیا اور مرقد مبارک انکا حضرت ابراہیمؑ اور اسحقؑ اور سارا خاتون کے قریب ہے

فصل دوسری تتمۂ احوال سعادت اشتمال حضرت ابراہیم اور بشارت ولادت حضرت اسحٰق اور بیان مدت عمر
اور وفات اور دیگر حالات انکے بین۔ پوشیدہ نرہے کہ مقام قیام علی الدوام حضرت ابراہیمؑ کا دیار شام
تھا ایکدن چند مہمان خوبصورت امرد آپکے پاس وارد ہوئے حضرت بر حسب عادت اکرام ضیف بکمال التفات
سے پیش آئے اور جلد انکے واسطے ایک گوسالہ بریان کھانے کے واسطے روبرو لائے انھون نے توجہ
کھانیکی طرف نہ کی چونکہ رسم اس زمانہ مین یہ تھی کہ جو کوئی دشمن ہوتا تھا وہ طعام نہ کھاتا تھا حضرت کو اندیشہ

اندیشہ ہوا انھون نے آثار خوف انکی جبین مبین سے دریافت کیے اور بنا بر طمانیت کہا کہ تم خوف مت کرو کہ ہم
بھیجے ہوئے پروردگار تمہارے ہین کہ واسطے انتقام کفار قوم لوط کے آئے ہین اور تمکو خوشخبری دیتے ہین اس
بات کی کہ تمہارے ہان ایک پسر نیک اختر پیدا ہوگا سارا خاتون نے متعجب ہوکر اپنا ماتھا کوٹا اور کہا کہ مین بوڑھیا
اور بانجھ اور بیہ بوڑھا انھون نے کہا کہ یہی حکم ہے پروردگار تیرے کا چنانچہ آیات بینات سورہ والذاریات
مین مسطور ہے هل اتاك حديث ضيف ابراهيم المكرمين اذ دخلوا عليه فقالوا سلاما
قال سلام قوم منكرون فراغ الى اهله فجاء بعجل سمين فقربه اليهم قال الا تاكلون فاوجس
منهم خيفة قالوا لا تخف وبشروه بغلام عليم فاقبلت امراته في صرة فصكت وجهها وقالت
عجوز عقيم قالوا كذلك قال ربك انه هو الحكيم العليم یعنی کیا آئی ہے تیرے پاس بات مہمانون ابراہیم حرمت کیے گئے
کہ جسوقت داخل ہوے اوپر اسکے پس کہا انھون نے سلام کہا سلام ہے تمپر قوم ہو ناپہچان پس پھر آیا
طرف لوگون اپنے کے پس لے آیا گاے کا گھی مین تلا ہوا پس نزدیک کیا اسکو طرف انکے کہا کیا نہین کہاتے
تم پس چھپایا انسے جی مین ڈر کہا انھون نے مت ڈر اور خوشخبری دی اسکو ساتھ ایک لڑکے علم والے کی
پس آئی بی بی اسکی بیچ حیرت کے پس ہاتھ مارا منھ اپنے کو اور کہا مین بوڑھی ہون بانجھ کہا فرشتون
نے اسیطرح کہا ہے پروردگار تیرے نے تحقیق وہ حکمت والا جاننے والا ہے غرضکہ اسی سال مین سارا
خاتون کو حمل رہا اور بعد انقضاے مدت معہود کے بیٹا پیدا ہوا اور نام اس خجستہ طالع کا
اسحق رکھا اور کنار عاطفت والدین مین پرورش پاکر جوان خوش منظر نیک سیر ہوا اور ہر سال انکو حضرت
ابراہیم مع سارا خاتون واسطے ادا ے مناسک حج کے مکہ معظمہ مین لیجایا کرتے تھے اور بملاقات حضرت
اسمعیل سے کہ متولی اس بقعہ مبارک کے تھے مسرور ہوتے اور پھر وطن مالوف مین آکر ہر صادر و وارد و مقیم مسافر
کی مہمانی اور ضیافت مین دائم مصروف رہتے بالالتزام کیا تھا اس بات کا کہ تنہا کھانا آپ نکھاتے تھے اتفاقا
کئی دن گذرے کہ کوئی مہمان نہ آیا اور انھون نے بسبب عادت کے اس عرصہ مین کچھ نہ کھایا تا آنکہ
شدت اشتہا غالب اور طبیعت انکی مہمان کی طالب ہوئی اور اسکی تلاش ہوئی بجانب صحرا گئے اثناے
راہ مین ایک پیر مرد دوچار ہوا اور اسکو بھوکا پایا انھون نے بحال تمنا اسکو اپنے ساتھ لیا اور گھر مین
آکر دسترخوان بچھایا اور کھانا حاضر کیا جو کہ اس شخص نے نوالہ اٹھاتے مین اول نام خداے تعالے
نہ لیا تو حضرت کو اسکے بیدین ہونیکا اشتباہ ہوا اور کھانا اسکے ہمراہ کھانا انکی طبیعت نے قبول نکیا اسنے
سبب ہمراہ نکھانیکا انسے پوچھا آپنے فرمایا کہ جو کوئی بیدین ہو ہمکو رفاقت اسکی کھانے مین گوارہ نہین یہ
بات اس مہمان کو ناگوار آئی اور بغیر تناول طعام اندوہگین اٹھ گیا اسی وقت حضرت ابراہیم کو فرمان عتاب
نشان آیا کہ ہمنے تمامی مدت عمر اس شخص کو باوجود اسکے کفران نعمت کے رزق مقدر پہونچایا ہے اور ایک دن
بھی بھوکا نہین رکھا ایک وقت کے کھلانے مین یہ حجت نکالی اور کھانا بھی خاص میری رضا کیواسطے

بلکہ اپنی بھی نفس کی خواہش اور شکم سیری غرض تھی اُسپر بھی تیغ اُسکو گرسنہ نکال دیا بہت
خدا سے راست مسلم بزرگی اور لطافت ہوکہ جہنم ہندوستان برقرار میدارد حضرت شیخ سعدی فی القول شگل
برق دیار اُسکے ڈھونڈھنے کو روانہ ہوے اور جب وہ ملا تو بہت سا تملق اور مدارا کیا اور عذر بی اعتنائی
اول جتایا وہ شخص اس تلافی مافات سے انکے متعجب ہوا اور پوچھا کہ سبب اُس خشونت کا کیا تھا اور اس
استمالت کا موجب کیا ہی اُنہوں نے تو قصہ ارشاد ہدایت بنیاد باری تعالی سے ارشاد کیا اُسکو اُنکی تقریر
کمال تاثیر ہوئی اور کراہیت اور نفرت کلی کفر اور شرک سے ہوئی اور رغبت اور میلان کامل دین اسلام میں حاصل
ہوا بمقتضاے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم توفیق ہدایت کی اور بشرف دین ابراہیمی مشرف ہوا
روایت ہی کہ ایک دن حضرت ابراہیم واسطے لانے گھاس کے مواشی کے لئے ایک پہاڑ بیت المقدس پر
پہر کر تے تھے تو نکال رہنے مواشی کا تلاش کرین اس عرصہ مین ایک آواز اُنکے کان مین ایکطرف سے آئی کہ کوئی
شخص ذکر کرتا ہی اور راحت اُنکی جناب باری کے پڑھتا ہی پھر وہ سُنتے آواز کے مطلب اپنا فراموش کیا
اور اُسطرف متوجہ ہوکر دیکھا ایک شخص ضعیف دراز قد کہ بدن اوس کا بالون سے بھرا ہے کھڑا ہوکر حمد
اللہ تعالی کی پڑھتا ہے رو برو اُسکے گئے اور پوچھا اے شخص خدا تیرا کون ہی اُسنے جواب دیا کہ خدا میرا آسما
پر ہے پوچھا کہ زمین پر بھی وہی ہی یا اور کہا زمین پر بھی وہی ہی سواے اُسکے اور کوئی لیاقت خدائی کی
نہین رکھتا ہی پھر پوچھا کہ قبلہ تیرا کدھر ہے کہا طرف کعبہ کے پوچھا کہ تو کہان سے کھاتا ہی اُسنے کہا وقت
پکنے میوے دانہ خودرو جنگل کے آخر موسم گرمی مین انکو نکال لاتا ہون اور جمع کرکے رکھ چھوڑتا ہون تو وہ موسم
جاڑے کے مین کام آتا ہی اور وہی میری خوراک ہی پھر پوچھا کہ کوئی تیرے اہل و عیال مین سے باقی رہا ہے
کہ تیری خدمت وہ بجا لاوے کہا نہین پھر پوچھا کہ تیرا گھر کہان ہے کہا کہ اس پہاڑ کے نیچے ایک غار مین رہتا
ہون اُنھون نے کہا کہ چل نشان اُس غار کا مجکو بتا دے کہ تیرے گھر مین بھی تیرے ساتھ چلین اور طرف
قبلہ تیرے کی دیکھین اُسنے کہا کہ درمیان اُس غار کے اور اُس مکان کے ایک ندی ہی کہ پانی اُسکا بہت عمیق
ہے آدمی کو گذرنا اُس سے ممکن نہین ہی حضرت ابراہیم نے پوچھا کہ تو کس طرح اُس ندی سے گذرتا ہی کہا مین بطریق
خرق عادت کے اُس پانی پر چلا جاتا ہون اور وہ پانی میرے واسطے مسخر ہو جاتا ہی کہ سواے میرے تلووں کے
تر نہین ہوتے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ آؤ تو تیرے گھر چلین شاید کہ اُس پانی کو جسنے تیرے واسطے مسخر
کیا ہی میرے واسطے بھی کر دیوے حضرت ابراہیم اور وہ ضعیف روانہ ہوے جبکہ ندی پر آئے دونون اُس
پانی پر سے گذر کر چلے گئے اُس ضعیف نے تعجب کیا جب غار مین پہونچے طرف اوسکے قبلہ کی دیکھی
اور بہت خوش ہوے بعد اُسکے پوچھا کہ اے شیخ بارے کہو کہ کونسا دن سخت تر دنون سے ہی اُس ضعیف
نے کہا جس دن کہ حضرت رب العرش کرسی اپنی کو واسطے حساب خلقت کے رکھینگے اور دوزخ کو
روشن کرینگے یہانتک کہ کوئی فرشتہ مقرب اور پیغمبر مرسل نہ رہیگا کہ اپنے منہ سے عاجزی کرتا ہوگا

اور حال اپنے سے معلوم ہوگا حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے ضعیف بہ نسبت واسطے میرے دعا کر کہ حق تعالیٰ مجکو اس دن کے ہول سے امن اور اطمینان نصیب کرے ضعیف نے کہا کہ میری دعا کس کام آویگی مجھ سے دعا چاہ حضرت ابراہیم نے کہا کسواسطے آپنے کہا تین برس سے ہر وقت اور ہر لحظہ دعا کرتا ہون اصلا قبول نہین ہوتی فرمایا کہ وہ دعا کیا ہی کہا ایکدن مین اس جنگل مین بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے مین ایک جوان او دھر سے مواشی کو لئے ہوے جاتا تھا اور بال اسکے سر کے آشفتہ اور پراگندہ تھے کہا مین نے کہان سے آیا تو اور یہ مواشی کس شخص کی ہین کہا آپنے کہ خدا کے دوست کے گھر سے کہ نام اسکا ابراہیم ہے سے آیا ہون اور یہ مواشی بھی اسی کے گھر کی ہین چنانچہ مین اسدن سے دعا مین مشغول ہون کہ بار خدایا اگر اس زمین مین کوئی شخص ایسا ہی کہ دوست تیرا ہو مجکو زیارت اسکی نصیب کر اس سے پہلے کہ مین مر ولن سو ابتک مین اسکی دیدار سے مشرف نہین ہوا ہون حضرت ابراہیم نے اس ضعیف سے کھینچ کر معانقہ کیا پھر ہمارے پیغمبر نے فرمایا کہ اس دن سے معانقہ رائج ہوا ہے اس سے پہلے رسم سجدہ کی تھی مقام تعظیم مین اسواسطے تمام سے معانقہ رائج ہوا ہی نقل ہے ایک جگہ بطریق صحیح کے روایت کی ہی کہ ایک برس حضرت ابراہیم کے شہر مین قحط غلہ کا ہوا تھا حضرت ابراہیم واسطے لانے غلے کے اور شہر مین تشریف لے گئے ہر چند تلاش کیا غلہ کہین نپایا مایوس ہو کر اپنے گھر مین پھر آئے راہ مین ایک میدان مین پہونچے کہ ریت سرخ رنگ کی اس میدان مین بہت تھی غلامون کو فرمایا کہ اس ریت کو تھیلیون مین بھر لو کہ لوگ ہمکو تضحیک نکرین کہ یہ خالی ہاتھ آئے پھر اس ریت کو تھیلیون مین بھر لائے ہر گاہ لوگ وہان کے پوچھتے کہ ان تھیلیون مین کیا لائے ہو اور کونسا غلہ ہی اسمین غلام حضرت ابراہیم کے کہتے کہ گیہون سرخ ہین پھر جب تھیلیے گھر آتارے اور رکھ لیے وہ ریت سرخ سب گیہون سرخ ہو گئے حق تعالیٰ نے نچاہا کہ بات اپنے دوست کے غلامون کی جھوٹی کرے اور کہتے ہین کہ ایکبار کافرون نے بسبب عداوت کے دو شیر بھوکے حضرت ابراہیم پر چھوڑ دیے ان دونون شیرون نے جب حضرت ابراہیم کو دیکھا سجدہ کیا اور انکے قدمون کو چاٹنا شروع کیا۔ صاحب روضۃ الصفا نے لکھا ہی کہ جب عمر سارا خاتون کی ایک سو ستائیس اور ایک قول سے ایک سو بیس برس کی ہوئی طایر روح پر فتوح انکی نے بجانب گلستان قدس پرواز کی اور مزرعہ حیران کہ ملک حضرت ابراہیم کا تھا وہان مدفون ہوئین اور ارباب اخبار لکھتے ہین کہ بعد وفات حضرت سارا خاتون کے ایک اور عورت کنعان مین سے حضرت ابراہیم اپنے حبالہ نکاح مین لائے اور چھ بیٹے اس سے پیدا ہوے اور انکی اولاد آفاق عالم مین متفرق ہوئی ولیکن اتفاق جمہور اسپر ہے کہ سواے حضرت اسمٰعیل اور اسحٰق کے اور کوئی فرزند صلبی انکا بمرتبہ جلیلہ نبوت سرفراز اور ممتاز نہین ہوا الا کثرت اموال اتنی زیادہ ہوئی تھی کہ چار ہزار کتے حفاظت کے واسطے انکی مواشی کے رہتے تھے حضرت رسالت پناہ فرماتے ہین کہ ان ابراهیم اختتن بالقدوم وهو ثمانین سنۃ یعنے تحقیق ابراہیم نے ختنہ کیا تیشہ و م

یہیں دریافت کہ یہ اسّی برس کے تھے- بعضے فضلا کہتے ہیں قدوم نام ایک مقام کا ہے کہ شام میں واقع ہے اور بعضے
کہتے ہیں کہ قدوم تیشہ کا ہے یعنے حضرت خلّت پناہ نے اسّی برس کی عمر میں تیشہ سے اپنا ختنہ کیا اور یہ
سنت تا روز قیامت اُس پیغمبر بزرگوار سے یادگار ہے اور ایک حضرت کی سنتوں میں سے ازار کا پہننا ہے
کہ حق جل علا نے انکو بھیجی کہ تو کرم ترین خلق ہے نزدیک میرے چاہیے کہ سجدے کے وقت زمین پر ستر
نہ دیکھی حضرت ابراہیم نے اپنے واسطے سراویل یعنے ازار تیار کی اور مشہور ہے کہ سنت ضیافت جملہ
مخترعات انکے سے ہے کہ صبح اور شام بغیر مہمان نہ کھاتے تھے اور تفسیر مواہب علیہ میں لکھا ہے جیسا کہ حضرت
ابراہیم کی ہیں انکے مہمانخانہ میں بساط دعوت بچھا ہوا تھا اب تک بعد ممات بھی بر سر قبر مبارک ایک
لنگرخانہ ہے کہ اسمیں رسم ضیافت جاری ہے اور تا روز قیامت رہیگی اور کہتے ہیں کہ پہلے جسنے مسواک
کی اور پانی کے ساتھ استنجا اور لبین کتروائیں اور بڑھاپا دیکھا حضرت ابراہیم تھے اور سبب ظہور اس
صورت کا اسطرح پر ہے لکھا ہے کہ ہرگاہ قادر علی الاطلاق نے انکی کبرسنی میں حضرت اسحق کو عطا فرمایا لوگوں
نے کہا عجب بات ہے کہ سارا اور ابراہیم نے غیر کے فرزند کو اپنا مشہور کیا ہے اور پرورش کرتے ہیں لاجرم خداوند
تعالے نے بنا بر دفع تہمت کے حضرت اسحق کو ایسا حضرت ابراہیم سے شبیہ پیدا کیا کہ کوئی بعد ظہور داڑھی
مونچھ حضرت اسحق کے دونوں باپ بیٹوں میں امتیاز نہ کرتا تھا بنا بریں حکمت الٰہی مقتضی اس
اس امر کی ہوئی کہ محاسن شریف انکی سفید ہوئی تا خلائق پر ظاہر ہووے کہ ابراہیم یہ ہیں اور اسحق یہ اور منقول
ہے کہ ایک شخص نے رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا یا خیر البریۃ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ
یہ حضرت ابراہیم کی شان میں وارد ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے ارشاد کیا نحن احق بالشک
من ابراھیم یعنے میں حقدار زیادہ ہوں ساتھ شک کے ابراہیم سے اذ قال رب ارنی کیف تحی الموتی
قال اولم تؤمن قال بلے و لکن لیطمئن جبکہ کہا ابراہیم نے اے رب میرے دکھا تو مجکو کیونکر زندہ کرتا ہے مردوں کو
کہا پروردگار نے کیا تو نہیں ایمان لایا کہا ابراہیم نے ہاں ایمان لایا ہوں لیکن تاکہ طمانیت پکڑے دل میرا
چنانچہ تفسیر اس آیہ کریمہ کی بالتفصیل اوپر بیان ہو چکی اور خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ با وجود کمال
شرف مرتبت اور علو منزلت کے بمتابعت شریعت آنحضرت کے مامور ہوئے کہ خدای تعالی نے کلام مجید میں
فرمایا ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا فاخلاصہ یہ کہ مناقب اور کمالات حضرت خلیل الرحمن کے بسیار
ہیں اور سنتیں اور آداب انکی بیشمار ہیں کہ آجتک ملت محمدی اور شریعت احمدی ہر ایک اعمال حسنہ انکو سے
معمول بہا اور طریقہ موثوق علیہا ہیں کہ قلم شکستہ رقم تعداد مآثر اور مفاخر انکے سے عجز اور قصور سے معترف
ہوکر قدر قلیل پر اختصار کرتا ہے چاہیے جاننا تفسیر عزیزی میں لکھا ہے احیاء اعداد اللہ ۲ اور کسر اصنام
۳ اور ختنہ ۴ اور عقیقہ ۵ اور آداب ضیافت ۶ اور لبس ثیاب یعنے کپڑے پہننے- ۷- اور ہنگام
عبادت زینت کرنی- ۸ اور نماز میں رفع یدین کرنا- ۹- اور تکبیر جہر [illegible] اور رفع یعنی پستی اور بلندی چلنے میں

۱۰- اور چار رکعت نماز چاشت - ۱۱- ماہہای محترم کو بزرگ جاننا - ۱۲- اور نکاح میں حرام چیزوں کو حرام سمجھنا
۱۳- اور قبول کرنا گواہی اور مہر کا نکاح میں - ۱۴- اور سجدے سے پہلے رکوع کرنا نماز میں - ۱۵- اور جدا کرنا
حصہ کا اموال میں سے بر آخر اکہ عبارت زکوۃ سے ہے - ۱۶- اور ستر عورت کا واجب ہونا - ۱۷- اور
لواط اور سحق اور کہ انکا حرام ہونا - ۱۸- اور قبلہ کیطرف متوجہ ہونا - ۱۹- اور مناسک تمامہا - ۲۰- اور
خصال فطرت سمجھنا - ۲۱- اور آداب قرآنی - ۲۲- اور احکام نجوم پر معتقد نہ ہونا - ۲۳- اور منجموں سے غیب کی باتیں اور کاہن
سے نہ پوچھنی - ۲۴- اور تفحص سعد و نحس ساعات نہ کرنا - ۲۵- اور ایام اور شہور اور تواریخ سے ڈرتے نہ ہونا - ۲۶- اور شگون
بد لینا - ۲۷- اور جادوگری پر اعتقاد نہ کرنا - ۲۸- اور نذر بنام جن اور دیوؤں اور پریوں کی نہ کرنی - ۲۹- اور انکے
واسطے ذبح نہ کرنا - ۳۰- اور رزق اور شفا اور موت اور حیات کو بلا واسطہ مسبب الاسباب سے جاننا - ۳۱- اور
مصیبت کے وقت صبر کرنا - ۳۲- اور جزع اور فزع اور نوحہ اور شیون مردوں دوستوں اور اقارب سے ترک
کرنا - ۳۳- اور راہ خدا میں جان دینی - ۳۴- اور باپ کو گناہ فرزند میں اور فرزند کو گناہ پدر میں
نہ پکڑنا - ۳۵- اور کپڑے اور بدن اور گھر اور مسکن کو پاک اور پاکیزہ رکھنا - ۳۶- اور معطر کرنا - ۳۷- اور لہو و لعب
سے احتراز کرنا - ۳۸- اور تصویر بنانے اور پاس رکھنے سے اجتناب رکھنا - ۳۹- اور ترک نکاح نہ کرنا - ۴۰- اور
ترک کھانے لذیذ اور لباسوں نفیس اور عزلت یعنے گوشہ گیری آدمیوں کو معتبر نہ جاننا - ۴۱- اور ریاضت مفرط کہ موجب تلف
نفس یا حق اپنے اہل و عیال کے ہو نہ پسند کرنی - ۴۲- اور سوال بلا ضرورت سے پرہیز کرنا - ۴۳- اور کسب
سے معیشت کو حاصل کرنا اور مثل انکے احکام ملت ابراہیمی سے ہیں کہ اس شریعت میں بعینہا باقی ہیں بلکہ یہی احکام
ہیں کہ اصل اس شریعت اور قاعدے اس دین کے ہیں اور ہر ایک ان امور مذکورہ میں سے فروع بسیار
نکلے ہیں شاید تمام شریعت کو احاطہ کر لیویں کسواسطے کہ در حقیقت ملت ابراہیم گویا ایک متن اور شریعت
محمدی اسکی شرح ہے - ناقلان اخبار کہتے ہیں کہ دس صحیفہ حضرت ابراہیم پر نازل ہوے اکثر انکے مشتمل تھے
موعظت اور حکمت پر چنانچہ ترجمہ چند کلمات صحائف کا تبرکاً اور تیمناً لکھا جاتا ہے کہ ایک یہ کہ عاقل کو وقت
بوقت توجہ امور معدلت کے رعایت اس بات کی ضرور ہے کہ اسکی زبان سے کوئی کلمہ نامناسب خلاف منصب
اسکے اور خلاف داد خواہ کے نہ نکلے دوسرے یہ کہ عاقل کو لازم ہے کہ ہر کام اپنی رائے پر کرے نہ کہ جیسا کوئی
کہدے وہی کرنے لگے اور اولی یہ ہے کہ امر مہم میں مشورہ عقلمندوں سے واجب جانے تیسرے یہ کہ دانا کو
لازم ہے کہ تقسیم اوقات شبانہ روزی چار قسم پر کرے یعنے ایک ساعت اگر اکل و شرب میں گزاری
تو واجب ہے کہ اسیقدر مناجات حضرت قاضی الحاجات کی کرے اور اتنی ہی مدت تفکر بیچ صنائع اور بدائع
باریتعالی کے عمل میں لاوے اور اسی طرح محاسبہ نفس اپنے کا یعنے جو نیک و بد کہ امور دینی اور دنیوی میں اس
روز و شب میں اس سے ہوے ہوں اسکو یاد کرکے برائی سے توبہ اور استغفار و نکوئی کی توفیق کا شکر گزار ہو
چوتھے یہ کہ دانشمند کو یہ بھی ضرور ہے کہ زبان کو غیر ضروری بیان میں دراز نہ کرے کہ بیہودہ گوئی موجب غفلت دنیا

اور عذاب عقبیٰ کا ہوتی ہے پانچوین یہ کہ انسان دانشور کو ہمت مصروف کرنا اوپر حصول تین چیزون کے چاہیے
ہے یعنی تلاش معاش اور فکر معاد اور اجتناب گناہ چھٹے یہ کہ آفرینش پاک کی آنکھ پیر اسیواسطے ہے
کہ نادیدنی نہ دیکھنا چاہیے اور ہونٹھ دہن پر اسلیے پیدا کیئے ہین کہ ناگفتنی نہ کہا کرے پس لازم ہے انسان کو
کہ جب قساوت اپنے دلمین پاوے یا بیماری بدن مین یا نقصان مال مین یا تنگی رزق مین تو چاہیے سمجھنا کہ
سبب شومی سخن لایعنی سے لاحق ہوئی ہے ساتوین یہ کہ رزق مقسوم ہے اور حریص محروم اور بخیل مذموم ورازق
اللہ تعالیٰ القیوم ہے اور دنیا اور مافیہا معدوم ہے آٹھوین یہ کہ فقیر حقیر کو بزرگ جاننا چاہیے کہ وہ خاص مہمان میرا
ہے نوین یہ کہ شدت غصہ مین خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا یاد کرنا لازم ہے تا مین تجھکو یاد کرون عالم غضب
اور عتاب مین دسوین یہ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بعد نماز فجر اور عصر مجھکو یاد کر کہ ان دونون وقتون مین
تیرے مہمات کو کفایت کرونگا گیارھوین یہ کہ ارشاد کرتا ہے پروردگار میرا اے پسر آدم جو کوئی تجھسے
قطع کرے تو اس سے پیوند کر اور جو کوئی تجھپر ظلم کرے تو اسپر رحم اور جو کوئی تجھسے محروم رکھے تو اس سے عطا
دریغ نہ رکھ اور جو خیانت اسکو نصیحت کر اور جو تیرا گناہ کرے تو اسکو بخش اور جب کہ تو گناہ کرے اس سے
عفو کی خواستگاری بمنت وزاری کر کہ تو مستحق اول جانیوالون بہشت مین سے ہو اور لکھا ہے کہ مشہور
اصلی حضرت ابراہیم کا زمینداری تھی اور اہل کتاب کہتے ہین کہ عمر مبارک ایک سو پچھتر برس کی تھی اور ابن قتیبہ
نے معارف مین دوسو برس اور مسعودی نے کتاب اخبار الزمان مین پانچ کم دوسو برس اور محمد فخرالدین
بناکتی نے ایکسو تینتیس ۱۳۳ اور ایکسو انیس ۱۱۹ لکھے ہین اور اصح روایات قول امام مسعودی ہے اور اسی کتاب
پر مدت دعوت ایک سو اسی ۱۸۰ برس ہوتے ہین اور روضۃ الاصفیا مین مذکور ہے کہ بعد مرگ مناجات حضرت
کا انتقال ہوا تھا اور جامع الحنظم مین مسطور ہے کہ جمعرات کے دن نوین ماہ محرم کو چھبیس روز بیمار ہو کر
دار محنت سے روضۂ رضوان مین انتقال فرمایا اور روضۃ الصفا مین ایک مقام پہ لکھا ہے کہ جب
انکی ایک سو پچاس برس کی عمر ہوئی تو انھون نے آثار پیری اور موئے سفید محاسن مبارک مین
کہ قبل ازین کسی کو یہ صورت لاحق نہین ہوئی تھی مشاہدہ کئے بہت سے جزع اور فزع کی اور کہا الٰہی یہ کیا
حال ہے کہ اسکی حقیقت مجھپر منکشف نہین ہے خطاب آیا کہ یہ میری طرف سے اک وقار ہے کہ تجھکو ارزانی
فرمایا ہے حضرت ابراہیم نے اس کلام فرحت التیام سے نہایت خوش ہوئے اور کہا اللھم زدنی وقارا مشہور
ہے کہ آنحضرت نے خالق موت حیات سے دعا کی تھی کہ جبتک مین موت کا طالب نہون جامہ زندگانی کا مجھسے
اجل منقطع نہووے اور یہ دعا بشرف اجابت مقرون ہوئی تھی ہرگاہ کہ وقت رحلت نزدیک پہونچا اور
ہنگام سفر ضروری قریب آیا ملک الموت بصورت ایک پیرمرد انکی مجلس شریف مین تشریف لائے اور حضرت ابراہیم
نے علی حسب عادت طعام حاضر کیا ملک الموت کا ہاتھ نوالہ اٹھانے کے وقت کانپنے لگا اور وہ لقمہ کو
بجد وجہد کبھی کان کے پاس اور کبھی ناک کی طرف لیجاتا تھا اور کبھی کسی جانب، وہان حضرت ابراہیم نے پوچھا

کہ اے پیر یہ کیا حال ہے کہ دیکھتا ہون ملک الموت نے یہ سبب بڑھاپے کے سبب ہے پوچھا کہ تیری عمر
کتنی ہے آخر دو برس زیادہ حضرت کی عمر سے بتائی خلیل الرحمن نے فرمایا کہ مجھ مین اور تجھ مین دو برس سے
زیادہ فرق نہین ہے بعد گذرنے اس مدت کے میرا بھی یہی حال ہوگا آسنے جواب دیا ہان حضرت ابراہیم
اس امر سے اندیشہ مند ہوئے اور کہا الٰہی دولت حیات کہ مجکو سپرد کی مسترد فرما کر مجکو نعمت دنیا اور زندگی
اس طرح سے مقرون بعجز و ناتوانی درکار نہین اسیوقت ملک الموت بقبض روح شریف مامور ہوا اور حضرت
ابراہیم عالم بقا کو تشریف لے گئے اور بعضے کہتے ہین کہ جب حضرت باری سبحانہ تعالیٰ نے نعمتہاے دنیا
اور مقاصد دینی حضرت ابراہیم پر تمام کیے امر جزائل الفاظ و افعال انکی تکمیل ہوچکے تو قابض ارواح
انکی خدمت بابرکت مین پہونچا اور کہدیا تھا کہ اگر وہ اجازت دیوین تو انکی روح پاک قبض کرنا والا اپنے
مقام پر پھر آنا ملک الموت بمقتضای فرمان انکی مجلس مین حاضر ہوا اور صورت واقعہ عرض کی حضرت
ابراہیم نے کچھ مہلت چاہی اور بکفایت بعض مہمات دنیا و عقبی کہ ضروریات سے تھی مشغول ہوا اور حضرت
اسحق کو دیار شام مین اپنا ولی عہد کیا جب مہلت موعود بسر ہوئی ہادم اللذات نے بکر خدمتگاری با ذعکر
وظیفہ جانستانی ادا کیا اور بعض کتب تواریخ مین مسطور ہی کہ جب حضرت عزرائیل بنا بر قبض روح بانشاء
رب جلیل حضرت ابراہیم پاس آئے تھے اور انھون نے مہلت چاہی تھی تو یہ اسی وقت پر آسمان پر گئے
اور انکی مہلت طلبی کا حال جناب کبریائی مین عرض کیا اسکے جواب مین فرمایا کہ ابراہیم کو کہ تم نے کبھی ایسا
دیکھا اور سنا ہی کہ کوئی دوست وصال دوست کو نکروہ جانے اور اسکے حاصل کرنے مین تاخیر روا
رکھے۔ جب حضرت عزرائیل نے یہ پیغام خداوندی خلیل کو پہونچایا انھون اسیوقت بکمال خوشی قبض
روح پر مجاز کیا اور ملک الموت نے انکی روح مطہر قبض کی اور انکو سارا خاتون کے پاس مدفون کیا
حلیہ انکا یہ تھا کہ رنگ بیضا یون انکا سرخ و سفید تھا اور دراز قد اور نرگسی چشم اور کشادہ سینہ اور ضخیم
پنڈلی کلان سر تھی فصل تیسری ذکر حضرت اسمعیل مین اور شرح بعضے حالات اور بعثت انکی تبیین تتمہ
الصفا مین لکھا ہی کہ ولادت باسعادت انکی حدود شام مین واقع ہوئی اور بعد صغر سنی مین
بہ بلاے ہجرت مبتلا ہوکر اراضی مکہ مین نشو و نما پائی چنانچہ بالتفصیل مذکور ہوا اور تیراندازی اور
چابک سواری سیکھی اور بظاہر وسعت معیشت ابتدا مین انکا یہ ہوا تھا کہ جب قبیلہ جرہم بدستور ہاجرہ
انکے قریب و جوار مین اقامت کی تھی سات بکریان حضرت اسمعیل کو دین اور حضرت منزل البرکات نے
ان دنبیون مین برکت ارزانی فرمائی اور کثرت اس مرتبہ کو پہونچی کہ محاسبان روزگار ضبط و شمار
انکے سے عاجز آ گئے اور مسعودی نے کتاب اخبار الزمان مین لکھا ہے کہ اول جس قوم نے بمصاحبت اسمعیل
چشمہ زمزم پر میل کی ایک طائفہ تھا عمالیق سے اور بنی جرہم ولایت یمن سے آکر مکہ معظمہ مین متوطن ہوے
اور چونکہ سابقاً قصہ نزول حضرت اسمعیل اور آنا حضرت ابراہیم کا انکے پاس بیان ہوچکا اگر یہان

پھر لکھا جاوے تو تطویل تکرار سے ہووے ارباب اخبار کہتے ہیں کہ حق تعالے نے برکت دعا سے حضرت ابراہیم
حضرت جبرئیل اور میکائیل کو فرمان دیا تھا کہ رملہ اور طائف کو اپنے مقام سے اٹھا کر مکہ کے قریب لے آئے تھے تا
اولاد و امجاد انکی وسعت عیش اور رفاہیت سے اوقات گذاری کریں کس واسطے کہ اطعمہ اور فواکہ ان دونوں مقاموں
میں بہت ہوتے ہیں قال اللہ تعالے و تقدس واذکر فی الکتاب اسمعیل انہ کان صادق الوعد وکان
رسولا نبیا کلبی کہ ایک مفسران مسلم سے ہے لکھتا ہے کہ حضرت اسمعیل ایسے صادق الوعدہ تھے کہ کسی
نے انسے ایک مقام پر اقرار کیا کہ آپ ٹھہرے رہیں میں ابھی گھر سے پھر آتا ہوں وہ شخص اتفاقاً کسی کار ضروری
میں مصروف ہوا اور آپ کا منتظر چھوڑ جانا بھول گیا لیکن آپ اسکے انتظار میں حضرت تین روز تک وہیں
کھڑے رہے جب پھر اسکا گذار بعد اس عرصے کے وہاں ہوا تو انکو دیکھ کر پوچھا کہ اسوقت آپ کیونکر آئے
ہیں حضرت نے فرمایا کہ بہ نہایت وفاء وعدہ کے میں اسدن سے تیرے انتظار میں یہاں سے گیا
نہیں وہ شخص بہت عذر دار نسیان شعاری کا ہوا اور روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسمعیل بعد وفات
پدر عالی صفات اپنے کے ولایت شام میں گئے اور مرقد منور کی زیارت حاصل کی اور میراث کو قسمت
کیا تو اوسکے بعد بشرف نبوت مشرف ہوئے اور حق جل و علا نے انکو بدعوت ایک جماعت فرستادہ کیا
کہ انہوں نے شہر مصر سے جا کر دریائے یمن میں توطن کیا اور حضرت اسمعیل نے اس سرزمین میں پہنچکر اس جماعت
باغی و طاغی کو سالہا سے فراوان بدین قویم حضرت ابراہیم پر دعوت کی ولیکن وہ فرقہ بمقتضائے آیۃ من
یضلل اللہ فلا ہادی لہ قبول اس سعادت عظمی سے محروم اور اسیطرح سرگردان بادیہ ضلالت وغوایت
رہے اور کہتے ہیں حضرت اسمعیل کے بارہ فرزند تھے اس واکبر اولاد نابت نام رکھتا تھا اور انکے سب فرزندوں
میں سے نابت اور قیدار نے حرم حریم میں سکونت کی منقول ہے کہ جب حضرت اسمعیل نے آخر
ایام اپنی حیات کے آثار پیری اور ضعف مشاہدہ کیا قیدار کو اپنا وصی اور ولیعہد گردانا اور بعد انکے قصر
وحشت آباد دنیا سے بریاض جنت الماوی خراماں ہوئے اور لکھا ہے کہ حضرت بہ نہایت مشابہ تھے بحضرت ابراہیم
اور امین اور صادق الوعدہ اور متحمل اور صابر انکی صفات میں سے ہے اور تیر تراشنا اور تیر اندازی خوب
جانتے تھے اور روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جماعت
بنی اسلم پر گذرے کہ وہ اوس وادی میں تیر اندازی کر رہے تھے آنحضرت نے فرمایا کہ ارموا بنی اسمعیل فان اباکم
یعنی اسمعیل کان رامیا یعنی تیر لگاؤ اے پسران اسمعیل بیشک تحقیق کہ باپ تمہارا یعنی اسمعیل تھا تیر انداز اور حضرت
اسمعیل بعینہ و شکل اسمعیل تمام رکھتے تھے اور کنیت انکی ابو العرب اور لقب اعراق الثریٰ تھا اور معجزے انکے
بہت ہوئے ہیں ازانجملہ ایک یہ ہے کہ ایکدن ایک دنبی نہایت لاغر اور دبلی برسوں سے دودھ نہیں تھی انکے
پاس لائے اور حضرت نے دست بابرکت اوسکے تھنوں پر پھیرا فوراً دودھ دینے لگی اور دودھ سے ایک ظرف
ایک جماعت انکے گھر میں داخل ہوئی اسوقت طعام حاضر نہ تھا قدرے آب زمزم ایک باسن میں ڈال کر

اسپر سرپوش رکھدیا اور دعا کی چند قسم کا طعام اُس مین سے برآمد ہوا اور یہ دیکھنے والون کو موجب زیادتی تصدیق
نبوت کا ہوا اور بستان فقیہ مین مذکور ہی کہ اکثر عرب انکی نسل مین سے ہی اور کیا انکی بزرگی اور شرف ہی کہ خواجہ
ہر دو جہان نبی آخر الزمان محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم انکی اولاد مین سے ہین اور آپنے اُنکے محاسن اور محامد
بہت فرمائے ہین اور ایام حیات انکے ایک قول سے ایک سو تیس برس اور بروایت اصح ایک سو سینتیس۱۳۷
برس از انجملہ نوے برس اپنے پدر بزرگوار سے ہمعصر رہے اور سینتالیس برس نبوت کی اور بعضے کہتے
ہین پچاس برس اور بر تقدیر قول اخیر انکی بعثت پیش از رحلت حضرت ابراہیم تھی اور یہ کلام قول طبری
کے مخالف ہی واللہ اعلم مرقد ہمایون انکا مزار متبرکہ ہاجرہ کے قریب ہے اور بقول بعضے درمیان رکن و مقام ہے
اور بطون کتب او متون صحف مملو اور مشحون ہین کہ بعد انقضای چند مدت کے اولاد و احفاد حضرت اسمٰعیل کی
بہت ہوگئی اور کثرت دودمان نبوت اس مرتبہ ہوئی کہ فسحت آباد مکہ معظمہ مین نہ سما سکی ناچار و مجبور بعضے انمین کے
بعزم توطن با طراف دیار عرب حرم مین سے نکلے اور ہر شخص نے راہ صفر اختیار کی مگر ایک ایک پتھر احجار حرم
مین سے اپنے ہاتھ مین اوٹھالیا القصہ جس مقام پر کہ اوترے تھے اُس پتھر کو ایک پاکیزہ جگہ مین رکھکر بدستور
زیارت بیت الحرام اوسکے گرد طواف کرتے تھے تا آنکہ انکی نظر مین جو پتھر اچھا معلوم ہوتا تھا اسکو اوٹھاکر
اور مکان مناسب مین رکھتے اور اوسکی زیارت اور طواف کے ساتھ مشغول ہوتے تھے آخر الامر احکام
صحف ابراہیم طاق نسیان پر رکھکر کیش بت پرستی کو مستحسن سمجھنے لگے مگر باوجود ارتکاب اس فعل قبیح
کے فیصلہ بعض قضایا مین شریعت ابراہیمی عمل کرتے تھے اور بدستور معہود مناسک حج بجا لاتے اور
بہ منظاہر تعظیم حرم خداوندی اور تبجیل و تکریم خانہ کعبہ مین قصور نکرتے اور ایک تاریخ مین ایک طائفہ کا یہ زعم
ہے کہ ظہور بت پرستی ذریت اسمٰعیل مین اسطرح ہوا کہ اساف اور نائلہ ایک مرد اور ایک عورت تھی قوم جرہم سے
چونکہ شہوت جبلہ اور بدنفسی نے ابیر غلبہ پایا تو انھون نے خاص داخل خانہ کعبہ کے مرتکب زنا ہوے
حضرت تعالیٰ شدید الانتقام نے دونون کو مسخ فرماکر پتھر کا کردیا اور مکہ کے آدمیون نے اُن دونون قطعہ
سنگ کو خانہ کعبہ سے اوٹھاکر بنابر عبرت خلائق اساف کو کوہ صفا پر اور نائلہ کو مروہ پر نصب کیا اور بعد مرور
ایام حضرت اسمٰعیل کی اولاد دین ابراہیم سے منحرف ہوکر انکی پرستش مین مصروف ہوئے اور کہتے ہین
اول جسنے ملت ابراہیم حنیف کو تغیر دیکر دیگر لوگون کو بعبادت اساف و نائلہ مامور کروایا عمرو بن لحی خزاعی
تھا اور بعضے کتب مین مرقوم ہے کہ عمرو بن لحی نے ہبل کو شام سے لاکر کوہ رخشت پر کہ مکہ کے پہاڑون
مین سے ہے منصوب کیا اور خلائق کو کہا کہ اسکی عبادت کرین اور بعد صدور اس حرکت ناپسندیدہ کے عبادت
اصنام تمام عرب مین شیوع پایا چنانچہ قبیلہ ہذیل اور قبیلہ منات کو کنارہ دریا پر بتخانہ مین تھا پوجتے
تھے اور انصار بھی زمانہ جاہلیت مین پرستش منات مین مشغول رہتے تھے اور عزی کیواسطے کہ
بتون مین مشہور ہے مقام نخلہ مین گھر بنایا تھا کہ بنی خزاعہ اور قریش نے اسکو بمنزلہ خانہ کعبہ خیال

حصول عزت دنیا و آخرت زیارتگاہ بنا کر اسکی عبادت اختیار کی تھی اور اسیطرح بنی ثقیف کہ عظمائے قبائل
عرب سے تھے لات کی پرستش اور اس شیوۂ نامحمودہ سے تا زمان ارتفاع اعلام دولت حضرت خاتم الانبیا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب میں استمرار پایا مگر آنحضرت کے وقت میں بالکل ذکر انقطاع کیش بت
پرستی ظہور میں آیا فصل چوتھی ذکر بعثت حضرت اسحق میں روایت کرتے ہیں کہ ہرگاہ حضرت اسحق پس
رحلت پہونچی حضرت ابراہیم نے انکو کنعان میں واسطے ہدایت کے بھیجا اور ہوا اپنے پدر بزرگوار کی حیات
میں مشہور ہوے اور اپنے چچا کی بیٹی کہ رفقا نام تھا نکاح کیا اور اس سے عیص اور یعقوب توام یعنی
جڑواں پیدا ہوے لکھا ہے کہ ہنگام ولادت حضرت یعقوب کا ہاتھ حضرت عیص کے عقب یعنی
ایڑی پر چپکا ہوا تھا اور پہلے عیص پیدا ہوے اور انکے عقب یعقوب اسواسطے انکا نام یعقوب ہوا اور ان
دونوں نے کنار عاطفت والدین میں پرورش پائی باپ کو عیص سے محبت تھی اور ماں کو یعقوب
سے چنانچہ حضرت اسحق آخر عمر میں جانب بصارت سے عاری ہوکر نابینا ہو گئے تھے اس حالت میں انکو ایک دن
پر تناول گوشت شکار نہایت رغبت ہوئی عیص سے کہ شکار دوست بہت تھے فرمایش کی کہ میرا
جی چاہتا ہے اگر جلدی سے کسی طرح شکار کے کباب مجھکو کھلا دیگا تو میں تیرے واسطے دعا کرونگا
کہ حق تعالے تجھے میں اور برکت عطا فرما دیگا فی الفور عیص تیر و کمان لیکر بجانب صحرا روانہ ہوے
رفقا نے یہ بات سنکر بنا بر فرط محبت یعقوب کے کہ تھی کہا اے فرزند تیرے باپ نے عیص سے اسطرح
فرمایش کی ہے مجھے چاہیے کہ اسی وقت دو بکری کا بچہ کہ تو نے پال رکھا ہے لیکے کباب لگا کر انکے پاس لیجا یعقوب
نے بموجب انکی تاکید کے کباب جلدی تیار کیے اور چونکہ عیص کے تمام بدن پر بال تھے رفقا نے کہا یعقوب
سے اس بچہ کی کھال اپنے ہاتھوں پر لپیٹ لے اور جب تجھ سے تیرا باپ کلام کرے تو عیص کی آواز بنا لینا
اگر حضرت تیرا ہاتھ پکڑیں یا تجھ سے کلام کریں تو پہچانیں یعقوب بفرمودۂ مادر مہربان عمل میں لاکر وہ کباب لیکے
پدر عالیقدر کے پاس لے گئے حضرت اسحق نے انسے کہا اے عیص آگے آ اور اپنا ہاتھ
انکے جسم پر رکھا اور ہمکلام ہوے اور یعقوب نے بھی جسطرح عیص کلام کرتے تھے باتیں کیں حضرت
اسحق نے فرمایا عجب حالت ہے کہ ہاتھ عیص کے معلوم ہوتے ہیں اور روش کلام یعقوب ہے
پھر ان کبابوں کو تناول کیا اور نہایت محظوظ ہوے اور کہا بارک اللہ فی ولدک وجعل
فیھما النبوۃ والکتاب یعنی برکت عطا کرے اللہ میرے فرزند دلبند تیرے کے اور گردانے انہیں نبوہ
اور کتاب اور ارباب تاریخ لکھتے ہیں اس دعا کی برکت سے ستر ہزار شخص ذریت یعقوب بشرف رتبہ
نبوت مشرف ہوے پھر جب کہ عیص شکارگاہ سے اور گوشت نخچیر کے کباب تیار کرکے اپنے پدر بزرگوار کے
پاس لائے اور کہا کہ جو حضرت نے ارشاد کیا تھا حاضر ہے حضرت اسحق نے جانا کہ مجھکو دھوکا والدۂ یعقوب نے
دیا پس عیص کو کہا تجھے آرزو دعا کا جو تیرے واسطے کیونکر کروں یعقوب اور اسکی اولاد کو نصیب ہوا لیکن بہر

واسطے یہ دعا کرتا ہون کہ حضرت مجیب الدعوات تیری نسل کو بہت کرے اور انمین ملوک عالی مقدار اور سلاطین ذوالاقتدار ظاہر فرما دے اور تیری اولاد مین سے ایک پیغمبر صابر پیدا ہووے یہ دعای خیر اس شخص کی تاثیر داثر مین واقع ہوئی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو عیص کی اولاد مین جانتا ہے القصہ بعد وقوع اس قضیے کے نایرہ حقد اور حسد نے باطن عیص مین اشتعال پایا ایک دن یعقوب کو کہا مین چاہتا ہون کہ آج میرے غریب خانہ مین تشریف لاوین کہ مین نے آپکی ضیافت کے واسطے کچھ طعام مہیا کیا ہے انھون نے قبول کیا اور انکے گھر گئے ہر گاہ کھانا کھانے سے فارغ ہوے عیص نے بہت سے تحف و ہدایا مثل اسپ و شتر وغیرہ یعقوب کو دیکر بر سم وداع بغل مین کھینچا اور انکا ٹیٹوا دانتون مین پکڑ کر چاہا کہ مار ڈالین اس اثنا مین خداوند ذوالجلال نے انکے دانتون کو موم سا کر دیا جب عیص سے اس باب مین کچھ نہو سکا اور عاجز ہوے کہا استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ لے برادر مین نے جانا کہ وہ دعا جس مین تم سبقت لے گئے بحکم حکیم علی الاطلاق تھی اب حضرت تمام سے تشریف لیجاؤ اور حفظ و امان الہی مین رہو کہ وہ خیر و برکت تمہارے نصیب مین ہے اور یعقوب صحیح و سلامت اپنے گھر آئے پس بعد مدت طویل حضرت اسحق بعد اتمام تبلیغ رسالت چندر وز کے عارضہ جسمانی سے بجوار رحمت خلیل ملحق ہو حلیہ انکا دراز قد سیاہ چشم سرخ رنگ اور صفات انکی عابد اور صالح اور مشفق اور رحیم دل اور معجزات انکے ایک یہ ہے کہ ایک و بنی پر دست مبارک پھیرا اور دعاے برکت کی بقدرت باریتعالے اس گوسفند سے ستر پیدا ہوے اور ایام حیات انکے ایک سو اسی اور ایک برس تھے جب انکی روح پر فتوح نے دنیا سے مفارقت کی حضرت عیص نے بعد تجہیز و تکفین انکے جسد مبارک کو اس موضع مین کہ اب بقدس خلیل مشہور ہے انکے والدین ماجدین کے پاس مدفون کیا باب دسوان قصہ حضرت یعقوب بکر و سا اور حضرت یوسف علیہما السلام اور انکے فرزندونکے احوال مین ہے اور اس باب مین چھ فصلین ہین فصل پہلی ذکر بعد رسالت اور بعثت حضرت یعقوب علیہ السلام مین اور حسد لیجانا حضرت یوسف کے بھائیون کا اور کنوین مین ڈالنا حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت یعقوب علی نبینا و علیہ السلام کیا انبیاء مرسل مین سے ہین اور بہت سی نبی کہ بعد انکے مبعوث ہوئے انکی نسل مین سے تھے اکثر کتب تواریخ مین لکھا ہے کہ حضرت اسحق نے حضرت یعقوب کو وصیت کی تھی کہ کنعانیون مین بی بی نکرین بلکہ اپنے خالو لیان کی بیٹی کو کہ مقام فدان مین جو علاقہ دیار شام مین سے رہتا ہے نکاح مین لاوین اور چونکہ انکی والدہ کی تدبیر سے حضرت اسحق نے انکے حق مین دعا کی تھی عیص انسے کمال عداوت رکھتے تھے چنانچہ پہلے لکھا گیا الغرض بعد وفات حضرت اسحق کے ایک شب کو اور بعضے کہتے ہین اسی رات مین حضرت یعقوب نے بنا بر مزید خوف اپنی ماں کے اشارے سے کنعان سے نکلکر فدان کیطرف توجہ کی اسنے بعد ہجرت کرنے وطن مالوف کے انکا اسرائیل نام ہوا لانہ سری باللیل یعنے اسواسطے کہ انھون نے سیر کی رات کو اور

روایت کرتے ہیں کہ اسی سفر میں اثنا راہ میں انکو ضعف تمام لاحق ہوا تھا ایک پہاڑ پر ٹھہر گئے اور آن کو نیند آگئی اتفاقاً ان کو وہاں رہنا ہوا تو خواب میں دیکھا کہ فضا سے ہوا و دی زمین سے تا مقعر آسمان دنیا ایک سیڑھی لگی ہوئی ہے اور فوج فوج فرشتے اسپر اترتے چڑھتے ہیں اثنا اس حال میں سرادق عزت و جلال سے خطاب ملک متعال پہنچا کہ میں ہوں وہ قابل پرستش کہ تیرا اور تیرے باپ دادا کا خدا سوا میرے نہیں ہے اور تجکو تیری اور تیری ذریت کو وراثت اور تولیت اس زمین مقدس کی ارزانی فرماتا ہوں اور ذوات فاضلہ تمہارے کو کرامت اور برکت ہدایت آثار کرواتا ہوں اور با فاقہ کتاب و حکم نبوت افتخار بخشتا ہوں اور تمکو اپنے حفظ اور حمایت کے ساتھ محفوظ رکھونگا چاہیے کہ اس مکان مقدس میں بنیان معاونت اور تفصیل مسجد سے احکام کی کرو اور بیت المقدس میں جمیع ذریت اور عقباء اپنے کے میری عبادت کے ساتھ مشغول ہو حضرت یعقوب نے جب اسطرح سے خواب میں بشارت پائی حضرت اسحق کی دعا قبول ہونیکا ان کو یقین حاصل ہوا وہاں سے کوچ بکوچ جہاں ان کا خالو رہتا تھا پہنچے اور منقول ہے کہ جس سال میں حضرت یعقوب اپنے خالو کے مکان میں گئے لابان نام تھا اور وہ سال قحط تھا اور اسکا ایک کنواں تھا کہ اسمیں دہیان اسکی پانی پیتی تھیں اتفاقاً اس حال میں اسکا پانی خشک ہو گیا لابان نے حضرت یعقوب سے صورت حال بیان کی حضرت نے ایک ڈول پانی کا اسمیں سے کھینچ کر تھوڑا سا پیا اور باقی پھر اسمیں ڈالدیا بقدرت خداوند علی الاطلاق اسکا پانی سابق سے بھی زیادہ ہو گیا اور انکا خالو یہ دیکھکر ان کی منفعت پر راغب ہوا اور اقامت کی استدعا کی انھوں نے قبول فرمایا چند روز کے بعد لابان کی چھوٹی بیٹی کہ راحیل نام رکھتی تھی اپنے خطبہ میں لائے - پدر راحیل نے بابت مہر اپنی بیٹی کے حضرت یعقوب سے مال و منال کو کہا اور اب ضروریات بسبب اسکے نہونے کے مسدود ہوتے ہیں طلب کیا حضرت یعقوب نے کہا کہ متاع دنیوی سے میرے پاس کوئی چیز موجود نہیں ہے لیکن کچھ مدت مقرر کرو کہ جبتک تمہارا خادم اور اجیر رہوں اور ادای خدمت سے کفیت اصداق مہیا کروں انھے قبول کیا اور سات برس کی خدمت راحیل کے مہر کی مقرر کی اور بعد تعیین میعاد کہا کہ طرفین کو رعایت ایک اور شرط کی بھی لازم ہو وہ یہ کہ اس اقرار کو کسی سے ظاہر نہ کرنا کہ افشا اسکا جانبین کے واسطے سبب عیب اور عار کا ہوگا - حضرت یعقوب نے یہ بھی قبول کیا اور ادای خدمت مقررہ میں مشغول ہوے بعد ازاں کہ حضرت نے سات برس ساتھ شبانی اور محافظت بکریوں کو قیام فرمایا بعد اسکے انکے خالو نے اپنی بڑی بیٹی سے کہ لیا نام تھا عقد کر دیا ہرگاہ کہ شب زفاف بسر ہوئی اور رواج ظلمانی لیل و ہیاج نورانی نہار سے مبدل ہوا حضرت یعقوب نے زبان تشنیع و طعن دراز کی کہ سات برس تک مجھ سے کارہای شاق لیے اور پھر آخر الامر بطریق مکر و حیلہ میری نامزد کو بدل دیا ان کے خالو نے کہا یہ بات عجیب کی بات ہے ہوتی ہے کہ بڑی بیٹی گھر میں رہے اور چھوٹی کی شادی کر دیں اگر تیری خاطر راحیل پر مائل ہے تو سات برس اور خدمت کر اسکا بھی تمہارے ساتھ نکاح کر دونگا یہ تکرار سنکر

سکے کہ اسوقت مین جمع بین الاختین حرام نتھا اور جبتک کہ حضرت موسیٰ مبعوث ہوئے یہ حکم منسوخ نہین ہوا حضرت
یعقوب نے اوسات برس تک نہایت او حفاظت مواشی و اغنام پر قیام فرمایا اور پھر لیان نے راحیل کا بھی ان کیساتھ
نکاح کر دیا اور دو لونڈیان بھی اُنکی عوض خدمت مین عطا کین ایک کا زلفہ نام کہ لیا سے تعلق رکھتی تھی اور دوسری بلفہ
کہ راحیل سے متعلق تھی جامع اعظم مین مرقوم ہے کہ لیا سے چھ فرزند ہوئے ۔ روبیل اور شمعون اور یہودا اور لاوی اور
زبالون کو اور اسکر یہ دو لون بھی کہتے ہین اور یشجر کہ ساخار اور یشجور بھی اسکا نام ہے اور راحیل سے یوسف اور ابن
یامین اور کنیزون سے دان اور نفتالی اور زلفہ سے کاد اور اشیر کہ سب بارہ نفر ہوئے اور اسباط کلام مجید
مین واقع ہے انھین کیطرف اشارہ ہے اور موافق تفسیری مین لکھا ہے کہ چار سبط و لیا سے پیدا ہوئے
روبیل و شمعون و یہودا و لاوی اور دو راحیل سے یوسف اور ابن یامین اور تین تین ایک ایک حرم سے اور ہر گاہ
کہ حضرت یعقوب نے قدان سے کنعان کے جانیکا ارادہ کیا لیان نے کہا اگر یہین رہو اور یہان مقام کرو تو مجھ سے تمکو منتفع
عظیم پہنچے حضرت نے پوچھا وہ نفع کیا ہے کہا مین آپکے گوسفندونکو دو قسم کرتا ہون اور ایک قسم کو تمھارے نامزد
کروانتا ہون جو بچہ کہ اس قسم سے اس سال مین پیدا ہو وہ تمھارا ہوگا آپنے یہ بھی درخواست قبول کی اور ایک
برس اور اقامت فرمائی کہ اس اثنا مین حضرت جبرئیل نازل ہوا اور کہا ای یعقوب فلان درخت کے پتے لاکر ان
گوسفندونکو کہ تیرے نامزد ہین کھلا ہر ایک بچہ ابلق پیدا ہوگا حضرت نے بموجب فرمودہ جبرئیل عمل کیا جتنے بچے کہ قسم نامزد یعقوب سے
پیدا ہوئے موافق قول جبرئیل ابلق وجود مین آئے لیان نے اس امر کو نہایت عظیم جانکر پھر استدعا کی کہ ایک سال
اور توقف کرین تا جو اوسکے قسم دوسرے سے پیدا ہو وہ حضرت کو تسلیم کرے یعقوب نے بنا بر التماس خال اور خیال انتظام
حال و مال اسکو بھی قبول فرمایا اور بدستور سابق حضرت جبرئیل نے انکو تعلیم کیا اور دوسرے سال مین بھی گوسفندو بکر
بچے حضرت کو نصیب ہوئے پھر بعد مرور دونون سال کے مع جمیع اہل و اولاد اور اغنام اور اموال وہان سے
رخصت ہوکر متوجہ اراضی کنعان ہوئے اور وقت خروج دلیا زوجہ یعقوب نے اپنی ایک بیٹی سے کہا کہ وہ بت
جو تمھارا نانا اسکو پوجتا ہے چرا کر اپنے بار مین رکھ لو چنانچہ اس فرزند نے اسیطرح کیا اور روانہ ہوئے لیان کو بعد
جانے فرزندون کے اپنے گھر مین آیا ہر چند کہ اس بت کو ڈھونڈھا نپایا فی الحال اسپ تیز رفتار پر سوار ہوکر تعقب
ان کے روانہ ہوا تا آنکہ انکے پاس پہنچا اور کہا اے یعقوب میرا احسان کی یہی جزا تھی کہ میرے صلۂ رحم کو قطع کیا
حضرت یعقوب متحیر ہو اور پوچھا کہ خیر تو ہے کیا ہوا لیان نے کہا میرا آلہ تو چرا لایا ہے حضرت نے کہا اے ماور وہ کیا
آلہ ہے کہ جسکو چور چرالیوے میرا اور تیرا خدا آفریدگار زمین و آسمان ہے خدای تعالیٰ سے خوف کر اور اُسکی وحدانیت
کے ساتھ ایمان لا کہ جو تیرا مال مین تجھسے لیکر ہمراہ لایا ہون تجکو واپس کر دون اُسنے کہا میرا مطلب یہی ہے کہ میرا آلہ
مجکو دیدے جواب دیا کہ مین نے تیرا بت نہین لیا اور نہ مین جانتا ہون کہ میرے لوگون مین کسی نے یہ فعل کیا ہو لیان نے
کہا اے یعقوب واسطے اس بت اور قرابت کے کہ میرے اور تیرے درمیان مین ہے تو دعا کر سارق
اور مسروق دونون ظاہر ہووین یہی رہا تھا کہ اس اثنا مین سنا کہ جو مرکب کہ اسپر صنم لیان بار اور

اور پیسے یعقوب بھی سوار تھا کہ یکایک مرکب پر سے زمین پر گر پڑے اُسوقت حضرت یعقوب نے کہا کہ اے خالو اب بھی ایمان
لاؤ اُس خدا کے ساتھ کہ جسنے تمہارا مطلب اس سرعت سے مقرون باجابت فرمالیا اُسنے جواب دیا کہ مین اپنے دین سے
مفارقت نہین اختیار کرونگا اور اپنے معبود کی خدمت سے باز نہ رہونگا کہ تقلید بزرگونکی چھوڑنا مکروہ ہے۔ آخر لابان
اپنے بت کو لیکر پھر گیا اور حضرت یعقوب باتجمل واسباب قطع مسافت مین تعجیل کرتے تھے اور جتنا کہ کنعان نزدیک
ہوتا تھا اثر شوق زیادہ مشتعل ہوتے تھے بیت منزل وصل چون شود نزدیک + آتش شوق تیز تر گردد،
ہرگاہ کہ کنعان اُن سے ایک منزل رہا ایک مقام پر اُترے حسب اتفاق عیص کہ فرط ملالت مفارقت
یعقوب سے ملول ومحزون تھے بنابر دل بہلانے کے بطور شکار سیر کرتے پھرتے تھے کہ ناگاہ یہی وہین پہنچے
جہان یعقوب علیہ السلام اُترے ہوئے تھے انھون نے کہ ازدحام مواشی اور انعام اور کثرت رجال ونسوان
مشاہدہ کیا چاہا کہ آگے بڑھکر احوال دریافت کرین دور سے حضرت یعقوب نے عیص کو دیکھا پہچانا اور غایت
خوف سے کہ انکی نسبت اپنی خاطر مین رکھتے تھے چھپ گئے اور اپنی اولاد واتباع کو سکھا دیا اگر وہ شخص کہ
سامنے سے آتا ہے تم سے پوچھے کہ مال ومنال کسکا ہے اور سبب اس جمعیت کا کیا ہے تو یہ کہنا کہ عیص بن
اسحق کا ایک غلام تھا یعقوب نام کہ بہت مدت سے کسی طرف کو اطراف ولایت شام سے چلا گیا تھا اور ایک
زمانہ دراز وہان بسر کرکے مراجعت کی ہے یہ جمعیت اسکی ہے اور بحکم العبد وما فی یدہ کان لمولاہ یعنی غلام اور جو
کہ اُسکے پاس ہو صاحب اسکا مالک ہو۔ یہ جالت کہ اب حقیقت مین عیص سے تعلق رکھتے ہین اُسکے پاس لیے جاتی
ہین پس جب عیص اُس کا قافلہ مین پہنچا پوچھا کہ قافلہ سالار اور صاحب مال کون ہے اولاد یعقوب نے
بسبیل فرمودہ پدر جواب دیا اور عیص کو سننے اس کلام کے سے نہایت رقت طاری ہوئی اور اگرچہ غالب ہوا
کہا یعقوب غلام نہین ہے بلکہ برادر بجان برابر ہے یعقوب علیہ السلام اس بات کے سننے سے اپنے بھائی
کے پاس چلے آئے اور خوب گلے ملکر روئے کہ بیہوش ہوگئے تھوڑی دیر مین کہ ہوش آیا بعد ادائے مراسم مصافحہ
اور معانقہ بہت خوش ہوئے اور اُس رات کو بخوشی وخرمی وہین بسر کیا علی الصباح دونون بھائی کنعان
مین آنکر بملاقات احباب بہرہ مند ہوئے اور کہتے ہین کہ جب ایک سال اس واقعہ پر گذرا تو خدا تعالی نے ابن یامین
حضرت یعقوب کو عطا فرمایا اور ہنگام وضع حمل راحیل مادر مولود مذکور نے بدار البقا رحلت کی اور لیا اپنے بھانجے کی
پرورش مین مصروف ہوئی اور حضرت یعقوب بادشاہ اہل کنعان ہوئے عیص نے کہا اے برادر تو مدت سے
بلائے غربت گرفتار رہا اب میری نوبت ہے تو حفظ وحمایت الٰہی مین یہان قیام پذیر ہو مین سفر کرتا ہون یہ چاہیے
کہ کوئی دقیقہ رعایت دینی سے نہ چھوڑنا اور باپ داداکے مرقدون سے باخبر رہنا پھر اُنکو وداع کیا اور بجانب
اراضی روم ہجرت کی اور کہتے ہین کہ عیص اپنے چچا کی بیٹی بنت اسمعیل کو نکاح مین لائے تھے پانچ فرزند
اُس سے پیدا ہوئے کہ ایک ایک کا اُنہین سے روم نام تھا کہ سب رومی اُسکی نسل سے پیدا ہوئے اور چونکہ روم بن عیص
کا رنگ نہایت زرد تھا اُسکی اولاد کو کہ رومی ہین بنی الاصفر کہتے ہین اور تمام شاہان روم انھین کے نسل سے ہین

اور عیص نے ایکسو چالیس برس زندگانی کی اور جسدن کہ حضرت یعقوب نے مصر مین رحلت پائی تھی عیص بھی دم مین
مرگئے تھے اور نعش عیص کو روم سے مقام حبران مین لاکر قریب انکے باپ دادا کے دفن کیا اور باقی حال حضرت
یعقوب کا حضرت یوسف کے قصہ مین ذکر ہوگا آب قصہ یوسف کہ حکایات عجیب اور روایت غریب ہے کہ اللہ
تعالے فرماتا ہے لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات للسائلین بموجب نص احسن القصص شروع کیا جاتا ہے
روضۃ الصفا اور کتب صحیح مین لکھا ہے کہ حضرت یوسف بتحقیق و بیقین کبار انبیا مرسل اور اعاظم پیغمبران
اولوالعزم مین سے تھے مروی ہے کہ اپنے سب بھائیون مین بہت خوبصورت تھے چنانچہ کہتے ہین کہ بارہ حصے
حسن کے دس حصے اُس مین سے ایک جزو تمام عالم کو اور نو جزو حضرت یوسف کو دیئے اور روایت مین
آیا ہے کہ حضرت یعقوب کی ایک بڑی بہن تھی ایک دن حضرت یوسف کو دیکھنے کو گئی اور اپنے بھائی سے کہا
کہ یہ فرزند مجھکو دیجیے کہ اسکو مین پرورش کرونگی حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو انکو دیدیا وہ لیکر اپنے گھر مین
آئی اور پرورش کرنے لگی جب حضرت یعقوب کو حضرت یوسف کے دیکھنے کا اشتیاق ہوتا تھا تو اپنی بہن کے
گھر مین جاکر دیکھ لیتے تھے چنانچہ کئی برس اسی طرح سے گذرے اور حضرت یوسف سرو قد سہی بالا اور خوش
رفتار اور شکر گفتار ہوئے ایک دن حضرت یعقوب نے اپنی بہن سے کہا کہ یوسف کی جدائی کی مجکو طاقت نہین ہے
یوسف کو پھر مجھے دیدے جب یہ سخن اُسنے حضرت یعقوب کا سنا بظاہر اُنکے فرمان سے انکار نکیا لیکن چونکہ
یوسف کی محبت زیادہ تھی حیلہ سازی کی کہ پھر اُس حیلے سے یوسف کو یعقوب لیوے ایک کمر بند تھا کہ حضرت
ابراہیم اسکو ہمیشہ اپنی کمر پر باندھتے تھے اور اُنسے حضرت اسحق کو پہنچا تھا اور اُن سے خواہر یعقوب کو چنانچہ وہ
کمر بند حضرت یوسف کے کرتے کے نیچے باندھ دیا اور اصلا اُس نے کسی کو آگاہی نہ کی اور حضرت یعقوب کے
پاس بھیجدیا اور مشہور کردیا کہ وہ کمر بند چوری گیا اور ازروے حکمت واسطے دفع تہمت کے پہلے سب کے پاس ڈھونڈھا
جب نوبت حضرت یوسف کی پہنچی اور یوسف کی کمر مین تلاش کیا کھول لیا چونکہ انکی شریعت مین دستور العمل
اور معمول تھا کہ اگر کوئی کچھ چراتا تھا اور عند التلاش وہ چیز اُسکے پاس نکلتی تھی تو اُس کو اُس چیز کا مالک غلام کرلیتا تھا
اور بعضی روایتون سے یہ معلوم ہوا ہے کہ مکافات جریمہ سرقت مین ایک سال تک سارق مسروق منہ
کی خدمت مین رہنا دستور تھا اور مدت العمر حور مملوک صاحب صاحب مال کا ہوتا تھا اس بہانے سے
خواہر یعقوب یوسف کو اپنے گھر لے گئی اور بعد چند مدت کے جو وفات پائی تو اسوقت پھر حضرت یعقوب حضرت
یوسف کو اپنے پاس لائے اور خوش و خرم ہوئے اور سب فرزندون سے زیادہ انکو چاہنے لگے اہل
تاریخ لکھتے ہین کہ جب حضرت یوسف کی عمر قریب بارہ برس کے ہوئی تو انھون نے ایک شب خواب مین
دیکھا اور اپنی ہمشیرہ سے کہا کہ گویا مین اپنے بھائیون کے ساتھ لکڑیان چننے مین مشغول ہون اور جب
سب بھائیون سے لیتے ہین فراہم کیے سب کی لکڑیان کالی ہین اور میری سفید اور اُن سب سیاہ
پشتون نے میری نورانی پشتے کو سجدہ کیا اور بعد اُسکے ایک شخص ظاہر ہوا ایسا بزرگ اور بلند قامت

کہ سر اسکا آسمان تک ہے اور پاؤں زمین پر ہیں اور ملبس بلباس پاکیزہ اور ترازو اسکے ہاتھ میں ہے اور وہ بہت عظیم
و کریم مجھسے پیش آیا اور اسلام مجھکو کیا اور ایک پلہ ترازو میں میری لگا یا اور دوسرے پلہ میں سب بھائیونکو کر ڈالا میری
طرف کا پلہ بھاری نکلا اسوقت سب بھائیوں نے بھی مجھکو سجدہ کیا انکی بہن نے بھی اس رویا کا حضرت یعقوب نے ظاہر کیا آپنے
بسبب دریافت کرنے مرتبہ بلند یوسف کو اس خواب کے افشا کو منع کیا اور پھر بعد ایک سال کے انہوں نے ایک اور خواب دیکھا
کہ کوئی سوار ان سے کہتا ہے کہ ای یوسف اٹھ اور اپنے عصا کو زمین پر گاڑ جب انہوں نے اسکو نصب کیا تو انکو
بھائیوں نے بھی اپنے عصا انکو گرد پیش اسکے زمین میں فرو کیئے ولیکن انکا عصا سبز اور میوہ دار ہوا اور ایک نور اس سے چمکا
کہ مشرق سے مغرب تک روشن ہو گیا اس حال انکو بھائی اس درخت کا ہوگیا دیکھتے گئے اور بعد اسکے انکو سب نے سجدہ کیا
اور وہ رویا صادقہ کہ جسکا ذکر کلام الٰہی میں مصرح ہے اور مفسرین نے تفصیل لکھا ہے ان آیت بینات سے واضح
اور لائح ہے اذ قال یوسف لابیہ یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتہم لی ساجدین یعنے جسوقت کہا
یوسف نے واسطے باپ کے کہ ای باپ میرے تحقیق مینے دیکھا ہے گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو دیکھا مینے انکو واسطے
اپنے سجدہ کرنیوالا اور معالم اور مواہب اور روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ حضرت بارہ برس کی عمر میں شب جمعہ کو اپنے باپ کی
گود میں سو گئے ناگاہ خواب سے مضطرب بیدار ہوئے حضرت یعقوب مشاہدہ اس حال کو نہایت متردد ہوئے اور کہا ای فرزند تجھکو کیا ہوا
کہ اسطرح گھبرا کر چونکا حضرت یوسف نے کہا مینے اس ساعت میں خواب دیکھا ہے کہ اسکی نہایت صورت خوف معلوم ہوا
صورت واقعہ یہ ہے کہ مینے دیکھا کہ ایک بلند پہاڑ ہے کہ گرد اگرد اسکے آبہای روان اور سبزہ ہای فراوان اور اشجار بہار
اور اثمار بیشمار اور انواع شقائق یاسمین اور اصناف شگوفہ و ریاحین سرسبز اور شاداب ہیں اور ناگاہ گیارہ ستارے اور
چاند اور سورج آسمان پر سے اترتے ہیں اور مجھکو سجدہ کرتے ہیں حضرت یعقوب نے جانا کہ وہ شگوفہ نتائج سرمد دولت
آسمان فرسای اسکا ہو کہ ایکدن چشمہ ہای زلال اقبال اسکے جویبار تمکین میں جاری ہونگے اور ریاحین بانزہت
اسکے چمن باسعادت حال میں کھلینگے کہ ہر لحظہ وہاں سے ایک گل مراد شگفتہ اور بیشک سرو دولت اسکے مرتبہ وجود فرخندہ
اسکا ممکن ہوگا۔ اور گیارہ سبط اسرائیل کے کوکب آسمان جلالت اور نجوم سپہر رسالت ہیں اسکے آگے جبین انکسار
زمین پر رکھینگے آفتاب و مہتاب کہ عبارت دو شخص عالیمقدار اور دو واصل نامدار سے ہیں ساتھ اسکے موافقت کرینگے
لیکن حوادث ایام اور شوائب شرور و اعوام سے اندیشہ ناک ہو کر کسی صورت افشا اسکا برادروں سے منع فرمایا اسواسطے
کہ جانتے تھے اگر اسکے بھائی معلوم کرینگے تو بنابر اغوای شیطان اسکے باب میں کچھ مکر و دغا سے ازروی حسد پیش آوینگے
قال یا بنی لا تقصص رؤیاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا ان الشیطان للانسان عدو مبین
یعنے کہا ای چھوٹے بیٹے میرے مت بیان کیجیو خواب اپنا اوپر بھائیوں اپنے کے پس مکر کرینگے واسطے تیرے مکر تحقیق شیطان
آدمیکا دشمن ہے ظاہر پھر گاہ کہ اسم اس نصیحت و نعمت حاصل کی حضرت یوسف نے کہا ای فرزند ارجمند وکذلک
یجتبیک ربک من تاویل الاحادیث ویتم نعمتہ علیک وعلی آل یعقوب کما اتمہا علی ابویک من قبل
ابراہیم واسحاق ان ربک علیم حکیم یعنے اور اسیطرح برگزیدہ کریگا تجھکو پروردگار تیرا اور سکھلاویگا تجھکو تعبیر باتونکی اور

پورا کریگا نعمت اپنی اوپر تیرے اور اوپر اولاد یعقوب کے جیسا پورا کیا تھا اُسکو اوپر دو باپ تیرے کے پہلے اس سے ابراہیم اور اسحٰق
سے تحقیق پروردگار تیرا جاننے والا حکمت والا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جلد بخشندہ بہشت قامت پاک راست تیرے کو تشریف
خلعت اجتبا مشرف کریگا اور اسرار الوہیت شعار کی محبت تجھکو ارزانی فرماویگا اور نعمت فیض موہبت تجھپر اور تیری
اولاد پر فائض کریگا اُنکے مراتب بلند آبا و اجداد کو پہنچا دیگا بمقتضای مثل مشہور کہ جو بات منہ سے نکلی اور کوٹھون چڑھی تھوڑی مدت
درگذری کہ اس خواب بشارت کی خبر بھائیونکو پہنچی اور سب جمع ہو کر روبیل کے پاس کہ سارا اسباط یعقوب مین امتیاز تمام
بعقل و فراست رکھتا تھا گئے اور کہا یہ سراسیمہ لیکے عجیب خواب بنایا ہی کہ اُسکے سبب سے ظاہرا ہو والد ماجد کو اپنی طرف
بہت مائل کیا ہو روبیل کو سنتے اس حال کے تعجب ہوا کہا [illegible] الملک بھی تحقیق نہین دیکھتا
مین مُنہہ اسکا چھوٹا سا اور لیکن چونکہ آثار جاہ و اقبال اسکا ناصیہ حال سے ظاہر اور ہویدا ہین کیا عجب ہے کہ اقبال
اثر دمثال سے عنایت ربانی ساعدت واجلال اسکا جو ماہ اعمال پر نشو و نما پکڑیگا اور ہلال جمال اُسکا بیدر کمال پر بدر
تمام ہو ذاکر اخوان استماع سخن روبیل سے کہ اسکو دانا ترجانتے زیادہ مشوش اور مضطر ہوے اور بہ تحیر اور متفکر ہین نظر
انجام اس واقعہ کے شب و روز بجان قلق و اضطرار رہے کہ بعد انقضای ایکسال پھر حضرت یوسف نے خواب دیکھا تھا کہ ایک کوزہ
پر روغن سے پانی ٹپکتا ہے اور ہوا مین جا کر بھائیونکے سر پر برستا ہے پس انہون نے اس واقعہ کو اپنے پدر بزرگوار سے عرض کیا حضرت
یعقوب نے جانا کہ یہ خواب دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ قحط ظاہر ہوگا اور اسکا دریا سے یہ شاخ و شست احسان کشت زار
برادران تشنہ لب کو فیض مکارم و امتنان سیراب کریگا پھر حضرت نے اس خواب کو بھی اخفا کیا مبالغہ فرمایا و لیکن
بعد چند روز کے اسکی بھی اطلاع بھائیونکو ہو گئی اور مزید اختصاص بنسبت ان کے پدر مہربان کا مشاہدہ کیا اور انکا مادہ
حسد اور رشک مستزاد ہوا اور بعضون نے اس باب حسد و عداوت مین یہ بھی لکھا ہے کہ صحن بستان سرای یعقوب مین
ایک درخت تھا بہت بلند جب اللہ تعالیٰ حضرت یعقوب کو فرزند عطا فرماتا تھا تو ایک شاخ تازہ اس درخت
مین اسی وقت اُگتی تھی اور اس فرزند کے قد کے برابر بڑھ جاتی تھی جب وہ فرزند سن بلوغ کو پہنچتا تھا تو حضرت
یعقوب اس شاخ کو کاٹکر اور اسکا عصا بناکر اُس فرزند کو دیتے تھے جب حضرت یوسف پیدا ہوے تو وہ شاخ اُس
درخت مین نہ پھوٹی ایک رات اکیلے حضرت یوسف نے اپنے باپ سے کہا دعا کرو کہ خدا تعالیٰ مجکو
ایک عصا بہشت سے عنایت کرے تا مجکو عہد جوانی سے بڑھاپے تک دستگیری کرتا رہے حضرت یعقوب نے
دعا کی اور حضرت جبرئیل حضرت یوسف کیواسطے عصای سبز زبرجد کا بہشت سے لائے اس سبب سے ان بھائیون کا
حسد اور زیادہ ہوا پھر آپس مین انہون نے مشورہ کیا ایک نے کہا اسکو مار ڈالنا چاہیے دوسرے نے کہا قتل نفس بے قصور
اور خون ناحق گناہ عظیم ہے یہ نہ کرنا چاہیے بلکہ اسکو ایک بیابان ہولناک مین چھوڑ دیجیے کہ باپ سے جدا ہو کر اپنی موت
سے مر جاوے تیسرے نے کہا قتل سے بھی بدتر ہے بہتر یون ہے کہ اسکو لیجا کر ایک کنوئین مین کہ سر راہ ہووے اس
مین ڈالدیجیے کہ کوئی سوداگر آتا جاتا اسکو نکالکر کسی اور شہر مین لیجاوے القصہ سب نے اسپر اتفاق کیا اور
حضرت یوسف کو اس امر پر فریفتہ کیا کہ ایکبار ہمارے ساتھ جنگل مین جاکر سیر اور تماشا کرو حضرت یوسف نے کہا

اگر باپ سے اجازت لی تو کیا مضائقہ سب جمع ہو کر حضرت یعقوب پاس گئے اور کہا ان دنوں فضائے صحرا خوب ہے اور ہوائے موسم مرغوب اگر یوسف کو ہمارے ساتھ کردو تو یہ بھی سیر اور تماشا کر آوے اور اسکا غنچۂ دل کھلے حضرت یعقوب نے کہا میں بہار گل رخسار یوسف چون بلبل خزان دیدہ ہو جاؤنگا تمکو نہیں چاہیے کہ آپ گلزار میں رہو اور مجکو خار ہجران میں گرفتار کرو کہتے ہیں کہ سبب اجابت مسئول فرزندان اسرائیل یہ تھا کہ حضرت یعقوب نے ایک رات خواب دیکھا کہ زمین روتی ہے اور یوسف کو اپنی طرف بلا کر کہتی ہے کہ یا اشرف المظلومین میرے پاس آ کہ تیرے بھائی بے تقصیر ظلم کرینگے اور زمین اسکو نگل گئی اور یوسف ناپدید ہو گیا الغرض ہرگاہ کہ حصول مقصود فرزندان یعقوب حیز تعویق میں پڑا ملول اور محزون اپنے باپ کے پاس سے آ کر ایک گوشہ میں محل مشورہ منعقد کیا اور تجویزیں اسکے لے چلنے کی کر کر وتماشے سوچنے لگے کہ اس اثنا میں ابلیس پُرتلبیس کہ جسکی شان میں الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس ط واقع ہے بہ تبدیل ہیئت اس مقام پر بصورت ایک پیر مرد متبرک لباس زاہدانہ در بر وعمامہ عابدانہ بر سر تسبیح ہزار دانہ در دست وظیفہ خوان مثل مرد خدا پرست حاضر ہوا اور ان کو اندوہ و ملالت اور کاہش و معطلت کا باعث پوچھا پسران یعقوب نے کہا ایک مدت سے کہ ہمیشہ متفکر رہا کرتے ہیں کوئی تدبیر نہیں بنتی کہ یوسف کو نظر شفقت پدری سے گرا دیں یا باپ کے پاس سے دور لیجا دیں چنانچہ ہم عرض کرتے ہیں وہ برخلاف جواب دیتے ہیں لیکن اب ہمنے چاہا تھا کہ اسکو صحرا میں لیجا کر کوئی تدبیر کریں باپنے نہ مانا اور ہمارے ساتھ جانے نہ دیا شیطان نے کہا کہ سبب توقف اور درنگ یہی ہوا کہ تدبیر بیوقت اور بے محل تمہارے ظہور میں آئی ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد ہمہم اور تحسین اسطرح ہے کہ اتنا صبر کرو کہ ایام بہار اور موسم بہار نظارت گلزار آجاوے جب آپکے بھائی کو سیر اور تماشے پر کرو اور لہو ولعب کو اُسکی نظر میں جلوہ دو تا وہ آپ اپنے باپ سے گلگشت کی درخواست کرے اُسوقت شاہد چہرۂ مطلوب پردۂ حجاب سے رخ دکھائیگا ان سبکو اسکی یہ رائے مستحسن معلوم ہوئی چنانچہ اسکے استحسان عقل پر تحسین و آفرین کی اور بمجرد یک اس مقدمہ کی ملتوی موقوف رکھی اور جبکہ خیمۂ انجم اپنے بیت الشرف میں خراماں ہوا بہانۂ اجتماعی یوسف کے پاس آئے اور کہا اے یوسف ہمکو جو تجھسے محبت ہے ہر سیر و تماشے میں چاہتے ہیں کہ تو بھی شریک ہووے اور لذت اٹھاوے ان دنوں میں محض سیر صحرائی و گلگشت کی حضرت والد نے ہمکو اجازت ہماری ہمراہی کی نہ دی تو ہمکو وہ تماشا بے لطفی سے گزرا اب اس سے زیادہ کیفیت کا وقت آیا ہے بلبل گل خور روشت وہامون میں کھلا ہے اور ہر کوہ کمر گلہائے رنگارنگ سے بستان گلشن خوش تماشا بنا ہے دل ہمارا چاہتا کہ ہم ایسے تماشاگاہ تیرے بغیر سیر و سیاحت کریں اور تجکو کنج خانہ میں کہ مثل زندان ہے چھوڑ جائیں اور فی الواقع جیسا کہ ہوائے روح افزائے موسم بہار اور نغمۂ دلکش مزامیر و اوتار سے سرور حاصل ہونا چاہیے کہ وہ بیمار محتاج بعلاج جیسا کہ حکماء سلف نے کہا ہے من لا یهیجه الربیع فانهار والمزامیر والاوتار فهو فاسد المزاج محتاج الی العلاج ط غرضکہ ایسے افسون اور فسانہ اپنے دم کیے اور کہے کہ انکا دل بے اختیار راغب و مائل اس سیر گاہ کا ہوا اور انکی موافقت پر راضی ہوئے مگر درصورت رخصت حضرت پدر عالی قدر چنانچہ بھائی خوش ہو کر باتفاق

بعد اسکے حضور حضرت یعقوب مین آئے اور عرض کیا کہ آپ فرزند یوسف کو بھی اجازت سیر کا دیجئے کہ ہر باغ و بستان
مانند گلزار ارم شاد و خرم ہو اور جو آپ بھی جانتے ہی ہین آدم حضرت خاطر مبارک قرین طمانیت رکھین کہ دلجوئی اور
ملاطفت مین ہمسے نسبت اس نور نظر کی اصلا قصور نہوگا آپ نے یہ سنکر فرمایا کہ اول تو مجکو جدائی اسکی ایک دم
کی گوارا نہین اور دوسرے یہ خوف ہے کہ مبادا تم غفلت کرو اور اسکو بھیڑیا کھا جاوے چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے قالوا
یا ابانا ما لک لا تامنا علی یوسف وانا لہ لناصحون ارسلہ معنا غدا یرتع ویلعب وانا لہ لحافظون ۝ قال
انی لیحزننی ان تذہبوا بہ واخاف ان یاکلہ الذئب وانتم عنہ غافلون ۝ قالوا لئن اکلہ الذئب ونحن عصبۃ انا اذا لخاسرون ۝
یعنی کہا انہون نے ای باپ ہمارے کیا ہے واسطے تیرے کہ نہین امانت جانتا تو ہمکو اوپر یوسف کے اور تحقیق
ہم واسطے اسکے البتہ خیر خواہ ہین بھیجو اسکو ساتھ ہمارے کل صبح کو سیر کہا وے اور کھیلے اور ہم واسطے اسکے البتہ
محافظت کرنیوالے ہین کہا تحقیق مین البتہ غمگین کرتا ہے مجکو یہ کہ لیجاؤ تم اوسکو اور ڈرتا ہون مین یہ کہ کھا جاوے
اسکو بھیڑیا اور تم اس سے غافل ہو کہا انہون نے اگر کھا جاوے اسکو بھیڑیا اور ہم جماعت ہین زبردست تحقیق
ہم اسوقت زیان پانیوالون سے ہین اور بعضے اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ سبب اس اندیشہ کا یہ تھا کہ ایک مرتبہ
حضرت نے خواب مین دیکھا تھا کہ گویا آپ ایک قلہ کوہ پرشکوہ پر بیٹھے ہین اور یوسف بطن وادی اور اس پہاڑ
کے دامن مین پھرتے ہین ناگاہ ایک گرگ کسی طرف سے نکلا اور اسنے انپر حملہ کیا اور جب حضرت نے معائنہ
اس حال سے قصد نیچے اترنے کا کیا انکی حفاظت کیواسطے کیا تو زمین شق ہوئی اور یوسف اسمین سما گئے یا مجمل
فرزندون نے آپکا ذکر خوف گرگ سنکر بیان کیا کہ گرگ تیز دندان کو کیا قدرت کہ ہم سے شیر زیان مین قدم رکھے
اور سگ زشت خصلت کو کہان تاب و طاقت کہ سامنے پلنگ نزلت کے آوے پھر جو قیل و قال انکی درازی
ہوئی یوسف بھی آئے اور اجازت کیواسطے مصر ہوئے اور رخصت نہ دینے سے حضرت کے رونے لگے پیر کنعان کو رونا
اس نوجوان کا گوارا نہوا اور چار و ناچار اجازت بخشی اور رضا بقضا کر کے کہا کہ یوسف کا سر و تن دھو و اور نئے
کپڑے پہناؤ اور خوشبو سے معطر کرو اور وہ پیراہن کہ حضرت جبرئیل حضرت ابراہیم کے واسطے نمرود کی آتش کے
بیچ مین ڈالنے کیوقت لائے تھے اور حضرت یعقوب کو میراث مین پہنچا تھا تعویذ کر کے بازو پر باندھا اور عمامہ
اسحق کا سر پر رکھا اور ردای شیث وصی اٹھائی اور نعلین آدم صفی اللہ پہنائی اور عصا ریحی ہاتھ مین دیا اور آپ
کنعان کے دروازے تک اپنے سب فرزندونکے ساتھ آئے اور حضرت یوسف کو بغل مین لیکر وداع کیا اور ایک روایت
مین ہے کہ قریب دروازہ شہر کنعان ایک درخت تھا بلند کہ زیر سایہ اسکے ملاقات وداعی احباب مرسوم تھی وہان تک
تشریف لیگئے اور کہا ای یوسف تیری جانیسے مجکو نہایت غم و اندوہ ہوتا ہے نہین معلوم کہ آخر کار کیا ہوگا مجکو بھول نجانا
مین تجکو نہین بھولونگا اور پھر فرزندون سے حضرت یوسف کی محافظت کیواسطے مبالغے سے کہا اور بالخصوص
یہودا کو فرمایا کہ تجکو اسے سپرد کیا ہے محافظت مین کوشش کرنا اور فرط محبت سے پھر حضرت یوسف کو بغلگیر
کیا اور کہا شاید مدت مفارقت زیادہ اس سے کہ خیال مین ہے ہووے تمکو واجب ہے کہ بوڑھے باپ کو فراموش

نکلونگا کہ مین بھی نہین بچ سکونگا اور جبتک مجھے پھر نہ دیکھے کسی اور کو دیکھکر ہنستا کہ مین بھی بغیر دیدار گل رخسار یہ رہ کے
اطلاعات ہم آشنا نکرونگا اور بعد اس کہنے کے آپ کو رقت ہوئی پھر گلے لگاکر رخصت کیا اور صاحب روضۃ الصفا
لکھتا ہے کہ از روے اخبار صحیحہ ثابت ہو کہ سبب اتنی مدت مہاجرت حضرت یوسف یہی بات ہوئی تھی کہ حضرت یعقوب
سے بوقت وداع بھولی تھی کہ انھون نے بحالت اضطرار یہین یہودا کو سپرد کیا اور خوف ان کو گرگ کا غالب ہوا اور
ترس خدا جو غالب تھا اسوقت فراموش کیا چنانچہ باری تعالی نے ان پر وحی ارشاد کیا کہ اذا دعیتک فرقت
تا تذکری لم خوفت بنیک من یوسف قال لا فقال الله تعالی الا الک حسنته لم تحفظنی فی تعلقت الی ... وانا
بیقا الدنیا ... بہر حال ان کے بھائی حضرت یوسف کو لیکر روانہ ہوے کوئی اپنے کاندھے
پر بٹھاتا تھا اور کوئی اپنے سر پر سوار کرتا تھا اور حضرت یعقوب انکی طرف دیکھتے رہے اور شوق لقا فرزند رنجیدہ
رو رہے تھے جبکہ یہ حضرت کی نظر سے غائب ہوا اور کنعان کی سرحد پار ہو گئے حضرت یوسف کو زمین پر گرا دیا اور
ظلم اور زیادتی کرنی شروع کی اور کہا وہ گیارہ ستارے کہان ہین کہ انھون نے تجھکو سجدہ کیا تھا اب بچا لین کہ بیچارے
بہانہ کے ہاتھ سے حضرت یوسف روتے تھے اور ہر ایک ان مین سے برا کہتا تھا اور نالہ و فغان ان کے کچھ
فائدہ نکرتا تا آنکہ کنعان سے تین فرسخ دور ایک کنوئین پر پہونچے کہ وہ حوالی بیت المقدس اردن مین واقع تھا کہ
سام بن نوح کا بنایا ہوا مشہور بہ جب الاحزان اوپر سے تنگ اور نیچے سے چوڑا اور ستر گز کا یا زیادہ عمق اسکا اور پانی
شور تھا وہان حضرت یوسف کے ہاتھ سے باندھکر اور ایک رسی مضبوط کمر مین ڈالکر اس عالیجاہ کو بحال تباہ اس
چاہ مین لٹکا دینیکا قصد کیا انھون نے پہلے منت و سماجت سب بھائیون سے کی جب کسی نے نہ سنی تو دامن
یہودا کا پکڑا اور کہا کہ بابا نے تمکو سونپا تھا بچے ہلاک کا روز حساب کو کیا جواب دو گے یہ متاثر ہوا اور غمگین
ہو کر کہا کہ تا حیات میری کوئی مقدور میرے سے قتل کا کرنے نہین پایگا یہ حال اسکا اور بھائی دیکھکر کہا اسکے
اور اس سے کہا اگر یوسف پدر بزرگوار پاس پہونچا تو افشاے راز ہوگا اور سب کے واسطے برا ہوگا ہم
سبکی صلاح یہی ہے کہ چاہ مین زندہ گرا دوین پھر یہ بھی نظر بحال اور مآل اندیشی راضی ہوا اور ان کو پکڑ کر اس
مین ڈالدیا اور پیراہن بھی ان کے بدن مین نہ چھوڑا اسوقت بیکسی مین فرمان حضرت مالک الشان بطائر آشیان
سدرۃ المنتہی صادر ہوا کہ او ی عیدی سینے لینا بندہ میرے کو اور تھامنا ہواین کہ کنوئین مین گرنے سے
پاوے حضرت جبرئیل امین بحکم حضرت رب العالمین اسیوقت پہونچے اور حضرت یوسف کو اپنے پرون
پر لیا اور ایک صخرہ یعنی ایک پتھر پر بٹھا دیا بحر المواج مین لکھا ہے کہ اس کنوئین کا پانی کھاری اور تیز تھا جب
حضرت یوسف اسمین گرے تو صاف اور میٹھا ہو گیا اور کنوئین کے جانور موذی مثل بچھو وغیرہ کہ آنے پیغمبر کے سے
آگاہ ہو کے اپنے سوراخون مین سے نکل سکے الا سانپ کہ لپٹے حضرت یوسف پر حملہ کیا اور حضرت جبرئیل
نے اسپر ایک آواز ماری کہ وہ بہرا ہو گیا اور تا قیامت اسکی نسل مین بہراپن رہیگا اور بعضے کہتے ہین کہ
ایک عیزہ اس کنوئین مین پانی چڑھ آیا اور اس مین ایک پتھر تھا بہ فرمان حق تعالے وہ پتھر پانی پر تیر آیا اور

حضرت یوسف اوسپر بیٹھ گئے اور حضرت جبرئیل نے وہ پیراہن کہ تعویذ کیا ہوا بازو پر بندھا ہوا کھول کر پہنا دیا اور
کھانا بہشت سے لاکر حضرت یوسف کے آگے رکھا اور کہا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ غمگین اور اندوہناک
ہوتا تھا تجکو یہان سے جلد نکال کر مسند جاہ پر بٹھاتا ہون اور تیرے بھائیون کو تیرا حاجتمند کرتا ہون انکو اس کام
ملامت انجام سے کمال سرور ہوا جیسا کلام الٰہی مین بتصریح ارشاد کیا ہے فلما ذهبوا به واجمعوا
ان يجعلوه في غيابت الجب واوحينا اليه لتنبئنهم بامرهم هذا وهم لا يشعرون یعنی پس جب لیگئے
اسکو اور مقرر کیا یہ کردین اسکو بیچ گہرا ور کنوین کے اور وحی بھیجی ہمنے طرف اسکے کہ البتہ خبر دیگا تو ساتھ کام ان کے
کے اور وہ نہین سمجھتے ہونگے بحر المواج مین لکھا ہے کہ وحی حضرت یوسف پر بھی لڑکپن کی عمر مین آئی جیسے کہ
حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام پر حالت کودکی مین وحی آئی کہتے ہین کہ اسوقت حضرت یوسف
بارہ برس کے تھے یا سترہ اٹھارہ برس کے تھے اور اس زمانہ مین اتنی عمر تک لڑکپن ہوتا تھا اور تیس برس یا
چالیس برس سے پہلے بلوغ نہ حاصل ہوتا تھا اور روایت معتبر ہے کہ انکے بھائی بعد ڈالنے کنوین کے اوسپر ایک سنگ
گران ڈھانپ گئے تھے اور ایک جاسوس کو سر چاہ بٹھا گئے تھے تا اگر کوئی قافلہ ادھر گذرے اور شاید بعد مدت اگر
اس چاہ کا منہ کھولے تو اسوقت وہ نگہبان موت اور زندگی کی خبر پہنچا دے تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ پھر بھائیون
نے ایک بکری کا بچہ مار کر اسکے لہو مین حضرت یوسف کا پیراہن آلودہ کیا اور نوحہ کنان اپنے باپ پاس آئے اور کہا
کہ ہم بکریان اور دونبے کے گلہ مین گئے تھے اور یوسف تنہا رہگیا تھا اسکو بھیڑیا آن کر کھا گیا جب حضرت یعقوب نے
یہ بات سنی اور دیکھا کہ پیراہن لہو سے بھرا ہوا ہے لیکن پھٹا ہوا نہین ہے اپنے فرزندون سے کہا کہ اس خون مین
یوسف کی بو نہین آتی اور وہ عجیب بھیڑیا تھا کہ اسنے یوسف کو کھا لیا اور پیراہن نہ پھٹا اس مین تمھارا مکر
معلوم ہوتی ہے اگر تم سچے ہو تو اس بھیڑیے کو لے آؤ پس جنگل مین جاکر اور ایک بھیڑیے کو پکڑ کر اور اسکا منہ خون مین آلودہ
کر کے اپنے باپ کے آگے لے آئے اور کہا یہ وہ بھیڑیا ہے جو دیکھے حضرت یعقوب نے کہا اے بھیڑیے تو نے
میرے فرزند دلبند کو کسواسطے کھایا بھیڑیے نے بحکم خداوند بزرگ گویا ہو کر بزبان فصیح کہا السلام علیک یا نبی اللہ
نعوذ باللہ کہ مجھسے یہ فعل قبیح صادر ہوا ہو مجکو قسم ہے اس خدا کی کہ جسنے تجکو پیغمبر کیا مین نے یوسف کو نہین کھایا اسواسطے
کہ گوشت اور پوست پیغمبرونکا ہم درندونپر حرام ہے بلکہ کہتے ہین کہ خاک پر بھی حرام ہے کہ گوشت انکا کھاوے چنانچہ
مرنے کے بعد بدن نبیون کا بدستور اپنے حال پر رہتا ہے مطلق خاک اسکو نہین کھاتی ہے اور بحر المواج مین لکھا ہے
کہ اس بھیڑیے نے کہا کہ ہم تیری گوسپندونکو بھی نزدیک نہین آتے تیرے فرزند کے پاس کیونکر آتے اور صاحب
تکملۃ اللطائف لکھتا ہے کہ جب وہ گرگ حضرت یعقوب سے رخصت ہو کر چلا تو ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر پکارا
کہ اے ابنای جنس میرے اگر فرزند یعقوب کا تمنے قصد ہلاک کا کیا ہے تو کمال تاسف ہے تمھارے حال پر اور
اگر تم اس خیانت اور گناہ سے پاک ہو تو چاہیے کہ جلد بارگاہ یعقوبی مین حاضر ہو کر عذر داری کرو تا ساخت
احوال تمھارا اس جریمہ سے پاک ہو اور راوی کہتا ہے کہ ہزارون گرگ اطراف و جوانب سے گرداگرد خانہ

یعقوب کے جمع ہوئے اور فریاد وزاری کرنے لگے حضرت باہر آئے سیہون نے ارادت زمین استکانت پر کیا اور ان
بیٹون نے بزبان حال عرض کیا حاشا وکلا ہمارے بنی نوع مین سے کوئی مرتکب آزار تمہارے فرزند دلبند کا
نہین ہوا اور ظاہر ہے کہ حیات ہماری برکت وجود باوجود تمہارے سے ہے اور معاش ہماری وابستہ انعام
وجود تمہارے سے ہے حضرت یعقوب خفا ہوئے اور اپنے فرزندون سے کہا سنتے ہو کہ بھیڑیون کا گروہ کیا کہتا ہے
پھر شدت اندوہ سے نالکنان جنگل مین آئے اور فریاد کی یا قرۃ عینی ویا ثمرۃ فوادی فی ای
بیر طرحوک او فی ای بحر غرقوک او بای سیف قتلوک ویا لامر فولیتے اے میری آنکھ
کی پتلی اور اے میرے دل کے ٹکڑے کون سے کنوئین مین تجکو ڈالا یا کون سے دریا مین تجکو غرق کیا یا کون سی
تلوار سے تجکو قتل کیا اور کس زمین مین دفن کیا تجکو مین نہین جانتا کہ تیرا کیا حال ہے اور کہتے ہین کہ پیراہن
یوسف علیہ السلام کے تین اثر تھے اور تین عقدے حل کیے ایک یہ کہ پیراہن حضرت یوسف علیہ
السلام درست تھا اُس کے درست ہونے نے خبر دیدی یوسف کی نادرستی کی دوسرے یہ کہ وہ
پیراہن کو زلیخا نے پس پشت سے پھاڑ ڈالا تھا اُسنے حضرت یوسف کی پاکی ظاہر کی تیسرے یہ کہ وہ پیراہن
بشیر لایا تھا اُسنے حضرت یوسف کی حیات کی خبر دی اور حضرت یعقوب کے منھ پر ڈالنے سے آنکھین کھلین پھر حضرت
یعقوب علیہ السلام نے کہا مین نے اس امر کو خدا پر کیا اب صبر کی درخواست کرتا ہون پھر رات دن رویا
کیے تا آنکہ اندھے ہو گئے اور اپنے فرزندون کی طرف سے غضب مین بھرے رہتے تھے لیکن ظاہر نہ کرتے
تھے اور گریہ وزاری مین رہتے تھے منقول ہے کہ ایک دن اثناے اس جزع وفزع مین حضرت
جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا یا نبی اللہ تمہارے افراط حزن واندوہ سے مقدسان ملاء اعلی
گریہ کرتے ہین اور پاکان موافقت بہشت روتے ہین برآمد مقاصد صبر پر منحصر ہے استعجال کا کام نہین آتا
ہے آپ نے کہا اے برادر جبرئیل امین صبر وشکیبائی پکڑتا ہون اور اجر اسکا کریم کارساز سے مانگتا ہون
فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون ۝ بعد چند روز کے پھر حضرت جبرئیل حضرت یعقوب کے پاس آئے
اُنھون نے کہا اے جبرئیل مجکو یوسف کی خبر دے حضرت جبرئیل نے کہا تمنے یوسف کو اپنے فرزندون کو سپرد
کیا تھا نہ خدا کو انھین سے پوچھو اور تفسیر مدارک التنزیل اور بحر المواج مین لکھا ہے کہ سبب حضرت یوسف
کے جدا ہونیکا حضرت یعقوب سے یہ تھا کہ ایکدن اُنھون نے مہمانی کی تھی اور ایک فقیر نے کھانا مانگا
تھا اور وہ اُس سے غافل رہے اور اُسنے کھانا نہ پایا حق تعالے نے فرمایا جیسے تو نے اس درویش
دلریش کو اسکی آرزو سے باز رکھا مین نے تجکو تیری آرزو سے باز رکھا اگر اُس کو کھانا ملتا تو وہ اسکی
قوت سے چالیس دن میری عبادت کرتا اب چالیس برس تک تجکو غم واندوہ مین گرفتار رکھونگا اور
اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یعقوب نے ایک لونڈی مع فرزند اُسکے کے خریدی تھی اور اُس کے
بچے کو اُس سے جدا کر کے بیچ ڈالا تھا اُسکا دل آتش فراق فرزند مین جلا کیا اور وہ اپنے فرزند کی

جدائی میں جب تک جیتی رہی رویا کی اور روتے روتے اندھی ہو گئی - اس سبب سے حضرت یعقوب کو یوسف
کا فراق دکھایا اور انکو بکوایا اور انکو رونے سے اندھا کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب نے ایک ہرنی
کا بچہ ذبح کیا تھا اور وہی اپنے بچے کے فراق میں رویا کی اسی سبب شومی اس کام کے حضرت یعقوب کو فراق
حضرت یوسف حاصل ہوا اسوقت حضرت یعقوب نے کہا خداوندا جو کچھ میں نے کیا غفلت سے کیا قصداً
نہیں کیا۔ فرمان آیا کہ اگر قصد ہوتا تو احوال تیرا اس سے بدتر ہوتا فصل دوسرے باہر نکلنا حضرت
یوسف کا کنوئیں میں سے اور عاشق ہونا زلیخا کا جمال عدیم المثال ان کے پر اور خریدنا عزیز مصر کا مالک
سے اور سوا اسکے قولہ تعالیٰ وجاءت سیارة فارسلوا واردهم فادلی دلوه ط
یعنی اور آیا قافلہ پس بھیجا انھوں نے آگے چلنے والے اپنے کو پس لٹکایا اس نے ڈول اپنا مفسرون
کو اختلاف ہے اس امر میں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کتنی مدت کنوئیں میں رہے بعضے کہتے ہیں ایک
رات دن اور بعضوں کا قول ہے تین رات دن اور بعضے کہتے ہیں سات رات دن۔ القصہ ایک سو
اگر مین سے مصر کو جاتا تھا اور راہ بھول گیا تھا ناگاہ اس کنوئیں پر پہنچا اور وہاں منزل کی مالک بن زعر خزاعی
کہ کاروان سالار تھا اسنے دو غلام پانی لانے کے واسطے بھیجے کہ ایک کا نام بشیر اور دوسرے کا بشری
تھا بشیر نے سر چاہ پر جا کر ڈول پانی کے لیے اس کنوئیں میں ڈالا حضرت یوسف نے کہ سوا خدا کے
توسل نہ رکھتے تھے بخوف اس بات کے کہ مبادا بھائیوں نے میرے امتحان نجات و حیات کے لیے ڈالا
ہو اور بعد نکلنے کے مجکو ہلاک کریں اس ڈول کو نہ پکڑا حضرت جبرئیل نے کہا امر خدا قبول کر اور اس ڈول
کو پکڑ لے حضرت یوسف نے اسکو پکڑ لیا اور اس میں بیٹھ گئے - معالم میں لکھا ہے کہ کنوئیں کی دیواریں حضرت
یوسف کے فراق میں رونے لگیں اور انیس المریدون میں لکھا ہے کہ بشیر ڈول کے کھینچنے میں حیران ہوا کہ
بوجھ کے سبب کھینچ نہ سکا آخر کار کنوئیں میں جھک کر دیکھا اور اس ماہ منیر کو ڈول میں مشاہدہ کیا قال یا بشری
هذا غلام یعنی کہا ای مژدہ شادمانی کہ یہ لڑکا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ بشری اسکے یار کا نام تھا اسکو اعانت
کے لیے طلب کیا اور کہا ہذا غلام یعنی یہ ایک لڑکا ہے اسنے ڈول بوجھل کر دیا ہے پس بشیر اور بشری
نے حضرت یوسف کو کنوئیں میں سے نکالا جب ان کو ساتھ اس صورت دلارائی کے دیکھا پوچھا کہ تو کون
ہے فرشتہ ہے یا پری یا آدمی کہا میں آدمی ہوں کہتے ہیں کہ حضرت یوسف کے بھائی تفحص کر رہے تھے
کہ دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہے جب انکو اس جاسوس مشتبہ نے جلد جاکر خبر ان کے زندہ نکلنے کی پہنچائی
تو بہ شتاب وہاں گئے اور مالک کاروان سے کہا کہ یہ غلام ہمارا ہے لیکن گریز پا ہے بھاگ بھاگ
جاتا ہے ہمارے خوف و ڈر سے اسنے اپنے تئیں کنوئیں میں گرا دیا ہم چاہتے ہیں کہ اسکو جس قیمت
کے ساتھ کوئی لے بیچ ڈالیں اور زیادہ قیمت کی خواہش نکریں حضرت یوسف نے چاہا کہ اپنا حال کہدیں
بھائیوں نے پوشیدہ زبان عبرانی میں کہا کہ جو کچھ کہ ہم کہتے ہیں اگر تو کچھ بھی اس کے برخلاف کہیگا

تو نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ اور دو ابھی کر پارہ نہیں سکے حضرت یوسف خاموش ہو کہ آنکی طاقت زبان اور
حضرت یوسف کی خاموشی سے بھائیون کو سچا سمجھا اور معتبر جانا اُسنے تصدیق چاہی تو انھون نے کہا
واقعی ہم بندہ ہون اور اپنے گناہون سے شرمندہ اسوقت سوداگر نے کہا جتنا مال ہمارے پاس تھا
سب کا ہم نے اسباب خرید لیا ہے چند درم کھوٹے باقی رہ گئے ہین الغرض سترہ یا اٹھارہ یا بیس
یا بائیس درم مصری کہ دو درم مصر کے برابر ایک درم کنعانی کے ہوتے ہین حضرت یوسف کو بیچ ڈالا
اور بیعنامہ اوسنے لکھوا لیا مگر انھون نے یہ شرط کی کہ جبتک مصر مین نہ جاؤ اسکو قید و مشقت مین رکھنا
اور لکھا ہے کہ انکو پابہ زنجیر کیا اور ایک اونٹ پر بٹھایا انھون نے کہا کہ ہم ملاقات آخری اپنے
عزیزون مالک نے تعجب سے کہا کہ انکو تم پر شفقت نہین تو کیون رخصت کرتا ہی انھون نے کہا کہ ان کا
حق ہمارے ذمہ ہے اُسنے اجازت دوبارہ ملنے کی دی اور اسی حال مین ہر دو روتے ہوئے گئے اور
رخصت چاہی انہین سے کسی نے مطلق رحم نہ کیا اور روایت ہے کہ حضرت یوسف کے بھائیون نے وہ
درم لئے اور پھر ان درمون کو زمین مین پھینک دیا اور کہا درم ہمکو مطلوب نہ تھے مقصود ہمارا
یوسفؑ کو باپ سے جدا کرنا اور دور پہنچانا تھا سو حاصل ہوا اور تفسیر مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ وہ
ستر درم تھے یا بائیس دو دو درم ایک ایک بھائی نے لیے اور تفسیر وسیط مین لکھا ہے کہ یہودا نے
کچھ نہ لیا تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ بقول ابن عباس اور ابن مسعود اور قتادہ رضی اللہ عنہم وہ بیس
درم تھے اور بقول مجاہد بائیس اور بقول عکرمہ چالیس واللہ تعالی اعلم اور بحر المواج مین لکھا ہے کہ سبب
غلام ہونے حضرت یوسفؑ کا یہ تھا کہ ایک دن انھون نے آئینہ مین اپنی شکل دیکھی اور کہا اگر میں غلام
ہوتا تو کوئی میری قیمت دیکر نہ خرید سکتا حق تعالی نے فرمایا تو نے اپنی صورت دیکھکر مصور کا تو شکر
نہ ادا کیا اپنی قیمت مین آپ ہی مغرور ہوا اب میں تجھے غلام بنا کر تیری قیمت تجھکو دکھاتا ہون اور
بعضے کہتے ہین کہ خواستہ خدا یوہین تھا کہ بادشاہ مصر ہووین اور حال غلام ہونے سے آگاہ ہون
کہ جب اسکے پاس غلام ہووین تو انکی قدر پہچانے اور قصص مین لکھا ہے کہ جب سوداگر وہان سے
روانہ ہوئے اثناے راہ مین یوسفؑ کی ماں کی قبر تھی یہ دیکھکر اونٹ پر سے کود پڑے اور اس قبر سے
لپٹکر گریہ وزاری کرنے لگے اور کہتے تھے کہ یوسفؑ کو بھائیون نے آوارہ اور اسیر اور بیچارہ کیا اور
خدمت پدر اور زیارت قبر مادر سے دور اور وطن اور کنبے سے مہجور اور غربت و ناکامی مین گرفتار
کیا اور کاروان کا قافلہ آگے چلا گیا ایک شخص اس قافلہ مین سے پیچھے رہ گیا تھا جب وہان پہنچا
وہ غلام کی حفاظت مین انکی مامور تھا اُسنے حضرت یوسف کو دیکھکر کہا کہ اے غلام تو جیسا سنا تھا ویسا ہی
نظر آتا ہے معلوم ہوا کہ حقیقت مین گریز پا ہے انھون نے تجھکو خوب کہا کہ یہ چور اور دروغ گو کہتے تھے
اور اس بدبخت نے ایک طمانچہ سخت حضرت یوسف کے مارا کہ انکی آنکھون مین اندھیرا آگیا کہا

خداوندا تو دانا اور بینا اور ظاہر اور باطن جانتا ہے کہ یوسفؑ مظلوم پر کیا گذرتی ہے تا آنکہ وہ شخص حضرت یوسفؑ کو لیکر قافلہ میں پہونچا کہ فی الحال ایک ہواے سہمناک اور ابر سیاہ اوٹھا اور گرد و غبار صاعقہ اور بادل کا پیدا ہوا کاروانیوں نے جب یہ حال دیکھا کمال خوف میں آگئے کہ مبادا ہلاک ہو جاویں کہا دیکھو اور دریافت کرو کہ کسی نے تازہ گناہ کیا ہے کہ یہ عقوبت پر صعوبت اُسکے سبب سے نظر آتی ہے جس شخص نے کہ حضرت یوسفؑ سے بے ادبی کی تھی کہا میں نے اس غلام کو ایک طمانچہ مارا تھا اُسنے آسمان کی طرف منہ اوٹھا کر اسوقت اپنے ہونٹھ ہلائے تھے اسی ساعت میں یہ حال ظاہر ہوا سبھی اہل کاروان جمع ہوکر حضرت یوسفؑ کے پاس آگئے اور عذر خواہی کی حضرت یوسفؑ نے معاف کیا اور انتقام سے درگذر کی اور یہ بلا آنی دفع ہوئی مالک نے جب اُنکی یہ کرامت مشاہدہ کی غلام کا ہاتھ پکڑ کر حضرت یوسفؑ کے پاس لایا اور درخواست کی کہ اپنے قصاص پر اُسکو حضرت تادیب فرماویں حضرت یوسفؑ نے کہا یہ کیا بات ہے ہم اہل حیا سے ہیں غمازی نہیں اور جزاے بدکرداروں میں سواے عفو کے کچھ نہیں جانتے الغرض کہ اُس غلام کے گناہ سے درگذرے اور قلم عفو و نسیان اُسکے جریدۂ عصیان پر کھینچا اور بعد ظہور اس خارق عادت کے حضرت کے پاؤں میں سے بیڑیاں نکال ڈالیں اور بعین تعظیم اور حشم و احترام اُنکی طرف دیکھنے لگے۔ القصہ جب مصر کی طرف روانہ ہوے تو بعد قطع منازل نواحی مصر میں پہونچے اور ایک مقام پاکیزہ دیکھکر قریب ایک چشمۂ آب صاف کے اُترے اور تعب سفر سے آئینہ جمال بے مثال یوسفؑ آلودہ زنگار غبار تھا مالک نے اُنکو کہا کہ تم اسپر نہاؤ اور گرد کدورت راہ دور کر لیں جب حضرت یوسفؑ اُس چشمہ پر رونق آرا ہوے حضرت جبرئیل امین نے بفرمان حضرت رب العالمین قبۂ آدم صفی کہ قبل از وقوع ذلت حوا کے ساتھ اُس میں رہے کنارہ چشمہ پر نصب کیا تا بدن ہمایوں انظار اغیار سے مصون اور آفت عین الکمال سے مامون رہے۔ صاحب عین المعانی لکھتا ہے کہ جب حضرت یوسفؑ بہت دیر تک اُس غسل خانہ میں رہے مالک نے کسی شخص کو بھیجا تا اُس منبع سعادت و کرامت کی خبر لاوے کہ کیوں اتنی دیر تک نہاتے ہیں اُنھوں نے جبکہ لب چشمہ پر اُنکو نہ دیکھا تو اطراف صحرا میں متفرق ہوکر ہر چند کہ حضرت کو تلاش کیا بسبب محتجب اور مستتر ہونے قبہ عزت اور حجاب عصمت کے کسی بشر نے اُنکا کہیں نشان نہ پایا اور اُنکی گمشدگی سے مالک کو آگاہ کیا وہ نہایت متردد ہوا کہ اِس اثنا میں ناگاہ ایک طرف سے قافلہ والوں نے دیکھا کہ حضرت یوسفؑ ساتھ اِس صورت اور ہیئت کے کہ دیدۂ اولی الابصار مشاہدۂ خورشید رخسار اُنکی سے خیرگی اور جمال ماہ پر انوار سے تیرگی کرتا تھا خراماں خراماں جلوہ افروز ہوے مالک نے دیکھا اور کہا اے یوسف تو کہاں تھا کہ ہر چند میں نے تجھکو بہت طلب کیا نہ پایا اُنھوں نے بہ ہدایت خرد خردہ شناس جواب دیا کہ چشمۂ خور کو کون دیکھ سکتا ہے۔ القصہ جب کہ بعد اُنکے قافلے میں ملحق ہونے کے اہل کاروان اُس مقام سے متوجہ شہر ہوے اور اول سے کہ آوازۂ جمال باکمال اُنکا شہر کا

آویزہ گوش عالم ہوا تھا تمامی پیر و جوان سکنای مصر تماشای جمال و تمنای وصال اس جان جہان کیے بطریق استقبال گئے - صاحب زبدۃ التواریخ لکھتا ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے جمال عالم آرای یوسفؑ کو ایسا نور وضیا عطا فرمایا تھا کہ اسکی تابش مسافت ایک فرسخ پر پہونچتی تھی اتفاقاً اس دن آسمان پر ابر غلیظ محیط تھا اور مہر جہانتاب زیر سحاب چھپ گیا تھا جبکہ چہرۂ تابان یوسفؑ زیر حجاب نقاب ساطع ولامع ہوا جہان کو مانند ضمیر ارباب صفا اور گیاست وذکا روشن اور منور کیا اور حدیث حسن یوسفؑ ملک مصر میں منتشر اور ملک مصر کو اس صورت سے خبر ہوئی دل اشتاق اشتیاق مقدم ہمایون انکے میں بیتاب ہوا اور بادشاہ مصر نے بھی کہ ملقب بفرعون اور موسوم بہ قطفیر یا اطفیر تھا امیر عمال اور ارباب اعمال یعنی وزیر اعظم اور دستور معظم کہ اسکو عزیز مصر کہتے تھے انکی خریداری کے واسطے بھیجا بعد ازانکہ قافلہ میں پہونچے اور حکایت بیع و شرا درمیان میں آئی مالک نے کہا اتنا صبر کرو کہ شہر میں پہونچکر دو تین دن رنج ومحنت راہ سے آسودہ ہو وین پھر بموجب فرمان واجب الاذعان محل میں آوینگا عزیز نے یہ امر قبول کیا اور اور آنکو بہ سمت تمام دسوین ماہ محرم کو مصر میں لائے بعد انقضاے ایام ثلثہ موافق قاعدہ تجاران مصر ایک کرسی نصب کیا اور یوسفؑ کو اسپر بٹھایا اور منادی نے ندا کرنی شروع کی کہ من یشتری هذا الغلام الحبیب من یشتری هذا الغلام اللبیب یعنی کون خریدتا ہے اس غلام عالی حسب کو کون خریدتا اس غلام دانشور کو حضرت یوسفؑ نے کہا یون نہ کہو بلکہ یون کہو کہ من یشتری هذا الغلام الکئیب من یشتری هذا الغلام الغریب یعنی کون خریدتا ہے اس غلام پیشہ ور کو کون خریدتا ہے اس غلام مسافر کو اور ساعت بساعت خریدار زیادہ ہوتے تھے اور مشتری بلحاظ قیمت اس پر رکتا تھا مگر ابہا کی بڑھاتے تھے صدیق نے جب یہ حال مشاہدہ کیا اندوہ وملال انکی خاطر پر چندان مستولی ہوا کہ طاقت صبر وشکیبائی نرہی اور بے اختیار رونے لگے اسوقت طائر سدرۃ المنتہی جبرئیل امین نے فرمان حضرت رب العالمین پہنچایا کہ ای یوسفؑ غمگین اور دل تنگ مت ہو کہ بعزت وجلال خود کہ تجکو شہر سے باہر لیجاؤنگا تاکہ داغ عبودیت وفرمان ناصیہ حال اس قوم پر کہ اب تجکو دیکھنے آئے ہیں اور تیری خریداری کرتے ہیں نہ رکھونگا اس پیام روح افزا کے سننے سے انکو تسکین ہوئی جب پھر منادی نے ندا کی انھون نے آہستہ سے اس کہا کہ یون کہو من یشتری الصدیق اللہ بن اسرائیل اللہ بن خلیل اللہ مالک نے جو قریب تھا اس سے پوچھا کہ معنی اسکے کیا ہیں انھون نے اسکی زبان میں سمجھایا کہ یہ نسب ہے اس بندۂ اسیر شکستہ تقصیر کا وہ حیران ہوا اور تنہا انکو لیجا کر کہا کہ تمنے اس حال سے اول مجکو مطلع کیون نکیا کہ تمکو عرصہ بیع میں نہ لاتا اب کیا کرون سخت پریشان ہون اگر عذر کرون تو خوف ہے میری زندگی پر اور آبرو بھی جاتی رہیگی حضرت یوسفؑ نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کہ رضا بقضای دنیا اور غیر کے واسطے آپ تکلیف اٹھانا ہماری عادت سے ہے ولیکن وہ قبالہ بیع کہ تمنے بوقت خریدنے کے بھائیون سے لکھوا لیا ہے وہ میرے حوالہ کردو تاکبھی بوقت حجت اٹھاکے

واسطے الزام کے کام آوے مالک نے فی الفور سپرد کیا آپ نے فرمایا کہ اب جو تمہارے نزدیک مناسب ہو عمل میں لاؤ
چنانچہ پھر انکو مع خریداروں میں لایا اسوقت عزیز مصر حسب الحکم اپنے بادشاہ کے وہاں پہونچا اور مالک
سے وفای وعدہ کا خواستگار ہوا اور اسیوقت حضرت یوسف کو ہمراہ اپنے لیکر روانہ ہوا جبکہ خبر انکے آنے کی
بادشاہ کو پہونچی اور تعریف انکی حسن کی بدرجۂ کمال سنی اسکو غیرت دامنگیر ہوئی حکم دیا کہ جسوقت کہ وہ
غلام یہاں حاضر ہووے تمام خوبان دہر اور نازنینان شہر لباس ہای نفیس پہنکر یہاں جمع ہووین اور اسکے
ساتھ مقابلہ کریں اس تقریب سے گرمی بازار اسکی سرد ہووے چنانچہ بوقت انکی حضوری کے تمام پری پیکران
خوش اندام اور خوبرویان دلارام حاضر ہوے اور مالک حضرت کو آراستہ کرکے سامنے لایا اور مصریوں نے
جمال بیمثال اس شاہ خوبان کو دیکھا شور اور خروش انمین ظاہر اور پیدا ہوا اور حیران و ششدر رہگئے
اور سب خوبصورت اور خوبرو منفعل اور شرمندہ ہوے پھر منادی نے آواز دی کہ کون اس غلام ظریف
لطیف نیک اختر خوش خو خردمند دلبند کو خریدتا ہے چنانچہ مصریوں نے موافق حوصلہ کے اور لیاقت
کے اور لیاقت اپنی کے ہوس خریداری کی کہتے ہیں کہ پہلے ایک شخص ہزار دینار کا خریدار ہوا پھر اور خریدار
نے لاکھ دینار تک قیمت پہونچائی پھر ایک اور نے بقدر وزن حضرت یوسف مشک زیادہ کیا پھر ایک اور نے
حضرت یوسف کے وزن کے برابر لعل آبدار اور گوہر آبدار زیادہ کیے پھر اسیطرح پر اور ونکے انواع اور
اقسام کے نفائس زیادہ کیے تا آنکہ عزیز مصر ایکبار سب سے دو چند قیمت دیکر خریدار ہوا قصص میں لکھا ہے
کہ آخرکار عزیز نے دس لاکھ دینار زر سرخ اور چالیس ہزار درم اور سولہ پیالی گوہر آبدار اور ہزار نافہ مشک تاتار
اور ہزار شمامۂ عنبر اور ہزار سپر کافور اور ہزار جامۂ اطلس رومی اور ہزار قصب مصری اور ہزار اونٹ بختی اور ہزار
گھوڑے تازی خوش خرام نیکو اندام مزین بازین ولگام اور ہزار لونڈیاں رومی اور ہزار خطائی اور ہزار
دستہ سلاح بلکہ زیادہ مالک کو دیکر یوسف کو خریدا اور بعضی روایتوں میں یہ ہے کہ سبب عزیز کے سب سے زیادہ
قیمت دینے کا یہ تھا کہ زلیخا نے مبالغہ تمام کہا تھا کہ جس قیمت کو ہوسکے لینا اور کچھ فکر نہ کرنا میں بکریا کہ میں
سرانجام کرونگی اس واسطے عزیز نے اسقدر زر و مال دیا چنانچہ تفصیل اسکی زلیخا کی حال میں بیان ہوگی اور یہ
بحر المواج میں لکھا ہے کہ بعضے کہتے ہیں حضرت یوسف نے پہلے اپنے نام و نسب سے مالک کو آگاہ نہ کیا تھا اسوقت
خفا ہوے اور مالک سے کہا کہ ان چیزوں کو میری قیمت میں نہ لے کہ میں آزاد ہوں اور قید بندگی میں ہونے سے بری
ہوں تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں میں یوسف بن یعقوب بن اسحق بن ابراہیم عبرانی ہوں مالک نے کہا خریدنے
کے وقت مجھسے کیوں نکہا حضرت نے کہا وہ وقت کہنے کا نتھا پھر مالک نے عزیز سے کہا کہ میں نے اسکو بیس
درم کو خریدا ہے تجھسے کیا پوشیدہ کروں اور تیرے ہاتھ اپنی خرید سے سوا نہیں بیچتا اور حضرت یوسف سے
کہا میں تیرے کہنے پر یقین کرکے اتنا مال چھوڑتا ہوں بجہت تعظیم و تکریم نسب حضرت ابراہیم کے کہ تو بزرگ زادہ
ہے خدای عز و جل کی درگاہ میں دعا کر کہ مجکو فرزند عطا کرے اور مال دیوے کہ میری گھر میں فرزند نہیں ہے

اور بال تھوڑا ہی حضرت یوسف نے دعا کی اور وہ دعا مستجاب ہوئی اور مالک کی جورو حاملہ ہوئی اور دو لڑکے جنے تا آنکہ بارہ دفعہ حمل رہا اور ہر مرتبہ دو فرزند پیدا ہوئے اور بعضے کہتے ہیں مالک کی بارہ لونڈیاں تھیں حق سبحانہ تعالی نے نسل کا دروازہ اسپر کھولدیا کہ ہر ایک سے دو دو فرزند پیدا ہوئے القصہ عزیز مصر حضرت یوسف کو اپنے گھر میں لیگیا اور اپنی جورو کہ زلیخا نام تھا اور حسن و جمال بہت رکھتی تھی سپرد کیا وقال الذی اشتراہ من مصر لامرأتہ اکرمی مثواہ عسی ان ینفعنا او نتخذہ ولدا ۔ اور کہا اس شخص نے کہ مول لیا اسکو مصر سے واسطے بی بی اپنی کی باحرمت رکھنا اسکو شاید کہ نفع دے ہمکو یا پکڑیں ہم اسکو فرزند پس اسکو چاہیے کہ اچھی طرح پالنا اور شفقت بی نہایت اسپر کرنا جب بی بی نے انکو دیکھا تیر عشق قبضہ تقدیر سے چھوٹکر ہدف دل پر لگا اور حسن یوسف پر بجان و دل عاشق و شیدا ہوئی اور بعضے کہتے ہیں کہ اصل نام اسکا راعیل اور عرف زلیخا تھا اور صاحب عین المعانی لکھتا ہے کہ بضم زا و فتح لام صحیح ہے ولیکن زبان زد عوام بہ لفظ فتح زا اور کسر لام سے مشہور ہے اور بعضے روایتوں سے ثابت ہے کہ زلیخا غائبانہ کئی برس پہلے حضرت یوسف کو خواب میں دیکھکر انکے حسن و جمال پر عاشق ہوئی تھی اور حال اسکا اسطرح ہے کہ زمین مغرب میں طیموس نام باحشمت تمام ایک بادشاہ کافر تھا اور اسکی ایک بیٹی تھی زلیخا نام کہ حسن میں دلپذیر اور صورت میں بے نظیر تھی ایک رات خواب میں دیکھا کہ ناگاہ ایک جوان فرخندہ خصال بحسن و جمال بے مثال دروازے سے آیا کہ اسکا جمال حد شمار سے بیرون اور صورت میں پری اور حور سے افزون تھا جب صبح کو خواب سے بیدار ہوئی ہر طرف دیکھنے لگی اس جان سے کہیں نشان نپایا چاہا کہ گریبان صبر و قرار کو چاک کرے لیکن شرم و حیا آدمیوں کی مانع ہوئی شب و روز با دل پر سوز گذارنے لگی اور دیدۂ غمدیدہ سے اشک خونبار بہانے لگی اور کسی سے اپنا حال دل ظاہر نکیا اسکی لونڈیوں اور باندیوں نے جب یہ حال دیکھا حیران ہوئیں کہ یہ ماجرا کیا ہے اور اسکا کیا سبب ہے کسی نے کہا کہ بظاہر جو یہ خوبصورت بہت ہے اسکو کسی کی نظر لگی ہے اور کسی نے کہا کہ اسکو دیو اور پری نے گزند پہونچائی ہے اور کسی نے کہا کہ اسپر کسی نے جادو کیا ہے اور کسی نے کہا کہ یہ عشق کے آثار ہیں اسکا دل بیشک زیر بار عشق ہے لیکن بظاہر تو اسنے کسی کو دیکھا ہی نہیں ہے خواب میں کوئی آفت جان اسکی جان کو آفت لگا گیا ہو ایک اسکی دایہ تھی ایک رات اسکے پاس آئی اور خوب خدمت اسکی بجا لائی اور کہا مجھ سے اپنا بھید نہ چھپا جو کچھ واقع میں ہے مجھے اس سے آگاہ کر زلیخا نے کہا اس طرح کا میں نے خواب دیکھا ہے دایہ نے کہا اس طرح کا خواب سچا نہیں ہوتا بلکہ یہ کام دیو کا ہے کہا دیو کی کیا طاقت کہ اس شکل دلارام کے ساتھ اپنے تئیں دکھا سکے جب اسکی نصیحت نے کچھ تاثیر نکی خاموش ہو رہی اور جب ایک برس اسی حال سے گذرا دوبارہ پھر ایک رات اسنے اسکو اسی شکل اور صورت کے ساتھ خواب میں دیکھا اور جلدی سے خواب ہی میں اپنا سر ننگا کر کر اس پری رو کے پانوں پر رکھدیا اور کہا اے جان جہان تو نے میرا دل لے لیا اور میری جان کو پر غم کیا سچ بتا

تو کون ہے فرشتہ ہے یا آدمی کہا مین آدمی ہون اگر تیرا عاشقی کا دعوی صادق ہے تو بے رخصت رہو کیونکہ مین بھی تیرے داغ محبت سے نشانمند اور داغدار ہون جب زلیخا خواب سے بیدار ہوئی سودا اسکا دوچند ہوگیا اور غوغا اسکا حد سے گذر گیا اسکا باپ اس واقعہ جانگاہ سے آگاہ ہوا اور دانایان درگاہ سے اسکا علاج چاہا سوائی زنجیر کے کوئی تدبیر نہ دکھائی دی ایک مار پیچان سونیکا بناکر اور لعل و گہر سے مرصع کرکے اُس زنجیر اسکے پانون مین ڈالدیا بعد ایک سال کے پھر تیسری مرتبہ وہی شکل ہوش ربا خواب مین دیکھی اور اسکا دامن ہاتھ پکڑ کر زار زار مثل ابر نوبہار روئی اور کہا تجھکو قسم ہے اُس پاک پروردگار کی کہ جسنے تجھکو پیدا کیا اور خوبان دو عالم مین برگزیدہ فرمایا مجھکو اپنے نام اور شہر اور مقام سے آگاہ کر کہا مین عزیز مصر ہون اور مصر میرا مقام ہے اور یہ اس اعتبار سے کہا کہ آخر الامر عزیز مصر ہونگا اگرچہ اب عزیز مصر اور تھا لیکن زلیخا نے سمجھا کہ جس شخص کو اسنے خواب مین دیکھا وہی عزیز ہے کہ بالفعل مصر مین ہے زلیخا نے جب یہ مژدہ سنا تو بتصور حصول کام دل لونڈیون کو بلاکر کہا کہ جاؤ اور میرے باپ کو بشارت پہونچاؤ کہ ہوش و حواس جو میرے جاتے رہے تھے پھر بجا آئے جب اسکے باپ نے یہ خبر سنی اسکے پاس آیا اور اسکو خوش و خرم پایا اسکے پانون مین سے زنجیر نکال ڈالی اور چند روز کے بعد کئی ایلچی کئی بادشاہون کے زلیخا کی خواستگاری کے واسطے اسکے باپ کے پاس آئے اور زلیخا کو خبر ہوئی اور اندیشہ سے اسکا دل زیر و زبر ہوا کہ آیا انمین کوئی عزیز مصر کا بھی ایلچی ہے یا نہین کہ اتنے مین اسکے باپ نے اسکو بلا بھیجا اور ہر بادشاہ کا پیغام اسکو پہونچایا جب زلیخا کو معلوم ہوا کہ انمین کوئی عزیز مصر کا ایلچی نہین ہے کسیکے ساتھ راضی نہوئی اور باپ کے آگے سے ناامید ہوکر اٹھ گئی جب اسکے باپ نے خواہش عزیز مصر کی اسکی دریافت کی اسکے سبب سے نارضامند جانا ان ایلچیون کو خلعت دیکر اور عذر خواہی کرکے رخصت کیا اور کہا عزیز نے تم سے پہلے سبقت کی ہے اور یہ فرزند اُسکے نامزد ہوئی ہے پھر ایک عقلمند اور ہوشیار اپنے مقربون مین سے عزیز مصر کی طرف روانہ کیا اور بہت سے تحفے بھیجے اور پیغام دیا کہ ہرچند اندنون مین اسی فرزند کی خواستگاری کے واسطے بادشاہ روم اور شام وغیرہ کے پیغام آئے ہین لیکن یہ قبول نہین کرتی اور اسکی خاطر روم کے ساتھ رام نہین ہوا اور آب و خاک شام کو شوم جانتی ہے راہ مصر مین قدح چشم اسکے سلسبیل ہین اور واسطے مصر کے اشک چشم اسکے رود نیل ہین عزیز نے جب یہ نوید سنی مارے خوشی کے پہولا نہ سمایا اور کہا اگرچہ لازم اور مناسب تھا کہ مین خود لانے اس دختر نیک اختر کے یہان روانہ ہوتا لیکن خدمت بادشاہ مصر سے اتنا عدیم الفرصت ہون کہ ایک ساعت اس سے دور نہین ہوسکتا ناچار اور مجبور بنا بر حق گزاری دو سو عماری اور ہزار لونڈیان خوبرو اور ہزار غلام خوشخو اور امیر اور امرا روانہ کرتا ہون تا بتعظیم تمام اور اعزاز و اکرام اُسکو لے آوین زلیخا کے باپ نے ایلچی سے کہا کہ ہمارے بادشاہ کو ان چیزون کی حاجت نہین اور اسکی سرکار دولتمدار مین کچھ کمی نہین ہے پھر زلیخا کو

باپ

باپ نے ہزار لونڈیان خوش اندام اور ہزار امرد غلام باحسن تمام اور ہزار گھوڑے خوشخرام اور ہزار اونٹ بختی اور چیزین نفیس اور اچھی اور دو سو فرش دیبا اور دو سو درج گرانبہا اور دو سو طبلہ مشک اذفر مہیا اور درست کرکے زلیخا کے ساتھ روانہ کیے جب سواری زلیخا کی اس شان و شوکت سے مصر کے قریب پہنچی عزیز مصر باتمام لشکر استقبال کیواسطے آیا اور جو کچھ رسم پیشکش لونڈیان اور غلام اور گھوڑے اور جوڑے اور گہر اور شتر اور پشمینہ اور خزینہ اور شکرہای مصری تنگ کے تنگ اور جلوہای رنگارنگ لایا تھا زلیخا کے روبرو گذرانا زلیخا کو جو شوق غالب تھا شگاف خیمہ سے اسکو دیکھا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور اپنے ہمرازون سے کہا کہ یہ وہ شخص نہین جسکو مین نے خواب مین دیکھا ہے اور جسکی جستجو مین محنت اور مشقت کھینچی ہے ہائے فلک نے کیا کیا کہ داغ بدنصیبی پر غربت مین ایک اور داغ زیادہ کیا کہ مین نے اپنے دلربا کے ساتھ عہد کیا تھا کہ بے جفت رہونگی اب کیا کرون یہ کہکر زار زار رونے لگی کہ ناگاہ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اگرچہ یہ عزیز تیرا مقصود نہین ہے لیکن اسکی راہ مین تیرا مقصود اور مطلوب حاصل ہوگا القصہ آخر الامر اسکو سرا فرحت افزا عزیز مین لیگئے کہ تمام اسباب حشمت اس مین حاصل اور مہیا تھا لیکن بے دیدار تھا بسبب بیچاری دلفگار ہمیشہ ہجر و انتظار اس نگار مین گذارتی تا آنکہ ایک دن سیر کنان ایک صحرا مین گئی تھی جب وہان سے پھری تو دیکھا کہ بادشاہ کے دروازے پر ایک شور و غوغا ہے پوچھا کہ یہ غل کیا ہے لوگون نے بیان کیا کہ مالک ایک کنعانی غلام فرخندہ نام بیچنے کے واسطے لایا ہے جب زلیخا نے اسکو دیکھا پہچانا اور فریاد کی اور بیہوش ہوگئی ہمجولیون نے اسکا ہودج کھینچکر اسکے گھر پہونچایا جب یہ ہوش مین آئی تو عزیز کو اس غلام کے لینے پر فریفتہ کیا کہ جسطرح ہوسکے اس غلام کو خرید لے عزیز نے کہا جو کچھ میرے پاس خزینہ اور دفینہ ہے اسکی آدھی قیمت کے ساتھ بھی وفا نہین کریگا زلیخا کے پاس ایک ڈبا تھا موتیون سے بھرا ہوا کہ ہر گوہر خراج کشور تھا سب گنکر عزیز کے حوالے کیے کہ یہ اسکی قیمت مین دے اور اسکو خرید لے عزیز نے کہا بادشاہ اسکے خریدنے کی خواہش رکھتا ہے کہا بادشاہ سے جاکر کہو کہ مین فرزند نہین رکھتا اگر حکم ہووے تو اس غلام کو خرید لون جب عزیز نے بادشاہ سے جاکر کہا اور بادشاہ نے اسکی التماس سنی اجازت دی کہ خرید لے اور روضۃ الصفا مین تفسیر آیہ ولما بلغ اشدہ آتیناہ حکما وعلما وکذلک نجزی المحسنین مین لکھے اور جب پہونچا جوانی اپنی کو دیا ہمنے اسکو حکم اور علم اور اسیطرح جزا دیتے ہین ہم احسان کرنیوالونکو علماء تفسیر کو معانی اشدہ مین اختلاف ہے قتادہ اور مجاہد کہتے ہین کہ مراد اس لفظ سے تینتیس برس کی عمر ہے کہ نہایت سن نمو ہے اور پھر چالیس برس تک کہ سن وقوف ہے اور ایک طائفہ نے بحالت علم تعبیر کیا ہے اور ضحاک کہتا ہے بیس برس کی عمر کی طرف اشارہ ہے مگر اتفاق جمہور حکما اسپر ہے کہ انتہای سن نمو قریب تیس برس اور بعد اسکے تا پینتیس برس سن وقوف کہ اسکو سن شباب اور عالم جوانی کہتے ہین اور اسکے بعد تا ساٹھ برس سن کہولت کہ ہندی مین جسے ادھیڑ کہتے ہین اور اس عمر مین انحطاط خفی قوای بدن انسانی مین ہوتا ہے اور اسکے بعد سن شیخوخت کہ بڑھاپا جس سے مراد ہے اور اس وقت مین انحطاط نمایان ظاہر و باطن مین ہوتا ہے اور انتہا اس سن کی تا آخر عمر ہے اور مشہور

اسطرح پہ ہو کہ حضرت یوسف بادان قصد انوان ستره برس کے تھے اور جب ایک سال اُس علاوہ نادر ستره منقضی ہوا خضر
قادر توانا نے انکو مزید الطاف بغایت اور اعطات نہایت سرفراز فرمایا اور ضمیر منیر اور خاطر خطیر آنکی کو مجمع
اسرار علم و حکمت اور زواہر انوار دانش و معرفت مزین گردانا اور اس تقدیر پر مراد کلام شده سے آیۂ کریمہ مین ستره
برس کا سن ہوگا اور علی اختلاف الروایات جب زلیخا عزیز مصر سے بمراعات اور مراقبت احوال یوسف ماموری
بنابر آرایش قامت طوبی امثال اُسکے کے شعر جامہ گرانبہا ملون بالوان مختلفہ قطعہ کیے اور اکلیل مرصع لیسزاوار
فرق بادشاہان گردن فراز ہو ترتیب کیا اور ایک گلوبند طلاے احمر مرصع بجواہر ثمین گردن نازنین مین ڈالا الغرض
جتنا کہ نظر خلائق مین آراستہ کرتی تھی مشاطۂ عشق اسکے حسن کو دل زلیخا مین جلوہ دیتی تھی اور ہر چند کہ جمال
یوسف ترقی کرتا تھا دل حزین زلیخا کا شیدا تر ہوتا تھا اور ہر وقت ہمت زلیخا اس امر پر مصروف تھی کہ وہ شکر
حور قصور و محل مین محصور ہووے اور پیوستہ خاطر یوسف راغب سا تھر اسکے تھی کہ صحرا مین طواف کرین
تا اپنے پدر مہربان ساکن بیت الاحزان کی خبر پاوین ہرگاہ کہ زلیخا نے یوسف کو بسیر و گلگشت صحرا و گلزار
مائل پایا ایک فوج بندگان خاص کی انکی ملازمت مین مخصوص کی تا ہر وقت کہ وہ شہسوار ارادہ کرے ہمرکاب
رہین اور ایک طرفۃ العین شرائط خدمت سے غافل نہووین پس ہرگاہ کہ یوسف بسیر صحرا جاتے تھے
ملازمان زلیخا ہمرکاب رہتے تھے اور حضرت سر راہ کنعان پر آتے اور باد شمال سے مخاطب ہوکر حکایت اشتیاق
اور حدیث افتراق بصد طومار و ہزار دفتر درمیان مین لاتے قطعہ یہی پیغام اُنسے جا کے کہنا ؛ کہ صبا کوئے یار
مین گذرے ؛ کون سی رات آن ملیگا ؛ دن بہت انتظار مین گذرے ؛ قطعہ گر بجانیم زنده میدهیم ؛ دامنے
کز فراق چاک شده ؛ ور بمیریم عذر ما بپذیر ؛ ای بسا آرزو کہ خاک شده ؛ راوی کہتا ہے کہ ایک روز بعادت معہود
راہ کنعان پر چشم براہ تھے کہ ناگاہ ایک شتر سوار آتے دیکھا پوچھا کہ کہان سے آتا ہے کہا کنعان سے کہا کس
ناحیہ سے کہا اردن یوسف نے پوچھا کس مرحلے سے جواب دیا کہ چراگاہ آل یعقوب سے یوسف نے جب نام
یعقوب سنا دیر تک بیہوش رہے پھر اُٹھکر خاک پر گر پڑے وہ اعرابی اونٹ پر سے اُترا اور حضرتؑ کے سر کو
اپنی گود مین رکھا اور اتنا توقف کیا کہ حضرت ہوشیار ہوے پھر اسوقت صدیق نے دریافت فرمایا کہا کہ
صاحب الناقہ اسرائیل اللہ کو پہچانتا ہے کہا ہان فرمایا کہ اپنی آنکھون سے تو نے دیکھا ہے کہا ہان
وہ ثمر شجرۂ اسحق اور میوۂ باغ ابراہیم علیہ السّلام ہے کہا اُسکو تو کیونکر چھوڑ آیا ہے کہا سوزان و گریان
غریق بحر بے پایان ہجران صدیق زار زار مثل ابر نو بہار رونے لگے اور کہا یا لیت راحیل لم تلدنے
اے کاش راحیل نہ جنتی مجکو پھر فرمایا تجسے ہوسکتا ہے کہ پیغام مجہ چشیدہ زہر فراق
اُس پیر محنت کشیدہ کو پہونچاوے اعرابی نے کہا بچشم حضرت یوسف نے کہا شرط سفارت
یہ ہے کہ جب زمین کنعان مین پہونچے حوالی منازل یعقوب مین اُترے اور اتنا صبر کرے کہ ایک
پہر رات آجاوے اور غوغا اور ہنگامہ اہل دنیا کا کم ہووے اور یعقوب بھی اپنے وروظائف سے فارغ ہووے

اسوقت

اسوقت اسکے صومعہ مین جاکر حدیث تمادی ایام فراق اور حکایت توالی لیالی اشتیاق معرض بیان
لاکر کہا أیها المتوسم الأدیب هذه رسالة والدك المظلوم الکئیب هذه رسالة من کلیلك
الغریب اے اعرابی مجکو دیکھ لے اور میرا حلیہ صفحۂ ضمیر پر ثبت کرلے اور جو کچھ تونے دیکھا ہے اور سنا ہے بعرض
یعقوبؑ پہونچا اور میرے والد بزرگوار کو میرے حال سے آگاہ کر اعرابی اپنی مہم کو سرانجام دیکر مصر سے
باہر گیا اور بعد قطع مراحل منازل آل یعقوب مین پہونچا اور اتنا توقف کیا کہ پہر رات گذری پھر بیت
الاحزان یعقوب مین جاکر پیغام یوسف پہونچایا حضرت یعقوب اپنے کلبۂ احزان سے باہر آئے اور کہا لبیک
لبیک یا عبد اللہ من این قدمت اور دیر تک بیہوش رہے جب افاقہ ہوا اعرابی نے حق القدوم اور
مزد سفارت مین اجازت چاہی حضرت یعقوب نے دست نیاز اٹھا کر کہا ألا أسألك الله لك العافیة
ویجعلك من رفقائی فی الجنة پھر حضرت یعقوب نے چاہا کہ اس سر کو افشا کرین جبرئیل امین نازل ہوئے
اور کہا اجازت رب العزت نہین کہ تم بعد ذکر یوسف زبان پر آؤ اور یہ راز پنہان مکشوف ہووے
حضرت یعقوبؑ نے فرمان سیاست آمیز سنکر زبان سخن کام خاموشی مین کھینچی ۔ اور مہر سکوت اپنی لب حق
گو پر رکھکر ارادہ مصمم کیا کہ بعد ازین بساط حدیث یوسف طے فرماوین اور اس گنج شادی کو کنج دل مین
پوشیدہ رکھین مگر ایک دن کہ کچھ غنودگی آگئی تھی یوسف کو خواب مین دیکھا گمان کیا کہ نسیم صبح
وصال چلی اور شب تیرہ ہجران نے روئے نقاب مین کھینچا اور تعاقب خاطر خطیر انکی نے بخیال جمال یو
آرام پایا جب خواب سے آنکھ کھلی اس قرۃ العین کو نہ پایا فریاد یا اسفاہ بلند کی اور یوسف کو پکارا
اسی وقت عقل دور اندیش نے خبردار کیا کہ یہ فرمان ربانی یوسف کا نام کیون لیا حضرت نے کفارۂ
فراموش کاری مین مشت خاک سے بنا بر عذر خواہی وہان گوہر افشان کو آلودہ کیا اور فی الحال جبرئیل
پہونچے اور پیغام پہونچایا کہ باری تعالی فرماتا ہے کہ بنا بر اس حرکت کے کہ میرے فرمان پر تونے رکھی قسم ہے
اپنی عزت اور جلال کی کہ اگر یوسف مرگیا ہوتا تو مین اسکو دوبارہ زندہ کردیتا کہ آنکھین تیری اسکے شمع جمال
سے روشن اور کلبۂ احزان تیرا اسکے قامت طوبی مثال سے گلشن ہوتا حضرت یعقوبؑ نے کہ مژدہ وصال ورنوید
جمال پسر مفقود الخبر اور معدوم الاثر کا سنا سجدہ کیا اور مراسم شکر گزاری قیام فرمایا اور پیوستہ اپنے فرزند کی فراق
مین روزگار تلخ با امید وصال موعود با بیت ولعل گزارنے لگے القصہ سات برس اسی طرح گذرے اور اس مدت مین حضرت
یوسف نے بہت سی لونڈیون کو زلیخا کی مسلمان کیا اور اسنے بپاس خاطر اور رضاجوئی انکے اس امر کو گوارہ
کیا ولیکن جتنا کہ وہ انکی صحبت کی راغب تھی اتنی ہی وہ نفرت کرتے تھے حتی کہ اس عرصۂ دراز مین ایکدفعہ بھی
انہون نے نظر التفات سے اسکو نہ دیکھا اور ہمیشہ گریزان رہے ۔ اور جبکہ زلیخا اپنی دایہ سے گلہ کیا کرتی اور کہا
کرتی کہ یہ میری طرف التفات نہین کرتا اور اصلا میری جانب نظر نہین ڈالتا اور آخر دایہ کو حضرت یوسفؑ کے
پاس بھیجتی تھی اور یہ وہان جاکر سخنان نصیحت کیا کرتی تھی لیکن ہرگز کوئی بات اسکی قبول نہین ہوتی تھی

بلکہ حضرت درجواب کہدیتے تھے کہ زلیخا سے کہدینا کہ ایسا اپنے دل میں خیال نرکھے کہ میں فرمان خدا سے باہر
نہیں ہونے کا اگرچہ میں غلام زرخرید ہوں لیکن چونکہ عزیز نے مجھکو فرزندی میں لیا ہے اور اپنے گھر میں امین
جانکر رکھا ہے میں اُسکے گھر میں کیونکر خیانت کروں اس سبب سے معذور ہوں جب زلیخا کی طاقت
طاق ہوئی دایہ کے خیال میں ایک تدبیر آئی اور زلیخا سے کہا کہ اگر ایک مکان دلربا کہ اُسمیں ہر جگہ تیری
اور یوسفؑ کی صورت باہم منقش کھینچی ہوئی ہووے بنوا اور وہاں میں یوسفؑ کو لاؤں جب وہ تیری
صورت اپنی صورت کے ساتھ ہم آغوش دیکھے شاید کہ اُسکا دل تیری طرف مائل ہووے اور آسانی
تجکو اسکا وصال حاصل ہو چنانچہ بمصلحت دایہ ایک نہایت دلکش بنوائی کہ فرش اُسمیں سنگ مرمر کا تھا
اور در و دیوار اسکے موصل اور عاج اور آبنوس کے تھے اور اُسمیں سات خانے اچھے ساتھ دریچے تھے اور
اور ساتوں در جن میں چالیس ستون ہونے کے مرصع لگائے تھے اور تمثال جانوران زیبا اُنپر نقش تھیں اور
صحن میں اُنکے طاؤس زریں کرسی میں اور پر اُنکے مرصع جواہر اور رنگین اور اُسمیں ایک درخت کہ تنہ اسکا چاندی
کا اور شاخیں سونے کی اور پتے فیروزے کے اور ہر شاخ پر جانور بیٹھا ہوا کہ بال اُسکے زمرد کے اور چونچ
اُسکی لعل کی اور ہر جگہ شکل یوسفؑ اور زلیخا کی ہم آغوش کھینچی ہوئی جب یہ مکان تیار ہوا زلیخا نے
اُسکو دیکھا اور مہر یوسفؑ نے اُسکے دل میں از سر نو جوش کیا پھر اپنے تئیں آراستہ کرکے اور حضرت یوسفؑ
کو بلا کر اور ہاتھ اُنکا پکڑ کر بصد افسوس خانہ اول میں لیگئی اور اُسکے دروازے کو قفل دیدیا اور ہر چند باتوں سے
فریفتہ کیا اصلا راضی نہ دیکھا پھر دوسرے خانہ میں لے گئی اور اُسکے دروازے کو بھی مقفل کیا تا آنکہ ساتوین
خانہ میں لائی اور ہر خانہ میں قفل دیدیا چونکہ حضرت یوسفؑ اپنا سر جھکائے ہوئے تھے اور اُسکی طرف نہ دیکھتے
تھے اتفاقاً حضرت یوسفؑ کی فرش پر نظر پڑی اپنی صورت اُسکی صورت کے ساتھ ہم آغوش دیکھی وہاں سے
نظر پھیر کر اوپر دیکھا وہاں بھی اسی طرح مشاہدہ کیا پھر داہنے اور بائیں طرف اسی طرح ہم آغوش آپکو
پایا پھر ناچار ہو کر بے اختیار زلیخا کی طرف دیکھا اُسکے حسن و جمال پر حیران ہوئے زلیخا نے کہا اگر
ایکبار مجھ دل افگار کی طرف دیکھو اور میرے اوپر رحم کرو اور مجھ ناکام کو باکام لاؤ تو کیا ہو جاویگا حضرت
یوسف علیہ السلام نے کہا مجھکو دو چیز کا ملاحظہ ہے ایک عذاب خدا سے اور دوسرے قہر عزیز سے کہا
جو کچھ کہ میرے پاس خزینہ اور دفینہ ہے صدقے میں دیدونگی کہ اُس سے تیرے گناہ کی تلافی ہو جاویگی
اور عزیز کو ایسا شربت پلا دونگی کہ قیامت تک بستر خواب سے نہیں اٹھنے کا غرض اسی طرح
حضرت یوسفؑ کو فریفتہ کرتی تھی اور یہ اُسکی باتوں کو رد کرتے تھے تا آنکہ زلیخا نے خنجر کھینچا
اور کہا اگر تو میری کام روائی نہیں کرنے کا تو میں اپنے تئیں اس خنجر سے مار ڈالونگی اور
جب عزیز مجھکو تیرے آگے مرا ہوا دیکھے گا تو تجھکو مار ڈالے گا حضرت یوسفؑ نے کہا اے زلیخا
مجھسے یہ ہرگز نہیں ہونے کا اُسکو تاثیر نہوئی اور حضرت یوسفؑ کو بھی وسوسہ خاطر میں پہونچا کہ

کہ اس سے انکی عصمت نہ رہی ولیکن انتظار تھا کہ دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے تا آنکہ عنایت ربانی دستگیر ہوئی قال اللہ تعالیٰ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأٰى بُرْهَانَ رَبِّهٖ ارباب تالیف سے درباب قصد اور سبب توقف مطلوب زلیخا کے کہ وہ سبب برہان ربانی اور تجلیات الٰہی تھا کئی قول منقول ہیں ایک جماعت کہتی ہے کہ درمیان یوسفؑ اور زلیخا کے ایک ہاتھ پیدا ہوا کہ اسکی ہتھیلی پر تین سطریں عربی لکھی تھیں سطر اول وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ اور دوسری سطر وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى إِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا اور تیسری سطر وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ اور بحر المواج میں لکھا ہے بعضے کہتے ہیں ناگاہ حضرت جبرئیل بصورت یعقوبؑ ظاہر ہوئے اور انگلی دانتوں میں رکھکر کہا کہ یعقوبؑ نزد وہ کو ارادہ زنا نہایت معیوب ہے اور بعضے کہتے ہیں اسرافیل تھے اور انھوں نے کہا اِسْمُكَ مَكْتُوْبٌ فِي الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتَ تَعْمَلُ عَمَلَ السُّفَهَاءِ یعنی نام تیرا دفتر انبیا میں ہے اور جو عمل کہ تو کرنا چاہتا ہے عمل بیوقوفوں کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اس مکان میں ایک لڑکا شش ماہہ یا چہار ماہہ گہوارہ میں تھا کہ وہ خالہ زادہ عزیز کا تھا اسنے آواز دی کہ اے یوسفؑ یہ عمل تجکو سزاوار نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ کو چھت پر لکھا ہوا نظر آیا وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى یعنی زنا کے نزدیک نہ جاؤ اس ممانعت کی ہیبت سے پیچھے ہٹ رہے اور بعضے کہتے ہیں جو دیوار کہ حضرت یوسفؑ کے برابر میں تھی اسپر نقش دیکھا وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى إِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا یعنی اور مت نزدیک جاؤ زنا کے تحقیق وہ ہے بیحیائی اور بری راہ ہے جب دوسری دیوار کیطرف دیکھا یہ آیت وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ اور یہ بھی یعنی تمھاری کردار اور گفتار پر فرشتے نگہبان ہیں مشاہدہ کیا پھر اور تیسری دیوار پر ملاحظہ کیا وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ یعنی ڈرو اس دن کے عذاب سے کہ رجوع کروگے تم اس دن میں طرف خداتعالیٰ کے مرقوم دیکھا اور جب نظر چوتھی دیوار پر پڑی نقش يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ دیکھا یعنی جانتا ہے خداتعالیٰ خیانت چشم اور جو کچھ کہ پوشیدہ کیا ہے سینوں تمھارے میں یعنی ضمائر اور اسرار سب جانتا ہے معائنہ کیا اور جب سر نیچے جھکایا تو إِنَّنِيْ مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرٰى یعنی بدرستیکہ میں تمھارے ساتھ ہوں اور دیکھتا ہوں مرقوم زمین پر پایا اور جب پھر اور دیکھا تو خداتعالیٰ نے صورت حضرت یعقوبؑ اور بقول بعضے صورت عزیز ہچاننے کے واسطے اشارہ کرتی ہوئی انکی نظر میں لایا اور بعضے کہتے ہیں کہ زلیخا نے جب انکو راغب پایا تو جلد اٹھکر پردہ طاق زرنگار کہ اس عمارت کے ایک گوشہ میں تھا چھوڑ دیا حضرت یوسفؑ نے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے کہ مجھسے تو نے چھپائی زلیخا نے کہا کہ میں ایک بت ہے کہ تمام بدن اسکا سونے کا ہے اور آنکھیں گوہر کی اور اندر اسکے مشک اذفر بھرا ہے اسکو جب سے پیدا ہوئی ہوں پوجتی ہوں اب یہ پردہ اسکے اوپر ڈال دیا ہے کہ مجھے [illegible]

تو دیکھتا ہے یہ نہ دیکھے حضرت یوسف نے کہا کہ تو اس بت بے حس اور بے ادراک سے شرمناک ہے دیکھین تجھسے
زیادہ سزاوار ہون کہ اپنے خدائے دانائے نہان و آشکار اسے شرم کرون کیا خوب تو اس تجھسے شرمناک
ہووے اور مجھکو ایزد پاک سے شرم نہ آوے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ
کہتا ہے ای یوسف اگر تو یہ کام کریگا تو تیرا رتبہ نبوت کا تنزل ہو جاویگا ـ بہر تقدیر حضرت یوسف بعد اس
تنبیہات نمایان اور ہدایات فراوان بالہام ربانی باہر کی طرف متوجہ ہوئے جس دروازہ پر کہ پہونچتے تھے
خود بخود وہ دروازہ اور قفل کھلجاتا تھا اور زلیخا پیچھے پیچھے دوڑتی تھی اور گرتی پڑتی تھی لیکن آپکا پیچھا
نہ چھوڑتی تھی تا آنکہ دروازہ آخر پر حضرت یوسف آ گئے اور انکا دامن پکڑ لیا مگر حضرت یوسف کو دکر [illegible]
کر اس دروازے مین سے بھی باہر ہوئے لیکن دامن پیچھے سے پھٹ گیا جب باہر آئے تو عزیز نے حضرت یوسف
آشفتہ اور پریشان حال دیکھا پوچھا کیا حال ہے حضرت یوسف نے از روئے حسن ادب کچھ ایسا جواب
دیا کہ آئین افشائے راز نہوا عزیز از سر مہر کہ تھا اس پری چہرہ کا ہاتھ پکڑ کر گھر مین لیگیا جب زلیخا نے انکو دیکھا
اسکے خیال مین آیا کہ یوسف نے میرا احوال بالیقین کہدیا ہوگا عزیز سے کہا یہ غلام کہ جسکو تو نے ناز و اکرام
کے ساتھ پرورش کیا ہے مین سوتی تھی کہ میرے یہ سرہانے آیا اس خیال مین کہ مین اس سے آگاہ نہون
اور یہ اپنا مطلب مجھسے حاصل کرے جب اسنے مجھپر ہاتھ دراز کیا مین جاگ اوٹھی تو یہ ہراسان
ہو کر بھاگا اور مین اسکے پیچھے دوڑی کہ اسکو پکڑ لون یہ میرے ہاتھ سے نکل گیا اور اوسکا دامن
میرے ہاتھ مین آگیا قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ کہا زلیخا
کیا سزا ہے اسکی جو ارادہ کرے ساتھ جورو تیری کے برائی کا مگر یہ کہ قید کیا جاوے یا عذاب دردناک
چکھایا جاوے عزیز نے حضرت یوسف سے کہا کہ عوض میری پرورش اور رعایت کا یہی تھا
کہ خیانت میرے ناموس کی تجھسے ہووے حضرت یوسف نے کہا اے عزیز زلیخا میرے اوپر افترا
ہے مجھکو زبردستی آپ لیگئی تھی مین وہان اسکے پاس سے بھاگا اور یہ میرے پیچھے دوڑی اور
میرا دامن پھاڑ ڈالا ـ عزیز نے اپنے دل مین خیال کیا کہ جب سے یہ غلام میرے گھر مین ہے ہرگز
اس سے کوئی خیانت نہ دیکھی اور دروغ اسکے منھ سے نہ سنا حیران ہو کر یہی کہا اے یوسف
اس اپنے دعوے پر کوئی گواہ رکھتا ہے حضرت یوسف نے جھولے کی طرف اشارہ کیا
عزیز نے کہا یہ چار مہینے کا لڑکا کیا کہسکے گا حضرت یوسف نے کہا اللہ تعالے قدرت
رکھتا ہے کہ اسکو گویائی عطا فرماوے اور یہ باتین کرنے لگے اور میرے کلام صداقت
نظام کی تصدیق کرے سبعین مین لکھا ہے کہ عزیز نے اس لڑکے سے پوچھا
کہ تو نے کیا دیکھا ہے بتا مجھے بقدرت ربانی وہ لڑکا گویا ہوا اور کہا یوسف
سچ کہتا ہے اور تفسیر معالم اور مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ وہ لڑکا خالہ زادہ زلیخا کا تھا

اور بعضے کہتے ہیں اُسکے چچا کا بیٹا تھا اور بحر المواج میں ہے کہ بعضی کہتے ہیں کہ زلیخا کی خالہ کا بیٹا تھا اور
دانا تھا کہ گفتار اور کردار اُسکے معتمد علیہ تھے کہ بادشاہ اور عزیز مصر اپنے کاموں میں اسکی طرف رجوع
کرتے تھے اور بعضے کہتے ہیں ایک مرد تھا کہ عزیز کے پاس ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک
صغیر تھا کہ کلام کرنے سے عاجز تھا بطریق خارق عادت زبان اسکی کھلی اور پاکی حضرت یوسف علیہ
السلام پر گواہی دی اور بعضے کہتے ہیں ایک مخلوق تھی نہ انسی جنی خدا نے اُسکو بھیجا کیا تعجب
کہ تابدہ جائے حضرت یوسف علیہ السلام پر گواہی دیوے بہرحال جو کوئی تھا اُسی گھر میں کا تھا کہ اُسنے
گواہی دی جیسا کہ باری تعالیٰ فرماتا ہے وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِن كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن قُبُلٍ
فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَإِن كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ
الصَّادِقِينَ ۝ فَلَمَّا رَأَىٰ قَمِيصَهُ قُدَّ مِن دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِن كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ یعنی
اور گواہی دی گواہ نے اہل اُسکی سے اگر ہے کرتا اُسکا پھٹا ہوا آگے سے تو سچ بولی وہ عورت اور
مرد جھوٹوں سے ہے اور اگر ہے کرتا اُسکا پھٹا ہوا پیچھے سے جھوٹی ہے عورت اور وہ ہے سچوں
سے پس جب دیکھا کرتا اُسکا پھٹا ہوا پیچھے سے کہا تحقیق یہ مکر تمہارا ہے تحقیق مکر تمہارا بڑا
ہے۔ الغرض عزیز نے اُس سے پوچھا تو کیا کہتا ہے وہ گویا ہوا اور کہا دیکھو اگر پیراہن یوسفؑ
آگے سے پھٹا ہوا ہے تو زلیخا سچی ہے جب عزیز نے اُس سے یہ بات سُنی اور پیراہن کو دیکھا
معلوم ہوا کہ پیچھے پھٹا ہوا ہے زلیخا کی طرف دیکھکر کہا یہ سب تیرے مکر و فریب ہیں پھر ارادہ
کہ زلیخا کو مار ڈالے اور حضرت یوسفؑ کو قید خانہ میں بھیجے اُس لڑکے نے کہا اے عزیز
اگر ایسا کریگا تو رسوا اور خراب ہوگا یہ سنکر عزیز نے کہا اے یوسفؑ اس امر کو پوشیدہ رکھ اور
کسی سے ظاہر نہ کر اور اے زلیخا تو اس فعل سے استغفار کر اور کہتے ہیں کہ یہ سخن بعد تین دن زلیخا
کے سب میں مشہور ہوا اور زبان زد خلائق ہوا اور مصر کی عورتیں زلیخا کو طعنہ دینے اور عیب رکھنے
لگیں کہ عجب گمراہی اسنے اختیار کی اور کمال نالائق ہے کہ اپنے غلام پر عاشق ہوئی ہے اور تمام
زنان اسپر کہ وہ گریزان ہے جب زلیخا نے سنا کہ عورتیں مجھکو ملامت کرتی ہیں اُسنے دعوت کی اور
اپنے گھر میں بلایا اور ہر ایک کو جدا جدا کرسیوں پر بٹھایا اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک ترنج یا لیموں
اور ایک ایک چھری دی اور کہا جب میں اسکو لاؤں اور تم اسکو دیکھو اور اپنے اپنے ترنج
کو کاٹنا پھر زلیخا حضرت یوسفؑ کو آراستہ کرکے انکے آگے لائی اُنکو دیکھتے ہی سب بیہوش
ہوگئیں اور ترنج کی جگہ اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور حیران رہیں جب حضرت
یوسفؑ چلے گئے تو یہ ہوش میں آئیں کہا یہ بشر نہیں ہے بلکہ فرشتہ ہے زلیخا نے کہا
یہ ہے کہ جس کے عشق میں تم مجھکو ملامت کرتی تھیں کہا بسبب اسکے عشق کے تو سزاوار ملامت

نہیں ہے بلکہ اس نظر سے کہ ایسا نازنین کہ تیرے گھر میں ہے اور تو بھی حسن و خوبروئی رکھتی ہے اور اسپر بھی تو نے اتنی مدت میں اسکو اپنا فریفتہ نہ کیا البتہ لائق طعن و تشنیع ہے زلیخا نے کہا میں نے بہت سی کوشش کی لیکن یہ میری طرف ہرگز التفات نہیں کرتا اور میرے ساتھ مشغول نہیں ہوتا اب میں تنگ آئی ہوں اگر میں بعد ازین مجھے ناکام رکھیگا تو میں اسکو ضرور قیدخانے میں بھیجدونگی اونھوں نے کہا پھر اسکو ہمارے پاس بلا کہ ہم اسکو نصیحت کریں شاید ہمارے کہنے سے تیری فرمانبرداری کرے اور غرض انکی اس کہنے سے یہ تھی کہ پھر اُس سرو ناز کا نظارہ کریں زلیخا نے پھر حضرت یوسفؑ کو طلب کیا اونھوں نے حضرت یوسفؑ کو اپنے پاس بٹھایا اور ملامت کی اور کہا تو کسواسطے زلیخا کا کہنا نہیں مانتا تو اسکے ساتھ موافقت نہیں کریگا اور اسکا کہنا نہیں مانیگا تو وہ تجھکو قیدخانے میں بھیجدیگی کہ وہ ایک گھر ہے تیرہ و تنگ کہ بھاگتے ہیں آدمی اس سے نہ فرسنگ اور اگر تیری طبیعت راغب اسکی طرف نہیں ہوتی تو ہمارے ساتھ ہمراز اور دمساز ہو کہ ہم بھی خوبصورتی اور حسن میں ماہ منیر اور بے نظیر ہیں جب حضرت یوسفؑ نے اُنسے یہ باتیں سنیں دست مناجات اُٹھایا اور کہا کہ خداوندا قیدخانہ مجھکو دوست تر ہے صحبت ان مکاروں سے خدا تعالی نے دعا اُنکی قبول فرمائی۔ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ عورتیں حضرت یوسفؑ سے بالکل ناامید ہوئیں زلیخا سے کہا بہتر اور صلاح نیک یہی ہے کہ اسکو چند روز زندان میں رکھ شاید یہ تکلیف زندان پہ دلآرام تیرا رام ہووے چنانچہ زلیخا نے عزیز سے کہا میں اس غلام سے بدنام ہوئی ہوں اور طبیعت میری اسکی خدمت سے کراہیت کرتی ہے بہتر اور مناسب یون ہے کہ اسکو چندے قید کرو تاکہ لوگ گمان کریں کہ کچھ گناہ اس سے ہوا ہے اور میں آدمیوں کی ملاقات سے رہائی پاؤں عزیز نے یہ بات قبول کی اور حضرت یوسفؑ کو قیدخانے میں بھیجدیا جب قیدیوں نے اونکو دیکھا خوشیاں کیں اور وہ زندان مثل گلبرگ خندان ہو کر گلستان بنگیا اور زلیخا نے اس شاہ خوبان کیواسطے زندانیان سے کہکر ایک مکان جداگانہ مقرر کروایا اور ایک تخت مرصع اور فرش زیبا اور لباس دیبا کا اُس میں بھجوایا اور معطر کروایا حضرت یوسفؑ وہاں ہمیشہ برسم عادت عبادت میں مشغول رہتے تھے اور زلیخا ہر روز اُنکے واسطے کھانے اور نعمتیں لونڈیوں محرم کے ہاتھ بھیجتی تھی اور ہمیشہ رویا کرتی تھی اور اپنے کیے سے پشیمان تھی اور آپ راتوں کو پنہان اس زندان پر جاتی تھی اور دور سے حضرت یوسفؑ کو دیکھ آتی تھی اور دن کو اپنے کوٹھے پر سے در و دیوار قیدخانہ کو ملاحظہ کر کر اپنے دل مضطر کو تسلی دیتی تھی اور معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ ملک ریان کے دو غلام تھے ایک ساقی اور دوسرا طباخ یا خباز بادشاہ کو بعد نظر بندی حضرت یوسفؑ کے ان دونوں پر ایسا گمان ہوا کہ اُنھوں نے مجھکو زہر دیا ہے حکم کیا کہ انکو قیدخانہ میں رکھو

اور روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ اصل اس واقعہ کی اس طرح پر ہے کہ بادشاہ روم نے ایک سفیر بملک مصر
میں بھیجا اور زر خطیر اور کچھ زہر ہلاہل اسکے ہمراہ کر دیا تھا تاکہ وہ کسی خواص بادشاہ کو اس پر فریفتہ ہو کر کسی
طرح سے شاہ مصر کو زہر کھلا کر مار ڈالے سفیر بادشاہ روم نے بعد از تاکید قواعد صحبت و محبت خوان
سالار اور شرابدار بادشاہ سے صورت واقعہ بیان کی شرابدار نے اس امر میں انکار کیا اور خوان
سالار نے بطمع کثرت زر و جواہر صواب سے منحرف ہو کر اس امر کو قبول کیا اور یہ خبر بادشاہ کو پہونچی
کہ ایک ان دو شخصوں میں سے ایسا ارادہ رکھتا ہے لیکن تحقیق نہوا تھا کہ مرتکب اس امر خطیر کا کون تھا
پس بنابرین حکم دیا کہ دونوں کو قید خانہ میں لیجاویں تا صالح طالح سے اور طیب خبیث سے
ممتاز ہو سکے اور بعضے مورخ لکھتے ہیں کہ بواسطہ ظلم اور تعدی حکم بادشاہ کے اعیان اور ارکان مملکت
اسکی ہلاکت کی یہ تدبیر کی تھی اور آبدار اور طباخ دونوں نے اس خدمت کو بنا بر طمع دنیا قبول تھا انہوں
نے باہم کر مشورہ کیا کہ اس زہر کو کس وقت اور کیونکر کام میں لاویں بعد قرار دادکے اور تصمیم عزیمت
جب دوسرے دن کہ مجلس سلطانی منعقد ہوئی اور مجموع ادوات ضروری فرودی مرتب ہوئے ساقی
کمر بستہ ہو رہا اور خرد و دان تھا بارے ست و تجربہ پیشہ از ظاہر احتیاط ملحوظ رکھکر جب اس محفل میں دور پیاپے
گردش میں آیا قدح شراب کو آلائش زہر سے بچا کر شراب صافی بسان آب زندگانی بجام عیش بادشاہ
میں ڈالی اور بادشاہ نے چاہا کہ کاسہ کو ساقی کے ہاتھ سے لیکر نوش کرے طباخ نے فریاد کی ایہا
الملک زنہار یہ جام اس نافرجام کے ہاتھ سے نہ لینا کہ یہ جام جان گزا ہے نہ طرب افزا بادشاہ نے
وہ قدح نہ پیا اور اسی کے ہاتھ میں دیکر کہا کہ تو پی لے ساقی سارا جام پی گیا اور اسکو کچھ گزند نہ پہونچا
پھر ساقی نے کہا اے بادشاہ میری برات ساحت نظر عافیت سلطانی میں روشن ہوئی اب میں عرض
کرتا ہوں کہ طباخ کہ خاصہ خاص حاضر لایا ہے ارشاد ہو کہ یہ آپہی میں سے کھاوے تا امین اور خائن میں امتیاز
حاصل ہو وے جب خوان سالار ساتھ کھانے طعام کے مامور ہوا اس سے انکار کیا۔ بادشاہ کو معلوم ہوا
کہ یہ طعام زہر آلودہ ہے لاجرم صولت بادشاہی یعنی صورت غضب فرمانروای ریان بن الولید مقتضی
اس امر کی ہوئی کہ معصوم اور مجرم دونوں کو قید کرے کس واسطے کہ اگر طباخ نے جو کہا تھا صرف
از روئے اتہام ہوتا تو اسکے امتحان کو اسی وقت کیوں عرض کرتا اور ساقی اگر نا واقف آمیزش
زہر سے طعام میں ہوتا تو کیوں باعث طباخ کے کھانے کا ہوتا مگر یہ کہ کچھ پہلے سازش آپس میں کی تھی
اور اسوقت کسی مصلحت کے باعث یا بسبب میری بقائے زندگانی کے اون میں نفاق غرض
اشتباہ سے دونوں کو اسی وقت زندان خانہ میں بھیجدیا اور زندان بان نے انکو مقرب بادشاہی
جانکر اس جگہ میں کہ حضرت یوسف علیہ السلام تھے انکو رکھا اور حضرت یوسف کا یہ طریقہ تھا
کہ بعد فراغ عبادت ہدایت محبوسوں میں مصروف رہتے تھے لہذا بعضے ان میں سے

بدولت اسلام مشرف ہوئے اور غمخواری احوال قیدیون مین ہر وقت کوشش کیا کرتے اور
اُنکے خوابون کی تعبیر دیا کرتے اتفاقاً ان دونون قیدیون نے بھی خواب دیکھی کہتے ہین کہ
ساقی نے خواب دیکھا اور طباخ نے نہین دیکھا مگر دونون دیدہ و نادیدہ نے حضرت یوسف کو
امتحان پوچھا ساقی نے کہا مین نے خواب دیکھا ہے کہ ایک باغ مین ایک تاک ہے اور
اُسمین تین خوشے انگور کے ہین اور خاص کاسہ بادشاہ کا میرے ہاتھ مین ہے اور مین اُس
کاسے مین ان انگورون کا شربت بادشاہ کے پینے کے واسطے نچوڑتا ہون اور طباخ باخبار نے
کہا مین نے یہ خواب دیکھا ہے کہ باورچیخانہ مین روٹیون کا دستارخوان اپنے سر پہ لئے ہوئے ہون
اور جانور آتے ہین اور اُسمین سے روٹیان لے جاتے اور کھاتے ہین خبر دے ہمکو ان دونو
خوابون کی تعبیر ہم لوگون سے کہتے ہین پہلے ان دونون کو مسلمان کیا اور کہا ایک کہ تم مین سے بادشاہ
کا ساقی ہے تین دن کے بعد خلاصی پاویگا اور چھوٹ جاویگا اور بادشاہ کو جسطرح پہلے شراب پلاتا
تھا اسی طرح اپنی خدمت پر مامور ہوگا۔ اور دوسرا طباخ ہے اُسکو دار پہ کھینچینگے اور جب ایک
مدت گذر جائیگی تو جانور اُسکے سر اور کلہ کو کھاوینگے پھر طباخ نے کہا مین نے دروغ کہا ہے اور کچھ
خواب نہین دیکھا حضرت یوسف نے کہا اسی طرح پر حکم دیا گیا جسطرح مین نے کہا ہے اسکے خلاف
نہین اور ساقی سے کہا جب تو بادشاہ پاس جاوے تو مجھ بیکس کو یاد رکھ کر جتنا تجھسے ہوسکے میرا
احوال عرض کرنا کہ اتنی مدت سے غلام عبرانی محبوس ہے اور فوائد تنعم اور تلذذ اس جہان سے محروم اور
مایوس شاید کہ مجھکو اس بلا سے رہائی دیوے اور خلاص کرے جب تین دن گذرے بادشاہ نے
آدمی بھیجا کہ طباخ بداخبار کو کہ خیانت اُسکی ثابت ہوئی تھی دار پر کھینچو اور ساقی کو امانت اُسکی
اثبات کو پہونچی تھی اپنے پہلے منصب پر مامور ہوا لیکن وہ رتبہ قرب شاہ پر پہونچا اُسی طرح
وہ ساعت بادشاہ کو پلایا کیا اور اُسکو شیطان نے احوال حضرت یوسف سے غافل کر دیا اور
بالکل انکا حال ظاہر کرنا بھول گیا اور کئی برس تک اُسکو یاد نہ آیا۔ معالم التنزیل مین حسن بصری
سے نقل ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیل قید خانہ مین آئے اور حضرت یوسف نے اُنکو
پہچانا اور کہا کہ یا اخا المرسلین کیا سبب ہے کہ مین تمکو قید خانے مین دیکھتا ہون
حضرت جبرئیل نے کہا یا طاہر الطاہرین حضرت رب العالمین نے تمکو سلام بھیجا ہے
اور فرمایا ہے کہ شرم تمکو نہ آئی کہ آدمی کو سبب رہائی جانا اور اپنا شفیع اُسکو گردانا قسم ہے مجھکو
اپنے عزت اور جلال کی کہ مین تمکو چند سال اور زندان مین رکھونگا حضرت نے کہا اس صورت
مین مجھسے راضی ہے کہا ہان کہا اب کچھ خوف نہین۔ پھر حضرت یوسف نے کہا اے جبرئیل
خدا تعالےٰ نے مجھکو رنج اور ذلت غلام ہونے کی دی پھر محنت زندان کی مجھپر کس واسطے

کہا

کہا کہ یا رب میرے نزدیک زندان دوست تر ہے صحبت زنان مکار سے اختیار پروردگار نے کیون نہ چھوڑا اور عافیت مگر زنان اور زندان سے کیون نہ چاہی اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ جبرئیل بروائش بارگاہ کبریائی ہوسے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد اُنکے پاس آئے کہ قادر مطلق نے پوچھا ہے کہ تمکو کتم عدم سے عرصہ وجود مین کون لایا اور بعد اُسکے محبوب پدر مہربان تمھین کسنے کیا اور پس ازان قعر چاہ تاریک سے کون تمکو نکال لایا اور علم تعبیر خواب کسنے تمھین سکھایا اور وشمنہ فاسد نسبت زلیخا کے کسنے تیری خاطر سے مٹایا اُنھون نے کہا سب خدا تعالے نے اپنے فضل و احسان سے کیا اور اس بندۂ شرمندہ کو نوازا جبرئیل نے کہا کہ باریتعالے ارشاد کرتا ہے کہ باوصف اقرار چندین عنایات میری کے کیون تم رجوع والتجا اپنے ہمصورت اور ہمجنس سے لائے اسکی مکافات مین دیر تک قید رہو گے پھر اُنھون نے عرض کیا کہ راضی برضاے خدا تعالی ہون پھر کہا ای جبرئیل کچھ تمکو میرے باپ کی خبر ہے کہا بیت الاحزان مین جاکر بیٹھا ہے اور ملنا جلنا آدمیون سے ترک کر دیا ہے اور اندھا ہو گیا ہے اور سواے رونے کے تیرے فراق مین کچھ کام نہین رکھتا حضرت یوسف نے کہا میرے باپ کو کسواسطے میرے فراق مین مبتلا کیا کہ یہان تک اُسکی نوبت پہونچی حضرت جبرئیل نے کہا تیری دوستی کے سبب کہ حق تعالے نہین پسند کرتا کہ کوئی سواے اُسکے کسی کو دوست رکھے حضرت یوسف نے کہا کہ اُسکو رنج کے عوض مین کچھ اجر ہوگا کہا ہر روز اُسکو ایک شہید کا ثواب دیتے ہین کہا تو کچھ خوف نہین ہے صاحب کشاف کہتا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل سے پوچھا غم و اندوہ یعقوبؑ کا واسطے یوسف مین کس مرتبہ تھا کہا برابر ستر مادر فرزند مردہ کے یعنے برابر ان ستر ماؤن کے کہ ایک ایک کا فرزند مر گیا ہو پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسکو کسقدر مزد دیتے ہین کہا سو شہید کا مزد البتہ کوئی برابر یعقوبؑ کے آتش مفارقت مین چالیس برس تک نہ جلا اور مدارک مین لکھا ہے اسی برس تک فراق اُس یگانہ آفاق سے تا زمان وصال آن فرخندہ خصال حضرت یعقوب کی آنکھ سیلانی گریہ سے خشک نہوئی اور بار ہجر سے اُنکی پیٹھ خم ہوئی

فصل تیسری

بیچ سبب ہونے حضرت یوسف علیہ السلام کے عزیز مصر کا اور رجوع لانا دولت و اقبال کا طرف اس حمیدہ خصال کے قولہ تعالے فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ یعنی پس رہا یوسف بیچ قیدخانہ کے کئی برس تفسیر مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ بعد خلاص ہونے ساقی کے قیدخانے سے سات برس حضرت یوسف زندان مین رہے اور مشہور یون ہے کہ اول سے آخر تک دس یا بارہ برس ہی اور معالم مین لکھا ہے کہ پانچ برس پہلے اوس سے رہے اور سات برس پیچھے اُسکے جب یہ مدت محنت کی بسر ہوئی ملک ریان نے خواب دیکھا اور صبح کو حکیمون اور ندیمون کو طلب کیا وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ

سبع بقرات سمان یاکلہن سبع عجاف و سبع سنبلات خضر و اخر یابسات یا ایہا الملاء
افتونی فی رؤیای ان کنتم للرؤیا تعبرون ۞ یعنے اور کہا بادشاہ نے تحقیق میں دیکھتا ہوں سات
بیل موٹے کھائے جاتے ہیں انکو سات دُبلے اور سات بالیاں سبز اور سات سوکھے اے سردار جواب دو
مجکو بیچ خواب میرے کے اگر ہو تم واسطے خواب کی تعبیر کرتے قالوا اضغاث احلام وما نحن بتاویل
الاحلام بعالمین کہا انہوں نے یہ ہیں خواب پریشان اور نہیں ہم ساتھ تعبیر خوابوں پریشان کے
جاننے والے اور جو کہ خواب شوریدہ اور محال ہو اُسکا فراہم آورندہ وہم و خیال ہوتا ہے ہم ایسے خواب تعبیر
نہیں جانتے۔ ساقی کو کہ حاضر الوقت تھا یہ ماجرا سُنکر رویا تعبیر صحیح دینے حضرت یوسف کی یاد آئی کہا
اے بادشاہ میں نے اور طباخ نے خواب زندان میں دیکھے تھے اور وہاں یوسف نام ایک شخص ہے اسکے آگے
کہے تھے جسطرح اُسنے ان خوابوں کی تعبیر دی تھی اور کہا تھا اسیطرح ہوا مجکو اُسکے پاس بھیجئے تو اس خواب کو
اُس سے کہوں اور تعبیر پوچھوں یقین ہے جو تعبیر کہ وہ دیگا ویسا ہی ظہور میں آئیگا مالک ریان شادمان ہوا
اور اسکو بھیجا جب ساقی حضرت یوسف کے پاس گیا بہت عذرخواہی کی اور کہا الانسان مرکب من الخطاء والنسیان
تمہارے بیان حال میں مجھسے فراموشی ہوئی حضرت یوسف نے فرمایا تیرا کچھ قصور نہیں تقدیر خداوند تعالی میں
اسیطرح تھا پھر ساقی نے بادشاہ کا خواب انکے آگے کہا حضرت نے کہا سات گاو فربہ اور سات خوشہ سبز
عبارت سات سال سے ہے کہ جہان میں فراخی ہووے اور مینہ بہت برسیگا اور کھیتیاں خوب پیدا ہوں اور وہ سات
گاو لاغر اور سات خوشہ خشک اشارت اور سات برس کیطرف ہے کہ انمین قحط شدید اور تنگی مزید ظاہر ہووے اور آدمی
ہلاکت کو پہونچیں۔ ساقی نے خدمت بادشاہ میں آنکر خواب کی تعبیر بیان کی بادشاہ اور تمامی حاضرین بارگاہ حیران
رہے بادشاہ نے چاہا کہ اپنے کانوں سے اسکا بیان سُنے زندانیان اور ساقی سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے اور سیرت
اُسکی کیسی ہے اور کیا کام کرتا ہے کہا ایک جوان ہے دانا اور خوبرو نیک خو عزیز کا غلام کہ اسکو مالک سے
بقیمت گران خریدا تھا وہ کہتا ہے کہ مجکو بے گناہ زندان میں رکھا ہے اور میں غلام نہیں ہوں بلکہ حر اور پیغمبرزادہ
ہوں میرے بھائیوں نے مجھے حسد سے لیجا کر میرے باپ سے جدا کر بیچ ڈالا ہے اور نماز بانیاز گذارتا ہے اور بندگی خدا اپنا
ہر وقت بجالاتا ہے اور تسبیح اور تہلیل کہتا ہے اور ہمیشہ راہ فکر و ذکر طے کرتا ہے اور غمخواری قیدیوں کی کرتا ہے اور
جو کچھ اسکو زلیخا کے گھر سے آتا ہے محتاجوں کو دیتا ہے پھر بادشاہ نے عزیز کو بلایا اور کہا کہ یہ جوان کہ جسکے نشان
دیتے ہیں اور اسکی تعریف اور توصیف کرتے ہیں اور اُسکی اصالت اور نجابت پر دلیلیں ظاہر ہیں اُسکو کسواسطے
قید خانے میں رکھا ہے عزیز نے کہا میں نے اُسکو فرزندی میں رکھا تھا اور اُس سے کوئی نہ دیکھی تھی لیکن یہ تہمت
خیانت کہ میرے اہل کے ساتھ معلوم ہوئی تھی اُسکو نظربند رکھا ہے لیکن تحقیق ثابت نہیں ہوا کہ اُس سے کوئی گناہ ہوا ہے
یا نہیں بادشاہ نے کہا جاؤ اور اسکو باکرام تمام لے آؤ جب لوگ حضرت یوسف کے پاس گئے کہا میں نہیں آؤنگا جب تک بادشاہ
حال مجھ بیگناہ سے آگاہ نہیں ہوویگا اور عزیز خوشنود اور راضی نہوگا اور وہ عورتیں جنہوں نے زلیخا کے گھر میں دیکھا ہے

اور بیجا ہے سبب لیموں اپنے ہاتھ کاٹے ہین اُنسے میری حقیقت حال سوال کریگا چنانچہ لوگون نے بادشاہ کو
عرض کیا کہ اسطرح کہتا ہے بادشاہ نے کہا زلیخا اور اُن عورتون کو حاضر کرو اور اُنسے تمام حقیقت پوچھو
بموجب طلب بادشاہ کے زلیخا اور اُن عورتون کو حاضر کیا اور اُنسے حال دریافت سبب نے کہا کہ ہمنے یوسف
سے سوا پاکی اور شرمناکی کچھ نہین دیکھا کا اسوقت سوا سچ کہنے کے فائدہ نہین رکھتا ہے اسنے بھی حضرت یوسف
کی پاکی کے ساتھ اقرار کیا اور کہا مین نے اُسکو اپنے وصل کے واسطے بلایا تھا چونکہ اُسنے میرا مطلب نہ کیا پس
فرط ملامت سے باعث اُسکے قید کے واسطے رفع اپنی بدنامی کے ہوئی بادشاہ نے جب زلیخا اور عورتون
سے یہ باتین سنین حضرت یوسف کے دیکھنے کا زیادہ زیادہ مشتاق ہوا اور کہا حضرت یوسف کو بلاؤ
اور تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ ستر چوبدار ستر گھوڑون پر سوار آراستہ بلباس مکللات قید خانے مین پہونچے تا کہ تعظیم
تمام حضرت یوسف کو لے آوین اور کہتے ہین حکم دیا کہ ایوان بادشاہی تا زندان دو رستہ سپاہ آراستہ ہو کر حضرت
یوسف کی سلامی کے واسطے کھڑی ہوئی جب حضرت یوسف نکلین تمام خاص خاص شہر اُنکی خلعت پہن کر قافلہ کو روانہ ہوئے
تمام سپاہ نے سلامی اُتاری اور جب نزدیک پہونچے تو بادشاہ آپ استقبال کے واسطے آیا اور حضرت یوسف سے بکمال ادب
بغلگیر ہو کر اپنے پہلو مین تخت پر بٹھایا اور بآداب تمام اور باعزاز و اکرام ہمکلام ہوا اور تفسیر بحر المواج اور معالم
التنزیل مین لکھا ہے کہ بادشاہ ستر زبانین جانتا تھا سب نے بالون مین حضرت یوسف سے کلام کیے اور انھون نے
بھی اُنھین زبانون مین جواب باصواب دے اور بادشاہ بکمال شگفتہ اور خندان اور شادان ہوا اور تفسیر
بحر المواج مین لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف نے چاہا کہ مرحمت کرین اور بادشاہ کے پاس سے باہر آوین تب زبان عبرانی مین دعا کی
بادشاہ اس بات کو نہ جانتا تھا نہ سمجھا کہا یہ کون زبان ہے کہا یہ زبان عبرانی ہے میرے باپ دادا کی قوم ہے اور
یعقوب و اسحاق و ابراہیم باہر جانیکے وقت اپنی باتین دعا دیا کرتے اور یہ کلام بھی ایک اور زبان مین کہا اس
زبان کو بھی بادشاہ نہجانتا تھا پھر بادشاہ نے پوچھا کہ یہ زبان کون سی ہے کہا یہ زبان عربی ہے اور زبان اسمٰعیل علیہ
السلام اور میرے چچا اسمٰعیل پسر خلیل کی ہے اور معالم مین لکھا ہے کہ حضرت یوسف جب آتے تھے تو بادشاہ کو زبان عربی مین
سلام کرتے تھے اور پھر زبان عبرانی مین دعا دیتے تھے اور وہب کہتا ہے کہ حضرت یوسف اُسوقت اگرچہ تیس برس کے
تھے بادشاہ نے اُنسے ستر زبانون مین کلام کیا اور اُنھون نے ہر کلام کا اُسی زبان مین جواب دیا اور کچھ زبانین
کہ اُنسے زیادہ ہوئین بادشاہ جلائل فضائل اور خزائن شمائل حضرت یوسف سے متعجب ہوا اور حیران رہا اور
اپنے خواب کی مکرر تعبیر پوچھی اور جواب دلپذیر سنا پھر کہا تدبیر اُن ساتون سال قحط اور وبال کی کیا
ہے حضرت یوسف نے کہا تمام کشور مین منادی کرنی چاہیے کہ ان سات فراخی اور کشایش کے سال مین زیادہ
اور فراخ کھیتیان بہت سی کرین اور جب غلہ کثیر اُنمین پیدا ہووے ہر سال کے موافق اُنکے خرچ کے
نکال کر خرچ کرین بنا بر توشہ آیندہ خوشون مین رکھتے جاوین کہ تباہ اور ضائع نہونے
پاوے اور ہر سال اکٹھا اور جمع ہوتا جاوے معالم مین لکھا ہے کہ بادشاہ ریان کہ از دست

حضرت یوسفؑ مشرف باسلام ہوا اور یہ مواہب علیہ میں در ذیل آیت وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ
مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ یعنی البتہ تحقیق لایا تمہارے واسطے یوسف پہلے سے دلیلیں لکھا ہے اور
بعضے کہتے ہیں کہ ملک ریان کے اسلام لانے کا سبب یہ تھا کہ ایک گھوڑا قیمتی مر گیا تھا اور حضرت
یوسف نے اسکو اپنی دعا سے زندہ کیا تھا اور وہ دیکھتے اس معجزے سے ایمان لایا تھا اور تفسیر
مدارک اور معالم میں لکھا ہے کہ ایک تخت زرین مرصع بجواہر رنگین حضرت یوسف کے واسطے
مقرر کیا اور تاج مکلل سر پر رکھا اور انگوٹھی اپنی در دست یوسف کی اور شمشیر کو حمائل کر کے حضرت کی
گردن میں ڈالا اور کنجیاں خزانوں کی سپرد کیں اور مہار اختیار مملکت شاہ کنعان کو دی اور تمام ملوک
او سلاطین اور اعیان دولت اور ارکان اور قیصر اور لشکر تابع اور فرمانبردار یوسف علیہ السلام کے کر
دیے اور عزیز کو عہدہ وزارت سے معزول کیا کہ یہ تھوڑی مدت میں اس جہان فانی سے کوچ کر گیا
اور بقضائے الٰہی مر گیا۔ زلیخا کو محنت و اندوہ کوہ بر کوہ ہوا اور ایک ویرانے میں جا کر بیٹھ رہی اور
جس کسی سے حضرت یوسف کا قصہ سنتی تھی مال و زر دیتی تھی تا آنکہ جو کچھ اسکے پاس تھا سب تلف
ہوا اور آپ بڑھیا اور نابینا ہوئی اور غم سے خمیدہ قامت ہو گئی اور غلبہ ضعف سے یہاں تک نوبت
پہونچی کہ اسکو ہاتھ میں یعنی ڈولی میں بٹھا کر جس راہ اور راستہ میں حضرت یوسف کی سواری
جاتی تھی رکھ دیتے تھے سنتے آواز سم سمند اس جان جہان سے خورسند ہوتی تھی اور ایک روایت ہے
کہ آخرکار بر سر راہ حضرت یوسف اسنے ایک جھونپڑی بنوائی اسمیں شب و روز با دل پرسوز رہا کرتی تھی
اور کہتے ہیں کہ جب حضرت یوسف باہر آتے تھے کئی ہزار پیادے اور سوار سلاح اور سلاح دار
انکے خدمت میں ہوتے تھے تا آنکہ ایک دن زلیخا نے حضرت یوسف کے آگے ایک آہ سرد دل پر درد
سے کھینچی اور فریاد کی کہ یا کریم ابن الکریم ذرا ٹھہرا اور قصہ پرغصہ اس ضعیفہ کا سنو حضرت نے
جب اسکو دیکھا اور اسکی فریاد سنی باگ گھوڑے کی تھامی اور کہا اے زلیخا کیوں تیرا حال پرملال ہے
کہا جب سے تمنے شاہد ملک کو آغوش میں لیا اور مجکو فراموش کیا لاجرم یہ دیدہ غم دیدہ از بسکہ بہت
گریہ کر روتے نابینا ہوے اور بار غم ہجر سے میرا قد خمیدہ اور دوتا ہوا حضرت نے کہا وہ مال اور
جمال کیا ہوا کہا سب تیری راہ میں برباد اور پائمال ہوا۔ اور مروی ہے کہ زلیخا نے آپکا
ٹھہرنا غنیمت جان کر غایت شوق سے چاہا کہ دست آرزو سے انکا دامن پاک پکڑے آپنے
کوڑا اٹھایا اسنے دنبالہ اسکا پکڑا اور پھونکا دم گرم زلیخا سے فی الحال وہ جلکر شعلہ ور ہوا حضرت
نے خیال کر کے آتش اسکو پھینک دیا زلیخا نے کہا کہ میرے ضبط کو دیکھا چاہیے کہ اسدم
گرم سوزان کو میں نے مدت دراز سے اپنے سینہ بریان میں رکھا اور مطلق خوف جلنے
سے نہ کیا آپ ایک لمحہ بھی متحمل اندک حرارت و سوزش نہوے۔ آپنے فرمایا کہ تو اگر اس الفت مخلوق

عوض خالق کی محبت میں سرگرم رہتی تو کیوں تشنۂ دیدار تیری اوقات گذرتی بلکہ آبِ اسکے احسان
و افضال سے زلال وصال سیراب ہوتی پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اچھا اب خداوند ذوالجلال
والاجلال پر زلیخا ایمان لائی اسوقت پوچھا کہ اب تجھکو کیا حاجت ہے کہا چاہتی ہوں کہ خداے تعالی
پھر مجھکو روشنائی آنکھوں کی اور وہی جمال اور جوانی ارزانی فرماوے تا تمھاری صورت زیبا دیکھوں
اور آپکی خدمت میں مشغول رہوں وحی آئی کہ اے یوسف جو کچھ زلیخا چاہتی ہے چاہ کر با اجابت
مقرون ہوگا پھر حضرت یوسف نے دوگانہ نماز گزار کر سر سجدہ میں رکھا اور دعاے بدرگاہ کبریائی تضرع
کی ہنوز سر سجدہ سے نہ اٹھایا تھا کہ زلیخا نے کہا اے یوسف سر سجدے سے اٹھاؤ جو حاجت
کہ چاہتے ہو اللہ تعالی نے عنایت فرمائی اور کہتے ہیں کہ آنکھیں اسکی بینا ہوگئیں اور جوانی اور
حسن و جمال بروجہ کمال ظاہر اور ہویدا ہوا بلکہ آگے سے زیادہ چندور چند پیدا ہوا پھر حضرت یوسف نے
کہا اب کچھ اور آرزو بھی ہے کہا اب میرا مقصود یہ ہے کہ مجھکو اپنے عقد میں لاؤ اور شربت وصل اپنا
پلاؤ وحی آئی کہ اے یوسف علیہ السلام جسطرح زلیخا کی تمنا ہے اسیطرح کرو اور کسی امر میں خوف و خطر
خیال میں نہ لاؤ۔ چنانچہ حضرت نے جشن خسروانہ ترتیب دیکر بہ قانون خلیل اور دین یعقوب اور بآئین
جمیل اور صورت خوب زلیخا کو اپنے ساتھ منعقد کیا۔ مدارک التنزیل وغیرہ میں بیچ تفسیر وَلَاَجْرُ الْآخِرَةِ
خَيْرٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ کے لیئے اور البتہ ثواب آخرت کا بہتر ہے واسطے ان لوگوں کے
کہ ایمان لائے اور تھے پرہیزگاری کرتے۔ وارد کیا ہے کہ جب حضرت یوسف نے زلیخا کے ساتھ خلوت
کی باکرہ پایا اور اُنسے دو فرزند ارجمند پیدا ہوئے۔ افراہیم اور میشا۔ القصہ جب حضرت یوسف مسند جاہ
و حشمت پر بیٹھے امور مملکت اور مہمات سلطنت میں ایسا انتظام اور بندوبست کیا کہ کوئی آزردہ نہوا
اور بموجب حکم تمام آدمی بزراعت مشغول ہوئے اور اس مصروفیت اور کثرت باریش سے غلہ بہت پیدا
ہوا اور بموجب انکے فرمان کے انبار خانے عالی بنائے اور سات برس میں جو غلہ جسقدر کہ حاصل
ہوا تھا بقدر کفاف اور خرچ اُسمیں سے نکال کر آدمیوں کو دیتے تھے اور باقی اسیطرح خوشوں میں نگاہ
رکھتے تھے تا آنکہ قحط سالی ظاہر ہوئی اور زمین مصر اور شام میں بسبب امساک باران کے تنگی کمال پیدا
ہوئی۔ مصر کے آدمیوں نے حضرت یوسف کیطرف رجوع کی اور تفسیر مواہب علیہ میں لکھا ہے سال اول
میں جتنی۔ نقدی یعنی روپیہ پیسا ہر ایک کے پاس تھا سب دیکر ذخیرہ پادشاہی میں سے غلہ خریدا
اور دوسرے سال میں زر و جواہر اور تیسرے سال میں غلام اور لونڈیاں۔ اور چوتھے سال میں گھوڑا
ٹٹو اور چارپائے۔ اور پانچویں سال میں زمین اور حویلیاں اور باغات۔ اور چھٹے سال میں فرزند اور اولاد
اور پھر کچھ باقی نرہا۔ تو ساتویں سال میں سبھی خط بندگی حضرت یوسف کو دیکے یعنی ہر آدمی غلام ہوگئے اور
اور غلہ لیکر قید حیات میں رہے ورنہ درصورت نایابی سب ہلاک ہو جاتے اور مدارک اور معالم میں لکھا کہ تاثیر سال

مین چار پائے اور چوتھے سال مین لونڈی غلام۔ اور بحر المواج مین لکھا ہے کہ تیسرے سال مین گھوڑا اشتر اور مویشی
اور چوتھے سال مین زمین اور حویلیان اور پانچوین سال مین لونڈی اور غلام اور باقی جیسا کہ مذکور ہوا
پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے صورت حال بادشاہ سے ظاہر کی بادشاہ نے کہا سب تیرے غلام ہین تجکو
اختیار ہے انھون نے سب کو بادشاہ کے سامنے آزاد کیا اور مال و اولاد جو کچھ اُنسے لیا تھا پھیر دیا۔
اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ حکمت کاملہ حکیم مطلق سے نزول بلائے قحط اہل مصر پر اسی واسطے تجویز ہوا تھا تاکہ
لوگ جو انکو بندہ درم گمان کرتے تھے سب اونکی بندگی اور غلامی پر اقرار کرین اور انکا مملوک آپکو سمجھین
اور بعد ازین اونکے باب مین کسیکو انکار کرنے کی مجال اور طاقت نہووے کہتے ہین حضرت یوسف علیہ
السلام مدت قحط مین پیٹ بھر کر نہ کھاتے تھے اور مصاحب اور ندیم انکو کہتے تھے کہ تمام خزانے ملک مصر کے
تمھارے اختیار مین ہین تم کیون بھوکے رہتے ہو تو آپ یہی کہتے تھے کہ مین ڈرتا ہون اس بات سے کہ اگر
مین پیٹ بھر کر کھاؤن شاید بھوکون کا حال بھول جاؤن اور اونکی تدبیر مین بخوبی مصروف نہ رہون
اور پانچوین باب ذخیرۃ الملوک مین لکھا ہے کہ حدیث مین آیا ہے جب حضرت یوسف مسند ثروت پر بیٹھے روز
بروز لاغر اور دُبلے ہونے لگے۔ اور جب لوگ اُنسے اس امر مین سوال کرتے تھے تو چپ ہو رہتے تھے کچھ
جواب نہ دیتے تھے۔ ایک دن جب انھون نے بکمال الحاح اور زاری کہا اگر یہ ضعف بسبب کسی امر نہانی
کے ہے تو حکیم اُسکے علاج مین مشغول ہووین کہا علاج اس مرض کا موجود اور حاضر ہے ولیکن مین نہین کر سکتا
پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے کہا سلطنت اور حکومت مین میرا نفس آرزومند ہے کہ اُسکو روٹی پیٹ بھر کر
دون اور مین نہین دیتا اور صرف اسلیے مشقت اپنے نفس پر پہنچی ہے کہ تا بھوکون اور محتاجون کی موافقت
حاصل ہو اور ڈرتا ہون اس سے کہ مبادا کوئی متنفس ولایت مصر مین بھوکا رہے اور روز قیامت کو اُسکی
جوابدہی مین مجکو گرفتار کرین اور کہین کہ تو حکومت ملکی مین مشغول ہوا اور حال ضعیفون اور محتاجون
بندگان خدا سے غافل رہا **فصل** چوتھی پہونچنا حضرت یوسف کے بھائیون کا ایام تنگی اور قحط مین
واسطے طلب غلہ کے انکے پاس قولہ تعالیٰ وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ
وَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ ترجمہ اور آئے بھائی یوسف کے پس داخل ہوے اُسپر پس پہچانا انکو اور وہ واسطے
اُسکے ناشناس تھے اور مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ جب اثر قحط کنعان مین پہونچا اور اولاد حضرت یعقوب
علیہ السلام تنگ ہوئی کہا اے پدر سنا ہے کہ شہر مصر مین ایک بادشاہ عادل ہے کہ سب قحط زدون کو نوازتا ہے
اور غریبون کا کام بعطائے غلہ اور طعام نکالتا ہے اگر تم فرماؤ تو ہم بھی جاوین اور وہان سے کنعان کے
بھوکون کے واسطے کچھ لاوین حضرت یعقوب نے اجازت دی اور یامین کو کہ برادر حقیقی حضرت یوسف
کے تھے اپنے پاس رکھ لیا۔ اور دسون فرزندون کو ایک ایک اونٹ اور کچھ بضاعت کہ اُس مین پشم
اور پنیر اور روغن اور چلغوزہ اور چوب صنوبر اور تسبیحین اور دھوڑیان تھین دیکر روانہ کیا اور ایک اونٹ

ساتھ بضاعت مذکور بنیامین کا بھی انکو سپرد کیا جب یہ مصر مین پہونچے جواسیس نے حضرت یوسفؑ کو خبر پہونچائی
کہ ایک جماعت کنعان سے غلہ کے خریدنے کے واسطے آئی ہے فرمایا کہ انکو ہمارے پاس لے آؤ جب
دربار مین گئے تو انکو حضرت یوسف نے پہچانا اور انھون نے نہ پہچانا چنانچہ حضرت جبرئیل امین نے
کنوئین مین انکو پیغام ملک العلام پہونچایا تھا کہ اے یوسفؑ تیرے بھائی تیرے پاس آوینگے اور اپنا احوال
تجھسے عرض کرینگے اور سرمو تجکو نہین پہچاننے سکے اور لکھا ہے کہ نہ پہچاننا انکا بسبب طول مدت کے تھا
اسواسطے کہ بقول صحیح چالیس برس واقعہ سابق پر گذر گئے تھے اور یا یہ کہ حضرت یوسف نے پردہ کے پیچھے سے
انکے ساتھ کلام کیا تھا اور بحر المواج مین لکھا ہے کہ بسبب بدل جانے شکل حضرت یوسفؑ کے کہ جب
کمسین تھا اور اب بڑے اور بزرگ ہوگئے تھے یا جب نحیف وضعیف تھے اور اب موٹے اور تازے
ہوگئے تھے انھون نے حضرت کو نہ پہچانا باوجود حدت نظر اور شدت بصر انکی کے خداے تعالے نے انکو
حضرت یوسفؑ کو دکھایا اور پوشیدہ رکھنے حضرت یوسفؑ مین انسے سر اور حکمت رکھی یا بسبب اسکے
کہ حضرت یوسفؑ بادشاہون کی طرح تخت پر بیٹھے ہوے تھے اور لباس خسروانہ پہنے ہوے اور تاج سر پر
اور طوق زرین گردن مین تھا اور تمام ارکان دولت اور اعیان مملکت حاضر تھے ہیبت اور سطوت سے
انکی طرف نہ دیکھ سکے حضرت یوسفؑ نے کہا تم کون لوگ ہو کہ جاسوس معلوم ہوتے ہو کہا معاذ اللہ
ہم پسران یعقوبؑ پیغمبر ہین حضرت یوسف نے پوچھا تمھارے باپ کے کے بیٹے ہین کہا بارہ فرزند تھے ایکو
خورسالی مین بھیڑیا نگل گیا اور ایک کو اُسنے اپنی تسلی کے لیے پاس رکھا ہے اور ہم دس بھائی تیری
ملازمت مین آئے ہین حضرت یوسفؑ نے کہا جسکو تم چھوڑ آئے ہو اُسکا نام کیا ہے کہا بنیامین کہتے
ہین والدہ اُسکی ہنگام ولادت کے راحیل نام رکھتی تھی مرگئی اور باپنے اُسکو بشیر دایہ پرورش کیا اور دریتیم کی
صدف وار اپنی کنار مین رکھا بنیامین مشہور ہوا اور ایک روایت سے اسطرح پر ہے کہ جب حضرت یوسفؑ
نے اپنے بھائیون کو دیکھا خشمناک ہوے اور چاہا کہ اُنسے بدلا لین اور عقوبت کرین وحی آئی کہ اے یوسفؑ
علیہ السلام جیسی اُنھون نے تیرے ساتھ برائی کی ہے اگر تو بھی اونکے ساتھ اُسکے بدلے مین برائی کریگا
تیرے اور انکے درمیان مین فرق کیا ہوگا فی الحال اُنھون نے اُنپر التفات کرنا شروع کیا اور ایک ایک بار
کے عوض مین غلہ دیا قولہ تعالے وَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُم مِّنْ أَبِيكُمْ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي
أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِندِي وَلَا تَقْرَبُونِ ۝ یعنے اور جب
تیار کیا واسطے انکے سامان انکا کہا لے آؤ پاس میرے بھائی اپنے جو باپ تمھارے سے ہے کیا نہین دیکھتے
تم کہ مین پورا دیتا ہون پیمان اور مین بہتر مہمانی کرنے والا ہون پس اگر نہین لاؤگے تم اوس کو میرے
پاس پس نہین پیمان واسطے تمھارے نزدیک میرے اور نہ پاس آئیو میرے قولہ تعالے قَالُوا سَنُرَاوِدُ
عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ۝ یعنے کہا اُنھون نے شتاب دینگے ہم اسکو باپ اسکے کو اور ہم البتہ کرنیوالے ہین

پھر کہا یہان نہین کوئی پہچانتا ہے کیا مصر کے آدمی ہمکو نہین پہچانتے ہین حضرت یوسفؑ نے کہا ایک
تم مین سے یہان رہجاوے اور جاکر پہنچے اس بھائی کو کہ وہان باقی رہگیا ہے لے آوین تا تمہارا حال
ظاہر ہو اور تحقیق و تصدیق تمہارے کلام کی ہووے اور اشتباہ جاسوسی تمہاری کا جاتا رہے اور
اور نظر بہر راست گفتاری رعایت بہت کیجاوے انھون نے قرعہ پھینکا اور انمین شمعون کا نام نکلا یہ
وہان رہا اور باقی تو بھائی بنیامین کے لانے کے واسطے روانہ ہوے قولہ تعالی وقال لفتیانہ اجعلوا
بضاعتہم فی رحالہم لعلہم یعرفونہا اذا انقلبوا الی اہلہم لعلہم یرجعون اور کہا واسطے جوانون اپنے
کے رکھدو پونجی انکی بیچ شلیتون انکے کے کہ وہ پہچانین اسکو جب پھر جاوین طرف لوگون اپنے کے شاید
کہ وہ پھر آوین یعنے حضرت یوسفؑ نے محافظان خرمن غلات کو کہا جو بضاعت کہ آنتنے لی ہی اسکے
عوض مین ایک ایک اونٹ گیہون سے لاد کر حوالے کردو اور یہ بضاعت انکی ہر بار گندم مین چھپا
رکھدو کہ انکو خبر نہووے اور یہ اسواسطے تھا کہ حضرت یوسفؑ جانتے تھے کہ میرے باپ کے پاس اسکے
سوا اور سرمایہ نہین ہے پھیر دیا چاہیے یا یہ کہ جب یہ اپنے گھر مین جاکر اونٹون کے بار کھولین اور وہ
سرمایہ کہ انھون نے یہان تسلیم کیا ہے اسکو ملاحظہ کرین اپنے اوپر اسکو حلال نجانین اور پھر آوین
القصہ جب اونٹ پر بار کرکے اونکو دیے انھون نے کہا کہ ایک اونٹ ہمارے بھائی کا کہ باپ کی خدمت
مین ہے وہ بھی دو حضرت یوسفؑ نے کہا مین شمار آدمیون پر دیتا ہون نہ شمار اونٹون پر انھون نے بہت
زاری کی کہ ہمارے حال زار پر رحم کرو تا تمہاری نوازش اور کرم سے سرفراز اور ممتاز ہووین ۔
حضرت یوسفؑ نے کہا کہ اگر تم دوبارہ اوسکو لاؤ تو تمکو گندم دیتا ہون اور اگر نہ لاؤ تو کیا ضرور ہی غائب
کا حصہ لینا کہتے ہین کہ یہودا نے گمان کیا کہ یہ بادشاہ شاید یوسف ہو کہ ہمارے اوپر احسان بے پایان
کرتا ہے اور ہمارا احوال پوچھتا ہے اور تاکید لانے بنیامین کے فرماتا ہے ۔ اور علاوہ اسکے آوازا سکی کچھ
آواز یوسفؑ سے ملتی ہے اور بھائیون نے کہا یوسفؑ کو یہ سلطنت کسنے دی اور یہ خیل و حشم کہان سے
بہم پہونچا خدا جانے کہ وہ جہان مین کہان ناپدید ہوا اور اگر یہ یوسفؑ ہوتا تو ہماری ساتھ اتنی نکوئی نکرتا
بلکہ بدلا بدسلوکیون کا لیتا بہرحال یہی گفتگو کرتے ہوے یہ کنعان کو روانہ ہوے قولہ تعالی فلما رجعوا
الی ابیہم قالوا یا ابانا منع منا الکیل فارسل معنا اخانا نکتل وانا لہ لحافظون ۰
یعنے جب پھر آئے طرف اپنے باپ کے کہا انھون نے ای باپ ہمارے منع کیا گیا ہے ہمسے پیمانہ پس بھیج
ساتھ ہمارے بھائی ہمارے کو پیمانہ کر لاوین ہم اور ہم واسطے اسکے البتہ نگہبان ہین حضرت یعقوب نے انسے احوال
پوچھا اور کہا یوسفؑ کی بھی کچھ خبر معلوم ہوئی اور کسی سے پوچھا کہا تعجب ہی کہ اتنے برس گذرے کہ اسکو بھیڑیا
کھا گیا ہم کس سے پوچھتے پھر حضرت یعقوب نے کہا عزیز تمسے کیونکر پیش آیا جو کچھ کہ گذرا تھا انھون نے
من وعن بیان کیا اور بہت شکر گزاری اسکی ظاہر کی اور نہایت اسکی تعریف و توصیف زبان پر لائے اور کہا بارالا

باران کرم اسکا سبب برستا ہے اور خوان الوان نعمت اسکا سب جگہ بچھا ہوا ہے اور اوسنے یہی ہمسے کہدیا
ہے کہ اگر بار دیگر اس بھائی کو کہ وہان چھوڑ آئے ہو نہ لاؤ گے تو مین تمکو طعام نہین دینے کا اور تمہارے
کذب و فریب پر یقین ہوگا حضرت یعقوب نے اپنے دل مین کہا کہ شاید یوسف ہے کہ ایسی باتین اسنے کہین
پھر جب انھون نے گندم کے بار کھولے اور اپنا سرمایہ اون بارون مین پایا باپ کے آگے دوڑے آئے
اور کہا ای پدر جو کچھ ہمنے عزیز کے احسان بیان کیے از راہ دروغ نہین کہے ہمارا سرمایہ بھی ہمکو پھیر دیا ہے
پوچھو دیکھے اب اگر ہم پھر جاوینگے اور بنیامین کو اپنے ساتھ لیجاوینگے اگلی بار سے طعام بیشتر لاوینگے
حضرت یعقوب علیہ السلام کو اس امر سے گمان اور زیادہ ہوا کہ وہ یوسف ہے پھر کہا بنیامین کو مین تمہارے
ساتھ نہین بھیجونگا تا آنکہ تم قسم نہ کھاؤ گے کہ اسکو زندہ اور سلامت میرے پاس نہ پہونچاؤ گے کہ اسکے دور ہونے
سے نہایت متفکر ہونگا اور اسکی جدائی سے مضطرب ہونگا۔ انھون نے قسم کھائی پھر حضرت یعقوب علیہ السلام
نے اس طعام مین سے آدھا کنعانیون کو دیا اور آدھا اپنے اہل کے واسطے رکھا اور فرزندونکو
رخصت کیا اور کہا جب مصر مین پہونچو تو سب بھائی ایک دروازے سے نہ جانا مبادا کسی کی نظر لگ جاوے
کہ جو سرمایہ کہ تمنے اپنے اونٹون کے سلیتون مین پایا ہے پھر لیجاؤ شاید غلطی سے تمہارے غلے کے بارون
مین رہ گیا ہو کہ پھر اسکا رکھنا حلال نہو بس وے روانہ ہوئے اور ادھر حضرت یوسف بھی انتظار مین
کو کب لاوینگے جب وے مصر مین پہونچے تو الگ الگ اور جدا جدا دروازون مین سے کہ جسطرح باپنے وصیت
کردی تھی داخل ہوئے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو خبر ہوئی کہ گیارہ آدمی کنعان سے یہان آئے ہین
یوسف شاد شاد اور باغ باغ بتصور اس امر کے ہوئے کہ گیارھوان بنیامین ہوگا اور حکم دیا کہ سبکو لیکر
آنے دو اور اسوقت حضرت یوسف تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور نقاب اپنے منھ پر ڈال لی تھی پوچھا کہ تم کون
لوگ ہو انھون نے کہا کہ ہم وہی کنعانی ہین کہ آپنے ہمکو فرمایا تھا کہ اپنے بھائی کو لے آؤ اسکو باپ سے
کہکر اور عہد و پیمان کر کر لائے ہین اور سرمایہ کہ لیگئے تھے روبرو رکھدیا شاید بھولے سے ہمارے
بند ہوگیا تھا حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا ہمکو اسکی حاجت نہین ہمنے تمکو دیا اور کہا بیٹھ جاؤ بیچ فرش پر
پھر حکم خوان کھانے کے آراستہ کر کر انکے آگے رکھوا دیے اور کہا دو دو بھائی حقیقی ایک ماں باپ کے ایک ایک
خوان مین طعام کھاؤ دو دو ایک خوان پر بیٹھ گئے اور بنیامین اکیلا رہ گیا اور رونے لگا حضرت یوسف نے کہا
ای جوان کنعانی تو کیون روتا ہے کہا ای بادشاہ کیا کرون تو نے حکم کیا ہر شخص اپنے سگے بھائی کے ساتھ خوان پر
میرا سگا بھائی مجکو یوسف یاد آیا اگر وہ ہوتا تو اسوقت میرے ساتھ موافقت کرتا اور مین تنہا نہ رہتا حضرت یوسف
نے کہا آج تیرا بھائی مین ہونگا اور تیرے ساتھ خوان پر بیٹھون گا پھر کہا اس خوان کو اٹھا کر پردہ کے
پیچھے لیجاؤ اور آپ بھی پردے کے پیچھے گئے اور اسکو بلایا بحر المواج مین لکھا ہے کہ اسوقت
حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کے جامہ پر یوسف کا نام بہت لکھا ہوا دیکھا اسکا کرتا

اُسنے کہا کہ یہ نام اُس برادر گم گشتہ کا ہے کہ اُسکے شوق اور محبت سے مین نے لکھا ہے تا ہر وقت پیش نظر رہے پھر
جب حضرت یوسف علیہ السلام نے نقاب بستہ ہاتھ کھانے پر دراز کیا بنیامین نے کہ وہ ہاتھ دیکھا تو پھر رونا
شروع کیا حضرت یوسفؑ نے کہا کیون روتا ہے کہا یہ ہاتھ یوسف علیہ السلام کے ہاتھ سے مشابہ ہے
اسواسطے روتا ہون کہا تیرا بھائی یوسفؑ کیا ہوا کہا اُسکو بھیڑیا کھا گیا اور آرام میرے اور میرے باپ کے
دل سے لے گیا کہا تو نے اُسکو بھیڑیے کو کھاتے دیکھا ہے کہا مین اسوقت وہان نہ تھا اپنے بھائیون سے
سُنا ہے پھر حضرت یوسفؑ نے بھائیون کو طلب کیا اور یہ حال اُنسے پوچھا اُنھون نے کہا ہان اسطرح پر ہے
اور ہماری آنکھون کے سامنے واقع ہوا ہے حضرت یوسف نے کہا مین نے سُنا ہے کہ تم مین سے اونٹ کے
پیچھے دوڑ کر اونٹ کو پکڑ لیتا ہے اور اُسکو پارہ پارہ کر ڈالتا ہے کہا اسیطرح پر ہے اور شمعون کو دکھایا کہ وہ
شخص یہ ہے حضرت یوسف نے کہا جو شخص کہ اونٹ کا یہ حال کرے اُسکے آگے اُسکے بھائی کو بھیڑیا کیونکر کھا
ڈالے پھر کہا مین نے سُنا ہے کہ کوئی تم مین سے درخت کو جڑ سے اکھاڑ لیتا ہے اور اُسکی ٹہنیان اور ٹہنی ٹکڑے
ٹکڑے کر ڈالتا ہے کہا ہان اور روبیل کیطرف اشارت کی کہ وہ یہ ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا ایسے
بھائی کے سامنے بھیڑیے کو بھائی کا پھاڑ ڈالنا کیونکر میسر ہوگا پھر حضرت یوسفؑ نے کہا مین نے سُنا ہے کہ تم مین
سے ایک شخص ایسا ہے کہ اگر دروازہ شہر پر آنکر نعرہ مارے تو جو حاملہ کہ شہر مین ہووے اُسکی آواز کی ہیبت سے اُسکا
حمل گر پڑے اور پھر دوبارہ اگر آواز مارے تو تمام چوپائے حمل گرا دیوین کہا ہان ایسا ہی ہے اور یہودا کو آگے کر کے کہا
یہ صفت اِس شخص مین ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا ایسے شخصون کے روبرو بھیڑیے کی کیا طاقت کہ اُس سے
ایسا امر وقوع مین آئے یہ سب شرمندہ ہوکر چپ ہو رہے پھر اُنکو رخصت کیا اور فقط بنیامین کو تنہا واسطے کھانے
کے رکھ لیا اور اُسکا شوق دیدار بسیار بسیار غالب دیکھا اور یہ کلمات شوق آمیز اُس سے سُنے نقاب
چہرے سے اُتار ڈالی اور گلے لگایا آیت قَالَ اِنِّیْ اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ کہا
تحقیق مین ہون بھائی تیرا پس غمگین ہو ساتھ اُس چیز کے کہ تھے کرتے بنیامین نے حضرت یوسف کا منھ
دیکھا بیہوش ہو گیا اور جب ہوش مین آیا بزبان حال بیت اینچہ می بینم به بیداریست یا رب یا بخواب
خویشتن را درچنین راحت پس از چندین عذاب ؛ پھر تمام قصہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جو کچھ
گزرا تھا بنیامین سے آگے بیان کیا اور کہا باپ کا اہتمام تیرے باب مین جو کچھ ہے مین جانتا ہون
اگر بے بہانہ اور حیلہ تجھکو نہ جانے دونگا تو اُنکو غم و اندوہ بیشتر سے بیشتر ہوگا اگر تو راضی
ہو تو کسی بہانہ سے اپنے پاس رکھ لون لیکن تجھکو چاہیے کہ یہ راز اور بھائیون سے مخفی و پوشیدہ
رکھے اور ہرگز زبان پر نہ لاوے بنیامین نے قبول کیا اور پردہ کے باہر آیا پھر حضرت یوسفؑ
نے حکم کیا کہ کارسازی کنعانیون کی کردین پھر ہر بھائی کو ایک ایک اونٹ گیہون سے بھر
ہوا دے کہا آیت فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِیْ رَحْلِ اَخِيْهِ

پس جب تیار کیا واسطے انکے سامان انکا رکھدیا ایک پیالہ مرصع پانی پینے کا بیچ شلیتہ بھائی اپنے کے
آیت ثم اذن مؤذن ایتها العیر انکم لسارقون ۔ پھر پکارا ایک پکارنے والے نے اے قافلہ
والو تحقیق تم البتہ چور ہو۔ لکھا ہے کہ ایک پانی پینے کا باسن تھا یا طاس یا کوئی اور باسن تانبے کا
یا سونے کا یا چاندی کا یا زبرجد کا مرصع بجواہر انہین بادشاہ وقت پانی پیتا تھا اور انہی دنون مین اسکو
طعام کا پیمانہ بنا لیا تھا حضرت یوسفؑ نے کہا کہ اسکو بنیامین کے بار مین چھپا کر رکھدو چنانچہ موجب
حکم کے رکھدیا پھر انکو اجازت دیکر رخصت کیا جب یہ ایک منزل گئے ایک جماعت ملازمین انکے پیچھے
پیچھے اس طرف کی تلاش مین گئی تا انکے اسباب مین تفحص اور تجسس کرین شاید کہ وہ شہر سے پیدا ہوئے
جب ملازمین وہان پہونچے انکو آواز دی کہ ای کاروانیان تم چور ہو یعنی کہ یوسف کو تمنے اپنے
باپ سے چرایا ہے بے اختیار خدا سے تعالے نے انکی زبان سے کہوایا انھون نے یہ سخن بغیر یافت حضرت
یوسفؑ نہین کہا جب یہ ندا انھون نے سنی آیت قالوا واقبلوا علیهم ماذا تفقدون کہا انھون
نے اور منھ پھیر کر کھڑے اوپر انکے کہا کیا چیز کھوئی گئی ہے تمھاری کہ جسے تفحص کرتے ہو اور ہمکو چور
کہتے ہو آیت قالوا نفقد صواع الملک ولمن جاء به حمل بعیر وانا به زعیم کہا
انھون نے کھویا گیا ہے پیالہ بادشاہ کا اور واسطے اس شخص کے لے آوے اسکو بوجھ ہے اونٹ کا
اور مین ساتھ اسکے ضامن ہون آیت قالوا تالله لقد علمتم ما جئنا لنفسد فی الارض
وما کنا سارقین کہا انھون نے قسم ہے خدا کی تحقیق جانتے ہو تم نہین آئے ہم تو فساد کرین بیچ
زمین کے اور نہین ہین ہم چور بلکہ ہم امین اور اہل دین ہین وہ سرمایہ کہ تمنے پہلے ہمارے شلیتون
مین رکھدیا ایکی نوبت کہ ہم آئے اسکو لیتے آئے اور تم دیکھتے ہو کہ ہم نے اونٹون کے منھ پر باندھ دیے
ہین تا کسی کی کھیتی نہ کھانے پاوین آیت قالوا فما جزاؤه ان کنتم کاذبین کہا انھون نے پس
کیا ہو سزا اسکی اگر ہو تم جھوٹے۔ حضرت یوسفؑ کے ملازمین نے کہا اگر تم جھوٹے ہوا اور وہ مشربہ تمھارے
مین سے نکلے تو کیا سزا ہووے آیت قالوا جزاؤه من وجد فی رحله فهو جزاؤه کذلک نجزی
الظالمین کہا انھون نے سزا اسکی یہ ہے جو شخص کہ پایا جاوے بیچ شلیتے اسکے کے پس وہی ہے
بدلا اسکا اسی طرح بدلا دیتے ہین ظالمون کو کہ جو کوئی چوری کرے اور وہ چیز چورانے والے
کے پاس نکلے چورانے والا صاحب چیز گمگشتہ کا غلام ہو جاوے فبدأ باوعیتهم قبل
وعاء اخیه ثم استخرجها من وعاء اخیه ۔ پس شروع کیا ساتھ شلیتون انکے کے پہلے
شلیتے بھائی اپنے کے سے۔ پھر انھون نے انکے سب بارون مین ڈھونڈھا اور بار بنیامین سے
اسکو نکالا اور بادشاہ کے پاس لائے۔ حضرت یوسف نے کہا یہ کیسا فعل تمسے عمل مین آیا
تم کہتے ہو کہ ہم اولاد پیغمبر ہین اور بزرگ اور بہتر ہین انھون نے حجاب سے سر جھکایا اور زبان طعن

بنیامین مسکین پر بھولی کہ یہ کیا فعل نامناسب تجھسے سرزد ہوا کہ اس شہر بیگانہ مین ہمکو رسوا کیا اور عوض اُنکے احسان کے کفران نعمت کی۔ پھر کہا اگر اُسنے چورایا تو کچھ عجب نہین کہ اسکے بھائی نے بھی طفولیت مین چوری کی تھی اور اُسکا حال اسطرح پر ہے کہ بحر المواج مین بیچ تفسیر قالوا ان یسرق فقد سرق اخ لہ من قبل کے کہا انھون نے اگر چورا وے نہیں تحقیق چورایا تھا ایک بھائی اسکے نے پہلے اس سے لکھا ہے کہ حضرت یوسف نے لڑکپن مین در حالت خوردی اپنے باپ کے گھر مین سے خالہ کے گھر مین سے ایک بکری کا بچہ یا ایک روٹی یا ایک مرغی چُرا کر ایک فقیر کو دی تھی یا یہ کہ اپنے نانا کے گھر مین سے وہ کافر حربی تھا یا اپنے خالو کے گھر مین سے کہ وہ بھی ایسا ہی تھا ایک تھیلی مین سے ایک سونے کا بت نکال کر اور اسکو توڑ کر جس جگہ کہ مرے ہوے جانور ڈال دیتے تھے دفن کر دیا تھا۔ یا یہ کہ جب اُنکی ماں نے چاہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ حبران سے فلسطین کو جاوین حضرت یوسف کو اُنکے نانا کے گھر بھیجا تھا اور اُنکو ایک دستۂ زرین خفیہ ہاتھ لگا تھا اور اُنھون نے بُلا کر اپنی ماں کو دیدیا تھا اور وہ اُسکو اپنے ساتھ لیگئی تھی اُسکے بھائیون نے اُنکو چوری کے ساتھ متہم کیا تھا۔ یا یہ کہ ایک کمربند خفیہ اُنکی پھوپھی نے اُنکی کمر مین باندھ دیا تھا اور چوری کے ساتھ تہمت کی تھی اور اس امر سے اُنکی پھوپھی کی یہ مراد تھی کہ ہمیشہ میرے پاس رہیے چنانچہ پہلے بھی یہ مذکور ہو چکا اور یہ روایت اخیر اتہام سرقہ نسبت اور روایات کے قریب الصحت ہے اور تفسیر مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ یہ بات حضرت یوسف کو بہت بری معلوم ہوئی اور اپنے دل مین کہا کہ اتنی ایذا اور جور و جفا مجھپر کیے ہین اور اتنے برس گذر گئے ہین اب بھی ایسا ایسا میرے حق مین کہتے ہین پھر بنیامین کو اپنے آدمیون کے سپرد کیا اور بھائیون نے ہرچند کہ اُنکی رہائی مین مبالغہ کیا کچھ پیش نہ گیا اُسوقت روبیل کی آنکھین شعلہ زن ہوئین اور بدن کے بال مثل خار کھڑے ہوکر اُسکے کپڑون سے باہر نکل آئے اور تفسیر بحر المواج مین لکھا ہے کہ روبیل نے اپنے بھائیون سے کہا دس بازار اور انکی اہل کو کہ اس شہر مین ہین انکو تنہا مجھپر چھوڑ دو۔ اور حاکم کو تم پکڑ لو یا حاکم کو مجھپر چھوڑ دو اور تم سب اہل بازار پر حملہ کرو بھائیون نے کہا فقط حاکم سے اپنی کفایت اور حمایت چاہ اور یہ امر عظیم اور کام فخیم نہ اختیار کر کہا مجھسے جدا ہوا اور دور ہو اور چاہا کہ فریاد کرے اور نعرہ مارے حضرت یوسف نے جب یہ حال دیکھا خوف مین آئے اور اپنے بیٹے کو کہا کہ اپنے دونون ہاتھ اوسکی پیٹھ پر رکھ۔ جب اُسکا ہاتھ روبیل پر پہونچا اُسکے غضب اور غصہ نے تسکین پائی روبیل نے اپنے بھائیون کی طرف دیکھکر کہا تمنے محسوس کیا ہے اُنھون نے کہا نہین سمجھا کہ اس شہر مین حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کا تخم ہے کسواسطے کہ جب ہمین کوئی خشمناک ہوتا تھا اور دوسرا اولاد یعقوب علیہ السلام سے اُسکو مس کرتا تھا تو اُسکا غصہ تسکین پاتا تھا معالم مین لکھا ہے کہ دوبارہ پھر روبیل خشمناک ہوا اور حضرت یوسف کے تخت کی طرف ارادہ کیا یہ جلدی سے نقاب بستہ تخت پر سے

اتر کر

اتر کر اسکو لیگئے اور کہا ای کنعانیوں تم اپنے زور پر مغرور ہوے اور گمان کرتے ہو کہ کوئی تمھارے غالب نہین کر سکتا جس خدا نے کہ زبردست پیدا کیے اور ناتوان تسے ناتوان تر بہت ہین لیکن کوئی توانا تر بھی تو تسے ہوگا انھون نے دیکھا کہ مقصد بزور پیش نہین جانے کا عجز اور زاری کرنی شروع کی آیت یا ایہا العزیز ان لہ ابا شیخا کبیرا فخذ احدنا مکانہ انا نراک من المحسنین یعنی کہا انھون نے اے عزیز مصر تحقیق واسطے اسکے باپ ہے بوڑھا بزرگ پس لے لے ایک کو ہم مین سے تا کہ اسکی تحقیق ہم دیکھتے ہین تجکو احسان کرنے والون سے جو کہ اسکا باپ پیر اور ضعیف ہے اور بعد ہلاک ہونے یوسف کے اسکے ساتھ کمال الفت اور محبت رکھتا ہے اگر یون ہین منظور ہے تو اسکو چھوڑ دی اور ہم مین سے ایک کو رکھ لو ورنہ ہمارا باپ سمجھ جائیگا کہ بیٹے قصداً یوسف اور اسکے بھائی کو مار ڈالا یا گم کیا آیت قال معاذ اللہ ان ناخذ الا من وجدنا متاعنا عندہ انا اذا لظلمون ۝ کہا پناہ ہے اللہ کی کہ لیوین ہم سوا اس شخص کے کہ پائی ہے ہمنے اپنی چیز نزدیک اسکے تحقیق ہم البتہ اسوقت ظالمون سے ہون آیت فلما استیئسوا منہ خلصوا نجیا قال کبیرہم الم تعلموا ان اباکم قد اخذ علیکم موثقا من اللہ ومن قبل ما فرطتم فی یوسف فلن ابرح الارض حتی یاذن لی ابی او یحکم اللہ لی وھو خیر الحکمین ۝ پس جب نا امید ہوسکے اس سے اکیلے بیٹھے مصلحت کرتے ہوے کہا بڑی انکے نے کیا نہین جانتے ہین ہم یہ کہ باپ تمہارا تحقیق لیا تھا اوپر تمھاری عہد خدا کا اور پہلے اس سے کیا تقصیر کی تھی بیچ یوسف علیہ السلام کے پس ہرگز نہ ٹلونگا مین اس زمین سے یہان تک کہ پروانگی دے مجکو اللہ واسطے میرے اور وہ بہتر حکم کرنیوالا ہے آیت ارجعوا الی ابیکم فقولوا یا ابانا ان ابنک سرق وما شھدنا الا بما علمنا وما کنا للغیب حفظین ۝ واسئل القریۃ التی کنا فیہا والعیر التی اقبلنا فیہا وانا لصدقون ۝ پھر جاؤ طرف باپ اپنے کے پس کہو باپ ہمارے تحقیق بیٹے نے تیرے چوری کی ہے اور نہ شاہدی دی تھی ہمنے مگر جو کچھ کہ ہم جانتے تھے اور نہ تھے ہم واسطے غیب کے نگہبان اور پوچھ لو اس بستی والون سے جو کہ تھے ہم بیچ اسکے اور اس قافلہ سے جو لائے ہم بیچ اسکے اور تحقیق ہم البتہ سچے ہین آیت قال بل سولت لکم انفسکم امرا فصبر جمیل عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعا انہ ھو العلیم الحکیم ۝ وتولی عنہم وقال یا اسفی علی یوسف وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم کہا یہ بنائی ہے واسطے تمہارے جیون تمھارے نے ایک بات پس صبر بہتر ہے شتاب ہے کہ اللہ لے آوے ہمارے پاس ان سبکو تحقیق وہ جاننے والا حکمت والا ہے اور منھ پھیرا اونسے اور کہا ای افسوس اوپر یوسف علیہ السلام اور سفید ہوگئین آنکھین اسکی یعنی یعقوب علیہ السلام کے غم سے پس وہ غم سے بھرا ہوا تھا آیت قالوا تاللہ تفتؤا تذکر یوسف حتی تکون حرضا او تکون من الھلکین ۝ کہا اونھون نے قسم خدا کی ہمیش رہیگا تو یاد کرتا یوسف علیہ السلام کو یہان تک کہ ہو جاوے تو مضمحل یا ہو جاوے تو ہلاک ہونیوالون

آیت قال انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ واعلم من اللہ ما لا تعلمون کہا ہوا اسکے
نہین کہ شکایت کرتا ہون مین بیقراری اپنی کی اور غم اپنے کی طرف اللہ کے اور جانتا ہون مین خدا کی طرف
سے جو کچھ کہ تم نہین جانتے ۔ القصہ جب یہ ناامید ہوئے اور جانا کہ عزیز بنیامین کو نہین دیتے کا کنارے
ہو کر طرح طرح کی تدبیرین اور تجویزین شروع کین روبیل نے یہودا سے کہا محافظت بنیامین مین باپ
نے تسے عہد و پیمان لیا ہے اور اس امر مین تمنے قسم کھائی ہے اور آگے تمسے یوسف کے باب مین تقصیر
واقع ہوئی ہے مصلحت اور بہتر ون صلاح اسطرح پر کہ مین یہان رہون اور تم جاکر حقیقت حال باپ کے
آگے بیان کرو دیکھو کیا فرماتا ہے یہ کنعان کو روانہ ہوئے اور باپ کی خدمت مین جا کر جو کچھ بھائی نے
کہا تھا عرض کیا حضرت یعقوب نے کہا تمنے آپس مین قرار دیکر اپنے ہاتھون سے آپ کیا ہو گا کہ حاکم مصر کیا
جانے کہ ملت ابراہیمی مین چور کی یہ سزا ہے کہ اسکو غلامی مین لے لیا جاتا ہے کسواسطے کہ بادشاہ مصر کے آئین
مین چور کو مارنا اور دو چند چیز چوری جانے کا تاوان لینا تھا نہ غلام کر لینا اب میری اوپر صبر جمیل و شکر کرنا
لازم شاید خدا تعالے یوسف اور بنیامین اور اس تمھارے بھائی کو کہ مصر مین رہگیا ہے لادے کہتے ہین کہ بعد
اسکے حضرت یعقوب کی آنکھین اور زیادہ تاریک ہو گئین اور کمر بہت جھک گئی اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت
یعقوب علیہ السلام کا ایک دوست تھا اور معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ انکا ایک ہمسایہ تھا وہ انکے پاس
آیا اور کہا ای یعقوب یہ کیا چیز ہے کہ جس سے تمہاری آنکھون کی بینائی جاتی رہی اور کمر جھک گئی اور بدن کی
رونق اور رنگ متغیر ہوا ہے حضرت یعقوب نے کہا یوسف کو رونے سے بینائی آنکھونکی جاتی رہی اور
بنیامین کے غم نے میرے قد کو خمیدہ کیا اور اندوہ اور بھائی انکے نے کہ مصر مین ہے آب و رنگ منھ میری کا متغیر کیا
حضرت جبرئیل آگئے اور کہا اے یعقوب اگر خدا تعالی کے آگے روتے تو فائدہ رکھتے اور کسے آگے رونا
فائدہ نہین کرتا بعضے کہتے ہین کہ حضرت یعقوب پچیس برس تک حضرت یوسف کی یاد کیا کیے کوئی وقت
ہوتا تھا کہ حضرت یوسف کا حال فراموش کرتے تھے تا آنکہ حضرت جبرئیل آئے اور کہا خدا
تعالے بعد سلام فرماتا ہے کہ یوسف کو کب تک یاد کریگا اگر اب یوسف کا نام لیگا تو تیرا نام
دیوان پیغمبری سے نکال ڈالونگا پھر حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کا نام نہ لیا جب تک کہ حضرت
یوسف انسے نہ ملے نقل ہے کہ ایک دن فرزندان یعقوب نے کہا اے پدر یاد یوسف مین کب تک
نالہ و زاری کروگے ایسا نہو کہ اس غم و اندوہ مین مر جاؤ حضرت یعقوب نے کہا اس غم و اندوہ کی اپنے
خدا سے شکایت کرتا ہون کہ وہ دستگیر بیکسان ہے اور چارہ ساز بیچارگان ہے سوا اسکے اور کسی سے
حاجت نہین رکھتا ہون مواہب علیہ مین ہے کہ بعض تفسیرون مین روایت کی ہے کہ جب حضرت
یعقوب نے یہ بات کہی وحی آئی کہ ای یعقوب قسم ہے مجھکو اپنے عزت اور جلال کی کہ اگر یوسف و بنیامین
مرگئے ہوتے اس زاری اور نالہ سے کہ خاص ہماری درگاہ مین تو کرتا ہے پھر زندہ کرکے تیرے پاس پہونچا دیتا

اس خبر فرحت اثر سے اپنے فرزندون کو کہا کہ مین جانتا ہون جو کچھ کہ تم نہین جانتے ہو حیات اور پہونچنے
یوسف اور بنیامین مین اور کہتے ہین کہ ایک دن حضرت یعقوب نے جبرئیل سے کہا ملک الموت سے
پوچھا کہ یوسف کی جان قبض کی ہے یا نہین جبرئیل گئے اور پھر آئے اور کہا ملک الموت نے کہا کہ انکی
جان مین نے قبض نہین کی اور معالم مین لکھا ہے کہ ایک دن ملک الموت حضرت یعقوب کی زیارت
کے واسطے آئے تھے اور بحر المواج اور مدارک مین لکھا ہے کہ حضرت یعقوب نے ملک الموت کو خواب
مین دیکھا تھا پھر تقاضا پر اُنسے پوچھا کہ یوسف کی روح قبض کی ہے کہا نہین واللہ کہ وہ زندہ ہے
اگر اُسکو تو ڈھونڈھے اور طلب کرے شاید اُسکو پاوے پس اس امیدواری سے حضرت یعقوب
نے کہا ای فرزند جاؤ اور حال یوسف اسکے کا تفحص کرو اور رحمت خدا سے ناامید نہو اور جواب
مین یہ آیت یا بنی اذهبوا فتحسسوا من یوسف واخیه ولا تایئسوا من روح الله
الا القوم الکفرون ۝ فلما دخلوا علیه قالوا یا ایها العزیز مسنا واهلنا
الضر وجئنا ببضاعة مزجات فاوف لنا الکیل وتصدق علینا ان الله یجزی المتصدقین
یعنے ای بیٹو میرے جاؤ پس خبر لو یوسف سے اور بھائی اُسکے سے اور مت ناامید ہو رحمت اللہ کی
سے تحقیق ناامید ہونا رحمت خدا کی سے مگر قوم کافرون کی پس جب داخل ہوے اوپر اُسکے کہا
انھون نے ای عزیز لگی ہے ہمکو اور اہل ہمارے کو سختی اور لائے ہین ہم پونجی حقیر یعنے تھوڑی پس پورا دو
ہمکو پیمان اور خیرات کر اوپر ہمارے تحقیق اللہ ثواب دیتا ہے صدقہ دینے والون کو۔ لکھا ہے کہ حضرت
یعقوب نے فارص بن یہودا کو کہ بہ زنانت رأے اور متانت فکر تمام احفاد و اعقاب اسرائیل مین امتیاز
رکھتا تھا طلب کیا کہ عزیز مصر کو اس مضمون کا نامہ لکھنا چاہیے کہ یعقوب اسرائیل اللہ بن اسحاق ذبیح اللہ
بن ابراہیم خلیل اللہ کیطرف سے معلوم ہووے عزیز مصر کو کہ ہم وہ اہلبیت ہین کہ خدای تعالی نے بلا کو ہمپر
موکل کیا ہے یعنے ابراہیم خلیل اللہ کو کہ میرے دادا تھے اُنکے ہاتھ پانوٴن باندھکر آتش نمرودی مین ڈالا
اور حق تعالی نے اُنکو اُس آگ سے نجات دی اور میرے باپ اسمعیل کے گلے پر چھری رکھی خدای تعالی
نے اُسکے واسطے فدیہ بھیجا اور میرا ایک بیٹا تھا کہ سب فرزندون مین دوست تر تھا اُسکو جنگل مین لے گئے
اور پیراہن خون آلودہ لائے اور کہا کہ اُسکو بھیڑیا کھا گیا مین اُسکے فراق مین اتنا رویا کہ میری آنکھین سفید
ہوگئین اور اُسکا ایک بھائی سگا تھا کہ اُس سے اپنی تسلی کرتا تھا اُسکو تمنے چور بنا کر رکھ چھوڑا ہے
اور ہم اُس خاندان مین سے نہین ہین کہ چوری کرین یا ہم مین سے کوئی چور ہووے اگر میرے اس
فرزند کو بھیجدو تو فهو المراد والا تیرے واسطے دعا کرونگا اس دعا کا اثر تیری ساتوین نسل تک
پہونچیگا والسلام۔ یہ لکھکر اپنے فرزند کو دیا اور تھوڑا سرمایہ جنس اور درہم کہ کم قیمت تھا یعنی پشم
اور روغن اور پنیر اور مثل اُسکے مرتب کر کر اُنکو مصر مین بھیجا اور یہ وہان پہونچکر باتفاق اُس بھائی کے

کہ وہان تھا حضرت یوسف کے پاس گئے اور اُس نامہ کو دیا حضرت یوسفؑ اُس نامہ کو زیر نقاب پڑھا
اور زار زار مثل ابر نوبہار کے روئے اور اُسی وقت اُس نامہ کا جواب لکھا کہ یعقوب اسرائیل اللہ بن
ذبیح اللہ بن خلیل اللہ کو عزیز زمان کی طرف سے واضح ہو تحقیق پہنچی میرے پاس ایک کتاب آپکی مشتمل تھی
اوپر شکوون آبا و کرام تمہارے کے اور مبتلا ہونے تمہارے کے ساتھ فراق اولاد امجاد کے اور واقف
ہوا مین اُسپر چاہیے تمکو صبر جمیل کسواسطے کہ جو کوئی صبر کرے ظفر پاوے جیسے تمہارے بزرگون نے صبر کیا
اور ظفر پائی والسلام جب یہ نامہ کا جواب بوساطت فارغ حضرت یعقوب کو پہونچا کہا مین اس
سے کلام یوسف کا پاتا ہون کسواسطے کہ اس نامہ مین بادشاہون کا کلام نہین ہے بلکہ پیغمبرون کا کلام
ہے پھر جب حضرت یعقوب نے اپنے فرزندون کو نامہ لکھا کہ تم وہین رہو اور عزیز کے ساتھ تواضع کرو
تاکہ تمپر فضل کرے اور میرے فرزند کو پھر دیوے اور طعام کے بار بھی دیوے کہ قحط اور تنگی یہان بہت
ہے جب یہ نامہ فرزندونکو پہونچا سب بھائی جمع ہو کر حضرت یوسف کے اور عاجزی اور زاری
کرنی شروع کی اور کہا ہم یہان مسافر ہین غریب ہین اور ہمارا باپ وہان محنت و مشقت سے ہے یہ
سرمایہ بیمقدار اور بے اعتبار کہ ہم لائے ہین اپنے فضل و کرم سے قبول کر اور ہمکو حیران و پریشان
مکر اور اس قدر ہمین گیہون عنایت فرما اور ہمارے بھائی کو بھی صدقہ مین ہمکو دے کہ چونکہ تمام
اہل ولایت تیرے غلام ہین اسکے غلام ہونے سے تجھکو کیا فائدہ اسوقت حضرت کا دل بھر آیا
آیت قال هل علمتم ما فعلتم بیوسف واخیه اذ انتم جاهلون یعنے کہا کہ جانتے
ہو تم کیا کیا تھا تم نے ساتھ یوسف کے اور بھائی اُسکے کے جب تم جاہل تھے اور لکھا ہے
برائی کرنا اُنکا حضرت کے ساتھ تو ظاہر ہے اور بنیامین کے ساتھ یہ تھا کہ اُسکو خوار اور بے
اعتبار رکھتے تھے یہانتک کہ کسی کے ساتھ یہ کلام نکرتا تھا مگر بعجز و ذلت اور حضرت یوسف نے
یہ باتین از راہ نصیحت کہین نہ بوجہ عتاب اور پھر حضرت یوسف نے اپنے منہ پر سے نقاب اُتار
ڈالی اور تاج سر پر سے اُٹھا لیا اُنکی شکل و شمائل پر نظر پڑی آیت قالوا انك لانت یوسف
کہا اُنھون نے تحقیق تو ہے یوسف کسواسطے کہ یہ جمال بروجہ کمال اور کہا نہین ہے آیت
قال انا یوسف وهذا اخی قد من الله علینا انه من یتق ویصبر فان الله لا یضیع
اجر المحسنین ۵ کہا کہ مین ہون یوسف اور بھائی میرا ہے تحقیق احسان کیا اللہ نے اوپر ہمارے
تحقیق جو کوئی پرہیزگاری کرے اور صبر کرے پس تحقیق اللہ ضایع نہین کرتا ثواب احسان
کرنیوالون کا پس سب بھائی تخت کے پاس آئے اور چاہا کہ حضرت یوسف کی پابوسی کرین
حضرت یوسف نے تخت پر سے اُتر کر اُنکو گلے سے لگایا اُنھون نے کہا آیت تالله لقد آثرك الله
علینا وان کنا لخاطئین ۵ قسم ہے خدا کی البتہ تحقیق پسند کیا تجکو اللہ نے اوپر ہمارے اور تحقیق

تھے

تھے ہم خطاکار سجدا کئے بین صورت اور نیکوئی سیرت خداے تعالے نے تجکو ہم پر برگزیدہ فرمایا اور ہم گناہگار ہین اپنے فضل و کرم سے ہمیں بخشش کر آیت قال لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین ۵ کہا کہ نہین سرزنش اوپر تمھارے آج کے دن بخشیگا اللہ واسطے تمھارے اور وہ بہتر رحم کرنیوالا ہے - حضرت یوسف نے کہا تمھارے واسطے کچھ سرزنش نہین ہے آج سے مین تمھارا ہرگز ذکر گناہ زبان پر نہ لاؤنگا اور امیدوار ہون کہ خدا تعالی بھی تمکو عفو کریگا کیونکہ اپنے گناہ پر اعتراف کیا اور اس سے پشیمان ہوے - روایت کرتے ہین کہ حضرت یوسف نے اپنے بھائیون کی خطا معاف کی اور ہر روز اپنے پاس برائے طعام ہر صبح و شام طلب کرتے تھے ایکدن انھون نے حضرت یوسف کو پیغام بھیجا کہ ہمسے بہت خطائین واقع ہوئی ہین اور بے قدر کر تو عنایت اور التفات ہمپر فرماتا ہے ہم زیادہ شرمندہ ہوتے ہین کہا تمنے قدوم سعادت لزوم اپنے سے میرا و پشت عظیم رکھی ہے کسواسطے کہ اہل مصر جانتے ہین ہرچند کہ مین آزاد ہون اور یہ سب میرے مملوک ہین لیکن یہ بھی میرے تئین بندہ بین درم خریدہ مجکو مت رسیدہ جانتے سمجھتے اب تمھارے آنے سے میرا نسب بھی ظاہر ہوا اب امیدواری حضرت باری سے ہے کہ دیدار پدر بزرگوار مجکو جلد میسر ہووے انھون نے کہا کہ اب ہم ہمیشہ تمکو دوست رکھینگے - آپنے فرمایا کہ مجکو کسی کا دوست رکھنا راس نہین باپنے عزیز کیا تو اسکے انجام مین مجکو کنوین مین گرنا پڑا زلیخا نے دوست رکھا تو آخر زندان مین ہوا کسی کی دوستی مجکو سوا دوست حقیقی کے مبارک نہین ہے

فصل پانچوین ملاقات ہونی حضرت یعقوب علیہ السلام کی ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کے اور بیان وفات اور مدت عمر کیا ام خبر الوج مین لکھا ہے کہ روز فراق حضرت یوسف سے تا روز وصال اسی برس گذرے تھے کہ اس مدت مین حضرت یعقوب کی آنکھین روتے روتے خشک ہو گئی تھین اور بعضے کہتے ہین کہ نابینا ہو گئی تھین اور بعضے کہتے ہین ہنوز اندک آنکھون کی روشنی باقی تھی ایک دن حضرت یوسف نے بھائیون سے کہا کہ میرا باپ نابینا کیونکر کہا تیرا پیراہن اپنے منہ پر رکھتا تھا اور روتا تھا تا آنکہ اندھا ہو گیا کہا اسکا علاج اور درمان بھی میری پیرہن سے ہوگا - پھر وہ پیراہن خلیل کہ حضرت جبرئیل نے انکے بازو پر سے کھولکر کنوین مین پہنایا تھا وحی آئی کہ اسکو کنعان مین بھیجدے حضرت یوسف نے اپنے بھائیون سے کہا کہ اس پیراہن کو لیجاؤ اور باپ کے منہ پر ڈالو کہ بقدرت خدا بصیر اور بینا ہو جاویگا پھر وہ تم مع سب آدمیون کے یہان آؤ اور مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ یہودا نے کہا ای یوسف پیراہن خون آلودہ تیرے باپ کے پاس مین لیگیا تھا یہ پیراہن مژدہ و نوید بھی میرے حوالہ کر کہ مین جاؤن تا اس پیراہن کی خوشی مین اس پیراہن کے اندوہ کا تدارک کرے حضرت یوسف نے یہودا کو دیا اور اسباب باپ کے واسطے اور متعلقون کیواسطے اور بھائیون کے واسطے تفویض کیا اور تمام اہل کنعان کو لشکرانہ اسکے کہ باپ کو پایا ہدیہ و تحفہ بھیجا - جب یہ عمارت مصر سے جدا ہو کر جنگل پہونچے باد صبا کو اللہ تعالے نے حکم دیا کہ اسی ساعت مین بوے پیراہن یوسف مشام حضرت یعقوب

مین پہونچا وہ حضرت نے اُن لوگون کو کہ اُنکے پاس اُسوقت موجود تھے کہا یوسف کی بو مجکو آتی ہے لیکن لوگ اسبات کو خلل حواس سے نسبت کرینگے اور اُنھون نے کہا اب تک تمکو وہی آرزوے محال باقی چالیس برس یا اسی برس گذرے بعد کثرت محبت یوسف سے توقع ملاقات کی رکھتے ہو اور اُسکو زندہ سمجھتے ہو بڑے تعجب کی بات ہے اور یہ ضلالت قدیم آیت قالوا تاللہ انک لفی ضلالک القدیم کہنے لگے قسم ہے اللہ کی تحقیق تو بیچ وہم قدیم اپنے کے ہے اور جب بعد چند روز کے یہودا سب بھائیون سے پہلے کنعان مین پہونچا اور پیراہن حضرت یوسف کا باپ کے منہ پر ڈالا اُسی وقت حضرت یعقوب بینا اور بصیر ہوا اور یہودا کو آفرین کی اور مرحبا کہا قصص مین لکھا ہے کہ حضرت یوسف نے یہودا سے پہلے ایک اور شخص کو کہ ایک دن مین چار فرسنگ چلتا تھا بھیجا کہ حضرت یعقوب کو جاکر بشارت دیوے پہلے اُسنے جاکر کہا کہ یوسف مصر کا بادشاہ ہے اور بنیامین کو اچھی طرح رکھا ہے اور یہودا ابھی پیچھے سے آتا ہے اور پیراہن یوسف کا لاتا ہے کہ اسکو تمھاری آنکھون پہ ملے تا بینائی حاصل ہو حضرت یعقوب نے کہا کہ یوسف کون سے دین اور ملت پر ہے اُسنے کہا دین اسلام اور ملت اپنے آباے کرام پر پھر حضرت اور اہل کنعان خوش ہوے اور یہودا بھی پہونچا اور پیراہن باپ کے منہ پر ڈالا اور آنکھین اُنکی روشن ہوئین کہا مین تمکو نہین کہتا تھا کہ مین جانتا ہون جو کچھ کہ تم نہین جانتے اور بعضے لوگون نے پوچھا کہ اُسوقت آپنے بوے پیراہن یوسف استشمام کی اور بعد مسافت مانع اُسکی دریافت کی نہوئی اسکا کیا باعث ہے کہ اُنکے حال تکلیف چاہ سے کہ متصل کنعان ہے آگہی نہ پائی مثنوی یکی پرسید ازان گم کردہ فرزند ٭ کہ اے روشن گہر پیر خردمند ٭ ز مصرش بوے پیراہن شمیدی ٭ چرا در چاہ کنعانش ندیدی ٭ بگفت احوال ما برق جہانست ٭ دمے پیدا و دیگر دم نہانست ٭ گہے بر طارم اعلی نشینیم ٭ گہے بر پشت پاے خود نہ بینیم ٭ یا بالجملہ علم غیب سواے علام الغیوب کے اور کسی کو نہین ہے مگر جب وہ چاہتا ہے جسکو آگہی دیتا ہے احسان ہے پروردگار کا کہ انجام اس کام کا اچھا ہوا اور جبکہ اور بھائی آے اور باپ کی پاؤن پر گرے اور کہا اے باپ آمرزش خدا ہماری واسطے طلب کر کہ ہم گنہگار ہین حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا مین تمھاری واسطے آمرزش خدا سے چاہونگا کہ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے بخشنے والا ہے اور بحر المواج مین اور مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ حضرت یعقوب نے دعا کرنے مین تاخیر اسواسطے کی کہ شب جمعہ یا وقت سحر کہ جن اوقات مین مظنہ اجابت دعوت ہوتا ہے آجاوے یا اسواسطے کہ معلوم ہوے کہ حضرت یوسف نے بھی اُنکی خطا معاف کی ہے اور صحیح ترمذی مین ہے کہ اُسوقت تک تاخیر کی کہ حضرت یعقوب مصر مین پہونچے پھر ایک رات کو بعد نماز تہجد روبقبلہ کھڑے ہوے اور حضرت یوسف کو اپنے پیچھے کیا اور اپنے فرزندون کو حضرت یوسف کے پیچھے اور دعا کی اور سب فرزند دعا پر آمین کہتے تھے حق سبحانہ تعالیٰ نے وہ قبول فرمائی تفسیر مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام مع اپنے عیال و اطفال و متعلقان مصر کو روانہ ہوے اور معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ بہتر آدمی تھے مرد اور عورت اور [illegible] اور معارج النبوت مین بیچ ضمن قصہ سابقہ کے لایا ہے کہ ایک روایت ہے

ستر نفر تھے اور ایک روایت مین دو سو اور ایک روایت سے چار سو جب مصر کے نزدیک پہونچے یہودا کو
اپنے بیٹے کو کہ فارض نام رکھتا تھا بنا بر اطلاع بشارت قدوم اہل کنعان سے روانہ کیا جب اسنے حضرت
یوسف کو خبر قربت اثر قرب قافلہ اثر پہونچائی فی الفور واسطے اجازت استقبال ملک ریان کے پاس
گئے بادشاہ نے کہا کہ مین بھی سعادت پیشوائی مین ہمراہی کرونگا اور حکم کیا کہ نزدیک خیمہ و خرگاہ شاہی بیرون
شہر برپا کیئے جاوین اور تمام سپاہ سوار و پیادہ وہان فراہم ہووے صبح حضرت یوسف نے فرمایا کہ مصر کو
آراستہ اور آئینہ بندی کرین پھر آپ لشکر کو آراستہ کر کے مع ملک ریان اور آدمی اشراف مصر باستقبال پدر
عالی قدر فرخ فال اور اولاد فرخندہ مآل اپنے کے باہر آئے جب جنگل مین پہونچے سوار اور لشکر دستہ دستہ ہوئے
اور دستہ مین نو ہزار سوار تھے اور حضرت یعقوب ایک ٹیلے پر سے مع فرزندان ہمراہ اور بلا ملاحظہ کرتے تھے اور سپاہ
حضرت یوسف جوق جوق انکے آگے سے گذرتے تھے اور شرائط خدمتگاری بجا لاتے تھے اور حضرت یعقوب
اس تجمل خیل و حشم سے تعجب کرتے تھے کہ حضرت جبرئیل آئے اور کہا آراستگی لشکر سے کیا تعجب کرتا ہے اوپر دیکھ
کہ لشکر ملک از زمین تا افلاک دیکھنے کے واسطے آئے ہین اور تیری شادی کے ساتھ خوشحال ہین جیسے کہ تیرے
اندوہ سے غمناک تھے تا آنکہ حضرت یوسف علیہ السلام دور سے پیدا ہوئے ایک عماری مرصع مین بیٹھے اور
علما اور حکما مصر چپ و راست صف باندھے ہوئے جب دور سے حضرت یوسف کی نظر حضرت یعقوب
اور انکی اولاد پر پڑی عماری زرکاری سے اترے اور چاہا کہ سلام کرین جبرئیل علیہ السلام نے کہا ٹھہر جاؤ
کہ پہلے تمکو تمہارا باپ سلام کریگا خبر مین آیا ہے کہ حضرت یعقوب پیادہ ہوئے اور دست بگردن یہودا
روانہ ہوئے جب انکی نظر یوسف کے جمال پر پڑی کہا السلام علیک یا مذہب الاحزان یا مزیل القلب
والاہوان یعنے سلام تیرے اوپر ہوجیو اے غمون کے لیجانے والے اور دور کرنے والے اور دونو
گلے لگ کر اتنا روئے کہ بیہوش ہو گئے بعد افاقہ حضرت یوسف ہاتھ حضرت یعقوب کا پکڑ کر ملک
ریان بن ولید کے پاس لیگئے بادشاہ نے بسبب اسکے کہ نبوت حضرت ابراہیم اور انکی اولاد اور
اہلبیت پر ایمان لایا تھا فرط اعتقاد سے ناموس سلطنت کو طاق نسیان پر رکھکر رو برو حضرت
یعقوب کے سر ارادت خم کیا اور انکے قدمون پر گرا اور دست مبارک انکا چوما معارج النبوت مین لکھا
ہے کہ دونون ایک دوسرے کی گردن مین ہاتھ ڈالکر اتنا روئے تھے کہ بیہوش ہو گئے تھے چنانچہ
تک ہوش مین نہ آئے اور اسوقت ساکنان ملا اعلی اور کروبیان عالم بالا ان دونون مشتاق
فراق کا تماشا دیکھتے تھے اور جبرئیل سات ستر فرشتون کے طباق سے بیشمار پر از انوار دار القرار انکے سر پر نثار کر
تھے اور بجناب باری گریہ و زاری کرتے تھے کہ خداوندا ہر ایک کو ہر ایک کے ساتھ الہی محبت ہے
آج یعقوب کو یوسف کے ساتھ ہے فرمان آیا کہ میری تیلین امتیان پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی محبت ستر حصہ اس سے زیادہ ہے اور بحر المواج مین لکھا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف اسقدر

کھو دیے پرسے نہ اُترے تھے کہ اسکی شومی سے اُنکی نسل مین نبوت منتقل ہوئی یہ حضرت یوسف پر افترا ہے اور نسبت کرنے ایسے امر کی ناروا ہے کسواسطے کہ حضرت یوسف برگزیدۂ خدا تھے ایسا کار ناشایستہ اور عمل ناپسندیدہ اُنسے وقوع مین آنا بغیر وحی الہام ربانی متصور نہین ہوتا اور بحر المواج مین لکھا ہو کہ بعد از ملاقات حضرت یوسف نے حضرت یعقوب سے پوچھا ای پدر مہربان جو تم جانتے تھے کہ قیامت مین ملاقات میسر ہوگی پھر کسواسطے روتے تھے اور اتنا غم و اندوہ کرتے تھے کہا مجھکو یقین نہ تھا کہ تو پیغمبر ہوگا اور اپنے اباء اجداد کے دین پر قائم رہیگا ڈرتا تھا کہ عیاذاً باللہ اور دین پر ہو جاوے اور قیامت مین بھی ملاقات میسر نہووے اس سبب سے مین روتا تھا۔ القصہ جب مصر مین آئے اُنکو اپنے محل مین اُتارا اور باپ اور خالہ کو تخت پر چڑھایا اور باپ اور خالہ اور بھائیون نے سجدہ تحیت کیا کہ تعظیم اُس زمانے مین سجدے کے ساتھ ہوتی تھی جب حضرت یوسف نے یہ حال مشاہدہ کیا آیت وقال یا ابت ہذا تاویل رؤیای من قبل اور کہا ای باپ میرے یہ ہے تعبیر خواب میرے کی پہلے سے اور کہا ای پدر بزرگوار یہ تمہارا سجدہ کرنا اس میرے خواب کی تعبیر ہے کہ حالت خوردی مین مین نے دیکھا تھا کہ خدا نے اُسکو درست کیا اور مجھکو اس مرتبہ بلند پر پہونچایا اور یہ اُسکی لطف اور قدرت سے بعید کچھ نہین ہے۔ او معارج النبوت مین لکھا ہے کہ جب حضرت یعقوب اور اُنکی اولاد مصر مین آ چکی تو حضرت یوسف نے تمام مصر کے آدمیون کو جامع مسجد مین جمع کیا اور منبر پر آئے اور خطبہ پڑھا اور پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوات زاکیات بھیجی اور پھر فرمایا کہ ای اہل مصر تم کون ہو سب نے کہا ہم تیرے غلام ہین حضرت یوسف نے کہا سب جانو اور آگاہ ہو کہ یہ پیغمبر برگزیدہ اور نور ہر دو دیدہ یعنے حضرت یعقوب میرے باپ ہین اور یہ فرزند اُنکے ہین اور بھائی میرے ہین تم سبکو بطفیل اس شیخ اور بزرگ کے کہ منبر کے پاس بیٹھا ہو مین نے آزاد کیا فریاد اُنکی نہاد سے باہر آئی اور جلالت اور عظمت منزلت حضرت یوسف کی سب پر ظاہر ہوئی۔ مدارک نے بکمال تصریح و تصحیح ہو بعد انتم تفسیر قولہ تعالے توفنی مسلما والحقنی بالصالحین مین لکھا ہو کہ ایکدن حضرت یوسف حضرت یعقوب کا ہاتھ پکڑے ہوے خزانہ اور چاندی اور سونا اور اثاثہ اور امتعہ اور سلاح وغیرہ دکھاتے پھرتے تھے جب کاغذ کے خزانے مین پہونچے حضرت یعقوب نے حضرت یوسف سے پوچھا اے فرزند تیرے پاس اسقدر کاغذ تھا اور آٹھ دن یا ایک مہینہ کی راہ پر مطلق میرے پاس خط نہ بھیجا حضرت یوسف نے کہا تھا جو حضرت جبرئیل نے اسی طرح کہا تھا کہا ایک مرتبہ اسکا سبب اس سے پوچھ کہا آپ کو اُنکے ساتھ مجھسے زیادہ خلوص اور راہ و رسم محبت ہے حضرت یعقوب نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہا کہ خدا تعالے نے مجھے اسیطرح فرمایا تھا اسواسطے کہ تو نے اپنے فرزندون سے کہا تھا کہ یوسف کو مین تمہین دیتا اور اسکے بھیڑیے کے کھا جانے سے ڈرتا ہون مجھسے نہ خوف کیا اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ جب زمان مواصلت او مجالست یعقوب و یوسف نے امتداد پایا او ستره برس

اور ایک قول سے چار سال اس حال پر منقضی ہوئے ناگاہ جریان احکام قضای موکل اجل نے دو تنہائی نیر تقویم
کے دروازے کو ہلایا اور زنجیر ابواب خلوت سراے کو حرکت میں لایا اسرائیل اللہ نے جانا کہ دست ملک
الموت سے کسی کو نجات نہیں ہے اپنے فرزندون کو بلایا اور شرائط وصیت عمل میں لا کر حضرت یوسف کو اپنا
وصی اور ولیعہد کیا اور کہا جب میں اس مرحلہ فانی سے منزل باقی رحلت کرون تو مجکو میرے آبا ابراہیم
اور اسحاق کے پاس دفن کرنا ہنوز اس کلام سے فارغ نہوے تھے کہ ہماے بلند پرواز روح مطہر انکا صحبت
مقربان بارگاہ ملک متعال میں بجوار رحمت ذوالجلال خرامان ہوا اور معالم التنزیل میں بیچ تفسیر آیت
ان ربی لطیف لما یشاء انہ ہو العلیم الحکیم یعنی تحقیق پروردگار میرا لطف کرنیوالا ہے جسکو
چاہے تحقیق وہ جاننے والا حکمت والا ہے میں نقل کیا ہے کہ حضرت یعقوب کو سال کی لکڑی کے تابوت
میں اور بعضون کے نزدیک صندوق سنگین میں رکھکر بیت المقدس میں لے گئے عرائس التفسیر میں لکھا
ہے کہ اتفاقاً اسی دن وہان عیص کہ حضرت یعقوب کے بھائی تھے مر گئے تھے دونون ایک قبر میں دفن
کیا اور یہ دونون ایک بطن سے جوڑوان پیدا ہوے تھے اور عمر ہر ایک کی ایکسو سینتالیس یا ایکسو ستاون
برس کی تھی علی الاختلاف الاحوال حلیہ مبارک حضرت یعقوب نہایت شبیہ تھے بحضرت اسحاق اور
ایک تل تھا انکے رخسار پر اور دراز قد اور نحیف البدن تھے صفات انکے صدیق اور متحمل اور صابر اور
معیشت انکی اوائل حال میں مواشی اور اغنام چرایا کرتے تھے اور مدت دعوت پچاس برس۔ القصہ جب
حضرت یوسف تجہیز و تکفین اپنے پدر عالی قدر سے فارغ ہوے پھر مصر میں آئے اور اپنے کام میں
مصروف ہوے بعد چندے ریان بن الولید نے ملت اسلام اور تہیہ تخت سلطنت کو وداع کیا
اور رحیل عالم قدس ہوا اسکے بعد ایک کافر فاجر اسکے بنی اعمام میں سے کہ قابوس بن مصعب نام رکھتا
تھا سریر فرمانروائی پر بیٹھا اور بتجدید رسوم عمالقہ اور فراعنہ کہ زمان معدلت اقتران ریان میں صفحات خواطر
اہل زمان سے محو ہوگئے تھے حکم دیا ہر چند کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنا بر وحی سماوی اسکو امور
رویہ سے نہی فرما کر بارتکاب اعمال پسندیدہ امر کیا اسنے انکی تصدیق نبوت اعتراف نہ کیا اور رعیت پر
ظلم ہوا حضرت یوسف اسلام قابوس سے مایوس ہو کر اپنے طول ایام حیات سے بیزار ہوے تا آنکہ
ایک شب کہ خلق سنگاپوے اشغال اور گفتگوے ہجر و وصال سے سو گئی تھی مناجات کی اور کہا اے کریم
کارساز و اے رحیم بندہ نواز درگاہ کہ مجکو محنت چاہ سے بدولت و جاہ پہونچایا اور حضیض رقیب سے
باوج عزت لایا اور ساتھ نور معرفت تعبیر و تاویل کے میرے چراغ خاطر کو روشن اور منور اور مجکو مسرور بہ
وصال پدر عالی قدر کیا اب میرے مرغ روح کو کہ قفس قالب میں تنگ ہے رہائی بخش اور گلشن
جنان اور روضہ رضوان پہونچا اور مقام ابراہیم خلیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسمٰعیل میں
مقیم فرما اور بیقین اجابت اس دعا کے بھائیون کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور خطبہ وداع ادا کیا

اور یہودا کو کہ انوار فراست اور آثار اجابت انکی جبین مبین سے ظاہر تھے خلیفہ اپنا کیا اور بامارت تمامی
بنی اسرائیل اور اتباع و اشیاع خاندان خلیل منصب فرما کر سب کو انقیاد امر و نہی اور اطاعت فرمانبرداری
اسکی مین اشارہ کیا اور اولاد یعقوب نے وصایائے یوسف کو قبول کر کے پوچھا کہ بعد از حضرت
احوال منسبان دودمان رسالت رفاہ اور شدت ضعف و قوت مین کہان تک پہونچیگا جواب دیا
کہ تم جادۂ ملت ابراہیم پر مستقیم رہو اور متابعت شریعت اور طریقت اپنے آبا و اجداد کی بجا لاؤ
لیکن بعد میرے انتقال کے مدت قلیل اور زمان اندک مین ایک بادشاہ جبار ستمگار اور ظالم قہار
نتائج اسباط عملاق اور قبط سے ملک مصر پر متولی ہوگا اور باوصف رعایت عجز بشریت از روے گمراہی
ربوبیت کا دعوی کریگا اور چار سو برس قادر ذو الجلال اسکو سلطنت مین مہلت دیگا مگر وہ کافر
اور طغیان سے روگردان نہوگا اور اس بدکردار کے ظہور کی علامت یہ ہے کہ جو مرغ سفید میرے مکان مین
ہے اخرس و خاموش یعنے بہرا اور گونگا ہو جائیگا اور مطلق اسکی آواز بگوش اہل صلاح و فساد نہ
پہونچیگی اور جب ایام سلطنت اس ملعون خدا کے منقضی ہونگے سبط برادرم لاوی سے ایک پیغمبر موسی
نام مبعوث ہوگا اور بوجود کثرت وجود اسکی یہی مرغ پھر خروش مین آئیگا اور وہ بنی اسرائیل کو بکلمات
واضح اور آیات لائح اس جھود کو عاجز کریگا اور اسکے معجزے سے وہ خاکسار ہو کر جہنم و اصل ہوگا چاہیے
کہ اپنے فرزندون کو بطنا بعد بطن وصیت کرو کہ جب وہ پیغمبر ظاہر ہووے اور تمہارے ذریت اپنے ہمراہ
لے کر مصر سے باہر جاوے میری نعش کے صندوق کو مدفن سے نکالکر اپنے ہمراہ بمراقد آبائے کرام میرے
لیجا کر مدفون کرین اور یہ فرما کر بروضۂ وصال انتقال کیا اور عبدالرحمن جامی نے حضرت یوسف کی وفات
کو اسطرح بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت یوسف بقصد سواری لباس شہریاری پہنکر گھوڑے پر سوار
ہونے لگے ایک پاؤن رکاب مین رکھا تھا کہ انکے پاس عزرائیل آئے اور کہا آپ اپنا دیدہ کرو کہ تمہاری
عمر مین سے کچھ باقی نہین رہا کہ دوسری رکاب مین بھی نہین آپ پاؤن رکھنے پائینگے اور انکی ہاتھ مین ایک
سیب جنتی تھا وہ حضرت یوسف کے ہاتھ مین دیا اور انھون نے اسکو سونگھتے ہی سونگھا اور اسی
حال سے جان بحق تسلیم کی حلیۂ مبارک انکا جعد موے سفید پوست معتدل القامت مستوی الخلقت
صغیر السرہ چشم مبارک کشادہ و بزرگ اور جب حضرت تبسم فرماتے تو دانت پر نور مین سے ایک نور ساطع اور
لامع ہوتا اور ہنگام تکلم شعاع دہان معجز بیان سے لائح گشتے ہین کہ حضرت حضرت کی نہایت مشابہ تھی بجد بزرگ
حضرت آدم کہ بیشتر از صدور خطا و ذلت تھے اور صفات انکے صبور اور باوقار اور عالم بتاویل رویا و
امور مخفیہ اور حوادث آینندہ سے مطلع ملفوظ و رد اسکے کرامت و عطا اور ملبس بلباس عزو شان و ھو
انکو بھوا ان اکرم علی نبینا و علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم اور شریعت اور مذہب حضرت کا تابع ملت ابراہیم
ابراہیم تھا اور معجزات انسے بہت ہوے ہین ازانجملہ ایک یہ کہ جب وقت قابوس بن مصعب مشغول ہوا

مسخر

معجزہ طلب کیا آپ نے دعا کی قریب تخت بادشاہ ایک درخت تھا اُسکے سبز پتے کئی رنگ کے سایہ فگن
ہو گئے اور یہ ایک طفل نابینا آپ کی خدمت بابرکت میں لائے اپنے نقاب منھ پر سے اُٹھا کر اسکی طرف دیکھا
وہ بینا اور بصیر ہو گیا اور اسی طرح زلیخا نے حالت ضعف و پیری میں انفاس حیات بخش حضرت سے
شباب و جوانی سعادت کی چنانچہ سابق مذکور ہوا اور صفت اُنکی صغر سن میں کہتے ہیں تجارت کیطرف
میل رکھتے تھے کہ راس المال اپنا اسپوں کو سپرد کیا تھا کہ وہ خرید اور فروخت کیا کرتے تھے اور جب سریر
سلطنت پر متمکن ہوئے غیر از ادائے لوازم نبوت اور مراسم حکومت بامر دیگر قیام اور اقدام نہ کیا ایام فراق
کلبی کہتا ہے بائیس برس اور بروایت عبداللہ بن عباس ستر اور بقول سری بن یحیی اسی اور بقول حسن بصری
وجیہی از تابعین اسی اور سلمان فارسی اور اکثر علما کہتے ہیں کہ زمان ہجران و فرقت آنحضرت چالیس سال
تھی اور اس قول نے درمیان اہل تاریخ اشتہار پایا ہے اور ایام حیات توریت میں لکھا ہے کہ سو برس زندگانی پائی
تھی اور ہمام بن منبہ نے اپنی کتاب مبتدا میں مرقوم کیا ہے کہ ایکسو سات برس حضرت کی عمر کے ہوئے
اور محمد بن اسحاق کہتا ہے ایک سو اٹھارہ برس اور ثعلبی نے عرائس میں لکھا ہے ایکسو بیس برس اور اعتماد
اور اتفاق اہل تاریخ کا اس قول پر ہے اور معالم اور مدارک اور بحر المواج وغیرہ سے منقول کہ جب حضرت
کی روح نے عالم جسمانی کو وداع کیا اُنکے بھائیوں نے حضرت کے تابوت کو عمارت مصر ایک پہلو دریچہ کرکنارہ
رود نیل کے دفن کیا اسواسطے کہ علما اور عقلا اور اشراف اور اوساط الناس ہر محلے نے چاہا تھا کہ [illegible]
حضرت سے ہم محروم نہ ہیں اپنی اپنی زمین میں مدفون کرنیکا ارادہ کیا اس سبب نزدیک تھا کہ نوبت جدال و
قتال پہونچے لاجرم ارباب عقول سلیم نے قرین صواب اسطرح پر جانا کہ جسد مطہر کو صندوق میں سنگ مرمر رکھکر
رود نیل میں دفن کریں تاکہ بسبب استعمال میں آنے اُسکے پانی کے برکت اُسکی شامل حال ہر خاص و عام ہووے اور
خطہ خاک کو پیاسے کعبہ باعث حصول حاجات ہو اسکا طبقہ مصر کو مرقد مقدس حضرت کا قبلہ حاجات و مرادات
ہوا بالجملہ وہیں کیا اور مدت تک وہ گنج حسن رود نیل میں مخزون رہا تا آنکہ موسی کلیم اللہ علیہ التحیۃ والتسلیم نے
وہاں سے نکال کر مزار حضرت خلیل اور مشہد اسرائیل میں مدفون کیا چنانچہ تفصیل اس اجمال کی حضرت موسے
علیہ السلام کے قصہ میں گذارش کیجاویگی انشاء اللہ تعالے اور معالم اور مدارک اور بحر المواج وغیرہ میں بھی
اسی طرح سے ہے۔ رائے صواب نمائے اذکیا پر پوشیدہ نرہے کہ جو کچھ اس مسودہ میں قصہ حضرت یوسف
یہان تک لکھا گیا منقول کتب معتبرہ صحیحہ سے ہے اور بعض روایات و حکایات محمد بن جریر طبری اور
حافظ ابرو اور تمام اہل تاریخ میں مخالفت اور تفاوت ہے اور ایکی تفصیل موجب تطویل ہے لاجرم
اقوال جمہور آئمہ تاریخ کو سبب نزول اس سورہ اور ایصال اس حکایت میں بسبیل اجمال باہم ضم اور ملحق کرکے
کہتا ہے کہ محصل کلمات اخبار اس باب میں اسطرح مسموع ہوئے ہیں کہ ایک جماعت کو یہ زعم اور تصور ہے
کہ ایک دن درمیان ایک اصحاب صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور طائفہ یہود کی فضیلت کتاب

کریم مین باقی صحف سماوی پر کچھ کلام ہو رہا تھا انھون نے کہا قصہ صاحب جمال کنعانی درمیان اہم اشباہ میں
قصص و اخبار سے ہے اور توریت اُسکے ذکر پر ناطق اور کیفیت اُسکی سے مخبر اور تمہاری کتاب اوس سے
خالی پھر تم کس سبب سے قرآن کو تمامی کتب انبیا سابق پر تفضیل اور ترجیح دیتے ہو اُس صحابی نے السنہ
ارباب دین کو بغرض سید المرسلین پہونچایا آئینہ ضمیر انور کہ مظہر آیات رحمانی تھا استماع قول یہودی سے
متغیر اور مکدر ہوا مقارن اس حال کے حضرت جبرئیل امین نازل ہوے اور اس حکایت مطبوع کو ضمن آیات
بینات مین قرع سمع ہمایون کیا اور بعض کا یہ عقیدہ ہے کہ جب مہاجرین وطن مالوف اپنے سے مفارقت
کلی پذیر ہو کر مدینہ مین آئے کبھی کبھی محنت غربت اور کربت سے کہتے تھے اے کاش قرآن متضمن کسی حکایت
پر ہوتا کہ مشابہت مہاجرت اصحاب سے رکھتا تا اُسکے مطالعہ پڑھنے سے دلہاے حزین اور خاطر
ہاے اندوہگین کو تسلی حاصل ہوتی اور موجب بہجت اور مسرت ضمائر ارباب رنج و محن ہوتا اور سبب
بھی نزول سورۂ یوسف مین منقول اور مروی ہین کہ ایراد انکا موجب تطویل ہوتا ہے اسواسطے انھین ایک پر
اکتفا کیا گیا **فصل چھٹی** ذکر اسباط حضرت یعقوب علیہ السلام مین — روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ مراد
اسباط سے آیات بینات فرقانی مین اشارت بفرزندان حضرت یعقوب ہے اور اکثر اہل تاریخ اولاد حضرت
یعقوب کو پیغمبران مرسل سے شمار کرتے ہین اور اسباط کو تین سو تیرہ نفر کہتے ہین کہ ہر ایک انمین سے پیدا
اولاد و اعقاب اپنے مامور ہوے ہین اور کوئی راوی اخبار اور ناقل آثار تفصیل احوال اخوان صدیق
مشغول اور مصروف نہین ہوا اور جو کیفیت ذیل قصہ حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام سے
مذکور ہوا اُس سے کچھ اور زیادہ بیان نہین کیا۔ راقم حروف نے کہ اکثر کتب تواریخ سے تتبع کیا سواے
تعداد اولاد اور اعقاب و اسباط حضرت یعقوب علیہ السلام خروج موسیٰ ابن عمران مصر سے کچھ اور نظر
نہین آیا اور جو کچھ سواد اوراق نے اسپر اطلاع پائی لکھا جاتا ہے روبیل فرزندان صلبی اُسکے چار نفر لیکن
کثرت ذریت انکی اس مرتبہ کہ شمار اول مین نفر معدودہ موسیٰ بیس سال سے اوپر پچاس کم چھیالیس
ہزار مرد مقاتل تھے اور شریف اس قوم کا اسوقت مین الیصور بن شدیئور تھا شمعون چار اولاد صلبی اُسکے
بھی چار نفر لیکن اعقاد بسیار اور اعقاب بے شمار اُس سے پیدا ہوے چنانچہ شمارہ اول مین بیس سے اوپر اور پچاس
سال سے نیچے اکتالیس ہزار مرد مبارز اور سردار اس طائفہ کا ہنگام تعداد شلومئیل بن صوریشدی تھا لاوی دو
فرزند رکھتا تھا اور انکی نسل سے امت عظیم ظاہر ہوئی چنانچہ شمار اول مین باسٹھ ہزار آٹھ سو مرد سپاہ حساب
مین آئے اور مرجع اس سبط کا اخی عزر بن عمی شدائی تھا زبالون تین بیٹے رکھتا تھا اور انکی نسل
سے بوقت شمار اول چھپن ہزار چار سو مرد سواے اطفال شیرخوار کے اور بزرگ تھا اس فرقہ کا اس
دن الیاب بن حیلون نفتالی اولاد صلبی اُسکے چار نفر ذریت انکی شمار اول مین تریپن ہزار چار سو مرد
اور رئیس اس زمرہ کا اسوقت اخیرع بن عینان تھا اشیر اُسکے بھی چار فرزند تھے اور وقت شمار اول

اکتالیس ہزار پانسو مرد کارزار انکی ذریت سے لکھنے مین آئے اور شریف انکا عامل بن عمران تھا اور
چھ فرزند رکھتا تھا اور اعقاب انکے بوقت شمار اکتالیس ہزار چھ سو پچاس اور شریف اس زمرہ کا اسوقت
مین یاما فہ ارخوائیل تھا شمعون کے اعقاب اسکے کہ بیس برس سے کمتر تھے اس گنتی مین انسٹھ ہزار
تین سو مرد تھے اور ریاست خاندان سلوم بن صوری مین کہ اسکی اولاد مین سے تھا تھے یوسف علیہ
السلام دو فرزند رکھتے تھے اور ایک دختر انکی نسل سے بہتر ہزار پانسو نفر شمار مین آئے اور ریاست
انکے خاندان کی درمیان شالح بن عمود اور یمکل بن براصو مشترک تھی بنیامین انکے تیرہ فرزند تھے
ذریت انکی بہنگام شمار پینتیس ہزار چار سو مرد اور شمرود وان عمود بہودا پانچ فرزند صلبی رکھتا تھا اور
ذریت اسکی اس مرتبہ ہوئی تھی کہ شمار اول مین بہتر ہزار چار سو مرد مقابل شمار کیے گئے تھے اور
حکومت اس فرقہ کی خاندان نحیون بن عمیادان مین مقرر تھی لاوی اولاد اسکی ایک فرزند سے
بائیس ہزار نفر پیدا ہوئے اور اشراف انکے الصافان بن عزنائیل اور تھی سوائیل اشحائیل تھی باب

گیارھواں بیان احوال حضرت ایوب صابر مین اور اس باب مین دو فصل ہین فصل پہلی نسب

و بعثت مین اور مبتلا ہونا حضرت ایوب علیہ السلام کا ساتھ انواع محنت والم کے معالم التنزیل
مین تفسیر قولہ تعالی وتاک حجتنا اور مواہب علیہ مین بیچ سورہ انبیا کے لکھا ہے کہ حضرت ایوب رومی
تھے اور تین پشت کے ساتھ عیص بن اسحاق کو پہونچتے ہین اور انوار التنزیل مین بیچ آیہ واذکر عبدنا
ایوب اور یاد کر بندے ہمارے ایوب کو کہ سورہ ص مین لکھا ہے کہ ایوب علیہ السلام بن عیص بن اسحاق
تھے اور تفسیر لباب مین ہے کہ مان انکی دختر لوط علیہ السلام تھی اور بی بی انکی کہ ایام ناتوانی مین انکے ساتھ
رہی بر تھم بیٹی دختر یوسف اخر العیقوب تھی لیا نام اور اکثر مورخین کہتے ہین کہ رحمہ بنت افرایم تھی بہر
تقدیر مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے انکو خلعت نبوت پہنایا اور سات پسر اور تین
دختر بخشے اور معالم مین لکھا ہے کہ تین پسر اور سات دختر اور مدارک مین ہے کہ سات پسر اور سات
دختر اور بہت سامان عطا فرمایا فشاعت اور مدارک مین سورہ انبیا کی تفسیر مین لکھا ہے کہ تین ہزار اونٹ
اور سات ہزار بکریان اور گوسفند یا زیادہ اور پانسو جفت گاو کے کہ ہر کدام جفت تخم افشانی اور زمینون
مین کشتکاری کرتے تھے اور پانسو غلام کہ ہر ایک غلام عیال و اطفال رکھتا تھا حضرت ایوب کے پاس تھے
اور آدمیون کے ساتھ نکوئی بہت کرتے تھے اور جب تک وے بھوکون کو سیر نہ کر لیتے تھے ہرگز آپ نہ کھاتے تھے
اور جب تک ننگون کو کپڑے نہ پہنا لیتے تھے آپ جامہ تو جامہ نہ پہنتے تھے اور روز و شب طاعت مین گذارتے
تھے اور رسوم خیرات جسطرح چاہیے بجا لاتے تھے اور انکے سبب ابتلا مین اختلاف ہے کشاف
مین اور انوار التنزیل مین سورہ ص مین لکھا ہے کہ ایک مظلوم نے انسے فریاد کی اور انھون نے
اسکی فریاد نہ سنی کہ وہ انکے آگے استغاثہ کرتا تھا کہ میری مواشی ایک بادشاہ کی نواحی مین اور رعیت انکے چرتے

اور بادشاہ کافر سے لڑتے تھے اور تفسیر مدارک مین لکھا ہے کہ انھون نے ایک منکر کو دیکھا اور خاموش ہو رہے
یا انکا ایک ہمسایہ کی بکری ذبح کرکے کھائی اور ہمسایہ بھوکا رہا اور مواہب علیہ مین سورہ انبیا مین لکھا ہے
کہ ابلیس پر تلبیس انپر حسد لے گیا اور کہا الٰہی ایوب عافیت اور فراخی مین عیش مین وسعت کے ساتھ
رہتا ہے اور مال و فرزند بہت رکھتا ہے اس سبب سے تیری عبادت کرتا ہے اسکو بزوال اموال
اور اولاد مبتلا فرماوے تو یہ طاعت اور عبادت تیری چھوڑ دیوے اور کفران نعمت اختیار کرے
حق تعالے نے فرمایا جسطرح تو کہتا ہے اسطرح نہین ہے وہ ہمارا بندہ پسندیدہ اور برگزیدہ ہے ہزار
بار ہم اسکو آتش بلا مین مبتلا کرین محک اعتبار پر کامل عیار ہوگا ابلیس نے کہا مجکو اسکے مال اور اولاد
مسلط فرما تا حقیقت حال ظاہر ہووے حق تعالے نے ابلیس کو اسپر تسلط دیا اور اسنے دیوؤن کو متعین
کیا تا یہ ہلاک اموال اور اولاد حضرت ایوبؑ مشغول ہووین بعضے مفسرین کا یہ قول ہے کہ فرشتون نے کہا
ایوبؑ اسقدر طاقت القوت اس نعمت سے کہ اللہ تعالے نے اسکو عطا کی ہے اور تندرستی دی ہے اور انکا
دل فرزندون سے شادمان ہے بجالاتا ہے حق سبحانہ تعالے نے فرمایا مین نعمتین اس سے لیتا ہون تا تمکو
معلوم ہووے کہ یہ عبادت محض میری رضامندی کے واسطے کرتا ہے اور ایک روایت سے حضرت ایوب نے
آپ کہا یارب مجھے کسی بلا مین گرفتار کر تا اس بلا مین صبر کرون اور صابرون کا ثواب پاؤن اور بعضے کہتے
ہین کہ ایک دن یہ ایک مبتلا پر گذرے اور کہا اے مبتلا تیری یہی سزا تھی اللہ تعالی کو یہ کام ناپسند آیا کہ انکو
مبتلا فرمایا اور بعضے کہتے ہین کہ کسی نے انکو کہا کہ حق تعالے نے تجکو نعمت بہت دی ہے اور تیرے ساتھ کوئی
محبت کرتا ہے انھون نے کہا مین بھی طاعت اور عبادت اور شکرگذاری حضرت باری کی محبت کرتا ہون
خدا تعالے کو یہ سخن پسند نہ کیا اور بلا کو ان پر متعین کیا مواہب علیہ مین بیچ سورہ انبیا کے لکھا ہے کہ انھون نے بجلی
گری یا صاعقہ اور بھیڑ بکری اور گوسفند بسبب سیل آب گرداب فنا مین غرق ہوئین اور زراعت انکی
باد صرصر سے تباہ ہوئی اور ساتون بیٹے اور تینون بیٹیان ایک دیوار کے نیچے دب کر مر گئین اور
اور بعضے کہتے ہین کہ گانؤن مین اور جو کچھ کہ گھر مین تھا سب آگ سے جل گیا اور ایک دیوار یا گھر اولاد پر گرا
کہ سب مر گئے۔ القصہ جب حضرت ایوبؑ کو کسی چیز کے ہلاک ہونے کی خبر پہونچتی تھی کہتے تھے مین کیا
کرون جس خدا نے دی تھی اسنے لے لی اور صبر اور شکر بجا لاتے تھے اور کہتے تھے شکر ہے کہ اصل نعمت
ابھی تک موجود ہے یعنے دین میرا سلامت ہے اور بدن میرا تندرست ہے یہ دنیا کہ ایک دار بلا ہے
اور محل ابتلا ہے خدا تعالے اپنے بندون کو اسمین آزماتا ہے تا کوئی اسمین دل بستہ نہ ہووے
اور اسکے ساتھ محبت نہ رکھے بہر حال ایک دن حضرت ایوبؑ محراب عبادت مین کھڑے ہوکے
نماز ادا کرتے تھے کہ ناگاہ انکے پانؤن مین ایک درد پیدا ہوا اور پانؤن سوج گیا اور اسی ساعت مین
مجروح ہوگیا اور رفتہ رفتہ تمام بدن انکا پر زخم ہوا بعد ایک مدت کے اوس مین کیڑے پڑے اور

جب

جب ایسا ایک مدت گذری تو بدبو انکے بدن مین پیدا ہوئی اور کیڑون نے اثر ظاہر کیا کہتے ہین کہ کئی
ہزار کیڑے انکے بدن مین پیدا ہوے تھے اور دوست آشنا اور تمام گھر کے لوگ اُنسے بیزار رہتے
اور اُنکی چار بیبیان تھین تین نے بیطاقت ہوکر کہا کہ ہمکو طلاق دے حضرت ایوب علیہ السلام نے انکو
طلاق دے دی اور ایک بی بی رحیمہ یا رحمت بیٹی افراہیم بن یوسف یا ماجر نام بیٹی میشا بن یوسف علیہ السلام
یا الیا نام بیٹی حضرت یعقوب کی انکے پاس رہی اور کہا مین طلاق نہین چاہتی کسواسطے کہ نعمت اور
عشرت مین تمھارے ساتھ رہی ہون محنت اور مشقت مین کیونکر چھوڑ دون آخر الامر اُس گانون کے
لوگون نے حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا یہان سے باہر جاؤ مبادا یہ تمھاری بیماری ہم مین سرایت
کرے اور بزور و درشتی انکو وہان سے نکال دیا اور کسی نے انکے اقربا مین سے اُنکی طرف التفات نہ کیا
مگر دو شخصون نے کہ انکے شاگرد تھے انکو لیکر روانہ ہوے اور زار زار روئے۔ اور حضرت ایوب کہتے تھے
کہ سبحان اللہ مین بزرگترین اس قریہ کا تھا اب مجھکو اس خواری اور زاری سے نکالا آخر دونون شاگرد
انکو ایک اور گانون لے گئے اور وہان رکھا چند روز گذرے کہ وہان کے آدمیون نے بھی انکو نکال
دیا چنانچہ اسیطرح سات گانون انکے شاگرد اُٹھا اُٹھا کر انکو لے گئے اور ہر اہل قریہ نے باہر کر دیا
جب وہ شاگرد عاجز ہوے لاچار ایک جنگل مین ایک چوب وغیرہ سے جھونپڑا بنایا اور انکو وہان
رکھا اور بعد چند روز کے وہ بھی چلے گئے اور وہی بی بی اکیلی اُنکے پاس رہی اور خدمت کیا کی اور
حضرت ایوب اس شدت ضعف اور سستی مین بھی عبادت اور طاعت حالت تندرستی سے
کم نکرتے تھے اور ذکر اور تسبیح معمولی فروگذاشت نہونے دیتے تھے اور ایک طرفۃ العین غافل نہوتے
تھے معالم مین لکھا ہے کہ مدت مرض اُنکی بقول وہب تین برس کامل رہی اور بقول کعب سات
برس اور بعضے روایات سے سات برس اور سات مہینے اور سات دن اور انوار التنزیل مین ہے
کہ سات ساعت اور مدارک مین ہے کہ تیرہ برس اور مدارک اور معالم مین اٹھارہ برس بھی
ایک روایت سے ہین تفسیرون مین لکھا ہے کہ ایک دن اُنکی بی بی نے کہا خدای تعالی سے اپنی عافیت
کے واسطے دعا کرو کہ تمکو اس بلا سے نجات دیوے کہا ہمارے عیش اور فراخی کی مدت کتنی تھی کہا
اسّی برس حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کہ مجھکو شرم آتی ہے کہ خدا سے دعا کرون سلامتی چاہون
حالانکہ مدت بلا و مرض بہ مقدار مدت صحت و عیش نہین ہوچکی۔ جواہر [illegible] سورۂ انبیا مین لکھا
کہ ایکدن حضرت ایوب نے بدرگاہ ملک العلام زاری کی اور کہا رب انی مسنی الضر [illegible] اس آیت کی حکایت
معلوم ہوتی ہے اور نہ اُسکے صبری مفہوم۔ اور حال آنکہ حق تعالی نے صابر نام کیا اور فرمایا انا وجدناہ صابرا
پس تحقیق پایا ہمنے اسکو صبر کرنیوالا جواب اسکا مفسر اسطرح پر تقریر کرتے ہین کہ شیطان رجیم نے انکو بیچ جنگل کے پہنچا
کہ اس ملعون نے حضرت ایوب کے پاس آنکر کہا مجھکو سجدہ کرتا [illegible] علیہ السلام

حق تعالیٰ سے اُس درد و دکھ رنج سے شکایت کی نہ اپنے رنج سے یا یہ کہ وہ لوگ جو اُنکے ساتھ ایمان لائے تھے
اُنھوں نے کہا اگر اُنمین خیر ہوتی تو یہ اس بلا مین گرفتار ہوتا اس شماتت اعدا سے اُنکے دل کو رنج ہوا اور یہ
کلام زبان سے نکالا اور یا یہ کہ ایسے ضعیف ہوگئے تھے کہ بفرض نماز اور عرض و نیاز قیام نکرسکتے تھے کہ اس کلمہ
کے ساتھ تکلم کیا اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ حضرت ایوب کی زاری کرنیکی وجہ
یہ ہے کہ اُنکے دو شاگرد تھے اور اُنکے ساتھ قرابت رکھتے تھے ایک دن اُنکے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک نے دوسرے سے
کہا اگر ایوب گنہگار نہوتا تو اللہ تعالیٰ اس بلا مین گرفتار نکرتا حضرت ایوب یہ کلام سنکر کمال اندوہگین ہوئے
اور کہا بار خدایا تو جانتا ہے کہ مین نے گناہ نہین کیا جسطرح یہ کہتے ہین اور رونے لگے اور کہا ربّ انی مسنی الضر یا یہ
کیڑے دل و زبان مین قصد کرتے تھے کہ ایذا پہونچائین اور دونون عضو کہ محل فکر اور ذکر خدا کے ہین انکی بربادی ہوتا
سے خوف کیا اور یہ لفظ زبان پر جاری ہوا یا یہ کہ ہر سحر کوئی فرشتہ یا بشیر بارگاہ کبریائی سے خطاب مستطاب
حضرت ایوب کو پہونچاتا تھا کہ اے ہمارے بندے تو کسطرح ہے اور حضرت ایوب بذوق و شوق اس بشیر کے
اُس بلا کو اپنی جان ناتوان پر کاہ سمجھتے تھے اور خوش رہتے تھے جسدن صبح کو مرہم راحت جہت اس جراحت کے
اُنکو پہونچتا اس خطاب سے سرفراز ہوئے فریاد کی کہ رب انی مسنی الضر اور بعضے محقق کہتے ہین کہ کلمہ یہ اُنکے
ساتھ تھی اس سے نہ تھی تا یہ کہ ایک دن شیطان رستے مین بصورت پیر اُنکی بی بی کے سامنے آیا اور کہا تو
کون ہے کہ اسقدر اندوہگین ہے کہا میرا ایک بیمار ہے اور اُسکا یہ حال ہے ابلیس نے کہا شراب اور سور کا گوشت
کھاوے تا یہ علت بالکل برطرف ہووے جب یہ ابلیس سے سنکر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آئی حقیقت
حال بیان کی حضرت ایوب کمال خفا ہوئے اور کہا مجکو معصیت مین ڈالا چاہتی ہے اور قسم کھائی کہ اگر مین تندرست
ہوجاؤنگا تو تجکو سو لکڑیان مارونگا اور یہ کلمات مذکور کہنے کے بعد چالیس دن تک جی نہ آئی تھی اس سبب سے
یہ شکایت کی یا یہ کہ اُنکے بدن کے کیڑون مین سے ایک یا دو زمین پر گر پڑے اور خاک گرم پر لوٹنے لگے حضرت
ایوب نے بلحاظ اسکے کہ رزاق مطلق نے اُنکی غذا میرے بدن مین رکھی ہے اُنکو اُٹھا کر اُسی زخم مین جہان گر پڑے تھے رکھ لیا
جب یہ امر باختیار اُنکے وقوع مین آیا تو اُن کیڑون نے ایسا کاٹا کہ اُنکو تاب و طاقت نرہی اور یہ کلام اُنکی زبان پر
جاری ہوا اور بحر المواج مین لکھا ہے کہ حضرت ایوب کی زبان سے ان کلمات کے جاری ہونے کا یہ سبب ہے
اُنکی بی بی گانؤن مین پھرا کرتی تھی کہ کہین کچھ کام کر کے اُسکی مزدوری سے کچھ جنس کھانیکی حضرت ایوب کے
واسطے لیجاوے اتفاقاً کہ کبھی دن اُنسے کسی نے کچھ کام نہ لیا تھا ایک گانؤن مین ایک عورت کافرہ تھی تونگر جو کہ
کبھی کبھی اس سے کچھ کام لیتی تھی یہ اُسکے پاس گئی اور کہا مجکو طعام دے کہ اُس بیمار دلفگار کے واسطے
لیجاؤن اور کل جو تیرا کام ہوگا کر دونگی کہا مجکو کچھ کام نہین ہے کہ تجھسے کہون اگر اپنے گیسو تراش مجھے
دیوے تو مین تجکو کھانا دون کس واسطے کہ وہ عورت کوتاہ مو تھی اور اُسکے گیسوؤن کو بہت پسند کرتی تھی
چاہا کہ اس مکر و حیلے سے لیوے حضرت ایوب کی بی بی نے کہا میری بیمار مبتلا پر رحم کر کہ وہ ان بالون کو

بلکہ کرا اٹھتا ہی عبادت کے واسطے اُس کافرہ کو رحم نہ آیا لیکن ناچار اُسنے اپنے گیسو تراش کر اُسکو دیا اور اُس سے
طعام لیا اسوقت ابلیس علیہ اللعنۃ ایک مرد پیر کی شکل بنکر حضرت ایوبؑ کے پاس آیا اور کہا تیری عورت نے
نابکاری اور بدکرداری کی تھی لوگون نے گانون کے اُسکو پکڑ کر اُسکے بال تراش لیے حضرت ایوب غمگین ہوے
اور زار زار رونے لگے اور کہا ربّ انی مسنی الضر اور قسم کھائی کہ مین تندرست ہونگا تو اپنی عورت کو سو لکڑیان
مارونگا اور تاریخ حافظ ابرو مین لکھا ہی کہ جب شیطان لعین نے حضرت ایوب کی بی بی کو بہت اغوا کیا
فضل الٰہی سے کچھ اثر نہوا ایک دن اس ملعون نے آپکو بصورت ایک عورت کوتاہ بالون کے ظاہر کیا
اور اس سے کہا کہ اگر تو اپنے گیسو مجھے کتر دیوے تو تجکو بہ رعایت بہت کر دون اسکو جو فرزدوری بہت نہ تھی
تھی لاچار اسپر راضی ہوئی اور وہ لعین اسکے پہلے پہونچنے کے حضرت ایوب کے پاس گیا اور کہا یہ کیا فعل
بار دانوبت یہ پیدا ہوئے کیسو دن تمھاری بی بی کی ہوئی آپ نے غضب ہو کر جو چوب مارنے کی قسم کھائی لیکن
شکرگذاری جناب باری اور طاعت اور عبادت مین مطلق کمی نہ کی اُس مردود کو حسد آیا اور غایت رشک سے
ایک وزرا اپنی جنود کو بزرگ اور مقدس بنا کر ساکنان اُس بقعہ کو کہا کہ مین ایک فرشتگان مقرب ہون مجکو بہ
تحقیق معلوم ہوا ہی کہ حق تعالے نے غایت عتاب سے نام اُنکا جریدۂ انبیا مین سے محو کیا ہی اب تم جلد اُنکو یہان
نکال دو ورنہ اُنکے قربت سے تمپر بھی آفت آسمانی نازل ہوگی حضرت کو اس بات کے سننے سے کمال ملال قلب
حال ہوا اور اختیار دست دعا انھون نے اٹھایا اور ضرر اور تکلیف پانی کا گلہ ابلیس پر تلبیس کی شرارتون کا کیا
جیساکہ خداے تعالے کلام مجید مین حکایۃً فرماتا ہی آیت واذکر عبدنا ایوب اذ نادی ربہ انی مسنی
الشیطن بنصب وعذاب ارکض برجلک هذا مغتسل بارد وشراب ووهبنا له
اهله ومثلهم معهم رحمة منا وذكرى لاولى الالباب یعنے اور یاد کر بندے ہمارے ایوب
کو جسوقت پکارا اُسنے پروردگار اپنے کو بیشک ہاتھ لگایا ہی مجکو شیطان نے ساتھ ایذا کے اور عذاب کے
لات مار پانون اپنے سے یہ ہی جاگہ نہانیکی ٹھنڈی اور پینی کی اور دی ہمنے اسکو اہل اُسکی اور مانند اونکے ساتھ
اُنکے رحمت بیطے مہربانی اپنی طرف سے اور یادگاری واسطے عقلمندون کے

فصل دوسری زائل
اور دور ہونے اُن محنتون مین حضرت ایوب مکروب سے ۔ مواہب علیہ مین سورۂ انبیا مین اور سورۂ ص
مین لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل حضرت ایوب کے پاس آئے اور کہا چپکے کیون بیٹھے ہو اونھون نے کہا حسبنا
بقضاے الٰہی صبر کیا مین نے حضرت جبرئیل نے کہا بلائین خدا کے خزانون مین بہت ہین تم نہین اٹھا
سکنے کے حق سبحانہ تعالے سے اپنی عافیت چاہو حضرت ایوب نے دعا کی اور اللہ تعالے نے وہ دعا قبول
کی حضرت جبرئیل آئے اور کہا اپنا پانون زمین پر مارو حضرت ایوب نے اپنے پانون زمین پر مارا اور بقدرت
رب الارباب دو چشمہ آب اُنکے قدم کے نیچے پیدا ہو کر اُبلنے لگے ایک سرد ایک گرم حضرت جبرئیل نے
کہا یہ گرم چشمہ نہانے کے لیے ہے اور یہ سرد چشمہ پینے کے لیے پس حضرت ایوب نے اس چشمے مین غسل کیا

کہ تمام علتین ظاہری برطرف ہوگئین اور سر چشمہ پا کر کل باقی علتین باطنی زائل ہوگئین اور بعضے کہتے ہین
کہ ایک ہی چشمہ تھا غسل کے وقت گرم تھا اور پینے کے وقت سرد اور بعضون نے لکھا ہے کہ داہنے پانون
سے آب گرم نکلا اور بائین پانون سے آب سرد اسوقت حضرت جبرئیل بہشت سے ایک چادر لائے کہ حضرت
ایوب نے اسکو اپنے اوپر ڈال کر ایک ٹیلے پر بیٹھ گئے اور ایک روایت مین ہے کہ فرش پاکیزہ بہشتی پر انکو بٹھلایا
بعد از ساعت انکی بی بی آئی اور انکو انکی جگہ پر نہ پایا فریاد و زاری کرتی تھی اور چپ و راست دوڑتی
تھی حضرت ایوب نے جب آواز سنی کہا ای عورت تجکو کیا درپیش آیا کہ تو زاری کرتی ہے کہا یہان ایک
بیمار تھا معلوم نہین کہ اسکو کیا ہوا اور کہان گیا تمکو کچھ معلوم ہے حضرت ایوب نے کہا اسکا کیا نشان
ہے اور کیا نام اور کیا حال تھا کہا جب وہ تندرست تھا تو تجھ سا تھا اور نام اسکا ایوب پیغمبر خدا ہے
اور اب بالکل ضعیف ہو گیا تھا کہ کیڑون نے تمام گوشت اور رگ و پے اسکا کھا لیا تھا حضرت ایوب نے
کہا اگر تو اسکو دیکھے تو پہچان لیوے کہا ہان پہچان لون کہا مین ایوب ہی ہون جب بغور اسے دیکھا
جانا کہ وہی ہین خوش ہوئی اور پوچھا کہ تم کیونکر اچھے ہوگئے حضرت ایوب نے اپنا حال بیان کیا اور
زبان بشکر گذاری حضرت باری کشادہ کی اور باشارہ حضرت جبرئیل اپنے کانون کو روانہ ہوے
جب وہان پہونچے جہان انکے فرزند ہلاک ہوے تھے دیکھا کہ حضرت جبرئیل نے ایک ایک کو آواز
دی اور وے بفرمان الٰہی باہر آئے تا آنکہ سب زندہ ہوے اور چراگاہ چارپایون مین گئے سب کو زندہ پایا اور
تینون عورتون کو جنھون نے طلاق لی تھی پھر انکو اپنی گھر مین لائے ۔ اور صاحب مواہب علیہ نے سورہ انبیا
کی تفسیر مین لکھا ہے کہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جو نعمت کہ انسے جاتی رہی تھی نقدی اور گائین اور اونٹ
اور گوسپند اور فرزند اللہ تعالےٰ نے دوچند کردئے اور ابر سرخ یا سفید انکے واسطے بھیجا کہ تین شبانہ روز ملخ زرین
انپر برسائے اور احقاف مین لکھا ہے کہ تین رات دن انکے گھر کے گرد سونے کی ٹڈیان برسین اور معالم مین لکھا
ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے انکی بی بی کو پھر جوان کر دیا اور اس سے چھبیس فرزند پیدا ہوے اور معالم اور جلالین
مین لکھا ہے کہ انکے دو خرمن تھے ایک گیہون کا ایک جو کا حق سبحانہ تعالےٰ نے دو ابر اٹھائے کہ ایک خرمنگاہ
گندم پر سونا اور ایک خرمنگاہ جو پر چاندی برسائی اور یہ سب نتیجہ انکے صبر کا تھا اور معالم مین آیت انما
الصابرون اجرهم بغیر حساب نہین سوا اسکے نہین کہ پورا دیے جاوینگے صبر کرنے والے ثواب اپنا
بے حساب ۔ لکھا ہے کہ روز قیامت بلاکشان صابر کہ عرصات پر حاضر ہونگے اور انکے واسطے ایک ترازو
نصب نہ کرینگے اور دفتر بےشمار اور حساب سپاس نہ دینگے اور انجام کام انکی بزرگی کا اس مرتبہ کو پہونچیگا کہ صاحب عافیت
کہ دنیا مین انکو کوئی الم نہ پہونچا ہوگا اور کوئی سختی نہ دیکھی ہوگی تمنا کرینگے کہ کاش کے ہمارے جسم بھی مقراض سے
پارہ پارہ دنیا مین ہوگئے ہوتے تاکہ ہم اہل بلا کے ساتھ مین جمع ہوتے اور اجر و ثواب انکا سا پاتے اور حضرت ایوب
پہلے فقط نبی ہی تھے اور اس زمانے مین صاحب شریعت ہوگئے اور بسبب نازل ہونے صحائف کے منصب رسالت پر پہونچے

لیس

پس بموجب اُس قسم کے چاہا کہ اپنی بی بی کو سو لکڑیاں ماریں حضرت جبرئیل از جناب حضرت ذو الجلال والاکرام
پیغام لائے کہ اے ایوب یہ بے قصور ہے اور تمہاری خدمت اِسنے بہت کی ہے اگر تم اسکو مارو گے تو اچھا نہو گا
حضرت ایوبؑ نے کہا پھر کیا کروں کہ مین نے جب قسم کھائی تھی کہا ایک دستہ چوب خرما رخشک کی
کہ گنتی مین سو ہون لیکر اسکو مارو کہ حکم خدائے تعالے کا یہ ہے آیت وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا
تحنث انا وجدناہ صابرا نعم العبد انہ اواب ﴿ یعنی اور پکڑ ہاتھ اپنے کے جھاڑو پس مار ساتھ
اُسکے اور مت چھوڑ قسم اپنی تحقیق پایا ہمنے اسکو صبر کرنے والا اچھا بندہ تھا تحقیق وہ رجوع کرنے والا تھا
بحق۔ اور اپنی قسم اتار چنانچہ انھون نے اسیطرح کیا اور ائمہ تاریخ نے لکھا ہے کہ بعد حصول شفا اسی
برس انھون نے زندگانی کی اور معارف مین لکھا ہے کہ منزل حضرت ایوب اراضی شام مین مابین
دمشق اور رملہ کے تھی جس مقام کو آئینہ کہتے ہین اور وہ ایک شہر تھا معمور اور آباد کہ دو چشمے اُنکے قدوم
میمنت لزوم سے اُسمین پیدا ہوئے تھے اور ابتک موجود ہین کہ اکثر علیل و مریض اطراف آفاق سے
وہان آتے ہین اور اُسکے استعمال سے صحت کلی پاتے ہین اور پھر اپنے وطن کو چلے جاتے ہین اور اُنکے زمانے
مین کل تین شخص اُنکے ساتھ ایمان لائے تھے اور باقی لوگ طریق کفر و ضلالت پر قائم تھے اور وہ تین بھی
آخر الامر بعد ایمان کے مرتد ہو گئے اور اُنکی مجلس شریف سے حضوری موقوف کی اور لکھا ہے کہ ہرگاہ اُنھون
نے امراض لاحقہ سے نجات پائی بدعوت اہل روم مامور ہوئے اور اس بار مین تشریف لیگئے اور آخر ایام حیات
اور قریب وفات مین حومل کو کہ ارشد اولاد اُنکا تھا اپنا وصی اور ولیعہد کیا اور بہ تجہیز و تکفین وصیت کی حلیہ ہمایون
اُنکا کشیدہ قامت سیاہ چشم جعد موئے کوتاہ گردن بزرگ سر غایت السابقین والساعدین تھے اور رنگ اُنکا مائل
بہ سرخی اور صفات اُنکے برادر تقی اور رحیم دل بہ مساکین و یتیم اور اہل احد مہمان نواز اور نعمت اور بشارت مین
ایک تیرے پر شکر منعم حقیقی بجا لاتے تھے اور شریعت اُنکی موافق ملت ابراہیم تھی اور مدت ابتدائے مصائب انکی
بقول کعب الاحبار سات برس تھی اور بروایت وہب تین سال اور انس بن مالک کہتا ہے تیرہ برس کہتے ہین
کہ سات برس ہر بلا مین ڈالو مین بنی اسرائیل کے پڑے رہے کہ کوئی اُنپر التفات نکرتا تھا۔ اور وہان سے اُنکو
نہ اُٹھاتا تھا آخر الامر اُنکی بی بی رحمتہ نے اپنی سعی سے مزدوری کرکے اور اُنکو حریر پر ڈالکر وہان سے نقل کیا
اور عمر مبارک اُنکی ترانوے سال اور بروایت صاحب عقد الجواہر دو سو برس اور منتخب الجواہر مین ایک سو
چار برس اور مدت دعوت ستائیس سال اور یہ قول اُس روایت کے منافی ہو کہتے ہین کہ بعد از خلاصی بلا
ستر برس زندگانی کی اور خلائق کو ہمیشہ بدین حضرت ابراہیم دعوت کرتے تھے اور حضرت حق جل و علا
اُنکے باب مین فرماتا ہے آیت انا وجدناہ صابرا نعم العبد انہ اواب ﴿ باب بارھوان ذکر شعیب
خطیب الانبیا مین اور اس باب مین دو فصل ہین فصل پہلی ذکر نسب اور رسالت حضرت شعیبؑ کہ رسالت
قوم کو اہل مدین تھے علما کو اختلاف ہو کہ حضرت شعیب نسل حضرت ابراہیم سے ہین یا [illegible]

عالم علیہ السلام سے معالم التنزیل وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہ دو پشت سے مدین بن ابراہیم کو پہنچتے ہیں اور روضۃ الصفا میں مرقوم ہے کہ بروایت بعضے والدہ اُنکی میکا نام بنت لوط پیغمبر تھیں اور حضرت شعیب فصاحت بیان اور طلاقت لسان میں مشہور جہانیان تھے اور خدا تعالے نے اُنکو قوم پر مامور فرمایا تھا ایک اہل مدین اور دوسرے اصحاب ایکہ اور بعضے کہتے ہیں کہ اہل مدین اور اصحاب ایکہ ایک ہی گروہ سے عبارت ہے اور یہ باوجود عبادت اصنام اور پرستش اوثان کیل اور موازین میں عدالت نکرتے تھے اور کھوٹے درہم اور دینار صرف میں لاتے تھے اور اتباع احکام شرعی نکرتے تھے حق سبحانہ تعالے نے حضرت شعیب کو اُنپر مبعوث فرمایا چنانچہ سورۂ اعراف میں ارشاد کیا ہے آیت والی مدین اخاهم شعیبا قال یا قوم اعبدوا الله ما لکم من اله غیره قد جاءتکم بینة من ربکم فاوفوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس اشیاءهم ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها ذلکم خیر لکم ان کنتم مومنین ۔ یعنے اور بھیجا طرف مدین کے بھائی اُنکے شعیب کو کہا اے قوم میری عبادت کرو اللہ کو نہیں کوئی واسطے تمھارے معبود سوا اُسکے تحقیق آئی ہے تمھارے پاس دلیل پروردگار تمھارے سے پس پورا کرو میان اور تول اور مت کم دو لوگون کو چیزین اُنکی اور مت فساد کرو بیچ زمین کے پیچھے درستی اسکی کے یہ بہتر ہے واسطے تمھارے اگر ہو تم ایمان والے جب حضرت شعیب نے اس قوم کو افعال ناشائستہ سے منع کیا اور صراط مستقیم ملت ابراہیم پر دعوت فرمائی ایک جماعت کہ فی الجملہ تقدیر نیکی تھی اور بحلیۂ انس محلّی تھی مطیع اور منقاد ہوئی اور عادت قوم کو اختیار نکیا ایک طائفہ کہ اُنکی جبلت مقطور شقاوت پہ تھی اسیطرح ضلالت دعوت پر مصر رہا اور اعمال و افعال قدیم سے اجتناب نکیا القصہ ہرگاہ آوازۂ شعیبی ورزۂ گوش عالم ہوا ساکنان دیار شام مشتاق دیدار ہوا یون اطراف و امصار سے حضرت پاس آنے لگے منکران شریعت بدریافت حال رجوع خلائق اثناے راہ میں شائقون کو متابعت اور مصاحبت حضرت سے مانع آتے حضرت شعیب نے اُس طائفہ باغیہ سے فرمایا کہ ای قوم تم کہ بسبب ضلالت سرگردان وادی ہلاکت ہو اور نصیحت اور موعظت سے متاثر نہین ہوتے اور اورون کو کسواسطے مانع آتے ہو اور حالات قرون سابقہ اور امم ماضیہ سے عبرت نہین پکڑتے خدا سے ڈرو اور اُسکی عقوبت سے حذر کرو اور احکام آلہی سنو اور اُسکے مطابق عمل میں لاؤ ورنہ تم بھی بعذاب آلہی و عقوبت نامتناہی گرفتار ہو گے اور کچھ تدارک اور تلافی نہو سکیگی ان بدکردارون نے زبان سخنوری کھول کر کہا شیوۂ بت پرستی نے کہ ہم میں قدیم سے استقرار پایا ہے کیونکر چھوڑین کہ اعقاب اور عشائر ہمارے تیرے مطیع اور منقاد ہو جاوین اور جس جماعت نے کہ تیری متابعت کی ہے بالتحقیق وہ دیوانی ہو گئے ہین اگر وہ عقیدہ قدیمی درست اور اپنے اباو اجداد کے دین پر مراجعت نہین کرینگے تو انکو مع خانمان اس شہر سے نکال دینگے اور یہ مسامحت اور رعایت کہ تیری نسبت ہم سے ظہور مین آتی ہے بواسطہ قرابت اور بجہت ضعف و نقاہت کہ تجھ میں مشاہدہ کیا جاتا ہے ملحوظ ہے ورنہ سزاوار ان تخیلات فاسدہ کی اس طرح تجکو دین کہ قدر عافیت معلوم ہوگی اور ازروی استہزا اور تمسخر

راتوں کو انکو نماز پڑھتے دیکھکر یہی کہتے تھے کہ شاید یہ نماز ہمکو سکھائی جاتی ہو اور ہمکو پرستش اصنام اور تغلب
موازین وکیال اور تغیر درہم ودینار سے مانع آتی ہے بھلا ایسا کب ہوسکتا ہے اوہام وخیالات باطلہ کو
راست سمجھکر اپنے عقیدہ موروثی اور دین آبائی اور عادات قدیمی کو چھوڑدین جب حضرت شعیب نے یہ
جواب ناصواب سنے تو فرمایا کہ انجام اس بدگمانی کا عنقریب عتاب ربانی پاؤ گے اور مجھکو پاس قرابت
کا ایذا دینے مین لحاظ کرتے ہو طرفہ نادانی ہے کہ پاسداری قرابت تو ملحوظ ہو اور رعایت بجا آوری احکام
پروردگار مطلق کی ذرا ادا نہو بلکہ برخلاف اطاعت سرکشی اور طغیان عمل مین لاؤ سوا اسکے ضلالت اور
جہالت فطری کے کیا تصور کیا جاوے آیت قد افترینا علی اللہ کذبا ان عدنا فی ملتکم بعد
اذ نجینا اللہ منہا یعنے تحقیق باندھ لیا ہمنے اوپر اللہ کے جھوٹ اگر پھر آوین بیچ دین تمہارے کے
پیچھے اسکے کہ نجات دے ہمکو اللہ اس سے بہرحال اب وقت تمہارے تعذیب کا قریب آپہونچا ہے
اور جلد ظاہر ہو جاویگا کہ باقی کون رہیگا اور ہلاک کون ہوگا اور حضرت نے بسبب طول مدت ایذا و
کے زبان مناجات ساتھ دعا کے آیت ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین
یعنے اے پروردگار ہمارے حکم کر درمیان ہمارے اور درمیان قوم ہماری کے ساتھ حق کے اور تو بہتر حکم
کرنے والا ہے کھول کر انکے واسطے منتظر عذاب اور منتظر عتاب رہے کسواسطے کہ وحی سماوی باجابت
دعا نازل ہوچکی ہے اور آپ مع مومنین باشارہ حضرت جبرئیل انسے ایک فرسنگ دور چلے گئے اور
حضرت جبرئیل نے ایک آواز مہیب کی کہ اس سے زلزلہ عظیم پیدا ہوا اور اسکے صدمے سے ہلاک ہوگئے
صحیح ہے کہ سوائے دو قوم کے کوئی امت عذاب صیحہ سے ہلاک نہوئی ایک قوم صالح اور دوسرا انکی قوم لیکن
قوم ثمود پر آواز نیچے سے حضرت جبرئیل نے کی تھی اور اہل مدین پر اوپر سے اور ایک روایت مین یہ بھی آیا ہے کہ جب
اہل شہر مدین نے آواز مہیب ناک سنی اور زلزلہ عظیم دیکھا تو گھبرا کر بخوف وقوف وقوع عذاب مع اہل وعیال
اور مال ومنال لیکر بیرون شہر جنگل وصحرا کیطرف بھاگ گئے اور وہان ابر آگ بھی برسی اور سب خاکستر ہوگئے چنانچہ
تفصیل اسکی فصل آیندہ مین لکھی جاتی ہے **فصل دوسری** نازل ہونا عذاب کا اہل ایکہ پر کہ حضرت شعیب انپر
بھی مبعوث ہوئے تھے اور ذکر وفات اور مدت عمر انکی جاننا چاہیے کہ اہل ایکہ مراد ہے اسی قوم کی جنگل اور بیشہ کے
رہنے والون مین کہ وہ بھی وہی حرکات ناشایستہ دغابازی تول مین اور کم سال درہم ودنانیر مین کیا کرتے
تھے بعد ہلاک ہونے شہری لوگون کے حضرت شعیب انکی موعظت اور نصیحت پر مامور ہوئے اور بعضے کہتے ہین
کہ اصحاب الرس پر بھی مامور ہوئے تھے لیکن صحیح یہ ہے کہ اصحاب الرس کی ہدایت کو حضرت حنظلہ الصادق
کہ جنکا ذکر بعد حضرت عیسی کے لکھا جاویگا مبعوث ہوئے تھے کسواسطے کہ نص صریح ناطق ہے حضرت شعیب کے
مبعوث ہونے کو اصحاب مدین پر بمقتضائے آیت کریمہ والی مدین اخاہم شعیبا اور موجب
لازم الوثوق آیت کذب اصحاب الایکۃ المرسلین اذ قال لہم شعیب الا تتقون

انی لکم رسول امین ۝ فاتقوا اللہ واطیعون ۝ وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری
الا علی رب العالمین ۝ اوفوا الکیل ولا تکونوا من المخسرین ۝ وزنوا بالقسطاس
المستقیم ۝ ولا تبخسوا الناس اشیاءہم ولا تعثوا فی الارض مفسدین ۝ واتقوا الذی خلقکم
والجبلۃ الاولین ۝ یعنے جھٹلایا رہنے والوں بن کے نے پیغمبروں کو جس وقت کہا واسطے انکے شعیبؑ
کیا نہیں ڈرتے تحقیق میں واسطے تمہارے پیغمبر ہوں امانت پس ڈرو اللہ سے اور کہنا مانو میرا اور نہیں
سوال کرتا ہوں میں تم سے اوپر اسکے کچھ بدلا نہیں بدلا مگر اوپر پروردگار عالموں کے پورا کرو پیمانہ کو اور
مت ہو نقصان دینے والوں سے اور تولو ساتھ ترازو سیدھی کے اور مت کم دو لوگوں کو چیزیں انکی اور مت
پھرو بیچ زمین کے فساد کرانے اور ڈرو اس سے جس نے پیدا کیا تمکو اور خلقت پہلی کو تفسیر اس آیت میں
صاحب مواہب علیہ نے لکھا ہے کہ اہل ایکہ نے حضرت شعیبؑ کے ساتھ کوئی ایمان نہیں لایا ہر چند شعیبؑ نے انکو
دعوت کی ان بیدینوں نا سعادتمندوں نے اسکی تکذیب کی آیۃ قالوا انما انت من المسحرین ۝
وما انت الا بشر مثلنا وان نظنک لمن الکاذبین ۝ فاسقط علینا کسفا من السماء ان کنت
من الصادقین ۝ یعنے کہا انھوں نے سوا اسکے نہیں کہ تو جادو کیے گیوں سے ہے اور نہیں تو مگر آدمی مانند
ہمارے اور البتہ گمان کرتے ہیں ہم تجکو جھوٹوں سے پس گرا دو اوپر ہمارے ایک ٹکڑا آسمان سے اگر ہے تو سچوں سے
آیت قال ربی اعلم بما تعملون ۝ کہا حضرت شعیبؑ نے کہ پروردگار میرا خوب جانتا ہے جو کچھ کہ کرتے ہو
تم عبادت اصنام اور کم فروشی در طعام اور تمام معاصی جو عذاب کہ تمہارے اعمال کی جزا ہوگا تمہارے
پاس پہونچیگا اگر مہلت چاہوگے تو نہیں ہوگی آیت فکذبوہ فاخذہم عذاب یوم الظلۃ انہ کان
عذاب یوم عظیم ۝ ان فی ذلک لایۃ وما کان اکثرہم مومنین ۝ یعنے جھٹلایا اسکو پس پکڑا انکو
عذاب دن سائبان کے نے تحقیق وہ تھا عذاب دن بڑے کا تحقیق بیچ اسکے البتہ نشانی ہے اور نہ تھے
اکثر انکے ایمان والے ۔ اور روایت کرتے ہیں کہ جب انھوں نے انکار و استکبار میں حد سے تجاوز کیا
حق تعالے نے سات شبانہ روز حرارت آفتاب غالب کی اس مرتبہ کہ انکی چشموں اور کنوؤں کا پانی جوش کھانے
لگا اور یہ شدت گرمی سے گھبرا کر اپنے گھروں میں گھس گئے وہاں اور بھی زیادہ حرارت معلوم ہوئی پھر
جنگل میں آئے اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے الحاصل جو کہ دوزخیوں کو بعد قیام قیامت جہنم میں
عذاب آتش ہوگا انکو دنیا میں ہی ہونے لگا جیسا کہ باری تعالے نے اصحاب شمال کے واسطے سورہ واقعہ
میں فرمایا ہے واصحاب الشمال ما اصحاب الشمال ۝ فی سموم وحمیم ۝ وظل من یحموم ۝ لا بارد ولا
کریم ۝ انہم کانوا قبل ذلک مترفین ۝ وکانوا یصرون علی الحنث العظیم ۝ یعنے اور صاحب بائیں
طرف والے کیا ہیں صاحب بائیں طرف والے بیچ باد گرم کے اور پانی گرم کے اور سائے دھوئیں کے نہیں ٹھنڈا
اور نہ عزت والا تحقیق پہلے اس سے نعمت میں پلے ہوئے اور تھے اصرار کرتے اوپر خلاف قسم بڑی کے القصہ

یہ مارے گرمی کے تڑپنے لگے کہ ناگاہ ایک ابر سیاہ ہوا مین پیدا ہوا اور ہوا ٹھنڈی چلنے لگی اور ایک دوسری کو
پکارنے لگا کہ آؤ تا زیر سائبان ابر آسائش کریں تا آنکہ سب اُس سایہ ابر مین جمع ہوئے اور اُس ابر مین سے بجلی
چمکی اور ایک آگ پیدا ہوئی اور سب کو جلا کر خاکستر کر دیا اور بعضے کہتے ہین کہ جب انکو حرارت اور گرمی نہایت معلوم ہوئی
حق تعالے نے ایک پہاڑ کو حکم دیا کہ وہ پہاڑ اپنے مقام سے اُٹھ کر مثل سائبان ہوا مین کھڑا ہوا اور اسکے نیچے آب خنک
پیدا ہوا اور جبکہ یہ سب اُس پہاڑ کے نیچے آرام و آسایش کے واسطے جمع ہوئے وہ انپر گر پڑا اور یہ نیچے اسکے سب کے سب
ہلاک ہوئے اور روضۃ الصفا مین لکھا ہی کہ ایک جماعت ضعیفہ شہر مین رہگئی تھی انپر حضرت جبرئیل نے ایک آواز مار
کہ جہنم واصل ہوئے اور جہان جرک شرک اور لوث وجود ناپاک انکے سے پاک ہوا اور حضرت شعیب اور انکی قوم
نے شر اُس طائفہ اور شر اُس عذاب نازل سے بصحت و عافیت خلاصی پائی منقول ہی کہ جو لوگ حضرت شعیب کی متابعت
کرتے تھے ستر آدمی تھے ہرگاہ کہ بقیہ قوم ہلاک ہوئی فرمان الٰہی صادر ہوا کہ اب تم بیچ مدین مین اقامت کرو
اور بہت باتفاق اہل ایمان پیغمبری مشغول اور مصروف رہو چنانچہ آنحضرت بموجب فرمودہ حضرت رب العزت
اس سرزمین پر مقیم ہوکر با امر و نواہی شریعت اقدام کیا کیے اور کہتے ہین کہ اپنی قوم کی ہلاکت سے آزار و صدمے
کہ اندھے ہوگئے تا آنکہ حضرت موسیٰ انکے پاس گئے اور شبانی انکی بکریون کی اختیار کی اور انکے داماد ہوئے
چنانچہ احوال اسکا حضرت موسیٰ کے قصے مین بتفصیل ہوگا انشاء اللہ تعالے اور جماعت کہتے ہین کہ بعد مفارقت
حضرت موسیٰ کے مکہ معظمہ مین تشریف لائے اور سات برس چار بیٹے تک یہین رہے پھر اس دنیاء فانی سے بعالم
جاودانی رحلت فرمائی حلیہ مبارک انکا گندم گون میانہ قد اور صفات انکے نہایت فصیح اور طلیق اللسان
کہ فن مناظرہ اور مباحثہ مین اپنا نظیر نہ رکہتے تھے اور بکثر استعداد علمی معروف اور مشہور تھے زبان عربی مین انکو
شعیب کہتے تھے اور بشرویب سریانی مین اور انکا لقب خطیب الانبیا تھا اور معجزے انکے بہت تھے من انجملہ
ایک یہ کہ جب چاہتے تھے کہ بلند پہاڑ پر چڑھین وہ پہاڑ نیچا ہو جاتا تھا اور یہ اسپر چڑھ جاتے تھے اور عمر انکی
بروایت ابو اللیث فقیہ دو سو چالیس برس کی تھی اور بروایت روضۃ الصفا دو سو اور روایت دیگر
سال اور مدفن ہمایون انکا بعضے کہتے ہین کہ مابین شام اور طائف کے ہے اور بعضے کہتے ہین کہ بیچ مکہ
و مروہ کے اور صحیح یہ ہی کہ حرم شریف مین درمیان رکن اور مقام کے مدفون ہین اللہ اعلم بالصواب
بیچ بیان احوال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور اس باب مین چودہ فصلین ہین فصل پہلی
حضرت موسیٰ کے ایام بادشاہی فرعون لعین مین اور ڈالنا انکو صندوق مین
مین سے معالم التنزیل مین درتحت آیت ان اللہ اصطفٰے ادم و نوحا و آل ابراھیم و آل عمران
علی العلمین ذریۃ بعضھا من بعض یعنے تحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا آدم کو اور نوح کو اور آل
ابراہیم کو اور آل عمران کو اوپر عالمون کے اولاد مین بعضے انکے بعضون سے روایت کرتے ہین کہ حضرت
تین پشت تک ساتھ لاوی بن یعقوب کو پہونچتے ہین اور ولادت انکی زمان فرعون مین تھی اور

مواہب علیہ نے سورہ اعراف مین ورذیل آیت ثم بعثنا من بعدہم موسیٰ بایاتنا الیٰ فرعون
وملائہ پہنچے پھر بھیجا ہمنے پیچھے اُن سب کے موسیٰ کو ساتھ نشانیون اپنی کے طرف فرعون کے اور
سردارون اُسکی کے۔ لکھا ہے اور روایت کی ہے کہ وہ قابوس بن مصعب یا ولید بن مصعب تھا اور
فرعون اسکا لقب تھا کسواسطے کہ ہر بادشاہ مصر کو فرعون کہتے تھے جیسے کہ خوندگار روم کو قیصر اور
فرمان فرمائے فارس کو کسریٰ اور شہریار چین کو خاقان اور ملک حبش کو نجاشی اور شاہ چین کو تبع
اور فرمانروائے ہند کو راجہ کہتے ہین اور فرعون اُس فرعون کی اولاد مین سے تھا کہ زمانہ حضرت یوسفؑ
مین تھا اور سورہ عارف مین آیت ولقد جاءکم یوسف من قبل اور البتہ تحقیق آیا تمھارے پاس
یوسفؑ پہلے اس سے۔ بروایت اکثر ناقلان اخبار اسطرح پر ہے کہ جب ریان بن الولید نے دار دنیا سے
دیرا عقبیٰ رحلت کی قابوس اسکی سلطنت پر متصرف ہوکر مسند فرماندہی پر باستقلال تمام متمکن ہوا
اور رسوم کفر ضلالت کہ زمان ریان مین برطرف ہوگئی تھی اختیار کی اور عامہ مصریون نے اُنکی متابعت کی
جب اسنے مشاہدہ کیا کہ اعقاب یعقوبؑ اس شیوہ ناپسندیدہ سے انحراف کرتے ہین اور طریقہ مذموم سے
استبعاد ڈھونڈھتے ہین تمامی بنی اسرائیل کو اپنی طاعت اور بندگی مین لاکر کہا تم خادم اور مملوک ہمارے
اقارب کے رہے ہو اور غلبیت یوسفؑ اور اسکے بھائیون کی بحسب اقتضائے روزگار غنیمت جان کر
ارتکاب اعمال سابقہ اور افعال فوق الطاقت پر انکو مامور کیا اور روزگار بنی اسرائیل زمان قابوس
مین محنت گذران تھا ہرگاہ کہ اُسنے دار فناء غرور سے بمقام عذاب مقدور رحلت کی اُسکا بھائی ولید
بن مصعب مملکت مصر پر قابض اور متصرف ہوا اس وقت مرغ سفید نے کہ حضرت یوسفؑ نے اُسکے تسکین
خروس پر وعدہ کیا تھا خاموش ہوا جب بنی اسرائیل نے یہ حال مشاہدہ کیا تضاعف اعتقاد رذالت
اور جاہلیت انکا ہوا اور یہ فرعون کہ عون الٰہی سے نصیب تھا بمراتب اور فراعنہ سے ظالم تر تھا اور
اور بعضے کہتے ہین فرعون موسیٰ وہی فرعون یوسف تھا کہ حضرت یوسفؑ کے ساتھ ایمان لایا تھا جب حضرت
یوسفؑ نے اس جہان سے رحلت کی تھی وہ پھر دین اسلام سے پھر گیا تھا اور تا زمان حضرت موسیٰؑ
زندہ رہا اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ جب فرعون کہ نام اُسکا ولید بن مصعب تھا اور اسکا بسبب
افروختگی چہرہ قابوس لقب ہوا تھا کسواسطے کہ قابوس آتش افروز کو کہتے ہین ملک مصر پر دستیاب
ہوا اور اسباب مکنت و جاہ ہر طرف سے بہم پہونچا کر نزدیک اپنے قرار دیا کہ سب ارکان دولت اور
اعیان مملکت اور امیر و وزیر تا ادنیٰ اور فقیر مجکو سجدہ کیا کرین چنانچہ اول جسنے کہ اُسکو سجدہ کیا ہامان تھا
اور پھر اور امرا نے اور جو لوگ کہ اُسکے پایہ تخت سے دور تھے اُنکے واسطے اپنی صورت کی تصویرین زرین
بناکر اور تخت ہائے عاج و آبنوس اور زر و سیم پر نصب کرکے اور گرد اُن تختون کے تختہائے درختان زرین تھے
کہ پتے اُنکے زمرد کے تھے اور ہر شاخ اُن درختون پر چاندی سونے کے جانور بناکر اور جو تختین اُنکی جواہر نفیس سے

تراش کر نصب کیے تھے کہ جب اُنکو خادمان تخت حرکت دیتے تو ان جانوروں میں سے آواز پیدا ہوتی کہ اے
اہل مصر فرعون تمہارا خدا ہے اسکے واسطے سجدہ کرو آواز پہونچتی تھی کہ تمام مردم قصبات و قریات استماع اس
صدا سے بے اختیار سجدہ کرتے تھے اور آوازہ انا ربکم الاعلےٰ آوازہ گوش کر رکھا تھا جب تمام اہل مصر فرعون
پرستی کرنے لگے بنی اسرائیل نے انکے ساتھ موافقت نہ کی اور اسکو سجدہ نہ کیا فرعون نے انکے سرداروں کو
بلا کر ڈرایا اور کہا تم مجھکو سجدہ نہیں کرتے اور میری تصویروں کو نہیں پوجتے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی زندگانی
سے تم سیر ہوئے ہو اب اگر مجھکو اور میری تصویروں کو سجدہ نکرو گے تو میں تمکو بانواع عذاب معذب کرونگا
یہ کہا اور جلادوں کو با اسباب تعذیب اپنے روبرو طلب کیا اور بنی اسرائیل کو ڈرایا سرداروں بنی اسرائیل
نے اپنے فرقہ سے کہا کہ عذاب اس بندہ جابر کا ایک ساعت سے زیادہ نہوگا اور عتاب خدای تعالی دائم
اور جاویدان رہیگا بہتر یہ ہے کہ عذاب فرعون پر صبر کرو اور ہرگز اسکو سجدہ کرنے سے گنہگار نہو تمام فرقہ بنی اسرائیل
نے اس عزم بالجزم پر متفق ہو کر آشکارا فرعون سے کہا کہ سوای خدا کے دوسرے کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہم تجھکو ہرگز سجدہ
نہیں کرینگے جو تیرا جی چاہے سو کر فرعون نے دیگہای مسی اور آہنی منگوائیں اور انمین روغن زیت اور گوگرد ڈالکر
آگ پر گرم کروایا۔ جب وہ دیگیں گرم ہوئیں اور روغن گوگرد جوش کھانے لگا تو بنی اسرائیل کو انمیں ڈالتا تھا
اور جلاتا تھا اور یہ ہرگز اس ملعون کو سجدہ نہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پروردگار ہمارا وہی خدا ہے کہ پیدا کنندہ ابراہیم
اور اسحاق اور یعقوب کا تھا ہم اسی خداوند کے ساتھ گرویدہ رہینگے تا آنکہ جماعت کثیر بنی اسرائیل کی جل گئی
ہامان نے کہ وزیر فرعون تھا عرض کی کہ بادشاہ اسوقت انکو مہلت دیوے تا سوچ سمجھکر یہ فرمان شاہی کو قبول
کریں فرعون جلانے انکے سے باز رہا اور تکلیفیں مثل بیگار وغیرہ انپر مقرر کیں اور روز بروز دعوی انانیت کا
بڑھتا گیا کہتے ہیں کہ ابلیس علیہ اللعنہ نے جب یہ بات سنی کہا مجھکو اس کلام کے سننے کی طاقت نہیں ہے میں نے
اپنے بہتر ہونے کا دعوی کیا تھا یہ تو تمام بلا مجھکو پہونچی یہ کہ ایسا لاف و گزاف مارتا ہے اسکا کیا حال ہوگا کتب
قصص میں لکھا ہے بعد ازان کہ فرعون نے دعوی خدائی کا کیا حق تعالی نے اسکے بدن میں بہت سے عوارض
پیدا کیے اور دریاے رود نیل کو خشک کیا خلق جمع ہو کر آئی اور کہا اگر تو خدا ہے تو رود نیل کو رواں کر
پس یہ تنہا جنگل میں گیا اور لشکر میں سے اپنے ساتھ کسی کو نہ لیگیا اور جہاں کہ آبادی نہ تھی وہاں ایک غار
کے اندر گیا اور بسبب ترس خوف خداے تعالے کے طوق گلے میں پہنا اور روبقبلہ ہو کر بدرگاہ حضرت
معبود حقیقی سجدے میں گیا اور کہا خداوندا تو خدای بے نیاز ہے اور برحق ہے اور میں باطل پر ہوں ولیکن میں نے
ملک دنیا کو آخرت پر اختیار کیا ہے جو کچھ مجھکو چاہیے اس جہان میں مجھکو دے کہ دنیا کیواسطے دین کو کھوتا ہوں
آخرت میں کچھ نہیں چاہنے کا معاذ اللہ عجب بے نصیب تھا کہ ملک فانی سعادت جاودانی چھوڑکر اختیار کیا اور
جو کہ اسمیں تفاوت تھا نہ دیکھا۔ القصہ جب فرعون ملعون نے یہ مناجات کی ناگاہ حضرت جبرئیل ایک
مرد بزرگ کی صورت پیدا ہوئے فرعون نے کہا تو کون ہے کہا میں ایک فریادی ہوں ایک شخص کی شکایت

لایا ہون کہا یہ داد چاہئے کا کیا مقام ہے یہ کلام ہو رہا تھا کہ رود نیل مین بقدرت رب جلیل پانی پیدا ہوا فرعون نے شاد ہو کر کہا ای شخص اپنا قصہ بیان کر کہ تیری داد دیوے ون کہا جو بندہ کہ اپنی گردن حکم خداوند سے پھیرے اور اسکا صاحب اسکو نافرمانے پر بھی اچھی طرح رکھے اسکی سزا کیا ہو وے فرعون نے کہا اسکی جزا یہ ہے کہ رود نیل مین غرق کرین اس مرد نے کہا کہ تمہاری بارگاہ بادشاہی مین مجھ غریب کو بار کب ملیگا اگر اس حکم کو آپ دستخط کر دین تو کمال انصاف ہو وے تا اس حجت سے اس بندہ کو کار بند کرون کہا قلم اور دوات اور کاغذ موجود نہین کہا میرے پاس ہے اور قلمدان اسکے روبرو رکھا یا فرعون نے لکھا کہ جو بندہ نافرمانی اپنے خداوند کی کرے اور اسپر بھی مالک اسکو اچھی طرح رکھے جزا اسکی یہ ہے کہ اسکو دریاے نیل مین غرق کرین وہ مرد یہ نوشتہ لیکر چلا اور بعضی روایت کرتے ہین کہ فرعون نے ایک آواز سنی کہ تیرے رود نیل کو تیرے فرمان مین کیا جب تو کہیگا روان ہوگا اور جب تو کہیگا ٹھہر جا ٹھہر جاویگا اور جب کہیگا بلند ہو تو پہاڑ پر چڑھ جاویگا اور جب تو کہیگا نیچے ہو تو اتر جاویگا چنانچہ فرعون نے اپنی قوم کے لگے امتحان کر دکھایا اور جب یہ کرامت ظاہر دیکھی قوم اسکی خدائی پر اعتقاد کامل لائے اور مطلق اس مضمون سے آگاہ نہو ئے کہ بندہ کو خواجہ کا دعوی سزاوار نہین ہے خصوصاً ایسی نعمتون پر اسکی جو کفران کرتا ہو اسکا انجام کیا ہوگا اور مدارک التنزیل مین اور تبیان وغیرہ تفسیرون مین نقل کیا ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیل بصورت مستغاثی دیوان مظالم فرعون مین آئے اور کہا کہ حکم امیر اس بندے کی شان مین کیا ہے کہ جو بندہ اپنے خواجہ کے مال مین نشو ونما کرے اور اختیار امور دنیوی اسکو حاصل ہو اور بہ ترتیب سب بندون مین ممتاز ہو وے پھر کفران نعمت کرکے دعوے خواجگی کا کرے اور اپنے مولا کا فرمان نہ مانے اور بعضے کہتے ہین کہ عبارت لکھکر پیش کی پھر کیف فرعون نے اپنے ہاتھ سے اس فتوے کے نیچے لکھا کہتا ہے ابو العباس ولید بن مصعب کہ سزا اس بندے کی جو اپنے آقا پر خروج اور اسکی نعمت پر کفران کرے یہ ہے کہ اسکو دریاے نیل مین غرق کرین حضرت جبرئیل نے اس خط کو جو اسکے ہاتھ سے لیکر چلے گئے تا آنکہ ایک دن فرعون نے تین شب متواتر خوابہاے مشوش اور خوفناک دیکھے کہتے ہین کہ آگ اس خواب مین نظر آئی کہ تمام شہر مصر اور مالک قبطیون کو جلاتی چلی آئی ہے اور جب محلہ بنی اسرائیل مین گذرتی ہے تو کسی کو کچھ ضرر نہین پہونچاتی ہے اور بنی اسرائیل کے محلہ مین سے بڑے بڑے اژدہون نے نکل کر فرعون پر حملہ کرکے تخت پر سے اوندھا گرا دیا اور مولانا یعقوب چرخی رح نے تفسیر سورہ والنازعات مین لکھا ہے وہب بن منبہ کی روایت ہے کہ فرعون علیہ اللعنہ نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ اسکو کہتے ہین ایک شخص پیدا ہوگا اور تیرا ملک خراب کریگا پھر کیف جب یہ بیدار ہوا اپنی قوم کو کمال اندوہناک ہو کر کہا کہ یہ خواب نہایت پریشان مین نے دیکھا ہے سب نے رو دیا اور اسکی سرکار مین ہزار جادوگر اور ہزار کاہن اور ہزار منجم تھے سب کو جمع کیا اور خواب اسکے روبرو بیان کیا سب نے کہا چالیس دن کے بعد ہم جواب دینگے پھر سب نے کپڑا پہنے اور جو کی روٹی کھانی شروع کی اور زمین مین خاک پر سونا اختیار کیا اور

اور راتون کو بیدار رہنا اور دن کو روزہ رکھنا اور جن اور دیوون کو پوجنا اور آگے انکے زاری کرنی اور اُنکی تسخیر کے اعمال پڑھنے مین مصروف ہوے تا وہ حقیقت فرعون سے آگاہ کرین اور جو کہ دیو اُس زمانے مین آسمان پہ جاتے تھے اور فرشتون سے کلام کرتے تھے اور جو چیز کہ دنیا مین پیدا ہوتی تھی دیو وہان سے سنکر کاہنون کو خبر پہونچاتے تھے کہ اکثر تفاسیر مین تحت آیت حفظناہا من کل شیطان رجیم ڈ لکھا ہے کہ ابن عباس نے نقل کی ہے کہ از زمان حضرت آدم علیہ السلام تا زمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیو آسمان پر جاتے تھے اور فرشتون سے کہ اخبار لوح محفوظ کے درس مین پڑھتے تھے سنکر زمین پر آن کر اپنے دوستون سے اور کاہنون سے کہتے تھے اور وہ اُنکے آگاہ کرنے سے خبرین غیب کی دیتے تھے اور وہ ظہور مین اُسی طرح پر آتی تھین تو لوگ اُنکے معتقد بہت تھے جب حضرت روح اللہ پیدا ہوے تو اُنکو تین آسمانون پر ممانعت ہوئی اور جب ولادت باسعادت حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی سب آسمانون پر جانے سے موقوف ہوے اور اونکے رجم کے لیے شہاب ثاقب آسمان دنیا پہ مقرر ہوا اور ابواب کہانت بالکل مسدود ہوے۔ القصہ جاعلان عرش کو وحی پہونچی کہ ہم بنی اسرائیل مین ایک پیغمبر پیدا کرتے ہین کہ وہ ملک فرعون کو برباد کرے اور اُسکو ہلاک کرے اور شب جمعہ فلانے مہینے مین تین ساعت کے بعد اپنے باپ کی پشت سے اپنی مان کے رحم مین آویگا۔ دیوون نے سنکر زمین پر آن کر کاہنون اور منجمون اور ساحرون سے کہا کہ چالیس دنکے بعد یہ حال ہوگا انہون نے فرعون کے آگے آنکر بیان کیا فرعون نے کہا کیونکر اُسکی مان معلوم ہووے کہ مار ڈالون تا یہ مولود نہونے پاوے کہا ہم یہ نہین جانتے کہ وہ کس کے رحم مین آویگا لیکن اتنا کر سکتے ہین کہ شب جمعہ کو مردان بنی اسرائیل کو انکی عورتون سے جدا کرین تا یہ شخص وجود مین نہ آوے اور یہ نہ جانا کہ تبدیل تقدیر ربانی بہ تدبیر انسانی امر محال ہی جو وہ کرنا چاہتا ہی اسمین کسی کی کیا مجال ہی کہ ہونے دیوے غرض اُس رات کو سب مرد بنی اسرائیل کو ایک جا جمع کیا اور ہر ایک کو کہہ دیا کہ آج کی رات صبح تک یہان رہنا اور منجم تمام شب بیدار رہے اور فرعون مع عمران پدر موسیٰ کہ یہ اُسکے خواص مین تھا شہر مصر مین گیا اور فرعون کو معلوم نہ تھا کہ عمران بنی اسرائیل مین سے ہے اور لشکر شہر کے باہر رہا فرعون نے عمران کو کہا کہ میرے محل کے دروازے پر سے کہین جانا نہین اور اسیطرح کپڑے پہنے ہوے سو رہنا عمران نے اسی طرح کیا عمران کی بی بی کو کسی سے معلوم ہوا کہ اسوقت وہ شہر مین ہے اُنکے پاس آئی اتفاقاً یہ دونون جمع ہوے اور قطرہ نطفہ نے کہ مادہ وجود اُس دُرِّ یتیم یعنے حضرت موسیٰ کا تھا سحاب نیسان صلب پدر سے صدف شکم مادر مین قرار پکڑا اور لکھا ہے کہ عمران کے پہلے بھی دو فرزند تھے ایک پسر کہ ہارون نام رکھتا تھا اور ایک دختر ایلائع نام عمران نے اپنی بی بی سے کہا اگر تجکو حمل رہیگا اور بچہ پیدا ہوگا جس شخص سے کہ فرعون ڈرتا ہے غالب ہی کہ وہی فرزند ہوگا مگر اس راز کو پوشیدہ بہت رکھنا اور کبھی زبان پر نہ لانا غرض کہ اُسی شب مین بعد آدھی رات کی جو منجمون نے آسمان پر نظر کی نشان پایا کہ اُس پسر کا مادہ

رحم مادر مین آیا فریاد کرنی شروع کی فرعون نے پوچھا کہ یہ کیا غل ہے عمران نے کہا بنی اسرائیل کی آواز ہو گی کہ آپس مین بازی کرتے ہین جب صبح ہوئی منجمون نے منہ اپنا کالا کیا اور کپڑے پھاڑ ڈالے اور فرعون کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور کہا تیرا دشمن آج رات کو اپنی ماں کے پیٹ مین آیا فرعون غصہ ہوا اور کہا جب اسکی ماں جنے گی تو مین اسکی تدبیر کرونگا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے کاہنون نے کہا کہ اب تیرا دشمن ظاہر ہوا فرعون ناپاک غمناک ہوا اور کہا سب بنی اسرائیل کی عورتون کو جمع کرو اور انکی فرزند کہ اس مہینے مین پیدا ہوئے ہین اسمین سے لڑکون کو مار ڈالو اور لڑکیونکو چھوڑ دو۔ صاحب معالم اور مدارک اور مواہب علیہ نے بیچ تفسیر آیت ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا یستضعف طائفة منهم یذبح ابناءهم ویستحیی نساءهم انه کان من المفسدین ۔ یعنے تحقیق فرعون نے تکبر کیا تھا بیچ زمین کے اور کیا تھا لوگون اسکے کو فرقہ مختلف ضعیف جانتا تھا ایک فرقہ کو انمین سے ذبح کرتا تھا بیٹون انکے کو اور زندہ رہنے دیتا تھا بیٹیون انکی کو تحقیق وہ تھا مفسدون مین سے اسکی تفسیر مین لکھا ہے اور کہا ہے کہ مراد فرقہ ضعیف سے بنی اسرائیل ہے اور مصنفین مذکور نے تفصیل اس اجمال کی یون لکھی ہے کہ فرعون نے دایہ ہاے مصر کو بنی اسرائیل کی حاملہ عورتون پر متعین کیا اور انپر اورون کو موکل کیا تھا کہ جس جگہ کوئی حاملہ لڑکا جنے فی الحال اسکو مار ڈالو تا آنکہ نوے ہزار لڑکا مار ڈالا جو دائی کہ حضرت موسیٰ کی ماں پر موکل تھی جب یہ پیدا ہونے لگے تو وہ حاضر ہوئی اور انکو اپنے ہاتھون مین لیا اور انکی صورت دیکھی انکے جمال باکمال پر شیفتہ اور فریفتہ ہوئی اسنے حضرت موسیٰ کی ماں سے کہا اے بی بی غم نہ کھا کہ مین اس لڑکے کو ظاہر نہین کرونگی اور جو لوگ کہ موکل اور متعین ہین انسے کہدونگی کہ یہ بچہ لڑکی تھی مری ہوئی مین نے اسکو خاک مین دبا دیا لیکن اس شرط سے کہ فرزند سعادتمند کو تیرے اقربا اور ہمسایہ مین سے کبھی نہ دیکھنے پاوے حضرت موسیٰ کی ماں نے تین مہینے تک پوشیدہ رکھا اور ایک روایت سے اسطرح پر کہ بعد ولادت جو لوگ انپر موکل اور متعین تھے وہ ناگاہ انکے گھر مین دیکھنے کے واسطے گھس آئے اور حضرت موسیٰ کی بہن نے انکو اٹھا کر ایک تنور مین کہ روٹیان پکانے کے لیے روشن کیا تھا ڈال دیا اور وہ لوگ کہ دیکھنے کے واسطے آئے تھے جب انھون نے دیکھا کہ کوئی بچہ نہین ہے پھر گئے اور انکی ماں نے تنور مین جا کر دیکھا کہ آگ گلزار سراسر بہار ہو رہی ہے اور حضرت موسیٰ اسمین کھیل رہے ہین اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ بعد جانے جاسوس فرعون کے مادر موسیٰ نے انکی بہن سے پوچھا کہ بھائی کو کیا کیا اسنے حال ڈالدینے تنور کا ظاہر کیا یہ گھبرا کر سر تنور پر آئین دیکھا کہ آگ بھڑک رہی ہے اور اندر سے آواز آتی ہے کہ اے مادر مہربان غم نہ کھا کہ حق تعالیٰ نے آتش سوزاں کو مجھ پر گلستان کیا ہے جیسا کہ میری جد امجد حضرت ابراہیم پر کیا تھا یہ سنکر حیران ہوئی اور کہا کہ کیونکر تجھکو نکالون انھون نے جواب دیا کہ بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈالو اور مجھکو نکالو تمکو بھی کچھ گزند اس آتش تندی سے نہین پہونچنے کا۔ القصہ بعد اسکے انکی ماں انکو پوشیدہ پرورش کرتی تھین اور ہمیشہ بادل خستہ ترسان اور ہراسان رہتی تھین کہ فرعون بدرجہ کمال تفحص اور تجسس کرنے مین مشغول تھا مواہب علیہ مین مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ کی ماں اور لا

لاوی بن یعقوب علیہ السلام تھی اور معالم میں لکھا ہے کہ دختر لاوی اور یوخانذ نام تھا نون کے ساتھ اول اسم
میں اور عین المعانی میں لکھا ہے یوخانذ یائے مثناۃ تحتانی کے ساتھ اول اسم بہر تقدیر بمنطوق الارم الوثوق
آیت واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی
ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین ۃ یعنے اور وحی کی ہمنے طرف ماں موسیٰ کے
کہ تو دودھ پلاوے اسکو پس جب ڈرے تو اوپر اسکے پس ڈال دے اسکو بیچ دریا کے اور مت ڈر اور مت غم کھا
تحقیق ہم پھیرنے والے ہیں طرف تیرے اور کرنے والے ہیں اسکو پیغمبروں سے حضرت موسیٰ کی ماں کو
الہام ہوا یا انھوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ اسکو دودھ پلا اور پرورش کر اور جب تجھکو خوف
وخطر ہووے کہ لوگ اسکا قصد کرینگے اسکو صندوق میں رکھکر دریائے نیل میں ڈال دے اور دشمنوں کی طرف سے
خاطر جمع رکھ کہ اسکو ضائع نہیں کر سکنے کے اسکے فراق میں غمگین اور اندوہناک ہو کہ اندک زمانے میں
ہم اسکو تیرے سپرد کردینگے اور بسبب دلخواہ تیرے پاس پہنچا دینگے اور اسکو نبوت اور رسالت کے ساتھ
مشرف کرینگے جب حضرت موسیٰ کی ماں کو معلوم ہوا کہ فرعون تجسس پسران بنی اسرائیل میں مبالغہ
رکھتے ہیں ایک نجار سالوم نام کہ عمران کا آشنا تھا اس سے کہا کہ ایک صندوق پانچ بالشت لمبا
اور پانچ بالشت چکلا بنا دیوے جب وہ صندوق بن چکا تو عمران کے پاس وہ بڑھئی اسکو لے آیا
اس نے اسکو حضرت موسیٰ کی ماں کو سپرد کیا اور عمران کے خیال میں آیا کہ اسکے پاس وہ جو لڑکا ہے
چاہتی ہے کہ اسکو صندوق میں رکھکر جو لوگ پسران بنی اسرائیل پر کمال میں انسے پوشیدہ رکھیں بتجسس
پر گماشتہ فرعون کے پاس آیا اور چاہا کہ صورت حال بیان کرے زبان بستہ ہو گئی پھر اپنے گھر میں آن کر
چاہا کہ فرعون کے پاس تمامی حالات بیان کرے آنکھیں نابینا ہو گئیں جانا کہ وہ مولود کہ جسکا کاہنوں
نے نشان دیا ہے یہی ہے توبہ کی فی الحال آنکھیں روشن ہو گئیں اور زیادہ اسکے ساتھ ایمان لایا اور
بعضے کہتے ہیں کہ آل فرعون میں سے مومن وہی ہے اور پھر حضرت موسیٰ کی ماں نے اس صندوق کو
رال سے لپیٹ کر اور حضرت موسیٰ کو نہلا کر اور لباس فاخرہ پہنایا اور خوشبو لگائی اور اسمیں لٹا کر رات کو
کنارہ رود نیل پر لے گئے ناگاہ ابلیس بہ تلبیس بصورت اژدہائے بزرگ نمودار ہوا اور بولا کہ اسکو اگر بہا دیگی
تو ایک لقمہ کر جاؤنگا مادر موسیٰ کہ عقیلہ صالحہ تھی قیاسًا یہ سمجھی کہ اگر یہ جانور ہے تو قوت نطق اسکو کیونکر
حاصل ہے غالبًا کہ شیطان رجیم ہے کہ مجھکو وسوسہ میں ڈالتا ہے تا فرمان الٰہی سے جو مجھکو خواب میں
ہوا ہے باز رہوں اس تصور سے کچھ توہم نہ کیا اور اس صندوق کو دریا میں ڈال دیا اور آپ روتی
ہوئی گھر کو پھری چونکہ اس دریا کی ایک جدول فرعون کے خانہ باغ کی نہر میں جاتی تھی وہ صندوق بہتا ہوا مجری
نہر سے اوس میں آیا اور اسوقت فرعون اور اسکی جورو آسیہ نام اس نہر کے کنارے پر بیٹھے ہوئے
سیر اور تماشا دیکھ رہی تھی آسیہ قوم بنی اسرائیل سے تھی سبط نبوت سے اور عین المعانی لکھا ہے کہ آسیہ حضرت موسیٰ کی

پہونچی تھی۔ الحاصل جب صندوق انکے آگے پہونچا انھون نے اسکو پکڑ لیا اور کھول کر دیکھا ایک لڑکا خوبصورت کہ رخ مانند ماہ اور آنکھین سیاہ انگوٹھا چوستا ہوا لپٹا ہوا ہر حال با اقبال دیکھکر حیران ہوئی تھا وہ کہتے ہین کہ حضرت موسیٰ کی آنکھون مین ایسی سیاہی اور بلاغت تھی کہ جو کوئی انکو دیکھتا تھا شیفتہ اور فریفتون اُنپر ہوتا تھا۔ آسیہ خاتون زن فرعون نے جب انکی آنکھین دیکھین بیجان و دل اُسکو الفت اور محبت پیدا ہوئی اور معالم مین لکھا ہے کہ فرعون کی ایک بیٹی تھی سوا اُسکے اور کوئی لڑکا بالا نہ تھا اور اسکو بھی علت برص عارض تھی کہ کسی طرح کا علاج فائدہ نکرتا تھا اور کاہنون نے کہا تھا کہ فلانے دن اور فلانی ساعت وقت طلوع آفتاب رود نیل سے ایک بچہ نو پیدا آدمی کا دستیاب ہوگا اور یہ علت آب دہن اُسکے سے زائل ہوگی اُس روز معہود کہ پیر کا دن تھا فرعون اور آسیہ مع دختر اور دیگر محارم اور ہمراز کنارہ رود نیل پر آن کر انتظار طفل موعود کا کر رہے تھے کہ ناگاہ وہ صندوق بروئے آب طلاطم امواج مین نمودار ہوا فرعون نے اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ یہ چیز جو دریا مین بہتی ہوئی چلی آتی ہے اسکو میرے پاس لے آؤ آیت فالتقطه آل فرعون ليكون لهم عدوا وحزنا ان فرعون وهامان وجنودهما كانوا خاطئين ۝ یعنے پس اٹھا لیا لوگون فرعون کے نے تو کہ ہو واسطے انکے دشمن اور غم تحقیق فرعون اور ہامان اور لشکر اُسکے تھے خطا کرنے والے انھون نے ہر طرف سے کشتیان دوڑا کر اُس صندوق کو لیکر کھولا تو اُسمین ایک لڑکا خوش رو دیکھا حاضرین اور ناظرین کے دل مین محبت پیدا ہوئی اور فرعون کو دغدغہ پیدا ہوا کہ اُس فرزند کو قتل کرنے سے کیونکر سالم رکھون مبادہ وہ مولود کہ جسکو کاہنون نے کہا ہے یہی ہووے فرعون کی جورو نے کہا مین نے نجومون سے سُنا ہے کہ فلانی شب مین جس بات سے فرعون کیواسطے خوف وخطر کرتے تھے خاطر جمع ہوئی اس بچہ کے مارنے سے باز رہ اور اسکو زندہ رہنے دے کہ اپنی بیٹی کا اُسکے ساتھ علاج کرینگے پھر قدرے آب دہن حضرت موسیٰ کا کوڑھ کی جگہ ملا دیکھا کہ فی الحال جاتی رہی جلدی سے اس لڑکی نے اُس لڑکے کا منھ چوما اور گود مین لیکر گلے سے لگایا آیت وقالت امرأت فرعون قرت عين لي ولك لا تقتلوه عسى ان ينفعنا او نتخذه ولدا وهم لا يشعرون ۝ یعنے اور کہا عورت فرعون کی نے ٹھنڈک آنکھون کی ہے یہ واسطے میرے اور واسطے تیرے مت مار اسکو شاید کہ نفع دے ہمکو یا کر لینگے اُسکو بیٹا اور وہ نہ سمجھتی تھی الغرض آسیہ نے فرعون کو کہا یہ بچہ کہ میری اور تیری آنکھون کی روشنی ہے کہ اسکے سبب سے ہمارے فرزند نے شفا پائی اسکو نہ مار شاید کہ ہمکو اس سے اور فائدے ہووین کہ علامتین خیریت اور برکت کی جبین مبین اسکے سے ظاہر اور ہویدا ہین قابل فرزندی مین لینے کے ہے فرعون نے کہا مجھکو بذات خود اسکے ساتھ حاجت نہین ہے لیکن جو تو اسکے ساتھ محبت رکھتی ہے اور خواہش کرتی ہے اسکو تجھکو بخشا وہ انکی تربیت اور پرورش مین مشغول ہوئی اور حدیث نبوی اور قول مصطفوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مین آیا ہے کہ اگر جسطرح آسیہ نے کہا اسطرح فرعون بھی کہتا ہر آئینہ حق تعالے اسکو بھی ہدایت فرماتا جیسے کہ آسیہ کو ہدایت فرمائی القصہ سب لوگون نے کہا

کہ اسکا نام رکھو کہا مین نے اسکا نام موسیٰ رکھا کسواسطے کہ اسکو پانی اور شجر مین سے پایا ہی اور موسیٰ بمعنی آب
اور شجر بمعنے درخت یعنے صندوق چوبین بہتا ہوا دریا سے آیا ہے روایت کرتے ہین حضرت موسیٰ کی ماں
نے اپنی بیٹی سے کہ مریم نام تھا اور صحیح یہ ہے کہ نام اسکا کلیم تھا اس سے کہا تھا کہ تو رود نیل کے کنارے
پر جا اور دیکھتی رہ کہ یہ صندوق کہاں جاتا ہی جب وہ فرعون کے باغ مین گیا یہ بھی باغ مین آئی اور صورت
حال مشاہدہ کی اور جلدی سے اپنی ماں کو خبر دی جب حضرت موسیٰ کی ماں نے یہ حال سُنا بے صبر اور بے قرار
ہوئی اور ایک قول سے اسطرح پر ہے کہ جب سُنا کہ اُسکو فرزندی مین لے لیا اسکا دل اندوہ اور غم سے فارغ ہو
آیت واصبح فواد ام موسیٰ فارغا ان کادت لتبدی به لولا ان ربطنا علی قلبها لتکون من
المومنین یعنے اور ہوگیا دل ماں موسیٰ کا خالی صبر سے تحقیق نزدیک تھی کہ ظاہر کر دیوے اسکو اگر
نہ باندھ رکھتے ہم اوپر دل اسکے کے بہت شکر ہوا ایمان والوں سے اسنے مارے خوشی کے چاہا کہ ظاہر کرے
کہ یہ فرزند میرا ہے لیکن احتیاطاً سکوت اور صبر کیا آیت وقالت لاخته قصیه فبصرت به عن جنب
وھم لا یشعرون اور کہا اسنے واسطے بہن موسیٰ کے پیچھے پیچھے چلی جا اسکے پس دیکھتی تھی دور سے اور
وہ نہ جانتی تھی کہ حضرت موسیٰ کی بہن ہے روایت کرتے ہین اکثر رات دن کسی دائی کا دودھ نہ پیا وحرمنا
علیه المراضع من قبل اور حرام کر دین ہمنے اوپر اسکے دائیان پہلے اس سے تا آنکہ آسیہ اور اسکی قوم ناچار
ہوئی اور حضرت موسیٰ اپنی انگشت شہادت چوستے تھے جب حضرت موسیٰ کی بہن نے دیکھا کہ یہ دائی کے
واسطے مضطرب اور حیران ہین آیت فقالت هل ادلکم علی اهل بیت یکفلونه لکم وهم له
ناصحون پس کہا اُسنے کیا دلالت کرون تمکو اوپر ایک گھر والی کے کہ پالے اُسکو واسطے تمہارے
اور ہو واسطے اسکے بہت خیر خواہی کہ از روے شفقت اسکو تربیت کرے ہامان کہ فرعون کا وزیر تھا یہ کلمہ
سنتے ہی کہا اس عورت کو پکڑ لو کہ جس گھر مین کا یہ لڑکا ہے یہ جانتی ہے اسنے کہا مین نے اس معنی سے کہا
کہ نیک خواہ فرعون کی ہون یہ مین نہین جانتی کہ بچہ کسکا ہے چنانچہ اسکی تسلی ہوئی اور کہا جا اسکو بلا کے جا کر
ماں کو لے آئی آیت فرددناه الی امه کی تقر عینها ولا تحزن ولتعلم ان وعد الله حق ولکن اکثرهم
لا یعلمون پس پھیر لائے ہم اُسکو طرف ماں اسکی کے تو کہ ٹھنڈی رہین آنکھین اسکی اور نہ غم کھاوے
اور تو کہ جانے تحقیق وعدہ اللہ کا حق ہے ولیکن اکثر اُنکے نہین جانتے۔ اسوقت حضرت موسیٰ فرعون کی گود
مین تھے فرعون نے حضرت موسیٰ کو اسکی گودی مین دیدیا۔ اور ہر چند اور دایہ کو جو لاتے تھے اور انکو دیتے تھے حضرت
موسیٰ اُس سے مُنھ پھیر لیتے تھے اور اسکا دودھ نہ پیتے تھے جب اُنکو اُنکی ماں کی گود مین دیا اُنکا دودھ پینے لگے
فرعون نے پوچھا تو کون ہے کہ اس روشن ضمیر نے تیری طرف میل کی ہے کہا مین عورت ہون اپنا خوشبو اور پاکیزہ
تن اور دودھ میرا بغایت شیرین اور پاک ہے اور جو لڑکا میرے پاس آوے گا وہ دودھ میرا پینے لگے گا فرعون نے
کہا اجرت اسکی مقرر کرکے اسکو دیدو کہ یہ اپنے گھر لیجا کر پرورش کرے ہر ہفتہ مین ایکدن ہمارے پاس آیا کرے اور مقرر کیا

ایکر شادمان اور فرحان اپنے گھر مین چلی آئی اور جانا کہ وعدہ الٰہی سچ اور درست ہوا اور مدارک التنزیل اور روضۃ الاحباب
علیہ مین ہیچ سورۂ طٰہٰ کی لکھا ہی کہ ایکدن فرعون حضرت موسیٰ کو گود مین لیے ہوے تھا حضرت موسیٰ نے ایک
ہاتھ اسکی داڑھی کیطرف کہ جواہر سے مرصع تھی دراز کر کے قدرے اُسمین سے نوچ لیے اور دوسرے ہاتھ سے ایک تپت
طپانچہ اُسکے منھ پر مارا فرعون بدبخت غصہ ہوا اور حکم کیا کہ اسکو قتل کر ڈالو۔ آسیہ خاتون نے کہا اس بچہ کی کیا
ہوا جو ایسا دیکھا اس سبب یہ حرکت کی اگر آگ کے انگارے دیکھے تو یقین ہی کہ اُنمین بھی ہاتھ ڈالدیوے اور اُنھون
نے لیوے پھر ایک طشت پر از انگر آتش اور ایک طشت پر از یاقوت احمر لا کر حضرت موسیٰ کے سامنے رکھے
اُنھون نے اپنا ہاتھ دراز کیا اور چاہا کہ یاقوت اُٹھا لیوین حضرت جبرائیل علیہ السلام بموجب حکم مالک العلام
فی الفور اس مقام پہونچے اور انگارون پر ہاتھ رکھدیا اور اُنھون نے ایک چنگاری آتش سے اُٹھا کر
مُنھ مین رکھ لی کہ زبان جلگئی اور گرہ زبان پر پڑ گئی کہ اس سبب سے لکنت اور بستگی انکی زبان مین ہو گئی
تھی اور ایسا تتلا کر بولتے تھے کہ اچھی طرح انکا کلام سمجھ مین نہ آتا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ انکا ہاتھ جلگیا تھا
اور ہر چند فرعون علاج کرتا تھا اچھا نہوتا تھا جب مبعوث ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
دعوت کی فرعون نے کہا کون ہے خدا کی طرف دعوت کرتا ہی کہا اُس خدا کی طرف کہ جسنے میرے ہاتھ کو شفا
بخشی اور تو اُسکے علاج سے عاجز تھا اور جب موسیٰ آٹھ برس کے ہوے تو ایکدن فرعون کے روبرو
مودب بیٹھے ہوے تھے ناگاہ فرعون نے مرغباز سے کہا کہ ہماری جنگی مرغ کھول دی اُسنے جو پہلے مرغ کو
کھولا وہ نکل کر اپنے دونون بازؤن کو حرکت دیکر آواز کرنے لگا حضرت موسیٰ نے کہا سچ کہا تو نے فرعون
کہا یہ کیا کہتا ہے حضرت نے جواب دیا کہ اسنے اپنے پروردگار کی تسبیح کی اس عبادت مین کہ پاک ہی وہ
خداوند کہ پسر شبان کو تا این مدت دراز بدولت و حشمت سرفراز کیا اور نعمتہاے گوناگون عطا فرمائین
اور وہ ہر نعمت کے مقابلے مین کفران ناسپاسی کرتا ہی فرعون نے کہا اے موسیٰ مرغ کو ان باتون سے
کیا مطلب اپنی طرف سے یہ سب طوطیہ بندی تو کرتا ہے حضرت موسیٰ نے مرغ کو آواز دی کہ ہاں کہو
اور جس زبان مین کہ مفہوم خاص و عام ہو کلام کر جب وہ خروس آگے آیا اور بزبان فصیح اسی کلام کا اعادہ
کیا اسوقت فرعون کا چہرہ متغیر ہو گیا اور نہایت خوفناک ہوا ہامان اسکا وزیر حاضر تھا عرض کیا
کہ اس مرغ کو جادو کیا ہے اسکو اسی وقت ذبح کر ڈالا چاہیے اُسکو ذبح کر ڈالا حق تعالیٰ نے پھر اُسمین
اعادہ روح فرمایا کہ وہ ہوا مین اُڑ گیا اور آدمیون کی نظر سے غائب ہوا اور حضرت موسیٰ نو برس کے
ہوے تو ایکدن فرعون نے انکو تخت پر اپنے پاس بٹھایا اور جمیع اعیان دولت اور ارکین سلطنت
گرد اگرد تخت کھڑے ہوے تھے فرعون نے موافق عادت از روے نخوت و تکبر کلمات کفر کہنے شروع
کیے موسیٰ خشم آلودہ ہو کر تخت پر سے اتر آئے فرعون نے کہا اے موسیٰ کہان جاتا ہی حضرت نے تخت پر
ایک لات ماری کہ اُسکے دو نو پاے ٹوٹ گئے اور فرعون سر سے اندھا گر پڑا اور اسکی ناک سے بہت سا خون جاری ہوا

دربار کفر دار مین ولولہ پیدا ہوا اور حضرت موسیٰ جلدی سے بھاگ آسیہ پاس چلے آئے اور اس قصہ سے اطلاع کیا
جب فرعون محل مین آیا دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیٹھے ہوے ہین فرعون نے آسیہ پر عتاب شروع کیا
کہ تو نے مجکو اس طفلک کو مارنے نہ دیا اب یہ لڑکا شور و پشتی کرتا ہی آسیہ نے کہا کہ اطفال خورسنی مین اپنے
ماں باپ کے ساتھ شوخیاں کیا کرتے ہین جائے شکایت نہین ہے بلکہ دلیل ہے اس امر پر کہ بعد از بلوغ
بسن تمیز بسبب شوخیاں اور قوت ماں باپ کے دشمنوں پر عمل مین لاویگا اور وزیر و امیر سب خوب
سلطنت اس طفل بزرگ قدر سے بہر حساب رہینگے پھر فرعون کے سامنے دسترخوان چنا گیا اور کھانا
حاضر ہوا اور فرعون نے کھانا زہر مار کرنا شروع کیا اور حضرت موسیٰ اسکے ہمراہ کھاتے تھے اتفاقاً
ایک خرما تمام و کمال دم پخت کیا فرعون کے رو برو رکھا ہوا تھا حضرت موسیٰ نے اس خرما کو نظر
مخاطب ہو کر کہا قم باذن اللہ وہ خرما اٹھکر دوڑنے لگا فرعون نہایت متعجب ہوا آسیہ نے کہا یہ بانی
بنائے بقائے ملک و دولت تیرے کے کام آویگا اس فرزند کو غنیمت جان القصہ مین ایام فرعون حضرت موسیٰ
کے ساتھ براہ ادب و شفقت سلوک ہوتا ہے اور کسی طرح کا تعرض انکے حال سے نکرتا تھا تا آنکہ حضرت موسیٰ
تیس برس کے ہوے ایک دن کنارہ رود نیل پر بعد وضو نماز پڑھ رہے تھے ناگاہ ایک شخص خواص فرعونیان
وہان گذرا کہا اے موسیٰ یہ کسکے واسطے عبادت کرتا ہی کہا آپکے آقا اور خداوند کے واسطے اسنے کہا تمکو کسی اور خدا کی عبادت کرنا
نہین چاہیے اپنے باپ کی کہ فرعون ہے عبادت کرو اور مین اس ماجرے سے فرعون کو خبر کرتا ہون حضرت موسیٰ
نے کہا اے زمین اسکو زمین تا زانو اسکو دھسا لیگی اور ہرگز نہ چھوڑا تا آنکہ اسنے قسم غلیظ یاد کی کہ مین ہرگز
فرعون کو اس حقیقت سے آگاہ نہین کرنے کا زمین نے اسکو چھوڑ دیا اور یہ چلا گیا لیکن انکی حکایت نماز
اور طریق عبادت فرعون کے خواصون مین شایع اور ذایع ہوئی اور رفتہ رفتہ فرعون کو بھی خبر پہونچی اسنے
کہا جب موسیٰ نماز و عبادت مین مشغول ہووے تو مجکو خبر کرو کہ مین اپنی آنکھ سے دیکھون کس طرح پرستش
کسکی کرتا ہے ایک خواص فرعون منتظر وقت اور کمین فرصت مین رہا جب دیکھا کہ حضرت موسیٰ نے نماز
شروع کی جاکر فرعون کو مطلع کیا یہ ملعون آپ آیا اور کھڑا رہا تا آنکہ حضرت موسیٰ نماز سے فارغ ہوئے
پوچھا کہ اے موسیٰ یہ پرستش کسکے واسطے کرتا ہے فرمایا بنا بر اسکے اُس آقا کے کہ مجکو کھلاتا ہے اور
پلاتا ہے اور پہناتا ہے اور تربیت کرتا ہے فرعون نے کہا تو نے سچ کہا کہ یہ سلوک مین نے تیرے ساتھ کیے ہین
اور کرتا ہون بالجملہ حضرت موسیٰ اس مرکے بعد بوڑھے اور دراز عمر بنی اسرائیلیون کو اپنے پاس بلاتے اور انکے
ساتھ صحبت رکھتے اور رابش الفت پکڑتے تھے اور امر فرعونیون پر نہایت شاق ہوتا تھا کہ ایکدن
سردارون بنی اسرائیل کو اپنی مجلس مین جمع کیا اور پوچھا کہ تم کب سے بعذاب فرعون گرفتار ہو انھون نے
کہا کہ مدت دراز سے ان بلیات مین مبتلا ہین حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ یہ عقوبت خدا کی طرف سے تمھارے
گناہون کے مکافات مین ہی اب چاہیے کہ بقدر اپنے اوپر لازم کرو کہ اگر حق تعالیٰ یہ عقوبت تمپر اٹھا دیوے

تو اُسکے شکرانہ مین ادا کرو سب نے کہا کہ ہم روزے رکہینگے اور بہت طعام مساکینون کو کہلاوینگے فرمایا
کہ ایک چیز اپنے واسطے سوا اسکے قبول کرو کہ کفایت کریگی اور یہ ہے کہ اپنے پروردگار کی اطاعت کرو
اور عصیان اور کفر سے پرہیز واجب جانو سب نے کہا بجان و دل ہمنے قبول کیا پہر حضرت موسیٰ نے کہا
ہمنے سنا ہے کہ زمانہ پیشین مین جماعت بت پرستون کو حق تعالی نے بہیجکر ایک پیغمبر سے سرفراز کیا تہا انہون نے
اُس ہادی کی قدر نہ جانی بلکہ اُسکے واسطے ہیزم کے پشتارے جمع کرکے آگ روشن کی اور اُسکو اُس آتش مین
ڈالا ولیکن اس آگ نے اُسکو کچہ ضرر نہ پہونچایا انہون نے پوچہا یہ قصہ کیونکر تہا کہا وہ پیغمبر ہمارا اور تمہارا جد تہا
حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت موسیٰ نے کہ بس اپنے جد کے طور پر رہو اور ایذای فرعون اور
فرعونیون سے نہ ڈرو کہ حق تعالے انکے شر کو تیرے آخر کو دفع کریگا والله الموفق والمعین **فصل دوسری** مارنا حضرت
موسیٰ کا ایک قبطی کو اور جانا مدین مین اور حضرت شعیب کی دختر کو خواستگاری مین لانا قوله تعالے ولما
بلغ اشده واستوى آتيناه حكما وعلما وكذلك نجزي المحسنين یعنے اور جب پہونچا جوانی اپنی
کو اور پورا ہوا دیا ہمنے اسکو حکم اور علم اور اسی طرح جزا دیتے ہین ہم احسان کرنے والون کو بہر حال جب حضرت
موسیٰ علیہ السلام بڑے ہوے تو تمام آدمی اُنکو بزرگ رکہتے تہے اور فرزند فرعون سمجہتے تہے تا آنکہ جب
تیس برس کے ہوے چنانچہ مواہب علیہ مین سورہ شعرا مین در ذیل آیت ولبثت فينا من عمرك
سنين ۝ اور رہا ہے تو درمیان ہمارے عمر اپنی سے کتنی برس اور معالم مین سورہ طہٰ مین بیچ تفسیر آیت
وقتلت نفسا فنجيناك من الغم یعنے اور قتل کیا تہا تونے ایک نفس کو پس نجات دی ہمنے تجہکو
ایک غم سے اور بقول ابن عباس کعب الاحبار سے نقل کیا ہے کہ اُسوقت حضرت موسیٰ کی بارہ
برس کی عمر تہی اور ایک قول سے معالم مین سورہ شعرا مین تیس برس کی بہی روایت کی ہے بہر حال وقت
قیلوله یعنے دوپہر کو یا بعد نماز شام حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر مصر مین یا کسی اور شہر مین کہ ولایت
مصر مین سے تہا آئے اور دیکہا چنانچہ خدائے تعالی سورہ قصص مین فرماتا ہے آیت ودخل المدينة على
حين غفلة من اهلها فوجد فيها رجلين يقتتلان هذا من شيعته وهذا من عدوه فاستغاثه
الذي من شيعته على الذي من عدوه فوكزه موسى فقضى عليه قال هذا من عمل الشيطان انه
عدو مضل مبين یعنے اور اندر آیا بیچ شہر کے اوپر وقت غفلت کے لوگون سے پس پایا بیچ اُسکے دو مرد
کہ لڑتے تہے یہ کہ ایک قوم اُسکی سے اور یہ دوسرا دشمن اُسکے سے تہا پس فریاد کی اُسنے کہ قوم اُسکی سے تہا
اوپر اُس شخص کے کہ دشمن اُسکے سے تہا پس مُکا مارا اُسکو موسیٰ نے پس تمام کی زندگی اوپر اُسکے کہا یہ حرکت شیطان
کی ہوئی تحقیق وہ دشمن ہے گمراہ کرنے والا ظاہر کہ ایک مرد قبطی کہ قوم فرعون مین سے تہا اور ایک
بنی اسرائیل کہ اولاد حضرت یعقوب مین سے تہا آپس مین خصومت کر رہے تہے اور وہ قبطی فرعون کا نان بائی تہا اور
اُس دکو کہ بنی اسرائیل مین سے تہا لکڑیان اُٹہانے کی تکلیف دیتا تہا اور تفسیر عزیزی مین لکہا کہ وہ قبطی داروغہ

مطبخ بادشاہ کا تھا اور یہ چاہتا تھا کہ بزور حکومت بنی اسرائیل سے چھینتا تھا جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو
دیکھا فریاد کرنے لگا حضرت موسیٰ نے قبطی سے کہا اسکو چھوڑ دے اور اس غریب کے پیچھے کیوں پڑا ہے قبطی نے آپکے کلام کو
رد کیا اور کہنا نہ مانا انہوں نے اسکے ہاتھ پر ایک ایسا مکا مارا کہ وہ گر پڑا اور مر گیا حضرت موسیٰ اور وہ بنی اسرائیل
وہاں سے بھاگے اور قبطیوں میں سے اسوقت کوئی موجود نہ تھا پھر حضرت موسیٰ نے پروردگار کے آگے استغفار کیا
آیت قال رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی فغفرله انه هو الغفور الرحیم ۔ کہا اے پروردگار میرے تحقیق میں
نے ظلم کیا جان اپنی کو پس بخش مجکو پس بخش دیا اسکو تحقیق وہ بخشنے والا مہربان ہے بعضے لکھتے ہیں یہ بھی کہا کہ
بدولت تیرے سہو و غفلت واقع ہوئی اور میں نے اپنے نفس پر ستم کیا مجکو بخش اور معاف کر حق تعالے
نے معاف کیا ۔ الغرض حضرت موسیٰ ہراسان تھے کہ مبادا کوئی قصاص کی طلب کے لیے پیدا ہووے آیت
فاصبح فی المدینة خائفا یترقب فاذا الذی استنصره بالامس یستصرخه قال له موسیٰ انک لغوی
مبین فلما ان اراد ان یبطش بالذی هو عدو لهما قال یموسی اترید ان تقتلنی کما قتلت
نفسا بالامس ان ترید الا ان تکون جبارا فی الارض وما ترید ان تکون
من المصلحین ۔ یعنے پس فجر اٹھا بیچ شہر کے ڈرتا ہوا خبر لیتا پس ناگہان وہ شخص کہ جسنے مدد مانگی تھی اس
کل پکارتا ہے اسکو کہا واسطے اسکے موسیٰ نے تحقیق تو البتہ گمراہ ہے ظاہر پس قصد کیا کہ پکڑے اس شخص کو کہ وہ دشمن
تھا ان دونو کا کہا اے موسیٰ کیا چاہتا ہے تو یہ کہ مار ڈالے مجکو جیسا کہ مار ڈالا تھا ایک جی کو کل نہیں ارادہ کرتا تو مگر
کہ ہووے سرکش بیچ زمین کے اور نہیں ارادہ کرتا یہ کہ ہووے صلح کرنے والوں سے ۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ دوسرے دن
پھر اسی شخص کو کہ جسنے استغاثہ کیا تھا دیکھا کہ فریاد کر رہا ہے اور ایک اور قبطی پر یاری اور مددگاری طلب کرتا ہے
حضرت موسیٰ نے کہا تو عجب مرد گمراہ ہے اور اسپر غصہ کیا اور چاہا کہ قبطی کو پکڑ کر اس جھگڑے میں بنی اسرائیل نے جانا
کہ میری طرف آتا ہے تا مجکو مار ڈالے کہا اے موسیٰ آیا تو چاہتا ہے کہ مجکو بھی مارے جیسے کل قبطی کو مار ڈالا جب اس قبطی نے
سنا معلوم کیا کہ کل اس قبطی کو موسیٰ نے مارا ہے اسنے جاکر فرعون کو خبر کی اور اسنے جاکر اپنے ارکان دولت سے
مشورہ کیا اور حضرت موسیٰ کا قتل مقرر ہوا اور ایک شخص مومن کہ آل فرعون میں سے تھا کہتے ہیں کہ خالہ زاد
بھائی فرعون کا تھا اور نام اسکا حزبیل تھا اور تفسیر میں لکھا ہے کہ خازن فرعون تھا اور مدارک و معالم میں لکھا ہے
کہ بقول بعضے ابن عم فرعون تھا اور بقول بعضی سبطی یعنے بنی اسرائیل تھا ۔ بہر حال جب وہ اس حال پر دلال
سے آگاہ ہوا اسنے حضرت موسیٰ کے پاس آکر کہا فرعون اور اسکی قوم کے اشرافوں نے مشورہ کیا
اور چاہتے ہیں کہ تیرے اوپر فتنہ اٹھاویں اور بقصاص اس قبطی کے کہ جسکو تو نے مار ڈالا ہے خون تیرا
کراویں ۔ مگر یہ جانتا ہوں کہ بکرم اللہ تعالے تجکو آزار نہیں پہونچا سکینگے لیکن چاہیے کہ تو اس شہر سے
باہر چلا جا کہ میں نے از رو مسلمانی اور نصیحت اور مہربانی جتا دیا ہے چنانچہ خدا تعالے کلام مجید میں فرماتا
ہے آیت وجاء رجل من اقصی المدینة یسعی قال یموسی ان الملا یاتمرون بک لیقتلوک

فاخرج انی لک من النصحین ۝ فخرج منها خائفا یترقب قال رب نجنی من القوم الظلمین
یعنی اور آیا ایک مرد پرلے طرف شہر کی طرف دوڑتا ہوا اور کہا اے موسیٰ تحقیق یہ سردار مصلحت کرتے ہیں
بیچ تیرے تو کہ مار ڈالیں تجھکو پس نکل تحقیق میں واسطے تیرے خیرخواہوں سے ہوں پس نکلا شہر سے ڈرتا ہوا
خبر لیتا ہوا کہا اے رب میرے نجات دے مجھکو قوم ظالموں سے چنانچہ حضرت موسیٰ اسی وقت بے زاد و بے راحلہ
اور بے رفیق طریق اوس شہر سے نکلے اور ڈرتے تھے کہ مبادا کوئی تلاش میں نہ آوے اور کہتے تھے کہ خداوندا مجھکو
اس گروہ ستمگاروں سے چھڑا اور ایک جگہ لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل آئے اور کہا اے موسیٰ شہر مدین کی طرف
متوجہ ہوا اور سر راہ مدین پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کر دیا اور حضرت موسیٰ ادہر کو متوجہ ہوئے مصر سے
مدین تک آٹھ دن کی راہ تھی اور حضرت موسیٰ رستہ نجانتے تھے کہتے تھے شاید خدا تعالیٰ مجھکو راہ راست
مدین کی دکھاوے پس آٹھ دن راہ چلے گئے اور بجز گھاس اس راہ میں کچھ کھانے کی چیز نہ تھی آیۃ ولما
ورد ماء مدین وجد علیه امة من الناس یسقون ووجد من دونهم امرأتین
تذودان قال ما خطبکما قالتا لا نسقی حتی یصدر الرعاء وابونا شیخ کبیر ۝ اور جب آیا
اوپر پانی مدین کے پایا اوپر اسکے ایک جماعت لوگوں کی کہ پلاتے تھے پانی اور پایا سوا اُنکے
دو عورتیں کہ ہٹاتی تھیں بکریوں اپنی کو کہا کہ کیا ہے حال تمہارا کہا ان دونوں نے کہ نہیں پلاتے ہم
یہاں تک پانی کہ پھر جاویں چرواہے اور باپ ہمارا بوڑھا ہے بڑا۔ القصہ ایک کنوئیں پر کہ شہر مدین
کے کنارے پر تھا پہنچے دیکھا کہ ایک گروہ آدمیوں کا جمع ہے اور اپنے مواشی کو پانی دیتے ہیں اور دو عورتیں الگ
ایک گوشہ میں اپنی گوسفندیں لیے کھڑی ہیں اور اپنی گوسفندوں کو روک رہی ہیں تا وہ جو پانی پیتی ہیں
اونمیں جا کر نہ مل جاویں چونکہ انبیا کو شفقت ذاتی ہوتی ہے حضرت موسیٰ کا دل کڑھنے لگا اور چاہا کہ اُنکی مدد
کریں اُنکے پاس گئے اور بطریق ادب کہا تم کسواسطے اپنی گوسفندوں کو پانی پینے سے اور اوروں کے سا
اختلاط کرنے سے منع کرتی ہو اونھوں نے کہا ہم اپنی گوسفندوں کو پانی نہیں دیتے جبتک کہ اور چرواہے
اپنی گوسفندوں کو پانی پلا کر اپنے ریوڑوں کو چراگاہ میں نہیں لیجاتے پھر جو کچھ کہ زیادہ اور چھوٹا اونکے
مواشی سے پانی بچ رہتا ہے وہ ہم اپنی گوسفندوں کو دیتے ہیں کسواسطے کہ اس کام میں کوئی ہمارا مددگار
نہیں ہے اور باپ ہمارا پیر اور ضعیف ہے اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ ہمارے ساتھ آوے اور ہماری مدد کرے
کہتے ہیں کہ وہ حضرت شعیب کے بھائی کی بیٹیاں تھیں اور مشہور یہ ہے کہ حضرت شعیب کی بیٹیاں تھیں
جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اُنکے حال سے آگاہ ہوئے گوالیوں کے پاس گئے اور کہا ان ضعیفوں کو کیوں انتظار
میں رکھتے ہو پہلے انکی جمیع گوسفندوں کو سیراب کردو کہ جلدی سے یہ اپنے گھر چلی جاویں۔ انھوں نے انکو ازرو
تحکم اور استہزا کہا کہ ہم انکو پانی نہیں دیتے اگر تجھسے ہوسکتا ہے تو ہی اونکر کھینچکر پانی پلادے حضرت موسیٰ کنوئیں پر آئے
اور یہ حضرت موسیٰ کو قوی ہیکل اور کشیدہ قامت دیکھکر ڈرے اور ایک کنارے پر جا کر نظارگی کیواسطے کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے لگے

فسقی لہما ثم تولی الی الظل فقال رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر یعنے پھر پانی پلایا واسطے انکے پھر گیا
طرف سایہ کے پس کہا اے رب میرے تحقیق مین واسطے اس چیز کے کہ اُتارے تو طرف میرے بھلائی سے محتاج
ہون لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ نے باوجودیکہ آٹھ دن سے بھوکے تھے تنہا اس ڈول سے کہ دس آدمی پانی کھینچتے
تھے کھینچکر عورتون کی گوسفندون کو سیراب کیا اور بعضے کہتے ہین کہ ایک اور کوئین پر جاکر اور پتھر کہ چالیس
آدمی اُٹھا سکین اسپر رکھا تھا اکیلے اس کو کوئین پر سے اُٹھا کر پھینک دیا اور اس ڈول کے ساتھ کہ چالیس
آدمی کھینچ سکین اکیلے کھینچکر اُنکے مویشی کو سیراب کیا پھر وہ چلی گئین اور حضرت موسیٰ ایک دیوار یا درخت کے
سایہ مین بیٹھ گئے اور کہا خداوندا جسطرف کہ تو نے مجھکو بھیجا وہان پہونچنے کا محتاج ہون اور تو جانتا ہے کہ بسبب
مدد کرنے دین کے محتاج ہوا ہون اور تونگری کہ فرعون کے پاس رکھتا تھا چھوڑ دی ہے الغرض شعیب کی
بیٹیان کہ اسدن جلدی سے اپنے گھر پہونچین انکے باپ نے پوچھا کہ آج تم جلد کیونکر آئین اور حضرت شعیب
باوجودیکہ اندھے تھے لیکن بسبب عادت ہر روز گوسفندون پہ ہاتھ پھیرا کرتے تھے اور معلوم کر لیتے تھے کہ بھوکی
ہین یا پیاسی اسدن جو گوسفندونکو دیکھا کہ اچھی طرح سے سیراب ہین اسکا سبب دریافت کیا انھون نے
تمام قصہ عرض کیا اور فضائل اور مناقب حضرت موسیٰ کے بیان کیے حضرت شعیب نے ایک بیٹی کو کہا
کہ اسکو جاکر لے آؤ تا اس فرخندہ صفات سے اس حسن سلوک کی مکافات کرون آیت فجاءتہ احدٰہما
تمشی علی استحیاء قالت ان ابی یدعوک لیجزیک اجر ما سقیت لنا یعنے پس آئی اسکے پاس ایک ان دونون مین سے
چلتی تھی شرماتی کہا تحقیق باپ میرا بلاتا ہے تجھکو تو کہ دیوے تجھکو مزدوری اسکی کہ پانی پلایا تو نے واسطے ہمارے
چنانچہ اسنے آنکر حضرت موسیٰ کو کہا کہ میرے باپ نے سلام کہا ہے اور تمکو بلایا ہے کہ مزدوری دیوے کہ تمنے ہماری مویشی کو
پانی پلایا ہے حضرت موسیٰ نے بطمع مزدوری بلکہ حضرت شعیب کی زیارت کیواسطے جانا قبول کیا اور روانہ ہوکر
پس جس راہ سے کہ جاتی تھی وہ دختر نیک اختر آگے آگے جاتی تھی اور حضرت موسیٰ پیچھے پیچھے اور جب ہوا سے اسکا
کپڑا اوڑتا تھا اور کہین سے بدن کھلا جاتا تھا تو آپ اسکو کہتے تھے کہ میرے پیچھے پیچھے آؤ اور منہ سے مجھکو رستہ بتاتی جا
اور ایک روایت ہے کہ نامحرم کے کلام کرنے سے بھی راضی نہوئے اور کہا کہ پتھر اُٹھا کر کے پھینکتی جا پس لڑکی
جسطرف پتھر پھینکتی تھی حضرت موسیٰ اسطرف کو جاتے تھے آیت فلما جاءہ وقص علیہ القصص قال لاتخف
نجوت من القوم الظلمین یعنے پس جب آیا موسیٰ اُنکے پاس اور بیان کیا اوپر اسکے قصہ کہا مت ڈر
نجات پائی تو نے قوم ظالمون سے ۔ غرض کہ جب یہ حضرت شعیب کے گھر مین پہونچے اور سلام
اور حضرت نے سلام کا جواب دیا اور مصافحہ کیا اور احوال پوچھا حضرت موسیٰ نے تمام قصہ
بیان کیا حضرت شعیب نے جانا کہ یہ نبوت کے گھرانے سے ہے کہا خوف مکر کہ تو نے گروہ ستمگارون سے
نجات پائی اس ولایت مین انکو دسترس نہین ہے پھر حضرت موسیٰ کے آگے کھانا رکھا حضرت موسیٰ
نے اسپر ہاتھ نہ ڈالا اور کہا مین کار آخرت کو دنیا کے واسطے نہین بیچتا یعنے مین نے تمہاری مویشی کو

براے خدا پانی پلایا ہے نہ براے جزا حضرت شعیب نے کہا یہ طعام تیرے کام کی مزدوری مین نہین ہے بلکہ ہماری عادت ہے کہ جو کوئی ہمارے گھر مین آتا ہے بطریق ضیافت اسکی خدمت کرتے ہین اسوا کہ تم بھوکے ہو اور ماحضر حاضر ہے تمھاری مروت سے ایسا جانتے ہین کہ اسکو رد نکروگے حضرت موسیٰ نے کھانا تناول کیا اثناے اس حال مین آیت قالت احدیھما یا ابت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین یعنے ایک بیٹی نے اپنے باپ سے کہا کہ اس شخص کو اگر ہو سکے تو گوسفندونکے چرانے کے واسطے نوکر رکھنا چاہیے کہ امین اور طاقت والا ہے کہتے ہین کہ حضرت شعیب نے کہا تجکو قوت اور توانائی اسکی کیونکر معلوم ہوئی اس دختر بلند اختر نے تمام احوال ڈول کھینچنے کا اور پتھر کے اٹھانیکا اور پیچھے پیچھے آنے کا بیان کیا حضرت شعیب جب اس حال سے مطلع ہوے آیت قال انی ارید ان انکحک احدی ابنتی ھاتین علی ان تاجرنی ثمانی حجج ؀ فان اتممت عشرا فمن عندک وما ارید ان اشق علیک ستجدنی ان شاء اللہ من الصلحین ؀ قال ذلک بینی وبینک ایما الاجلین قضیت فلا عدوان علی واللہ علی ما نقول وکیل ؀ یعنے حضرت موسیٰ سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ ان دونون لڑکیون سے جسکو تم کہو تمھاری زوجیت مین دون اس امر پر کہ آٹھ برس میری گوسفندون کی شبانی اور اگر دس برس تک کرو تو تمھاری عنایت اور مہربانی ہوگی حضرت موسیٰ نے قبول کیا اور کہا ان دونون مدتون مین سے کہ آٹھ برس یا دس برس ہین جو کچھ مجھسے ہوسکیگی تمام کرونگا اور تمھاری خدمت اپنی سعادت جانتا ہون اور کچھ مجھپر شاق نہین ہے اور اللہ اوپر اس چیز کے کہ ہم کہتے ہین کارساز ہے۔ عین المعانی مین سورہ قصص مین لکھا ہے کہ پہلے شریعتون مین لڑکیون کا مہر باپ کے واسطے ہوتا تھا اور عورتون کے باپ لیتے تھے ہماری شریعت مین بحکم آیت جلیلہ آیت واتوا النساء صدقاتھن نحلۃ ؀ اور دو عورتون کو مہر انکی خوشی سے منسوخ ہوا اور یہ کہ جز بالغ کے مہر ہو سکتے ہین ممنوع ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک بخلاف امام شافعی رضی اللہ عنہ اور کہتے ہین معنی اس آیت کے یہ ہین کہ فرد یہ ہے تزویج کہ کرتا ہون مین بیٹی اپنی کو تیرے ساتھ نہ یہ کہ مہر میری بیٹی کا یہ کہ آٹھ برس میری شبانی کرے۔ القصہ حضرت شعیب نے چاہا کہ گوسفندون کو حضرت موسیٰ کے حوالہ کرین ایک عصا انکے لیے چاہیے تھا اور حضرت شعیب کے گھر مین ستر عصا انبیا علیہم السلام کے رکھے ہوے تھے انمین ایک عصا تھا کہ حضرت آدم علیہم السلام بہشت سے ہمراہ لائے تھے اور وہ آس کی لکڑی کا تھا اور بروایت کعب الاحبار کے درخت عوسج کا تھا اور درخت عوسج ایک درخت ہے کہ پہلے سب اشجار سے جو بہار شور پر بلند ہوا تھا اور طول اسکا دس گز کا اور سر اسکا دو شاخہ تھا اور نیچے اسکے ایک بھال لگی ہوئی تھی اور حضرت آدم سے نسلاً بعد نسل حضرت شعیب کے میراث مین پہونچا تھا اور قرار پایا تھا کہ وہ عصا کلیم الرحمن کے واسطے رکھ چھوڑین جب وہ پردہ غیب سے ظہور عالم مین آوین تو انکو حوالہ کردین اور حضرت شعیب نے اسکو بحبت رفعت شان و عظمت زبان بجز بہت تمام رکھ چھوڑا تھا اور کسی کا

انمین تصرف نہو سکے دیا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت شعیب نے اپنی بیٹی سے کہا کہ اون عصاؤن مین سے ایک عصا
حضرت موسیٰ کے واسطے لے آوے اسنے جاکر وہی عصا لاکر اپنے باپ کے ہاتھ مین دیا حضرت شعیب نے کہا اس
عصا کو وہین رکھ آ اور عصا لا کر اس عصا کے لیے حکم الٰہی اسطرح پر ہے کہ ایک پیغمبر مرسل کے واسطے رکھ چھوڑا
چاہیے ہر کسی کو دینا منع اور اسیطرح اس لڑکی نے سات دفعہ آمد و رفت کی اور وہی عصا اسکے ہاتھ مین آیا لیکن
صحیح یہ ہے اور مدارک مین بھی اسطرح پر ہے کہ ایکبار رات کو حضرت شعیب نے حضرت موسیٰ کو عصا کے لیے اوس
حجرہ مین جہان سب عصا رکھے تھے بھیجا تا ایک عصا اختیار کر لیوے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان عصاؤن
کیطرف ہاتھ دراز کیا اسی عصاے حضرت آدم نے آواز دی کہ مجکو اختیار کر کہ تیرا عصا مین ہون حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے اسکو لیکر حضرت شعیب کے پاس آئے انھون نے کہا اے موسیٰ اس عصا کی شان بہت بزرگ ہے
یہ کلیم اللہ کے واسطے ہے اسکو وہین رکھ آ اور عصا لے آ حضرت موسیٰ نے چاہا کہ اسکو رکھکر اور اٹھا وین
کہ وہ عصا بولا کہ اے موسیٰ مجکو لے حضرت موسیٰ پھر اسکو لے آئے اور حضرت شعیب پھر مانع آئے تا آنکہ چار
یا سات مرتبہ اسی طرح حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ کے گفتگو رہی آخر حضرت موسیٰ نے کہا جب اوسکے
لینے کا قصد کرتا ہون یہ میرے ساتھ خصوصیت کرتا ہے کہ مجکو اٹھا عجب نہین ہو سکتا ہے کہ یہ عصا خدا اوسکو واپس
کرون حضرت شعیب متعجب ہوے کہ حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو بھیجا تا آنکہ درمیان انکے حکم کرے اس فرشتہ نے
اس عصا کو زمین مین گاڑ دیا کہ مقدار چار انگل زمین مین گڑ گیا پھر کہا جو کوئی اس عصا کو بقوت زمین سے کھینچ
لیوے یہ عصا اسکا ہو جاوے پہلے حضرت شعیب نے بقوت تمام اس عصا کو کھینچا وہ نہ کھینچ سکا پھر حضرت
موسیٰ کی نوبت پہونچی تو انھون نے زمین سے کھینچ لیا حضرت شعیب نے اس صورت عجیب کے وقوع سے
جانا کہ موسیٰ خلعت نبوت پہن کر بشرف تکلم حضرت باری مشرف ہونگے لہذا انکو وصیت کی کہ اس عصا سے
غافل نہو نا کہ اس سے امور عجیبہ مشاہدہ کریگا اور یہ بوقت ضرورت تیری حاجتین روا کریگا پھر حضرت
شعیب نے وہ عصا اور گوسفندین حضرت موسیٰ کے سپرد کین۔ معالم مین لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کے عصا مین
اختلاف ہے بقول عکرمہ حضرت آدم اس عصا کو بہشت سے لائے تھے اور بعد وفات حضرت جبرئیل علیہ السلام
اسکو لیگئے اور انکے پاس رہا تا آنکہ ایک رات کو جبرئیل نے حضرت موسیٰ سے ملاقات کی اور وہ عصا انکے
حوالے کیا اور بقول اوروں کے جیسا کہ بیان ہو چکا اور مدارک مین لکھا ہے کہ بقول کلبی درخت عوسج سے تھا
کہ نداے ان بورک اس سے سنی القصہ حضرت شعیب نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ زنہار ان گوسفندون
کو فلانی جگہ نہ لے جانا کہ وہان ایک اژدہا ہے ایسا نہو کہ سب گوسفندون کو ضائع کرے
حضرت موسیٰ علیہ السلام ریوڑ گوسفندون کو لیکر باہر آئے اور گوسفندین جنگل
کی طرف چلین ہرچند کہ حضرت موسیٰ نے روکا نہ رک سکین جب وہان پہونچین حضرت موسیٰ ایک ٹیلے
پر بیٹھ گئے اور گوسفندین چراکین۔ ناگاہ حضرت موسیٰ پر نیند نے غلبہ کیا اور سو گئے اور اس عصا کو

اپنے پہلو مین رکھو لیا کہ وہ اژدہا جنگل مین سے نکلا اور ریوڑ کیطرف آنے کا قصد کیا عصا نے کہ پہلو مین
رکھا ہوا تھا اژدہا بنکر اُس اژدہے کو مار ڈالا جب حضرت موسیٰ بیدار ہوے دیکھا کہ ایک اژدہا مرا
ہوا پڑا ہے بہت خوش ہوے اور تعجب کیا جب گھر مین آئے اژدہے کے مرنے کے حال سے حضرت
شعیب کو آگاہ کیا اُنھون نے جانا کہ یہ کام عصا کا ہے کہ برکت موسیٰ ظہور مین آیا اور نقل ہے کہ جب
حضرت موسیٰ نے آٹھ برس شبانی کی نوین سال حضرت شعیب نے کہا ابکی برس سے جوان گوسفندون مین
ربھوری وہ تیرا اور جو مادہ ہووے وہ ہماری اُس مین سب نر پیدا ہوے دوسری سال کہا اس برس
جو مادہ ہووے وہ تیری اور نر ہمارا اُس سال مین سب مادہ ہوئین تیسری سال کہا جو کہ سیاہ ہووے
وہ تیرا اس سال مین تمام سیاہ پیدا ہوے چوتھے سال کہا جو سفید ہووے وہ تیرا اس سال مین سب سفید
ظاہر ہوے پانچوین برس کہا جو کہ سیاہ اور سفید یعنے ابلق پیدا ہووے وہ تیرا اس برس مین بالکل
ابلق پیدا ہوے غرض کہ ہر بار حضرت شعیب نے اپنے وعدہ کو وفا کیا تا آنکہ حضرت موسیٰ کی گوسفندین
حضرت شعیب سے زیادہ ہوگئین۔ مواہب علیہ مین سورۂ قصص مین لکھا ہو دس برس حضرت موسیٰ نے
شبانی کی مصاحبت کی اور معالم التنزیل مین سورۂ طٰہٰ مین ذکر ذیل آیت فلبثت سنین فی اہل
مدین ثم جئت علی قدر یا موسیٰ پس رہا تو کئی برس بیچ لوگون مدین کے پھر آیا تو اوپر اندازہ
کے لیے ہوے۔ ایراد کیا ہو کہ سوای اس دس برس مصر کے اٹھارہ برس اور حضرت موسیٰ حضرت شعیب کے
پاس ہے **فصل تیسری** رسالت حضرت موسیٰ اور ہارون اور دعوت کرنا انکا فرعون کو تفسیر معالم
التنزیل اور مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ چالیس برس کے ہوے تو انھون نے چاہا
کہ مصر مین جاکر اپنی مان اور بھائی کو دیکھین چنانچہ حضرت شعیب سے اجازت لیکر مع اپنی اہل کے روانہ ہوے
پانچ روز کی مسافت قطع کی تھی کہ چھٹی روز کو وادی سینا مین پہونچے اور وہ رات نہایت اندھیری تھی اور
ہوا کمال تند و سرد چلتی تھی اور برف برستی تھی یہ راہ بھول گئے اور نزدیک وادی ایمن کے پہونچے اور
مواشی انکے متفرق ہوگئے اور وہ شب شب جمعہ تھی اور حضرت موسیٰ کی بی بی نے بقول صحیح صفورا نام
تھا وضع حمل کیا اور ایک لڑکا پیدا ہوا اور آگ کی احتیاج ہوئی حضرت موسیٰ نے ہرچند کہ سعی
اور کوشش کی پتھر اور لوہے سے آگ نہ نکلی مضطر اور مضطرب سر تحیر زانوے تفکر پر رکھا تھوڑی دیر
کے بعد کہ چشم بصیرت کھلی اطراف و نواحی اس وادی مین نگاہ کی ناگاہ دور جانب کوہ طور سے
روشنی عظیم دکھائی دی اپنی بی بی سے کہا تم یہین ٹھہری رہو مجھکو آگ دکھائی دی ہے جاتا ہون شاید
کہ آگ یا نظر آوے تو تمھارے واسطے اس شعلہ آتش سے ایک لکڑی یا چھوٹی سی لکٹیھی
پاتی اس سے روشن کرکے یا چنگاری لاتا ہون یا وہان کوئی شخص ہوتا ہو تو اُس سے راہ راست
معلوم کرتا ہون بشرطیکہ وہ راہ بتا دیوے اور رہنمائی سے محروم نکرے غرض کہ وہان پہونچنا اُس آگ کیطرف روانہ

روانہ ہوئے چنانچہ حق تعالی سورۂ قصص میں فرماتا ہے آیت فلما قضی موسی الاجل وسار باهله
آنس من جانب الطور نارا قال لاهله امکثوا انی آنست نارا لعلی آتیکم منها بخبر
او جذوة من النار لعلکم تصطلون پس جب تمام کی موسیٰ نے مدت اور سے چلا بی بی اپنی
کو دیکھی اس طرف طور کے سے آگ کہا بی بی اپنی کو تھم جاؤ تم تحقیق میں نے دیکھی ہے آگ شاید کہ لے
آؤں میں اس پاس سے خبر یا انگاری آگ کی تو کہ تم سینکو جب اس آگ کے پاس پہونچے دیکھا
کہ ایک درخت سبز تھا سر کا پاؤں تک روشن ہے اور اسکے گرد پیش کوئی نہیں ہے حضرت کہ ان تحیر ہوکے
اور اس آگ کی روشنی اور درخت کی سبزی سے تعجب کیا اور فرشتوں کی تسبیح سنی پس ڈر کر بیہوش
ہو گئے اور بعضے روایت کرتے ہیں کہ ہر چند اس آگ کے قریب جاتے تھے وہ آگ دور ہوتی تھی جب
اسکو چھوڑ دیتے تھے قریب معلوم ہوتی تھی ڈر کر بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو ندا سنی کہ یا موسیٰ
جب یہ آواز سنی پوچھا کہ یہ کلام کرنے والا کون ہے جواب آیا آیت انی انا ربک فاخلع نعلیک
انک بالواد المقدس طوی وانا اخترتک فاستمع لما یوحی انی انا الله لا اله الا
انا فاعبدنی واقم الصلوة لذکری ان الساعة آتیة اکاد اخفیها لتجزی
کل نفس بما تسعی فلا یصدنک عنها من لا یؤمن بها واتبع هواه فتردی
یعنے تحقیق میں ہوں پروردگار تیرا پس اتار ڈال دونوں جوتیاں اپنی تحقیق تو بیچ میدان پاک
کے ہے کہ نام اسکا طوی ہے اور میں نے پسند کیا تجھکو پس جو کچھ وحی کیا جاتا ہے تحقیق میں ہوں اللہ نہیں
کوئی معبود مگر میں پس عبادت کر میری اور قائم کر نماز کو واسطے یاد میری کے تحقیق قیامت آنے والی ہے
نزدیک ہے کہ چھپا ڈالوں میں اسکو تو کہ بدلا دیا جاوے ہر جی ساتھ اس چیز کے کہ کرتا ہے پس نہیں بند کرے
تجھکو فکر اسکی سے وہ شخص کہ نہیں ایمان لاتا ساتھ اسکے اور پیروی کرتا ہے خواہش اپنی کی پس ہلاک ہو جاوے تو
کہ میں تیرا پروردگار ہوں پھر شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ شاید معاذ اللہ یہ کلام ربانی نہووے پھر آپ نے تامل کیا اور
بغور سنا اور جانا کہ کلام خدا تعالی کا ہے کسواسطے کہ جمیع جہات اور تمام اعضا سے سنائی دیتا ہے پھر آواز سنی
کہ اے موسیٰ اپنے پاؤں سے نعلین باہر کر کہتے ہیں نعلین بجنس تھیں پوست خچر مردہ سے اور صحیح تر یہ ہے کہ گائے کے چمڑے
تھیں پاک لیکن حق تعالی نے کہ انکے اتارنے کے لیے حکم فرمایا تا حضرت موسیٰ کے قدم زمین مقدس سے مس کریں
اور اسکی برکت انکے پاؤں میں پہونچے اور محقق کہتے ہیں یہ تعلیم طریق تواضع اور آداب ہے کہ بادشاہوں کے بچھونے پر
نعلین کے ساتھ جانا نہ چاہیے اسی واسطے اگلے لوگ مثل بشر حافی قدس سرہ کہ پا برہنہ سیر کرتے تھے اور بعضے
نعلین کے اتارنے کے یہ معنی کہتے ہیں کہ یعنے اپنے دل کو فکر اہل و ولد سے فارغ کر اور امام قشیری کہتے ہیں کہ خاک
دنیا اور آخرت کو دل سے باہر کر یعنے عالم تفرید میں قدم دو جہان پر رکھ القصہ جب موسیٰ پا برہنہ ہوا اور وادی
مقدس میں آئے خطاب پہونچا آیت وما تلک بیمینک یا موسیٰ یعنے اور کیا ہے بیچ داہنے ہاتھ تیرے کے

ای موسیٰ یہ کلام حق سبحانہ تعالیٰ نے واسطے الفت پکڑنے اور دفع ہونے ہیبت کے فرمایا ورنہ وہ دانا تھا کہ ہاتھ میں
اسکے کیا ہے یا تنبیہ کے واسطے فرمایا یعنے حاضر ہو تا اسکے عجائب دیکھے آیت قال ھی عصای اتوکؤا علیھا
واھش بھا علی غنمی ولی فیھا مارب اخریٰ یعنے کہا کہ یہ عصا میرا ہے تکیہ کرتا ہوں میں اوپر اسکے اور
پتے جھاڑتا ہوں میں ساتھ اسکے اوپر ریوڑ اپنی کے اور مجھکو بیچ اسکے فائدے ہیں ۔ اور حضرت موسیٰ کی زبان
کو شوق اور نشاط صحبت حاصل ہوا اسی لفظ پر کہ عصا میرا ہے اکتفا نکیا اور جواب میں طول بار روایت کیا ہے کہ حق
سبحانہ تعالیٰ نے بعض عجائب اس عصا میں ظاہر فرمائے تھے چنانچہ تفسیر معالم التنزیل اور مدارک التنزیل میں بتفصیل
بیان ہوئے ہیں کہ وہ عصا حضرت موسیٰ کے ساتھ راہ میں جاتا تھا اور کلام کرتا تھا اور درندوں اور گزندہ جانوروں کو
نگاہ رکھتا تھا اور دشمن کے ساتھ لڑائی کرتا تھا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سوتے تھے تو ریوڑ کی محافظت کرتا تھا
اور جب کسی کنوئیں پر پہونچتے تھے تو اسکا تنا رسی ہو جاتا تھا اور شاخیں ڈول بن جاتی تھیں اور پانی کھینچتا تھا
اور اگر زمین پر گاڑ دیتے تھے تو ایک درخت سایہ دار ہو جاتا تھا اور جو میوہ کہ مرغوب ہوتا اور مطلوب ہوتا تھا اسمیں ظہور
پکڑتا تھا اور اندھیری رات میں مانند شمع اور چراغ کے روشنی دیتا تھا اور اگر پانی کے واسطے زمین پر مارتے تھے تو
چشمہ آب رواں پاتا تھا اور جب زمین سے اٹھا لیتے تھے تو پانی جاتا رہتا تھا اور تفسیر ینابیع میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت
موسیٰ ماندہ ہو جاتے تھے تو اسپر تکیہ کرتے تھے اور سوار بھی ہوتے تھے ۔ القصہ جب حضرت موسیٰ نے یہ کلام کہا ندا
آئی آیت القھا یموسیٰ فالقھا فاذا ھی حیۃ تسعیٰ ۔ ڈالدے اسکو اے موسیٰ پس ڈالدیا اسکو پس ناگہاں
وہ سانپ تھا دوڑتا ہے کہ ڈالدے اسکو اے موسیٰ حضرت موسیٰ نے اسکو ڈالدیا فی الحال پیچھے سے ایک آواز عظیم
انکے کان میں آئی پھر کر جو دیکھا ایک سانپ نظر آیا کہ ہر طرف دوڑتا تھا تفسیر مواہب علیہ میں سورۂ نمل میں
لکھا ہے کہ اول چھوٹا سانپ ہوتا تھا اور آخر کو اژدہا ہو جاتا تھا اور تفسیر امام ابو اللیث میں لکھا ہے کہ وادی مقدس
میں جاتا تھا یعنے ایک سانپ باریک تیز رفتار اور فرعونیوں کے پاس اژدہا ہو گیا تھا اور مواہب علیہ میں سورۂ طٰہٰ
میں ہے کہ پہلی چھوٹا سانپ باریک تیز رو ہوا پھر زرد سانپ ہوا عصا کے برابر موٹا اور لنبا پھر بڑا اژدہا شتر بختی کے
برابر اور دراز ہوا چاروں کونوں سے چلا ہو کر چلنے لگا اور درمیان دونوں طرف منھ اسکے کے ستر یا چالیس گز کا فاصلہ تھا
اور اسکے منھ میں بڑی بڑی دانت اور دو آنکھیں مثل برق چمکتی تھیں اور جس پتھر پاس پہونچتا تھا اسکا ایک لقمہ کر جاتا تھا
اور بڑے بڑے درختوں کو جڑ سے اکھاڑ لیتا تھا اور نگل جاتا تھا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ حال دیکھا ڈرے اور بھاگے
کہ فرمان پہونچا آیت خذھا ولا تخف سنعیدھا سیرتھا الاولیٰ ۔ اے موسیٰ اسکو پکڑ لے اور ڈر نہیں
کہ اسکو اسکی پہلی طرح کر دینگے حضرت موسیٰ نے اپنا ہاتھ اسکے منھ میں ڈالکر اسکی مونچھیں پکڑ لیں وہی عصا
ہو گیا اور حضرت موسیٰ کا دل ٹھکانے ہوا پھر ندا آئی آیت واضمم یدک الی جناحک تخرج بیضاء
من غیر سوء آیۃ اخریٰ لنریک من آیاتنا الکبریٰ ۔ اور ملالے ہاتھ اپنا طرف بازو اپنے کے نکل آویگا
سفید بغیر برائی کے نشانی اور تاکہ دکھلاویں ہم تجھکو نشانیوں اپنی بڑی میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام

اپنے

اپنے ہاتھ کو جیب میں لے گئے جب باہر نکلا تو بقدرت ربانی وہ ہاتھ نورانی مثل برق چمکتا ہوا کہ نور اسکا آفتاب کے نور پر غلبہ کرتا تھا باہر آیا اسوقت خطاب آیا آیت اذهب الى فرعون انه طغى ۔ جا طرف فرعون کے تحقیق اُسنے سرکشی کی ہے کہ ان دو معجزوں کے ساتھ فرعون کے پاس جا اور اسکو ہماری پرستش کیطرف دعوت کر کہ وہ حد سے گذر گیا ہے اور خدائی کا دعوی کرتا ہے جب حضرت موسیٰ نے یہ مضمون سنا اپنے دل میں اندیشہ کیا کہ میں تنہا فرعون اور اُسکے لشکر کے ساتھ کیونکر برابری کرونگا لہذا اللہ تعالیٰ سے اقتضاے مطلب کی اور از روے نیاز دعا کرنی شروع کی آیت قال رب اشرح لي صدري ويسر لي امري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي واجعل لي وزيرا من اهلي هارون اخي اشدد به ازري واشركه في امري كي نسبحك كثيرا ونذكرك كثيرا انك كنت بنا بصيرا ۔ اور کہا پروردگار میرے سینہ کو کشادہ کر تا کہ میں سماوے جو کچھ کہ وحی کرے ساتھ میرے او تحمل ورنج وبار ہوں اور تنگ دل نہوں اور آسان کر میرے اوپر تبلیغ رسالت اور کھول میری زبان کی گرہ تا میرے کلام سمجھیں اور گردان یاری دہندہ میرا ہارون میرے بھائی کو اور شریک کر اسکو نبوت میں میرے ساتھ تا کہ پاکی بیان کریں ہم تیری بہت تحقیق تو ہے ہم کو دیکھنے والا معالم میں لکھا ہے کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ سے زبان میں فصیح تر اور صورت میں جمیل تر تھے اور سفید رنگ گورے تھے اور حضرت موسیٰ گندم رنگ تھے اور لکنت انکی زبان میں تھی اسواسطے کہ انھوں نے سوال انکی ہمراہی کا اپنے ساتھ فہمایش فرعون میں چاہا اور خدا تعالیٰ نے اسکے جواب میں ان احسانوں کو پھر روز ولادت تا حال کے یاد دلایا آیت قال قد اوتيت سؤلك يا موسى ولقد مننا عليك مرة اخرى اذ اوحينا الى امك ما يوحى ان اقذفيه في التابوت فاقذفيه في اليم فليلقه اليم بالساحل ياخذه عدو لي وعدو له والقيت عليك محبة مني ولتصنع على عيني اذ تمشي اختك فتقول هل ادلكم على من يكفله فرجعناك الى امك كي تقر عينها ولا تحزن وقتلت نفسا فنجيناك من الغم وفتناك فتونا فلبثت سنين في اهل مدين ثم جئت على قدر يا موسى واصطنعتك لنفسي اذهب انت واخوك باياتي ولا تنيا في ذكري اذهبا الى فرعون انه طغى فقولا له قولا لينا لعله يتذكر او يخشى ۔ کہا تحقیق دیا گیا تو سوال اپنا اے موسیٰ اور البتہ تحقیق احسان کیا تھا ہمنے اوپر تیرے ایکبار اور جسوقت کہ وحی ڈالدی ہمنے طرف ماں تیری کے وہ چیز کہ وحی کیجاتی ہے اسپر کہ ڈالدے اسکو بیچ صندوق کے پس ڈالدے اسکو بیچ دریا کے پس چاہیے کہ ڈالدے اسکو دریا کے کنارے پر لیوے اسکو دشمن میرا اور دشمن اسکا اور ڈالدی میں نے اوپر تیرے محبت اپنی طرف سے اور تو کہ پرورش کیا جاوے اوپر آنکھوں میری کے جسوقت کہ چلتی تھی بہن تیری پس کہتی تھی کیا دلالت کروں میں تمکو اوپر اوس شخص کے کہ پالے اسکو پس پھیر لائے ہم تجکو طرف ماں تیری کے تو کہ ٹھنڈی ہوں آنکھیں اسکی اور نہ غم کھاوے اور مارا تھا تو نے ایک جان کو پس نجات دی ہمنے تجکو اور آزمایش کی ہمنے تجکو

کئی برس بیچ لوگون مدین کے پھر آیا تو اوپر اندازے کے ای موسیٰ اور پسند کر لیا مین نے تمکو واسطے ذات اپنی کے جا تو اور بھائی تیرا ساتھ نشانیون میری کے اور مت سستی کر بیچ یاد میری کے جاؤ تم دونون طرف فرعون کے تحقیق اُسنے سرکشی کی پس کہو اسکو بات نرم شاید کہ وہ نصیحت پکڑے یا ڈرے اور تفسیر مین آیا ہے کہ حضرت موسیٰ کے اہل اور آدمیون نے وہ شب بانتظار گذاری اور دن کو بھی کچھ خبر نپائی اور اسی صحرا مین متحیر تھے قضارا ایک گروہ اہل مدین سے وہان پہونچا اور صفورا کو پہچانا اور حضرت شعیب کے پاس لے گئے اور بعد غرق ہونے فرعون کے حضرت موسیٰ کی خبر انکو پہونچی اور ایک روایت مین اسطرح پر ہے کہ حضرت موسیٰ صفورا کے پاس آئے دیکھا کہ حورین گرد بیٹھی ہوئی ہین اور اور بکریون کو سفید دیو کی شبانی اور پاسبانی کر رہی ہین سجدہ شکرانہ بدرگاہ یگانہ ادا کیا اور تمام احوال صفورا سے بیان کیا صفورا نے کہا اے موسیٰ جلد پیغام حضرت رب الارباب پہونچا دیجئے نکر حضرت موسیٰ نے عصا اپنے ساتھ اٹھا لیا اور بچہ چھوٹا صفورا کے پاس چھوڑ دیا اور سوار روانہ ہوئے عشا کی نماز کے وقت مصر مین پہونچے جب اپنے گھر مین آئے دروازہ کھٹکھٹایا انھون نے کہا تو کون ہے کہا مہمان ہون انھون نے دروازہ کھولا اور کچھ کھانا آنکے آگے رکھا کہ انکے باپ عمران نہ رہے تھے بیٹے مر گئے تھے یہ اکیلے کھانا کھانے لگے کہ ایک ساعت کے بعد ہارون آئے پوچھا کہ یہ کون ہے کہا ایک مہمان ہے ہارون نے پاس آکر دیکھا پہچانا اور بیہوش ہو گئے پھر ماں اور بہن نے پہچانا وہ بھی بیہوش ہو گئین تھوڑی دیر کے بعد ہوش مین آئے ایک دوسرے نے بغل مین لیا اور گلے سے لگایا اور احوال پوچھا پھر حضرت موسیٰ نے کہا تمکو بشارت ہو کہ خدا تعالیٰ نے مجھکو پیغمبری دی اور تیرے واسطے میرے ساتھ کلام کیا جب ہارون نے یہ کلام سنا بہت شاد ہوئے اور حضور کے واسطے رو برو کھڑے ہو گئے حضرت موسیٰ نے کہا ای بھائی تمکو بھی میرے ساتھ پیغمبری مین شریک کیا ہے تا باتفاق ہم اور تم فرعون کے پاس جاوین اور اسکو دعوت کرین اور مجھکو ایک معجزہ دیا ہے کہ اگر اس عصا کو ڈال دون تو اژدہائے عظیم ہو جاوے اور جو کچھ مین کہون وہ کرنے لگے اور دوسرے یہ کہ جیب مین ہاتھ جیب مین ڈالکر نکالون تو مثل آفتاب تابان کے نکلے حضرت ہارون اور زیادہ خوش ہوئے مواہب علیہ مین سورہ طٰہٰ مین لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ نے مصر کو توجہ کی تو حضرت ہارون کو وحی آئی کہ اپنے بھائی کے استقبال کے لیے مدین کی راہ پر روانہ ہو چنانچہ حضرت ہارون روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین ملاقات ہوئی اور حضرت موسیٰ نے تمام احوال اپنا بیان کیا اور حضرت ہارون کو اس امر سے کہ باتفاق فرعون کے پاس چاہیے جانا اور حق دعوت چاہیے کرنی خبر دی اور حضرت ہارون نے کہا ای بھائی ہیبت اور شوکت فرعون کی کہ تمنے دیکھی تھی اب اسوقت سے بہت زیادہ ہے اور ذرا سی خلاف مرضی پر حکم قطع عضو اور قتل اور دار پر کھینچنے کا کرتا ہے حضرت موسیٰ اندیشہ ناک ہوئے آیت قال ربنا اننا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغی قال لا تخافا انني معكما اسمع واری

فاتیاہ

فاتیاہ فقولا انا رسولا ربک فارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبهم قد جئناک بآیۃ من ربک والسلام
علی من اتبع الہدی انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولی یعنی کہا دونوں نے
اے رب ہمارے تحقیق ہم ڈرتے ہیں یہ کہ جلدی کرے اوپر ہمارے یا یہ کہ سرکشی کرے کہا مت ڈر تحقیق میں
ہوں ساتھ تمہارے تحقیق سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں پس جاؤ اُسکے پاس پس کہو تحقیق ہم بھیجے ہوئے
ہیں رب تیرے کے پس بھیج ساتھ ہمارے بنی اسرائیل کو اور مت عذاب کر انکو تحقیق ہم لائے ہیں تیرے
پاس نشانی رب تیرے سے اور سلامتی اوپر اُس شخص کے ہے کہ پیروی کرے تحقیق وحی کیا گیا ہے طرف ہماری
یہ عذاب اوپر اُس شخص کے ہے کہ جھٹلا دے اور منہ پھیرے اور معالم میں سورہ شعرا میں لکھا ہے کہ بقول
بعضے رات کو فرعون کے دروازے پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا دربانوں نے پوچھا کہ دروازہ پر
کون ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا رسول رب العالمین ہوں فرعون نے کہا صبح کو آنا جب صبح ہوئی
تو انکو اپنے پاس بلایا اور بقول بعضے ایک برس کے بعد ملاقات ہوئی جب فرعون نے حضرت
موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا پہچانا اور کہا اے موسیٰ آیا پہلے تجکو پرورش میں نے نہیں کیا جبکہ تو طفل تھا
اور تیس برس تک میرے گھر میں رہا اور تو نے قبطی کو مار ڈالا تو نے میری نعمت کی ناسپاسی کی
کہ میرے خاص آدمیوں سے قتل کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اُسوقت میں آگاہ نہ تھا کہ ایک
مکا مارنے سے وہ مرجاویگا تجسے ڈر کر بھاگا اور مدین میں گیا پس عطا فرمایا مجکو میرے پروردگار نے جب
رجوع کی میں نے مدین سے وطن کی طرف علم اور فہم اور نبوت اور کیا مجکو پیغمبر مرسل الغرض
حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے کہا ہم پروردگار کی طرف سے رسول یعنی بھیجے ہوئے آئے ہیں
کہ تجکو اُسکی عبادت کے واسطے دعوت کریں کہ کلمات کہ حق تعالے نے انکو فرما دیے تھے ادا کیے
قال فمن ربکما یا موسیٰ فرعون نے کہا کون ہے پروردگار تم دونوں اے موسیٰ کہ مجکو اُسکی پرستش
کے واسطے دعوت کرتے ہو باوجودیکہ دونوں بھائی وہاں موجود تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے ساتھ اسواسطے خطاب کی کہ جانتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں بستگی اور لکنت ہے کہ اچھی
طرح کلام مفہوم نہیں ہوتا ہے اور چاہا کہ انکو حاضرین مجلس کے روبرو منفعل کرے اور اس گرہ کھلنے کی خبر نہ تھی
آیت قال ربنا الذی اعطی کل شیء خلقہ ثم ہدی کہا رب ہمارا وہ ہے جسنے دی ہر چیز کو پیدائش
اُسکی پھر راہ دکھائی حضرت موسیٰ نے بزبان فصیح کہا پروردگار میرا وہ شخص ہے کہ دی ہر چیز کو انواع مخلوقات سے
صورت اور شکل لائق اور موافق حال اُسکے اور صفات حقتعالی کی بیان کیں جب یہ سخن حضرت موسیٰ کے سنے
ڈرا کہ مبادا قوم اُسکی ایسے خدا کی عبادت کی طرف میل کرے اس کلام کی تاویلیں کرنے لگا اور خلط مبحث
کرکے اور باتوں میں مصروف ہوا اور حضرت موسیٰ کو فرمان اسطرح پر تھا کہ بہ نرمی فرعون سے کلام کریں سختی اور درشتی
نہ کریں کہ شاید نصیحت قبول کرے اور عبرت پکڑے یہ نرمی اور مدارا سے ساتھ کلام کرتے تھے اور اس جواب بیہودہ

سنتے تھے آشفتہ ہوتے تھے روایت کرتے ہین کہ حضرت موسیٰ نے اس سے کہا کہ خدا کے ساتھ ایمان لا کو اگر
مین ایمان لاؤن تو تیرا خدا مجکو کیا دیگا اُنھون نے کہا تین چیز ایک تو جوانی دوسری تمام عالم کی بادشاہی
تیسرے سو برس تیری عمر مقرری پر زیادہ ارزانی فرماویگا فرعون نے کہا ای موسیٰ اب تو جا جواب اسکا اپنے
وزیر کے ساتھ مشورہ کرکے کہونگا حضرت موسیٰ اور ہارون اپنے گھر مین آئے اور فرعون نے ہامان
سے ہامان سے کہ وزیر و مدبر اس شہر کا تھا حکایت کی اور کہا مجکو کسی چیز کی طرف رغبت نہین الا
جوانی کی خواہش ہے ہامان نے کہا مین تجکو جوان کردیتا ہون جب رات ہوئی تو ڈاڑھی کو خضاب
کیا بال سیاہ ہوگئے فرعون نے جانا کہ مین جوان ہوگیا دوسرے دن حضرت موسیٰ پھر فرعون کے پاس
آئے اور دعوت کرنی شروع کی کہ مین بھیجا ہوا پروردگار عالم کا تیری قوم کے واسطے آیا ہون اور معجزا
پیدا اور حجت ہویدا میرے رسول ہونے پر گواہ ہے تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیجدی کہ ارض
مقدسہ یعنے شام مین کہ انکے باپ دادا کا وطن ہے جارہین اور انکے غلام اور خادم کرنے سے بازرہ مواہب
علیہ مین بیچ تفسیر آیت فارسل معی بنے اسرائیل پس بہیج ساتھ میرے بنی اسرائیل کو لکھا ہے کہ فرعون
بنی اسرائیل کو انواع انواع تکلیفات پہونچاتا تھا اور اسکا سبب یہ تھا کہ حضرت یعقوب نے اپنی اولاد کے
ساتھ مصر مین آکر قرار پکڑا اور نسل انکی بہت ہوگئی اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام
اور اُنکے بھائی سب اس جہان سے گذر گئے اور ملک ریان کہ فرعون ریان حضرت یوسف علیہ السلام
تھا بیٹا اسکا مصعب نام بنی اسرائیل کو معزز رکھتا تھا جب وہ بھی مرگیا تو فرعون ریان حضرت موسیٰ کا تخت
سلطنت پر بیٹھا اور زبان بلاف انا ربکم الاعلیٰ کھولی اور اسکی قوم نے گمراہی اُسکے کہنے سے اختیار کی
الا بنی اسرائیل اسکا دعوی قبول نکرتے تھے اور یہ کہتا تھا کہ تمھارا باپ زرخرید ہمارے بزرگونکا تھا تم ہمارے
خانہ زاد ہو تمکو نافرمانی روا نہین ہے اور بزور حکومت بنا رہ دارونکو گرفتار کرکے کار خدمت لیتا تھا اسواسطے
حضرت موسیٰ نے بموجب فرمان حضرت ملک المنان انکی رہائی چاہی اور اپنی ہمراہی کے لیے لیا اور معالم اور
مدارک التنزیل وغیرہ مین مذکور ہے کہ فرعون نے کہا اگر اس دعوای پیغمبری مین تو راست گو ہو تو کوئی معجزہ اور حجت
لاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ہاتھ سے ڈالدیا وہ اژدہا ہوگیا کہ ظاہر الامر کسی کو شک و شبہہ نرہا
اس امر مین کہ اژدہا ہوا اور اسنے منہ کھولا کہ مابین جبڑون اسی گز کا تھا اور جبڑا نیچے کا زمین پر رہا اور اوپر کا جبڑا قصر
کے کنگرے کے اوپر اور فرعون کے تخت کی طرف متوجہ ہوا جتنے لوگ بارگاہ مین حاضر تھے سب نے ہزیمت غنیمت
جانی یعنے سب بھاگے اور فرعون بھی بھاگا کہ ہنگام فرار شدت خوف سے ایک دوسرے پر گر گر کے پچیس ہزار آدمی
ہلاک ہوے اور فرعون نے نعرہ مارا کہ ای موسیٰ قسم دیتا ہون مین تجکو ساتھ اُس خدا کے کہ بھیجا ہوا تو اُسکا
ہے اپنے عصا کو تو پکڑلے کہ مین تیری ساتھ ایمان لایا اور بنی اسرائیل کو تجکو دیتا ہون حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے اژدہے کی گردن پکڑلی اُسی وقت عصا ہوگیا فرعون اپنے تخت پر آکر بیٹھا اور کہا اگر کچھ اور معجزہ رکھتا ہو

تو وہ بھی دیکھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے داہنا ہاتھ گریبان مین سے زیر بغل لیجا کر باہر نکالا وہ ید بیضا بسان
آفتاب تابان اور مثل برق درخشان نور افشان ہوا روایت کہ حضرت موسیٰ مرد گندم گون تھے تو ابتدا
انکی ہتھیلیون کا سفید نہ تھا اور وہ ہاتھ کہ سن طفولیت مین جلگیا تھا انمین داغ بھی ظاہر تھا ولیکن جب اوسکو
گریبان مین لیجا کر باہر نکالتے تھے تو اس مرتبہ نورانی ہوتا تھا کہ آفتاب کے نور پر غلبہ کرتا تھا اور آسمان و زمین
کے درمیان مین اسکی روشنی ہو جاتی تھی اور پھر جب گریبان مین لیجاتے تھے تو پھر ویسا ہی ہو جاتا تھا فصل
چوتھی مقابلہ کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جادوگرون کے ساتھ اور غالب آنا عصا کا انکے سحر پر
روایت کرتے ہین کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ معجزہ بھی انکو دکھایا فرعون نے اپنی اشراف قوم کے ساتھ مشورہ
کیا کہ تم موسیٰ کے باب مین کیا کہتے ہو انھون نے کہا موسیٰ جادوگری سیکھ آیا ہے اور فن سحر مین کامل ہو گیا ہے
یہ کہ لکڑیون کو اژدہا کرتا ہے اور ہاتھ گندم گون کو ید بیضا کرتا ہے اور اس حیلہ سے غرض اسکی یہ ہے کہ قبطیون کو ولایت
سے نکال لیوے اور بنی اسرائیل کو تخت حکومت اپنی مین لیوے فرعون نے کہا تدبیر اسکے الزام کی کیا کیجاوے کہا کہ
آدمیون کو شہرہائے آباد مین بھیجو کہ جہان ساحر اور دانائے فن سحر ہووین انکو لے آوین کہتے ہین کہ کسی قرن
مین اتنے ساحر اور جادوگر نہ تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت مین تھے اور سردار اور رئیس جادوگرون کے
اقصائے سعید مین رہتے تھے قولہ تعالیٰ وارسل فی المدائن حاشرین یاتوک بکل ساحر علیم ۰ اور بھیج بیچ شہرون
کے اکٹھا کرنے والے آوین تمہارے پاس ہر جادوگر دانا کو مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ تفسیر دمیاطی مین منقول ہے
کہ مدائن سعید مین دو بھائی تھے کہ فن سحر مین مشہور آفاق تھے جب فرستادہ ہائے فرعون انکے پاس پہونچے انھون
نے اپنی مان سے کہا کہ ہمکو ہمارے باپ کی قبر پر لیچل جب انکو قبر پر لے گئی انھون نے اپنے باپ کو آواز دی اور کہا اے
پدر بادشاہ مصر نے ہمکو طلب کیا ہے اسواسطے کہ دو شخص اسکے پاس آئے ہین نہ انکے پاس سپاہ ہے نہ لشکر نہ ہتھیار
بادشاہ کو نہایت تنگ کیا ہے مگر انکے پاس ایک عصا ہے کہ جب اسکو ڈال دیتے ہین تو وہ اژدہا ہو جاتا ہے اور جو کچھ
اسکے روبرو آتا ہے اسکو نگل جاتا ہے اور فرعون نے دعوی کیا ہے کہ ہمکو انکے مقابلے مین لاوے۔ صاحب قبر نے جواب دیا
کہ جب مصر مین پہونچو معلوم کرو کہ جب وہ سوتے ہین تب بھی وہ عصا اژدہا ہو جاتا ہے یا نہین اگر اسوقت بھی اژدہا
بنجاتا ہے تو جان لینا کہ وہ جادوگر نہین ہین۔ اور وہ جادو سے اژدہا نہین ہوتا ہے پس اس تقدیر پر تم کیا بلکہ کوئی
تمام عالم مین سے انکے ساتھ مقابلہ و برابری نہین کر سکنے کا القصہ دونو بھائی مع مصاحب اور شاگرد کہ تعداد
آدمی تھے یا بارہ ہزار یا پچیس ہزار یا ستر ہزار یا اسی ہزار مصر مین آکر بارگاہ فرعون مین جمع ہوئے آیت وجاء السحرۃ
فرعون قالوا ان لنا لاجرا ان کنا نحن الغالبین ۰ اور آئے جادوگر فرعون کے پاس کہا انھون نے تحقیق واسطے
ہمارے کچھ بدلا ہے اگر ہوین ہم غالب آیت قال نعم وانکم لمن المقربین کہا البتہ اور تحقیق تم البتہ مقربون سے ہو گئے اور تم
سب کو امیر بنادونگا کہتے ہین کہ مہتران جماعت چار آدمی تھے وہ دونون بھائی اور دو اور۔ لباب مین لکھا ہے
کہ چار آدمی مصر مین بھی معتبر تھے جب وہ جادوگر مع مصاحب شاگرد اسمصر مین پہونچے بموجب آواز قبر حال خواب بیداری

حضرت موسیٰ اور اژدہا ہونا عصا کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ جب حضرت سوتے ہین تو اسوقت عصا اژدہا ہوکر محافظت اور پاسبانی کیا کرتا ہے سننے اس امر سے انکو تردد ہوا لیکن انھون نے اسکو کسی سے ظاہر نکیا تا آنکہ فرعون نے حضرت موسیٰ کو طلب کیا اور مقرر ہوا کہ جادوگرون کے ساتھ مقابلہ اور مناظرہ کرین اور مجلس خاص و عام انعقاد پائی اور معالم التنزیل مین سورۂ طٰہٰ مین لکھا ہے روز نوروز یا روز عاشورہ یا روز عید ایک مقام پر تمام اہل مصر حاضر ہوے سب جادوگرون اور ساحرون نے اپنے عصا اور رسیان میدان مین لاکر حاضر کین اور فرعون تخت پر بیٹھا اور ہزارون آدمی دیکھنے کے واسطے جمع ہوئے ستر ہزار ساحر ایک طرف صف باندھکر کھڑے ہوے اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون انکے سامنے کھڑے ہوے قوم فرعون نے گمان کیا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام اس جماعت کثیر سے کہ حد سے زیادہ ہے برابر نہین کرسکنے کے لیکن بعضے مومن بیدار دل نے یقین کیا کہ انکا یہ احتمال محض وہم اور خیال ہے اور مغلوبی حضرت موسیٰ اور ہارون کی باعانت قادر ذوالجلال محال ہے جادوگرون نے بطریق ادب پاس آنکر کہا آیت یا موسیٰ اما ان تلقی واما ان نکون نحن الملقین ای موسیٰ اول تم اپنے عصا کو ڈالوگے یا ہم اپنی رسیان اور عصا ڈالین حضرت موسیٰ نے ازروے کرم وخلق فرمایا کہ القوا کہ پہلے تمھین ڈالو تفسیر مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ انھون نے بڑی بڑی رسیان اندر سے خالی سوراخدار کرکے رال سے آلودہ تھین اور لکڑیان اندر سے خالی کرکے پارہ بھرکر میدان مین ڈالین آیت فلما القوا سحروا اعین الناس واسترہبوہم وجاؤ بسحر عظیم پس جب ڈالا انھون نے جادو کردیا آنکھون پر لوگون کی اور ڈرایا انکو اور وہ لاے سحر بڑا جب حرارت آفتاب کی پہونچی پارہ حرکت مین آیا اور وہ رسیان اور لکڑیان بشکل مار آپسمین پیچ وتاب کھانے لگین تفسیر عین المعانی مین لکھا ہے کہ زمین کو نیچے سے خالی کرلیا تھا اور آگ روشن کردی تھی اور اسپر ریت ڈالدی تھی جب نیچے سے آگ کی حرارت اور اوپر سے آفتاب کی تمازت نے اثر کیا فی الحال وہ اشکال بیجان حرکت مین آئین اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ تمام میدان سانپون سے بھرگیا اور سواے تاثیر حرارت ناری اور تمازت شمسی کے یہی معلوم ہوتا رسن اور چوب مجوف ساحرون کا متحرک بسان ماران جاندار اثر سحر سے بھی تھا کیونکہ بعضے اعمال سفلی سے بھی یہ لوگ نظربندی دیکھنے والونکی کرتے تھے اور معالم مین لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کے دل مین خوف پیدا ہوا اور بمقتضاے بشریت خیال مین آیا کہ مبادا اسپر قصد کرین یا اس سے اثر کہ دیکھنے والے جادو اور معجزے مین فرق نکرین اسی وقت وحی آئی کہ ای موسیٰ ڈر نہین تیرا امر خاص و عام پر پوشیدہ نہین رہنے کا اور انپر غالب ہوگا اپنے عصا کو ڈالدے حضرت موسیٰ نے اسکو ڈالدیا اور اُسنے اژدہا ہوکر منھ کھولا اور جو کچھ کہ انھون نے سحر اور جادو اور تدبیر اور تدویر سے ظاہر کیا تھا نگل گیا چنانچہ حق تعالیٰ سورۂ اعراف مین فرماتا ہے آیت واوحینا الیٰ موسیٰ ان الق عصاک فاذا ہی تلقف ما یافکون ٭ فوقع الحق وبطل ما کانوا یعملون ٭ فغلبوا ہنالک وانقلبوا صاغرین کہتے ہین کہ وہ چالیس رسیان اور لکڑیان تھین یا ستر خروار یا تین سو خروار یا کم و بیش اور بعضے کہتے ہین کہ ستر ہزار رسیان تھین اور ستر ہزار لکڑیان اور مدارک التنزیل مین لکھا ہے کہ بہتر ہزار رسیان اور بہتر ہزار

بہرحال وہ فتنہ سب نگل گیا اور پھر خلقت جو دیکھنے کے واسطے کھڑی تھی اُنکی طرف منہ پھیلایا اور خلقت بھاگی اور انبوہ کثیر ہلاک ہوا اور کہتے ہیں فرعون بھی بھاگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اُس اژدہے کو پکڑ لیا تو عصا ہوگیا اور رسیوں اور لکڑیوں کا کچھ نشان بھی باقی نہ رہا جادوگروں نے آپس میں کہا اگر یہ سحر ہوتا تو جیسا تھا ہماری جادو باطل نکرتا آیت والقی السحرۃ ساجدین ۃ قالوا امنا برب العالمین ۃ رب موسیٰ وھرون اور جب جادوگر اوندھے گر پڑے اور خداے جل وعلا کو سجدہ کرنے لگے اور بصدق دل کہا ہم لائے اُس پروردگار عالمیان پر کہ جو ان سب کا اور خداے موسیٰ وہارون ہے اور نہ لبینا اُسکی حد سے زیادہ اور افزون ہے آیت قال فرعون امنتم بہ قبل ان اذن لکم ان ھذا لمکر مکرتموہ فی المدینۃ لتخرجوا منھا اھلہا فسوف تعلمون ۃ لاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ثم لاصلبنکم اجمعین کہا فرعون نے آیا تم ایمان لائے موسیٰ کے ساتھ پہلے اسکے کہ میں تمکو اجازت دوں معلوم ہوا موسیٰ تمھارا بزرگ اور سحر اور جادو میں معلم ہے اور اُستاد اور مہتر جادوگروں کا ہے اور تم آپس میں سب مکر چاہتے ہو کہ میرے ملک کو برباد کرو اور قبطیوں کو شہر سے نکالکر اس ملک کو خاص بنی اسرائیل اور اپنے اوپر قرار دو میں تمھارے دہنے ہاتھ اور بائیں پاؤں کاٹ ڈالونگا اور درخت خرما پر کہ دراز ترین درختان ہے دار پر کھینچونگا اور لوگ تمھارے دیکھیں اور عبرت پکڑیں اور تم جانو کہ موسیٰ کا خدا سخت تر ہے از روے عذاب اور عقاب کے کہیں تمام جادوگر کہ جام جذبہ حقانی سے سرمست ہوگئے تھے اور شعاع نور ربانی اُنکے دلوں پر جلوہ گر ہوا تھا قالوا انا الی ربنا منقلبون ۃ وما تنقم منا الا ان امنا بایت ربنا لما جاءتنا ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین ۃ الایۃ انہوں نے فرعون کو جواب دیا کہ ہم تجھکو اختیار نہیں کرینگے کسواسطے کہ دیکھے معجزوں کو ایمان لائے ہیں بعضے کہتے ہیں کہ جسوقت کہ وہ سجدے میں گئے تھے تو نعیم بہشت حق تعالیٰ نے انکو دکھا دی تھی اور ایک روایت ہے سجدے کے وقت خداے تعالیٰ نے انکی آنکھوں کے آگے سے حجاب اُٹھا لیے تھے انکو تحت الثریٰ تک نظر آیا تھا اور جب سجدے سے سر اُٹھایا تھا تو فرش سے تا بعرش مشاہدہ کیا تھا بہرحال اُنھوں نے کہا کہ ہم تیری نعمتیں نہیں قبول کرتے جسطرح تو چاہے ہمارے ساتھ کر ہمکو کچھ پروا نہیں کہ تیرا حکم دنیاے فانی میں پیش جاتا ہے نہ آخرت میں کہ بہتر اور پاینده ہے وہاں تو اپنے حکم سے معزول اور اپنی مہم میں مشغول ہوگا ہمارا کیا کر سکے گا اور منہ اپنا فرعون کی طرف سے پھیر کر کہا خداوندا ہمکو صبر اور شکیبائی دے کہ اس بلا میں بیطاقت نہ ہوویں اور موت دے ہمکو اسلام پر کہ ثابت قدم ایمان پر مریں مواہب علیہ میں سورۂ شعرا میں لکھا ہے کہ روایت کرتے ہیں فرعون نے کہا کہ انکے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالوا اور دار پر کھینچو حضرت موسیٰ انکے واسطے رونے لگے اسوقت حضرت رب العزت حجاب نظر سے حضرت موسیٰ کے اُٹھا لیے اور منازل قرب اور مقامات اُنکے اُنکو دکھا دیے کہ تسلی حاصل ہووے ۔۔ روایت کرتے ہیں

آمنتم

کہ جماعت بنی اسرائیل کی حضرت موسے کے ساتھ ایمان لائی تھی فرعون اور اپنے لوگون سے ڈرتی تھی کہ مبادا انکو عذاب کریں اُنسے زاری کرکے تدبیر محفوظ رہنے ظلم فرعون سے پوچھتی تھی اور تفسیر بحر المواج مین لکھا ہے کہ بعضے کہتے ہین وہ قوم فرعون سے تھے جنھون نے حضرت موسیٰ کی تصدیق کی تھی اور اُسکا سبب یہ تھا کہ بیٹیان قوم بنی اسرائیل کی قبطیون کے گھرون مین تھین اور انکے فرزندون نے اپنی ماؤن کی طرف میل کرکے ستر گھر کے لوگ ایمان لائے تھے اور حضرت موسیٰ کی طرف تھے باوجود اس امر کے کہ قبطیون سے اور آل فرعون سے ڈرتے تھے بہرحال حضرت موسیٰ نے کہا خدائے تعالیٰ پر توکل کرو اور اپنے کام اُسپر چھوڑ دو اُنھون نے بموجب انکے فرمانے کے عمل کیا مواہب علیہ مین تفسیر آیت واوحینا الی موسیٰ واخیہ ان تبوآ لقومکما بمصر بیوتا واجعلوا بیوتکم قبلۃ واقیموا الصلوٰۃ وبشر المومنین یعنی اور وحی بھیجی ہمنے طرف موسیٰ اور بھائی اُسکے کے یہ کہ ٹھکانہ دو واسطے قوم اپنی کے بیچ مصر کے گھر اور کرو گھرون اپنے کو رو بقبلہ اور قایم رکھو نماز کو اور بشارت دو ایمان والون کو تفسیر مین لکھا ہی کہ بعد ایمان لانے اس قوم کے اور مشغول ہونے انکے بعبادت حق تعالیٰ فرعون نے حکم دیا کہ انکی مسجدین اور عبادت گاہین کہ اُنھون نے اپنے محلون مین اور بازارون مین بنائی ہین خراب کرو اور انکو ادائے عبادت اور نماز سے منع کرو حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ اپنے گھرون مین عبادت کرین تاکہ کافر انکی عبادت پر مطلع نہووین مواہب علیہ مین سورۂ قصص مین لکھا ہی کہ حضرت موسیٰ فرعون کو دعوت کرتے تھے تاآنکہ ایک دن اُسنے اپنے گروہ اعیان سے کہا مین نہین جانتا کہ تم جس خدا کو پوجتے ہو میرے سوا کہ آسمانون کو پیدا کیا ہے اور وہ آسمان پر ہے اب اُسکے دیکھنے کی تدبیر کرتا ہون اور وزیر ہامان سے کہا آیت فاوقد لی یاھامان علی الطین فاجعل لی صرحا لعلی اطلع الی الٰہ موسیٰ وانی لاظنہ من الکاذبین یعنے پس آگ جلا واسطے میرے اے ہامان اوپر مٹی کے پس تیار کر واسطے میرے ایک محل تو کہ چڑھ جاؤن جھانکون طرف معبود موسیٰ کے اور تحقیق مین گمان کرتا ہون اسکو جھوٹون سے۔ یہ روایت کرتے ہین کہ اول اینٹ پکانے کے واسطے فرعون نے حکم کیا یعنے اپنے وزیر سے کہا کہ اینٹین پکوا اور اُنسے ایک قصر بلند بنوا کہ اُسمین زینہ ہووے تا اُسپر جا کر موسیٰ کے خدا کو دیکھون کہ آیا موسیٰ سچ کہتا ہی یا نہین معاذ اللہ فرعون نے خیال کیا کہ حق سبحانہ تعالیٰ جسیم ہے اور آسمان پر اُسکا مکان ہی اور جانا آسمان پر ممکن ہے۔ صاحب کشاف اور معالم نے لکھا ہے کہ ہامان نے پچاس ہزار استاد گلکار سوائے مزدورون کے جمع کیے اور واسطے پکانے اینٹون اور گچ اور چونہ اور تراشنے چوب اور بنانے قصر بلند کے حکم دیا چنانچہ ایک بنا بغایت بلند اور محکم کہ کمند عقل و فکر کی اُسکے گوشہ بام پر نہ پہونچ سکتی تھی بنا کر تیار کیا زاد المسیر مین لکھا ہی کہ جب وہ بنا تیار ہو چکی فرعون اُسپر چڑھا اور اُسکے خیال مین آیا کہ اب مین آسمان پر پہونچ جاؤنگا جب اسکی انتہا پر پہونچا آسمان کیطرف دیکھا وہان سے اسطرح آسمان اُسکو بلند دکھائی دیا جسطرح زمین سے دیکھا تھا

شرمندہ ہوکر تیر آسمان کی طرف پھینکے وہ تیر خون آلودہ ہوکر اوپر سے گرے جب فرعون نے ان تیرونکو
خون مین آلودہ دیکھا کہا مین نے موسیٰؑ کے خدا کو مار ڈالا اور معالم مین لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے بموجب فرمانے خدا تعالے کے وقت غروب آفتاب اس قصر کو اپنا پر مار کر تین ٹکڑے کر دیے چنانچہ ایک
قطعہ لشکر فرعون پہ گر پڑا کہ دس لاکھ آدمی دبکر مر گئے اور دوسرا ٹکڑا دریا مین گر پڑا اور قطعہ بجانب مغرب
جا پڑا اور کوئی اُستاد اور مزدور زندہ نہین رہا اور فرعون باوجود دیکھنے اس حال تباہ کے بھی آگاہ نہوا بلکہ اسکا
تکبر اور غرور زیادہ ہوا بیچ معالم اور مواہب علیہ کے سورۂ تحریم مین اور قصص الانبیا مین بادنےٰ تفاوت
لکھا ہے کہ روایت کیا ہے کہ آسیہ خاتون فرعون کی جورو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کے ساتھ پوشیدہ
ایمان لائی تھی اور جب اُسکا ایمان لانا ظاہر ہوا تو فرعون نے کہا کہ تو موسیٰ کے دین سے پھر جا کہ مین
تجکو سونے کے مکان بنا دونگا کہا خدا تعالے نے میرے واسطے بہشت مین گھر بنایا کہ تو اس سے بہتر
نہین بنا سکیگا فرعون نے کہا تیرے اوپر عذاب کرونگا کہا جو چاہے سو کر مین نہین ڈرتی فرعون نے بعد عتاب
کے اسکے کپڑے اُتروا کر اور چومیخہ کر کے آفتاب مین ڈلوا دیا حق سبحانہ تعالیٰ نے فرشتون کو حکم کیا
کہ اسکے گرد آ کر اپنے پرون کا سایہ کرلو اُسنے آسمان کی طرف منھ کیا اور کہا خداوندا تو دانا ہے پنہان اور آشکارا
کا اور جانتا ہے کہ فرعون میرے اوپر عذاب کرتا ہے تا دین موسیٰؑ سے پھر جاؤن فرعون نے پھر کہا کہ اس دین سے
پھر جا نا میرے عذاب سے نجات پاوے کہا تجکو میرے بدن پر اختیار ہے میرے دل پر دسترس نہین ہے کہتے ہین
کہ فرعون اسکے پاس سے چلا گیا اور حضرت موسیٰؑ اسکے پاس آئے آسیہ نے انکی طرف دیکھا اور کہا اے موسیٰ
اللہ تعالیٰ مجکو اس بلا مین دیکھتا ہے کہا ہان اور ساتون آسمانون مین تیری گفتگو ہے اور فرشتے تیرے دیکھنے
کے واسطے آئے ہین خدا تعالیٰ سے حاجت چاہ کہا آیت رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ ونجنی من
فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظالمین یعنے اے رب میرے بنا واسطے میرے نزدیک اپنے گھر بہشت
کے اور نجات دے مجکو فرعون سے اور عمل اسکے سے اور نجات دے مجکو قوم ظالمون سے حق تعالیٰ نے اُسکی
آنکھون کے آگے سے حجاب اُٹھا لیے کہ اُسنے بہشت مین اپنے قصر دیکھے کہتے ہین فرعون پھر اسکے پاس آیا
اور کہا اب بھی موسیٰ کے دین سے پھر جا تا تجکو نجات ملے آسیہ ہنسی اور کہا مجکو تجسے کچھ رنج نہین
ہے فرعون نے کہا ایک چکی کا پاٹ اسکے سینہ پر رکھدو اسکو اُس عذاب سے بھی کچھ خبر نہ تھی
بعضے کہتے ہین کہ پتھر اسکے جسم پر جب رکھا کہ روح اُس مین نہ تھی اور اکثر تفاسیر مین لکھا ہے کہ حق تعالیٰ
نے اُسکو مع اسکے جسم آسمان پر اُٹھوا منگوا لیا اور اب بھی بہشت مین ہے اور مواہب علیہ مین سورۂ
مومن مین لکھا ہے کہ خرقیل نجار مومن آل فرعون تھا۔ ایک دن کہا اے قوم ایمان مین پیروی کرو
تا تمکو راہ راست دکھاؤن فرعونیون نے اس کلام سے جانا کہ یہ حضرت موسیٰ کے ساتھ
ایمان لایا ہے برا بھلا کہنا شروع کیا اور کہا تجکو شرم نہین آتی کہ عبادت فرعون چھوڑکر

دوسرے کی عبادت کرتا ہے حزقیل نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تمکو عذاب خداسے رہائی دون کہ اُسکے ساتھ ایمان لاؤ اور اُسکے پیغمبر کی تابعداری کرو اور تم چاہتے ہو کہ مجھکو دعوت کرو ساتھ اس عمل کے کہ اُسکے سبب سے لائق دوزخ ہون کہ وہ عبادت فرعون سے اور تم ترغیب دیتے ہو مجھے اس دین کے ساتھ کہ کافر ہو جاؤن بخداے رب العالمین اور اُسکے ساتھ شریک حالانکہ سواے اُسکے اور کسی کو مین خدا نہین جانتا اور تم چاہتے کہ مجھکو رہنمائی کرو ساتھ پرستش اُس شخص کے کہ کلام اُسکا بیہودہ ہے اور اعتبار نہین رکھتا نہ دین مین نہ دنیا مین اگر و تمکو زندگانی اس جہان فانی نے فریفتہ کیا ہے یہ نہین جانتے کہ بساط عیش تھوڑی مدت مین اُٹھ جاویگا قبطیون نے اُسکو قتل سے ڈرایا کہ ہم تجھکو مار ڈالینگے اُسنے کہا مین اپنے کام سے باز نہین رہونگا اور اپنا کام حوالہ خدا کیا مین نے اُسپر توکل کیا تا مجھے تمھارے شر سے محفوظ رکھے۔ کہتے ہین کہ فرعون نے حکم کیا کہ اُسکو مار ڈالین وہ بھاگ کر ایک پہاڑ مین مشغول بنماز ہوا حق تعالیٰ نے لشکر جانوران درند اور دوند کو اُسپر متعین کیا کہ حق اُسکی پاسبانی کرین اور نتیجہ سجدا ئرودی ظاہر ہو و کشف الاسرار مین لکھا ہے کہ فرعون نے اپنے خاص لوگون کو جمع کیا اور بھیجا تا اُسکو لے آوین اور سیاست کرین یہ لوگ اُسکے پاس پہونچے اور نماز ادا کرتے دیکھا اور بقدرت ربانی نگہبانی جانوران درند اور دوند کی مشاہدہ کی ڈر سے اور خوف کیا اور فرعون کے پاس آن کر صورت حال بیان کی فرعون نے سبکو سیاست کی تا یہ سخن ظاہر اور ہویدا نہووے

فصل پانچوین دعا کرنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعونیون کے واسطے اور مبتلا ہونا اُنکا ساتھ طرح طرح کے عذابون کے اور باوجود نازل ہونے ان عذابون کے ایمان نہ لانا اُنکا اور آخر الامر دریا مین غرق ہونا قولہ تعالیٰ وقال الملاء من قوم فرعون اتذر موسیٰ وقومه لیفسدوا فی الارض ویذرک والهتک یعنے کہا اور سردارون نے قوم فرعون کے سے کیا چھوڑ دیتا ہے تو موسیٰ کو اور اُسکی قوم کو تو فساد کرین بیچ زمین کے اور کیا چھوڑ دے تجھکو اور معبودون تیرے کو۔ معالم التنزیل اور مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ اعیان تخت گاہ فرعون نے کہا آیا تو موسیٰ اور اُسکی قوم سے دست بردار ہوا کہ تیرے ملک کو خراب کرین اور لوگون کو متغیر کرین کہ تیری پرستش چھوڑ دین چاہیے کہ موسیٰ اور اُسکی قوم کو تھچوڑو اور قتل کرو فرعون نے جانا کہ موسیٰ کے قتل پر کوئی قادر نہین ہوگا کہ برگزیدہ خدا ہے کسی کو یارا اور طاقت نہین کہ قتل کرے آیت قال سنقتل ابناءهم ونستحیی نساءهم وانا فوقهم قاهرون یعنے کہا البتہ قتل کرین گے ہم بیٹون اُنکے کو اور جیتا رکھینگے ہم بیٹیون اُنکی کو اور تحقیق ہم اوپر اُنکے غالب ہین ناچار حکم کیا کہ پسران بنی اسرائیل کو قتل کرین تا اُنکی نسل منقطع ہووے اور پشکستہ دل ہوکر حضرت موسیٰ کی یاری اور مددگاری نہ کرین اور بیٹیان اُنکی چھوڑ دین کہ خدمت قبطیونکی بجالاونگی

جب یہ خبر بنی اسرائیل کو پہنچی مضطرب ہو کر حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور کہا اے موسیٰ
جب تک آپ یہاں نہ آئے تھے قبطی دو پہر دن ہمسے خدمت لیتے تھے اور دو پہر ہمکو آزاد رکھتے تھے
جب سے کہ آپ آئے ہیں ہم پر زیادہ جفا کرتے ہیں اور تمام دن ہمسے خدمت کرواتے ہیں اور پھر کہا اے
موسیٰ تمھاری ولادت باسعادت سے پہلے ہماری اولاد مارڈالتے تھے اور بعد از ولادت باز رہے تھے جیسے کہ تم یہاں
آئے ہو ہمارے فرزندوں کو پھر مارنا شروع کیا حضرت موسیٰ نے کہا خدا تعالیٰ سے یاری اور مددگاری چاہو اور
صبر کرو شاید کہ وہ تمھارے دشمن کو ہلاک کرے اور ملک کا تمکو ارزانی فرماوے لیکن اس امر میں گھبرانا نہیں
چاہیے کہ یہ وقت پر موقوف ہے اور یہ عالم اسباب ہے بعضے یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے تعذیب قوم بنی اسرائیل کی بہت ملاحظہ کی تو ناچار ہو کر پلیدان اونون نے قبطیون کے واسطے دعا
کی اور کہا یارب قوم طاغی کہ تیرے فرمان سے باغی ہو کر نعمت اور مال کے ساتھ مغرور اور سرکش
ہوے ہیں اور ناحق مومنوں پر ظلم کرتے ہیں انکو کسی بلا میں گرفتار فرما حق تعالیٰ نے اونکی دعا
مستجاب کر کر قحط اور تنگی اور خشک سالی اوپر نازل کی تا آنکہ چند سال اسی حال پر گذرے اور اصلا مطلق
نہ پند پذیر ہوئے اور کفر سے باز نہ رہے قولہ تعالیٰ فارسلنا علیہم الطوفان والجراد والقمل والضفادع
والدم آیات مفصلات فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین یعنی پس بھیجا ہم نے اوپر انکے طوفان
پانی کا اور ٹڈیاں اور چچڑیاں اور مینڈک اور لہو نشانیاں جدا جدا پس تکبر کیا اور تھی وہ قوم گنہگار آیت
وقالوا مهما تأتنا به من آية لتسحرنا بها فما نحن لك بمؤمنين اور کہا انھوں نے
جو کچھ لاویگا تو ہمارے پاس اوسکو نشانیوں سے تو کہ جادو کرے ہمکو ساتھ اسکے پس نہیں ہم واسطے
تیرے ماننے والے۔ اور اسکا حال اس طرح ہے کہ شہر میں ساتھ شبانہ روز مینہ برسا اور ابر
تاریک پیدا ہوے کہ قبطیوں کے گھروں میں پانی بھر گیا کہ مرد اور عورت اپنے اپنے گھروں
میں کھڑے رہتے تھے اور اپنے لڑکوں کو بلندی پر بٹھاتے تھے اور جو قبطی کہ گھر میں بیٹھ جاتا تھا
وہ غرق ہو جاتا تھا اور بنی اسرائیل کے گھر کہ اونکے گھروں سے متصل تھے ایک قطرہ پانی
کا اون میں نہ آتا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ طوفان وبا کا تھا کہ قبطی مرنے لگے یہاں تک کہ ایک شب
میں اسی ہزار دختر نارسیدہ مر گئیں اور بعضے کہتے ہیں کہ طوفان چیچک کا تھا کہ سب کو بطریق
عموم عارض ہوا کہ اول یہ عذاب اونہیں پر نازل ہوا اور اثر اسکا جہان میں باقی رہا القصہ
قبطی تنگ ہو کر فرعون کے پاس آئے اور اوس سے ناامید ہو کر موسیٰ علیہ السلام سے رجوع
کی کہ اپنے خدا سے چاہو تا یہ عذاب دفع ہووے اور ہم ایمان لاویں جب وہ طوفان حضرت
موسیٰ کی دعا سے برطرف اور پانی زمین میں فرو ہوا اور کشتیاں اونکی ظاہر ہوئیں اور ایسی کھیتی
پر کہ سابق کبھی ہوتی نتھیں مگر بہ سبب کفران نعمت یہ ایمان نہ لائے پھر حق سبحانہ تعالیٰ نے ٹڈیوں کو

اُپر بھیجی کہ اکثر کھیتیاں اور باغ اونکے کھا گئے پھر دوبارہ حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور قسم کھائی کہ اگر یہ بلا دفع ہو جاوے تو پھر ہم ضرور تمہارے ساتھ ایمان لاوین حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگل مین باہر آئے اور اپنے عصا کو مشرق اور مغرب کیطرف اشارہ کیا کہ تمام ٹڈیاں دونون طرف متفرق ہو گئین اور ایک روایت مین اسطرح پر ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی دعا سے ایک ہوا بھیجی کہ اوس ہوا نے اون ٹڈیون کو اوٹھا کر دریا مین ڈال دیا اونھون نے دیکھا کہ جسقدر کے زراعت مین سے باقی رہا ہے اسقدر ہمکو بہت ہے ایمان نلائے پھر حق تعالیٰ نے قمل بھیجا وہ جو کچھ باقی تھا وہ کھا گئے اور کہتے ہین کہ ٹڈیون نے کھیتون ہی پر اکتفا نہ کیا بلکہ چھتون کی کڑیان اور لکڑیان اور تختے اور میخین آہنی بھی کھا گئین اور گھرون اور باغون اور کھیتون بنی اسرائیل مین ایک ٹڈی نہ آئی اور یہ برکت اس قوم کے جو حضرت موسیٰ کے ساتھ ایمان لائے تھے اور اپنے عہد پر وفا کرتے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ جب ٹڈیان برطرف ہوئین اور یہ ایمان نہ لائے تو حق تعالیٰ نے چچڑیان یا جوئین ایسی پیدا کین کہ تمام بالون مین اور پلکون مین اور بھوؤن مین اور تمام بدن و کپڑون مین بطریق ابلہ چپک گئین اور خون چوستی تھین اور گوشت کھاتی تھین اور اگر کھانا اونکے روبرو آتا تھا تو چچڑی اور جوؤن سے بھر جاتا تھا اور بنی اسرائیل سلامت اور بے بلا رہتے تھے انھون نے پھر حضرت موسیٰ سے پناہ مانگی اور کہا یہ عذاب ہمسے برطرف ہو وے تو ضرور ہم ایمان لاوین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور یہ بلا برطرف ہوئی انھون نے کہا کہ ہمکو یقین ہوا کہ تو فن سحر اور جادو مین ماہر کامل ہے کہ یہ جو نتین اور چچڑیان تک پہونچایا ہے پھر حق تعالیٰ نے مینڈکون کا لشکر اونپر نازل کیا کہ انکے گھرون مین اور بستروں مین آتے تھے اور اونکی دیگون اور باسنون پر گرتے تھے اور کھانا پینا انکا اوس سے بھر جاتا تھا اور جو کوئی بات کرنے کے واسطے منہ کھولتا تھا تو فی الحال اوسکے منہ مین مینڈک گر پڑتا تھا اور بنی اسرائیل کے گھرون مین ایک مینڈک بھی نہ آیا آخر الامر یہ ناچار ہو کر حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور سخن توبہ و کلام ایمان درمیان مین لائے حضرت موسیٰ کی دعا سے پھر حق تعالیٰ نے اوس ہوا کو بھیجا کہ تمام مینڈکون کو دریا مین ڈالدیا اور انھون نے پھر بھی پیمان و ایمان پر وفا نہ کی آخر خدا تعالیٰ نے رود نیل اور کنوئین اور حوض انکے مین یہ خاصیت پیدا کی کہ جب بنی اسرائیل انمین سے پانی کھینچتے تھے تو آب صاف نکلتا تھا اور جب قوم فرعون اور قبطی کھینچتے تھے تو خون ہو جاتا تھا فرعون نے ایک قبطی اور ایک بنی اسرائیل کے تئین ایک باسن مین شریک کیا بنی اسرائیل کیطرف پانی کے وقت آب خالص ہوا اور قبطی کیطرف وہی خون ہو گیا یہانتک کہ ایک عورت نے قبطیون سے ایک عورت بنی اسرائیل ہمسائے کو ایکدن کہا کہ جو پانی پیتی ہے اپنے منہ مین بھر کر میرے منہ مین ڈالدے جب اوس نے اپنے منہ سے پانی اوسکے منہ مین ڈالا تو وہ بھی خون ہو گیا اور فرعون بھی نہایت پیاسا ہو کر بجائے آب درختون کے تنون کو چوستا تھا فوراً اونکا رس بھی اوسکے منہ مین جاکر خون ہو جاتا تھا اور بعضے کہتے ہین

کہ عذاب خون اسطرح پر نازل ہوا تھا کہ سب قبطیوں کی ناک سے خون بہتا تھا۔ آخر مجبور ہو کر پھر حضرت
موسیٰ کے پاس گئے اور اس خونخواری سے تضرع اور زاری کی اور عہد کیا کہ بعد رفع ہونے اس
بلا کے ہم ضرور ایمان لاوینگے حضرت موسیٰ نے دعا کی اور یہ بھی دفع ہوئی لیکن اونھون نے ہرگز اس
فسق و فساد سے انحراف نہ کیا اور لکھا ہے کہ ہر ایک ان عذابون سے ایک ہفتے رہتا تھا اور ہر دو
عذابون مین ایک ایک مہینے کا فاصلہ ہوتا تھا۔ تفسیر انوار التنزیل مین اسطرح پر لکھا ہے کہ باوجود ان عذابون کے نعمتہا
دنیاوی انکے بازدیت لین تھین چنانچہ مواہب علیہ مین بیچ تفسیر قولہ تعالیٰ وقال موسیٰ ربنا انک اتیت فرعون
وملاءہ زینۃ واموالا فی الحیوۃ الدنیا۔ یعنی کہا حضرت موسیٰ نے اے رب ہمارے بیشک تحقیق
تو نے عطا کی فرعون کو اور اوسکے اعیان کو زینت اور کثرت اموال یعنی دولت بیچ زندگانی دنیا کے لکھا
ہے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ مصر سے تا زمین حبشہ پہاڑون مین سونے اور چاندی کی اور زبرجد
کی کانین تھین سب فرعون کے قبضۂ قدرت مین تھین اور فرمان روا اونکے نکالنے پر جاری تھا اسی
سبب سے مال بہت سا حوزہ تصرف قبط مین آیا تھا اور سب مالدار اور صاحب تجمل تھے اور یہی سبب ضلال
اور اضلال کا انکے ہوا تھا حضرت موسیٰ نے دعا کی اے پروردگار تو نے فرعون اور اوسکی قوم کو بہت مال
اور زینت دی ہے اور یہ کافر نعمت اوسپر مغرور ہو کر تیرے بندونکو گمراہ کرتے ہین انکے مال اور دولت کو محو کرنا
بزوال نعمت انکی شوکت ٹوٹ جاوے قتادہ کہتے ہین کہ تمام دینار اور درہم اسکے خزانے کے پتھر ہو گئے اور
نقش سکہ بدستور رہا اور سدی کہتا ہے کہ انکا تمام مال و نقد اور کھانا اور درخت اور میوے سب
پتھر ہو گیا اور پھر دعا کی کہ انکے دلون پر مہر کرنا سخت دل ہووین اور ایمان نہ لاوین۔ حضرت موسیٰ نے وحی
سے یہ جان لیا تھا کہ یہ مورد عذاب ہونگے اسواسطے ناچار دعا کی کہ دل انکے سخت کرنا ایمان نہ لاوین اور عذاب
دردناک دیکھین اور حضرت ہارون آمین کہتے ہین کہ خداے تعالےٰ نے فرمایا دعا تمھاری مستجاب ہوئی
لیکن جلدی نکرو کہ اپنے وقت پر ظہور کریگی اور معالم مین لکھا ہے کہ چالیس برس کے بعد اثر اس دعا کا ظاہر
ہوا اور سبب تاخیر تعذیب فرعون مین تاثیر دعاے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صاحب حدیقۃ الاتقیا
نے یہ لکھا ہے کہ بروقت استدعا انکے یہ ارشاد ہوا کہ تمھاری دعا قبول ہوئی لیکن اثر اسکا بروقت ظاہر
ہوگا اسوقت مین ہزارون بندے میرے اوسکے خوان نعمت سے سیر ہوتے ہین اور واسطے راتب لنگر
کے چار ہزار گوسفند اور سو گائین اور دو سو اونٹ اوسکے مطبخ مین ذبح ہوتے ہین جبتک کہ وہ روزی
لوگونپر تنگ نکریگا اوسوقت تک عذاب نازل نہوگا لیکن بسبب زیادہ ہونے اعتقاد حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے لوگونکے دلون مین ہامان نے فرعون کو اسباب کی مصلحت دی کہ خزانہ بڑھانا اور مصارف کم کرنا لازم
ہین معلوم نہین کہ ہم موسیٰ کتنا طول کرے اور یہ مسودہ فرعون کے بھی پسند آیا چنانچہ واسطے تخفیف خوراک
راتب کھانے والون کے حکم دیا اور یہ روز بروز کم ہوتا گیا تا انکہ جسدن فرعون غرق ہوا اسکی باورچیخانے مین سوا

ایک بکری کے ذبح ہوا اور وہ اسی کے خلاصے میں پک کر گئی تھی اور مواہب علیہ میں سورہ شعرا میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ چند سال اور فرعونیوں کو دعوت کیا کیے اور معجزے انکو دکھا دیے گئے مگر روز بروز تمرد اور فساد انکا زیادہ ہو گیا تا آنکہ انکا ہلاک ہونا نزدیک پہونچا حکم الٰہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صادر ہوا کہ ہنگام عذاب قبطیوں کا آن پہونچا اپنی قوم ہمراہ لیکر انکو مصر سے باہر ہو جاؤ تا فرعون مع اپنی قوم کے تمہارے پیچھے آوے اور تمکو دریا سے سلامت پار اوتار دوں اور اونکو غرق کروں حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کو خبر دی کہ ہمکو اشارت سراسر بشارت پروردگار سے ہوئی ہے کہ فرعونیوں کی ہلاکت ہوگی اور بنی اسرائیل سلامت رہینگے مختار ہیں روایت ہے کہ حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ لباس و زیور قبطیوں سے تقریب عید کے بہانہ سے کہ نزدیک پہونچی ہے مانگ لاؤ کہ اپنے ہمراہ عیال کے بارات لیجانا چاہیے اور فلانی شب سب آمادہ و مستعد ہو کر بوقت طلوع فجر فلانے مقام پر جمع ہونا چنانچہ اونھوں نے اسیطرح کیا اور تفسیر بحر میں لکھا ہے کہ اس کے بعد بنی اسرائیل سے یہ تدبیر ارشاد کی کہ ریشان بنی اسرائیل نے اپنے تمام فرقوں کو کہ تمام مصر میں منتشر تھے آگاہ کیا کہ جو کوئی بنی اسرائیل ہو جو قبطیوں کے پاس بطریق نوکری یا بسبب خواندگی تعلق رکھتا ہو وہ الگ ہو کر ایک مقام پر جمع ہو وے فرعون نے جب اونکے جمع ہونیکی خبر سنی متوہم اور مشوش ہو کر پوچھا کہ یہ حرکت کیوں کرتے ہو اونھوں نے کہا کہ ہم روز عاشورہ کو یوم ولادت حضرت آدم علیہ السلام اور عید کا دن ہم چاہتے ہیں کہ سب جمع ہو کر بیرون شہر عبادت خدا بجا لاویں اور رسوم عید بر پا کریں فرعون نے اجازت دی اور عوام بنی اسرائیل نے بہ تقریب عید زیور و لباس اسباب قبطیوں سے بعاریت لیا اور بہانہ عید تمامی عیدگاہ شہر کے باہر آئے اور آخر شب میں جمع ہو کے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے اونکو کوچ کروایا حضرت موسیٰ عقب بنی اسرائیل جاتے تھے اور حضرت ہارون آگے تا آنکہ صحرا میں مسافت راہ قطع کرنے لگے ناگاہ راہ گم کی ہر چند چپ و راست دست و پا مارے کسیطرح راہ نہ پایا اور انبوہ بنی اسرائیل چھ لاکھ ستر ہزار آدمی تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہن سالان بنی اسرائیل کو طلب کیا اور پوچھا کیا باعث ہے کہ راہ معلوم نہیں ہوتی حالانکہ یہ راہ مسلوک ہے بارہا یہاں سے آمد و رفت کی ہے اونھوں نے عرض کیا کہ اصل قصہ یہ ہے کہ جب حضرت یوسف قریب بوفات ہوئے تو وصیت کی تھی اور اپنی اولاد اور بھائیوں سے عہد و پیمان لیا تھا کہ جب مصر سے باہر آئیں اور اونکا تابوت کو ہمراہ لیجائیں اور میرے آبائے کرام کے مدفن میں پہونچاویں اب کہ مصر سے باہر آئے ہیں اور اونکا تابوت نہیں لائے غیب سے ہمیں راہ نہیں ہو گئی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اونکی قبر مبارک کہاں ہے کہا موضع قبر ہمکو معلوم نہیں حضرت موسیٰ نے تمام لشکر میں منادی فرمائی کہ میں قسم دیتا ہوں خدا کی جسکو مقام قبر یوسف معلوم ہو وے مجھکو آگاہ کرے کسی نے اقرار نکیا مگر ایک پیر زال فرتوت نے کہا میں قبر جانتی ہوں لیکن مجھکو خدا کا عہد دو کہ اگر میں نشان قبر بتا دوں تو جو چاہوں سو پاؤں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توقف کیا وحی آئی کہ عہد دو اور جو چاہے سو جواؤ کرو پیر زال نے کہا کہ مطلب

میرا دو چیزین ہین ایک دنیا مین اور ایک آخرت مین دنیا مین یہ کہ پیر فرتوت ہون طاقت رفتار نہین ہے مجکو سواری
پر بٹھا کر اپنے ہمراہ مصر مین لیجاؤ مطلب آخرت یہ ہے کہ بہشت مین تمہارے ساتھ ایک درجہ مین ہون حضرت موسیٰ نے
دونون چیزین قبول کین پھر اوس بڑھیا نے نشان دیا کہ قبر انکی عین آب نیل مین ہے فلانی جگہ حضرت موسیٰ اس مقام مین
گئے اور انکا صندوق کہ سنگ مرمر کا تھا نکالا اور خود اوسکو اوٹھا کر لشکر کے آگے آگے لیچلا اور براہ راست ایسے ہوا
کہ اس اثنا مین طلوع صبح ہوئی اور جبکہ اسپ فرعون نے اسکو خبر پہونچائی کہ بنی اسرائیل اس مقام سے کہ بنابر عید وہان جمع
ہوے تھے شبا شب کوچ کر گئے فرعون کی کانون سننے مین آتش غضب افروختہ ہوئی اپنے نقیبون کو گرد نواح شہر
قصبات و قریات مین بھیجا کہ تمام سواران خوش اسپ و براق حاضر ہووین اور آپ مع اپنی فوج کے سوار ہوکر وقت
اشراق تعاقب کیا اور ایک روایت مین یہ بھی آیا ہے کہ جب بنی اسرائیل کی نکلنے کی خبر قبطیون کو پہونچی اور انہون نے
چاہا کہ انکے پیچھے جاوین بحکم خداوند مطلق ہر قبطی کے گھر مین ایک عزیز انکی قوم مین سے مر گیا کہ اسکی تجہیز و تکفین مین مشغول
ہوئے اور یہ امر اسواسطے واقع ہوا تھا تا سپاہ قبطی بنی اسرائیل تک نہ پہونچ پاوین اور عبور دریا سے ممانعت اور مزاحمت
نہ کر سکین کہتے ہین شش ہزار ابلق سوار مقدمہ الجیش لشکر فرعون مین تھے اور ایک لاکھ تیرانداز اور اوسیقدر نیزہ باز
اور اتنے گرز بردار اسکی رکاب مین رہتی تھی القصہ بنی اسرائیل بعجلت تمام روانہ ہوئے برسبیل یلغار بڑھ وادی قطع کر کے
دریاے قلزم پر پہونچے پوشیدہ نہ رہے کہ قلزم نام ایک شہر کا ہے کہ اسکے کنارہ پر دریا واقع ہے اور متصل اس شہر کے یہ دریا
منتہی ہوا ہے اسواسطے اس دریا کو اسکے ساتھ منسوب کرتے ہین والا یہ دریا اصل مین ایک خلیج ہے بحر محیط سے کہ
مابین بلاد حبش اور عرب کے گذرتا ہے اور اوسکو خلیج احمر کہتے ہین چنانچہ وہ خلیج کہ درمیان فارس اور عرب
کے حائل ہے خلیج اخضر مشہور ہے اور طول اس خلیج احمر کا جنوب سے شمال تک چار سو ساٹھ فرسخ ہے اور عرض
اسکا ابتدا مین ساٹھ فرسخ ہے اور جب قریب بہ منتہی پہونچتا ہے تو عرض اسکا کمتر قسطاط مصر سے کہ شہر
دار الملک وہان کا ہے اس خلیج تک تین دن کی راہ ہے خشکی اور آب نیل غربی مین شہر واقع ہے اور
شہر جانب شرقی نیل ہے اور ضلع غربی اس خلیج پر اکثر بلاد بربر واقع ہین اور بعضے بلاد حبش بھی اور ضلع
شرقی اس خلیج پر بیشتر سواحل عرب متصل ہین اور یمن ہے قریب کہ ساحل مدینہ منورہ ہے قوافل
مصر اور حجاز اسی بندر سے عبور کرتے ہین پھر سواحل یمن جدہ سے تا عدن کنارہ شرقی اس خلیج پر
ہین اور اوسط اس خلیج مین بعض بلاد متعلقہ مصر بھی آباد ہین از انجملہ سیاط کہ زندان مصر ہے مانند قلعہ
گوالیار کے ہندوستان مین غلہ کشتی پر مصر سے وہان لیجاتے ہین اور اس قلعہ پر محافظ حاکم مصر کی طرف
سے رہتے ہین اور شہر قلزم مین کہ منتہی اس دریا کا ہے طول اسکا چونسٹھ درجہ ہے اور عرض اٹھائیس
درجہ اور تیس دقیقہ جب بنی اسرائیل اس دریا کے کنارے پر پہونچے اور دریا نہایت متموج اور پر پانی
مین دیکھا حیران ہوئے اور کہا اس قدر کشتیان ایک دفعہ کہان سے میسر ہونگی کہ تا بعجلت تمام
اس دریا سے عبور کر سکینگے اس اثنا مین آفتاب نکلا اور روشن ہوا اور عقب سے آواز ہم

اسپان سنی خوب غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ فرعون مع لشکر تعاقب میں پہونچا اور مقدمۃ الجیش اسکا نمودار ہوا انکے دست و پا گم ہوے حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور کہا اب وہ وعدۂ نجات کہاں ہے یہ آیا فرعون پیچھے ہمارے اور دریاے زخار ہے آگے ہمارے نہ طاقت کہ فرعون سے مقابلہ آویں اور نہ قوت کہ دریا سے گذر جاویں حضرت موسیٰ نے کہا مایوس مت ہو اور رجوع بجانب خدا تعالیٰ کے کرو روایت کرتے ہیں کہ جب فرعون بنی اسرائیل کے پاس پہونچے حضرت کردگار نے حجاب بنایا کہ اکثر وقت ظاہر ہوتا ہے اور ہندی زبان میں اوسکو کہرا کہتے ہیں درمیان فریقین کے ایسا حائل کیا کہ ایک دوسرے کو نظر نہ آتا تھا فرعون نے اپنی قوم کو کہا کہ جب تک آفتاب بلند ہووے اور کہرا درمیان سے بلند ہو جاوے توقف کر جاؤ پھر ہم انکا تعاقب کرینگے کہ تحقیقی انپر مسدود ہے اور پیچھے ہم ہیں کہاں جا سکتے ہیں بنی اسرائیل اس سبب مضطرب ہوے کہ حضرت موسیٰ کو دعا اور وحی پہونچی کہ دریا کو عصا سے مارو حکم میں کیا اور اسکو اوسکی کنیت کے ساتھ پکارا اور عصا اپنا اوسپر مارا اور حکم کر راہ دیگا حضرت موسیٰ برلب دریا آئے اور دست دعا اوٹھا کر کہا اللّٰہم لک الحمد والیک المشتکی وانت المستعان ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور بعد تمام دعا عصا دریا پر مارا اور اوسکو حکم کیا انفلق یا ابا خالد باذن اللہ فی الحال دریا پھٹ گیا اور اوسمیں بارہ راہیں کہ ہر راہ کا دس کوس کا طول اور دو کوس کا عرض تھا پیدا ہوئیں بعدہ بارہ گروہ بنی اسرائیل کہ ہر گروہ اولاد ایک فرزند حضرت یعقوب میں سے تھا اور ہر بارہ دریا مثل پہاڑ بزرگ اپنی جای پر قائم ہو گیا اور جس جگہ سے دریا پھٹا آفتاب میں چمکا اور ایک ہوا چلی اور زمین کی راہوں کو خشک کیا تا بنی اسرائیل بسہولت دریا سے گذر جاویں پھر حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو کہا کہ دریا میں آؤ اور پیچھے کرو یہ بسبب ضعف اعتقاد جرات نہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اس حالت پر اعتقاد نہیں کرسکتے کہ ہم گذر سکینگے ایک دفعہ پر ایستادہ ہو رہا اگر ہم راہ میں ہوویں اور یہ پانی جاوے اور ہم غرق ہو جاویں حضرت یوشع علیہ السلام نے پہلے اپنا گھوڑا ڈالا اور پھر حضرت ہارون اوترے اور روانہ ہوے جب بنی اسرائیل نے انکو عبور کرتے دیکھا ناچار یہ بھی دریا میں اوترے اور ہر سبط اسباط دوازدہ گانہ سے ایک ایک راہ میں داخل ہوا تا آنکہ سب کے پیچھے حضرت موسیٰ اپنے گروہ لیکر دریا میں اوترے حضرت موسیٰ کے سبطوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ اوروں پر کیا گذرا لوگ ہمارے ہمراہ ہیں اپنی طرف سے طاقت حاصل ہے لیکن اور بھائیوں کیطرف سے ترسان ہیں کہ مبادا اونپر پانی بہم ہو گیا ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کی بار خدایا مجھکو اس گروہ کے اخلاق بد پر مدد کر حق تعالیٰ نے پانی سخت کو فرمایا کہ پانی کی دیوار میں روزنہاے مشبک پیدا کیے وہیں سے ہر فرقہ اوروں کو دیکھتا تھا کہ صحیح اور سلامت گذرے چلے جاتے ہیں چنانچہ سب صحیح اور سالم اوس کنارے پر دریا کے پہونچے اور جب فرعون دریا کے اس کنارے پر پہونچا اور اوس حالت کو دیکھا چاہا کہ اپنی قوم بے عقل اور بے وقوف دلو سے کہا اے قوم دیکھتے ہو ہ

میرا اقبال ہے کہ دریا میرے واسطے پھٹ گیا تا اپنے بندگان گریختہ کو زندہ پکڑوں اگر غرق ہو جاتے تو
میری سزا سے محروم رہتے لکھا ہے کہ اوس وقت ہامان نے بھی اوس سے کہا کہ تو خود جانتا ہے کہ
یہ صورت موسیٰ کی دعا سے واقع ہوئی ہے زنہار دریا میں اوترنا ہلاک ہو جاویگا چاہا کہ اپنے گھوڑے
کی باگ پھیرے حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک گھوڑے پر سوار ہو کر فرعون کے پاس آئے اور دریا میں
اوترے اور فرعون جو کہ ایک پیر بندھی اونٹ یا نچیتہ پر سوار تھا جب اوسنے گھوڑے کی بو سونگھی
عنان تمالک اختیار فرعون کے ہاتھ سے کھینچی اور دریا میں اوترا اور لشکریان ہر فوج نے راہ دریا کی لی
اور حضرت میکائیل نے لشکر کے پیچھے سے آنکر اوترنے کی تاکید شدید کی تا کہ سب دریا میں اوترے اور جب
فرعون مع پیشتروان لشکر متصل ساحل طرف دیگر ہوئے اوس وقت حکم الٰہی صادر ہوا کہ دریا ملجاوے اور اپنے حال پر ہو رہے
بہتے آگے یکبارگی ہر طرف سے پانی کہ کھڑا ہو گیا تھا ملگیا آیت فغشیہم من الیم ما غشیہم واضل فرعون
قومہ وما ھدیٰ یعنی پس ڈھانک لیا اونکو دریا میں اوس چیز نے کہ ڈھانک لیا اونکو اور گمراہ کیا فرعون قوم اپنی کو
اور نہ راہ دکھائی اور فرعون مع اپنی قوم کے غرق ہوا اور مواہب علیہ میں سورۂ یونس میں لکھا ہے کہ جب فرعون نے
غرق ہونیکے وقت جانا کہ میں ہلاک ہوتا ہوں کہا میں ایمان لایا ساتھ اسکے کہ نہیں معبود کوئی مستحق عبادت مگر خدا
بنی اسرائیل کہ بدعوت موسیٰ ایمان لائے ہیں حضرت جبرئیل نے کہا اب تو ایمان لایا ہے اختیار نہیں رکھتا یا رکھ
کیونکہ پانی میں ایمان یاس قبول نہیں ہوتا ہے پہلے کیوں نافرمانی اختیار کی تھی اور روشنائی اسکے منتظر سزا کا فرمان
خداوندی میں واسطے بندے کے لکھوا لیا تھا اوسکو دکھلایا اور کہا موافق تیرے فتوی کے تیرے ساتھ یہ عمل ہے تفسیر
میں آیا روایت کرتے ہیں کہ جب فرعون اور اوسکی قوم غرق ہوئی بنی اسرائیل کو وہمہ پیدا ہوا کہ فرعون ہلاک
نہیں ہوا ایسا نہو کہ کشتیوں پر سوار ہو کر مع لشکر دریا سے گذر جاوے اور ہمارا تعاقب کرے حق سبحانہ تعالے نے اوسکی
لاش کو مع زرہ زرین کہ پہنے ہوے تھا اور اوسکے سبب سے اوسکو پہچانتے تھے پانی پر دریا میں تیروایا کہ بنی
اسرائیل نے اسکا تن بے روح دیکھا کہ تسلی پائی اور زاد المسیر میں لکھا ہے کہ بقیہ قوم عاد کہ مصر میں تھی انھوں نے
غرق ہونا فرعون کا مسلم نرکھا اور کہا وہ اپنی قوم کے ساتھ جزیرہ میں شکار مرغ و ماہی مشغول و مصروف
ہے حق تعالے نے دریا کو فرمان بھیجا کہ اوسکو زمین بلند پر کنارے سے ڈالدیوے تا اور سب دیکھیں اور عبرت
قبول کریں کہ جو بندہ آپ کو غرق ہونے گرداب فنا سے نہ بچا سکے وہ دعوے انا ربکم الاعلیٰ کسطرح جانیاں کیونکر
پہونچا دے معالم میں لکھا ہے کہ جب مردہ پانی میں نہیں ڈوبتا ہے پہلے ساکہ غرق فرعون سے
غریق بحر فنا ہو جاتا تھا۔ تفسیر بحر المواج میں لکھا ہے کہ ایک حکایت میں روایت ہے کہ ایک عورت
آخر شب پانی کیواسطے دریا پر گئی جب اوس نے ہاتھ پانی میں ڈالا فرعون کی داڑھی مرصع بجواہر
تھی اوسکے ہاتھ میں آگئی اوسنے بال جڑ سے اوکھیڑ کر جواہر اوس میں سے نکال لیے کہتے
ہیں عورت فرعون کے محل میں مزدوری میں اینٹیں لیجایا کرتی تھی اور چونکہ مزدوری سے

بیتابی تھی غم کھایا کرتی تھی ہاتف نے آواز دی خذی ا جرک یعنی لی مزدوری اپنی پس یہ حکایت درمیان خلق مشہور ہوئی اور غرق ہونا فرعون کا آدمیون پر ظاہر ہوا اسواسطے کہ فرعون کی سی فرانی کسیکی نہ تھی اس قصے مین اشارت ہے کہ آخر ظالم نگونسار ہے اور مظلوم رستگار ہے عین المعانی مین در ذیل آیت النار یعرضون علیہا غدوا وعشیا وہ آگ ہے کہ حاضر کیے جاوینگے اوپر اوسکے صبح اور شام ایراد کیا ہے کہ ہر صبح اور شام سے رہنے کی جگہ فرعونیون کی کہ دوزخ ہے انکو دکھاتے ہین اور ابن مسعود کہتا ہے کہ فرعونیون کی ارواحین سیاہ مرغون مین ہین اور صبح اور شام آگ اوپر عرض کرتے ہین اور تا قیامت کرینگے اور جب قیامت تمام ہوگی ارواحین آئینگی انکے بدنون مین پھر آوینگے اور فرشتے انکو کہینگے آو سخت ترین عذاب مین کہ عذاب جہنم ہے کہتے ہین کہ عمر فرعون کی چارسو برس کی تھی اور مواہب علیہ مین سورۂ شعرا مین لکھا ہے کہ ایک قول یہ ہے کہ بنی اسرائیل بعد از ہلاک فرعونیان مصر مین آئے اور باغ اور گھر اور مال انکے اپنے تصرف مین لائے اور صحیح تر یہ ہے کہ ایام دولت حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام مین ملک مصر پر غلبہ کیا اور قبطیون کے مال اور دولت پر متصرف ہوئے اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ جب فرعون مع اپنی سپاہ کے روز عاشورہ راہ آب سے باتش دوزخ ملحق ہوا اور بنی اسرائیل نے انکے ہاتھ سے نجات پائی تو دس ساعت دن گذرا تھا اور اوسوقت اونھون نے کچھ نہ کھایا تھا بنا برین ہدایت حضرت موسیٰ سے بہ نیت صوم باقی دن روزہ رکھا اور امساک وصوم روزہ عاشورہ یہودیون مین سنت ہوا کہ الی الآن اوسکے ساتھ عمل کرتے ہین مذہب اہل تسنن مین بھی سنت ہے روزہ اوسدن کا کسواسطے کہ بروایات صحیح ثابت ہوا ہے کہ بروز فتح مکہ معظمہ کہ عشرۂ محرم تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگونکو روزے سے پایا سبب روزہ داری کا پوچھا اونھون نے عرض کیا کہ حضرت کلیم اللہ کے زمانے سے صوم آج کا معمول ہے آپ نے فرمایا کہ مین احق ہون عمل کرنے سنت اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام کا چنانچہ حضرت نے حکم کیا روزہ رکھنے کا اور بعد اوس سال کے پھر بھی تا زمان حیات ہر سال روزہ رکھا ہے لیکن ایک سال پیشتر از وفات یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ سال آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ دو روزے رکھونگا یعنی نوین اور دسوین تاریخ کو بھی صائم ہونگا اور کہتے ہین کہ احیا و اموات فرعونی بعد غرق و ہلاک بسبب آب تیرای تا بنی اسرائیل مشاہدہ حال دشمنان سے بہ نبوت موسیٰ علیہ السلام اور کمال قدرت خالق البرایا معتقد ہودین - روایت کرتے ہین کہ دس دن تک امواج دریا متلاطم رہے اور فرعون اور اوسکے اتباع کو کنارے پر ڈالدیا اور جو کہ نقد و نیز جواہر و زیور بسیار بیشمار تھا بنی اسرائیل نے سب بہ غنیمت لیلیا ہرچند کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نصیحت کی کہ اس اموال کے لینے پر جرأت نکرو جو کچھ کہ لباس الحزن ہے مین لیا اسپر قناعت کرو اونھون نے انکے قول پر التفات نکیا اور نا رکھا اس فعل ممنوع سے باز رہے اور آخر الامر وہ مال اونکا باعث وبال ہوا و شومی اس امر ناروا سے سامری نے انکو مسخر اور گمراہ کیا چنانچہ مفصل اس مجمل کا آگے مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

اور منقول ہے کہ بارحضون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کنار دریا سے یوشع بن نون کو کہ چوبیس ہزار
نفر تھے دیار مصر مین بھیجا اور انھون نے وہان پہونچکر متروکات قبطیون مین تصرف کیا جو کچھ خزاین اور
اموال اسکا قابل النقل تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ارسال کیا اور بساطین اور مزارع اور تمامی
املاک و اسباب انکا ضبط کر کے کچھ کو بیچڈالا اور کچھ رکھ چھوڑا اور ایک شخص کو قبطیون مین سے بعد قبول اسلام
اوس جماعت پر حکومت منصوب کیا اور پس از مراجعت اور وصول یوشع بنی اسرائیل ساحل دریا سے کوچ
کر کے روبرو ہمراہ ہوے تو عنایت الٰہی سے دن کو قطع سحاب پیدا ہو کر انکے سر پر سایہ کرتا تھا اور
رات ایک عمود نور انکے مقدمہ لشکر پر ظاہر ہوتا تھا کہ اوسکی روشنی سے بآسانی قطع منازل اور راہ
کرتے تھے جب تین منزل کنار دریا سے راہ طے کی تو ایک موضع مین کہ اسکو جزیرہ کہتے ہین اور وہان پانی بہت
شور اور کھاری تھا بنی اسرائیل نے حضرت کلیم اللہ سے التماس کیا تا دعا کرین کہ پانی شیرین اور میٹھا ہو جاوے
حضرت موسیٰ نے باد الٰہی اشارہ کیا تا ایک گھاس اس پانی مین ڈالین کہ اوسکی تلخی ساتھ شیرینی کے بدل ہو
اور اثناے قطع راہ منازل و مراحل مین ایک موضع عالقہ سے پہونچکر نزول کیا اور انکے پاس ایک بت تھا
بصورت گوسالہ کہ اوسکو پوجتے تھے بعد مشاہدہ اس حال کے جاہلان بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام
آئے اور کہا ہمکو بھی ایسے معبود بنوا دیجئے تا انکی پرستش پر قیام کرین اور بوسیلہ انکے
ملک العلام تقرب حاصل کرین موسیٰ اس کلام سے نہایت ملول ہوا اور کہا آیت اغیر اللہ ابغیکم الٰہا و ہو فضلکم علی
العالمین کیا سوا اسکے چاہون مین واسطے تمہارے معبود اور اوسی نے بزرگی دی تمکو اوپر عالمون کے خلاصہ اس حدیث کا یہی
ہے بنی اسرائیل رونے لگے اور جلالی پشیمان ہو کر عذرخواہی کی حضرت موسیٰ نے اوس جماعت کیواسطے طلب
آمرزش کی اور حضرت آفریدگار نے عفو فرمایا اور بعضی اہل تاریخ کہتے ہین کہ بنی اسرائیل نے بعد حصول مغفرت
الٰہی حضرت موسیٰ سے کہا معمول یہ ہے کہ ہرگاہ جناب احدیت عز اسمہ نے ان جرائم پر عقوبت نہ فرمائی اب
کوئی فرمان قضا جریان ازراہ فرماوے تا بالقیا اوسکی رضاجوئی پروردگار حاصل کرین حضرت موسیٰ نے
مناجات کی اور جواب حاصل کیا اور کہا اسطرح پر فرمان ہوا ہے سو صد بلاد شام ہوا اور اوپر تعجیل کر اتنا
مقام اریحا پر کہ شام کے شہرون مین ہے سجدہ کرو اور خضوع اور خشوع بجا لا کر خطاب دلو حطۃ یا
غافر الذنوب یعنی مسئلت کرو اور طریقہ ندامت و استغفار سلوک رکھو اس امر مین یہ حکمت تھی کہ اس شہر
آدمی بت پرست تھے طاعت و عبادت اور تضرع او تخشع بنی اسرائیل دیکھین تا انکو ناپسندیدہ
ہو کر ملت مستقیم رغبت کرین القصہ جب حضرت موسیٰ دروازہ اریحا پر پہونچے صلحا بموجب فرمودہ عمل مین لا
اور فاسقون نے کہا حطۃ سمعان ہے اور پھر طلب کہ ممکن تھا استہزا کیا یعنی بجای حطہ سمعان گندم
ہوتا ہے غرض کہ باری تعالیٰ نے بشومی اوس جرات کے اوس جماعت پر ایک بلا طاعون مسلط
کیا کہ ایک ساعت مین چوبیس ۲۴ ہزار نفر اشراف و اعیان انکے ہلاک ہوگئے دوبارہ پھر حضرت موسیٰ

صلحا اور زہاد کے ساتھ دعا میں مشغول ہوئے اور برکت دعا سے مقران الاجابت موسیٰ علیہ السلام وہ
بلا اونسے دفع ہوئی اور بعض تواریخ میں مذکور ہے کہ واقعہ بعد فتح اریحا کے ظہور میں آیا ہے اور
ظاہر یہ قول ضعیف معلوم ہوتا ہے کسواسطے کہ فتح اوس شہر کی یوشع بن نون کے زمانے میں واقع
ہوئی ہے اوسوقت میں بنی اسرائیل متوجہ طور سینا ہوئے اور شریعت متالہ وضع فرمائی فصل چھٹی
جانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر واسطے طلب کتاب کے اور ترک کرنا انکی قوم کا عبادت حضرت
رب الارباب کا اور گوسالہ پرست ہونا انکا بہ فریب سامری اور نسخہ کلمات عشر اور ذکر اعداد حدود
الشاہ اور حکایت تابوت سکینہ قولہ تعالیٰ وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ واتممنٰھا بعشر فتم میقات ربہ
اربعین لیلۃ اور وعدہ دیا ہمنے موسیٰ کو تیس رات کا اور پورا کیا اوسکو ساتھ دس کے پس پورا ہوا
وعدہ پروردگار اوسکے کا چالیس رات کا معالم اور مواہب علیہ اور بحر المواج میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ نے
بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ بعد ہلاک فرعون کے تمہارے واسطے ایک کتاب خدا تعالیٰ سے لاؤنگا جو کچھ کہ جانا
بہ تفصیل اوسمین بیان ہوگا۔ القصہ جب دریا سے نجات پائی اور فرعون غرق ہوئے تو بنی اسرائیل نے
وہ کتاب حضرت موسیٰ سے طلب کی انھوں نے رب الارباب سے مانگی حکم ہوا کہ موسیٰ تیس روزے
رکھکر کوہ طور پر آ کہ ہم تیرے ساتھ کلام کریں حضرت موسیٰ نے تیس روزے ماہ ذیقعدہ یعنی خال کے
مہینے میں رکھے اور تیسویں دن کوہ طور کیطرح متوجہ ہوا اور اثنائے راہ میں اونکو کراہت آئی اس
سے کہ حق تعالیٰ سے کلام کریں اور منہ میں روزے کی بو آوے اسواسطے مسواک انھوں نے اوسکے دفع کرنے کیلئے کی
فرشتوں نے کہا ایک بو مشک ہمارے مشام میں آتی تھی اب بسبب مسواک کے جاتی رہی یہ تمنے
کیا کیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اوسکے جرمانے میں دس دن ذی الحجہ کے اور روزے رکھو آیت قال
قال موسیٰ لاخیہ ھارون اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین اور کہا موسےٰ
نے واسطے بھائی اپنے ہارون کے خلیفہ ہو میرا بیچ قوم میری کے اور سنوار لو کام کو اور مت پیروی
کیجیو راہ مفسدوں کی یعنی بطلب کتاب مذکور بجانب کوہ طور جاتا ہوں تم میرے خلیفہ ہو کر اس قوم میں
رہو اور جو کام کہ شائستہ صلاح ہووے عمل میں لاؤ تبیان میں تفسیر آیت ولما جاء موسےٰ
لمیقاتنا وکلمہ ربہ اور جب آیا موسےٰ واسطے وعدہ ہمارے کے اور کلام کیا اوس سے
رب اوسکے نے لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ ہنگام مقرر کوہ طور پر حاضر ہوئے حق سبحانہ تعالیٰ نے
چاہا کہ انکے ساتھ کلام کرے حکم کیا تا سات کوس تک گرداگرد طور کے ظلمت اور تاریکی گھیر لے جب
موسیٰ نے اوس تاریکی میں قدم رکھا انکے شیطان یعنی ہمراہ کو انکے پاس سے بھگا دیا اور ملکین کاتبین
کو دور کیا اور آسمان کو انکھیں دکھایا اور فرشتوں کو انھوں نے دیکھا کہ ہوا میں معلق کھڑے ہیں
اور عرش عظیم اونپر ظاہر ہوا اور حق سبحانہ تعالیٰ نے انسے کلام کیا ینابیع میں لکھا ہے کہ انکو چالیس ہزار

کلمے خدائی دیے اور ایک روایت مین ساٹھ لاکھ اور اصح یہ ہے نوسے ہزار کلمے تھے اور کشاف مین لکھا ہے
کہ خداے تعالے نے چالیس شبانہ روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کیا جب حضرت موسیٰ نے
سخن حق سنا اور جام کلام ربانی سے ایک گھونٹ پیا سب کچھ دنیا و مافیہا کا فراموش کیا اور جو کچھ فیہ ود
اعلا مین ہے اوسکی طرف خیال باندھا آیت قال رب ارنی انظر الیک کہا ای پروردگار میرے دکھلا مجھکو
دیکھون مین طرف تیرے قال لن ترانی کہا پروردگار نے ہرگز نہ دیکھ سکیگا تو مجھکو کہتے ہین کہ حکم
اسطرح پر واقع ہوا کہ جو بشر دنیا مین میری طرف نظر کریگا مرجاویگا اور مدارک مین لکھا ہے یعنی فانی مجھکو نہین
دیکھنے کا بلکہ مجال میرا باقی آنکھون سے مشاہدہ کریگا اور یہ دیکھنا بہشت مین ہوگا۔ صاحب کتاب عجائب القصص
کہتا ہے کہ حضرت موسیٰ طلب رویت رب جلیل دلیل جواز رویت ہے کسواسطے کہ اگر رویت محال ہوتی
تو حضرت موسیٰ علیہ السلام طلب نہ کرتے کہ طلب محال انبیا سے ناروا ہے اور
کشف الاسرار مین لکھا ہے کہ مقام حضرت موسیٰ کا اس ساعت مین خطاب لن ترانی کا عالی تر
تھا اوسوقت سے کہ کہا ارنی کسواسطے کہ یہ ساعت عین مراد حق کی تھی اور وہ وقت قید مراد مین تھا
اور بمراد حق ہونا کامل تر ہے قیام مراد اپنی سے اگرچہ جراحت لن ترانی سے یہ مجروح ہوے لیکن فی الحال
بوی مرہم راحت بھی مشام آرزو مین پہونچے اور انھون نے تو ارنی کو بسبب ضعف بشریت طاقت
دیکھنے کی نہین رکھتا اس سبب سے کہا لن ترانی آیت ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ
فسوف ترانی اور لیکن نگاہ کر کوہ زبیر کیطرف کہ بلند ترین کوہ ولایت مدین ہے اور قوت اور تحمل اسکا
تجھ سے بیشتر ہے پس اگر یہ کوہ باشکوہ میری تجلی کے وقت قرار پکڑے اور اپنی جگہ پر ثابت رہے
تو تو بھی مجھکو دیکھ سکے گا اور طاقت میرے دیدار کی تجھکو ہوگی اور اگر اس پہاڑ کو میرے
دیدار کی طاقت نہین ہے تو تو بھی دنیا مین اس دیدار کی تمنا سے درگذر پھر حق تعالے نے
اپنے نور کو ساق عرش سے سوئی کے ناکے کے برابر اوس پہاڑ پر ظاہر کیا پیدا اوسکے دامن بیچ
اوس مین پیدا کی کہ نور حق سبحانہ تعالے کا اوسنے دیکھا اور عین المعانی مین سہیل ساعدی نقل کرتا
ہے کہ حق تعالے نے اپنے نور کو ستر ہزار پردون مین سے بقدار درہم ظاہر کیا کہ اس ساعت مین جو
روی زمین دیوانہ تھا وہ ہوش مین آیا اور جو کہ بیمار مریض تھا اوسنے شفا پائی اور عرصہ صحرا و دشت
زار سے تخم سرسبزی قبول کی اور آب شور تلخ دور سے شیرین ہوا اور روی زمین خشک اور نار
گرپڑی اور آتش مجوس بجھ گئی۔ تبیان اور معالم مین لکھا ہے آیت فلما تجلی ربہ للجبل
جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا پس تجلی کیے پروردگار اوسکے نے طرف پہاڑ کے کیا اوسکو
ریزہ ریزہ اور گر پڑا موسیٰ بیہوش کہ وہ پہاڑ باوجود اس عظمت کے پارہ پارہ ہو گیا اور چھ
ٹکرے اوس سے جدا ہوکر تین پہاڑ کہ احد اور ورقان اور رضوی مین مدینہ مین گرے اور تین پہاڑ مکہ

اور پہاڑ اڑ چلے ہیں ٹکڑین گرے اور حضرت موسیٰ اس مشاہدہ سے ایک رات دن یعنی شام
پنجشنبہ عرفہ کو تا شام روز جمعہ بیہوش رہا ہے آیت فلما افاق قال سبحانک تبت الیک وانا اول المومنین
پس جب ہوش مین آیا کہا پاکی ہے تجھکو توبہ کی مین نے طرف تیری اور مین اول ایمان لانیوالا ہون جبوقت کہ حضرت
موسیٰ ہوش مین آئے تو اونھون نے کہا کہ پاکی ہے خاص تجھکو ہر نالایق شی سے کہ تیری درگاہ کو سزاوار نہیں ہے یا پاک
ہے اوس سے کہ دیکھا جاوے دنیا مین اور مین اول گرویدگان ہون ساتھ عظمت اور جلال تیرے کے یا پاک ہے اس سے
کہ کسی بشر کو دنیا مین تیرے دیکھنے کی طاقت اور یارا نہیں ہے پھر حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی تسلی کے واسطے فرمایا
آیت قال یموسی انی اصطفیتک علی الناس برسلاتی وبکلامی فخذ ما اتیتک وکن من
الشاکرین فرمایا ای موسیٰ تحقیق مین نے برگزیدہ کیا تجھکو اوپر لوگون کے ساتھ پیغامون اپنے کے اور کلام اپنے کے
پس پکڑ جو کچھ دیا ہے تجھکو اور ہو شکر کرنے والون سے کہ اگرچہ مین نے بصلاح وقت تجھکو اپنے دکھانے
سے منع کیا تو اندوہناک نہو مین کہ مین نے تجھکو برگزیدہ کیا ہے بنی اسرائیل پر یا اون لوگون پر کہ تیرے زمانے
مین ہین برسالت مخصوص کیا تجھکو ساتھ ہمکلام ہونے کے بواسطے اس کے جو کچھ کہ عطا کیا مین نے
تجھکو امر اور نہی سے اور شکر کر اور نازل ہوئین حضرت موسیٰ پر سات لوحین یا نو یا دس اور تفسیر زاہدی مین
لکھا ہے اور یہ قول موافق اہل کتاب کے بھی ہے کہ طول ہر لوح کا دس یا بارہ گز کا تھا اور یاقوت سرخ سے تھین
یا چوب سدرہ بہشت سے یا زبرجد سبز سے یا سنگ رخام سے کہ اسپر کندہ تھا جیسے کہ نگین پر نقش ہوتے ہین اور
صحیح یہ ہے کہ وہ لوحین زمرد سبز کی تھین اور اونپر لکھی ہوئی تھین وہ چیزین کہ محتاج الیہ تھین اور حکم ہوا حضرت موسیٰ
کو کہ لے اون لوحونکو بقوت تمام اور ظاہر کر اپنی قوم پر تا بصدق دل اونپر عمل کرین۔ مدارک مین اور تفسیر آیت
وکتبنا لہ فی الالواح من کل شی موعظۃ وتفصیلا لکل شی فخذہا بقوۃ وامر قومک یاخذوا
باحسنہا ساوریکم دار الفاسقین یعنی اور لکھا ہمنے واسطے اوسکے بیچ تختیون کے ہر چیز سے نصیحت اور تفصیل ہر چیز
کی پس پکڑ اوسکو ساتھ قوت کے اور حکم کر قوم اپنی کو کہ عمل کرین ساتھ بہتر اوسکے شتاب دکھلاؤنگا مین تمکو گھر
فاسقون کا ذکر کیا ہے کہ جب توریت نازل ہوئی تو ستر اونٹ بار تھی اور کسی نے تمام وکمال اوسکو نہ پڑھا تھا مگر حضرت
موسیٰ و حضرت یوشع اور حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ نے اور مدارک مین اور ذیل آیت قولہ تعالیٰ الم یعدکم ربکم وعدا
حسنا کیا نہ دیا تھا وعدہ تمکو پروردگار تمہارے نے وعدہ اچھا لکھا ہے کہ توریت مین ہزار سورہ تھین اور ہر سورہ
ہزار آیتین تھین اور ستر اونٹ اوسکو اوٹھاتے تھے اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ اون لوحون پر کلمات عشر منقول
تھے اور علما کو ان کلمات مین اختلاف ہے اصح اور اشہر یہ ہین کہ مذکور ہوے مین نسخہ کلمات عشر
بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا الکتاب من اللہ الملک العزیز القہار لعبدہ ونبیہ موسیٰ
ابن عمران سبحانی وقدسی لا الہ الا انا فاعبدنی ولا تشرک بی شیئا واشکر لی ولوالدیک الی
المصیر احییک حیوۃ طیبۃ ولا تقتلوا النفس التی الا بالحق فتضیق علیک السموات باقطارہا والارض برحبہا ولا تحلف

لا اطهر ولا ازکی من لم یعلم ولا تشهد ما لا یعنی منك ولو یحفظ علیك ولم یفقه الیه
قلبك فانی واقف باهل الشهادة علی شهاداتهم یوم القیمة فاسالهم عنها ولا تحسد الناس
علی ما اتیهم من فضلی ورزقی فان الحاسد عدو نعمتی ساخط لقسمتی ولا تزن ولا تسرق
فاحجب عنك وجهی واغلق دون دعوتك ابواب السموات ولا تذبح لغیری فانه لا یصعد
الی قربات الا ما ذکر علیه اسمی ولا تغدرن بحلیلة جارك فانه اکبر مقتا عندی واحب للناس
ما تحب لنفسك واکره لهم ما تکره لنفسك والسلام علیك ورحمتی وبرکتی۔ یہ کلمات عشر
کہ ثعلبی نے عرائس القصص میں جسطرح لکھے ہیں اور حضرت واجب تعالے نے ان کلمات کے مضمون کو
تین آیتوں قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے قولہ تعالے قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا به
شیئا وبالوالدین احسانا ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاهم ولا تقربوا
الفواحش ما ظهر منها وما بطن ولا تقتلوا النفس التی حرم الله الا بالحق ذلکم وصکم به
لعلکم تعقلون ۝ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی هی احسن حتی یبلغ اشده واوفوا الکیل و
المیزان بالقسط لا تکلف نفسا الا وسعها واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربی وبعهد الله
اوفوا ذلکم وصکم به لعلکم تذکرون ۝ وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل
فتفرق بکم عن سبیله ذلکم وصکم به لعلکم تتقون یعنی کہ آؤ پڑھوں جو حرام کیا ہے پروردگار
تمہارے نے اوپر تمہارے یہ کہ نہ شریک لاؤ ساتھ اوسکے کچھ اور ساتھ ماں باپ کے احسان کرنا اور مت
مار ڈالو اولاد اپنی کو ڈر افلاس کے ہم روزی دیتے ہیں تمکو اور اونکو اور مت نزدیک جاؤ بےحیائیوں کے
جو کچھ ظاہر ہے اونمیں اور جو کچھ چھپا ہے اور مت مار ڈالو اوس جی کو کہ حرام کیا ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے
یہ بات نصیحت کرتا ہے تمکو ساتھ اوسکے تو کہ تم سمجھو اور مت جاؤ پاس مال یتیم کے مگر ساتھ اس طرح کے کہ وہ بہتر
ہے یہاں تک کہ وہ پہونچے جوانی اپنی کو اور پورا ماپو اور تول ساتھ انصاف کے نہیں تکلیف دیتے
ہم کسیکو مگر موافق طاقت اوسکی کے اور جب بات کہو پس انصاف کرو اور اگرچہ ہو صاحب قرابت اور ساتھ
عہد اللہ کے وفا کرو یہ بات نصیحت کرتا ہے تمکو ساتھ اوسکے تو کہ تم نصیحت پکڑو اور یہ راہ میری سیدھی ہے پس
پیروی کرو اوسکی اور مت پیروی کرو اور راہوں کی پس متفرق کردینگے تمکو راہ اوسکی سے یہ بات ہے کہ نصیحت کرتا ہے
ساتھ اوسکے تو کہ تم بچو یعنی احکام در وقت آدم اور ماہ تشرین الاول کہ ساتواں مہینہ سال کا ہے عمر حضرت موسی
سے تھا فرمان ربانی صادر ہوا کہ صندوق بناویں اور الواح کہ کلمات عشر پر مشتمل ہیں اوس میں رکھیں اور اوس
صندوق پر ایک قبہ کہ تیس گز جسکا طول اور دس گز عرض ارتفاع ہو طیار کریں اور گرد اوس قبہ کے ایک سائبان
کہ تین گز طول ہو اور پچاس گز عرض اور پانچ گز بلند کھینچیں اور بعد اتمام اور تکمیل اوسکے تولیت مہمات وحجابت
صندوق وسائر پردہ وقبہ حضرت ہارون اور اولاد ہارون کو تفویض کریں چنانچہ حضرت کلیم اللہ نے حکم دیا اور

صندوق طلائی احمر کا بنایا اور قبہ و خیمہ کا ہفت رنگا و سبز بصد آرائش اوسکے ستر پردہ زرنگار افراشتہ کیا اور مجموع
آلات و اوانی چاندی اور سونیکے ترتیب دیے اور اون سب کو جواہر زواہر سے مرصع کیا اور اوس خزانہ الواح
کا صندوق الشہادت اور قبہ کا ہیکل اور ستر پردونکا الواح القدس اور مقام ہارون نام رکھا اور ائمہ اور
خلفا ہارونکو اوس ستر پردونکی حوالی ہیکل پر مجاور مقرر کیا اسی طرح مقامات بزرگ او محل عتبات ستر
پر خادم اور نگہبان مقرر کیے اور جب تمام بیت المقدس بموجب فرمان حضرت قدوس فراغت پائی تو ایک
نور ساطع آسمان سے نازل ہو کر اوس قبہ اور سرادق پر محیط ہوا اور شعشعہ شمع اوس نور کا اس مرتبہ ہوا کہ
کسی مخلوق کو سوا حضرت موسی و ہارون کے درمیان دخول اور خروج میسر نہوتا تھا اور شعاع نور قبہ نسبت
بہ ضیائی نور مہر پردہ زیادہ تھا اور تمام ماہ آزار کی حضرت موسی نے بنی اسرائیل کو کہا کہ قربانی کریں اور بنفس نفیس
ہفتہ آخر میں آپ بھی قربانی کی اور تا آخر ماہ آزار اہتمام اس امر مہم میں قیام کیا ہر گاہ کہ ساتوان روز کہ غرہ نیسان
تھا طالع ہوا کلیم اللہ نے حضرت ہارون کو امامت و خلافت بخشی اور انجام اوس مہم کو بسبب وصیت بطنا بعد بطن
مقرر کیا اور رشتی قنادیل و منقل و مجمر و بخور اور تولیت قربان اور لباس و ملابس مفوض بر اصحاب مشورہ کیا
اور تمام بنی اسرائیل کو اس امر پر گواہ پکڑا اور کہا کہ جو خونریزی کریں اور خلاف کریں ہارونکا اور اونکی اولاد کو اونکا خون
مباح ہوگا اور پھر قربانی عظیم کی اور اوسوقت ایک آگ روشن آسمان سے اوتری اور سب کو کھا گئی لہذا یہود اوس دن
کی تعظیم اور فضائل بہت کرتے ہیں اور کہتے ہیں روز یکشنبہ کہ ابتداے خلقت عالم وہی دن تھا اور اول ہفتہ اور غرہ
ماہ اول سال ہے اور پہلا وہ روز ہے کہ آدمی جمع ہو کر بزیارت بیت المقدس حاضر ہوے اور وہ اول روز ہے کہ بنا بر
ولایت و خلافت ہارون کے قربانی کی اور آگ نے اوتر کر تمام قربانی کو احاطہ کیا اور جب بنی اسرائیل نے اس روز
شادی اور خوشی بہت سی ظاہر کی اور ہارونکو بھی کمال عنایت امانت اور نہایت جمعیت انکی متواصل ہوئی تھی
لاجرم حادثہ عظیم کہ موجب خوف اور اندوہ بیشمار تھا ظاہر ہوا صورت واقعہ اوسکی یہ ہے کہ دو پسران ہارون کی
کہ شائستہ ولیعہدی تھے اوسوقت کہ آسمان پر سے آگ اوتر کر سب قربانی کھا گئی تھی باادب تمام باپ پاس آنکر
دستوری چاہی کہ مجمر بخور مجلس میں رکھیں اور بعد حصول اجازت آگ اور قدرے آگ سوا آتش بیت المقدس
لائے اور بالا بخور رکھی اور اوسیوقت اوس مجمر میں سے دہوان اوٹھ کر اونکے دماغ میں پہونچا اور ظاہر سے گذر کر بطن
میں اون دونون نے زادونکے سرایت کی اور اونکو جلادیا اور حضرت موسی و ہارون اور سب بنی اسرائیل قوم
اس حال پر ملال سے مضطرب و محزون ہوے آخر الامر دونون کو مع جامہ اور ملبوسات دفن کیا اور دوسرے
دن ہارون نے اپنے فرزندونکو کہ بالعازر نام تھا ولیعہد کیا اور اوسیدن عاشیل بن راحیل مارا گیا کہ قصہ اوسکا
فصل آٹھوین میں مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی اور تفسیر مواہب علیہ میں سورہ طہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ سامری نام
ایک مرد تھا قبیلہ سامرہ سے بزرگترین بنی اسرائیل اور بعضے کہتے ہیں کرمانی تھا اور قوم بنی اسرائیل میں
نہ تھا بلکہ جماعت گوسالہ پرستون میں سے تھا اور اوسکو حضرت موسی بن مظفر کہتے تھے اور صحیح تر یہ ہے

کہ بنی اسرائیل مین سے تھا اور جب کہ فرعون انکے لڑکون کو ہلاک کرتا تھا پیدا ہوا تھا چنانچہ اسکی مان نے پیدا ہوتے ہی
اسکو دریای نیل کے کنارے پر ڈالدیا تھا ایک تفسیر مین اور معالم مین لکھا ہی کہ اسکو ایک غار مین رکھ دیا تھا
حق تعالی نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا تا اوسکو پرورش کرین اور کھانا پینا اوسکو پہونچاوین اوس سبب سے
وہ حضرت جبرئیل کو پہچانتا تھا اور دن غرق ہوکر فرعونیون کے حضرت جبرئیل کے گھوڑے کے سم کے نیچے سے مٹھی
خاک کی اوٹھاکر محافظت سے رکھ چھوڑی تھی اور ایک قول یہی اسطرح ہے کہ غرق ہونیکے دن اسنے ایک
سوار کو دیکھا تھا کہ جب کسکا گھوڑا قدم اوٹھاتا تھا تو اوسکے سم کے نیچے سبزہ نکلتا نمی اوگتی تھی چونکہ وہ مرد
زیرک اور عقلمند تھا جانا کہ یہ سوار جبرئیل علیہ السلام ہے کہ حضرت موسی کی مدد کیواسطے آیا ہی ایک مٹھی خاک
کی اوس گھوڑے کے سم کے نیچے سے اوٹھاکر رکھ چھوڑی تاانکہ جب حضرت موسی کوہ طور پر گئے سامری حضرت
ہارون کے پاس آیا اور کہا قدرے اسباب اور لباس کہ قبطیون سے عاریۃً لیا تھا ہمارے پاس ہے اور ہمکو
اوس مین تصرف کرنا ناروا ہے اور مین دیکھتا ہون کہ بنی اسرائیل بیچتے ہین اور خریدتے ہین اور دیانت
وبال الہی کی کوشش نہین کرتے ہین حضرت ہارون نے کہا کہ سب کو جمع کرو اور سامری سے کہا کہ لاؤ اوسکو
بامانت رکھ چھوڑ سامری اوسکو اپنے تحت تصرف مین لایا اور ایک قول سے سامری نے ہارون سے
کہا کہ سب کو یکجا کر کر اوسے آگ مین ڈال کر گداز کرکے رکھ چھوڑنا اچھا ہے حضرت ہارون نے کہا بہتر
سب لاکر ایک حفیرہ مین ڈال کر آگ روشن کرو اور سامری نے کہ زرگری یعنی کام سنار کا ماہر تھا سبکو گلاکر
قدرے وہ خاک کہ حضرت جبرئیل کے گھوڑے کے سم کے نیچے سے اوٹھائی تھی اوسپر ڈالدی اور پھر اوسکو ایک قالب مین
ڈالکر ایک گوسالہ یعنی گای کا بچہ بنایا اور بیان ہے کہ وہ زندہ ہوگیا اور گوشت اور پوست اوسپر پیدا ہوا اور آواز
کرنیلگا اور بعضے کہتے ہین وہ زندہ نہین ہوا اوسیطرح اور وضع پر کہ قالب مین بنایا تھا رہا اور پہلے بنانے
سے سامری نے بنی اسرائیل سے کہا تھا مین تمکو موسی کا خدا دکھاتا ہون بشرطیکہ میری اطاعت اور تابعداری کرو
انھون نے قبول کیا تھا جب وہ گوسالہ بنا چکا تو سامری نے کہا کہ یہ موسی کا خدا ہے کہ جسکی طلب کیواسطے طور پر
گیا ہے کہتے ہین کہ چار دانگ بنی اسرائیل نے گرد اوسکے ہوئے ہین اوسکو سجدہ کیا اور پوجا کیا آیت
واتخذ قوم موسى من بعده من حليهم عجلا جسدا له خوار الم يروا انه لا يكلمهم ولا يهديهم سبيلا
اتخذوه وكانوا ظالمين یعنی اور پکڑا قوم موسی کی نے پیچھے اسکے گہنون اونکے سے بچھڑا ایک دھڑ کہ تھا بیچ اوسکے
کو واسطے اسکے آواز یعنی گائی کی کیا نہ دیکھا تو نے کہ وہ نہ بولتا ہی اونسے اور نہ دکھاتا ہے اونکو راہ پکڑ لیا
اوسکو اور تھے ظالم اور تفسیر معالم اور زاہدی مین لکھا ہی کہ چھ لاکھ بارہ ہزار آدمی سلامت رہے اور ساری
قوم نے سوا انکے اوس گوسالہ کو پوجا حضرت ہارون نے انسے کہا ای قوم تم اس گوسالہ پرستی مین گمراہ
مبتلا ہوے اس خدا کی عبادت چھوڑ کر جسنے تمکو پیدا کیا اور وہ خالق زمین و آسمان ہے اب بھی میری پیروی کرو
اور خدا کے دین پر ثابت قدم رہو اور توبہ کرو انھون نے کہا ہم جبتک کہ موسی پھرکر ہمارے پاس نہین آئینگا

اور ہم نہ دیکھ لینگے کہ وہ گوسالہ پرستی کرتا ہے یا نہیں اسکی پرستش نہ چھوڑینگے کیونکہ سامری نے ہمکو کہدیا
یہی موسیٰ کا خدا ہے کہ جسکی تلاش میں وہ پھرتا ہے اور مواہب علیہ میں سورہ اعراف میں تحت آیت
ولما رجع موسىٰ الى قومه غضبان اسفا قال بئسما خلفتمونى من بعدى اعجلتم امر ربكم والقى
الالواح واخذ براس اخيه يجره اليه لکھا ہے اور جب پھر آیا موسیٰ طرف قوم اپنی کے غصے سے
پچتاتا ہوا کہا برا ہے جو کچھ جانشینی کی تمنے میرے پیچھے میری کیا شتابی کی تمنے حکم رب اپنے سے اور ڈالدی
تختی اور پکڑا سر بھائی اپنے کا کھینچتا تھا اوسکو طرف اپنے۔ لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ کوہ طور سے
اپنی قوم کے پاس آئے تو اس قصہ نا مرضیہ سے خبر پائی اور صحیح یہ اسطرح پر ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ
کو کوہ طور پر خبر دی کہ تیری قوم اب گوسالہ پرست ہو گئی اور سامری نے اونکو گمراہ کردیا ہے اور مواہب علیہ
میں سورہ طہ میں لکھا ہے کہ جب چالیس دن گذر گئے تو حضرت موسیٰ نے اُن لوگوں کو لیکر وہاں سے بازگشت کی
اور خشمگین اور اندوہناک انکے عمل ناشائستہ سے تھے جب اپنی قوم میں پہونچے آواز جوش و خروش اونکی سنی
کہ گرداگرد گوسالے کے دف بجاتے ہیں اور ناچتے ہیں عتاب آغاز کیا اور ازروے ملامت کہا اے گروہ
کیا نہیں وعدہ کیا تھا کہ تمھارا آفریدگار تمکو کتاب دیگا اور میں اوسکی طلب کو گیا تھا آیا دراز ہوا تمپر زمانہ
مفارقت کا چالیس دن سے کہ وعدہ کیا تھا اور اوسی وعدہ پر پھر میں آیا چاہتے ہو کہ نازل ہو عذاب خدا تمپر
تمنے بہت برا کیا افسوس کہ چیز باطل کے ساتھ مشغول ہوے اور حق سے غافل ہوکر شیطان گمراہ ہوکر اسکی
عبادت سے باز رہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ازروے غضب اون لوحوں کو پھینکدیا اور ایک
روایت سے پھینک نہیں دیا لیکن دونوں ہاتھوں سے جلدی سے زمین پر رکھدیا جیسا کہ کوئی پھینکدیتا ہے
اور تفسیر مدارک التنزیل میں لکھا ہے کہ اونکو ڈالدیا کہ وہ ٹوٹ گئیں چھ حصہ اور جو کچھ کہ اوسپر لکھا ہوا تھا اور وہ تفصیل
ہر چیز کی تھی اونکو فرشتے آسمان پر لیگئے اور ایک حصہ کہ اسپر ہدایت اور رحمت لکھی تھی باقی رہی اور معالم
میں لکھا ہے کہ باقی رہی اور چیز کہ اوسمیں موعظت اور حدود و مناہی اور بیان احکام حلال اور حرام
تھا اوسوقت حضرت کلیم اللہ نے واسطے پاسبانی دین ربانی کے غایت غضبناکی سے ایک ہاتھ میں
حضرت ہارون کی پیشانی اور ایک ہاتھ میں داڑھی پکڑکر اپنی طرف کھینچی اسواسطے کہ یہ گمان تھا کہ حضرت
ہارون نے قوم کو گوسالہ پرستی سے منع نہ کیا یا تقصیر اور تاخیر مخالفت میں واقع ہوئی پھر کہا اے ہارون
کس چیز نے تجھکو باز رکھا کہ اونکو گمراہی سے مانع نہ آیا اور انکو غضب خدا سے نہ ڈرایا اور کون مانع تھا کہ اسلئے
کیلیے میرے پاس نہ پہونچا حضرت ہارون نے کہا کچھ میری تقصیر نہیں ہے اس قوم نے مجھکو تنہا اور بیچارہ پاکر
برائیاں کیں اور نزدیک تھا کہ مجھکو مار ڈالیں تا جا بسبب غلبہ خوف کے میں انکے ساتھ مقابلہ نہیں کیا اور
انکو چھوڑکر اسلیے میں تمھارے پاس نہیں آیا کہ مبادا تم کہتے کہ بنی اسرائیل کو اکیلا کیوں چھوڑا اور کسواسطے میری کہنے کو
یاد نہ رکھا کہ اصلاح اور ہدایہ کام کرتا رہتا اور مجھکو اہانت نہ پہونچا اور میرے دشمنوں کو خوشحال نہ کرنا اور تفسیر انوار میں سورہ

آیت قال یابن ام لا تاخذ بلحیتی ولا براسی انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی
اسرائیل ولم ترقب قولی یعنے کہا اے بیٹے ماں میری کے مت پکڑو داڑھی میری اور سر میرا تحقیق
مین ڈرا یہ کہ کہے تو جدائی ڈالدی درمیان بنی اسرائیل کے اور نہ انتظار کیا میری بات کا۔ لکھا ہے کہ حضرت
ہارون نے ازروی استعطاف اور حضرت موسی کے دل ملائم ہونے کے لیے کہا ای میری ماں کے بیٹے کیونکہ
حضرت موسی حضرت ہارون کی ماں اور باپ کے بیٹے تھے اور بعضے کہتے ہین حضرت موسی ہارونکی ماں کے بھائی
تھے اور جمہور اس امر پر ہین کہ دونون ایک ماں اور باپ سے تھے اور مدارک اور جلالین مین سورہ اعراف
مین تحت آیت والقی الالواح واخذ براس اخیہ اور ڈالدی تختی اور پکڑا سر بھائی اپنے کا درج کیا
ہے کہ تین برس بڑے تھے اور انوار التنزیل مین سورۂ مریم مین بیچ آیت ووھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ہارون
نبیا اور دیا ہمنے مہربانی اپنی سے بھائی اوسکا ہارون پیغمبر اور معالم مین سورہ طہ در ذیل آیت
واجعل لی وزیرا من اھلی ھرون اخی اور کہا واسطے میرے وزیر اہل میرے سے ہارون بھائی میرا
ایراد کیا ہے کہ حضرت ہارون حضرت موسی سے چار برس بڑے تھے حضرت موسی نے یہ عذر حضرت
ہارون کا قبول کیا اور کہا ای پروردگار میرے بخش مجھکو اس عمل سے کہ بڑے بھائی کے ساتھ مین
کیا یا اس سے کہ لوحین مین نے پھینکدین اور بخش میرے بھائی کو اگر اوس سے تقصیر وقوع مین آئی ہو
منع کرنے انکے مین اور پھر سامری کیطرف منہ کر کر کہا کہ کیا امر مذموم تجھ سے سرزد ہوا اور نہایت غضب اور
غصہ کیا چاہا کہ اوسکو مار ڈالین وحی آئی کہ اسکو ہلاک نکرو اسمین صفت سخاوت غالب ہے چونکہ اسکی سخاوت
خلق کو نفع پہونچتا ہے اسکو حیات کے نفع سے باز نہ رکھنا چاہیے اسوقت حضرت موسی نے اس گوسالے کو
جلا کر اور راکھ کر کر موافق اس قول کے کہ اسکا گوشت اور پوست اور ہڈیان تھین یا یہ کہ اسکے سوہان سے ریزہ
ریزہ کر کر باختیار اوس قول کے کہ جسم زرین تھا بے حیات دریا مین ڈلوا دیا اور سامری سے کہا کہ
اپنے معبود کو کہ ہمیشہ اوسکی پرستش کرتا تھا اور وعدہ عذاب کا کہ خاص تیرے واسطے ہے آخرت مین
کسیطرح خلاف اوسکے نہوگا او تجھکو پہونچیگا اور جو کہ خدا تعالی نے مجھکو تیرے قتل سے منع کیا ہے بہتر یہی
ہے تو یہان سے باہر چلا جا کہ تیرے واسطے تیری زندگی مین یہ عقوبت ہے کہ کوئی تیرے پاس آوے اور تجھکو
مس کرے تو کہے کہ مجھسے دور رہو اور اسواسطے یہ امر ہوگا کہ جس سے تو مس کرے تجھکو اور اوسکو بخار چڑھتا ہوگا
پس آدمی اوس سے گریزان تھے اور وہ تنہا وحشیون کیطرح جنگلون مین سرگردان پھرتا تھا اور جسکو دور سے
دیکھتا تھا کمال مبالغہ سے کہتا تھا کہ میرے پاس نہ آنا اور مدارک مین لکھا ہے کہ جماعت کا اولاد سامری سے
اس زمانے تک یہی حال موجود ہے اور انوار التنزیل مین در ذیل آیت واذ قال موسی لقومہ یا قوم انکم ظلمتم
انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم عند بارئکم فتاب علیکم انہ ھو التواب الرحیم
اور جسوقت کہا موسی نے واسطے قوم اپنی کے ای قوم میری تحقیق تم نے ظلم کیا جانون اپنی ساتھ پکڑنے بچھڑا

بچھڑے کو پس توبہ کرو طرف پیدا کرنیوالے اپنے کی پس مارو جانون اپنی تو یہ بہتر ہے تمکو نزدیک پیدا کرنیوالے تمہارے
کے پس پھر آیا اوپر تمہارے تحقیق تو ہی ہے پھر آنے والا مہربان لکھا ہے کہ جب گوسالہ زندہ نہ رہا اور حضرت کلیم اللہ
کیا اوسیکو نابود کرنے سے کچھ آزار نہ پہونچا تو سب کو یقین ہوا اوسکا کہ جو وہ گوسالہ بسبب اغوائے شیطان کے
تھا اور اوسکی پرستش کرنیوالے سو سامری کے عذاب ہوا سب بنی اسرائیل عبادت کرنے گوسالہ سے پشیمان ہو
اور کہنے لگے کہ اگر پروردگار ہم پر رحمت کرے اور ساتھ قبول کرنے توبہ کے ہمکو نہ بخشے بخدا کہ ہووینگے ہم زیانکارون
اور ہلاک ہونیوالون سے پھر حضرت موسی نے دعا مانگی انکو کہا کہ قبول توبہ منحصر اسپر ہے کہ تم اپنے قتل نفسون پر بخوشی
راضی ہو انھون نے رضامندی دی اور جب اشارہ کلیم اللہ جنگل میں گئے اور دونا نو بیٹھ کر سر ڈال دیا حضرت
ہارون نے بارہ ہزار آدمیونکو ہمراہ لیکر بکفر تیغ بیدریغ صبح سے دو پہر تک ستر ہزار آدمیون کو قتل کیا تب
توبہ انکی قبول ہوئی اور رواہے علیہ بین ورذیل قولہ تعالی وما اعجلک عن قومک یا موسیٰ اور کسی تفسیر ثانی میں الانا
قوم تیری گو اے موسی لکھا ہے کہ بعد ہلاک ہونے فرعون کے حضرت موسی نے استدعا کی کہ ہمارے واسطے توریت
شریعت اور قواعد ملت اور احکام ملت معین کرو حضرت موسی علیہ السلام نے اس باب میں حضرت رب الارباب
سے مناجات کی خطاب پہونچا کہ جماعت بنی اسرائیل کی ساتھ کوہ طور پر آ تجکو ایک کتاب جامع احکام شرع دونگا
حضرت موسی ستر آدمی بزرگ قوم ہمراہ لیکر متوجہ جانب طور ہوئے جب نزدیک پہونچے قوم کو چھوڑ غایت اشتیاق
کلام اور پیام باری تعالی کی پہاڑ پر گئے خطاب پہونچا کہ کونسا امر باعث شتابی ہوا کہ تو پہلے آیا اپنے گروہ سے
حضرت موسی نے کہا وہ بھی میرے پیچھے پیچھے آتے ہیں اور جلد پہونچتے ہیں اور میں سو واسطے جلدی سے آیا کہ تو مجھ سے
خوش اور راضی ہووے کسواسطے کہ جلد بجالانا احکام کا موجب رضامندی کا ہوتا ہے اور رواہے علیہ بین تفسیر قولہ
تعالی میں واختار موسیٰ قومہ سبعین رجلا لمیقاتنا اور چن لیے موسی نے قوم اپنی سے ستر مرد واسطے وعدہ ہمارے
کے نقل کیا ہے کہ حضرت رب العزت سے فرمان ہوا کہ اے موسی ایک جماعت بہتر قوم بنی اسرائیل کو اپنے ساتھ کوہ
طور پر لا تا پرستش گوسالہ اور اوس گمراہی سے عذر کریں حضرت موسی ستر آدمی کو لے گئے اور ایک قول ہے
اسطرح پر ہے کہ جہلائے بنی اسرائیل نے کہا کہ خدا تعالی نے حضرت موسی کو ساتھ کلام خاص کے ممتاز کیا واسطے
رفع اس اشتباہ کے حق تعالی نے فرمایا تھا کہ جماعت منتخب اپنی قوم میں سے لا اور وہ اس پہاڑ پر اوپر تا
پھر کلام سنیں حضرت موسی ستر آدمیوں کو اپنے ہمراہ لیگئے اور جب طور پر پہونچے ایک ابر دیکھا کہ درمیان
انکے اور حضرت موسی کے حائل ہے اور حضرت موسی علیہ السلام اوس ابر کے بیچ میں گئے اور وہ سب
سجدے میں گر پڑے اور حق تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ کلام فرمایا اور امر و نہی اور وعدہ
وعید کیا جب وہ ابر برطرف ہوا حضرت موسی علیہ السلام باہر آئے اور کہا سنا تمنے کلام پروردگار
کا اونھون نے کہا ہمنے کلام تو سنا لیکن متکلم یعنی کلام کرنے والے کو نہیں دیکھا ہم اوس وقت
ایمان لاوینگے اور خدا کے متکلم کو برابر آنکھوں کے العین دیکھینگے ہنوز تمام یہ کلام نہ کرنے پائے تھے

کہ صاعقہ ظاہر ہوا اور سب کو جلا دیا اور ایک قول یہ ہے ایک آواز مہیب پیدا ہوئی اور اوسکے ہول سے
سب ہلاک ہوے اور بعضی کہتے ہیں کہ لرزہ انکے تمام بدن میں پیدا ہوا اس مرتبہ کہ بند اور پیوند انکے تمام
اعضا کے جدا ہوگئے اور مرگئے آیت فلما اخذتہم الرجفة قال رب لو شئت اہلکتہم من قبل وایای
اتہلکنا بما فعل السفہاء منا یعنی پس جب پکڑا انکو زلزلہ نے کہا موسی علیہ السلام اے رب
میرے اگر چاہتا ہے تو ہلاک کرتا انکو پہلے اس سے اور مجھکو بھی کیا ہلاک کرتا ہے تو ہمکو ساتھ اوس چیز کے
کیے بیوقوفوں نے ہم میں سے اور تفسیروں میں یہ لکھا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے یہ خیال سنا یہ
کیا ڈرے کہ بنی اسرائیل سمجھیں گے کہ انکے قتل کے ساتھ متہم ہونگا اسلیے یہ دو کلمہ کہا اگر تو چاہتا تو انکو
ہلاک کرے تو پہلے اسکے قوم سے ہلاک کرسکتا تھا کیا ہلاک کرتا ہے تو ہمکو بسبب اس امر کے کہ ہوا ہے
سے میری قوم نے کیا ہے یعنی عبادت گوسالہ یا دلیری اور طلب دیکھنے تیرے کے دنیا میں قولہ تعالی
ان ہی الا فتنتک تضل بہا من تشاء وتہدی من تشاء انت ولینا فاغفر لنا وارحمنا وانت
خیر الغافرین واکتب لنا فی ہذہ الدنیا حسنة وفی الاخرة انا ہدنا الیک
یعنی نہیں ہیں کہ جو انکے گرفتار ہے آزمایش اور بلا کرنا تیرا یعنی آزمایش تیری کہ انکو کلام اپنا سنوایا کہ انہوں نے تیری
کیفیت کی طلب کی اور گوسالہ میں آواز ظاہر کی کہ اوسکے سبب سے گمراہ کرتا ہے تو ساتھ اوس بلا کے جسکو چاہتا ہے
تو کہ گمراہ ہووے اور راہ راست دکھاتا ہے جسکو چاہتا ہے راہ راست پر تو ہے عفو کرنیوالا اور بخشش کرنیوالا اور رحم کرنیوالا ہے تو بہتر
آمرزندگان ہے اور کہتے ہیں کہ گستاخی عاشق کی عالم بے اختیاری میں ترک ادب نہیں ہے بلکہ عین ادب ہے اور نقل
کرتے ہیں کہ جب حضرت موسی علیہ السلام حیران ہوے اور روئے اور کہا خداوندا میں بنی اسرائیل سے کیا کہوں
کہ برگزیدگان قوم کیا ہوئے حق سبحانہ تعالی نے پھر انکو زندہ کردیا اور بعضی نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل بعد نازل
ہونے توریت کے سرکش ہوے اور کہا احکام اس کلام کے کمال دشوار ہیں ہمسے نہیں ہوسکتے کہ ہم مانیں تب
حق تعالی نے کوہ طور کو فرمایا کہ اپنی جگہ پر سے اوٹھکر انکے سر پر کھڑا ہو گیا اور انکے آگے آگ روشن ہوئی
اور پیچھے دریا ذخار پیدا ہوا جب انہوں نے بھاگنے کی جگہ نہ دیکھی سجدہ میں گرے اور پھر حق تعالی نے فرمایا جو کچھ
کہ ہمنے عطا کیا تمکو احکام سے سجدہ جد قوی اور یاد کرو ہمیشہ جو کچھ کہ اس میں ہے ثواب اور عقاب سے انہوں
نے قبول کیا اور قصد اوٹھا لینے اوسکا یعنی کوہ کو انکے سر پر سے اوٹھا لیا اور اوس آتش شعلہ انگیز کو
اطفا بخشا کہ دریاے ذخار کو برطرف کیا فصل سالویں قصہ قارون ملعون میں قولہ تعالی ان قارون
کان من قوم موسی فبغی علیہم تحقیق قارون تھا قوم موسی کی سے پس سرکشی کی اوپر
انکے تفسیر جامع اور معالم التنزیل اور مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ بقول محمد بن اسحاق قارون حضرت
موسی علیہ السلام کا چچا تھا اور بقول دیگر حضرت موسے کے چچا کا بیٹا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت
موسی کی بہن کا بیٹا تھا اور صحیح تر یہ ہے کہ چچا کا بیٹا تھا اور انکا مخبر نہ تھا یعنی حضرت موسے

علیہ السلام کا بہنوئی بھی تھا اور زبان عبرانی مین اسکو قارون بھی کہتے ہین اور بنی اسرائیل مین مالدار اور
صاحب جمال زیادہ تھا اور نہایت خوبی اور نہایت خوبصورتی سے کہ اسکے منہ پر نور تھا اسکو منور کہتے تھے
اور توریت کو اس سے بہتر کوئی نہ جانتا تھا اور جب اسکو تونگری حاصل ہوئی اسکا حال دگرگون اور متغیر ہوا اور
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر ستم کرنے لگا اور چاہا کہ سب تحت حکومت ہووین اور اس معنی سے غافل رہا
کہ یہ انجام مین موجب بے سعادتی اور بے دولتی کا ہے کہتے ہین کہ فرعون نے بعون نے اسکو بنی اسرائیل
پر حاکم کیا تھا اکثر ظلم کرتا تھا اور تکبر حد سے زیادہ رکھتا تھا اور جامہ ہای رنگین و دیبا حرام سے پہنتا تھا اور وہ
اتنے لنبے اور دراز کرتا تھا کہ زمین پر گھسیٹتے جاتے تھے اور سبب کثرت مال بعضے کہتے ہین کہ حضرت
یوسف علیہ السلام کے خزانون پر واقف اور آگاہ تھا اونکو نکال لیا اور بعضے کہتے ہین یہ فرعونکا خزانچی
تھا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعونکو ہلاک کیا تو وہ خزانہ اسکے پاس رہا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت
موسیٰ نے اپنی بہن کو کیمیا گری سکھائی تھی اور اکثر اس امر پر ہین کہ جب حضرت موسیٰ کو فرمان آیا کہ توریت
کو سونے پر لکھتا اسکی تعظیم خلق مین زیادہ ہو حضرت موسیٰ نے کہا کہ الٰہی میرے پاس تو نہین
کہان سے لاؤن حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو کیمیا گری سکھائی اور تین دوائین نسخہ اکسیر کی بتائین
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنظر اخفا یہ چاہا کہ جدا جدا بازار سے چیزین طلب کرین تا کوئی اسکی ترکیب
عجیب کیمیا سے واقف نہو اسواسطے آنحضرت نے ایک دوا یوشع سے کہ شاگرد اور خادم تھا منگوائی
اور ایک دوا اور سے کہ شاگرد اور خادم تھا منگوائی اور ایک دوا کالب سے کہ اولاد یہودا مین سے
تھا اور ایک دوا قارون سے ولیکن قارون کہ نہایت زیرک اور رمز شناس تھا انکے خفیہ کہنے سے اُن
دونون کے اندروسہ تفرس سمجھا تا کہ اس پوشیدگی مین کوئی حکمت ہے پہلے اسنے یوشع اور بعد
کالب سے فریب دیکر وہ دونون دوائین پوچھ لین کہ کامل نسخہ حاصل ہوگیا اور پھر اوسکے بنانے کی
ترکیب کا تفحص کیا آخر الامر کسی بہانے سے وہ بھی اسنے دیکھا کہ اوسیطرح ہرتا نبے کا سونا بنایا
کہ اس کیمیا گری سے بہت مالا مال ہوگیا اور بعضے کہتے ہین کہ فرعون کے غرق ہونیکے وقت حضرت
جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کے نیچے جو گھاس اُگتی تھی وہ کیمیا کی تاثیر رکھتی تھی جب سامری
نے اوٹھائی تھی تو اسنے بھی لیلی تھی اس سے سونا بنایا اور مغرور ہوا ہرچند اوسکی قوم کے مومنون نے ازرو
نصیحت کہا کہ خوش نہو اور مال دنیا کے ساتھ شادی نہ کر کہ دنیا گذران ہے اور یاد رکھ کہ تجکو اس مین سے
فقط کفن نصیب ہوگا دین اور آخرت سے اندیشہ کر اور اس مال و منال کیساتھ مغرور نہو اصلا وہ
مطلقاً نہ سنتا تھا اور کشاف مین تفسیر آیت وآتیناہ من الکنوز ما ان مفاتحہ لتنوء بالعصبۃ اولی القوۃ
یعنی اور دیا تھا ہمنے اسکو خزانون سے اسقدر کنجیان اوسکی بھاری ہوتی تھین ایک جماعت قوت والی
مین لکھا ہے کہ ساٹھ اونٹ قارونکے خزانونکی کنجیان اٹھاتے تھے اور تفسیر مدارک التنزیل مین نقل کیا ہے کہ ساٹھ اونٹ

کنجیان اوٹھاتے تھے اور ہر خزانے اور گنج کی ایک کنجی تھی اور ہر کنجی ایک انگل سے زیادہ نہ تھی اور چمڑے کی کنجیان بنائی تھین تا سبک ہووین اور معالم التنزیل اور تبیان مین لکھا ہے پہلے طغیان اور عصیان کہ اس سے صادر ہوا یہ تھا کہ حق تعالی نے حضرت موسی کو وحی بھیجی تھی کہ اپنی قوم کو کہو کہ ہر شخص چار سبز تاگے اپنی چادر کے چارون کونون مین لٹکاوین حضرت موسی علیہ السلام نے کہا الہی کسواسطے فرمایا کہا اسواسطے بنی اسرئیل آدمی غافل ہین چاہتا ہون کہ ان مین کوئی علامت ہووے کہ جب اوسکو دیکھین تو یاد کرین کہ یہ فرمان خدای تعالی سے عمل مین آیا ہے حضرت موسی نے کہا یارب فرماتا ہے سب چادرین سبز کرلین ایسا نہو کہ یہ اس امر کو حقیر جانین خطاب آیا کہ اے موسی فرمان کی تھوڑی چیز بھی حقیر نہین ہوتی اور ظاہر ہے کہ اگر اندک کام مین میری اطاعت نہ کرینگے تو امر بزرگ مین بھی نہ کرینگے حضرت موسی نے بنی اسرئیل کو حکم الہی سے آگاہ کیا نتیجہ سب نے اسطرح پر کیا مگر قارون ملعون نے تکبر کیا اور فرمان نہ بجالایا اور کہا خدا اپنے بندون کو یہ علامت اسواسطے فرماتا ہے کہ تا اونکو پہچانے اور مواہب علیہ مین سورۂ قصص مین لکھا ہے کہ روایت کرتے ہین کہ قارون حضرت موسی اور ہارون سے حسد اور کینہ دیرینہ رکھتا تھا اسواسطے ایکدن اوس نے کہا کہ منصب رسالت تو نے آپ لیا اور ریاست قربانی اور ذبح کی ہارون کو دی اور میرے لیے کوئی منصب تجویز نہ کیا حضرت موسی نے کہا یہ مین نے اپنی طرف سے نہین کیا خدا نے اسطرح پر فرمایا۔ قارون نے کہا قسم ہے خدا کی کہ مین تجھکو سچا نہین جانتے کا جبتک کہ کوئی دلیل مجھکو نہین دکھائیگا حضرت موسی نے بنی اسرئیل کے بزرگون کو بلایا اور اپنے عصا کو حضرت ہارون کے عصا کے ساتھ رات کو ایک صومعہ یعنی عبادتخانہ مین رکھدیا جب صبح کو دیکھا تو حضرت ہارون کے عصا مین سبز پتے نکلے ہوئے تھے اور وہ بادام کے درخت کا تھا حضرت موسی نے کہا یہ کرامت ہارون کی ہے قارون ملعون نے کہا یہ سب تیرا جادو ہے پھر اوسوقت قارون مع اپنے لوگون کے حضرت موسی سے جدا ہوا اگرچہ نہان و آشکارا بسبب قرابت اور خویشی کے مدارا کرتے تھے اور وہ حضرت موسی کو تکلیف دیتا تھا اور ایک محل بادشاہانہ بنایا تھا کہ اسی گز بلندی رکھتا تھا اور دروازے اوسکے سونے کے تھے اور دیوارین بھی سونے کی تختون کی اور نہایت اوسپر میناکاری کی تھی اور تکیہ گاہ اور فراش مکانات نشستگاہ دیبا اور اطلس زیبا سے آراستہ کیا اور اشراف بنی اسرئیل کو بلایا تھا اور اونکے ساتھ کھانا کھاتا تھا اور وہ ہر طرح کی باتین کرتے اور خوشامد سے حضرت موسی پر ہنستے تھے غرض حریصون کی دنیا کے لالچ کے واسطے اسطرح کی حرکتین ہوتی ہین۔ مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ ایکدن قارون خچر پر زین زرین رکھکر اور جامہ پہنکر اور چار ہزار سوار بلباس ارغوانی آراستہ اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا اور کشاف مین لکھا ہے کہ نوے ہزار آدمی گلناری لباس پہنے ہوئے اور ایک جگہ روایت مین ہے کہ ہزار لونڈیان سفید خچرون پر با زین زرین اور جامہ ارغوانی اور موزہ ہای سفید آراستہ و پیراستہ تھین القصہ سبب اوسکے پیرو رنجے ایذا سے حضرت موسی تھی تا آنکہ حکم زکوۃ نازل ہوا اور باوجود اس امر کے کہ اوسکو دسوان یا چوتھا حصہ اموال کا دینا چاہیئے تھا اور مال بیشمار تھا

رکہتا تہا لیکن حضرت موسیٰ نے بفرمان الٰہی نظر بونور طبع اسکے تخفیف اوسپر کی اور کہا ہر ہزار دینار سے
ایک دینار دے قارون نے حساب کیا تو یہ بھی مبلغ خطیر نکلے بخل اور خست مانع ہوئی ایک جماعت نے
بنی اسرائیل کو جمع کیا اور کہا جو کچھ موسیٰ نے کہا تمنے مانا اور اب وہ چاہتا ہے کہ تمہارا مال لے لیوے
اونہون نے کہا تو ہمارا مہتر ہے کیا کہتا ہے کہا مین چاہتا ہون کہ اوسکو قوم کے درمیان مین رسوا
کرون تا کوئی اوسکا کلام نسنے اور اوسکے کہنے پر عمل نہ کرے اور بے اعتبار ہی سکے لیے مین ایک
حیلہ راست کیا کرتا ہون اس امر کی تحسین کی چنانچہ اوسنے ایک عورت فاجرہ کو طلب کیا اور کچھ دیا یا ہزار دینار
یا ہزار درہم یا ایک طشت دیکر آمیختہ کیا کہ بحضور خاص و عام اقرار اسبات کا کرے کہ موسیٰ نے اوسکے ساتھ زنا کیا
ہے دوسرے دن اپنے گہر مین بنی اسرائیل کو جمع اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آنکر کہا کہ آدمی جمع ہوئے ہین
اور امیدوار ہین کہ آپ تشریف لیجائیں اور مجلس کو زیب و زینت دیوین اور حضرت پند اور نصیحت فرماوین حضرت
حضرت موسیٰ آئے اور منبر پر بیٹھکر احکام توریت بیان کیے کہ جو کوئی چوری کرے اوسکا ہاتھ کاٹنا چاہیے اور جو
کوئی زنا کرے اگر غیر محصن ہووے تو سو تازیانے لگانے واجب ہین اور اگر محصن ہووے تو سنگسار کرنا لازم ہے قارون
اوٹھا اور کہا اگر وہ شخص تو ہووے کہا اگر وہ شخص مین ہون یہی سزا ہے قارون نے کہا بنی اسرائیل گمان کرتے
ہین کہ تو نے فلانی عورت کے ساتھ زنا کیا ہم اوسکو تیرے روبرو بلاتے ہین آپنے کہا اوسکو حاضر کرو جب اوس
عورتکو لائے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے عورت تجھکو قسم ہے اوس خدا کی کہ جسنے دریا کو بنی اسرائیل
کیواسطے شگافتہ کیا اور توریت بھیجی سچ کہہ اور کجی کو چھوڑ اور راستی اختیار کر اوس عورت نے چاہا کہ بموجب شرط
افترا پردازی اور بہتان بندی کرے اور دامن عفت حضرت نبوی کو بلوث تہمت آلودہ کرے حق سبحانہ تعالیٰ
نے اوسکی زبانکو حق کیطرف مائل کیا اوسنے باواز بلند کہا کہ اے بنی اسرائیل جانو اور آگاہ ہو کہ قارون دشمن ہے
کہ کل مجکو اپنے گہر مین بلاکر ایک طبق پر جواہر و زر مجکو دیا ہے اور سکہایا ہے کہ مجلس عام مین افترا کرون اور اپنے
ساتھ زنا کرنے پر گواہی دون نعوذ باللہ من ذلک اب گواہی براستی دیتی ہون کہ موسیٰ علیہ السلام
پیغمبر خدا کے ہین اور جو کچھ کرتا ہے اور کہتا ہے موجب حق سماوی ہے اور دین اوسکا برحق ہے اور جو برائی کہ میرے ارادہ
مین تہی اوس سے توبہ کرتی ہون اشهد ان لا اله الا الله ان موسیٰ کلیم الله و نبیه تبت عما صنعت و جبت
عما فعلت اور بعضون نے لکہا ہے کہ قارون نے اوس فاحشہ کو ایک بدرہ زر سربستہ دیا تہا کہ اوسنے مجمع عام
مین اوسکو ستر کیا اور سبھون نے دیکہا کہ وہ مختوم ہے پہر قارون اور اوس عورت نے کہا اگر مین جہوٹی
ہوتی تو یہ کیسا سر بمہر میرے پاس کیونکر ہوتا جب بنی اسرائیل نے یہ کلام سنا زبان طعن قارون
پر دراز کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ملول ہوکر قارون پر خفا ہوئے اور اوسیوقت
منبر پر سے اوترکر سجدہ ہوئے اور درگاہ حق تعالیٰ مین قارون کی شکایت کی وحی آئی
کہ زمین کو تیرے فرمان مین کیا جو کچھ تو چاہے اوس سے کام لے اوسوقت حضرت موسیٰ نے کہا

اے قوم مجھکو خدا نے قارون پر بھیجا ہے جسطرح کہ فرعون پر بھیجا تھا جو کوئی قارون کے ساتھ ہووے اپنی جگہ پر رہے اور جو کوئی میرے ساتھ ہے الگ ہو جاے سب بنی اسرائیل نے اوس محفل سے کنارہ پکڑا الا دو آدمی ایک وثان اور دوسرا ابیران کہ وہ قارون کے پاس رہے اوسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین سے خطاب کیا یا ارض خذیہ کہ اے زمین لے اوسکو اوسی وقت اوسکے پانوں ٹخنون تک فرو ہو گئے اور قارون ہنسا اور کہا اے موسیٰ یہ کیا سحر ہے کہ اوسکو تو ظاہر کرتا ہے آنحضرت نے اس بات پر اوسکی التفات نہ کیا اور دوبارہ کہا اے زمین لے اسکو پس قارون مع اپنے اتباع کے گردن تک دھنس گیا اور ہرچند تضرع اور زاری کرتا رہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دلمیں اثر نہوا آخر تمام سر سے پانون تک زمین میں چلا گیا۔ اور اکثر تفسیرون میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰ ستر بار قارون اور اوسکے یارون نے تجھسے فریاد کی اور حمایت قرابت اور پاس صلہ رحم تجھکو چاہا تو نے اونکی فریاد نہ سنی اور اونپر تجھکو رحم نہ آیا قسم ہے مجھکو اپنے عزت اور جلال کی کہ اگر مجھکو ایک مرتبہ بصدق دل و نیت خالص سے پکارتے تو میں اونکا عذر قبول کرتا۔ القصہ بعد دھنسنے قارون کے حاسدان بنی اسرائیل کہنے لگے کہ بسبب طمع مال حضرت موسیٰ نے قارون کو امان نہ بخشی اور باعث اوسکی ہلاکت کے ہوے یہ بات انکو بہت ناگوار معلوم ہوئی اونھون نے دعا کی کہ الٰہی اسکے مکانات اور خزاین اور اسباب تمام اسکا خسف فرما یہ استدعا انکی باجابت مقرون ہوئی اور خداے تعالیٰ نے سبکو زمین میں دھنسا دیا چنانچہ سورۂ قصص میں فرماتا ہے قولہ تعالیٰ

فخسفنا بہ وبدارہ الارض فما کان لہ من فئۃ ینصرونہ من دون اللہ وما کان من المنتصرین

پس دھنسا دیا ہمنے ساتھ اوسکے اور گھر اوسکے کو زمین میں پس نہوئی واسطے اوسکے کوئی جماعت کہ مدد کیا کرے اوسکی سوا خدا کے نہیں ہوا مدد کرنیوالون سے نعوذ باللہ من غضب اللہ صاحب لباب کہتا ہے کہ قارون ملعون مع اپنے گھر اور مال کے ہر روز اپنے قد کے برابر دھنستا ہے اور جسدن صور پھونکا جائیگا تو اسفل السافلین کو پہونچیگا یعنی قیامت کے دن ساتوین زمین پر پہونچیگا فصل آٹھوین مارا جانا ایک شخص کا بنی اسرائیل میں سے اور فرمانا حضرت موسیٰ کا بامر رب جلیل کہ ایک گاے کو مارین تاکہ قاتل معلوم ہووین۔ تفاسیر میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک پیر مرد تھا عامیل بن راحیل نام کہ مال بہت رکھتا تھا اور اوسکے اولاد نہ تھی اوسکے دو بھتیجے تھے کہ کمال مفلس تھے اور اپنے چچا کے مال کی امید پر جیتے تھے اس آرزو پر کہ کسیطرح مر جاوے تو اوسکا مال ہمارے ہاتھ آوے اور ایک روایت سے مدارک اور انوار التنزیل اور زاہدی میں لکھا ہے کہ اسکے چچا کے دو بیٹے تھے انھون نے غایت طمع مال سے ایک رات پوشیدہ اوسکو مار کر رستے میں کہ دو طرف دو گانون کے جاتا تھا ڈال دیا اور پھر گانون والون سے خون بہا طلب کیا یہ جمع ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا یا کلیم اللہ دعا کیجیے شاید وحی آئے اور قاتل اوسکا معلوم ہووے حضرت موسیٰ

دعا کی اور وحی آئی کہ اونسے کہو کہ ایک بیل کو ذبح کرین اور ایک ٹکڑا اوسکا اوس مردہ کو لگادین تا وہ زندہ
ہووے اور کہدے کہ قاتل فلان شخص ہے جب حضرت کلیم اللہ نے یہ خبر انکو پہونچائی آیت قالوا اتتخذنا ہزوا
اونھون نے کہا ہمارے ساتھ ٹھٹھا کرتا ہے کہ اس طور کی باتین کہتا ہے قال اعوذ باللہ ان اکون
من الجاہلین حضرت موسی نے کہا پناہ مانگتا ہون مین خدا سے یہ کہ ہوجاؤن مین جاہلون سے جو کچھ
کہتا ہون یہ فرمان خدا کہتا ہون آیت قالوا ادع لنا ربک یبین لنا ما ہی کہا اونھون نے دعا کرو واسطے
ہمارے رب اپنے سے بیان کرے واسطے ہمارے کیسا ہے وہ بیل سبب اس استفسار کا یہ تھا کہ ظہور ایسا
خاصیت کا کہ پارہ گوشت اوسکا جسد مونٹائی پر لگایا جاوے اور وہ مردہ دوبارہ حیات پاوے اور اپنے
قاتل کو بتاوے اس جانور متعارفہ سے انکے قیاس مین نہ آیا تو یہی جانا کہ ہمنام اوسکے شاید کوئی اور جانور
یا چارپایا ہوگا غرض جب حضرت موسی نے براے استکشاف اس حال کے جناب کبریائی مین عرض کیا آیت
قال انہ یقول انہا بقرۃ لا فارض ولا بکر عوان بین ذلک کہا موسی نے
تحقیق وہ فرماتا ہے تحقیق وہ بیل ہے نہ موٹا ہے نہ بچہ جوان ہے درمیان مین اوسکے پس کرو جو حکم کیے
جاتے ہین حاصل یہ کہ نہ ایسا بوڑھا ہو کہ بہ سبب غلبہ ناتوانی کے کارہاے سخت بیلون کے معذور ہوا ور نہ
جوان خردسال ہو کہ ہنوز اوسنے مادہ پر جست نہ کی ہو یا بچہ نا زائیدہ ہو کہ بہ سبب شوخی طبیعت سرانجام
کارہین رام نہو بلکہ میانہ سال ہو وسط پیری اور جوانی مین اور اوسکی نری اور مادگی مین اختلاف ہے کسواسطے
اگر نر تصور کیا جاوے تو وصف لا بکر اور ضمیر تانیث کی منافی ہین اسکے اور اگر مادہ سمجھا جاوے تو آیات آیندہ
اوسکا کبھی رام نہونا اور نہ توڑنا اور پھاڑنا زمین قلبہ رانی اور کشتکارین مخالف ہین بنظر اس معنی کے کہ مادہ
گاؤ کا یہ کام نہین ہوتا یہ امور متعلق ہے قسم نر گاو سے ولیکن مفسرین معتبرین نے ترجیح دی ہے قول اول کو
اور تصریح کی اثبات کی کہ غالب احوال وہ بیل تھا اور تانیث ضمائر برعایت لفظ بقرہ ہے کہ اسمین تای وحدت
کی ہے نہ تانیث کی مگر یہ سبب اس تا کی جو تانیث لفظی پیدا ہوتی برعایت قواعد عرب کی جیسے نر کو ساتھ لفظ مونث کی تعبیر
کرتے ہین تو ضمیرین مونث کی لاتے ہین مانند لفظ دابہ کی اگر اسپ نر وغیرہ مراد ہوا اور معنی بکر از روے لغت نو زائیدگی
ہین مادہ حیوانات مین اما جانوران نر مین جب یہ لفظ مستعمل ہوتا ہے تو مراد اوس سے وہ نر کہ ابھی جست مادہ پر نہ
کی ہو مراد ہوتی ہے چنانچہ تفسیر عزیزی مین مفصل مذکور ہے بالجملہ حضرت موسی نے کہا کہ کچھ خیال خواص اور صفات پر
اوسکے نہ کرو اور فقط بجا لاؤ فرمان پروردگار پر رکھو اور جو کچھ اوسنے فرمایا ہے اوسپر عمل کرو کیونکہ خاصیات اور عجائب الہیہ
مشیت ازلی ہے جس گاے اور بیل مین وہ چاہیگا رکھ دیگا اور اوس امور عجیب اور خواص غریب ظہور مین آوینگے ولیکن بنی اسرائیل
کو اس نہایت بلیغ سے بھی تسلی و تشفی حاصل نہوئی اور کنجکاوی اور تفتیش و بیہودہ باتون کی شروع کی آیت قالوا ادع لنا ربک یبین لنا ما لونہا
کہا اونھون نے دعا کرو واسطے ہمارے رب اپنے سے بیان کرے واسطے ہمارے کیسا ہے رنگ اوسکا آیت قال انہ یقول
انہا بقرۃ صفراء فاقع لونہا تسر الناظرین کہا تحقیق وہ فرماتا ہے تحقیق وہ بیل ہے زرد و بڑھا ہے رنگ اوسکا

خوش کرتا ہے دیکھنے والون کو آیت قالوا ادع لنا ربک یبین لنا ما ہی ان البقر تشابہ
علینا وانا ان شاء اللہ لمہتدون کہا اونھون نے دعا کرو واسطے ہمارے پروردگار اپنے سے بیان کرے
واسطے ہمارے کیا ہے وہ بیل تحقیق وہ بیل مل گئے ہین اوپر ہمارے اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ نے البتہ راہ پانے
والے ہین آیت قال انہ یقول انہا بقرۃ لا ذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث مسلمۃ لا شیۃ فیہا
کہا تحقیق وہ فرماتا ہے تحقیق وہ بیل ہے نہ جوتا ہوا کہ پھاڑے زمین کو اور نہ پانی پلایا کھیتی کو تندرست ہے نہین
داغ بیچ اوسکے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے منقول ہے کہ اگر بنی اسرائیل انشاء اللہ تعالی نہ کہتے
ہرگز اوس گائے کو نہ پا سکتے کہتے ہین کہ اول مرتبہ کہ حضرت موسی نے کہا تھا ایک گائے کو ذبح کرو یہی اسی نحو ایک
گائے کو ذبح کر ڈالتے جائز اور روا ہو جاتا اونھون نے آپ ہی اوپر کام تنگ پکڑا کہ اتنی تکرارین درمیان لائے کہ جوان ہو
یا بڈھا اور کیا رنگ ہو اور کیسا ہے اور تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے ایک بنی اسرائیل مین پیر مرد تھا
صالح اور نیک بخت اور اوسکا ایک صغیر لڑکا تھا اور اوسکے پاس ایک گائے کا بچہ تھا جب اوس نے آثار قریب
موت اپنے مین پائے بہ سبب مہربانی نسبت بحال فرزند خورد سال اوس گوسالے کو جنگل مین چھوڑ دیا اور
کہا یا رب یہ تیرے حوالے کیا ہے اور تجھکو سونپا ہے جب میرا فرزند بڑا ہووے تو اوسکو پہونچا دینا پس بعد چند کے
وہ شخص مرگیا اور حافظ حقیقی اسکا محافظ رہا جب وہ لڑکا بڑا ہوا تو نہایت نیکو اور پسندیدہ کردار ہوا اور حق خدمت
ماں کا جس طرح کہ چاہیئے ادا کرتا رہا اور بحر المواج مین لکھا ہے کہ عالم حیات پیر مرد مین یہ فرزند بہت چھوٹا تھا لیکن
اسنے اپنے باپ کی زندگی مین ایک حویلی پچاس ہزار دینار کو خریدی اور مالک اصلی کو قیمت کیواسطے اپنے
گھر لایا باپ کو سوتا پایا جگا نہ سکا مالک نے کہا کنجی صندوق کی باپ کے پاس ہے صبر کرو وہ بیدار ہووے
اور صندوق کھولے بعد ایک ساعت کے بائع نے کہا کہ دس ہزار درم اسکی قیمت سے مین کم کرتا ہون
اپنے باپ کو بیدار کر اور قیمت مجھکو دے اوس نے کہا مین نہین جگا سکتا اگر اوسکے جاگنے تک توقف کرے تو بیس ہزار
درم زیادہ کرتا ہون کسواسطے کہ تکلیف اور بے آرامی اوسکی مجھے گوارا نہین الغرض جب تک اوسکا باپ سویا کیا
بائع مکان در قیمت کم کرتا تھا اور یہ بسبب آداب پدر زیادہ تا آنکہ وہ بیدار ہوا اور یہ حال سنکر لڑکا بہت خوش
ہوا غرض یہ کہ بہت خوش اوقات تھا چنانچہ بعد مرنے باپ کے رات کو تین حصے پر تقسیم کیا تھا ایک حصہ سوتا تھا اور
ایک حصے مین نماز ادا کرتا تھا اور ایک حصے مین باپ کی قبر پر ذکر کرتا تھا اور ایک قول ہے ماں کے سرہانے تمام رات
بیٹھا رہتا تھا جب صبح ہوتی تو جنگل مین جاتا اور لٹھ لکڑیونکا لاتا اور بیچتا اور اوسکی قیمت کو تین حصے کرتا ایک حصے
کو تصدق کرتا اور ایک حصے کو ماں کو دیتا اور ایک حصہ اپنے خرچ مین لاتا بالجملہ ایکدن اوسکی ماں نے کہا فلانے
جنگل مین تیرے باپ نے ایک گائے کا بچہ خدا کو تیرے واسطے سونپا تھا جا اور خدا تعالی سے کہ وہ خیر الحافظین اور
واہب العطایا ہے مانگ تا وہ تجھکو دیوے اور نشان اوسکا یہ ہے کہ شعاع آفتاب سے پوست اسکا چمکتا ہے کہ جو کوئی دیکھے
اوسکو گمان کرے کہ زراندود ہے یعنی سونیکا پانی پھرا ہوا ہے ولیکن جب خدا تعالی تجھکو بخشے تو اوسپر سوار ہونا اور

گردن پکڑ کر چلے آنا۔ وہ لڑکا بموجب فرمانے اپنی ماں کے اوس جنگل مین گیا اور کہا خداوندا وہ بیل میری ماں
نے تجکو سونپا ہی مجکو عطا کر۔ پھر شنید کہ وہ بیل اتنا وحشی تہا کہ کسی پاس نہ آتا تھا اور کوئی اوسکو نہ پکڑ سکتا تھا
بمجرد انکہ اوسکی آواز سنی قریب اوسکے آیا اور ٹھہر گیا اور بعضی روایت کرتے ہین کہ وہ گویا بھی ہوا اور کہا ای نوجوان
بہ وار ہا اور پیٹھ پر میرے سوار ہو اوس نے کہا میری ماں نے سوار ہونیکو منع کیا ہی لیکن اتنا کہا ہی کہ گردن پکڑ کر لے آنا گاؤ
نے کہا آفرین وشاباش مین تجکو امتحان کرتا تہا اگر تو مجھپر سوار ہوتا تو مین تجکو گرا کر بہاگ جاتا۔ یہ سب میری
تابعداری اس سبب سے ہے کہ تو اپنی والدہ کا تابعدار ہی اور اوسکے فرمانے سے تجاوز نہین کرتا ہی۔ پھر اثنای راہ مین
ابلیس لعین ایک مسافر کی صورت اس لڑکے کے پاس آیا اور کہا ای جوان تو بہت نیک بخت معلوم ہوتا ہے
مجکو ایک حادثہ درپیش آیا ہی میری مدد کر اور وہ یہ کہ اس پہاڑ کے فلان طرف میرے بیلون کا گلہ ہے مین انکو
چرا رہا تہا ناگاہ مجکو حاجت بشری لاحق ہوئی قضای حاجت کو گیا اب میرے پیٹ مین نہایت درد ہے
اور گلہ تک نہین پہنچ سکتا ہون اگر تو کہے تو تیرے بیل گاؤ پر سوار ہو کر وہان پہونچون اور وہ بیل اپنے اچھے
پھیر لینے گلے مین ہی تجکو سواری مین دون مجکو آرام ہوگا اور تجکو نفع اور کسیطرح سے تیری گاؤ کو نقصان نہین
ہونیکا لڑکے نے کہا میری ماں نے مجکو سوار ہونے سے منع کیا ہی تجکو کیا کرایہ کیونکر سوار کرلون شیطان نے
کہا تیری ماں کچھ عقل نہین رکھتی تجکو چاہیے اپنی عقل سے اس امر کا حسن وقبح معلوم کرلے اور اپنے نفع کو برباد
نکرے اور میری نصیحت گوش قبول سے سن کہ سراسر تیری خیرخواہی کرتا ہون لڑکے نے کہا مین ہرگز اپنی
ماں کے کہے کا خلاف نہین کرونگا شیطان پیچھے پیچھے چلا گیا تا آنکہ اوس لڑکے نے عاجز ہو کر باواز بلند کہا
ای خدای ابراہیم واسماعیل واسحاق ویعقوب مجکو اس رفیق بد سے نجات دے اوس ملعون نے جب یہ آواز سنی
ایک جانور کی صورت بنکر اوڑ گیا اوس گاؤ نے اوس جوان سے کہا تو جانتا ہے کہ یہ کون تہا یہ شیطان تہا
چاہتا تہا کہ کسی حیلے سے مجھپر سوار ہووے اور اوسکی سواری سے مجھمین برکت جاتی رہے اور تیرے کام ابتر ہون
جب تو نے خدا کا نام لیا تو شتابی دفع اوس مردود کے فرشتہ آیا اور وہ بکمال اضطراب ایک جانور بنکر
اوڑ گیا اب چل اور روانہ ہوا القصہ ہنگام شام وہ جوان اوس گاؤ کو لیکر اپنی ماں کے پاس آیا اس ماجرا
عجیب اور گاؤ کے دوبارہ گویا ہونے سے آگاہ کیا اوسکی ماں نے کہا یہ بیل اسطرح کا نہین ہے کہ اسکو لائق ہے
اوسکی تعظیم وتکریم نہیں ہوسکے گی بہتر یہ ہی کہ اوسکو بیچ ڈال جو شخص اوسکو خرید یگا اور تجکو بھی نہ رکھیگا اوسکی
گردن پر وبال ہوگا اور تجکو چند روز ہمیشہ فوتی سے فراغت حاصل ہوگی جب صبح ہوئی وہ جوان اوسکو لیکر
نخاس کو روانہ ہوا اور وہان سے پوچھا کہ اسکو کس قیمت کو بیچون کہا قیمت گاؤ اوسوقت مین تین دینار ہین
کہ قریب چودہ ماشے سونا ہوتا ہی لیکن چونکہ یہ گاؤ عجیب ہے اگر تجھ سے اس قیمت پر خریدار ہو تو چاہیے میرا
ہونا شرط کرنا ایکدفعہ نہ بیچنا الغرض جب وہ اوسکو بازار مین لیگیا خدای تعالی نے ایک فرشتے کو بصورت آدمی
بھیجا کہ وہ آنکر اوسکا خریدار ہوا اور کہا ای جوان یہ بیل کتنے کو بیچتا ہے کہا تین دینار کو بشرط رضامندی ماں اور تجھ

نے کہا اچھا لیکن چھ دینار کو بیچ لیکن اپنی ماں کی رضامندی کی شرط نہ کر اوسنے کہا اگر بیل کے ہموزن زر دیگا تو
بھی بدون رضامندی ماں کے نہیں بیچونگا جب اپنی ماں کے پاس گیا اور کہا چھ دینا کو خریدتے ہیں کہا
بیچو اور رضامندی میری شرط کر جب دوبارہ بیچنے میں آیا وہی فرشتہ پھر آیا اور کہا اے جوان تو اپنی ماں سے
مشورہ کیا کہا ہاں چھ دینار کو بیچونگا بشرط رضامندی ماں کا فرشتے نے کہا بارہ دینار دیتا ہوں اگر بے
اگر بے ضرورت بیچے کہا بلا اجازت نہیں بیچتا پھر اپنی ماں کے پاس آیا اور قصہ بیان کیا اوسنے کہا وہ شخص
فرشتہ ہے کہ تیرے پاس آتا ہے اور تجکو آزماتا ہے پھر جا اور اوس سے پوچھ کہ اس بیل کو بیچوں یا نہیں جب یہ بازار
میں گیا وہ فرشتہ پھر آیا اوسنے اوس سے پوچھا فرشتے نے کہا اپنی ماں سے کہو کہ اسے روا رکھ کہ موسیٰ بن عمران
تجسے خریدیگا اور اسکی کھال اشرفیوں سے بھر کر قیمت میں دیگا سبب ایک مرد کے کہ بنی اسرائیل میں سے مارا جاویگا
کواشی میں اسطرح لکھا ہے اور تفسیر زاہدی میں اسطرح ہے کہ بنی اسرائیل نے جب اس بیل کو خریدنا چاہا اوسنے کہا میں
اسے نہیں بیچونگا جب تک کہ پہلے اپنی ماں سے اجازت نہ لےلونگا اور وہ جب گھر میں آیا تو ماں کو سوتا پایا
انہوں نے کہا ہزار دینا تجکو دیتے ہیں پھر اپنے گھر گیا اور پھر ماں کو سوتے دیکھا کہا نہیں بیچ سکتا ہوں جب تک
وہ بیدار نہ ہوگی انہوں نے پانچ ہزار دینار دینے کہے پھر وہ گھر میں آیا اور ماں کو سوتے پایا کہا نہیں بیچونگا
کا جب تک وہ بیدار نہ ہوگی القصہ یہ قیمت زیادہ کرتے تھے اور شتابی کرتے تھے اور وہ اجازت
کا لحاظ رکھتا تھا تا آنکہ اوس بیل کی قیمت یہ ٹھہری کہ اوس بیل کی کھال زر سے بھر دیں جب اوسکی ماں بیدار
ہوئی اوس سے اجازت چاہی اور اوس نے دستوری دی القصہ بنی اسرائیل چالیس برس سے ایسے بیل
کی تلاش میں تھے چنانچہ کشاف میں بھی لکھا ہے کہ آخر اوس بیل کو لیا اور باتفاق حضرت موسیٰ اوسکو بعوض بھر دینے
کھال اشرفیوں سے خریدا آیت فذبحوها وما كادوا يفعلون یعنی ذبح کیا اونہوں نے اوسکو نزدیک
تھے کہ نہیں کسواسطے کہ سوال پر سوال بنا پر انکشاف خصوصیات اس بیل کے لاتے تھے تا بحدیکہ رشتہ
طولانی استفسارات انکا منقطع ہونیوالا نہ تھا اور سوا اسکے بسبب گرانی قیمت خرچ زر وافر میں بھی بخل کرتے
تھے اور ڈرتے تھے اس بات سے کہ مبادا مقتول اچھ زندہ ہو نکلے ہم میں سے کسیکا نام لے جو کہ موجب فضیحت
کا ہو اور قصاص لینا مشکل پڑے لیکن حق تعالیٰ نے ناچار انسے یہ فعل کرا دیا القصہ بنا بر اظہار قاتل ذبح
گاؤ عمل کیا اور یہ فرمودہ باری تعالیٰ جنس ... کا ... کو سبب سے بیان فرمایا چنانچہ اوس آیت کریمہ سے ثابت
ہوتا ہے آیت فقلنا اضربوه ببعضها كذلك يحيي الله الموتى ويريكم آياته لعلكم تعقلون یعنی کہا ہمنے مارو
نفس مقتول کو ساتھ بعض عضو اس گاؤ کے تا زندہ ہووے اسطرح سے زندہ کرتا ہے اللہ مردونکو اور دکھاتا ہے
حق تعالیٰ تمکو نشانیاں قدرت اور حکمت اور عدالت اپنی کی تا شاید تم سمجھو اور اندیشہ کرو اختلاف ہے اس
امر میں کہ وہ عضو کونسا تھا بعضے کہتے ہیں کہ اوس گاؤ کی زبان تھی کسواسطے کہ مقتول زندہ کرنے اور
مردے سے تحقیق کروانا اوسکا تھا اور یہ مناسبت زبان سے زیادہ رکھتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اوس گاؤ کا

عجب الذنب تھا اور عجب الذنب ایک استخوان کا ہے کہ دم جانور کی اوسپر اوگتی ہے کسواسطے کہ حدیث میں وارد ہے
کہ تا روز حشر سب اجزا انسان اور حیوان کے کہنہ اور بوسیدہ ہو جاوینگے مگر یہ استخوان باقی رہیگا اور اس
سبب کو بعث روز حشر میں ہوگا سب کو اور سب ہڈیاں بدن کی اوس سے ملحق ہونگی تو اوس استخوان کا لگانا
مناسب تھا بعضے کہتے ہیں داہنی ران اوس گاؤ کی تھی کہ بیشتر حرکت اسی جانب سے شروع ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہیں
پارہ گوشت تھا کہ بین الکتفین ہوتا ہے اور بیشتر جای قرار روح حیوانی کہ حوالی قلب اور جگر میں منتشر ہے اوس سے
قریب رکھتی ہے اور صحیح تر یہ ہے کہ وہ بعض معین نہ تھا بلکہ بنی اسرائیل متحیر تھے اس امر میں کہ جو عضو اس مردہ پر مارینگا
حق تعالی بہ مجرد مارنے کے اپنی قدرت سے اوسکو زندہ کریگا لیکن یہ البتہ ہو سکتا ہے کہ جب اوسکو ذبح کیا ہو تو
کسینے زبان اور کسی نے ران اور کسی نے کوئی ہڈی اور پارہ گوشت مارا ہو تا فلون نے اون سے اسکو
نقل کیا اور جانا کہ یہ سب بامر الہی تھا تو اسکے مناسبات اور تاویلات لکھے القصہ جب بنی اسرائیل نے بعد ذبح
گاؤ کے اوس شخص مردہ پر اوس گاؤ کا ایک جزو بدن کے اعضا سے مارا تو وہ زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اس صورت سے کہ اسکے حلق کی
رگوں میں مثل فوارہ خون جوش کرتا تھا اور اپنے قاتل کے حال سے خبر دی کہ فلان شخص نے مجکو ذبح کیا ہے تا میرے مال کا وارث
ہووے حضرت موسی علیہ السلام نے اوس قاتل سے اقرار کروایا اور بعد از اقرار قصاص لیا اور بیچ شریعت میں
حکم ہوا کہ قاتل مقتول کی میراث سے محروم ہووے گو علاقہ پدری اور پسری اور برادری رکھتا ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ
اسنے اپنے دونوں برادر زادوں کو اپنا قاتل بتایا اور حضرت موسی علیہ السلام نے دونوں کو اوسکے قصاص میں قتل
کیا اور مال اوسکا درویشوں کو بانٹ دیا اور روضۃ الصفا میں مرقوم ہے کہ پھر اوس بیل کے گوشت و پوست جلا کر اوسکی
راکھ الہ بار دونکو تسلیم کی تا جب ایسا قضیہ پیش آوے تو قدرے وہی خاک نعش مقتول پر چھڑکیں اور نام نشان قاتل معلوم
کریں چنانچہ بعد مدت مدید یہ معجزہ بنی اسرائیل میں باقی رہا فصل نویں ملاقات کرنی حضرت موسی کی حضرت خضر سے
قولہ تعالی واذ قال موسی لفتاہ لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا یعنے جب کہا موسی نے واسطے جوان اپنے کے
یعنی یوشع کے نہ ٹلونگا میں یہانتک کہ پہونچوں میں جگہ ملنے دو دریا کے یا چلا جاؤں میں برسوں تک تفسیر معالم اور
مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ حضرت موسی نے بعد ہلاک ہونے فرعون کے بنی اسرائیل کو جمع کیا اور خطبہ بلیغ متضمن بے اعتباری
امور دنیا اور خوف و خشیت خدای تعالی ایسا پڑھا کہ شور و فغان سننے والوں سے اوٹھا اور سب اونکے ادراک سے
ان کلمات سے حیران ہوے ایک بزرگ نے اوس قوم میں سے کہا یا نبی کوئی روے زمین پر تجھسے دانا تر بھی ہے حضرت
موسی نے کہا اسوقت میں اپنے سے دانا تر اور عالم کسیکو نہیں جانتا اور کہتے ہیں کہ ضمیر مبارک میں یہ معنی
گذرے ہے اگر کوئی یہ بات کہے یا کسی سے کہیں حق سبحانہ تعالی نے وحی بھیجی کہ مجمع البحرین میں یعنی جا
جمع ہونے دریاے فارس اور روم کے ہمارا ایک بندہ ہے کہ مخصوص کیا ہے ہمنے اوسکو علم خاص
پر ایک اپنے خواص کے ساتھ اوسکے پاس جا اور ایک مچھلی بریان اپنے پاس رکھ لے کہ وہ تجکو راہ
بتاتی جاویگی اور نام اوس بندہ کا خضر ہے حضرت موسی نے یوشع بن نون بن ابراہیم بن یوسف کو

کہ شاگرد اور خادم اونکا تھا کہا خضر کی طلب میں میں جاتا ہوں اور اس سفر سے نہیں پھرونگا جب تک اونکو نہ پاونگا اسے یوشع اوس بندہ صالح کی طلب میں تو بھی میرے ساتھ موافقت کریگا اور ہمراہ میرے چلیگا یوشع نے کہا میں آپکی ہمراہی غنیمت جانتا ہوں اور بموجب اونکے کہنے کے یوشع نے چند روٹیاں اور بھنی ہوئی مچھلی اوٹھائی اور دونوں روانہ ہوئے آیت فلما بلغا مجمع بینہما نسیا حوتہما فاتخذ سبیلہ فی البحر سربا پس جب پہونچے دونوں جگہ ملنے کے درمیان اون دونوں کے بھول گئے مچھلی اپنی پس پکڑی اوس نے راہ بیچ سے دریا کے خشک جب مجمع البحرین میں پہونچے اوسکے نزدیک چشمہ آب حیات تھا اور اوسکے کنارے پر ایک پتھر بچھا تھا اتفاقاً یہ اوسپر بیٹھ گئے اور حضرت موسیٰ سو گئے اور یوشع نے اوس چشمہ سے وضو کیا اور ہاتھ پاؤں میں سے پانی کی بوندیں اوس مچھلی پر ٹپکیں فی الحال وہ مچھلی زندہ ہو گئی اور بعضے کہتے ہیں اوس مچھلی نے بقدرت الٰہی بسبب تری ہوا ہونے سے زندگی پائی اور بعضے کہتے ہیں کہ یوشع نے اوس مچھلی کو پانی میں دھویا بہرحال وہ مچھلی زندہ ہوکر اور ہاتھ میں سے نکلکر دریا میں جا پڑی اور یوشع حیران اور ششدر رہ گئے بعد تھوڑی دیر [illegible] موسیٰ خواب سے بیدار ہو گئے اور یوشع کو ہمراہ بدستور لیکر آگے کو روانہ ہوئے اور نہایت جلدی سے [illegible] اوس مچھلی کے حال زندہ ہونے کا یوشع حضرت موسیٰ سے کہنا بھول گئے اور مچھلی دریا میں راہ چلنے لگی جہان کہ مچھلی جاتی تھی پانی اوسپر مثل طاق کے بلند ہوکر کھڑا ہو جاتا تھا اور زمین خشک ہو جاتی تھی آیت فلما جاوزا قال لفتٰہ اٰتنا غداءنا لقد لقینا من سفرنا ھذا نصبا پس جب گزر گئے اوس سے کہا واسطے جوان اپنے کے دو ہمکو کھانا ہمارا البتہ تحقیق لے ہم اس سفر اپنے سے رنج کو آیت قال ارایت اذ اوینا الی الصخرۃ فانی نسیت الحوت وما انسانیہ الا الشیطٰن ان اذکرہ واتخذ سبیلہ فی البحر عجبا کہا یوشع نے کیا دیکھا تمنے جب جگہ پکڑی تھی ہمنے طرف پتھر کے پس میں بھول گیا مچھلی کو اور نہ بھلا دی مجکو وہ مچھلی مگر شیطان نے یہ کہ ذکر کروں اوسکا اور پکڑ لی اوس نے راہ اپنی بیچ دریا کے عجیب آیت قال ذلک ما کنا نبغ کہا یہی ہے جو کچھ تھے ہم چاہتے حضرت موسیٰ نے کہا یہ اوس مچھلی کا قصہ ہے کہ ہم اوسکو طلب کرتے تھے کسواسطے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے میرے پاس وحی بھیجی تھی کہ مچھلی تجکو رستہ بتاویگی آیت فارتدا علی اٰثارہما قصصا پس پھر آئے دونوں اوپر نشانوں پاؤں اپنے کے نقش دیکھتے تا آنکہ پہونچے اوس جگہ جہان مچھلی دریا میں گر پڑی تھی اور وہان ایک رستہ دیکھا کشادہ اور خشک اوس رستے پر چلے جب اوس جگہ پہونچے آیت فوجدا

عبدا من عبادنا اٰتینٰہ رحمۃ من عندنا وعلمنٰہ من لدنا علما ۵

پس پایا ایک بندے کو بندوں ہمارے سے کہ دی تھی ہمنے اوسکو رحمت نزدیک اپنے سے اور سکھایا تھا ہمنے اوسکو اپنے پاس سے علم حضرت خضر کو دیکھا کہ تکیہ کیے ہوے اور ایک کپڑا اوپر اور منہ پر ڈالے ہوے بیٹھے ہیں حضرت موسیٰ نے سلام کیا اور خضر نے اپنے منہ پر سے کپڑا اوٹھا

سلام کا جواب دیا اور کہا تو کون ہے کہا کہ مین موسی ہون نبی بنی اسرائیل حق تعالی نے مجکو فرمایا کہ تمہاری
پیروی کرون اور تم سے کچھ سیکھون آیت ان ربی قد ارسلنی الیک لاتبعک وتعلمنی من علمک فاعلمنیہا
قصص مین لکہا ہی کہ بعضے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت خضر کے مقام پر پہونچے تو دیکہا کہ ایک پانی
کا گنبد اونکے سر پر معلق کھڑا ہے اور اوس مین نماز گذارتے ہین اور وہ جگہ درمیان دو دریا کے
تھی جب نماز سے فارغ ہوے حضرت موسی نے سلام کیا حضرت خضر نے علیک السلام یا نبی بنی اسرائیل
حضرت موسی نے کہا تمکو میرے نام سے کس نے آگاہ کیا حضرت خضر نے کہا اس شخص نے کہ جس نے تجکو
نبوت دی اور یہ رسالت بھیجا آیت قال لہ موسی ہل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا حضرت موسی علیہ السلام
نے کہا آیا پیروی کرون تمہاری بشرطیکہ سکہاؤ اور بتاؤ مجکو وہ چیزین کہ تمکو سکہائی ہین حق تعالی نے آیت قال
انک لن تستطیع معی صبرا وکیف تصبر علی مالم تحط بہ خبرا حضرت خضر نے کہا تم میرے
ساتھ صبر نہین کر سکتے کہ حضرت موسی نے کہا کسواسطے صبر مجسے نہوگا کہا اسواسطے کہ تو پیغمبری اور حکم تیرا
شریعت ظاہر پر ہے شاید مجہ سے کوئی عمل صادر ہووے اور تم اوسکی حکمت نہ جانو پس اوسپر صبر نہ کرسکو
آیت قال ستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولا اعصی لک امرا انہون نے کہا انشاء اللہ تعالے
مین صبر کرونگا اور جو کچھ تمسے دیکہونگا اوسکا سبب نہین پوچھنے کا اور تمہاری نافرمانی نہین کرنیکا آیت
قال فان اتبعتنی فلا تسئلنی عن شیء حتی احدث لک منہ ذکرا حضرت خضر نے کہا
اگر پیروی تو مجہ سے کچہ نہ پوچہنا جب کہ مین تجہ سے نہ بیان کرون انہون نے قبول کیا اور روانہ
ہوے آیت فانطلقا حتی اذا رکبا فی السفینۃ خرقہا پس چلے دونون یہانتک کہ جب سوار ہوے
بیچ کشتی کے پہاڑا اوسکو اور یوشع پیچہے پیچہے دریا کے کنارے چلے جاتے تھے تا آنکہ پہونچے ایک کشتی کے
او پاس اوس نے ملاح سے کہا ہمکو کشتی پر بٹہاوے اول ملاح راضی ہوا آخر جب خضر کو پہچانا تعظیم وتکریم
تمام کشتی مین بٹہا لیا جب کشتی بیچ دریا مین چلی حضرت خضر نے ایک تبر اٹہا کر سب آدمیون سے پوشیدہ
کشتی مین سوراخ کیا تفسیر جلالین مین لکہا ہی کہ باوجود سوراخ کرنیکے کشتی مین پانی نہ آتا تھا آیت قال اخرقتہا
لتغرق اہلہا لقد جئت شیئا امرا حضرت موسی نے کہا اے خضر تم چاہتے ہو کہ اس کشتی کے لوگونکو
غرق کرو البتہ تحقیق تو لایا ایک چیز بہاری آیت قال الم اقل انک لن تستطیع معی صبرا کہا خضر نے
کیا نہ کہا تہا مین نے یہ کہ ہرگز نہ کر سکے گا ساتھ میرے صبر آیت قال لا تؤاخذنی بما نسیت ولا
ترہقنی من امری عسرا حضرت موسی نے کہا مت پکڑ مجکو ساتھ اس چیز کے کہ بہول گیا مین اور مت
ڈال اوپر میرے کام میرے سے تنگی یعنی دشواری نکیجے اور معذور اور معاف رکہیے آیت فانطلقا
حتی اذا لقیا غلاما فقتلہ پس چلے دونون یہانتک کہ جب ملے ایک لڑکے سے پس مار ڈالا اوسکو اور تفصیل
اس اجمال کی یہ کہ دونون کشتی پر سے روانہ ہوے تا آنکہ ایک گانون کے قریب پہونچے اس گانون کے باہر بہت

سی لڑکے کھیل رہے تھے ایک لڑکا خوبصورت اور بلند قامت کہ سبزہ خط گرد لب اوسکے کے ظاہر ہوا تھا نہین تھا
اور شیوہ اور بہبود اوسکا نام تھا اور سلاس یا کیا ردی اوسکے باپ کا نام اور شاہویہ یا رحمی اوسکی ماں
کا نام حضرت خضر اوسکو زمین پر بلاکر دیوار کے پیچھے لیگئے اور اوسکا سر دیوار سے ٹکرا کر یا گلا گھونٹ کر یا ذبح کر کر
مار ڈالا آیت قال اقتلت نفسا زکیۃ بغیر نفس لقد جئت شیئا نکرا حضرت موسی علیہ السلام نے بے اختیار کہا اے خضر کیا
کیا کہ اس شخص بے گناہ کو بے قصاص کیون مار ڈالا کمال بڑا کیا حضرت خضر نے کہا مین نے اول ہی صاحبت مین
نہ کہا تھا آیت قال ان سألتک عن شیء بعدها فلا تصاحبنی قد بلغت من لدنی عذرا حضرت موسی
علیہ السلام نے کہا اگر اب مین پھر تجہسے ایسے امر مین سوال کرون تو میرے ساتھ مصاحبت مکرنا یعنی جب
تین مرتبہ مجھسے تمہاری مخالفت ہووے میری صحبت سے تم معذور ہوگے حدیث نبوی مین آیا ہے
کہ خدا رحمت کرے اوپر بھائی میرے موسی کے کہ اونے ازروئے شرم و حیا کہا اگر اب مین ایسے امر مین تم سے
سوال کرون تو میرے ساتھ مصاحبت نہ کرنا اگر یہ بات نہ کہتا اور اپنے کو مصاحبت مین دیر تک رکھتا
عجیب عجیب چیزین دیکھتا آیت فانطلقا حتی اذا اتیا اہل قریۃ ن استطعما اہلہا فابوا ان یضیفوہما
فوجدا فیہا جدارا یرید ان ینقض فاقامہ یعنی پس پھر چلے دونون یہانتک کہ جب آئے لوگونکے
پاس ایک گانون کے کھانا مانگا لوگون اوسکے سے پس انکار کیا انھون نے سے کہ ضیافت کرین انکی پس پائی
دونون نے بیچ اوسکے ایک دیوار چاہتی تھی کہ ٹوٹ جاوے پس سیدھا کھڑا کر دیا اوسکو لکھا ہے کہ جب حضرت
موسی اور حضرت خضر وہان سے بھی روانہ ہوے تو شام کے وقت ایک گانون مین پہونچے کہ نام اوسکا
یا البیہ یا بصرہ یا یتہ یا برقہ از روم یا مرزمین اور احاطہ مین بھی اوسکا لطو فصیل بنا ہوا تھا اور بنا بر احتیاط
عادت وہان کے لوگونکی یہ تھی کہ شام کو دروازہ بند کر لیتے تھے اور صبح تک کسی کیواسطے نہ کھولتے تھے انھون
نے چاہا کہ اوسمین جاوین اونھون نے دروازہ نہ کھولا اور جب کہ اسکے پاس کچھ توشہ نہ تھا مضطرب
ہوے اور کہا ہم یہان غریب اور مسافر ہین اور بھوکے ہین اگر ہمکو اندر نہین آنے دیتے تو کچھ کھانا
ہمکو بھیجو انھون نے اس امر سے بھی انکار کیا ناچار بے اختیار باہر شب گذاری صبح کو اندر جانے
کا قصد کیا دیکھا کہ نواحی اوس گانون مین ایک دیوار ایک طرف کو جھکی ہوئی ہے اور قریب ہے کہ
گر پڑے تفسیر جلالین مین لکھا ہے وہ دیوار سو گز بلند تھی اور مدارک مین لکھا ہے کہ طول اوسکا سو گز
کا تھا حضرت خضر نے اوسپر اپنا ہاتھ پھیرا وہ درست ہوگئی یا یہ کہ اوسکو ایک ستون کے ساتھ یا پتھر
بنا کر محکم کیا یا یہ کہ اوسکو گرا کر ازسر نو اوسکی بنیاد ڈالی اور پتھر سے مضبوط اوٹھائی آیت قال لو شئت
لاتخذت علیہ اجرا کہا موسی نے اگر چاہتا تو البتہ لیتا اوپر اسکے مزدوری۔ اے خضر اس گانون کے
آدمیون نے ہمکو رات بھر اندر نہ آنے دیا اور کھانا بھی نہ بھیجا اونکی دیوار تو نے کسواسطے محکم کی
اور اگر ایسا چاہا تھا تو اوسکے عوض مزدوری لینی چاہیے تھی قولہ تعالے قال ہذا فراق

بینی و بینک سانبئک بتاویل ما لم تستطع علیه صبرا اما السفینة فکانت لمساکین
یعملون فی البحر فاردت ان اعیبها وکان وراءهم ملک یاخذ کل سفینة غصبا واما الغلام
فکان ابواه مؤمنین فخشینا ان یرهقهما طغیانا وکفرا فاردنا ان یبدلهما ربهما خیرا
منه زکوة واقرب رحما واما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینة وکان تحته کنز لهما
وکان ابوهما صالحا فاراد ربک ان یبلغا اشدهما ویستخرجا کنزهما رحمة
من ربک وما فعلته عن امری ذلک تاویل ما لم تسطع علیه صبرا
کہا جدائی ہے درمیان میرے اور درمیان تیرے اب خبر دونگا میں تجھکو ساتھ اوس چیز کے
کہ جس پر نہیں کر سکا اوپر اوسکے تو صبر لیکن کشتی پس تھی واسطے فقیروں کے محنت کرتے بیچ دریا کے پس ارادہ
کیا میں نے یہ کہ عیب ڈالدوں اوس میں اور تھا پرے اونکے ایک بادشاہ لیتا تھا ہر کشتی کو چھین کر اور
لیکن لڑکا پس تھے ماں باپ اوسکے ایمان والے پس ڈرے ہم یہ کہ گرفتار کرے انکو سرکشی میں اور کفر میں پس
ارادہ کیا ہمنے یہ کہ بدلا دیوے اونکو رب انکا بہتر اوس سے پاکیزہ اور نزدیک تر مہربانی میں اور لیکن دیوار پس
تھی واسطے اون لڑکوں یتیم کے بیچ شہر کے اور تھا نیچے اوسکے گنج واسطے اون دونوں کے اور تھا باپ
اون دونوں کا نیک بخت پس ارادہ کیا رب تیرے نے یہ کہ پہونچیں جوانی اپنی کو اور نکالیں گنج اپنا رحمت
پروردگار اپنے سے اور نہیں کیا میں نے یہ کام حکم اپنے سے یہ کلام تھا یہ ہے حقیقت اوس چیز کی کہ
نہیں کر سکا تو اوپر اوسکے صبر اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اب تجھمیں اور
مجھمیں جدائی ہوئی کہ تو نے اقرار کیا تھا اگر میں تیسری دفعہ تجھ سے پوچھوں تو میرے سے صحبت نہ رکھنا اب آگاہ کرتا ہوں
تجھکو اون امروں سے کہ جن پر تو صبر نہ کر سکا اور سارے ظاہر پوچھنے سے انکار کیا اے موسیٰ جان وہ کشتی اون
محتاجوں کی تھی کہ وہ دس بھائی پانچ اونمیں سے بیمار اور عاجز ہیں اور پانچ اپنی اوقات بسری کیواسطے
ملاحی کا کام کرتے ہیں اور اونکی راہ میں ایک بادشاہ ہے کہ اوسکو جلبندی کرکرہ کہتے ہیں کہ جو کشتی ثابت اور
درست دیکھتا ہے چھین لیتا ہے میں نے اوس کشتی کو سوراخ کر کر عیب دار کر دیا تھا تا وہ اوسکو نہ چھینے اور
یہ محتاج بالکل محروم نہ ہوویں اور دوسرا اوس لڑکے کو کہ مار ڈالا اوسکا سبب یہ تھا کہ ماں باپ اوسکے
مومن اور مسلمان تھے اور وہ کافر تھا بخوف اوس امر کے کہ ایسا نہو کہ وہ اوسکے فسق و فجور کی موافقت
کریں از روی شفقت اور مہربانی کہ والدین کو ولد پر ہوتی ہے موجب کفر اور طغیان اونکے کی ہووے
پس میں نے چاہا کہ خدای تعالی انکو اوسکے بدل میں فرزند عطا کرے کہ اوس سے بہتر اور پاکیزہ ہووے اور
گناہ اوس سے سرزد نہووی اور ماں باپ پر مہربان ہووے اور تفسیر جلالین اور معالم التنزیل اور مدارک
میں لکھا ہے کہ بقول بعضے حق سبحانہ تعالے نے اوس لڑکے کے عوض میں ایک لڑکی عطا کی
اور اوسکو ایک پیغمبر اپنے عقد نکاح میں لایا اور اوس سے اور پیغمبر پیدا ہوا کہ سبب ہدایت ایک امت کا ہوا اور

بقول بعضے ستر پیغمبر اوسکی نسل سے ظاہر اور پیدا ہوئے اور کہا اے موسی اس دیوار کو اسواسطے درست کیا کہ وہ دیوار دو کودک یتیم کہ صوم اور صریم نام کہ اس گانون مین ہین اونکی ہے اور اوس دیوار کے نیچے اونکا ایک خزانہ موروثی ہے اگر وہ دیوار گر پڑتی تو وہ خزانہ ظاہر ہو جاتا اور وہ اونکی خردسالی کے مردم غیر محق اوسپر متصرف ہوتے اور یہ لڑکے اوسکے وارث تھے محروم رہجاتے اور باپ اونکا مرد صالح اور شایستہ تھا اور اپنا مال گڑ گیا اونکے واسطے حفاظت خدا ہی کیا مین رکھ گیا تھا۔ تفسیر جامع البیان مین لکھا ہے کہ درمیان انکے ایک مرد صالح اونکے کو نسا جد یا کاسح نام تھا سات پشت کا فاصلہ ہو گیا تھا بسبب صلاح اوسکے چاہا پروردگار نے کہ جب وہ یتیم بالغ ہووین اور قوت پیدا کرین تو اس خزانے کو نکال لین اور جو کچھ تو نے دیکھا مین نے اپنی راے سے نہین کیا بلکہ بہ فرمان خداے تعالے عمل مین لایا ہون ۔ روایت کرتے ہین کہ وہ خزانہ چاندی اور سونے کا تھا اور بعضے کہتے ہین کتب علمی تھا یعنی کتابین تھین اور مشہور تر یہ ہے کہ ایک طلا سے اور یا زبرجد کی لوح تھی اور اوسپر لکھا تھا ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم عجب رکھتا ہون اوس کسی سے کہ ایمان رکھے بقضا و قدر کیونکر اندوہگین ہوا اور عجب رکھتا ہون اوس شخص سے کہ ایمان لاوے ساتھ رزاقی خدا کے کسواسطے آپکو رنج مین ڈالے امور معیشت مین اور عجب ہے اس سے کہ تصدیق موت کی کرے اور پھر شادان اوقات گذارے اور عجب اوس شخص سے کہ حقیقت دنیا کی اور تغیر احوال اور انقلاب اوسکے ارباب کا جانے اور پھر اپنا دل اوس مین باندھے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور بعضون نے لکھا ہے کہ اوس لوح پر یہ کلمات مرقوم تھے کہ انا اللہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ خلقت الخیر والشر فطوبی لمن خلقتہ للخیر واجریتہ علی یدیہ والویل لمن خلقتہ للشر واجریتہ علی یدیہ پھر حضرت خضر نے کہا اے موسی یہ حقیقت تھی اوسکی جسپر تو صبر نہ کر سکا اور ایک روایت سے حضرت خضر نے مفارقت کے وقت کہا اے موسی دو چیزین مجھسے سن ایک یہ کہ خلق مین تازہ رو اور خوش رہنا اور ترش رو نہ رہنا کہ اللہ تعالے ترشرو کو دوست نہین رکھتا اور دوسرے یہ کہ کسی سے طمع نہ کرنا اپنے واسطے نہ اوروں کے واسطے یہ کہکر حضرت خضر نظر سے غائب ہو گئے کہتے ہین کہ مدت مصاحبت ان پیغمبر بزرگوار اٹھارہ دن تھے

فصل دسوین روانگی حضرت موسی مین مع بنی اسرائیل بنا بر جنگ عمالقہ و اجرای چشمہ ہا از سنگ بسبب ضرب عصاء موسوی کے اور نزول من و سلوی بیچ سرگردانی تیہ کے بسبب نافرمانی باری تعالی اور ذکر وفات حضرت ہارون اور حضرت موسی علیہما السلام کا صاحب زبدة التواریخ نے نقل کی ہے کہ جب حضرت موسی اور بنی اسرائیل نے دو مہینے انیس دن ریگزار ایمن مین

آٹھویں دن بیابان سے فرمان ہوا کہ اپنے لشکر کو درست کر کر دیار شام میں جاؤ اور اراضی مقدسہ کو جبابرہ اور عمالقہ کے ہاتھ سے چھڑا کر اپنے تصرف میں لاؤ اور مطلق زیادتی جسم اور ضخامت بدن اور زیادتی قوت جباروں سے اندیشہ نہ کرنا کہ حفظ ربانی اور نصرت آسمانی ممد و معاون اہل توحید کے شامل حال رہیگی چنانچہ حضرت موسیٰ بموجب وحی سماوی بکار سازی عمالقہ مشغول ہوا اور موجودات سپاہ نے لوا زروی شمار اول کہ جسکی تفصیل پہلے ذکر اسباط یعقوب میں لکھی گئی ہی بارہ گروہ دیکھے کہ ہر فوج میں ایک لاکھ بیس ہزار آدمی سوا عورتوں اور لڑکوں کے تھے ایک ایک نقیب ہر فوج پر بموجب وحی سماوی مقرر کیا اور کل اہل لشکر سے عہد و پیمان جہاد لیا چنانچہ خداتعالی نے فرمایا ہے آیت ولقد اخذ الله میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منهم اثنی عشر نقیبا اور البتہ تحقیق لیا اللہ نے عہد بنی اسرائیل کا اور کھڑے کیے اونمیں بارہ سردار غرضکہ بعد از ترتیب و تنسیق مہمات لشکر موسیٰ نے باتفاق بنی اسرائیل جباروں کی دیار کیطرف عازم ہو کر استخلاص ارض مقدسہ کو باتباع حکم ہدایت مشحون آیت یا قوم ادخلوا الارض المقدسة التي كتب الله لكم ولا ترتدوا على ادباركم فتنقلبوا خاسرين اے قوم میری داخل ہو زمین پاک میں جو لکھی ہی اللہ نے واسطے تمہارے اور مت پھر جاؤ اوپر پیٹھوں اپنی کے پس پلٹ جاؤ ٹوٹا دینے والے نصب العین ضمیر انور کیا روضة الصفا میں لکھا ہے کہ تعین اس سرزمین میں درمیان علما کے اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں ارض مقدس عبارت بیت المقدس اور ایلیا سے ہے اور ایک جماعت حوالی طور سینا کو کہتی ہی اور ایک طائفہ ساتھ فلسطین اور نواحی اردن سے قایل ہی اور ایک قوم تمامی دیار شام کو ارض مقدس کہتے ہیں چنانچہ صاحب حدیقة الاقالیم نے تصریح کی ہی اس امر کی کہ مراد ارض مقدس سے بیچ کلام باری تعالی و تقدس کے ولایت وسیع اقصای شام ہی اور بموجب ارشاد ہدایت بنیاد حضرت سرور کائنات علیہ افضل التحیات کے نکوئی دس قسم ہی نو حصہ مخصوص اس ولایت بابرکت میں اور ایک حصہ ساری جہان میں منتشر ہی اور خواص شام یہ سے ہی کہ ہرگز کسیوقت میں یہ مملکت وجود باوجود اولیا سے خالی نہیں ہوتی اور مخصوص ناحیہ ابدال کو ستر بزرگ ہیں اس ولایت میں رہتے ہیں اور مولف عجائب المخلوقات نے لکھا ہی کہ ایک بالشت بھر زمین شام ایسی نہیں ہی کہ جہاں گذار حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نہوا ہوگا اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر نواح اسی دیار برکت آثار میں مبعوث ہوئے ہیں غربی شام دارالملک روم ہی اور مسافت مابین قسطنطنیہ چالیس منزل متعارف ہی مگر وہ راہ دشوار گذار ہی کہ اکثر منازل آب اور آبادی نہیں رکھتی اور شرقی اسکے بادیہ ایلیا ہی تا فرات اور جنوبی سرحد مصر اور شمالی تیہ بنی اسرائیل سے پیوستگی رکھتی ہے دارالملک شام کا بیت المقدس ہی کہ مفصل احوال اوسکا قصۂ حضرت سلیمان علیہ السلام میں کہ انتظام تعمیر عمارات عالیہ اسکی انکے اہتمام سے ہوئی ہی لکھی جاویگی علی اختلاف الروایات جب اس قوم کے شہر کے نزدیک پہونچے برہ

قادس میں مقام کیا اور حضرت موسی علیہ السلام نے حکم دیا کہ وہ بارہ نفر کہ نقابت قوم منسوب ہیں بہم
تفحص اور تجسس عمالقہ کے شہر میں جاویں اور اونکی اوضاع کی کیفیت دریافت کر کر جلد پھر آویں چنانچہ بموجب
حکم بارہ نقیب ادہر روانہ ہوئے جب نزدیک دار الملک جبارون کے پہونچے بروایت اشہر عوج بن عنق
کہ ضخامت جثہ اور قوت بدن میں ممتاز تھا اونسے ملاقی ہوا اور پہلے اس سے شہرت جبارون میں ہوئی
تھی کہ ایک طائفہ مصر سے بنا بر محاربہ اونکے آتے ہیں اوسیوقت عوج اون بارہ سردارونکو آستین میں
ڈالکر اور ایک قول سے اپنے دامن میں لیکر بادشاہ پاس لایا اور اوسکے روبرو گرا دیا اور کہا اے بادشاہ
یہ لوگ اوسی لشکر میں سے ہیں کہ ہمارے ساتھ لڑنیکو آئے ہیں کہتے ہیں کہ طول قامت ہر نقیب کا دو سے کم گز
اور عرض پانچ چھ گز سے کم نہ تھا لیکن ہر عادی کو چڑیا سے بھی چھوٹے شکل میں کم معلوم ہوتے تھے اور اونکے
باغونکے انگور کے خوشے اتنے بڑے ہوتے تھے کہ ایک خوشے کو پانچ آدمی نہ اٹھا سکیں اور ایک انار کے پوست
میں پانچ آدمی سماویں - پھر بقدر نقباء اثنا عشر نے [illegible] حضرت جانب بنی اسرائیل مراجعت
کی اور آپس میں باہمدگر اقرار کیا کہ مہابت ہیاکل اور اعظم ابدان جبارون سے سوا حضرت موسی
اور حضرت ہارون کے کسی سے نہ کہیں کہ بنی اسرائیل مردم ضعیف بدن اور نحیف الرای قلیل البضاعت ہیں
بیشک جب اون لوگونکا حال واجبی معلوم کرینگے لڑائی سے پھر جاوینگے اور یہ اوسکے اطلاع کا باعث
بے ترتیب ہوگا القصہ جب یہ نقیب لشکر میں آئے تو دس نفر نے اونمیں سے خلاف عہد شوکت و شان
اور یہ سلطنت جسیم عادیون کی بنی اسرائیل کے روبرو بیان کی اور بارہ نقیبون میں سے سوا
کالوت اور یوشع بن نون کے چھپانے اس حقیقت میں کوشش نہ کی اور اخرالامر لشکر موسی
عمالقہ سے خوفناک ہو کر لڑائی سے پھرا ہر چند کہ حضرت موسی اور حضرت ہارون نے اونکو نصیحت
کی اور دلداری کی اور نصرت اور فیروزی پر وعدہ کیا چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے آیت
قال رجلان من الذین یخافون انعم اللہ علیہما ادخلوا علیہم الباب فاذا دخلتموہ
فانکم غالبون وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین یعنی دو مردون نے ان لوگون سے کہ ڈرتے
تھے انعام کیا تھا اللہ نے اوپر اونکے داخل ہو تم اوپر اونکے دروازے میں پس جب داخل ہوگے
تم اس میں پس تحقیق غالب ہو اور اوپر اللہ کے پس توکل کرو اگر ہو تم ایمان والے ولیکن بنی
اسرائیل نے ہرگز یہ کلام انکا نہ سنا آیت قالوا یموسی انا لن ندخلہا ابدا ما داموا فیہا ہ
کہا اونھون نے اے موسی تحقیق ہم ہرگز داخل ہونگے اوسمیں کبھی جب تک کہ رہینگے وہ اوسمین
کہ ہمکو اونکی برابری کی طاقت نہیں ہے اگر تسکو میل حکومت اور تصرف ہے آیت فاذہب
انت وربک فقاتلا انا ههنا قاعدون ہ یعنی پس جا تو اور پروردگار تیرا
پس لڑو تم آپس میں تحقیق ہم یہین بیٹھے ہیں - ہرگاہ ان سب نے متفق اللفظ ہو کر یہ کہا

حضرت موسی تمرد قوم سے خفا ہوئے اور سر سجدے مین رکھا آیت قال رب انی لا املک الا نفسی واخی فافرق بیننا وبین القوم الفاسقین یعنی کہا موسی نے ای رب میرے تحقیق مین نہین مالک مگر ذات اپنی کا اور اپنے بھائی کا پس جدائی ڈال درمیان ہمارے اور گروہ کے کہ دائرہ فرمان تیرے سے باہر ہو گئے ہین اور یوشع اور کالوب نے بھی غایت دلتنگی سے بسبب جہالت اور قساوت بنی اسرائیل کے کپڑے پھاڑ کر او سجدے مین جا کر بجناب عزت زاری کی کہ اس اثنا مین ناگاہ ایک ابر پیدا ہوا اور اوس مین سے خطاب صریح نازل ہوا کہ ای شعیب اسرائیل تم کہان تک عصیان کیے جاتے رہوگے اور کب تک میرے آیات واضحہ سے انکار کر دوگے آخر تم اندیشہ نہین کرتے کہ طرفۃ العین مین تمکو ہلاک کر دون اور موسی کی اطاعت کے لیے ایک اور جماعت تجسے دو چند پیدا کر دون حضرت موسی علیہ السلام نے بدرگاہ باری بہ کمال عجز و زاری عرض کیا کہ اگر تو کمال قہاری اور انتقام اپنے سے اس گروہ شقاوت پژوہ کو ہلاک کر دیگا تو تیرے ملک مین مطلق نقصان نہین ہوئیگا لیکن جو امت کہ بعد فنا میرے اعدام اس طایفہ ضلال کا سنینگے سبب عقوبت انکا میری دعا جانینگے اور کہینگے کہ جب اپنی قوم کو نہ لڑا سکا تو دعا کی بد سے ہلاک کیا اور پھر یہ دعا کی یا رب صبرک طویل و نعمتک کثیر وانت تغفر الذنوب فلا تعذبہم ولا تہلکہم یعنی ای رب تیری نیکی بڑی ہے اور نعمت تیری بہت ہے اور تو عفو کرتا ہے گناہونکو پس عفو فرما واسطے انکے اور نہ ہلاک کر تو انکو دوبارہ پھر خطاب آیا کہ ای موسی سنے یہ تیری دعا بھی قبول کی اور انکے گناہ سے درگذری لیکن چونکہ تو نے انکو فاسق کہا قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی کہ سوا اپنے خاص بندونکے کہ تو اور ہارون اور یوشع بن نون اور کالوب بن یوفنا ہین سب بنی اسرائیل کو اس بادیہ سرگردانی مین متحیر اور سراسیمہ رکھونگا اور جزع اور فزع کہ انھون نے کی ہے اون مین جاری رکھونگا تا ہر سال انکی اولاد اس قوم بیباک کی فوت اور موت پر اسیطرح حزن اور اندوہ کیا کرین اور انکو کیا کرین اور انکو اسی بیابان مین ڈال دونگا کہ بخواری تمام بسر اوقات کرین آیت فانہا محرمۃ علیہم اربعین سنۃ یتیہون فی الارض فلا تاس علی القوم الفاسقین یعنی اور فرمایا خدای تعالی نے پس تحقیق وہ زمین حرام کیگئی ہے اوپر انکے چالیس برس سرگردان پھرینگے بیچ زمین کے پس غم کہا اوپر قوم فاسقون کے اور بعد اس خطاب عتاب آمیز کے اون دسون آدمیون نے کہ عمالقہ کی خبر افشا کی تھی اونکے اجزا بدن جدا ہو گئے اور اونکے جسم گل کر پانی ہو کر بہے اور بنی اسرائیل اس بہ مین لغیا وحکن اور جلا وطن باخوذ اور معاقب ہوئے اور حضرت موسی اور ہارون علیہ السلام اور یوشع بن نون اور کالوت بن یوفنا دیار عمالقہ کیطرف متوجہ ہو کر وہان پہونچے اور بنی اسرائیل نے کہ یہان سے تا نپ مصری تھی اوسدن طلوع صبح سے تا ظہور شام ہر چند کہ مسافت راہ قطع کی عجب نیک تامل کیا تو جہان سے روانہ ہوئے تھے وہین پایا دوسرے دن حضرت موسی کے پیچھے روانہ ہوئے الا انسے ملاقات نہوئی روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ ہر گاہ انکی ...

طے مراحل مین مشغول رہے اور وقت شام آپکو اسی منزل مین دیکھا لاچار و مجبور رہے پس سعید موسی کہتے ہین کہ تیہ بنی اسرائیل ایک صحرا مین درمیان فلسطین اور ایلہ اور مارون کے طول اوسکا بارہ فرسنگ اور ایک روایت سے چھ فرسنگ تھا القصہ جب حضرت مع اپنے رفقا کے متصل شہر عمالقہ مین آئے اور انھون نے ایک قاصد کو واسطے ڈرانے لشکر موسی کے روانہ کیا لکھا ہے کہ یہ عوج بن عنق تھا اور یہ عادی ایک پہاڑ اپنے سر پر لیکر آیا تھا تا حضرت موسی کے لشکر پر مارے حق سبحانہ تعالی نے ہدہد کو بھیجا اوسنے اپنی چونچ سے اوس پتھر مین کیا کہ وہ مثل طوق ہوکر اوسکی گردن مین آرہا اور یہ خبر الرفقا کے نزدیک پہونچا حضرت نے اوچھلکر ایک عصا مارا کہتے ہین کہ دس گز حضرت کا قد تھا اور دس گز اوچھلے تھے مگر یہ اتنا طویل القامت تھا کہ نزدیک اسکے ٹخنے پر لگا اور زخم کاری پہونچا اور اسی ضرب شدید سے گر پڑا پھر رفقا موسی علیہ السلام نے شمشیر و خنجر سے بمشقت تمام اوسکو ہلاک کیا اور یہ نہایت خواری و زاری جہنم واصل ہوا بعضی راویوں نے اسکے طول قامت مین یہ لکھا ہے کہ اوسکے ایک پانون کی ایک ہڈی کا رودنیل پر پل بنایا تھا کہ کئی برس تک گذرگاہ کاروان رہا اور عمر اوسکی تین ہزار تین ہزار تین سو برس کی تھی پھر حضرت موسی مع اپنے یاروں کے بعد قتل بنی اسرائیل کے پاس آئے اور انکو اوسی منزل مین پایا کہا اے قوم مین نے تم سے نہ کہا تھا حق سبحانہ تعالے نے نصرت فرمائی اور مجھکو اتنی قوت دی کہ مین نے اس شخص کو مارا کہ روی زمین پر کوئی بندہ خدا ایسا عظیم اور قوی ہیکل نہوگا اور اگر مین وہان توقف کرتا تو تمامی اس دریا کی لہرون عنایت پروردگار سے فتح نصیب ہوتی لیکن چونکہ بغیر تمھارے اوس شہر مین جانا نہ چاہا اب خوف نہ کرو اور دل قوی رکھو اور میرے ساتھ چلو تا ملک شام اپنے تحت تصرف مین لاوین پھر بنی اسرائیل نے صورت حال و شرح سرگردانی اپنی اونسے بالتفصیل گذارش کی اور حضرت موسی اس امر کو سنکر بہت ملول ہوے اور بیچارگی اس جماعت پر بہت افسوس کیا خطاب آیا کہ آیت فلا تاس علی القوم الفاسقین یعنی غم نہ کھا اوپر قوم فاسقون کے نقل کرتے ہین کہ تیہ مین ایک کنوان تھا بنی اسرائیل نے اسمین سے اتنا پانی کھینچا کہ خشک ہوگیا اور تشنگی کی شدت اونپر غالب ہوئی اور یہ کمال حیران ہوے حضرت موسی علیہ السلام نے دعا کی وحی آئی کہ اے موسے اپنا عصا پتھر پر مار چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے آیت

واذ استسقی موسی لقومه فقلنا اضرب بعصاك الحجر فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا قد علم كل اناس مشربهم كلوا واشربوا من رزق الله ولا تعثوا في الارض مفسدين

یعنی اور جب پانی مانگا موسی علیہ السلام نے واسطے قوم اپنی کے پس کہا ہمنے مار ساتھ عصا اپنے کے پتھر کو پس پھوٹ نکلے اس مین بارہ چشمے تحقیق جانا ہر آدمی نے گھاٹ اپنا کھاؤ اور پیو رزق اللہ کے سے اور مت پھرو بیچ زمین کے فساد کرتے تفسیر کبیر نیشاپوری اور تمام تفسیرون مین لکھا ہے کہ یہ سنگ پارہ کوہ طور تھا کہ حضرت کلیم اللہ وہان سے بر سبیل تبرک اوٹھا لائے تھے اور سفر و حضر مین اونکے ساتھ

رہتا تھا اور تفسیر زاہدی مین لکھا ہی کہ اس سنگ مین بارہ قرونی مثال سر پستان زبان نمودار تھے کہ انکا
ضرب عصا ہر ایک قرونی سے لبان فوراہ آب جاری ہوا تھا اور یہ خاصیت اوسمین ظاہر ہوئی تھی کہ
جب منزل پر لشکر نزول کرتا تو حضرت اوسکو عصا مارتے اور آب شیرین اور خوشگوار بارہ ٹوٹیون کی
طرح جاری ہوتا اور گرد اوسکے گڑھے کھود کر پانی جمع کرتے اور صرف مین لاتے اور بروقت کوچ حضرت
موسی پھر اوسپر عصا مارتے تھے کہ سب منافذ سے پانی مسدود ہو جاتا تھا اور پتھر خشک نظر آتا تھا اور
باعتقاد بعضے مفسرون کے ظہور سنگ اس طور پر ہوا تھا کہ حضرت نے قعر دریاے نیل سے بوقت گذرنے
بنی اسرائیل کے اوٹھا لیا اور جیسا آدمی کا سر ہوتا ہی یا جیسا بلی کا سر معلوم ہوتا تھا چھوٹا سا سنگ مرمر
کا ایک گز سے ایک گز تھا اور اوسکے پہلو مین سے چشمے جاری ہوتے تھے یا یہ کہ حضرت موسی
جب تیہ مین آئے تھے تو گویا ہوا کہ اے موسی مجکو اوٹھا لے کہ مین کام مین آونگا اوسکو توبڑے
مین اوٹھا کر رکھ لیا تھا اور بعضون نے لکھا ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام اوسکو بہشت سے لائے تھے اور
حضرت شعیب کو میراث مین پہونچا تھا اور اونھون نے اوسکو عصا کے ساتھ حضرت موسی کو دیا تھا
اور طول اوسکا دس گز کا تھا یا یہ کہ ازبسکہ حضرت کمال باحیا تھے اپنے بدنکو ہمیشہ ڈھانپے رہتے
کہ کبھی کسیکو نظر نہین آتا تھا اس سبب سے قوم کو گمان تھا کہ حضرت موسی علیہ السلام کے
بدن مین کوئی مرض مبعوث مثل برص و باد خایہ ہے کہ اس جہت سے کہ حضرت اپنے بدن کو ڈھانپے
رہتے ہین حق تعالی نے چاہا کہ زبان خلق کو اس سے کوتاہ کرے ایکدن حضرت موسی پانی مین اترنے کو
اور اپنے کپڑے اوتار کر ایک پتھر پر رکھ دیے اور پتھر بقدرت باری تعالی روان ہوا اور حضرت موسی
علیہ السلام بہ ناچاری ننگے اسکے پیچھے دوڑے جب بنی اسرائیل نے حضرت موسی کو برہنہ دیکھا تو معلوم
کیا تو اونکے بدن مین کچھ عیب و مرض نہین ہے پس باشارہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس پتھر کو اوٹھا
لیا یا یہ کوئی پتھر معین نہ تھا اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہی کہ ایک سنگ رخام گرد و مربع شکل مکعب سا تھا
تھا کہ چھ سطح محیط اوسکی تھی ایک اوپر و ایک نیچے اور چار سطح سوا اسکے اور ہر ایک
مین سے تین تین چشمے روان ہوتے تھے۔ غرض اور دیگر مفسرین نے لکھا ہے کہ ضرب
عصا سے ہر مرتبہ اوس سنگ مین سے مانند سر پستان ظاہر ہوتا تھا اور اولاً مثل عرق نم
کی پیدا ہوتی تھی ثانیاً قطرات ٹپکتے تھے ثالثاً انفجار ظاہر ہوتا تھا اور فوراً نمط آب وافر اجرا
پاتا تھا۔ اور حضرت حکم کرتے کہ بارہ چشمہ عمیق ہر گروہ بنی اسرائیل کھودلیوے اور جو
پانی کہ اوس مین جمع ہووے کام مین لاوین اور اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ سنگ مین
بہ ضرب عصا دو فعل عجیب ظاہر ہوتے تھے اول جذب ہوا سے مجاور پے در پے دوسرے
مستحیل اور منقلب ہوتا اوسکا بصورت آب فرط سردی سے اور ظہور اسکے خواص

کے پتھرون مین اکثر دیکھے اور سنے گئے ہین مثل جذب آہن سنگ مقناطیس ورنزول باران مجرالمطر سے لیکن عجیب تر اس سے یہ ہے کہ صحیحین مین بروایت انس بن مالک و دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم مروی ہی کہ ایک دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام زورا مین تشریف رکھتے تھے ایک چھوٹے سے باسن مین پانی وضو کے واسطے حضرت کے روبرو رکھا حضرت کی انگلی مین مثل فوارہ پانی جوش کھانے لگا کہ بہت سے آدمیون نے اوس سے وضو کیا اور بعضون نے بطریق تبرک پیا قتادہ نے انس کے شاگردون شاگردون مین سے ہے اوس سے پوچھا کہ وہ کتنے آدمی تھے کہ جنہون نے وضو کیا تھا انس نے کہا کہ تین سو یا قریب تین سو کے روایت کرتے ہین کہ جب سرگردانی تیہ مین بنی اسرائیل کے پاس خیمہ اور سائبان اور طعام نرہا اور جو چارپاے جانور کہ اونکے پاس تھے اونکو مار کر کھا گئے اور آفتاب کی گرمی اور بھوک سے عاجز ہوے حضرت موسی علیہ السلام نے از راہ ترحم دعا کی حق سبحانہ تعالی نے ایک ابر کو اونپر سائبان کیا اور من اور سلوے بھیجا اور من ترانگبین تھا سفید مثل برف کے یا مانند میدہ سفید کے یا شہد یا کوئی اور نعمت کہ نازل ہوتی تھی تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ من نازل ہوتا تھا مثل برف کے ہر شب اونکو دیتے تھے بقدر ایک صاع کیواسطے ہر انسان کے اور سلوے گوشت تھا یا مرغ یعنی جانور چڑیون کی شاخون پر بیٹھے تھے اور نغمہا سے خوش آواز ہای دلکش اونسے ظاہر ہوتی تھی پھر ایک ہوا چلتی تھی اونکو ذبح کرتی تھی اور پر اور پیرہ اکھیڑ کر آلایش اندرونی سے پاک بحرارت آفتاب بریان ہو کر گرتے تھے اور یہ کھاتے تھے اور یہی مروی ہے کہ یہ جانور درختون پر نغمات کرکے نیچے اترتے اور یہ انکو پکڑ لیتے اور ذبح کرتے تھے اور پکا کے کھاتے تھے مگر یہ رگ اور خون اور استخوان نرکھتے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ خداے تعالے ایک ابر کو برانگیختہ کرتا تھا کہ یہ جانور مثل باران اسمین سے گرتے تھے ایک کوس کی درازی تک ایک نیزے کی بلندی سے ہر روز فجر سے طلوع آفتاب تک اور حکم تھا کہ دوسرے دن کے واسطے باسی کر کر نہ رکھہ چھوڑین امتحان کیلیے ایک دن ترانگبین صاف تر اور جانور فربہ تر آئے اور انھون نے خلاف حکم دوسرے دن کیواسطے رکھ چھوڑے جانورونکا گوشت سڑ گیا اور اوسمین کیڑے پڑگئے اور ترانگبین بھی بدبو اور متغیر ہوگیا اس سے پہلے کھانا سڑتا اور بسا نہ تھا ان کم بختون کے فعل ناشائستہ سے یہ بلا جہان مین نازل ہوئی اور تفسیر عزیزی مین در ذیل آیت وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوے لکھے اور سائبان کیا ہمنے اوپر تمہارے بادلونکو اور اوتارا ہمنے اوپر تمہارے من اور سلوی اور ابن عباس سے بھی منقول ہے کہ غمام جنس غمام متعارف نہ تھا بلکہ یہ ابر خنک تر اور پاکیزہ تر تھا جیسا کی اسی جنس سے ابر وقت جنگ بدر ہمارے رسول مقبول علیہ السلام کے غزوہ مین تھا بہر امداد ملائکہ آسمانی اسمین نازل ہوے تھے اور مجاہد سے منقول ہے کہ وہ الغمام الذی یاتی اللہ فیہ یوم القیمۃ ولم یکن الا لہم یعنی

وہ غمام وہ ابر تھا کہ لاویگا اللہ بیچ اوسکے دن قیامت کو اور نہین ہوگا سحاب بیں معنی اسکے یہ ہین کہ
تکوّن ابر کے دو طریق ہین اور طبیعی متعارف کہ بسبب اجتماع بخار اور بخار اور غبارات کا تفت اونکے
بعد پہونچنے طبقہ زمہریر کے مستحیل ہونا پانی صورت پذیر ہوتا ہے۔ دوسرے غیر طبیعی خارجی کہ بسبب
انحدار تھوڑے انوار کے جانب بالا سے عالم مثال سے عالم شہادت اور خدمت ملائکہ کے نازل
ہوتا ہے پس وہ غمام کہ تیہ بین بنی اسرائیل پر سائبان ہوا تھا قسم ثانی سے تھا نہ اول قسم سے اور
یہ مراد نہیں ہے کہ وہ بعینہ غمام روز قیامت یا غمام روز بدر تھا اور خوب طرح سے سمجھا چاہیے کہ
مفسرین اور اہل قصص نے لکھا ہے کہ ہمراہ سائبان اور نعمتین بھی اونپر سفر اور سرگردانی مین ارزانی
ہوئین یقین از انجملہ یہ کہ وقت شب ایک ستون نورانی اونکے لشکر مین قایم ہوتا تھا کہ اوسکی روشنی
مین کاروبار اور آمد ورفت کرتے تھے اور کپڑے نہ پرانے اور میلے ہوتے تھے اور ناخن اور بال اونکے
نہ بڑھتے تھے کہ منڈوانے اور کتروانے کی حاجت پڑے اور ایک روایت سے ہے کہ کپڑے پرانے
اور میلے تو ہو جاتے تھے لیکن جب اونکو آگ مین ڈالتے تو پاک اور پاکیزہ ہو جاتی تھی اور جب پرانی ہوتے
جب آگ مین ڈالتے تھے تو نکل جاتی تھی اور جلتے نہ تھے کہ جو فرزند کہ اوس سفر مین پیدا ہوتا تھا کپڑے
پہنے ہوے ولادت پاتا تھا اور جتنا وہ روز بروز موٹا ہوتا تھا تو وہ کپڑے بھی بڑھتے جاتے تھے اب جاننا
چاہیے کہ من وسلوی سے بالتحقیق لیا ہے اور کیونکر تھا لکھا ہے کہ طلوع صبح صادق سے تا طلوع آفتاب
من مانند برف کے برستا تھا اور لشکر کے آدمی اوسکو پتھروں اور کپڑوں پر لیتے تھے اور پھر یکجا جمع کرتے
کہتے ہین کہ ہر آدمی کیواسطے بقدر ایک صاع کہ چار سیر رائج اس شہر کے ہوتے ہین جمع ہوتا تھا اور تمام
روز او سلوی مانند قند وشکر کھاتے تھے اور چھ دن تک متصل برستا تھا بلکہ روز جمعہ مضاعف برستا تھا اور
کہ ہر آدمی کو دو روز کفایت کرے اور ہفتے کے دن مطلق نہ برستا تھا چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام
اہل لشکر کو فرماتے تھے کہ جمعہ کے دن دو چند برسے گا چاہیے کہ ہفتے کیواسطے بھی ذخیرہ کر لو کہ کل نہین
برسے گا ولیکن زیادہ ایک دن سے ذخیرہ نہ کرنا اور حقیقت من کی اصطلاح محققین حکما مین یہ ہے کہ
بخار اور دخان جب جدا جدا زمین سے آسمان پر جاتے ہین سحاب اور برق اور رعد اور صواعق اور
شہب اور ذوات الاذناب یعنے ستارۂ دم دار پیدا ہوتے ہین چنانچہ تفصیل اوسکی اپنے مقام مین
مشروحاً بیان ہے خلاصہ یہ کہ بخار اور دخان باہم مرکب ہو کر صعود کرتے ہین پس اگر دخان لطیف اور
رطوبت غالب ہوتی ہے اور حرارت عمل باعتدال کرتی ہے اور وہ بخارات متصاعدہ مستحیل بآب
ہوتے ہین تو مانند ژالہ اور برف منعقد ہوتے ہین اور یہی قسم سے ترانجبین بھی ہے اور اسی طرح وجود
اسکا ہوتا ہے اور اگر حیاناً یبوست غالب ہو اور حرارت عمل کرے باعتدال اوسکو خشک انجبین کہتے
ہین اور اگر رطوبت اور یبوست دونون باعتدال ہووین اور عمل حرارت بھی باعتدال ہو اسکو شیرخشک اور شیرخشت

اور بخار و دخان دونون لطیف جو اسمین ہوویں اور حرارت معتدلہ اوسمین تاثیر کرے اوسکو من کہتے ہین اور
حرارت مغلوب یا معدوم ہووے اوسکو طلول فاسدہ یعنی شبنم متعارف کہتے ہین کہ کچھ مزا اپنا نہین
رکھتی اور بالفعل اصلاح اطبا مین من کو استعمال کرتے جو شبنم درخت یا شجر پر گرے اور کچھ مزا اور مزاج
بہم پہونچاوے اوسکو داخل من جانتے ہین مثل ترنجبین اور شیرخشک اور گزانگبین اور بید انگبین وغیرہ اور
ماہیت اوس من کی کہ مذکور ہوا یہ ہے کہ گرم ہے درجہ اول مین اور رطوبت اور یبوست مین معتدل
اور سینے کو نافع ہے اور رطوبت بخش یعنی پھیپھڑے کو زائل کرتا ہے اور اوسکی خشونت کو نرم اور کھانسی کا کہ رطوبت
سے ہو دفع اور بہتر ہے معدہ کو نافع اور طبیعت کو محکم رکھتا ہے اور صفرا کو سودمند ہے اور پیدا کرتا اوسکا
میٹھا پن مسافرون کو کہ مختلف پانی جا بجا کا پیتے ہین اور چھیرتی ناس اوسکی یعنی دماغ کو پاک کرتی ہے اور
بادہا غلیظ نکالتی ہے اس جہت سے اہل وسواس و مالیخولیا اور صاحبان بلغم کو بہت مفید ہوتا ہے اور یہی حکمت
نزول اس نوع سے بنی اسرائیل پر منظور الٰہی تھا کہ اونکے دماغون کو تصفیہ حاصل ہو تا سماعت و [illegible]
انکی بسوخ [illegible] پکڑین اور بعرف من کو عام جو استعمال کرتے ہین پس جو چیز کہ بے تعب اور مشقت کھانے
کیواسطے میسر ہووے اور حاجت زراعت اور حصاد اور پاس اور طبخ اوسمین نہووے اوسکو من
کہتے ہین کسواسطے کہ ہو منا من اللہ علی عبادہ یعنی وہ من وہ من ہے کہ ارزانی فرمایا اللہ نے اوپر بندون ا
پنے اور اسی معنی سے جو کچھ کہ کھنبین ہے در کتب معتبرہ حدیث مین مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے الکماۃ من المن و ماءھا شفاء للعین یعنی کھنبی قسم من سے ہے اور پانی اسکا ہے
شفا واسطے آنکھونکے اور عند الاطبا پانی اوسکا بیاض چشم کو جلا دیتا ہے علی الخصوص وہ پانی کہ کھنبی وقت اوگنے
سے ٹپکتا ہے اسکے آب تازہ مین کہ سرمہ حل اور پرورده کیا جاوے مقوی اجفان اور قوت روح اور نور
باصرہ کو زیادہ کرتا اور آب نزول کو دافع اور پوشیدہ نرہے کہ کھنبی بفتح کاف و اشمام ہا و نون و کسر
باے موحدہ و یاے تحتانی نام ایک بیخ کا ہے کہ عفونت زمین سے موسم ربیع مین اکثر ریگستان اور دامن
پہاڑ مین بدور سرخ رنگ بے ساق و بے برگ پیدا ہوتی ہے اور کچھ مزہ اور اوسمین نہین ہوتی
ہے اور اوسکو خام اور پکا کر کھاتے ہین اور اوسکو عربی مین نبات الرعد کہتے ہین اور جنس من
اسواسطے کہا ہے کہ یہ بھی بے ساختہ اور پرداختہ پیدا ہوتی ہے کوئی اوسکو بوتا یا پرورش کرتا نہین
اور اس نظر سے من بہت چیزون کو شامل ہے جیسے جھاڑی بوٹی کے بیر اور نخلہ خرد مثل شاہ بلوط
یعنی چلغوزہ اور کوٹو اور کودون اور حدیث سے یہ مراد نہین ہے کہ کماۃ وغیرہ جنس من بنی اسرائیل کے
ہے کسواسطے کہ روایت صحیح مین ثابت ہوا کہ من بنی اسرائیل وہی من حقیقی تھا چنانچہ توریت وغیرہ کے ترجمون
مین شکل اور چہرہ اوسکا بہ تشریح بیان کیا ہے اور اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ من اور سلوی دونون ایک مرتبہ
نازل نہین ہوئے تھے بلکہ پہلے من اوترا تھا اور ایک مدت اکیلا وہی اونکی غذا رہا بعد اسکے بنی اسرائیل نے

حضرت موسیٰ سے کہ ہر روز یہ شیرینی کھانے کھاتے ہمارے منھ کا مزا بگڑ گیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ یہ طعام
سے ذائقہ تبدیل ہو کوئی چیز نمکین جناب الٰہی سے طلب کیجئے یا کہ اوس میں بعضے شوخ طبیعوں نے
واللہ قد قتلنا حلاوتہ یعنی قسم ہے کہ قتل کیا ہم نے شیرینی اسکی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درجناب
الٰہی میں دعا کی اور حق تعالیٰ نے سلویٰ بھیجنا نازل کیا اور سلویٰ نام ایک جانور کا ہے کہ اوسکو سمانی بزبان
تازی اور ہندی میں لوا کہتے ہیں اور مسکن اس جانور کا اکثر کنارے دریائے شور کے کا اطراف مصر
جنس میں بہت ہوتا ہے اور طریق نزول اسکا اسطرح تھا کہ جب ابر ہوتا تھا تو باد جنوب ان جانوروں
کو کنارے دریا سے اوٹھا کر جوق جوق لشکر بنی اسرائیل پر گراتی تھی اور بنی اسرائیل ان جانوروں کو پکڑتے
اور چار پائی چوب وغیرہ سے شکار کر ذبح کرتے تھے اور بقدر کفایت اپنے عیال کے صرف میں لاتے
تھے اور حکم ذخیرہ کا نہ تھا مگر سوا دن جمعہ کے ہفتے کیواسطے رکھ چھوڑتے اور بعضے حریصان بنی اسرائیل
کہ گوشت بچنے کے دن کے سوا ذخیرہ کر رکھتے تھے تو وہ سڑ جاتا تھا چنانچہ حدیث شریف میں بھی اس معنی کی طرف
اشارہ واقع ہوا ہے لولا حوا لم تخن انثی زوجہا ولولا بنی اسرائیل لم یخنز اللحم اور اہل طب
احوال سمانی لکھا ہے کہ وہ ایک جانور ہے کہ درمیان سے اوڑتا ہے اوسکو قتیل الرعد بھی کہتے ہیں کسواسطے کہ
جب وہ کڑک رعد کی سنتا ہے اوسیوقت مرجاتا ہے یعنی بہ سبب کمال ضعف قلب آواز سخت سننے کا
تحمل نہیں رکھتا اور اوس جانور کا مزاج یعنی یہ بطریق کے استعمال میں لانا صحیح کیواسطے فصلے مفید اور خون
اوسکا کان میں ٹپکانا مزیل درد گوش اور بیٹ اس جانور کی سرگین خشک سے بہت مناسبت رکھتی
ہے اور شکل میں یہ جانور چھوٹے مرغ جیسا ہوتا ہے اور مزاج میں لطیف ترمائل بہ گرمی اور یبوست
پیدا کرتا ہے اور خوش طعم ہوتا ہے اور صحیح اور ضعیف المزاج اور ناتوان کو غذا ہے نیک اور گوشت اسکا
سنگ گردہ اور مثانہ کو نکال دیتا ہے اور مدر بول ہے اور زبان شیرازی میں اس جانور کو آدمی کہتے ہیں اور کھانا
کم جب اسکا کھانا بہ مداومت کریں تو سخت دلکو نرم کرتا ہے اور یہی نکتہ نزول اس جانور اور کھلانے گوشت
اسکے بنی اسرائیل کو منظور الٰہی تھا اس کے کھانے سے انکا اعتقاد پاک اور اسکے گوشت کھانے سے دل
اونکے نرم ہو دیں اخلاق اور اعمال اونکے درستی پکڑیں القصہ جب چند مدت اس طرح سے بسر ہوئی
بنی اسرائیل پھر حضرت موسیٰ کی خدمت میں آئے اور کیا عرض واسطے کہ ہم سبب تناول من و سلویٰ کے
کے تنگ آگئے ہیں اور رغبت اسپر نہیں ہے بغیر اور مطعومات کے چارہ نہیں ہمکو پیاز اور بقول اور
نباتات ارضی کے کھانے کو طبیعت راغب بہت ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے آیت واذ
قلتم یموسیٰ لن نصبر علی طعام واحد فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلہا
وقثائہا وفومہا وعدسہا وبصلہا اور جب کہا تم نے اے موسیٰ ہرگز
نہ صبر کرینگے ہم اوپر کھانے ایک کے پس مانگ واسطے ہمارے پروردگار اپنے سے نکالے واسطے ہمارے

اوس چیز سے اوگاتی ہے زمین ساگ اوسکے سے اور ککڑی اوسکے سے اور گیہوں اوسکے سے اور پیاز
اوسکے سے اور مسور اوسکے جو چیز کہ اگاتی ہے اوسکو زمین بقول یعنی ساگ اور سبزی مثل خرفہ اور پالک
اور چوپتی اور سویا اور ترکاری نوبدی کا اوسکو خام کھانا متعارف ہو مثل پودینہ اور دھنیا اور اجمود اور ترہ تیزک
کا اسم اس قسم کو احرار البقول کہتے ہیں اور ککڑی کھیرا کہ یہ بھی خام کھایا جاتا ہے اور قائم مقام غذا ہوتا ہے
اور گیہوں اور مسور اور پیاز اور آیت قال اتستبدلون الذی ہو ادنیٰ بالذی ہو خیر اہبطوا مصرا فان لکم ما سألتم
یعنی کہا کیا بدلے لیتے ہو وہ چیز جو ادنیٰ ہے اوس چیز کے کہ وہ بہتر ہے اترو کسی شہر میں پس تحقیق واسطے
تمہارے ہے جو مانگا تم نے اگر تمہیں ہے کسی شہر میں جاؤ کہ وہاں یہ چیزیں موجود ہیں اور کیا کم عجب قوم
جاہل ہو گیا تھا ارض [illegible] ساوی انعام الٰہی پر اور طعام جسمانی کو مائدہ روحانی پر ترجیح اور تفضیل دی
ہو اور پھر حضرت موسیٰ اور ہارون نے فرمایا بالتحقیق یہ منزل اور قیام [illegible] تکبر سے [illegible]
کیا اور چاہا کہ قوم کے درمیان میں سے نکل جاویں اور اون جاہلونکی سی کمال خود چھوڑیں لیکن صبر و تحمل حالات
عالم میں [illegible] لوازم اوٹھایا [illegible] اونکے کلام [illegible] شفقت ہو سکے اور عروۃ الوثقیٰ تحمل کیا [illegible]
اراوت میں [illegible] انتظار امر حضرت الٰہی پر چنانچہ بامر کردگار حضرت [illegible]
اور ندامت اور تو انہی ان پر [illegible] اور ہر روز [illegible] ہوتی تھا آخر کو
مدت چالیس [illegible]
پچاس برس سے کم [illegible] اور ایک [illegible]
اور کالوت سے [illegible] اور اوس مدت میں [illegible] بنی اسرائیل [illegible] ہوا اوسی قدر اونکی نسل سے پیدا ہو
چنانچہ بروقت [illegible] تعداد اونکی شمار کی گئی تھی [illegible]
ونقصان [illegible] الا لانساء [illegible] ذکر وفات حضرت ہارون علیہ السلام اکثر تواریخ میں اسطرح
مرقوم ہے کہ حضرت ہارون [illegible] سال تیہ میں وفات پائی اور بعض نسخ میں مرقوم ہے کہ [illegible]
میں کہ پانچواں مہینہ چالیسوان سال تھا اور یہ [illegible] حق تعالیٰ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی کہ
ہارون کی وفات نزدیک پہونچی فلان مقام میں یہ [illegible] درپیش آویگا اوسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام
ہارون اور ایک قول سے شبیر و شبر بھی کہ فرزندان ہارون تھے اونکو ہمراہ لیکر کوہ [illegible] کی طرف
متوجہ ہوئے اثنا سیر میں ایک مقام پر پہونچے کہ ہوا اسکی عطر آمیز اور عنبر بیز تھی اور وہاں ایک مکان
مکلف نظر آیا اور اوس میں ایک تخت بلند فرش نفیس سے مفروش پایا اور درخت عجیب عدیم النظیر اوس پر سایہ افگن
دیکھا حضرت ہارون دیکھتے ہی اوسکے حضرت موسیٰ سے کہا اسوقت میری یہ آرزو ہے کہ ساعت اس
تخت پر استراحت کرون اور ایک لحظہ کلفت راہ سے آرام لون لیکن خوف ہے اس بات کا کہ مبادا صاحب
خانہ آجاوے اور مجھ پر خفا ہووے حضرت موسیٰ نے کہا کیا مضائقہ ہے اپنی مراد حاصل کرو اگر صاحب

صاحب خانہ آویگا تو اوس تخت میں قدر بقدر توانائی کرونگا اونھون نے کہا کہ تنہا اس تخت پر سونے سے مجکو آرام نہین ہوگا
میرا جی چاہتا ہے کہ تم بھی میرے ساتھ اس امر میں شریک ہو اور نگہبان راہ کو دور کرو اگر شاید مالک
آجاوے تو تحمل غضب اور عتاب مین بھی اوسکے دونون ہووین حضرت موسی علیہ السلام نے قبول
کیا اور اوسکے ہمراہ اوس تخت پر لیٹ گئے اور جب حضرت ہارون نے تکیے پہ سر رکھا اجل موعود پہونچی
اور اونکی روح پاک شفاخانۂ قدس کو خرامان ہوئی اس اثنا مین حضرت موسی علیہ السلام نے اوسپر سے
اوٹھکر چاہا کہ تکفین و تدفین مین مصروف ہووین وہ روضہ مع تخت ناپدید ہوگیا اونھون نے قوم پاس آکر
صورت واقعہ بیان کی بنی اسرائیل نے کہا موسی علیہ السلام نے ہارونکو ازرہ حسد مار ڈالا اسواسطے کہ وہ
ہمکو اوس سے زیادہ دوست رکھتے تھے اونکو یہ بات ناگوار تھی حضرت کلیم اللہ نے یہ امر سنکر دعا کی کہ الٰہی
انکو بلطف اپنا اوسکا جنازہ دکھادے چنانچہ وہ تخت مع ہارون اوس جماعت پر ظاہر ہوا اور ہارون نے زندہ ہوکر
کہا موسی اس تہمت سے بری ہے بنی اسرائیل بطور اس اعجاز نمایان کے طعنہ زنی سے باز رہے اور انکار ناحق
پھر ہارون کو اوٹھا جنازہ کیا اور پھر اوس جگہ کہ وہ تخت ناپدید ہوا تھا کہ عمارت عالی بنائی اور حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضرت موسی اور حضرت ہارون علیہ السلام رون علیہ السلام نے وہان وفات
پائی حضرت موسی نے مراجعت کی بنی اسرائیل نے اونکے قتل پر اونکو متہم کیا پس بہ فرمان خدای تعالی
فرشتے حضرت ہارون کو اوٹھا کر روبرو قوم کے لائے اور اقرار ہلاک بمرگ طبعی کروایا کہ اونکی تسلی حاصل
ہوئی اور بعد اوسکے فرشتے اوسکو لیگئے اور ایک جگہ پہ دفن کیا کہ اوسکی قبر پر مطلع نہوا مگر ایک شخص
کہ اوسنے دیکھا اوسکو گونگا بہرا کر دیا واللہ اعلم عمر بن میمون سے روایت ہے کہ حضرت موسی ہارون اور غار کی
طرف گئے تھے وہان حضرت ہارون مرگئے اور حضرت موسی علیہ السلام نے وہین دفن کر دیا جب
بنی اسرائیل کے پاس آئے سب نے حضرت موسی علیہ السلام کو کہا کہ تو نے اوسکو مارا ہے حضرت موسی
نے بارگاہ باری میں تضرع اور زاری کی وحی آئی کہ بنی اسرائیل کو اوسکی قبر پر لیجا کہ مین اوسکو وہان زندہ کرونگا
جب اونکو وہان لیگئے ندا کی اور آواز دی کہ یا ہارون یہ قبر سے نکلے اور اپنے سر کے بالونکو جھاڑنے لگے
حضرت موسی نے کہا اے ہارون مین نے تمکو مارا ہے سچ بتاؤ کہا نہین اپنی موت سے مرا ہون حضرت
موسی علیہ السلام نے کہا پھر اپنی خوابگاہ مین چلے جاؤ اور حضرت موسی پھر قوم کے ساتھ تیہ مین آئے
اور بعد حضرت ہارون کی حضرت موسی علیہ السلام کی عمر سے معلوم ہوگی کہ حضرت ہارون حضرت
موسی سے تین چار برس بڑے تھے اور حلیہ اونکا اور حضرت موسی علیہ السلام کا ایک تھا مگر فی الجملہ
اوسکے سے یہ دراز تھے چنانچہ عنقریب بیان کیا جاتا ہے انشاء اللہ تعالی اور کیفیت وفات حضرت موسی
علیہ السلام مین اقوال مختلف ہین الا جو کہ مناسب بذات مقدسہ و نفوس ذاکیہ حضرات انبیا علیہ السلام ہین وہ
لکھا جاتا ہے ارباب خبر کہتے ہین کہ جب زمان ارتحال موسی نزدیک پہونچا کہ تمامی اسرائیل پھر گیا

کیا جاوے اور احوال ان لوگون سے کہ ہنگام خروج مصر ہمراہ تھے تفحص کرین چنانچہ نقیبات مامور مجد اس امر مین مشغول و مصروف ہوگئے انھون نے سواے یوشع اور کالوت کے کسیکو انمین سے زندہ نپایا تو صورت حال حضرت موسی سے عرض کی آپ نے حکم دیا کہ اونکی اولاد خرد و کلان کو حاضر کرین جب سب بزرگ و کوچک جمع ہوے حضرت نے احکام توریت اور مضمون الواح انپر علاوہ کیا اور معانی اوسکے عبارت کے ساتھ بیان بدیع کے روشن فرمائے اور انکو تدریس و تعلیم فرزندونکی وصیت کی اور کاتبونکو مقرر کیا تا نقلین توریت و الواح کی لکھکر اجزا اونکی تجا قلمت رکھین اور بعد اسکے اپنے خط مبارک سے بھی ایک کتاب تمام و کمال لکھی اور حضرت جبرئیل سے مقابلہ کراکے ہارونی کو تسلیم کی اور صندوق الشہادت مین رکھی اور جب اور کاتبون نے کتابین تمام فرما کر لکھین سب نسخون مذکورہ کو اپنی کتاب مرقومہ خاص سے مقابلہ اور تصحیح کیا اور اسباط پر تقسیم کین کہ ہر سبط کو ایک کتاب دی اور ساتوین ماہ آذر کو پھر اپنی قوم جمع کی اور مجلس عظیم ترتیب دی اور بنی اسرائیل کو جوا ابتدا کیا اور حضرت یوشع کو جماعت اور ہدایت اونکی تفویض کی اور بہ تدابیر در رعایت مہمات اسکے وصیت کی اور سبا کو متابعت یوشع مامور کیا اور فرمایا آج ساتوین ماہ آذر ہے میری عمر مین سو برس کی ہوئی اب نزدیک ہے اور مین دنیا سے رحلت کرون اور مرضی میری یہ ہے کہ اب بندگان خدا مین سے کہ باخلاص نیت تم مین ممتاز ہو وہ میرا خلیفہ رہے اور کسی طرح میری وصیت مین قصور و فتور نہ کرے اور راہ دین مین شبہہ گمراہ نہ ہووے اور غیر خدا تعالی سے استعانت نچاہے تا ہر کوئی قیامت کے دن میرے زمرہ مین معدود اور محسوب ہووے اور میری وصیت ملحوظ رکھے اور میرے نزدیک یہ سب صفات حسنہ باری تعالی و تقدس نے ذات یوشع مین ودیعت کین تم سبکو محبت اسکی اور اسکے اتباع و احکام کی اور جو پیغمبر کہ اوسکے زمانے مین مبعوث ہو لازم ہے اور قطعا خلاف انکار از اور فرزندان ہارون سے کہ امام اعظم ہے ہر چند رہنما ہو اونکے انکار پر مبادرت نہ کرنا کہ موجب سخط الہی ہوگا اور انتقام اوسکا تمسے لیا جاویگا سب بنی اسرائیل نے یہ وصایا حضرت موسی کے قبول کیے اور اس باب مین وثیقہ لکھا اور اپنے دستخط سے موشح اور مزین کیا پھر بعد اتمام وصیت تمام قوم ایک دوسرے کے سپرد کرکر وداع کیا اور حضرت یوشع کا ہاتھ پکڑکر بنی اسرائیل مین سے نکلکر روانہ ہوے جب مسافت کچھ طے کی تو ایک ہوا نرم خوش آیند مقرر سمت کی طرف سے چلنی شروع ہوئی چنانچہ اوسکے اثر سے حضرت یوشع کو معلوم ہوا کہ حضرت موسی کا وقت وفات آن پہونچا غرض کہ حضرت موسی نے یوشع کو گلے لگا وداع کیا اور پیراہن مین سے غائب ہوگئے ہرگاہ حضرت موسی ناپدید ہوے اور پیراہن حضرت یوشع کے ہاتھ مین خالی رہگیا یہ وہان سے متاسف اور ملول بنی اسرائیل کے پاس آئے اور صورت حادثہ بیان کی قوم نے اونکو بخون موسی متہم کیا اور جماعت انپر سعین کی تا بعد ارتبوت یوشع کو بقصاص پہونچاوین سو کاہون نے رات کو خواب مین دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ یوشع خون موسی سے بے گناہ ہے حق تعالی

نے اوسکو بقید صدق جانے دی ہے یہ حال سنکر دوسرے دن سرداران قوم نے حضرت یوشع سے
عذر خواہی کی اور اپنے خیال فاسد سے درگذرے اور ایک روایت اسطرح پر ہے کہ بعد انتقال حضرت
ہارون ملک الموت واسطے قبض کرنے روح حضرت کلیم اللہ کے آیا حضرت نے کہا اے ملک الموت
کلیم ہزار کلمے بے واسطہ حق تعالی سے مین نے سنے اور اوسکے ساتھ ہمکلام ہوا اسطور پر کہ کوئی
درمیان مین نہ رہا مجکو قسم ہے ساتھ عزت اس خدا کے کہ جس نے مجکو نعمت پیغمبری دی اور بسوی
بنی اسرائیل بھیجا جان کو بھی بے واسطہ اوسکو سونپونگا اور تو وسیط نہین ہو سکنے کا اگرچہ مجکو وصل محبوب
الی الحبیب بیاتا ہون ملک الموت گیا اور الہی تو جانتا ہے کہ تیرا کلیم مجکو جان تسلیم نہین کرتا اور بعضی جگہ
ہوئی اور اتاویل ہیولفوی مین آیا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے ملک الموت کے منہ پر ایسا تماچا مارا
کہ ایک آنکھ کی بینائی جاتی رہی اوسنے جا کر کہا خداوندا مجکو تو نے ایسے بندے کے پاس بھیجا کہ وہ موت
نہین چاہتا اور یہ میری آنکھ کور کر دی خدا ہی تعالی نے اوسکی آنکھ کو شفا بخشی اور حضرت موسی علیہ السلام
کو پیغام بھیجا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ اور زندگی سے بہرہ مند ہووے تو اپنے ہاتھ کو ایک گائے کی پیٹھ پر رکھ
جسقدر بال تیری مٹھی مین آوین اوسقدر ہزار برس تیری عمر مین بڑھ جاوینگے انھون نے کہا خداوندا پھر
کیا ہوویگا فرمایا آخر موت آویگی اوسوقت حضرت کلیم اللہ نے کہا مین نے مرنے پر اقرار کیا اور بدل راضی اور
بعضے روایت کرتے ہین کہ خطاب آیا کہ اے موسی تو نہین چاہتا کہ میرے پاس آوے کہا اے رب چاہتا ہون مگر یہ
آرزو ہے کہ ایکبار پھر اوس مقام مقدس پر پہونچون اور تیری مناجات کرون اور تیرا کلام سنون فرمان پہونچا
کہ آؤ حضرت موسی علیہ السلام طور پر گئے اور دل مین خیال گذرا کہ چھوٹے چھوٹے فرزند بیکس رکھتا ہون
کسکو سونپون ندا آئی کہ اے موسی اپنا عصا زمین پر مار حضرت موسی علیہ السلام نے عصا زمین پر مارا
زمین پھٹ گئی اور دریا ظاہر ہوا پھر خطاب پہونچا کہ اوسپر بھی مار جب عصا دریا پر مارا ایک سیاہ پتھر بقدرت
حضرت داور انکو نظر آیا پھر حکم ہوا کہ اوسپر بھی مار عصا پتھر پر مارا اسکے دو ٹکڑے ہوگئے اور اس مین سے
ایک کیڑا منہ مین سبز گھاس لیے ہوے نکلا اس مضمون کی تسبیح کہتا تھا کہ پاکی ہے اس خدا کو کہ مجکو
دیکھتا ہے اور کلام میرا سنتا ہے اور مقام میرا جانتا ہے اور روزی مجکو پہونچاتا ہے خطاب آیا کہ اے
موسی اس کیڑے کو تہ سے آگے نیچے پتھر دریا مین سنگ خارا کے درمیان مین بھولتا نہین تیرے
فرزندون کو کیونکر فراموش کرونگا حضرت موسی خوشدل ہوکر وہان سے پھرے راہ مین دیکھا
کہ سات آدمی قبر کھود رہے ہین حضرت موسے علیہ السلام نے کہا یہ قبر کسکے واسطے ہے اونھون نے
کہا واسطے ایک دوست کے دوستان خدا سے اور صاحب اوس قبر کا تیرے قد کے برابر ہے حضرت
موسی علیہ السلام اوس قبر مین لیٹے اور کہا کیا اچھی قبر ہے کاش میرے واسطے ہوتی حضرت جبرئیل
علیہ السلام ایک سیب بہشتی لائے اور حضرت موسی علیہ السلام نے سونگھا اور جان بحق تسلیم کی

فرشتوں نے انکو غسل دیا اور جنت سے کفن پہنایا اور نماز پڑھی اور وہیں دفن کر دیا اور وہ
قبر نظر انسان سے ناپدید ہو گئی تا کوئی نہ جانے کہ یہ کہاں مدفون ہیں اور بستان فقیہ میں لکھا ہے عمر حضرت
موسی علیہ السلام کی ایکسو بیس برس کی تھی اور معالم میں سورہ مائدہ میں اور انوار التنزیل میں سورہ شعرا
میں ایراد کیا ہے کہ ایکسو بیس برس کی تھی اور ایکسو پچاس اور ایک سو ساٹھہ بھی روایت میں آئے ہیں
حلیہ حضرت موسی و ہارون حضرت موسی گندم گون دراز قد مجعد مو تھے اور داہنے منہ پر ایک تل تھا اور
حضرت ہارون کا قد ان سے کشیدہ تھا اور رنگ اونکا سفید تر اور حضرت موسی علیہ السلام سے تین یا چار
برس بڑے تھے اور ضخیم البدن اور عظیم الجثہ تھے صفات حضرت موسی علیہ السلام کو لکھا ہے اولوالعزم
جبار ہیں اور نہایت عالیشان اور بغایت مغلوب الغضب تھے اور حضرت ہارون صابر اور متحمل تھے تحقیق اسما
و القاب میں ایک جماعت کہتی ہے کہ موسی لفظ عرب سے اور نام اونکا زبان عبرانی میں ساستہ تھا کہ
دختر فرعون نے انکی حالت تسکین تابوت میں یہ اسم اشتقاق کیا تھا اور ایک طائفہ کہتا ہے کہ موشہ
قبطی میں معنی آب ہے اور سا درخت کو کہتے ہیں چونکہ تابوت اونکا درمیان پانی اور درخت کے پایا یعنی
صندوق چوبی دریا میں سے ہاتھ آیا اسم موسی اوپر جاری کیا اور القاب مشہور اونکے مکلم اللہ کلیم اللہ اور
صفی اللہ اور ہارون زبان عبرانی میں سرخ و سفید کو کہتے ہیں چونکہ اس صفات کے ساتھ موصوف تھے
ہمیں اس لفظ میں اشتہار پایا اور انکا وزیر اور امام اور خلیفہ ہے اور صفتیں اونکی اوائل حال میں
حضرت موسی علیہ السلام امامت قبطیان اور بنی اسرائیل رکھتے تھے جب حضرت شعیب کی خدمت میں گئے
تو راعی ہوئے اور شبانی کی مگر بعد بعثت سوا ہی تبلیغ رسالت اور رعایت ہدایت قوم کسی اور جہت پہ
توجہ نہ کی اور حضرت ہارون علیہ السلام پہلے حال میں تاجر تھے ثانی الحال حضرت موسی کے وزیر ہوئے
مذہب انکا شروع بعثت میں تابع ملت ابراہیمی تھے اور جب توریت اونپر نازل ہوئی تو حکم
ثبت بعضے اوامر جدید اور نسخ بعضے سابق صادر ہوا اور بعضی چیزیں جو پہلے حلال تھیں حرام ہوئیں
اور بعض کہ مباح نہ تھا حلال اور تفصیل اوسکی اخبار ہود میں مفصل مرقوم ہے مدفن ہمایوں انکا باتفاق
مجموع اہل تاریخ یہ ہے کہ قبر موسی علیہ السلام معلوم نہیں اور اہل کتاب کہتے ہیں کہ قبر ہارون بیرون سینا
کے باہر کوہ شوبک میں واقع ہے واللہ تعالی اعلم بحقائق الاحوال فصل گیارھویں تعداد معجزات
حضرت موسی علیہ السلام میں معجزات حضرت کے بہت ہیں اکثر اوقات افعال و اعمال خارق عادات
ہوتے تھے اور جو معجزہ اونسے ظہور میں آتا تھا غرابت رکھتا تھا اور اگلے انبیا کے معجزات بھی اونکے زمانہ
میں متعاقب حادث ہوتے تھے مگر یہ کہ اونکا معجزہ بہت مدت تک رہتا تھا اور زمانہ ممتد اوپر منقضی
ہوتا تھا جو معجزہ اونکے کہ اثنا سے قصے میں گذارش ہوئے اور سوا اسکے انکے اٹھائیس ہیں اس
ترتیب ۱ عصا کہ وہ مشتمل تھا چند معجزوں پر کہ بعضے انمیں سے مذکور ہو ۲ ید بیضا ۳ قحط آل فرعون

اور نقصان ثمرات اور مزروعات ۴ وقوع طوفان ۵ ورود جراد و ملخ یعنی ٹڈی ۶ اجتماع قمل یعنی
پیدا ہونا جوؤن کا ۷ ظہور ضفادع یعنی آنا مینڈکونکا ۸ بدل جانا پانی کا ساتھہ خون کے ۹ انقلاب جوہر
درہم و دینار یا جواہر کہ پتھر ہوگئے تھے ۱۰ انبات انگار ۱۱ انفلاق بحر ۱۲ انشقاق حجر یعنی سوراخ دار ہونا
پانیکا اور خشک ہونا زمین سے ۱۳ حدیث طفل یا شیطہ دختر فرعون اور گواہی اوسکی صدق نبوت
انکی پر ۱۴ ہلاک ہونا عوج بن عنق کا اونکے ہاتھہ سے ۱۵ زندہ ہونا عطا سے بنی اسرائیل کا
بعد ہلاک ہونے صاعقہ سے ۱۶ ظاہر ہونا نقطہای زرین کا زبان گوسالہ پرستون پر ۱۷ اخاکستر
گوسالہ کہ صنعت اکسیر مین نہایت مہم تھی اور جابر نے کتاب مرسوم صنعت مین اوسکی صفت بیان کی
ہے ۱۸ اربعین شفاعت کہ چالیس دن رات سجدے مین رہے ۱۹ اربعین تضرع کہ اتنی مدت ایک
جگہ کھڑے رہے تھے ۲۰ قصہ بقر ۲۱ ہلاک قارون ۲۲ نزول من و سلوے ۲۳ انفجار آب
صخرہ خارا سے ۲۴ تجدید ملابس ذہاب قوم کہ مدت اقامت تیہ پرانے نہوتے تھے اور روز
بروز برکت توجہ شرف طراوت زیادہ ہوتی تھی ۲۵ زندہ ہونا حضرت ہارون کا انکی دعا سے
۲۶ ظاہر ہونا ابر مظلم کا کہ حرارت آفتاب بنی اسرائیل باز رکھے ۲۷ نازل ہونا الواح توریت
کا اثر اور معجزات انکے بدیہتہ الحکم تھے کہ بنی اسرائیل مین ہزار برس تک باقی رہے اور کیفیت اسکی
اسطرح پر ہے کہ حضرت موسی نے ایک وشاخ کہ عربی مین اوسکو حمایل اور ہندی مین بدھی کہتے ہین
پور صوف اور کتان اور مفتول یعنی ریشم یا قیدہ سے بنایا تھا اور اوسکی بناوٹ مین جواہر نفیسہ نصب
کیے تھے اور تین سطرین اوسپر لکھی تھین ہر سطر ساتھہ ایک رنگ کے رنگین او حضرت ابراہیم اور
حضرت اسحاق اور اسباط کے نام اس مقام پر منقش تھے اور بسبب ان نامونکے تمامی حروف تہجی
اوسپر ثابت تھے کہ نام اوسکا بدیہتہ الحکم رکھا تھا جب بنی اسرائیل مین کوئی امر مہم حادث ہوتا اور
کیفیت اسکی کوئی نہ جانتا تو امام اعظم ہارون کے پاس آتے اور روبرو کھڑے ہوتے پس وہ امام
وہ جامہ کہ اوسکا خاصا تھا پہنتا اور بدیہتہ الحکم کو اونکی گردن پر آراستہ کرتا پھر جو حادثہ کہ ہوتا اوسکی شرح
کرتا اور اسیوقت بدیہتہ الحکم سے جواب سنتا اور اگر بہت کلام ہوتا تو کیفیت اوس صورت کی حروف
مفردہ پر اس جگہ ظاہر ہوتی اور ترکیب حروف سے چگونگی حال منکشف ہوتی جیسے کہ واقفان علم جفر حروف
مفردہ سے استخراج الفاظ خواہ بہ عبارت منثور یا منظوم بناکر استنباط معانی مطالب کرتے ہین -
کہتے ہین کہ حضرت یوشع کے زمانے مین ایک شخص نے بہت سے روپے چرائے اور بہ سبب
نہونے گواہون کے کسیطرح سے بدرجہ ثبوت نہین پہونچتا تھا حضرت یوشع نے اوس وشاخ
پر عمل کرکے سارق کا نام پیدا کیا اور بعد از اعتراف اونکے استیصال مین مشغول ہوے
اور ایک روایت مین آیا ہے کہ نام سارق کا عاجار بن کرمی بن زندی بن زارح

بن ہوا تھا اور ہمسروق کا کچھ لباس تھا مرصع بجواہر اور عمامہ منسوج بزر و لوا قیمت اور قلادہ منقوش
بصور عجیبہ اوسکے پاس سے نکلا اور ان اشیاء سے اشراف بنی اسرائیل کے دلون مین خوف ہوا اور پھر
کسی نے کبھی اس فعل شنیع پر اقدام نہ کیا اور کوئی مرتکب اس امر قبیح کا نہوا اور ایک امر عجیب
یہ تھا کہ ایک حوض پانی سے بھرا اور گرد اوسکے احاطہ بنا کر مقفل کیا تھا اور اوسکی کنجی حضرت ہارون کو دی
تھی جب کسی شخص کو اپنی منکوحہ کی نسبت کچھ شک ہوتا تھا تو اوس حوض مین سے قدرے پانی ایک
مٹی کے باسن مین بھر کے اور ایک انگلی خاک سے آلودہ کر کے اوس مین ڈالتے اور کچھ دعا پڑھکر اسپر
دم کرتے تو صورت حال مع نام اوس عورت کے اوسپر نمودار ہوتی اور پانی اوسکو دیتے کہ وہ پی جاتی
پس اگر زانیہ ہوتی تو فی الحال سیاہ رو ہو جاتی اور اسی وقت مرجاتی اور اگر صالحہ ہوتی تو کچھ مضرت اوسکو
نہ پہنچتی اور اوسی سال مین سے خاوند سے ایک فرزند رشید کی حاملہ ہوتی اگرچہ بانجھ ہی کیوں ہوتی
چنانچہ یہ معجزہ بھی ہزار برس تک بنی اسرائیل مین باقی رہا منقول ہے کہ اس زمانے مین دو بہنین تھین
ایک دوسری سے ایسی مشابہ تھین کہ فرق انکا بدشواری کیا جاتا تھا ایک کے خاوند کو اپنی بی بی کی نسبت
بدگمانی پیدا ہوئی صورت حال ائمہ ہارونی سے ظاہر کی اونھون نے ایک آدمی بھیجکر اوس عورت کو
طلب کیا اوس زانیہ نے از روے فریب اپنی بہن کو بھیج دیا اور اوس عورت نے اسپر معمولی پیا
چونکہ عمل قبیح اس سے صادر نہوا تھا کچھ آسیب اوسکو نہ پہونچا پھر وہ صالحہ اپنے گھر مین آئی اور
اوسکی بہن نے استقبال کیا اور گلے سے لگایا اس صالحہ کا نفس کہ آب خوردہ تھا زانیہ کے دماغ مین
پہونچا فی الحال سیاہ رو ہو گئی اور وہین اوسکا بدن پھٹ گیا اور مر گئی اور سب کو حیرت ہوئی اور عجائب
غرائب حالات موسوی سے یہ ہے کہ وفات اونکی ساعت ولادت مین ہوئی بے زیادتی اور نقصان

فصل بارھوین احوال یوشع بن نون علیہ السلام مین قولہ تعالی واذ قال موسی لفتیہ

لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا یعنے اور کہا جب موسے نے واسطے جوان
اپنے کے نہ ٹلونگا مین یہانتک کہ پہونچون مین جگہ ملنے دو دریا کے یا چلا جاؤن مین برسون تک
باتفاق علماے سیر اور تواریخ مراد لفظ فتی سے اس آیت کریمہ مین یوشع بن نون ہے اور یہ منجملہ عظماے
انبیا سے ہین اور ہدایت اونکے قصے کی اسطرح پر ہے کہ جب بنی اسرائیل کو وفات حضرت موسی
کی متحقق ہوئی ایک مہینے تک بعد ادا مراسم تعزیت بہ حسب عادت عنان حل و عقد اور زمام
قبض و بسط مصالح جمہور کف کفایت حضرت یوشع مین دی اور انکی اوامر احکام کی تعمیل کی
اتفاقا چھٹے روز ماہ نیسان کے کہ سال اول وفات حضرت موسی علیہ السلام سے تھا حضرت
یوشع پر وحی الہی بحکم فتح اریحا مع بنی اسرائیل نازل ہوئی اور ارشاد ہوا کہ جو وعدہ ہمنے موسی
کے ساتھ کیا وہ آن پہونچا حضرت یوشع نے بسرعت تمام بنی اسرائیل کو مخالفت فرمان قضا جریان

الٰہی سے دُعا کر کے حصول ظفر کی بشارت دی اور پس از تجویز لشکر بارھوین نیسان کو اریحا کی طرف متوجہ ہوئے
کہتے ہین بوقت عبور لشکر آب روان سے اجزای آب شگافتہ ہوئے اور راہ خشک پیدا ہوئی کہ تمامی لشکر
بہ فراغ بال گذر گئی اور بعد از عبور انکے اتصال اجزا متفرقہ ہوا اور بدستور دریا بہنے لگا جب یہ معجزہ ظہور
مین آیا حضرت یوشع علیہ السلام نے فرمایا کہ بارہ پتھر بڑے بڑے کنارہ اس مقام پر کہ شگافتگی ظہور مین
آئی تلے اوپر رکھکر ایک منارہ بنائین تا موجب یادداشت اس معجزہ کا ہو اور اس مہینے مین قربانی
توریت کی پھر دو مرد عاقل بنی اسرائیل سے خبر کے واسطے جاسوسی اریحا مین بھیجے اور جب انھون نے
وہان سے پھر کر اوضاع اور اطوار مردم اریحا سے مطلع کیا پس بعد دس تمام حضرت یوشع علیہ السلام
جا کر اس شہر کو محاصرہ کیا منقول ہے کہ اریحا ایک شہر بزرگ تھا اسمین تھا فصیل اور برج بارہ منزل کا
تھا دامن خاک زیر اسکا گریبان ابر مین ہاتھ مارتا اور برج رفیع اوسکا فلک البروج سے دعوای مساوات
کرتا اور مشتمل تھا نہای عظیم اور آبہای روان اور باغہای فراوان۔ اور چونکہ اساس اور بنیاد اسکی
غایت استحکام اور انتظام رکھتی تھی اسواسطے اکثر کو نظرون بنی اسرائیل کے قیاس میں ایسے شہر کی فتح بعید
اور محال معلوم ہوتی تھی چنانچہ حضرت یوشع نے آثار اس توہم کے بنور نبوت دریافت کیے اور سات
دن محاصرہ کرکے مع روسا اور علمای بنی اسرائیل اور زمرہ ہارونی اور صندوق الشہادت سات بار اوس
شہر کا طواف کیا اور پھر ایک دعا پڑھکر اوسپر پھونکی ناگاہ ایک بازو اوسکا خود بخود پھٹ کر گر پڑا اور شہر
پناہ اور فصیل باوجود اس صیانت اور متانت ظاہری برابر زمین ہو گیا اہل لشکر نے اریحا مین جاکر
جسطرح سے چاہا قتل و غارت کیا اور غنائم بسیار متصرف ہوئے حضرت یوشع علیہ السلام نے حکم کیا کہ جو
کچھ لشکریون نے لوٹ مین لیا ہے حاضر کرین اور کچھ تصرف اوسمین نہ کرین کسواسطے کہ اوس زمانے
مین غنیمت اہل توحید پر مباح نہ تھی اور ان تک حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین
مباح ہوئی۔ القصہ جب غنائم مقبوضہ لشکریون نے حاضر کیا حضرت یوشع نے کہا اسکو آگ مین
جلا دو کیونکہ رسم نذر اور قربانی خاص جب تک یہی تھی اور علامت قبول نذر و قربان پاک جلا دینا
آگ کا تھا چونکہ ان غنائم کو آگ نے نہ جلایا تو آپ نے فرمایا کہ عدم تصرف آتش غنائم مین بنا بر خیانت
اور صدور امر نا ملائم کے ہی لاجرم بدرگاہ الحکم کے ساتھ رجوع کی اور اوس سے خائن کا نام ظاہر ہوا
ہر گاہ اوسکو حاضر کیا وہ اپنے گناہ پر معترف ہوا اور ایک سر گاو طلائی کہ یاقوت ولالی مرصع اپنے
پناہ کیا تھا موجب حکم حضرت یوشع کے لایا اور اونکو مع اوس سر طلائی سب غنائم کے اوپر رکھا اوسیوقت
آتش قبول اوس غنائم پر پہونچی اور مع خائن کے جلا کر خاک کر دیا اور ہنگام دخول شہر حضرت یوشع
نے حکم کیا کہ بنی اسرائیل کو چاہیے کہ حضرت غافر الذنوب سے مغفرت گناہان گذشتہ کی مسئلت
کرین اور شکر گذار خلاص ہونے بلیہ تیہ سے بجا لاوین ایک جماعت زاہد اور پرہیزگاران

اس قوم سے بموجب فرمودہ عمل کیا اور ایک طائفہ نے از راہ نافرمانی دعا مغفرت
کے عوض میں بطریق استہزا گندم طلب کیے کہتے ہیں کہ استہزا کرنے والے ستر ہزار آدمی
تھے اسیوقت صاعقہ آسمان پر سے نازل ہوا اور سب کو جانب شہرستان عدم روانہ کیا اور پھر حضرت
یوشع علیہ السلام نے ایکبارگی طرف توجہ کی عمالقہ کہ وہاں تھے اکثر کو قتل کیا کہتے ہیں کہ ضخامت
اجسام اور صلابت اجساد انکی اس مرتبہ تھی کہ بیس نفر اور تین نفر بنی اسرائیل میں سے نعش پر ایک شخص
کی اوس طائفہ کے جمع ہوتے تھے اور اوسکے سر کو جدا کرنے میں بدن سے عاجز ہوتے تھے اور بعد
فتح کرنے اریحا کے شہرستان بلقا میں گئے اور وہ بھی ایک شہر محکم تھا عمارت مضبوط اور اہالی وہاں کے
بت پرست تھے زیر حکم بادشاہ بالق نام کے اور بلعم باعورا بھی انکے درمیان میں تھا اور یہ نیز قوم یہود ایک
ساحر بالا دست اور باعتقاد فضلاء ملت احمری ایک مومن خداپرست تھا اسم اعظم جانتا تھا اور اوسکی
برکت سے دعا اوسکی باجابت مقرون ہوتی تھی جب حضرت یوشع علیہ السلام سرحد بلقا میں پہونچے بالق
کو قوت مقابلہ میدان کی اپنے نرکھتا تھا سر شہر بند ہوا اور بعد چند روز کے محاصرہ کے گزر گئے بادشاہ وابستہ
نے بلعم سے کہ اوسکو بلعام بھی کہتے تھے التماس کیا تھا دعا کرے کہ بنی اسرائیل بھاگ جاویں بلعم پہلے ہی تھا
پیش آیا اور کہا یوشع پیغمبر خدا ہے اور بہ فرمان الٰہی اس شہر پر لشکر لایا ہے میں یہ دعا نہیں کر سکتا بہتر یہ ہے
کہ دین موسی قبول کرو تا عقوبت الٰہی سے رہائی پاؤ و ضرور الحاح و زاری بسیار کی اور بہت ترغیب اور تحریص
دعاء بد واسطے ہزیمت خصم کے چاہی آخر الامر بلعم لو بمدہ وعدہ و وعید طریق مستقیم سے منحرف ہوا اور بنا بر شکست
بنی اسرائیل حضرت باری سبحانہ سے استدعا کی معاً دعا اوسکی مستجاب ہوئی اور سپاہ یوشع علیہ السلام نے
بسبب غلبہ خوف وہاں سے فرار کیا حضرت یوشع علیہ السلام نے اس باب میں مناجات کی خطاب
پہونچا کہ ایک بندہ ہمارا بندوں میں سے اہل بلقا میں ہے کہ مجکو اسم اعظم سے یاد کرتا ہے اور جو کچھ مجھ سے چاہتا
ہے باجابت مقرون ہوتا ہے یہ اوسکی دعا کا اثر ہے کہ دلوں میں تمہاری قوم کے رعب انکا غالب ہو گیا
حضرت یوشع علیہ السلام نے کہا الٰہی چونکہ یہ دعا اوس سے بے موقع واقع ہوئی اسم اعظم اسکو بھلا دے یہ
التماس حضرت یوشع علیہ السلام کی بھی قبول ہوئی اور اوسیوقت اسم اعظم خاطر بلعم سے محو ہوا اور
حضرت یوشع علیہ السلام نے چند فرقہ بنی اسرائیل کو تشفی دیکر ہمراہ لیا اور محاصرہ اعدا کے دین میں
مبالغہ کیا اوس بادشاہ نے دوبارہ بلعم سے درخواست کی تا دعا کرے کہ خدا تعالے انکو ہزیمت
دیوے بلعم نے ہر چند کہا کہ دعا کی باجابت مقرون نہوئی اوسنے جانا کہ دعا مجھ سے بے محل ہوئی مگر یہ حیلہ
بادشاہ کو بتایا کہ عورتیں جمیلہ فاجرہ یوشع کے لشکر میں بھیجی چاہئیں کہ اگر ایک نبی اسرائیل
بھی زنا کرے گا خدا تعالے انکو نصرت اور ظفر اون میں سے اوٹھا لیوے گا اور یہ اسواسطے
تمکو کہا ہے کہ حق میں قوم پیغمبر کے مجھسے دعا بد ہوئی اسکے سبب تاثیر سحری اسم دعا

کیجاتی رہی تم باعتماد میری دعا کے غافل اور تدبیرون سے نہوتا بادشاہ نے موجب اشارہ
بلعم کے حکم کیا کہ تا عورتین فاسقہ فی الفور لشکر بنی اسرائیل مین جاوین اور جو کوئی جو کچھ کہے عمل
مین لاوین اور عذر نہ کرین القصہ وہ عورتین لشکرگاہ مین گئین اور ایک نے انمین سے اپنے
کو ایک شخص پر کہ اکابر عظماے بنی اسرائیل اور کیفیت سبط شمعون بن یعقوب سے کہ زمری بن شلوم
نام رکھتا تھا جلوہ دینا شروع کیا تا آنکہ زمری اوسکا ہاتھ پکڑ کر یوشع کے روبرو لیگیا اور کہا مین
جانتا ہون کہ تو کہیگا یہ عورت تجھپر حرام ہے حضرت یوشع نے کہا ہان زنہار اس عورت کے گرد
نہ پھٹکنا کہ جو کوئی بنی اسرائیل مین سے زنا کریگا علامت طاعون اسیوقت آسمان پر سے نازل ہوگی زمری
نے کہا مین تیرا کہنا نہین مانتا اور اوس عورتکو اپنے خیمہ مین لیگیا اسیوقت بلیہ طاعون نے لشکر مین
شیوع پایا اور جب مجاہدین عیزار بن ہارون نے کہ ایک عظماے واقع پای قوم سے تھا اس معنی
خبر پائی اپنا نیزہ لیکر زمری کے خیمے مین آیا اور اوسکو مع اوس عورت کے نیزے مین پروکر لشکر
مین لیگیا اور وہانتک سب مین سے پھرایا اور کہا اب جو کوئی ان فاسقہ عورتون سے یہ حرکت
کریگا اسکی یہی سزا ہوگی بنی اسرائیل اس کار ناشایستہ سے دست بردار ہوے اور اون زانیہ
عورتونکو لشکر مین سے نکال دیا اسیوقت حق تعالی نے وبای طاعون کو دور کیا اور یہ سبب اس
مصلحت اور مشورہ ناپسندیدہ کے باری تعالی نے تاج عرفان بلعم کے سر سے اوٹھا لیا اور لباس
تقوی درایمان اوسکا اوتار لیا دوسرے دن حضرت یوشع نے حکم دیا کہ سب لشکر متوجہ حصار ہو چنانچہ بموجب
حکم سب نے خروش و فغان جنگ بلند کیا اور صباح روز جمعہ سے تا نماز عصر جنگ و جدل مشغول رہے قریب
تمام کے حصار زلزلہ کے سبب سے گر پڑا اور فتحیاب ہوے اور قتل بافراط واقع ہوا اور چونکہ شب شنبہ اور یوم
السبت مین تمام امت موسی سواے عبادت کے کسی اور امر کے ساتھ مرخص نہ تھی حضرت یوشع علیہ السلام
نے دعا کی تا قادر بیچون نے آفتاب کو رجعت حکم فرمایا اور خورشید جہانتاب نے بخطاب رب الارباب مغرب
سے مشرق کیطرف پھر کر اتنا توقف کیا کہ بنی اسرائیل قتل عمالقہ اور جبابرہ سے فارغ ہوکر اور
بلعم کو گرفتار کر کر باردن مین ملحق ہو مشہور ہے کہ آفتاب تین شخصون کے واسطے افق مغرب
سے طلوع ہوا اول حضرت یوشع بن نون کیواسطے دوسرے حضرت سلیمان کے لیے وقت
عرض صافنات جیاد تیسرے جناب مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کیواسطے ادا صلوۃ العصر چنانچہ
اپنے اپنے موقع مین مع بیان حدیث صحیح کے کہ آثار قرب قیامت مین وارد ہے مشروحا
ذکر ہوگا انشاء اللہ تعالی جب اتوار کے دن حضرت یوشع علیہ السلام نے غنائم جمع کر کر چلا دیا
اوسکے مع ہمراہیون مین پہونچا کہ حوالی اراضی مقدسہ مین ایک شہر ہے عائی نام کہ اوس سے نکلنا
آفتاب کا سو برس پہلے روز بازپرس سے جانب مغرب سے ایکدن اور پھر جیسا تا

اسکا نام بیت ہے اور ایلانی اور اسکے بھی بت پرست ہین آپ مع لشکر اوس سرزمین مین گئے اور اونکے بادشاہ
کو مع بارہ ہزار کفر بت پرست کے قتل کیا اور عقب اوس شہر کے دو پہاڑ تھے ایک عماد اور ایک جبون
اور اونکے درمیان بھی کہ بہت سی خلقت متوطن تھی حضرت یوشع نے وہان جاکر اونکو اسلام کی طرف
دعوت کی سبنے ایمان چاہ کر اسلام قبول کیا اور قریب اون دو پہاڑون کے ایک اور پہاڑ تھا سلم
نام اور اوسپر ایک قلعہ محکم تھا اور خلق کثیر اوس مین رہتی تھی اور قلعہ کی مضافات اور منسوبات بیشمار
تھی اور ایک بادشاہ جبار کافر بت پرست بارق نام حکمرانی کرتا تھا حضرت یوشع علیہ السلام نے وہان
بھی جاکر باسلام دعوت کی اور اوس طایفہ نے بھی اسلام قبول کیا القصہ جب یہ چند فتح عظیم متواتر اونکو
میسر ہوئی پھر باقصاے مغرب عزیمت کی اور بلاد اربانیان مین پہونچے اور یہ پانچ شہر تھے ہر شہر مین
ایک بادشاہ پانچوان شہریارون سے حضرت یوشع کے آنیکی خبر سنکر اور باہم متفق ہوکر محاربہ کو
کی تیار ہوے و مقاتلہ اثناے محاربہ مین بھاگ کر ایک مغارہ کوہ مین آئے اور حضرت یوشع نے چند
شخص شجاعان بنی اسرائیل سے بھیجے تا اوس در کوہ پر بیٹھین اور آپ مع دلیران لشکر مفرورونکا تعاقب
کیا اور بہتون کو تیغ بیدریغ کیا اور غرائب قضایا سے یہ ہے کہ بقیۃ السیف پر سنگ باری یعنی اولی
برسنے شروع ہوے اور اوس سے بہت آدمی اونمین سے ہلاک ہوے حتی کہ شمار موتی کا تعداد
مقتولون سے زیادہ تھا حضرت یوشع نے بعد اس فتح کے پانچون بادشاہونکو پکڑکر مار ڈالا اور پھر دو
بار فتح بقیہ دیار شام مشغول ہوا اور اکتیس بادشاہ اس ولایت کے پکڑکے قتل کیے اور تمامی ممالک
مفتوحہ کو اسباط پر قسمت کیا لکھا ہے کہ وقائع سات برس کی مدت مین واقع ہوے تھے اور بعد ان
محاربات کے بیس برس اور بخاطر اشرف متوجہ تدبیر قوم اور تعلیم توریت مین مصروف رہے اور روزگار
شریف اسی مین بسر ہوا جب آوان رحلت اور ہنگام مفارقت نزدیک آیا تو مزاج مرکز دایرۂ اعتدال
سے منحرف ہوکر بیمار ضعف قوی متحقق ہوا اور ذات بابرکات منبر و تکیہ گاہ محراب سے بخوابگاہ آرام و خواب
مائل ہوکر صاحب فراش ہوئی اور اثناے اس حال مین خبر پہونچی کہ بارق ملک سلم دین اسلام سے پھر گیا
اور اوس نے تمامی اہل اوس دیار کو مرتد کیا اور چونکہ بسبب اشتداد مرض کے بنابر حرب جا سکے
اونپر بددعا سے عقوبت کی اور کالوب بن یوقنا کو بلاکر خلافت دی اور اپنا وصی اور ولیعہد کیا
اور آپ اس جہان فانی سے رحلت کی حلیہ مبارک انکا معتدل القامت نیر رنگ چشم سرخ رنگ عریض الصدر
صفات اونکی مجاہد اور غازی اور شجاع اور عالم مکاید حروب اور واقف فنون قتال لیاقت مستجمع تدبیر
و متابعت حضرت موسی و ہارون باحکام توریت سے تھے معجزات اونکے انشقاق آب روان دریا ہنگام
عبور بنی اسرائیل اور رد آفتاب عظایم اعجاز سے ہے اور سواے اسکے اور بھی لکھے ہین مدت
دعوت ایام حیات حضرت مین اختلاف ہے بموجب اعتقاد اہل کتاب کے مدت زندگانی انکی

ایک سو دس برس اور زمان دعوت اکیس سال وثعلبی نے عرائس مین نقل کیا ہے کہ اون
دعوت ستائیس اور تمامی اوقات حیات ایکسو چھبیس سال اور منتظم مین مذکور ہے کہ حضرت یوشع
بیالیس برس کے تھے کہ حضرت موسی علیہ السلام کیخدمت مین پہونچے اور سو برس کے تھے
کہ حضرت موسی علیہ السلام سے جدا ہوئے اور ستائیس برس خلافت کی اس تقدیر پر چاہیے کہ تمامی
عمر انکی ایکسو ستائیس برس کی ہوئی مدفن ہمایون قریب مقبرہ جد بزرگوار اپنے افراہیم بن یوسف
علیہ السلام کے واقع ہے فصل تیرھوین قصہ کالوب بن یوقنا علیہ السلام مین قولہ تعالی قال رجلان
من الذین یخافون انعم اللہ علیہما ادخلوا علیہم الباب فاذا دخلتموہ فانکم غالبون ط یعنی کہا دو
مردون نے اون لوگون مین سے کہ ڈرتے تھے انعام کیا تھا اوسنے اوپر اونکے داخل ہو تم اوپر انکے دروازے
مین پس جب داخل ہوگے تم اوس مین پس تحقیق غالب ہوگے تم تفسیر کہتے ہین لفظ رجلان
آیت کریمہ مین اشارت ہے یوشع اور کالوب سے ہے اور اکثر علما اس امر پر ہین کہ یہ پیغمبر مرسل تھے
اور اونکی صحت نبوت پر توریت مین نص اور دلائل بہت ہین جب حضرت یوشع نے بجنت باقی
رحلت کی حضرت کالوب نے جمیع مہمات بنی اسرائیل کو بموجب وصیت اونکے ایک بہ ترتیب اچھی
اور انتقال امور کے اشتغال کیا اور قوم بھی انکی مطیع ہوکر اسطرح سے حکم کرنے لگی قیام کرنے لگی جب
حضرت کالوب نے تنظیم و تنسیق مہمات سرعت اور ملکی سے فارغ ہوئے تو انھون نے ایک لشکر عظیم ترتیب دیا
اور بے توقف رایات فتح آیات کو بجانب بلاد بلسیق نہضت کا حکم کیا اور عنان مالک ستانی بجانب
سلاد اور نواحی اوسکے معطوف کی ہنگام صبح کہ سوار میدان افلاک نے سنان شعاع عالم افروز کی
لشکر انجم کو ہزیمت دی انکے موکب ہمایون نے اس دیار مین پہونچکر تمامی اطراف و نواحی اس جبال
کو گھیر لیا اور ہر گروہ کو ہر جانب سے بنا بر انفعت و مخالفت مشغول رکھکے اونکو منہزم کیا اور ایسا قلعہ
حصین اور موضع رفیعہ قہراً اور جبراً مفتوح کیا اور قریب دس ہزار کے اون متمردون مین سے
کوچہ ہا تنگ اور غارہای تاریک اون پہاڑون مین قتل کیے اور بنیاد ثبات اون شقاوت کو اول بار حملہ آتش
آہنگ سے متزلزل کیا اور بہتیرون نے جان اون کفار نابہنجار کو بہ تیغ جہان کشا خاک فنا پر ڈالا اور باقی
سے ایک جماعت صنادید اور اعیان مقید ہوا اور بقیۃ السیف جنگلون اور پہاڑون مین بھاگ گئی
اور وہ جا حضرت یوشع کی تاثیر سے تمامی زراعات اور باغات اور تجارات ولذات اونکے برباد ہوگئی
اور جو شخص کہ اون مین سے زندہ رہگیا تو اوسنے بقیہ عمر گدائی اور سمہ کشی بکمال غربت اور ذلت بسر کی
کہتے ہین کہ قیدخانہ ملک یارق مین ستر بادشاہ مقید تھے کہ سب کی انگلیان اور ہاتھ اوسنے کاٹ ڈالے
تھے اور جب کھانا کھاتا تو اونکو ملوا کر روٹیون کے ٹکڑے روبرو ڈالوا دیتا تھا یہ کتے کی طرح اوندھے ہوکر
ایک دوسرے کے سامنے سے ٹکڑے لیکر کھاتے تھے حضرت کالوب نے جب اسطرح سے سنا حکم کیا کہ بدستور عمل مین لاوین

اور ان سب کا چھوٹا مالک بارق کہلا دین القصہ جب یہ فتح نامدار خزانہ مواہب آفریدگار سے میسر ہو
ایسی نصرت ارجمند فیض موہبت خداوندی سلطانہ سے حاصل ہوئی حضرت کالوب وہان سے پھر کر
بجانب مصر گئے اور تمامی ولایات شام اور نواحی بنی اسرائیل کو بے جنگ و جدل چھوڑ کر آسودہ اور
مرفہ الحال کیا اور آپ بمراسم اعمال نبوت اور بلوازم اشتغال سلطنت قیام کیا کئے جب کہ زمان
مفارقت دنیا نزدیک آیا اور آثار ارتحال اپنے مین انھون نے مشاہدہ کیا تو سا قوس فرزند اپنے
کو خلافت دیکر ودیعت جناب بمقتضی اجل سپرد کی اور گوہر زندگانی قابض ارواح کو تسلیم کیا
چونکہ کتب تواریخ اور اخبار مین حلیہ مبارک اور مدت دعوت اور عمر اور مدفن ہمایون متعین نہ پایا نظر
بصیرت مین مجال تعرض ان امور پر محال ہوئی فصل سوم مین حزقیل النبی کہ مشہور با بن العجوز ہین
قال اللہ تعالیٰ الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم وہم الوف حذر الموت فقال لہم اللہ
موتوا ثم احیاہم ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون یعنی کیا نہ دیکھا تو نے
طرف اون لوگون کے کہ نکلے گھرون اپنے سے اور وہ ہزارون ڈر موت کے سے پس کہا واسطے
اونکے اللہ نے مرجاؤ پھر جلایا اونکو تحقیق اللہ البتہ صاحب فضل کا ہے اوپر لوگون کے ولیکن
اکثر لوگ نہین شکر کرتے اختلاف ہے درمیان علما تفسیر کے کہ باعث احیاء ہوئی یوشع بن نون سے
یا اشمویل یا حزقیل ہین مگر اصح اقوال یہ ہے کہ حزقیل سے تھے اور تیسرے خلیفہ ہین بعد حضرت موسی کلیم اللہ
کے اور سبب تسمیہ انکا با بن العجوز یہ ہے کہ پدر حزقیل کی دو بیبیان تھین ایک منکوحہ سے دس
فرزند اور دوسری سے کہ مادر ابن العجوز تھی فرزند نہ تھا اور پدر عالی قدر اونکا صاحب قربانی بنی اسرائیل
تھا اور صاحب قربانی سنتون مین سے ایک یہ ہے کہ جب کہ علامت قبول قربانی ظاہر ہوتی تو تعداد
آہن طولانی کہ اسکے سر پردہ صورت مین کلبی بنائی تھین گوشت مین گروتے جتنا گوشت کہ اون
دو صورتون سے متعلق ہوتا صاحب قربانی اسمین اپنا تصرف کرتا ایک دن پدر حزقیل کچھ قدرے
گوشت کہ اونکے حصے مین آیا تھا لیکر اپنے گھر مین اور اوسکے بارہ حصے کرکر گیارہ اوس بی بی کو جو
والدہ اون دس فرزندونکی تھی دیئے اور ایک بخش مادر حزقیل کو ام اولاد سے آزردہ طعن مادر حزقیل
سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھکو بسبب فرزندون کے تجھپر ترجیح دی اور تفضیل کرامت فرمائی ہے یہ کلام
مادر حزقیل کو کمال گران معلوم ہوا جب رات ہوئی تو نماز و نیاز مین مشغول ہوئی اور ہنگام صبح تک
تضرع و زاری بدرگاہ باری بہت کی اور واہب العطایا سے نصرت استدعا کی کہ کوئی فرزند صالح
کرامت وعا حضرت تا مونس حال ہووے اور وحشت تنہائی ظاہر کرے اور ظہور علامت اجابت دعا
حضرت مجیب الدعوت سے طلب کیا چنانچہ جب آفتاب طالع ہوا وہ عورت کہن سالہ کہ تب بعد دعا
انکا فیض منقطع ہو گیا تھا اور سن پیری مین حیض سے خالص ہوئی اور حضرت قادر بیچون سے

طراوت اور نضارت جوانی اوسکو ارزانی فرمائی اوسکے خاوند کو بسبب اوسکے رغبت اور میل پیدا ہوا اور بعد ظہور
اسکے مقاربت کی حاملہ ہوئی بعد انقضاے مدت معہود حضرت حزقیل پیدا ہوے اور آثار خیر و صلاح ناصیہ
حال اونکے سے ظاہر تھے خلقت نے اس صورت سے متعجب ہوکر ابن العجوز ان کو کہنا شروع کیا
جب حضرت حزقیل بمرتبہ پیغمبری فائز ہوے پیوستہ بمتابعت شریعت موسی اور حفظ توریت امور
احکام ربانی رغبت رکھتے اور مخالفت اوامر بجالانے سے ڈرتے ایک مدت کے بعد حق تعالے
نے انکو بنا بر تبلیغ رسالت ایلیا مین بھیجا ایک جماعت کہتی ہے کہ بیمار جانتے اوس شہر کے مامور
ہوے کہ اوسکو داور کہتے تھے بالجملہ جب انھون نے اپنے شہر کے آدمیون کو جہاد پر تحریص کی ان
کمبختون نے اوسکے قبول مین تکاہل اور تکاسل کیا حضرت حزقیل نے اونکے ادعای فتح کے منکشف ہوے
اور حق جل و علا نے علت طاعون یعنی وبا نازل کی اور یہ لوگ اسکے ستر کیطرف بھاگے جب ایک
میل شہر سے دور ہوے تو ایک آواز ہولناک انھون نے سنی اور ہر دو عالم فنا ہوے - ابن عباس
روایت ہے کہ یہ چار ہزار آدمی تھے اور حسن کہتا ہے آٹھ ہزار اور وہب بن منبہ اسی لکھتا ہے
ابن عباس سے روایت ہے کہ جب سات دن ہلاک قوم پر گذرے اور اونکی نعشین پھول کر متعفن ہوئین
اور بدبو پیدا ہوئی حضرت حزقیل اتفاقاً وہان سے نکل کر اس طایفہ پر گذرے اور اہل رقت او پر طاری
ہوئی کہا یا رب قوم کو تو نے ہلاک کیا خطاب آیا کہ یہ وبا سے بھاگتے تھے لاجرم اپنی قدرت اونکو
دکھائی حضرت حزقیل نے مناجات کی یا رب انکو زندہ کردے کہ تجھکو قدرت جیسی مار ڈالنے مین ہے
ویسا ہی تو زندہ کرنے مین قادر ہے چنانچہ دعا انکی مستجاب ہوئی اور سب زندہ ہوگئے لیکن وہ بدبو
انمین سے نگئی بلکہ بسبب توارث اونکے اعقاب اور اولاد مین بھی رہی وہب کہتا ہے کہ اونکے
گوشت گل گئے تھے اور ہڈیان بوسیدہ ہوگئی تھین کہ بدعاے حضرت حزقیل بحال حیات معاودت
کی واللہ اعلم عند اللہ تعالی بحقیقۃ الحال القصہ جب وہ مردے زندہ ہوے زبان مقال پر کلمہ
سبحانک ربنا وبحمدک لا الہ الا انت کہولی اور وہان سے اوٹھکر اپنے شہر مین مراجعت کی اور بقیۃ العمر
شریعت موسی عمل کیا جب تک کہ اجل موعود اونکی پہونچی اور بموجب اضطراری نزہت
سیر آمادہ خراسان ہوے اور ہرگاہ حزقیل مدت دراز اس طایفہ اولاد مین رہے یہ کبھی مخالفت
اور کبھی متابعت اونکی کرتے تھے خاطر شریف آپکی اس امر مین ملول ہوئی اور یہ اوسکے دیار مین
سے بطریق ہجرت زمین بابل مین آئے اور وہان سے دار الآخرت انتقال کیا مدفن ہمایون
انکا درمیان حلہ اور کوفی کے ہے اور یہود اونکے مقبرے کی بہت تعظیم کرتے ہین اور چونکہ انکا
بھی حلیہ شریف اور مدت عمر اور زمان دعوت کسی کتاب معتبر مین نظر سے گذرا خامہ
مشکین شمامہ متعرض تحریر و تفصیل ان امور کا نہین ہوا سلام اللہ علی نبینا و علیہ و علی سائر الانبیا

والمرسلین الیوم الدین باب چودھواں قصہ حضرت الیاس علیہ السلام میں اور اس باب میں تین
فصلیں ہیں فصل پہلی ذکر نسبت اور بعثت حضرت الیاس میں اور بعد یاس اور ناامیدی اسلام قوم
کا قوم سے ترک اختیار کرنا اور کوہستان میں تشریف لیجانا قال اللہ تعالیٰ وان الیاس لمن المرسلین
اذ قال لقومہ الا تتقون ۝ اتدعون بعلا وتذرون احسن الخالقین ط
یعنی اور تحقیق الیاس تھا بھیجے ہوؤں سے جس وقت کہا اوسنے واسطے قوم اپنی کے کیا نہیں ڈرتے تم
کیا پکارتے ہو بت کو اور چھوڑ دیتے ہو بہتر سب سے پیدا کرنیوالے کو معالم التنزیل میں لکھا
ہے کہ بروایت ابن مسعود الیاس نام ادریس کا ہے اور بقول اوروں کے ایک نبی اسرائیل میں سے
اور ابن عباس نے کہا ہے کہ حضرت الیاس الیسع کے چچا ہیں اور محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ
نسب کرسی کے ساتھ حضرت ہارون بن عمران کو کہ حضرت موسیٰ کے بھائی ہیں پہونچتے ہیں اور
حضرت الیاس کو الیاسین بھی کہتے ہیں جیسے طور سینا اور سینین جیسا خدا ہی تعالیٰ فرماتا ہے سلام
علی الیاسین یعنی سلامتی ہوئیو اوپر الیاس کے اور آل یاسین بھی پڑھا اور کسی نے تو کہا یاسین
یاسین انکے باپ کا نام ہے اور قصہ حضرت الیاس کا اسطرح پر ہے کہ جب حزقیل نبی علیہ السلام
نے وفات پائی اور نورسیدگان بنی اسرائیل جوان ہوئے اور بتوں کو پوجنے لگے اور فسق و فساد
اور شرک و عناد انکے درمیان میں ظاہر ہوا حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت الیاس کو بہ نبوت اور
رسالت واسطے تبلیغ احکام کے بھیجا اور ہر زمانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد واسطے
تجدید کے جو کچھ توریت سے فراموش ہوتا تھا پیغمبر بنی اسرائیل میں سے مبعوث ہوتے تھے
اور بنی اسرائیل زمین شام میں متفرق تھے اور یہ اسطرح پر تھا کہ جب حضرت یوشع بن نون علیہ السلام
نے شام کو فتح کیا اور اوس زمین کو اپنے اوپر تقسیم کیا اور ایک گروہ کو بعلبک اور اوسکے نواحی
میں سے جگہ دی اور بک نام ایک زمین کا ہے شام میں اور بعل ایک بت کا نام ہے اصنام
میں سے اور بعل بلغت اہل یمن یمن میں رب ہے اور چونکہ بعل اوس میں تھا اس سبب سے اوسکو
بعلبک نام کیا تھا اور اوسکو پوجتے تھے اور وہ ایک بت سونیکا طول اوسکا بیس گز کا اور چار
اوسکا منہہ تھا اور یہ قوم اوسکی مفتون تھی اور نہایت تعظیم کرتی تھی اور اوسکے چار سو خادم تھے
اور اوسکو الہ اور اون خادموں کو اسکا انبیا جانتے تھے اور ابلیس تلبیس اوس بت کے پیٹ میں
آنکر بطور شیطان ضلالت و بطالت کلام کیا کرتا تھا اور انکو راہ ہدایت سے پھیرتا تھا اور خادم اوسکی باتیں
کو یاد کرکر اور آدمیونکو ور غلایا کرتے تھے اور یہ دلیل باطل اور حجت سقیم اور نا مستقیم اونکو غلطی عظیم
اور خطائے جسیم میں ڈالتی تھی اور گمراہ کرتی تھی اور انکا ایک بادشاہ تھا کہ وہ بھی بت پرست تھا اور اپنی قوم
کو گمراہ کرتا اور اونکو بت پرستی پر ترغیب دیتا تھا ہر چند حضرت الیاس اونکو اسلام کیطرف دعوت کرتے تھے

سعی اور کوشش کرتے تھے مگر اونکی سعی کارگر ہوتی تھی اور انکے کہنے کو نہ سنتے تھے اور ہنستے انکو پوچھتے تھے مگر
ایک وزیر بادشاہ کا حضرت الیاس کی تصدیق کرکر ایمان لایا تھا اور اس بادشاہ کی ایک جورو تھی ازبل
نام نہایت سفاک اور نہایت بیباک کہ انبیا علیہم السلام سے عداوت رکھتی تھی سبب وہ بادشاہ کہیں
جاتا تو اوسکو خلیفہ مقرر کرتا تھا اور وہ عورت آدمیون کے روبرو ظاہر ہوتی تھی اور اونکے درمیان
مین حکومت کرتی تھی اور وہ خبیثہ پیغمبرونکو مار ڈالتی تھی اور کمال خبیثہ اور طویل العمر ہوگئی تھی اور
روایت ہے کہ سفیہ جنی تھی اور فقرا کو بھی اسی نے مار ڈالا تھا اور وزیر اوسکا ایک مرد مومن حلیم
تھا نیز وزیر نیک کو قتل کا ارادہ رکھتی تھی اوسکی تدبیر سے بچا تھا اور ڈالی ہوتی تھی اور
بادشاہان اوس سے مار ڈالے تھے اور کہتے ہین کہ ستر فرزند اوسنے جنے تھے اور با وجود
مکاری کے بدکارہ بھی تھی القصہ اس بادشاہ کے ہمسایہ مین ایک مرد صالح مزارع نام کر بادشاہ کے محل
کے نزدیک ایک باغ رکھتا تھا کہ وہ مثل بہشت اوسکی آمدنی اوس باغ پر تھی اور بادشاہ رعایت ہمسائیگی کرتا تھا
اور اکثر آدمی خوبی اس باغ کی تعجب کرتے تھے اور اوس سبب بہت سا کہتے تھے وہ عورت بدکارہ اوسکا رشک
لیجاتی تھی اور بعد ازاں حیلہ درمیان مین لاکر اوسکے غصب کرنے مین کوشش کرتی تھی اور چاہتی تھی کہ بہانہ سے
وہ مرد صالح قتل ہووے لیکن بادشاہ اوسکو مانع آتا تھا اتفاقا اس بادشاہ نے سفر بعید کیا اور غیبت اوسکی
نے طول کھینچا اوس عورت نے اس سفر کو غنیمت جانکر ایک جماعت ملازمین کو روبرو بلایا اور انکو اسبات
کے اوپر آمادہ کیا کہ جھوٹی گواہی دیوین کہ اس مرد ہمسایہ نے بادشاہ کو گالیان دی ہین انھون نے قبول کیا
اور اوس زمانے مین اسطرح معمول تھا کہ جس پر بادشاہ کو گالیان دینی ثابت ہوتی تھین تو اوسکو
قتل کرواڈالتے تھے پس اوس عورت ناپاک نے اس مرد ہمسایہ سے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ تو نے بادشاہ
کو گالیان دی ہین اونے اس امر سے انکار کیا اوس عورت پلید نے گواہ گذرانے اور جو گواہ
اون گواہوں مذکورین سے بہ تیغ بیدریغ اوسکو قتل کیا اور اوسکا باغ لے لیا جب بادشاہ نے سفر
سے مراجعت کی تب یہ قضیہ تمام اوسکے روبرو بیان کیا بادشاہ اس کلام سے نہایت آشفتہ ہوا اور اوسنے
کہا فعل بد کہ تجھ سے سرزد ہوا بہ صواب نہ تھا اب مین آپکو رستگار نہیں دیکھتا ہون کسواسطے کہ اس مرد نے
دنیا سے کہ ہمسایہ تھا مستحق رعایت ہمسائیگی کا تھا بہ بدترین حالت پہونچایا تو نے اوسی باعث سے کہا
مین نے تیرا کام تیرے واسطے کیا ہے اور تیرے حکم کے موافق حکم دیا ہے بادشاہ نے کہا کیا
گنجایش نہ تھی کہ تو تحمل کرتی اور بجہت حق ہمسائیگی اوسکو آزردہ نہ کرتی اوسنے کہا اب تو جو ہونا تھا
سو ہوا بہر حال آخر ملک العلام نے حضرت الیاس کو اوس بادشاہ اور اوسکی قوم پر بھیجا
کہ انکو غضب خدا سے خبر دیوین کہ ایک ولی کو آزردہ کرکے ظلم مار ڈالا ہے اور یہ کہیں
خدا سے تو اپنے نے قسم یاد کی ہے کہ اگر بادشاہ اور اوسکی جورو اوس کام سے

تو بند کرینگے اور اس باغ کو اوسکے وارثونکو نہ دلوینگے پھر ایزبل نے اوسکو ہلاک کروایا اور اوسی باغ میں
اوسکو مردار اور پھنکا یہانتک کہ اوسکی استخوان اور گوشت پوست سے خالی ہو گئے ڈال رکھیو
اور اوس باغ سے کچھ بھی بہرہ مند نہ ہونگے مگر اوسکے وارث جب اوس بادشاہ اور ملکہ دونو نے
حضرت الیاس سے یہ بات سنی نہایت غضبناک ہوا اور کہا یا الیاس خدائی اوس خدا کی
کہ دکھائی نہیں دیتا اور وہ دین کہ تو جسکی دعوت کرتا ہے باطل ہے اور میں دیکھتا ہوں فلان اور یہ
فلانکو بادشاہ ہوں میں مگر اس دین پر کہ ہم اوسپر ہیں اور یہ بھی بت پرست تھے اور بادشاہی کرتے
تھے اور جو دین کہ تجھکو باطل جانتا ہے اونکی دنیا کو نقصان نہ کرتا تھا پھر بادشاہ نے حضرت الیاس
کے ایذا اور آزار دینے کا قصد کیا جب حضرت الیاس نے دیکھا کہ یہ درپئے آزار ہے اسکو چھوڑکر
کوہستان میں چلے گئے اور پہاڑ پر کہ سخت اور دشوار گذار تھا چڑھ گئے اور وہان تنہا رہا کرتے
اور خوف کے بیٹھے رہتے تھے اور پہاڑوں کے دروں میں اور غاروں میں اسیطرح اوقات کرتے
تھے اور گھاس پات اور میوہ درختوں صحرائی کا کھایا کرتے تھے اور وہ بادشاہ بدستور عبادت بعل
مشغول رہا اور ہرچند دیدبان حضرت الیاس کی طلب کیواسطے متعین کئے لیکن حق سبحانہ تعالی نے
اپنی حفاظت میں محفوظ رکھا کہ کوئی اونکو نہ دیکھ سکا جب سات برس اسیطرح گذر گئے خدا
تعالی نے حضرت الیاس کو فرمایا کہ اب ظاہر ہو دین اور شفا اسکے غیظ اور غضب کی دعا کرنا
پس ایزد سبحانہ تعالی نے بادشاہ کے بیٹے کو محبوب ترین فرزندان تھا سخت بیمار کیا اور اسکی
زندگی سے امید منقطع ہوئی بادشاہ نے اون چارسو اشخاص سے کہ خادمان ابلیس تھے طلب شفا اور
عافیت بشفاعت اونکی چاہی اور انہوں نے ہرچند بعل کے آگے دعا کی قبول نہ ہوئی اوسوقت ایزد تعالی
نے شیطان کو چھوڑا کہ اوسکے جوف میں اندر آ اور وہ بولے پھر انہوں نے بادشاہ سے کہا کہ نواحی
شام میں اصنام یعنی اله اور بھی ہیں ان چارسو نبیوں کو اونکے پاس بھیجتا کہ وہ الہ تیرے الہ
بعل میں شفاعت کریں کہ یہ تیرے اوپر خفا ہے دعا قبول نہیں کرتا ہے بادشاہ نے کہا کہ بعل کیوں
میرے اوپر خفا ہے حالانکہ میں اوسکی اطاعت کرتا ہوں کہا اس سبب سے کہ الیاس کو نہیں
مارتا اور اوسکو چھوڑ رکھا ہے اور وہ تیرے الہ سے منکر ہے کہا میں اوسکو کیونکر مارڈالون
کہ بمرد بیماری فرزند گرفتار ہوں اور پھر بھی اوسکی طلب میں مشغول ہوں اور اوسکی کوئی
جگہ معین اور مقام مشہور نہیں ہے کہ وہان کا قصد کرون لیکن اقرار کرتا ہون کہ اگر میرا
فرزند اچھا ہو جائیگا تو اوسکی طلب میں آپ جاونگا اور جہان پاونگا اوسکو مارڈالونگا اور
اپنے الہ کو راضی کرونگا پھر اون چارسو خادم بعل کو شام کے بتوں کے پاس بھیجا تا وہ
بعل کے روبرو شفاعت کریں اور اوس رنج سے کی شفا چاہیں فصل دوسری

ظاہر ہونا حضرت الیاس کا یہ فرمان ملک العلام سات برس کے بعد اس جماعت پر خصال بد اور یہ خبر
بادشاہ کو پہونچی اور دو بار وہ ایک جماعت کو انکے پاس بھیجنا اور مکر و حیلے سے انکو طلب کرنا اور
دونوں بار اونپر آگ برسنی اور ہلاک ہونا اور تیسرے مرتبہ فرمان حق صادر ہونا اور آخر الامر
بادشاہ کے پاس آنا اور پھر کوہستان میں جانا معالم التنزیل میں مذکور ہے کہ جب ایک جماعت گمراہ
مرسلہ بادشاہ واسطے لانے حضرت الیاس کے نیچے اوس پہاڑ کے کہ جہان وہ تھے پہونچی حق سبحانہ
تعالی نے حضرت الیاس کو وحی بھیجی کہ پہاڑ پر سے نیچے جائیں انپر رعب ڈال دیتا ہوں پس
حضرت الیاس نے ملاقات اس گروہ متفاوت اساس کے پہاڑ پر سے اترے جب بیابان میں پہنچے
سب کو کھڑا دیکھا اور کہا بدرستیکہ خدا تعالی نے مجھکو تمہارے پاس بھیجا ہے اے گروہ اپنے
پروردگار کا پیغام سنو اور اپنے صاحب کے پاس جاکر کہو کہ خدا ہی تعالی فرماتا ہے کہ آیا تو نہیں
جانتا کہ معبود مستحق و خداوند مطلق میں ہوں میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے میں ہوں پروردگار آفریدگار
بنی اسرائیل کا کہ اونکو روزی پہونچاتا ہوں اور زندہ کرتا ہوں پس جہل و نادانی اور قلت علم نے تجھکو
یہانتک پہونچایا کہ میرے ساتھ شریک کرتا ہے اور میرے سوا شافی جانتا ہے اور اوس سے شفا اپنے فرزند
کی مانگتا ہے حالانکہ یہ بت کسی چیز کا مالک نہیں ہے میری طرف توجہ کرنی چاہیے کہ میں سب کی بنا ہوں
قسم ہے مجھکو اپنی عزت اور جلال کی ہر آئینہ تجھکو اپنے غضب اور غصے میں گرفتار کرونگا اور تیرے
فرزند کو مار کر عالم سے اوٹھا لونگا کہ تو جانے کہ سوا میرے کوئی کسی کو نفع اور ضرر نہیں پہونچا
سکتا جب حضرت الیاس کو دیکھا کہ پہاڑ پر سے اوتر کر ہمارے پاس آیا اور ضعیف اور نحیف ہو گیا ہے
اور بال اوسکے پھٹ گئے ہیں اور پوست گوشت سے الگ ہو کر لٹک گیا ہے اور ٹاٹ کا لباس پہنے
ہوئے ہے جب ہمکو دیکھا ہمسے توقف طلب کیا اور ہیبت اوسکا رعب ہمپر غالب ہوا اور
ایسا خوف ہمارے دلوں پر طاری ہوا کہ زبانیں بند ہو گئیں اور کلام منہ سے نہ نکل سکا اور ہم باوجود کثرت
اور جمعیت کے ایک بات نہ کر سکے تا آنکہ ہم وہاں سے پھر آئے اور تیرے پاس پہونچے اور جو
کچھ حضرت الیاس نے کہا تھا بادشاہ سے ہو بہو بیان کیا اور کہا ہم اپنی حیات اور زندگی
سے متمتع اور منتفع نہیں ہونے کے جبتک کہ الیاس زندہ رہیگا اب ہمکو سوای مکر و
حیلے کے کچھ نظر نہیں آتا پس پچاس اپنی قوم میں سے کہ صاحب قوت تھے ہمراہ لیکر حضرت الیاس
کیطرف روانہ ہوئے اور انکو اس امر پر آمادہ کیا کہ جب وہاں پر پہونچو عذر اور حیلہ کرنا اور اپنی
نیت اوس سے پوشیدہ رکھنا اور اوسکو فریب دینا اور کہنا ہم تیرے ساتھ ایمان لائے اور تیری
تصدیق کی جب وہ اس امر پر فریفتہ ہووے اور تمہارے پاس آوے اوسکو پکڑ کے لے آنا اور کسیطرح چھوڑنا
چنانچہ یہ روانہ ہوئے اور بعد قطع مراحل اوس پہاڑ پر کہ جسمیں حضرت الیاس تھے پہونچے اور وہاں متفرق ہوکر

باواز بلند ندا کی کہ نبی اللہ ہمپر ظاہر ہوا ور احسان کرو کہ ہم اور ہمارا بادشاہ مع اپنی قوم کے تمہارے
ساتھ ایمان لاے کہ تم سچے ہو اور تمام نبی اسرائیل نے تمکو سلام بھیجا ہے اور کہتے ہین تمہارے
پیغام ہمکو پہونچے اور جو کچھ تمنے فرمایا ہمکو معلوم ہوا اور ہمنے قبول کیا یہان آؤ اور ہمارے درمیان
بیٹھ حکم کرو کہ ہم تمہارے مطیع اور فرمان بردار اور جس چیز سے تم ہمکو منع کروگے باز رہینگے ہین باوجود
ایمان اور ایقان ہمارے کے تمکو نہین چاہیے کہ ہمارے پاس نہ آؤ اور یہ سب اونکا مکر و فریب تھا حضرت
الیاس علیہ السلام نے یہ کلام سنے صاف منادی سے جانا کہ شاید ایمان لاوین اور دعوت کرین اور اگر
ظاہر ہوون تو شاید سکو مرض نہ تھا اور عذاب ہین گرفتار ہین پہر معبود نے توفیق دعا السلام کی حضرت الیاس
نے کہا خداوندا اگر یہ جو کچھ کہتے ہین سچے ہین تو مجکو حکم کر اور اگر جھوٹے ہین اور حیلہ کرتے ہین اونکے شر سے مجکو
رکھ اور آتش سوزان اونپر نازل کر ہنوز دعا تمام نہین ہوئی تھی کہ آگ آسمان پر سے نازل ہوئی کہ سبکو
جلا کر خاک کر دیا جب یہ خبر وحشت اثر بادشاہ کو پہونچی تو بھی حضرت الیاس کے ایذا دینے سے باز نہ رہا
بلکہ زیادہ حیلہ کرنے کے ساتھ مصروف ہوا اور پہر اتنا ہی گروہ با شکوہ حیلہ گر اونسے قوی تر لینے کیواسطے
روانہ کیا یہ بھی جب قلہ کوہ پہونچے پراگندہ ہوکر آواز دی کہ یا نبی اللہ ہم غضب خدا سے اور اوسکی آتش
اسکے ساتھ اور تیری پناہ مانگتے ہین اور براہ اتفاق اور دو رنگی نہین طلب کرتے ہین اور ہم اونکی طرح
منافق نہین ہین کہ تیرے ساتھ منافقت کرین اور جو کچھ ہمسے پہلے ہوا ہمکو اوسکی خبر تھی تیرے پروردگار
نے تیری کفالت کی اور اون سبکو ہلاک کیا اور ہمارا اور تیرا اوس قوم سے بدلا لیا جب حضرت الیاس
علیہ السلام نے یہ کلام سنے پہر بطریق سابق دعا کی کہ فی الفور بقدرت الٰہی پہر آگ نازل ہوکر یہ بھی ان
سبکو ہلاک کیا اور اس اثنا مین کہ اوس بدبخت کا فرزند بلا سخت مرض مین گرفتار تھا اور پروردہ اوسکے کیطرف
زیادہ ہوتی تھی جب یہ خبر وحشت اثر سنی اور زیادہ خفا ہوا اور آزردہ ہوکر چاہا حضرت الیاس
علیہ السلام کی طلب کیواسطے آپ نکلے مرض پسر مانع آیا پس چاہا کہ اوس ہوس کو کہ دبیر اور وزیر
تھا ایک جماعت کے ساتھ حضرت الیاس علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ شاید اوس وحشت کو کرین اور
اوسکے ساتھ الفت والنس پکڑین اور اوسکے ہمراہ آوین اور اوسنے نفاق ظاہر کیا کہ ظاہر حضرت الیاس
سے برائی کے ساتھ پیش نہ آوے آوے اور پہر آنے سے آزار نہ دیوے اور باوجودیکہ بادشاہ
ایمان اور ایقان اپنے دبیر اور دیوان سے مطلع تھا لیکن بجہت کارگزاری اور تحکم کاری اور دیانت
داری اسکی متعرض نہوتا تھا پس ایک جماعت کو اوسکے ہمراہ کیا اور اوسے پوشیدہ اسکے کہا کہ اگر
الیاس باعتماد کتابت آوے تو اوسکو آزار نہ دینا اور الا بندھکر میرے پاس لے آنا اور اوسکے
کے روبرو توبہ اور انابت اپنی ظاہر کرکر کہا کہ اب یہ وقت پہونچا ہے کہ توبہ کرون کسواسطے
کہ جماعت اصحاب اور انصاب ہمارے جل گئے اور یہ بلا کہ جسمین ہم گرفتار ہین جاتے ہین کہ

الیاس کی بد دعا کے سبب سے بے ڈرتا ہوں کہ دعا سے بد کرے جو باقی ہیں سے رہ گئے ہیں
ہلاک ہوجاویں اوسکے پاس جاؤ اور کہو کہ ہمنے توبہ کی اور پھر گئے اور توبہ ہماری درست ہوئی
اور ہمارے پروردگار کی رضامندی ہمین ہونے کی اور تنبیح اور قمع بتونکا سبھی ہمین ہوئی کا جب
الیاس ہمین آوینگے اور ہمارے درمیان ہمین رہینگے کا اور ہمکو امر اور نہی ہمین فرماوینگے کا کہ
جس سے خوشنودی خدا حاصل ہوگی اور شرف جاودانی اور سعادت دو جہانی اوسکی اطاعت مین ہے
اور یہ سب از روے مکر و حیلہ سازی اور فریب اور دغا بازی سے کہتا تھا پس یہ پچاس روانہ ہوے
اور وہان پہونچکر پہاڑ پر چڑھے اور ندا کی حضرت الیاس نے موسن کی آواز پہچانی اور چونکہ
اوسکے مشتاق تھے اور اوسکے دیکھنے کی خواہش رکھتے تھے وحی آئی کہ جا اپنے برادر صالح کے پاس
اور ظاہر ہوکر ملاقات اور نئے سر سے عہد لے پس حضرت الیاس نے ظاہر ہوکر موسن کو سلام علیک
کی مصافحہ کرکر کہا خیر ہے موسن نے کہا اوس جبار ستمگار اور اوسکی قوم غدار نے مجکو تمہارے پاس
بھیجا ہے اور یہ پیغام دیا ہے پھر کہا البتہ مین تمہارے بغیر پھر جاون اور مجکو بادشاہ اسلئے بھیجا ہے کہ آپکو
منظور ہے مجھے فرماؤ کہ اوسکو چھوڑ دون اور تمہارے پاس رہون اور اگر منظور ہو تو تمہارے ساتھ جہاد
کرون اور اگر مجکو اوسکے پاس برسالت بھیجو تو تمہارا پیغام اوسکو پہنچا دون مین بندہ فرمان بردار ہون
اور اگر چاہو اپنے پروردگار سے دعا کرو تو مین اوس سے خواہان ہون فرج اور کشادگی کا روزی کرے اور طلب
حقیقی کو پہونچاوے اس ہنگام مین وحی آئی اسلیے الیاس یہ سب پیغام بادشاہ اور اوسکی قوم کیطرف
سے ہیں یہ محض کذب اور مکر و فریب ہے اور یہ اسواسطے کہتے ہیں کہ تجھپر ظفر پاویں اور یہ خوشامد گان
بادشاہ اگر اوسکو خبر دینگے کہ الیاس نے موسن سے ملاقات کی اور موسن اوسکو نہ لایا البتہ یہ متہم ہوگا اور
قتل سے ایمن نہوگا چاہیے کہ تو بھی روانہ ہوے اور اوسکے ہمراہ جاوے جب وہان پہونچوگے تو مین
دونوں کو اوسکے شر سے نگاہ رکھونگا یعنی اوسکے فرزند پر بلا و حیلہ کرونگا تا کہ کوئی اوسکو ہم اور غم خبر
مین باقی نہین رہیگا اور پھر اوسیوقت اوسکے بیٹے کو مار ڈالونگا جب وہ اوسکے مرنے مین مصروف ہوگا
تو اوسکو تجھسے غافل کرونگا اسوقت فارغ البال ہوجا اور جال کیطرف پھر آ تا حضرت الیاس اوسکے ساتھ
روانہ ہوے جب بادشاہ کے پاس پہونچے حق سبحانہ تعالی نے بلاے شدید اور آثار موت اوسکے لڑکے
پر مستولی کیے اور بادشاہ اور اوسکے مصاحبونکو اوسکے ساتھ مشغول رکھا کہ اسی اثنا مین حضرت الیاس صحیح
اور سالم اپنے مکان پر چلے آئے پھر جب کہ اوسکا فرزند مر گیا اور جزع اور فزع بادشاہ کی کم ہوئی حضرت
الیاس کو پھر یاد کیا اور دوبارہ موسن سے خبر دریافت موسن نے کہا تیرے فرزند ارجمند کی موت اور
ہماری جزع اور فزع نے تجھکو دیا مین اوسکے حال سے بالکل ناآگاہ ہون معلوم نہین کہ
کہان ہے اور کیون ہے اور پھر موسن نے بادشاہ سے کہا کہ

غفلت کا نہ تھا بلکہ میں جانتا تھا کہ تونے اوسکا کام محکم کر دیا ہوگا بادشاہ نے جب یہ بات سنی
منہ پھیر لیا اور بسبب ایذا دہی فرزند کے حضرت الیاس سے دست بردار ہو کر اپنے کام میں
مصروف اور مشغول ہوا فصل تیسری آنا حضرت الیاس کا بحکم رب جلیل اور مخفی ہونا بیچ گھر
ایک عورت بنی اسرائیل کے اور پھر وہاں سے کوہستان میں جانا اور بعد سات برس کے
قوم کے واسطے دعا کرنی اور تین برس تک خلائق کا مبتلا رہنا اور آخر ہلاک ہونا یہ فرمان
ابن دستان معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ جب مدت دراز اسطرح پر گذری حضرت الیاس احوال
خلائق کے دیکھنے اور مشاہدہ کے لیے پہاڑ پر سے اترے اور ایک بنی اسرائیل کی عورت کے
گھر میں کہ حضرت یونس کی ماں تھی مخفی ہوئے اور چھ مہینے تک وہاں رہے کہ اس ہنگام میں
حضرت یونس شیر خوار تھے وہ بی بی نیک نہاد و پاک اعتقاد اپنے فرزند یونس کو دودھ پلاتی تھی اور
حضرت الیاس کی خدمت بھی کیا کرتی تھی پس چونکہ حضرت الیاس کو پہاڑوں میں رہنے سے
اور وسعت میں رہنے کی عادت ہو گئی تھی بسبب تنگی گھر دلتنگ ہو کر وہاں سے پھر پہاڑوں
پر چلے گئے اور حضرت یونس کی ماں نے جب انکا دودھ چھوڑایا تو وے مر گئے اور اونکی ماں پریشان ہو کر
حضرت الیاس کی تلاش میں پہاڑوں پر گئی اور ہر طرف ڈھونڈنے لگی تا آنکہ اونکو پایا اور کہا میں
بعد فرزند کے مرنے کے مصیبت زدہ اور دردمند ہوئی ہوں اور اندوہ سخت اور بلائے شدید میں
گرفتار ہوں کہ اوسکے سوا اور فرزند نہیں ہے پھر اوپر رحم کرو اور اپنے پروردگار سے دعا مانگو کہ اوسکو
زندہ کر دے کیونکہ اس توقع سے اب تک اوسکو دفن نہیں کیا ہے اور اسکو گھر میں چھپا کر
رکھ آئی ہوں جب حضرت الیاس نے یہ سنا کہا مجھکو خدا تعالی نے ایسی دعا کرنے پر تسخیر نہیں فرمایا میں
بندہ مامور ہوں اتنا فرمایا اور پھر اس عورت نے اضطراب اور بیتابی اور تضرع اور زاری
الہی کی کہ حضرت متوجہ ہوئے اور اوس سے پوچھا کہ تیرا لڑکا کب کا مر گیا ہے کہا سات دن ہوئے
پھر آپ اوسکے ساتھ روانہ ہوئے اور ساتھ دن میں اوسکے گھر پہنچے اوسکو مرا پایا کہ اوسے مرے نو
دن گذر گئے تھے پھر بعد وضو نماز پڑھکر دعا میں مصروف اور مشغول ہوئے کہ حق سبحانہ تعالی نے
اوسکو حیات بخشی اور دوبارہ زندہ کیا آپ نے اس عنایت بے پایان باری تعالی کا بہت شکر ادا کیا
ولیکن چونکہ کفر اور عصیان اور طغیان قوم کے حد سے گذر گئے تھے اور اونہوں نے یہ حال دیکھا اور
کمال دل تنگ ہوا اور پھر پہاڑوں پر چلے گئے سات برس کے بعد کہ حضرت الیاس علیہ السلام کمال
خائف تھے اور نہایت رنج والم تھا وحی آئی کہ اے الیاس یہ کیا ہے کہ جیسے کوئی محزون اور غمگین آیا نہیں
جانتا کہ میری حجت کا امین ہے اور حجت ہے زمین میں میری طرف سے اور تمام خلق میں برگزیدہ ہے جو کچھ چاہیے مانگ
کہ وہ میں تجھکو دوں کہ اسکے کرنے میں خداوند کریم ہوں اور صاحب رحمت اور فضل عظیم ہوں حضرت الیاس نے

نے کہا مین چاہتا ہون کہ تو مجھکو مار کر میرے باپ دادا کے ساتھ ملحق کر دے کہ مین بنی اسرائیل سے
نہایت ملول ہون اور یہ مجھسے بیزار ہین اور تیرے حکم کے نافرمان بردار وحی آئی کہ ای الیاس مین اسلئے
مین اسکی زمین اور اسکی اہل کو تجھسے خالی نہین کرنے کا کہ قوام اور نظام اوسکا تجھسے اور تیرے اشخاص
کے ساتھ مقرر فرمایا ہی اگرچہ تم تھوڑے ہو لیکن مجھسے جو کچھ طلب کروگے تمکو پہونچاؤنگا اس مطلب پر
حضرت الیاس علیہ السلام نے کہا اگر میری منظور ہے تو بنی اسرائیل سے انتقام لی خدای تعالی نے فرمایا تو
کسطرح سے چاہتا ہی کہا الہی خزائن آسمانی پر مجھکو قادر کرتا تاکہ سات برس تک کوئی ابر آسمان پر نہ اٹھے
جب تک مین نہ چاہون ایک قطرہ انمین سے زمین پر نہ گرے فرمایا ای الیاس مین مہربان تر ہون
اپنی خلق سے اگرچہ ظالم ہین حضرت الیاس نے کہا تو چھہ برس تک پھر ایزد متعال نے یہی سخن
فرمایا حضرت الیاس نے کہا پانچ برس تک ایزد متعال نے یہی کلام فرمایا اور ارشاد کیا لیکن مین تین برس
تک اس امر کا تجھکو اختیار دیتا ہون پھر حضرت الیاس نے کہا یارب مین کیونکر زندگانی کرونگا فرمایا مین تیرے
واسطے تمام پرندونکو مسخر کردونگا کہ وہ تیرے واسطے طعام اور شراب زمین سیراب اور آبادان سے
لادیا کرینگے حضرت الیاس علیہ السلام نے کہا مین اسکے ساتھ راضی ہون پس خدا تعالی اپنے کو اسنے
باندھ رکھا اور مواشی اور دواب اور ہوام اور درختونپر ہلاکت متعین کی کہ تمام آدمی اس بلا مین مبتلا
ہوئے اور حضرت الیاس علیہ السلام بحال خود قائم اور قوم سے پوشیدہ ہر جگہ سے انکو رزق پہونچتا تھا
اور قوم اس حال کو جانتی تھی اور کہتی تھی بہت بھلا ہے دولت کریا اور ہی + اگر کون ساتھ اوسکے
پھر وادی + اور جس جگہ روٹی کی بو سونگھتے تھے جا لیتے تھے کہ یہان الیاس ہے ابن عباس سے روایت
ہے روایت ہے کہ تین برس تک قحط سالی اور تنگی مین گرفتار رہے ایکدن حضرت الیاس علیہ السلام
کی ایک بڑھیا سے ملاقات ہوئی اوس سے پوچھا کہ آیا تیرے پاس کچھ کھانیکی قسم سے کوئی
چیز ہے اوسنے کہا ہان تھوڑا سا آٹا اور روغن زیتون پاس میرے ہے اگر تو کہے تو لے آؤن
چنانچہ لے آئی حضرت الیاس علیہ السلام نے اوسکو اپنا ہاتھ لگایا حق سبحانہ تعالے نے اوس
مین برکت دی اور وہ اتنا ہوگیا کہ دو تھیلے بھر گئے اور وہ دو ظرف روغن سے بھر گئے جب اوسکی قوم
نے اوسکو دیکھا اس سے پوچھا کہ یہ تیرے پاس کہان سے آیا کہا ایک مرد میرے پاس آیا کہ وہ ایسا اور ایسا اور کہ تھا
اوسکے بیان کیے اونھون نے جانا کہ الیاس ہوگا ڈھونڈھنے کو دوڑے جب حضرت الیاس کو پایا یہ
روپوش ہوئے اور ایک بنی اسرائیل کی عورت کے گھر مین کہ اوسکا ایک بیٹا تھا الیسع نام کہ الیسع بن
اخطوب کہتے ہے اور مریض تھا جاکر چھپے اور اوس عورت نے انکو چھپا لیا حضرت الیاس
علیہ السلام نے دعا کی کہ اوسکا بیٹا اچھا ہوگیا جب یہ وہان سے باہر آئے تو الیسع بھی
اونکے ہمراہ ہوئے حضرت الیاس عالم جوانی سے گذر کر عالم شیب مین ہو پہنچے

اور الیسع عنفوان جوانی اور ریحان زندگانی مین تھے وحی آئی کہ بہت خلق بیگناہ جنس طیور اور ہوام اور
بہائم اور دواب بے آب ہلاک ہو گئے حضرت الیاس نے کہا یا رب چھوڑ تا انکی رفاہیت کیواسطے دعا
کرون اور انکو حواس بلا اور ابتلا سے نجات حاصل ہووے شاید اس شرکت اور بت پرستی سے باز آئین
اور تیری عبادت کے ساتھہ رجوع کرین پس بنی اسرائیل کے پاس آئے اور کہا یہ صعوبت اور تشدید
کہ خلق خدا کو پہونچی ہے تمہارے گناہون کے سبب سے ہے اور اگر تم چاہو کہ حقیقت اور بطلان ہمارا اور
اور تمہارا ظاہر ہووے تو باہر آؤ کہ اپنے خدا کو پکارون اور تم اپنے بتونکو پکارو جو کوئی اجابت کرے
سزاوار پرستش کا ہووے انھون نے اپنے بتونکو آراستہ کیا اور باہر نکل کر تا فیش کنان زبان حال و قال
بیطاقتی بتون کے آگے بیان کی کہ شام ہو گئی اور کچھہ میسر نہوا پھر انسے دعا کیواسطے التماس کی حضرت
الیاس علیہ السلام نے دعا کی فی الحال بقدرت ایزد متعال قطعہ ابر بقدر سپر پشت دریا سے اوٹھکر
انکی طرف آتا معلوم ہوا اور آفاق عالم مین پھیلکر مینھہ برسنا شروع ہوا اور بلاد دیار اونکے بحال اول
معاودت کی پھر اونھون نے کہا کہ مزارع اور حبوب ہمارے سب تلف ہو گئے ہین حضرت کہا کہ بذر ریزہ کر کر زمین
چھڑک جب انھون نے اسطرح سے کیا تو حق تعالی نے اس زراعت سے چند دونکو کرامت فرمائے شاید یہ جو نکینی
اس غلہ نخود مین ابتک ہے اسی نمک پاشی کی برکت سے ہے لیکن اوس قوم نابکار اور بدکردار نے پھر تکذیب
کی بلکہ بعد ازین اغواے شیطان سے باحتمال سحر اور زیادہ انکار کیا حضرت نے ملول اور نا امید ہو کر
خداے تعالی سے درخواست کیا کہ الہی مجکو قبل از نزول عذاب ان مین سے اٹھا لے فرمان پہونچا کہ
فلانے روز فلانی جگہ جانا جو کچھہ تیرے روبرو ظاہر ہووے اوسپر سوار ہو جانا حضرت الیاس الیسع
کے ساتھہ زمان مقرر مکان معین پر گئے اور ایک آتشی گھوڑے کی صورت اور بعضے کہتے ہین کہ
رنگ اوسکا آتشی تھا۔ اور تفسیر مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ وہ ایک گھوڑا تھا یا ایک اونٹ تھا
آتش سے بر تقدیر وہ اونکے سامنے آیا اور یہ اوسپر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور الیسع نے ندا
کی کہ یا الیاس مجکو کیا فرماتے ہو حضرت الیاس نے اپنی چادر ہوا مین سے الیسع کیطرف ڈالدی اور اس
علامت کے ساتھہ اونکو بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ کیا اور حق سبحانہ تعالی نے اسلئے حضرت الیاس کو پر
بر و بال دیکر اور شہوات نفسانی اور تعلقات اغراض جسمانی منقطع کر کر فرشتون کے ساتھہ قوت پرواز
عطا کی اور قباب غیرت مین نظر خلق سے محجوب کیا حکایت عرایس مین مذکور ہے کہ ایک شخص زیاد
عسقلانی مین سے اسطرح سے بیان کرتا ہے کہ ایک دن دوپہر کے وقت صحراے اردن مین قطع
مراحل اور منازل مشغول تھا کہ ناگاہ اوس بیابان مین ایک شخص مجکو بعد از مراسم تحیت و سلام مین نے
پوچھا تو کون ہے اور اس صحرا مین کیا کرتا ہے کہا الیاس پیغمبر ہون سنتے اس کلام سے میرے
بدن پر لرزہ پیدا ہوا مین نے کہا یا نبی اللہ دعا کرتا یہ حالت مجھسے زایل ہوئی کہ چند سوال

مجھے اوچھتے ہیں چنانچہ دست مبارک میرے کاندھے پر رکھا اور اثر برد اور خنکی میرے سینے میں پیدا
ہوا میں نے کہا یا نبی اللہ تم پر وحی اب بھی نازل ہوتی ہے یا نہیں جواب دیا جب سے خاتم الانبیا
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں ابواب رسالت اور وحی سب مسدود ہیں کہ پھر
کسی پیغمبر پر وحی نہیں آتی میں نے کہا آپ کے سوا کتنے پیغمبر قید حیات میں ہیں کہا چار حضرت عیسی اور ادریس
آسمان پر اور خضر اور میں زمین پر پھر میں نے کہا ابدال امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے کتنے ہیں اور مقام انکا
کہاں ہے کہا یہ ساٹھ نفر ہیں پچاس اون میں سے عریش مصر میں دونوں کناروں فرات تک ساکن ہیں اور دو
نفر مصیصہ میں اور ایک عسقلان میں اور سات تمامی بلاد اور امصار میں اور انمیں سے ایک فوت ہوتا ہے
تو باری تعالی اسوقت ایک صالح کو اوسکے عوض منصب فرماتا ہے پھر میں نے کہا کہ یا نبی اللہ مروان اور
اوسکے مخالف کے حق میں کیا کہتے ہو کہا مروان مرد طاغی اور باغی تھا خانہ کعبہ پر چڑھ آیا تھا قاتل اور
مقتول اور شاہد اور مشہود اور محارب اسکے اسیر عذاب ہیں اسوقت میں نے کہا یا نبی اللہ ایسا اتفاق
ہوا تھا کہ میں بھی بعض محاربات اسکی میں حاضر تھا لیکن طعن اور ضرب وغیرہ کوئی فعل جنگ مجھ سے
صادر نہیں ہوا کہو کہ میرا کیا حال کہا کہ تو نے خوب کیا کہ اون امروں میں سے کسی پر اقدام نہیں کیا
اب کسی مقام میں ان مقامات سے حاضر نہونا پھر دو روٹیاں کہ برف سے سفید تر تھیں نکالیں اور
میں نے اور انھوں نے باہم کھائیں بعد الفراغ تناول دسترخوان میری نظر کے فی الحال ایک اونٹنی ظاہر
ہوئی اور حضرت کے روبرو آکر کھڑی ہوئی جب چاہا کہ سوار ہو ویں میں نے کہا اے پیغمبر خدا مجھکو تمھاری
مصاحبت منظور ہے کہا یہ امر متعذر ہے میں نے کہا مجھکو کسیطرح کا تعلق اور کوئی مانع نہیں ہے کہا یہ
مطلب میسر نہیں ہوگا پھر کہا مجھکو داعیہ ہے کہ ماہ رمضان میں بیت المقدس میں معتکف رہوں پس ناقہ
پر سوار ہوئے اور میرے اور اونکے درمیان ایک درخت حائل ہوا اور میری نظر سے غائب ہوگئے حلیہ
مبارک انکا کہتے ہیں کہ لاغر اندام دراز قد مجعد مو سخت پوست اور ہمیشہ خرقہ پوش رہتے شریعت
انکی موافق شریعت موسی علیہ السلام اور بموجب توریت عمل کرتے تھے اور اقامت اونکی اکثر جنگلوں
اور بیابانوں میں ہوتی ہے سرگشتہ اور درماندوں کو براہ ہدایت رہنمونی کرتے ہیں اور کہتے ہیں
ہر سال ایام عید الضحی میں حضرت خضر کے ساتھ مسجد قبا میں جمع ہوتے ہیں اور سیر جمیل اور [تسبیح] ہو
مبارک کا اشتغال کرتے ہیں اور کہتے ہیں حضرت الیاس انسی بھی ہیں اور ملکی اور ارضی اور فلکی
بھی اور موکل ہیں بیابانوں پر اور حضرت خضر موکل ہیں دریاؤں پر اور ہر ماہ رمضان میں بیت المقدس
میں پہونچکر روزے رکھتے اور ہر سال حج کرتے ہیں اور مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ ایک
جماعت صلحا کی انکی امت میں سے انکو دیکھتی بھی ہے چنانچہ بیان ہوا اور تفسیر در و میں لکھا
ہے کہ باہم ذکر استفادہ علم بھی کرتے ہیں۔ حال امت انکی کا کہتے ہیں کہ بعد مفارقت

آن حضرت ایک بادشاہ جبار نے ان پر غلبہ پایا اور تمامی اس قوم کو بہ تیغ قہر قتل کیا اور گوہر خطاب
اس شہر دولکا بہ ہجمہ شمشیر الیاس کو رشتہ فنا کھینچا وکان امر اللہ مقدورا ۱۲ اور چونکہ ایام دعوت حضرت
الیاس کو معلوم نہین اور جو کہ اوقات حیات انکی نے بہ سبب مجمع بہت سے زنان السان سے انتہا باقی لاجرم نہ
لکھا گیا واللہ اعلم فصل دوسری احوال حضرت یسع بن اخطوب علیہ السلام مین واضح ہو کہ پیغمبر اسرائیل
وہی حضرت الیاس ہین عظیم القدر بنی اسرائیل مین مہابت تمام رکھتے تھے اور کلام اللہ مین بھی انکی نبوت
بہمراہ انبیا جلیل القدر کے ناطق ہے چنانچہ سورہ ص مین فرمایا ہے آیت واذکر اسمٰعیل
والیسع وذا الکفل وکل من الاخیار مؤرخان یہود کہتے ہین کہ ابتدا حال اونکا اسطرح پر ہے کہ فلاحت اور زراعت
و پیشہ رکھتے تھے ایک دن حضرت الیاس کو وحی آئی کہ خلافت اپنی انکو تفویض کرین حضرت
الیاس نے بنا بر تعمیل فرمان ربانی اوس کشت زار پر کہ حضرت یسع قلبہ رانی کرتے تھے اونکے پاس
گئے اور اپنی چادر اونپر ڈالدی فی الحال اثر عظیم انمین ظاہر ہوا اور انھون نے آپ سے کہا کہ اگر اجازت
ہو تو مین اپنے گھر کو وداع کر آؤن اور تمہاری خدمت مین حاضر ہون حضرت الیاس علیہ السلام
کہا مین کیا کیا تم اسطرح کہتے ہو اور تمنے کیا دیکھا کہ ایسا چاہتے ہو جواب دیا کہ مین نہین
جانتا کہ کیا آپ نے کیا لیکن میرے دل مین شوق خدمت حضور زیادہ ہوا ہے اور ایک نور انوار الٰہی
سے میرے فضاے سینہ مین چمکا ہے اور پھر انھون نے تمام آلات اور اوزار حراثت توڑے اور
نرگاوان قلبہ رانی کو فی سبیل اللہ قربانی فرما کر سبکو تصدق کیا اور حضرت الیاس کے ساتھ ہو لیے
جس طرف کہ وہ جاتے تھے یہ بھی ہمراہ رہتے تھے اور اونکے روبرو توریت پڑھتے تھے اور قواعد شریعت سیکھتے
پر غایت حضرت الیاس کے بنی اسرائیل پر حکم کرتے تھے اور باحیا مراسم اوسکے مشغول رہتے تھے اور
بصیام نہار و قیام لیل تعالی فرماتے تھے اور اونکے خوارق عادت بہت ہوے ہین از انجملہ ایک
یہ اہل اریحا نے شوریت پانی سے شکایت کی انھون نے تھوڑا سا نمک لیکر اوس پانی مین ڈالا اور کہا
کن حلوا باذن اللہ یعنی ہو شیرین ساتھ حکم اللہ کے کہ فی الحال وہ پانی مثل شہد شیرین ہوگیا اور دوسرا
یہ کہ ایک بیوہ عورت نے قلت مال سے گھبرا کر رجال اپنے خاوند سے قرض کیا اور لینا قرض خواہ نے اوسکا
اولاد کو گرو مین شروع کیا حضرت سے کہا اس تیرے گھر مین کیا ہے اس عورت نے کہا بجز ایک ظرف روغن کچھ میرے
پاس نہین حضرت یسع نے کہا اوس روغن کو ایک باسن مین ڈال اور پیوستہ اسطرف مین اور اور ظروف
مین اور اسمین اور باسن مین نقل کرتی رہو وہ بیچاری بموجب فرمودہ عمل کرتی تھی روغن اون باسنون
مین فاضل رہتا تھا انکا اہل زمین نے تمام باسن سے اوس طرف سے بھر لیے اور قیمت ادا کی اس
سے قرض اوسکا ادا ہو گیا اور وسعت تمام اس فقیرہ کو معاش مین حاصل ہوئی اور تیسرا یہ کہ ایک بار
ایک شخص کے گھر مین گئے اور اس شخص کی بی بی عاقرہ تھی بالتماس خاطر خانہ حضرت نے دعا کی اور باری تعالی نے

ایک فرزند نجیب ارزانی فرمایا اور جب وہ فرزند بعد از چند مدت کے مرگیا حضرت سے اسکے احیا کیواسطے
استدعا کی اور پھر اونھون نے دعا کی جان بخش جان آفرین نے اس مردے کو زندہ کیا اور ایک مدت
پیدا اور اوسنے حیات پائی اور چوتھے یہ کہ ایک دفعہ اونکے شاگردون نے کچھ طعام ترتیب کیا ایک نے
انمین سے بطریق سہو تھوڑے حنظل اندراین اوس مین ڈال دیے فی الحال اس طعام مین سے حضرت
کے کان مین صدا پہونچی کہ جو کوئی اس کھانے مین سے کھاویگا مرجاویگا جب حضرت اس صورت سے
واقف ہوے تھوڑے آٹا پانی اس مین ڈالا اور دعا کی اور تناول کیا کچھ حضرت اوس کھانے سے نہ پہونچی
اور پانچوین یہ کہ ملوک بنی اسرائیل کو مدام قصد عداوتون سے خبر دیتے تھے اور تدبیرات اور حیلہ جنگ سکھاتے
تھے تا یہ فراغ تمام بجز دشمن قیام کرین اثنا ے اس حال مین ایک بادشاہ نے اور سلاطین مین سے
کہ بنی اسرائیل سے عداوت رکھتے تھے اپنی خواص سے کہا معلوم نہین کہ اس طائفہ کو قصد عزیمت سے
کون خبر کرتا ہے اور اسرار ہمارے انکے درمیان مین شائع کرتا ہے خواص نے کہا اخبار اسوار آئیہ او
اظہار قضایاے مخفیہ کا یسع پیغمبر سے وہ بادشاہ خفا ہوا اور ایک لشکر گران لیکر بجنگ بنی اسرائیل آیا
اور دفعۃ حضرت کو پکڑ لیا مگر حضرت نے دعا کی کہ دیدہا اعادی حلیہ نور سے عاری ہو گئے اور آپ نے
چنگال دشمنان دین سے خلاصی پائی چھٹے یہ کہ ایک جماعت مہمانون کی انکے گھر مین آئی حضرت یسع
نے اپنے غلام سے کہا حاضر کر خادم نے کہا مہمان سو سے زیادہ ہین اور گروہ نان بیس سے زیادہ نہین
فرمایا کہ سب انھین سے سیر ہو جاوینگے اور یہ روٹیان بحال خود رہینگے غلام نے دیکھا حاضر کیں ہر چند
کہ انھون نے تناول کیا دلا طعام کم نہوا ساتوین یہ کہ بادشاہ دمشق کو علت برص تھی عیاذاً باللہ منہا اور
اوس ملک مین ایک پیک حکام بنی اسرائیل پاس بھیجا تا کوئی طبیب حاذق ارسال کرین انھون نے
بحضرت یسع حوالہ کیا جب انکی خدمت مین حاضر ہوے اور احوال کہا حضرت نے فرمایا بادشاہ کو
چاہیے کہ جو آب مین اوترے تا علت زایل ہو وہ رسول مایوس و ملول ہو کر پھر گیا اور کیفیت حال
معروض کی جو لوگ کہ عقیل و فہیم تھے انھون نے کہا تجربہ سخن یسع بجا لاوے ہم احتیاط سے ہے بادشاہ
نے پانی مین اوتر کر اپنے اعضا دھوئے اور جب باہر نکلا تو مرض بالکل زایل پایا چنانچہ بادشاہ نے
خوش و خرم ہو کر ملبوسات قیمتی اور زر بہا حضرت کی خدمت مین بھیجے اور حضرت نبوی نے کچھ اسمین سے
قبول نہ کیا لیکن خادم کو طمع پیدا ہوئی عقب قاصد جاکر دو بدرہ زر کے لیے اوسی وقت حضرت یسع کو
نور باطن سے خبر ہوئی خادم پر لعنت کی وہ خادم بعلت بادشاہ دمشق مبتلا ہوا آٹھوین یہ کہ آفت
غلا اور قحط عظیم دیار شام مین واقع ہوا اطراف و جوانب سے لشکر عظیم بنا بر محاصرہ بنی اسرائیل مشغول ہوا
اثناے اس حال مین حضرت نے قوم کو بشارت دی کہ کل غلا ایسا ارزان ہوگا کہ آدمی تعجب کرینگے
حاجب بادشاہ نے سنکر استہزا کیا اور کہا اگر حق تعالی آسمان کو سوفدار کرے اور

اور اسیطرح سے غلہ بہی جب بھی ارزانی غلہ محال ہے حضرت یسع نے کہا تھا کہ فلان مہینے مین تو دیکھیگا اسکو اور نہ کھاویگا
اوسمین سے پہر حال یہ ہوا کہ دوسرے دن صبح کو دشمنون کی کان مین تعقعہ سلاح اور ہمہمہ اسپان یعنی کہڑکہڑاہٹ ہتھیارونکی
اور آواز ہنہناہٹ گہوڑونکی غیب سے پہونچی اور یہ بہاگ گئے اور بنی اسرائیل تنگناے محاصرہ سے نجات پاکر باہر گئے اور اموال
اعدا بلا عذر تصرف مین لائے اور یہانتک نوبت پہونچی کہ پہر کسیکے التفات طرف ماکولات کے نہ کیا اور بالاتفاق بے
حاجت کہ جسنے استہزا کیا تہا جمع ہوے اور اوسکو تجہ اسی تمام ہلاک کیا انہون یہ کہ ہنگام وفات اپنی بادشاہ کو حضر
خبر کی کہ تین مرتبہ لشکر مصر پر ظفر پاویگا مطابق بشارت صورت وقوع ظہور مین آئی اور بعض تاریخ مین مرقوم ہے کہ
سوا اسکے اور معجزے بہت ہین کہ ذکر انکا موجب تطویل ہے اور چونکہ گاہی بنی اسرائیل متابعت اونکی بجا لاتے تہے اور
کبھی مخالفت کرتے تہے خاطر عاطر اونکی اس جہت سے ملول رہتی تہی آخر الامر حضرت باری مناجات کی اور پہر اوس وقت
رفیق اعلی اور مصاحبت مشتہر پایا استدعا کی بعد یقین اجابت ذی الکفل کو طلب کیا اور اپنا خلیفہ اور جانشین کیا
اور روح نازنین انکی علیین پہونچی فصل پانچوین احوال ذی الکفل پیغمبر علیہ السلام کے بیان مین اختلاف ہے درمیان
علما کے کہ ذی الکفل کونسے پیغمبر تہے ایک طائفہ کہتا ہے کہ حزقیل ہین اور بعضے کہتے ہین وہ پسر ایوب صابر ہین کہ
اصلی نام انکا بشر تہا اور قول صحیح یہ ہے کہ وہ وصی حضرت یسع بن اخطوب ہین اور حزقیل اور بشر بن ایوب
کہ ہی یا الکفل ملقب ہوے ہین الغرض پہلے ہو گذرے ہین بہر کیف انکی رسالت پر کلام حضرت ملک العلام ناطق
ہے چنانچہ سورہ انبیا مین مشمول ذکر پیغمبرونکے انکی بھی توصیف فرمائی آیت واسمٰعیل وادریس وذا الکفل
کل من الصابرین وادخلنٰہم فی رحمتنا انہم من الصالحین یعنی اور اسمٰعیل کو اور ادریس کو اور ذی الکفل کو ہدایت دی
اور ہر ایک تہا صبر کرنیوالون سے اور داخل کیا ہمنے انکو بیچ رحمت اپنی کے تحقیق وہ تہے صالحون کے کتاب اصول الائمہ مین
مرقوم ہے کہ اس لقب کے ساتھ اسواسطے مخصوص ہوے کہ وعدہ کیا یسع بن اخطوب کو دربارہ تربیت بنی
اسرائیل اور ارشاد اور ہدایت اونکے اور بپا رکہنا توریت اور احکام اوسکے کا تکفل کیا تہا اور دوسرا طائفہ کہتا ہے
کہ تحقیق اس لقب کا یہ ہے کہ ذی الکفل ایک بادشاہ ملوک شام سے تہے اور اوسکے قرب و منزلت بہت رکہتے تہے
اور اس بادشاہ کو بنی اسرائیل کے ساتھ نہایت عداوت تہی اکثر اونکی دیار کے تسخیر کا قصد کرتا تہا اور جو اسکی فوج
کے ہاتھ آتا تہا اوسکو قتل کرتا تہا ایک مرتبہ فوج جرار بادشاہ نے بسوے بنی اسرائیل بہیجی اور اونہون نے بعد مقابلہ و مقاتلہ
کے اکثر علما اور صلحا اور عظما گرفتار ہوے اسیر کرکے بادشاہ کی خدمت مین ارسال کئے اور اوسنے کہ قیدیونکو سیاست کرے حضرت
ذی الکفل نے اس امر سے اطلاع پائی جلدی سے بادشاہ کے پاس گئے اور اونکی عقوبت کو تاخیر مین ڈالا اور کہا اے
بیگناہ ہین زمان ریاست گذر گیا اس جماعت کو مجہے سونپ دیجئے اس امر کا متکفل ہوتا ہون کہ سبکو بوقت سیاست مین
حاضر کرونگا بادشاہ نے سبکو انکے حوالے کیا اور حضرت ذی الکفل نے بنی اسرائیل کو گہر لیجا کر بیڑیان اور زنجیریان
نکالدین اور تعظیم و تکریم پیش آئے بعد از اطعام طعام اور کلمہ کلام التفات تا انجام آدہی رات کو سب اسیرونکو چہوڑ دیا
جب اوس طائفہ نے قید دشمن سے نجات پائی اور ذی الکفل بھی خطاب و عتاب بادشاہ سے محفوظ رہے اور مسند نشین

سے ہو دیون مین اس لقب کے ساتھ مخصوص ہو اور بعد اسکے بمدارج نبوت سرفراز و بمدارج رسالت ممتاز
ہوے صدرالدین اصفہانی تحفۃ المعارف مین لکھتا ہے کہ حضرت باری تعالی نے ذوالکفل کو ایک بادشاہ ملوک کے
عما تو سے بھیجا کہ اوسکو فرمان کرتے تھے تا بہ قبول ایمان دعوت کرین بادشاہ نے کہا مجکو معلوم ہے کہ مجھسے خطایا
عظیم صادر ہوئی ہین اور جرائم اور بسیار گناہ پر مین نے بہت اقدام کیا ہے اب جو تو دلالت کرتا ہے مجکو ایمان لانے
کیواسطے جب چاہیے کہ بعد وفات میرے ساتھ رہے تا بہشت جاودان میرے واسطے واجب ہووے تب مین کیا جانون کہ میرا
ایمان قبول ہو یا نہین حضرت ذی الکفل نے اس امر کو قبول کیا اور خط کفالت لکھکر اوسکو دیا اور بادشاہ نے
اوسی وقت لیکر ترک سلطنت کیا اور بطاعت الٰہی مشغول ہوا تا آنکہ اوسکی اجل موعود پہونچی اور اوس خط کو اوسکے
ساتھ دفن کیا حق سبحانہ تعالی نے کفالت ذی الکفل مقبول فرما کر اوسکو جنان اور بروج رضوان پہونچایا
کہتے ہین اوس جماعت نے کہ ہنگام دفن اوس خط کو دیکھا تھا گواہی دی کہ نبوت
ذی الکفل مقرر ہو کر مسلمان ہوئے حضرت ذی الکفل نے پھر دوبارہ سب قوم کو
بہ نزول جنان اور مصاحبت حور و غلمان کفالت کی اور یہ لقب اونپر بامتداد روزگار
جاری رہا جب ایام رحلت اونکے قریب آئے صحبت ملائکہ عظام اور ارواح کرام مین صدر فردوس اعلی مین خرامان
ہوئے اور بعضے بلاد شام مین دفن کیے گئے ابیات جہان را بدینگونہ شد رسم و راہ کہ تا شد پدید آدم کس براہ
نگاہ ہمہ بپایان رسانند چندین ہزار چہ نیاید بپایان ہنوز این شمار ؛ فصل چھٹی احوال اشموئیل پیغمبر علیہ السلام
اور حال عالی امام اور طالوت اور جالوت کا شرح قصہ اشموئیل پیغمبر یہ ہے کہ جب ایام نبوت عالی امام علیہ التحیۃ
والسلام مین ضعف اور فتور باحوال بنی اسرائیل لاحق و عارض ہوا اور تفرقہ ان مین ظاہر اور پیدا ہوا اور اعادی
اور خصوم نے غالب ہو کر قلع قمع پر ہمت مصروف کی اور تفرقہ اور پراگندگی یہود واجب غارت اور نہیب اور
تاراج و قتل لازم جانا اور عمالقہ ستمگار نے ظفر پاکر تابوت سکینہ کو مع چار سو چالیس پیغمبر زادون اور بادشاہزادون
کے لے دیا بین لیگئے اور بقیۃ السیف پر خراج اور جزیہ مقرر کیا اوس جماعت نے حضرت رب العزت سے مناجات کی
اور ایک پیغمبر مرسل طلب کیا تا بمعاونت اور بہ اہتمام اوسکے بہ دفع اذیت خصمان اور دفع مراسم عدوان مشغول
ہوویں اور ساتھ اعادی ملت کی بحرب و جہاد پیش آکر شر اونکا اپنے سے دفع کریں اوس زمانہ مین خاندان نبوت
سے کوئی باقی نہ تھا الا عالی امام اور ایک عورت عقیمہ کہ اوسکو حنہ کہتے تھے اور خاوند اوسکا مسمی بہ بلقان سبط لاوی تھا
چونکہ اوقات شبانہ روز طواف بیت المقدس نزدیک تھا دونون نے بالاتفاق یکدگر قدس مین جا کر دعا کی اور وہان
درباب عطا فرزند کے تضرع کر کر ایسی رتبہ نبوت ہووے بالغہ اور الحاح بہت سا کیا اوسوقت عالی امام کرسی امامت
پر تضرع اور زاری اونکی سنتا تھا اجابت ملتمس اونکی مین از راہ امداد دعا کی در حضرت کبریائی سبحانی نے مستجاب فرمائی
بلقان مع اپنی منکوحہ کے گھر گیا اور اوسی شب مین حنہ اشموئیل کے ساتھ حاملہ ہوئی اور جب یہ فرزند پیدا ہوا اور مدت
رضاع بسر ہوئی اوسکو خدمت عالی مقام لا کر بلادست بیت المقدس در حفظ توریت اور متابعت عباد بنی اسرائیل

رکھا اور انھون نے ملازم عالی امام ہو کر بیشتر اپنا خدمت گاہی عباد اور زہاد اور قرات توریت مشغال کیا تا زمانیکہ مبعوث ہوئے روایت کرتے ہین کہ ایک شب درمیان خواب و بیداری انکو ندا آئی اور انھون نے گمان کیا کہ عالی امام طلب کرتا ہے جلد اوٹھکر اوسکے پاس گئے جب انھون نے کہا مین نے نہین بلایا یہ پھر آسوئے تا انکہ تین مرتبہ اسموئیل کو ندا پہونچی کہ یہ عالی امام کے پاس آئے آخر الامر انھون نے کہا اگر اب تمکو وہی ندا آوے وہین ٹھہر کر جواب دینا اور جو کچھ سنو مجھسے آنکر کہنا ہر گاہ چوتھی دفعہ وہی ندا پہونچی سمجھا گا وہ طاعت گذار کیطرح جواب مین مبادرت کی اور عقب ندا یہ مضمون ابیات مثنوی سنا مثنوی

خطاب آمد از حق سوے اسموئیل　　کہ اے بندہ خاص رب جلیل
یقین دان کہ در این چمن بے شگفت　　گلے چون تو دیگر نخواہد شگفت
ترا دادم از فضل خود سروری　　بہان حق ناموس پیغمبری
بعلم خودت رہنما داشتم　　لوا مہیت بدعوت برافراشتم
ہم اکنون برو سوے عالی امام　　بگویش ز من این سخنہا تمام
کہ حق گویدت کے غلط کردہ راے　　چرا غفلت آری بکار خداے
ترا ملک و پیغمبرے دادہ اند　　بدیگر کسان برتری دادہ اند
کہ تا امر فرما بجا آورے　　ز مضمون آن ذرہ نگذری
نپوشی رہ حق در احکام دین　　نباشی با حداث بدعت قرین
کنون بہر دلخواہ فرزند خویش　　بہان بہر ناموس و پیوند خویش
رہ راست آخر چہ پوشیدہ　　بہ تغییر حکم از چہ کوشیدہ
چون کردارشان جملہ بشناختی　　بدیشان ز بہر چہ در ساختی
کہ تا فاسد و باطل آمد عزیز　　بخواری شدند اہل حق و تمیز
نہان شد چو عنقا صلاح و سداد　　عیان گشت و شایع سفاہ و فساد
برفت از جہان شیوہ راستی　　پدیدار شد کژی و کاستی
نبودت عہدت بمن آنچنان　　گزینان خلافت کنی در بیان
چرا مرسل اصل انگاشتی　　فزودی نقصان روا داشتی
گر اینگونہ گردی ز فرمان من　　دلیری نمودی بہ عصیان من
بیکبارہ بگذار مست این چنین　　کشم انتقامی ز تو لیبد از مین
کہ ہر کس کہ او بشنود حکم آن　　شود گوشش از ہیبت آن گران
بذات قدیم معلاے خویش　　با فعال و اوصاف اسماے خویش

به پیغمبرے کز وے شد از قدر رتم — نبوت که ظاهر شده از حکمتم
به عز و جلالے که هستش لقبا — بملکے که امین بود از فنا
کز این سلطنت باز گیرم ز تو — بهان جان بزاری برآرم ز تو
گناہے که اولاد تو کرده اند — وزان نام عصیان برآورده اند
نه تنها که آن کرده از هیچ راه — نه توبه پذیرم از ایشان بزاره
ز تقصیر کردار شان نگذرم — بزاری و قربان شان نگذرم
از افغان پریشان برآرم جہان — که بر خلق عبرت بود جاودان

بعد ازین خطاب منقطع ہوا اور شموئیل نے عالی امام پاس جا کر مضمون رسالت جیسا کہ سنا تھا مفصلاً بیان کیا عالی امام نے رضا بقضا کر کے کہا اللہ الامر من قبل ومن بعد وهو اعدل العادلین اور بیس سال حلیم بن شموئیل سے تھا عالی امام نے مع اپنی فرزندوں اور اقربا کے دار فنا سے بدار البقا رحلت کی اور حکومت اور نبوت بنی اسرائیل نے اشموئیل پر قرار پکڑا اور جب دس برس یہ تدبیر اور سیاست قوم استقلال کیا اسوقت تک امور فرزندوں بنی اسرائیل اور اقضا کو تفویض کیے اور پھر کہ اون دونوں میں ضعف بحد نہایت پہونچا اور ہم قوم دگرگون ہوئی منتخب اشموئیل کے پاس آئے اور حاکم موافق طلب کیا کہ دفع اضداد اور معاندوں میں مدد اور معاون ہو چنانچہ خداتعالی فرماتا ہے آیت الم تر الی الملاء من بنی اسرائیل من بعد موسی اذ قالوا لنبی لهم ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل الله قال هل عسیتم ان کتب علیکم القتال الا تقاتلوا قالوا وما لنا الا نقاتل فی سبیل الله وقد اخرجنا من دیارنا وابنائنا یعنی کیا نہ دیکھا تو نے طرف سرداروں بنی اسرائیل کے پیچھے موسی کے جب کہا اونھوں واسطے نبی اپنی کے مقرر کر واسطے ہمارے بادشاہ لڑیں ہم بیچ راہ اللہ کے کہا اوس نبی نے آیا نزدیک ہو تم اگر لکھا جاوے اوپر تمہارے لڑنا کہ لڑو تم کہا اونھوں نے اور کیا ہے ہمکو یہ کہ نہ لڑینگے بیچ راہ اللہ کے اور تحقیق نکالے گئے ہم گھروں اپنے سے اور اولاد اپنی سے اشموئیل نے بعد از لوازم محبت اور اخذ عہود و مواثیق دعا کی اور مامول انکا حضرت کبریائے سبحانی میں مسئلت کیا اور پس از یقین اجابت اپنی امت کو خبر دی آیت وقال لهم نبیهم ان الله قد بعث لکم طالوت ملکا یعنی کہا واسطے انکے نبی انکے نے تحقیق اللہ نے مقرر کیا واسطے تمہارے طالوت کو بادشاہ کہ نہ وہ خاندان نبوت سے ہوگا اور نہ دودمان سلطنت سے اور اوسکو لوگ ساوک کہتے ہونگے کس واسطے کہ اوس زمانے سبط نبوت مخصوص باولاد لاوی تھا اور سلطنت بہ فرزندان یہودا اور طالوت کہ اسکو ساوک بھی کہتے تھے سبط ابن یامین سے تھا آیت قالوا انی یکون له الملک علینا ونحن احق بالملک منه ولم یؤت سعة من المال قال ان الله اصطفه علیکم و

وزاده بسطة فی العلم والجسم واللہ یؤتی ملکہ من یشاء واللہ واسع علیم
یعنی کہا اونھون نے کیونکر ہو گی بادشاہی واسطے اسکے اوپر ہمارے اور ہم بہت حقدار ہین ساتھ بادشاہی کے اس سے اور نہ دیا گیا وہ کشایش مال سے کہا تحقیق اللہ نے پسند کیا اسکو اوپر تمھارے اور زیادہ دی اوسکو کشادگی بیچ علم کے اور بدن کے اور اللہ دیتا ہے ملک اپنا جسکو چاہتا ہے اور اللہ کشایش والا اور جانتے ہین اور ظاہر ہے کہ عطیات الٰہی بدون استحقاق و استعداد باطنی کسیکو نہین پہنچتا اور خدا تعالیٰ پر کسی کا حال کا پوشیدہ نہین ہے آخر الامر قوم نے اس امر پر راضی ہوکر علامت سلطنت اوسکے استفسار کی
آیت وقال لھم نبیھم ان آیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ وآل ھارون تحملہ الملئکۃ ان فی ذلک لآیۃ لکم ان کنتم مؤمنین
یعنی اور کہا واسطے انکے نبی اونکے نے تحقیق نشان بادشاہی اوسکی یہ کہ آوے تمھارے پاس جو صندوق بیچ اسکے تسکین ہے پروردگار تمھارے سے باقی ہے اس چیز سے کہ چھوڑ گئی قوم موسیٰ کی اور قوم ہارون کی اوٹھالاوینگے اسکو فرشتے تحقیق بیچ اسکے البتہ نشانیان ہین واسطے تمھارے اگر ہو تم ایمان والے عرض کہ دستور بنی اسرائیل صندوق الشہادۃ اور ہیکل القدس کے گرد بیٹھے ہوے مذکورات انتظام مملکت اور سلطنت اور تدبیر جنگ اعدا اور تہیہ جدال و قتال دشمنان کر رہے تھے کہ ناگاہ شاؤل بھی اس مجمع مین آیا اور اوسیوقت روغن قدس کا انبیا کے پاس ایک دیگ مین یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گاؤ کے سینگون مین مضبوط رہتا تھا جوش مین آیا اشموئیل نے اوسکو طلب کیا اور ایک عصا ہاتھ مین لیکر اسکے قد پر رکھا جب وہ اوسکے قد کے برابر نکلا تو اوسکو دیا اور اوس روغن مین سے بھر قدرے طالوت کے سر پر گرایا اور اسکو بادشاہی بنی اسرائیل تہنیت اور مبارکبادی اس زمانے مین تاج بخشی اور تخت نشانی سے پہلے یہ بھی رسم کہ واسطے امتحان لیاقت سلطنت کے عصا سے کو قد سے ناپتے تھے اور روغن قدس کہ جوش مین آیا تھا تھوڑا سا اوسمے سر پر ڈالتے تھے بہرحال مجمع قوم اور تمامی اسباط تہنیت سلطنت بجا لائے اور دوسرے دن تابوت سکینہ کہ کیفیت اور صفت اسکی سابق مذکور ہوئی ظاہر ہوا اور سب متفق ہوکر حکومت بنی اسرائیل کو شاؤل پر نافذ کیا اور اس واقعہ کی اصل اسطرح پر ہے کہ اہل فلسطین نے زمان تسلط عالی امام اور نبوت اشموئیل مین دست تعدی بنی اسرائیل پر دراز کیا تھا اور تسلط تمام پایا تھا اور کلیات نے کہ اسکو زبان عربی مین جالوت کہتے ہین چند مرتبہ اونپر چڑھ کر غارت و تاراج کیا تھا اور بعد از قتل ازان بقیۃ السیف پر خراج اور جزیہ مقرر کیا لاجرم بنی اسرائیل زمان سلطنت طالوت مین بنا بر دفع شر اور جہاد اور غزا سے کفا عمالقہ کو نصب العین ضمیر رکھکر درپے انتقام ہوے اور اسی ہزار آدمی

نہایت جوش اور پرخاش خونی پر ٹھہرکار طالوت بنا بر شوق لقائے جالوت روانہ ہوئے جب جالوت
تو جہ لشکر سے خبر پائی جلدی سے اسباب جنگ مہیا کر کے انکے مقابلہ میں آیا اور چونکہ اشموئیل نے طالوت
سے کہا تھا کہ اس جماعت میں اندک فوج تیرے ساتھ موافقت کریگی اور باقی مخالفت اور قصۂ
بیابان اور غلبۂ عطش اور ابتلاء کی تجرع آب بیان کیا تھا آیت فلما فصل طالوت بالجنود قال
ان اللہ مبتلیکم بنھر فمن شرب منہ فلیس منی ومن لم یطعمہ فانہ منی الا من اغترف
غرفۃ بیدہ فشربوا منہ الا قلیلا منھم یعنی پس جب جدا ہوا طالوت سا لشکرون کے کہا
تحقیق اللہ آزمانے والا ہے تمکو ساتھ نہر کے پس جو کوئی پیے اس میں سے سو نہیں مجھسے اور
جو کوئی نہ چکھے گا اسکو پس تحقیق وہ مجھسے ہے اور جو کوئی بھر پیے ایک چلو ساتھ ہاتھ اپنے
کے پس پیا انھوں نے اسمیں سے مگر تھوڑوں نے انمیں سے نہ پیا جب لشکر طالوت اُس
بادیہ میں پہونچا اشموئیل نے اونسے کہا کہ تم اس بیابان میں شدت حرارت آفتاب سے مشوش
ہونگے اور تشنگی غالب رہیگا جب پانی پر پہونچو ایک گھونٹ سے زیادہ نہ پینا کہ جو کوئی قدر کفاف
سے زیادہ پیے گا یا بنا بر ذخیرہ اپنے ساتھ رکھے گا معترض عتاب باریتعالی میں پڑیگا اور مورد قہر
الٰہی ہوگا اور قطعاً پیاس اوسکی تسکین نہ پاویگی اور فیض ایسی عظیم سے بے بہرہ رہیگا سب اہل قوم
ان نصائح پر لبیک سمعاً اور طاعتاً کہکر روبراہ ہوئے جب بیابان سے باہر آئے اور بیابان
فلسطین اور اردن کے اس ندی پر کہ موعود نبوی تھی پہونچے شدت عطش سے پانی میں اتر
پڑے اکثر اہل لشکر شدت عطش سے ضبط نہ کر سکے جسنے ایک گھونٹ پانی پیا سیراب ہوا اور
جسنے زیادہ نوش کیا بہت ذخیرہ تصرف میں لایا ویسا ہی پیاسا رہا اور طالوت اپنے چار ہزار مطیعون
کے ساتھ متوجہ جالوت ہوا اور چھتر ہزار نفر سے کہ عصیان کیا اور مخالف ہوئے تھے وہین کھڑے
رہے اور جالوت لاکھ آدمی تیغ زن اپنے ساتھ لیکر مقابلہ میں آیا جب دونوں لشکر ستفار ب
ہوئے اصحاب طالوت نے فریاد آیت لا طاقۃ لنا الیوم بجالوت وجنودہ یعنی نہین طاقت
ہمکو آج کے ساتھ جالوت کے اور لشکرون اسکے کے ۔ بجا کر اکثر نے تخلف کیا کہتے ہین کہ سب وہ
چار ہزار تین سو تیرہ آدمیون سے زیادہ نہ تھے بعدد اصحاب بدر تو رہ گئے اور باقی پھر گئے اور اوس
گروہ نے باسید مضمون آیت کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ یعنے بہت ہوا ہے کہ
جماعت تھوڑی غالب آئی ہے جماعت بہت پر ساتھ حکم اللہ کے قاصد جہاد جالوت ہوئے اور یہ
طالوت ساتھ اون دلیران صف شکن کے کہ شجاعت اور جلادت میں سرآمد روزگار تھے آرزو
نیاز مصیبت کارساز بندہ نواز دست بدعا ہوا اور کہا آیت ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا
وانصرنا علی القوم الکافرین یعنی اے پروردگار ہمارے ڈال اوپر ہمارے صبر اور ثابت رکھ قدم ہمارے ہمکو اور مدد کر ہمکو

اوپر قوم کافرون کے۔ اور جب جالوت نے قلت سپاہ طالوت مشاہدہ کی اوسکو عار آئی کہا
تین سو تیرہ آدمیون سے کیا صف آرائی کرون لاجرم بذات خود آہنگ جنگ کیا اور ایک اسپ ابلق
پر سوار ہوکر اور سلاح جنگ آراستہ کر کر میدان مین آیا اور طالوت کو اپنے مقابلہ مین طلب کیا اور کہا
اب جالوت آپ باہر نہ آوے اور کسیکو میرے روبرو بھیجے تا اسکے ساتھ بخت آزمائی کرون
طالوت نے ایک شخص سے ندا دلوائی کہ جو کوئی مبارزت جالوت مین میدان کارزار مین قدم
رکھے اور قتل کرے اپنی بیٹی اوسکو دون اور اوسکا دست حکومت اپنے ملک پر رکھون ہر چند اوس
منادی نے ندا کی مگر کسینے بہم صولت اور شوکت جالوت سے جواب نہ دیا کسواسطے کہ یہ ایک کافر
زبردست تھا یہ نہایت شجاعت اور جلاوت اور جرات اور جسارت مین نظیر اور عدیل اپنا نہین
رکھتا تھا آخر الامر حضرت داؤد لشکر مین سے نکلکر مقابل جالوت مثل شیر ژیان میدان مین
ہوے اور اوس سے مقابلہ کیا چنانچہ اونکے قصہ کی تفصیل آگے لکھی جاتی ہے باب پندرھوان قصہ
داؤد بن ایشا علیہ السلام مین اور اس مین چار فصل ہین فصل پہلی نسب اور خلافت حضرت داؤد
علیہ السلام مین اور جانا انکا مقابلہ جالوت مین۔ انوار التنزیل مین اور روضۃ الصفا مین لکھا
ہے کہ حضرت داؤد نوپشت سے یہودا ابن یعقوب پیغمبر کو پہونچتے ہین اور ایشا باپ اونکے ایک
قول سے تیرہ فرزند رکھتے تھے سب مین چھوٹے حضرت داؤد تھے اور از روے جثہ بھی نسبت اور
بھائیون کے دبلے پتلے تھے اور بموجب اشارہ پدر فلاخن یعنی گوپھن اور توبرہ سنگ اور ایک
عصا ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے اور شبانی کیا کرتے تھے کہتے ہین ایک دن اوائل حال
مین اپنے باپ سے کہا کہ میرا سنگ فلاخن جس چیز پر پہونچتا ہے گرا دیتا ہے اونھون نے کہا
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایزد تبارک و تعالی تجھکو حاکم خلق کا کریگا پھر اونھون نے دوسری مرتبہ کہا کہ مین
نے دیکھا کہ فلانے جنگل مین ایک شیر بیدارم ہوا اور اوس شیر مین نے سوار ہوکر اوسکے کان پکڑ لیے اور
وحشی میری مطاوعت اور تابعداری کی انکے باپ نے جواب دیا کہ حضرت خدا تجھے ایک عظیم مرتبہ کو پہونچا
کریگا پھر ایک دن اپنے باپ سے کہا کہ جب پہاڑون کی تسبیح کرتا ہون تب سب پہاڑ میری ساتھ
سے تسبیح کرتے ہین ایشا نے کہا تجھکو بشارت ہو کہ بخشندہ بے چیز اور کرامت تجھے ارزانی فرماویگا
ارباب تاریخ کہتے ہین کہ جب طالوت بجنگ جالوت مامور ہوا حضرت اسموئیل کو وحی پہونچی کہ
قاتل ایشا کے فرزندون مین سے ہوگا کہ جب وہ سینگ کہ اوس مین روغن قدس ہے اسکے سر پر
رکھے گا وہ جوش کھا کر مانند تاج اوس نیکبخت کے سر پر کھڑا ہو جاویگا اور زرہ فلان جوشن اسکے
قامت پر پورا آویگا نہ دراز ہوگا نہ کوتاہ حضرت اسموئیل نے کہلا بھیجا کر ایشا سے فرزند انکو طلب کیا
اور انھون نے بارہ فرزندون کو اسموئیل کے پاس بھیجا لکھا ہے کہ سب جوانان زیبا طلعت خوبرو

اور قوی ہیکل اور درست تھے اور ایک اون مین سے بصباحت رخسار اور نابول قامت اور نحیف ہمت
خلاقت سب بھائیون مین امتیاز رکھتا تھا اسموئیل نے جانا کہ قاتل جالوت اغلب کہ یہی جوان ہوگا
ستوجہ امتحان ہوے اور استعمال روغن و جوشن کیا مگر کچھ علامت اثر اسکا ظاہر نہوا اسوقت خطاب نازل ہوا

انا لا نختار الناس علی الحسن والجمال وانی لاختار العباد علی الطہارۃ القلوب

یعنی تحقیق تو اختیار کرتا ہے آدمیون کو اوپر حسن و جمال کے اور تحقیق مین اختیار کرتا ہون اوپر طہارت
قلوب کے حضرت اشموئیل نے مناجات کی کہ یارب ایشا کی فرزندون کی بموجب حکم تیرے آزمایش
کی شخص موعود ان مین نہ پایا وحی آئی کہ اسکا فرزند ایک اور ہے کہ لایق اس امر خطیر کا ہے حضرت
اسموئیل نے ایشا سے کہا کہ اپنے اور فرزند حاضر کر جواب دیا کہ میرا فرزند اور نہین ہے کہ حضرت
عالم الغیب والشہادۃ نے خبر دی ہے کہ تیرا فرزند اور بھی ہے ایشا نے کہا کہ ایک پسر کوچک اور ہے
اور بنا بر قصر قامت اور کبودگی چشم نحافت جسم اور عدم جمال ظاہری کے اسکو مجمع عام مین نہین لایا
اب وہ فلانی جگہ فلان مقام گوسفند مین چرانے مین مشغول ہے اسموئیل جب اوس وادی مین
پہونچے دیکھا کہ وہان شدت سے پانی جاری تھا اور حضرت داؤد کو دیکھا کہ ہر نوبت دو دو گوسفند کو
اوٹھا اوٹھا کر پانی سے گذار رہے ہین اشموئیل نے بنور نبوت جانا کہ مظہر موعود یہی ہے انکے پاس جا کر
سلام کیا اور قرن مذکور انکے سر پر رکھا اور اسپر زرہ موعود دوش پر ڈالی چنانچہ روغن اوس سے ترشح
کرکر شکل تاج اس سعادتمند کے سر پر کھڑا ہوا اور وہ جوشن قامت ہمایون پر درست آیا اور پھر
اشموئیل نے حضرت داؤد سے پوچھا کہ ان دنون مین کوئی امر غریب تمنے مشاہدہ کیا ہے کہا ہان ایک
دن مین نے ایک پتھر سے کہ اوسنے کہا اے داؤد مین حجر ہارون ہون کہ فلانے دشمن کو اسنے مجھسے مارا
ہے مجکو اوٹھا لے کہ تیرے کام آؤنگا مین نے اوسکو اوٹھا کر توبڑے مین رکھ لیا پھر دوسرے پتھر نے
ندا دی کہ مین حجر موسی ہون کہ انھون نے فلانے دشمن اپنے کو مجھسے قتل کیا تھا اور
اسیطرح اور پتھر سے ندا سنی کہ مین حجر داؤد ہون کہ جالوت کو تو مجھسے ماریگا اور پھر
اون دونون پہلے پتھرون نے آواز دی کہ تجکو قتل جالوت پر معاونت کرینگے اور
سنگ اخیر نے کہا کہ جب تو جالوت کے لڑنے کو جاوے مجکو گوپھن مین رکھکر اسکی
طرف پھینکنا کہ بمعاونت یاد اوسکو گرا دونگا اور جب مین نے اون تینون پتھرون
کو توبڑے مین رکھا تو سب ملکر ایک پتھر ہوگیا اشموئیل نے یہ سنکر کہا اے داؤد
مبارک ہو تجکو کہ نبوت بنی اسرائیل اور سلطنت تیرے نصیب مین ہے چاہیئے کہ کتمان اس حدیث مین سعی بلیغ
بکار لاتا تا زنہار اس سر پر آگاہ نہو اور ایک جماعت نے اس حکایت کو اسطرح سے اپنی کتابون مین لکھا ہے اس
اسلوب سے کہ مع اپنے بارہ فرزندون کے لشکر طالوت مین تھے اور حضرت داؤد انکے کھانے پینے سے

چیزیں لیجایا کرتے تھے کہ ناگاہ ایک پتھر سے اونکے کان میں آواز آئی کہ اسے داؤد میں حجر اسحاق
ہوں کہ اپنے فلاں دشمن کو اوس نے میری دستیاری سے ہلاک کیا ہے جالوت کو بھی میں ہی
قتل کرونگا حضرت داؤد نے اوسکو اوٹھا کر اپنے توبڑے میں رکھ لیا چند قدم چلے تھے کہ اور ایک
پتھر سے آواز سنی کہ ای داؤد مجکو اوٹھا لے کہ میں حجر یعقوب ہوں کہ فلاں فلاں اعدا کو مجہی سے مارا انھوں نے
اوسکو بھی اوٹھا کر توبڑے میں ڈال لیا بعد لحظہ کے اور پتھر نے صدا دی کہ ای داؤد مجکو اوٹھا لے کہ حجر ابراہیم ہوں
کہ اوسنے اپنے دشمنوں کو مجہی سے قتل کیا ہے حضرت داؤد نے اوسکو بھی اوٹھا کر اپنے توبڑے میں رکھ لیا جب لشکر
میں پہونچے تب منادی ندا کر رہا تھا کہ بادشاہ کہتا ہے کہ جو کوئی مبارزت جالوت پر مبادرت کرے اور اسکو قتل
میں لاوے اپنی بیٹی اوسکو دوں اور اپنے ملک میں سہیم اور شریک کروں ہر گاہ یہ ندا حضرت داؤد کے
کان میں پہونچی اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم کسواسطے مقابلہ جالوت میں جاتے اور اوسکو قتل نہیں کرتے تا داماد
اور شریک بادشاہ کے ہو جاؤ اونکے بھائیوں نے کہا محض جنون اور بیوقوفی سے یہ کلام کرتا ہے کیا تو نہیں
جانتا کہ اوسکے مقابلہ اور مقاتلہ کی طاقت کوئی نہیں رکھتا حضرت داؤد نے کہا میں ہو کر جالوت میں جا کر اوسکو
قتل کرتا ہوں اخوان نے کہا خاموش کہ علم و خرد سے عاری ہے اور عاطل حضرت داؤد بلا رخصت اونکے بھائیوں کے
ندا کرنے والے کے پاس گئے اور کہا تو جا کر بادشاہ سے عرض کر کہ وہ شخص کہ قدم مبارزت جالوت میں
رکھے اور دمار روزگار اسکا نکالے میں ہوں منادی نے طالوت بادشاہ سے جا کر عرض کیا کہ کوئی مقابلہ
جالوت کا قبول نہیں کرتا الا ایک لڑکا ہے بنی اسرائیل میں سے کہ وہ اقبال کرتا ہے بادشاہ نے اونکو بلوایا
اور حال استفسار کیا حضرت داؤد نے کہا ای بادشاہ اگر تو اپنے وعدہ پر وفا کرے تو میں ابھی جالوت کو
مع لشکر اوسکے مقہور کروں طالوت نے اس حدیث سے متعجب ہو کر کہا تو باین حقارت جثہ اور ضعف قوی
جالوت کی برابری کیونکر کر سکے گا کہ وہ شخص شدید البطش قوی ہیکل ہے تو نے کبھی طعن اور ضرب میں اپنے
نفس کی آزمایش کی ہے حضرت داؤد نے جواب دیا کہ بہنگام رعایت اغنام جب کوئی شیر و پلنگ میری
گوسفندونکا قصد کرتا ہے تو میں پنجہ زور آزمائی دشمن فرسا اپنے سے اوسکی گردن مروڑ کر بیواسطہ تیغ و
خنجر اوسکے اعضا پارہ پارہ کر ڈالتا ہوں القصہ جب طالوت نے حضرت داؤد کو حرب دشمن میں سچا پایا
اسپ و جوشن اپنا اونکو دیکر بجنگ جالوت بھیجا کہتے ہیں کہ وہی جوشن تھا کہ اشموئیل نے طالوت کو تفویض
کیا تھا کہ جسکے قامت پر یہ درست آویگا اوسکے ہاتھ سے جالوت مارا جاویگا چنانچہ وہ جوشن حضرت داؤد
علیہ السلام کے بدن ہمایوں میں درست آیا طالوت اس صورت سے خوش ہوا جب وہ بلند مرتبہ گھوڑے
پر سوار ہو کر چند قدم آگے چلے پھر مراجعت کر کر گھوڑے پر سے اوترے اور اسپ و جوشن بادشاہ پاس
بھیجدیا طالوت اور اوسکے ہمراہیوں نے کہا کہ یہ لڑکا شاید جالوت سے متوحش ہو کر اوسکے مقابلہ کرنے سے
پشیمان ہوا ہے حضرت کو اپنے پاس بلایا اور سبب رد اسپ و سلاح پوچھا حضرت نبوی نے

فرمایا کہ مجھکو با اسپ وسلاح لڑنے کی عادت نہیں ہے اگر اجازت ہو تو بر سم مقاد میدان کارزار میں جاؤن بادشاہ نے کہا تمکو اختیار ہے حضرت داؤد علیہ السلام مع فلاخن اور توبڑہ اور عصا جالوت کے مقابلے کو گئے اور اوسنے پوچھا کہ تو کیون آیا ہے جواب دیا کہ مین آیا ہون کہ تیرے ساتھ محاربہ کرون اور تجکو قتل کرون جالوت نے بسبیل استہزا و تمسخر کہا کہ کس ہتھیار سے لڑیگا کہا عصا سے وہ بولا کہ جتنی طاقت اور قوت تجھمین ہے اس عصا کو مجھپر مار حضرت داؤد نے اپنے فلاخن کیطرف اشارہ کیا اور بعد از قیل وقال اور جواب وسوال حضرت داؤد نے دست مبارک توبڑے مین ڈالکر وہ تینون پتھر کہ یکجا ہوکر ایک پتھر ہو گئے تھے اوسمین سے نکالا اور فلاخن مین رکھکر جالوت کیطرف پھینکا اور زبان بحر بانگ ہنان کھولی اسوقت فرشتون اور وحوش وطیور و شجر اور حجر نے انکے ساتھ تکبیر کہی چنانچہ ولولہ اور غلغلہ زمین و آسمان مین بلند ہوا اور آوازہ با ہیبت اعدا کے کانون مین پہونچی اور خوف و ہراس دشمنون کے دل پر غلبہ کیا اور ایک باد تند چلنی شروع ہوئی اور خود جالوت کہ ایک روایت سے ایک سو رطل تھا سر نا مبارک پر سے اوڑ گیا اور وہ پتھر ہوا مین جاکر تین ٹکڑے ہوگیا ایک قطعہ اوسکی پیشانی مین لگکر دماغ مین گھسکر گدی کی راہ نکل گیا کہ وہ مردود گھوڑے پر سے گر پڑا اور دو ٹکڑے میمنہ اور میسرہ کیطرف گرے تو مخالفان دین بھاگے اور بنی اسرائیل نے لشکر اعدا کو تہ تیغ بیدریغ قتل کرنا شروع کیا اور حضرت داؤد علیہ السلام تجثہ جالوت پہونچکر اوسکا سر تن سے جدا کیا اور طالوت کے آگے لاکر زمین پر ڈالدیا کہ خدا تعالے فرماتا ہے آیہ فہزموہم باذن اللہ وقتل داؤد جالوت یعنی شکست دی انکو ساتھ حکم اللہ کے اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو اور اہل توحید نے فرحان اور شادان مظفر و منصور اپنے دیار کو مراجعت کی بالجملہ بعد از چند روز حضرت داؤد نے جالوت سے کہا کہ اب اپنے وعدہ کو وفا کیا چاہیے چونکہ بادشاہ اپنے کہنے سے پشیمان تھا یہ کلام اوسکو ناگوار معلوم ہوا اور مع ذالک حضرت داؤد سے کہا کہ مین اپنے وعدہ پر قائم ہون لیکن مہر میری بیٹی کا اس نافی کی لڑکیون کے مخالف ہے اب کچھ اور تجکو کرنا چاہیے حضرت داؤد نے پوچھا وہ کیا ہے جواب دیا تین سو نفر اعدا کی زبانین کاٹکر حاضر کر تا اپنی بیٹی تجکو دون اور طالوت نے ایسا گمان کیا کہ داؤد حصول مطلب سے عاجز رہیگا بلکہ شاید اثناے طلب مین مارا جاویگا جب حضرت داؤد نے یہ یہ کلام سنا بہ نیت جہاد وطن سے باہر نکلے اور لشکر جرار کو ہزیمت دیکر ایک جماعت کو گرفتار کیا اور انمین سے تین سو نفر کی زبانین کاٹکر طالوت کو پہونچائین مگر وہ بدستور مقدمہ داؤد مین متوقف رہا تا آنکہ مشائخ بنی اسرائیل نے حضرت اشموئیل کے سامنے طالوت کو بہت سی ملامت کی بادشاہ نے طوعاً او کرہاً ایک مخدرات حجلہ عصمت سے سلک ازدواج حضرت داؤد مین کھینچی اور یہ ذکر السنہ خاص و عام پر جاری ہوا مجموع بنی اسرائیل مقام

مقام اطاعت اور بیعت حضرت داؤد میں گرویدہ ہوئے اور اونکی دوستی نے قلوب اقاصی اور
ادانی میں استقرار پکڑا اس سبب سے نائرہ حسد نے کانون سینہ طالوت میں التہاب پایا
اور جب تک حضرت اشموئیل زندہ رہے اوسکو مجال دم زدن نہوئی اور بعد از وفات آنحضرت
بخوف انتقال ملک اپنے ایک فرزند سے کہا کہ داؤد کو مار ڈال کسواسطے کہ میں ڈرتا ہون
کہ دولت و حکومت ہمارے خاندان سے بدودمان داؤد انتقال نہ کرے پسر طالوت نے
ہر چند کہا کہ باوجود حقوق داؤد اوس صورت کو کیونکر تجویز کرون اوسکا منع موثر نہوگا اور باپ
کو اسیطرح مقام عداوت اور خشونت میں پایا مجبور لاچار اپنی بہن کو آگاہ کیا کہ بادشاہ قصد
قتل داؤد میں مستعد ہے چاہیے کہ اوسکو تو آگاہ کرے تا وہ اپنی محافظت ملحوظ رکھے اور پھر طالوت
نے درباب قتل داؤد اپنے وزیرون سے مشورت کی انھون نے کہا دفع اوسکا اسوقت میسر ہوگا کہ
تیری بیٹی اس امر میں مساعدت کریگی طالوت اپنی بیٹی کے گھر میں آیا اور اوس سے کہا کہ تیرے باپ
کا ایک مطلب ہے کہ انکشاف حال اوسکا تیری یاری اور معاونت پر موقوف ہے دختر نے
پوچھا وہ کیا امر ہے تا مراسم سعی اور اجتہاد تیرے تحصیل مقصد میں مبذول کرون کہا قتل داؤد
شوہر تیرے کا ہے دختر نے جواب دیا اے پدر ایسا نہو کہ داؤد اس امر سے واقف ہو اور
کمر عداوت باندھکر تجکو اور مجکو ہلاک کرے طالوت نے کہا تو اپنے خاوند کو مجھسے عزیز زیادہ
رکھتی ہے کہ اوسکے دفع میں میرے ساتھ موافقت نہیں کرتی دختر نابکار نے کہا کہ تدبیر
ہلاک داؤد میں سعی ہوسکتی ہے اور یہ میرا کام ہے کہ ہنگام فرصت بادشاہ کو خبر کردون طالوت
نے سنتے اس کلام سے خرم و خوشدل بقصر سلطنت مراجعت کی اور اوس عفیفہ نے اپنے شوہر
کو قصد پدر سے مطلع کیا کہ تا شر بادشاہ سے احتراز واجب جانے اور بعد از اندک فرصت
داؤد ایک رات اونکے قد کے برابر ایک مشک پر شراب پر حضرت داؤد کے کپڑے ڈالکر ایک تخت
پر رکھدی کہ گویا حضرت داؤد سوتے ہیں اور پھر بادشاہ سے جاکر کہا کہ آج میں نے داؤد
کو بہت شراب پلادی ہے اب وہ بیہوش اپنے سر پر سوتا ہے اور کہتے ہیں کہ اونکی شریعت
میں شرب شراب جائز تھا القصہ جب طالوت اس صورت پر مطلع ہوا فرصت غنیمت جانا پھر
با شمشیر مثل قطرۂ آب حضرت داؤد کے سرہانے آنکر ایسی ایک ضرب ماری کہ مشک کو [illegible]
کے دو ٹکڑے کر دیا اور چند قطرہ شراب اُڑکر اوسکے منھ پر پڑے کہا خدا داؤد پر رحمت کرے
کہ شراب پینے میں اعتدال مرعی نہ رکھتا تھا اور کیفیت ندامت طالوت میں اس حرکت سے اور
عدم ندامت اور عاقبت کار اوسکے میں روایات متعدد و مختلف ہیں انمین سے بعض روایات
پر اکتفا کیا جاتا ہے تا موجب تطویل نہووے بعضے رُوات کہتے ہیں کہ طالوت نے گمان کیا کہ داؤد مر گیا

مارا گیا اوسوقت پشیمان ہوا اور قصد کیا کہ شمشیر اپنے سینے مین مارے اوسکی بیٹی نے مانع ہو کر پوچھا کہ اس حرکت کا کیا سبب ہے طالوت نے کہا کہ داؤد کے مارنے سے مین پشیمان ہوا کسواسطے کہ جانتا ہون بنی اسرائیل اسکے انتقام مین مجکو ہلاک کرینگے اور جبار منتقم مجپر غضب فرماویگا لاچار اپنے ہاتھ سے اپکو مار ڈالون تا میرے گناہ کا کفارہ ہووے دختر نے جب گریہ و اضطرار پدر مشاہدہ کیا کہا خاطر پریشان نہو کہ داؤد زندہ ہے طالوت متعجب ہوا اور اوسکی بیٹی نے حضرت داؤد کو آواز دی اور یہ کہ ایک کونے مین چھپ رہے تھے نکل آئے اور طالوت سے کہا مین جانتا ہون کہ تو نے باغواے شیطان یہ حرکت کی ہے مین نے تجکو عفو کیا اگر خداے عزوجل اس فعل کی جزا تجکو پہونچا دے مجکو اسمین اختیار نہین ہے اور نہوگا اور ثقات سے مروی ہے کہ جب طالوت نے یقین کیا کہ حضرت داؤد قتل ہوے وہان سے اپنے قصر مین جاکر فارغ البال بیٹھا اور دوسری شب اس قصے کے حضرت داؤد طالوت کے سرہانے آنکر ایک تیر اپنے تیرونمین سے ایک سرہانے اور ایک پاتی اور ایک داہنی اور ایک بائین گاڑکر جلدی سے چلے گئے جب صبح ہوئی اور طالوت خواب سے بیدار ہوا ان تیرونکو پہچانا اور جانا کہ حضرت داؤد زندہ ہین آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا حق تعالے داؤد کو امرزیدہ کرے کہ وہ کریم تر اور بزرگتر مجہسے ہے کسواسطے کہ مین بگمان اس امر کے کہ اوسپر ظفریاب ہون بے جہت اسکے قتل کا قصد کیا اور اوسنے بعد صدور ایسی حرکت کے تنہا مجکو غافل پایا اور میرے اوپر غالب آیا پھر بھی کچھ آسیب نہ مجکو نہ پہونچایا القصہ حضرت داؤد بعد ازین پوشیدہ اور پنہان شہر اور بیابانون مین پھرتے تھے اور اونکی بی بی نے آوازہ موت اپنے شوہر کو آوازہ گوش عالم کیا تھا منقول ہے کہ ایکدن طالوت نے حضرت داؤد کو صحرا مین دیکھا اور گھوڑا اونکے پیچھے دوڑایا حضرت داؤد کہ تکاب تیزرو فلک پیما پر سوار تھے اور پیشگام رفتار اونکی گرد کو پیک صبا بھی نہ پہونچتا تھا بھاگ کر اوس جبار کی نظر سے غائب ہوگئے اور ایک غار مین جاکر چھپ رہے اوسیوقت بہ فرمان الہی مکڑی نے آنکر جالا تنا اور طالوت کہ بعد لمحے کے وہان پہونچا مکڑی کے جالے کو دیکھکر محروم و مایوس پھر گیا اور پس از مراجعت جاسوسونکو حکم دیا کہ حضرت کی تلاش مین رہین اور بواسطہ صدور ان افعال ناپسندیدہ کے علما اور اخیار یہود نے زبان طعن وملامت طالوت پر کھولی اور اسکو حضرت کے تعرض سے منع کیا اس سبب سے طالوت نہایت غضبناک ہوا اور اوسنے بقتل شہر اون مملکت کے علما کے فرمان دیا تو جہال کہ پیوستہ بعداوت اہل دانش مفاخرت و مباہات کرتے تھے جہان کسی عالم کو پاتے بسر پنجہ قہر ہلاک کرتے تا بحدیکہ ایک عورتکو اوسکے پاس لیگئے کہ علم سے بہرہ رکھتی تھی اور اسم اعظم حق سبحانہ تعالی نے اوسکو تعلیم فرمایا تھا طالوت نے وہ ضعیفہ ایک چوبدار کو تفویض کی کہ قتل

کرے مگر اوس کے بدنظر اوسکی عقب صداقت بلاکت کرنا مناسب نہ جانا اوسکو اپنے گھر مین چھپا رکھا
ایک مدت اسی حال پر گذری طالوت کہ صاحب فراست تھا مشاہدہ بعض آثار قہر الٰہی سے اپنے
کیے پر پشیمان ہوا اور تائب ہوکر ہر سبب گورستان صحرا مین جاکر با فغان و زاری قیام کرتا اور کہتا تھا
دیکھیے توبہ اس بندہ عاصی کی قبول ہوگی یا نہین۔ ایک رات آواز دی کہ اے طالوت جو کچھ تجھسے
کرنا تھا کیا کہ دمار روزگار علما اور اخیار بنی اسرائیل سے تو نے نکالا اب تو آیا ہے کہ ہمکو ایذا پہونچا دے
مردونکو بھی نہین چھوڑتا کہ ایک لحظہ آسایش و آرام لیوین یہ کیا حال ہے کہ زندے اور مردے تیرے ہاتھ
سے اذیت پاتے ہین طالوت کو اس کلام کے سننے سے حزن و اندوہ اور زیادہ ہوا اور حال اسکا
متغیر ہوا جب یہ حال خراب اوسکا سرہنگ نے دیکھا اوسپر رحم آیا کہا ما لک ایہا الملک یعنی کیا ہے
تجکو اے بادشاہ طالوت نے کہا اپنے افعال قبیح سے نہایت ندامت مین ہون اور نہین جانتا کہ توبہ
میری بعز اجابت مقرون ہوگی یا نہین اگر تو جانتا ہے کہ کوئی عالم میری اقلیم مین زندہ ہے رہنمائی کرتا
حقیقت حال اوس سے استفسار کرون سرہنگ نے جواب دیا کہ تیرا حال اوس بادشاہ کے مثال ہے کہ
اثناے سفر ایک قریہ مین پہونچا اور وہان مقام کیا اتفاقاً مرغ نے بیوقت بانگ دی بادشاہ خشمناک
ہوا اور حکم دیا کہ جتنے مرغ اس گاؤن مین ہوں سب اونکا صدا کرڈالو ملازمان شاہی بہ فرمودہ بادشاہ عمل
مین لائے پھر ہنگام خواب کہا صباح کو جب خروش لیوے مجکو بیدار کرنا کہ اسوقت مین یہان سے کوچ کرونگا
ایک خواص نے عرض کیا کہ ای بادشاہ یہ امر محال ہے کسواسطے کہ آپ نے غصہ مین ایک مرغ کو بھی زندہ نہین چھوڑا
ہے تا بوقت اسکی بانگ کے تجکو بیدار کرین طالوت کو اس کلام سے اور زیادہ اضطراب ہوا سرہنگ نے
بعد از خد شفاق اس سے کہا کہ بعد امثال ان حرکات نا ملائم پر اقدام نکرنا اور بحیات عورت کہ سابق
اسکے قتل کے ساتھ مامور ہوا تھا اعتراف کیا طالوت نے اس عجوزہ سے ملاقات کی اور قبول توبہ اور عدم
قبول سے استفسار کیا بوڑھیا نے کہا مین اس امر کو نہین جانتی لیکن اسموئیل کی قبر پر جاتی ہون کہ وہان
مشکل کا حل ممکن ہے پھر طالوت اور پیرزن اور سرہنگ انکی مرقد پر حاضر ہوے اور اوس عورت نے بعد از ثنا
اور رفع حاجات اسم اعظم شفیع لاکر کہا یا صاحب القبر اخرج باذن اللہ تعالیٰ یعنی اے صاحب قبر
نکل ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے حضرت اسموئیل قبر سے نکلے اور خاک سر سے جھاڑنے لگے اور ان
تینوں آدمیون کو دیکھا متعجب ہوکر پوچھا کہ کیا قیامت قائم ہوئی ہے انھون نے کہا نہین طالوت
کو ایک قصہ در پیش آیا ہے اور ایک مشکل پڑی ہے چاہتا ہے کہ تجھسے معلوم کرے کہ توبہ اسکی
قبول ہوگی یا نہین حضرت اشموئیل نے کہا اے طالوت میرے بعد تجھسے کیا صادر ہوا کہا یا
نبی اللہ کوئی فعل ناپسندیدہ باقی نہین رہا کہ مین نے اسپر اقدام نہین کیا اور جو کچھ کیا تھا مشروحاً
بیان کیا حضرت اشموئیل نے پوچھا کہ تیرے کے فرزند ہین کہا دس فرزند دلیر اور مردانہ رکھتا ہون

دلیر اور مردانہ رکھتا ہوں کہا تو یہ تیری اس امر پر منحصر ہے کہ ترک ملک کر کے سر اسباب جہانداری سے درگذر
اور مع اپنے فرزندوں کے بجہاد و غزا مصروف ہو کہ تیری سب اولاد تیرے سامنے ماری جاوے
اور تو شربت ناگوار انکی مصیبت کا پیوے اور بعد ازیں اتنا لڑے کہ تو بھی بدرجہ شہادت پہونچے
اور جو کچھ کہ یوشع نے کہا ہے اگر تو اوسکو بجا لاوے شاید کہ حضرت باری سبحانہ تجکو بخشے اور تجپر رحمت
کرے حضرت اشموئیل یہ بات کہکر قبر میں چلے گئے اور طالوت نے اپنے گھر کو مراجعت کی اور اس امر
کے غم سے کہ فرزند میرے ساتھ میرے موافقت کریں یا نکریں اندوہ اوسکو دوچند ہوا اور بسبب ضعف و
ناتوانی بیمار پڑا ایکدن اپنے بیٹوں سے پوچھا اگر تمہارے باپ کو دو تیغ میں لیجاویں کوئی شے
ایسا ہی کہ آپ کو اوس سے رہا کرے بیٹوں نے کہا ہماری جانیں تجپر نثار ہیں مقصود بیان اس امر کا کیا ہے
طالوت نے اپنی حدیث اول سے آخر تک اور حضرت اشموئیل کی اشارت سے تجپر بیان کیا فرزندوں نے کہا
انا معک لقتول یعنی بیشک تو کیا البتہ مقتول ہوگا ہاں سب ہم تیرے بعد اپنی حیات نہیں چاہتے ہیں کیا
جو فرماتے ہیں بیاپ نفس بجا لاتی ہیں طالوت نے تمامیت اولاد سے خوش و خرم ہو کر حکم دیا کہ ابواب خزاین
کھولدیں اور تہیہ اسباب حرب و جنگ کریں اور دلیران میدان وغا اور ہزبران بیشہ ہیجا کو بلا کر رکھیں لیکن
لشکر بنا بر مقاتلہ کفار کے روانہ ہوا اور بعد ملاقات فریقین ولد اوسکے ایک ایک فرزند نے میدان
کارزار میں جا کر شربت شہادت نوش کیا اور آخر سب کے طالوت نے آپکو قلب لشکر پر ڈالکر اتنا محاربہ
کیا کہ شہید ہوا اور بعد از طالوت سلطنت بنی اسرائیل حضرت داؤد پر مقرر ہوئی اور نبی واعلے نے کرامت و
اور تاج سلطنت انکی سر پر باندھی **فصل دوسری** رسالت اور خلافت حضرت داؤد علیہ السلام میں اور
ذکر بعضے بیٹوں کا اور مبتلا ہونا اونکا ساتھ ایک ذلت کے اور مسخ ہونا انکی قوم کا بصورت
بندروں کے صاحب مواہب علیہ نے سورہ نسا میں در ذیل آیت آتینا داؤد زبورا
یعنی دی ہمنے داؤد کو زبور اور سورہ ص میں تحت آیت قولہ تعالے واذکر عبدنا داؤد
ذا الاید انہ اواب انا سخرنا الجبال معہ یسبحن بالعشی والاشراق والطیر محشورۃ کل
لہ اواب وشددنا ملکہ واتیناہ الحکمۃ وفصل الخطاب یعنی اور یاد کر بندے ہمارے
داؤد صاحب قوۃ کو تحقیق وہ رجوع کرنے والا تھا تحقیق مسخر کیا ہمنے پہاڑوں کو ساتھ اوسکے کہ
تسبیح کہتے ہیں سورج ڈھلے اور سورج نکلے اور جانور اکٹھے کیے ہوئے ہر ایک واسطے اسکے
جواب دینے والے تھے اور زبردست کی ہمنے سلطنت اوسکی اور دی ہمنے اوسکو حکمت اور فیصل
کرنے والی بات لکھا ہے کہ بعد انقضائے ایام حضرت اشموئیل اور طالوت خلعت نبوت اور
قبائے سلطنت راست داؤد پر راست آئی اور حشمت و مملکت اس مرتبہ کو پہونچی کہ بروایت
اول چار ہزار آدمی حراست اور حفاظت اونکی کرتے تھے اور حضرت داؤد جامع تھے درمیان

رسالت اور ایالت قال اللہ تعالیٰ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس
بالحق ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ یعنی اے داؤد تحقیق ہم نے تجھکو کیا ہے نائب بیچ
زمین کے پس حکم کر درمیان لوگوں کے ساتھ حق کے اور مت پیروی کر خواہش نفس کی پس گمراہ
کرے گی تجھکو راہ خدا کی سے جب یہ امر خلافت پر مستقل ہوے حضرت باری عزاسمہ نے بنزول زبور
کہ مشتمل تھی مواعظ علم الٰہی پر اور تعالی اوامر و نواہی سے انکو مخصوص فرمایا اور حسن صورت اس
مرتبہ انکو بخشا کہ جو کوئی حضرت کی آواز سنتا تھا شیفتہ اور بے قرار ہوتا تھا کہتے ہیں کہ خلق میں بہتر
سے بہتر طرح کی آواز سنی جاتی تھی وہب ابن منبہ کہتا ہے کہ جب بقرأت زبور مشغول ہوتے
تھے وحوش و طیور اور بہائم اور سباع انکے گرد جمع ہوتے تھے اور ایک دوسرے کو مضرت
نہ پہونچاتا تھا اور عین المعانی میں مذکور ہے کہ خوش آوازی حضرت داؤد کی اس مرتبہ تھی کہ
جب زبور پڑھنے میں مشغول ہوتے تھے تو تمام جانور چرند اور پرند اپنے گھروں سے نکلکر آواز
دلنواز سنتے تھے اور جانوران انہار سے مارے شوق کے مضطرب ہوکر اچھلتے ہوا میں سے زمین پر
گر پڑتے تھے اور معالم التنزیل میں سورہ بقرہ میں ذیل آیت واتٰہ اللہ الملک والحکمۃ وعلمہ مما
یشاء یعنی اور دی اسکو اللہ نے بادشاہی اور حکمت اور سکھایا اوسکو جو کچھ چاہا لکھا ہے
کہ آواز دلکش حضرت داؤد سے آب رواں بھی ٹھہر جاتا تھا اور یہ معجزہ تھا کہ جب دریا
حضرت کے ہمراہ رواں ہوتا تھا اور جب تسبیح کہتے تھے تو پہاڑ بھی حضرت کے ساتھ تسبیح کہتے تھے
اور جانوران پرند حضرت کے سر پر صف باندھکر خوش الحانی پر اپنا دل پژمردہ کرتے تھے اور
آدمی سننے والے بیہوش ہوتے تھے اور بعضے بیجان ہوجاتے تھے سوا اسکے حاشیہ میں سورہ ص
میں وارد کیا ہے کہ صاحب کشف الاسرار نے لکھا ہے کہ تسبیح پہاڑوں اور پتھروں کی اگرچہ
عقل انسانی کے خلاف ہے لیکن قدرت حق سبحانہ سے بعید نہیں اور بعید نہیں ہے جیسا کہ تسبیح
کنکروں کی دست مبارک حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شواہد النبوت اور
سے ہے ایک ولی نے ایک پتھر کو دیکھا کہ مثل قطرات باران اسمیں سے پانی ٹپکتا رہا ایک
ساعت توقف اور تامل سے اوسکو دیکھا ہے کہ آیا اسکا سبب کیا ہے وہ پتھر گویا ہوا اور کہا کہ اے
ولی خدا کتنے برس ہوے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو پیدا کیا اوسکی سیاست کے خوف سے اشک حسرت
ڈالتا ہوں اس ولی نے مناجات کی کہ خداوندا اس پتھر کو امن کر دعا انکی باجابت مقرون ہوئی
پھر اوس پتھر کو دیکھا کہ زیادہ قطرات اس میں سے ٹپکنے لگے ولی خدا نے فرمایا کہ اے پتھر اب کیوں روتا ہے
جواب پایا کہ پہلے خوف و خشیت سے روتا تھا اور اب شادی امن و سلامت سے ہمکو اس درگاہ
میں سوا گریہ و زاری کے کچھ کام نہیں ہے اور مشکوۃ اور مصابیح میں قاضی عیاض نے وارد کیا ہے

کہ حضرت خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زبور کی قرأت حضرت داؤد پر اتنی آسان تھی
کہ دواب کو زین کرنے کے واسطے کہتے اور زبور شروع کرتے ہنوز زین دواب پر درست نہونے پاتا تھا
کہ زبور کو تمام و کمال پڑھ لیتے تھے کہتے ہیں کہ ہر گاہ جن و انس حضرت کے مطیع ہو کر استماع آواز
داؤد سے محظوظ اور بہرہ مند ہونے لگے نایرہ حسد کا نون ضمیر ابلیس پر نہ دیدہ میں التہاب پا کر اشتعال
میں آیا سب شیاطین کو جمع کیا اور پوچھا کہ توجہات قلوب خلایق داؤد ہی سے کس حیلے سے پھیریں
اور کس تدبیر سے اسکے ساتھ آدمی اختلاط کم کریں خناسوں نے جواب دیا کہ اس فن میں تو
بہت دانا تر ہے شیطان نے کہا اختراع صوت میں کوشش کرنی چاہیئے کہ آواز کے ساتھ مشابہت
رکھتی ہو کسواسطے کہ گروہ کی مخلوقات اس سے فقط خوش آوازی سے ہے اگر کوئی صورت
خوب گو کہ گلے سے نہ نکلے کان میں لوگوں کے پہونچے گی تو اسکے شیفتہ ہو جاوینگے غرض سبکی
رائے نے اس امر پر قرار پایا اور ابلیس پر تلبیس نے ترتیب بربط اور مزامیر اور باجے اور سارے
الات لہو میں مشغول ہوا اور اسکے صاحبوں نے ان الات کے بنانے اور بجانے پر اقدام کیا
سننے والے جادہ مستقیمہ سے وادی ضلالت اور غوایت میں پڑے تفسیر معالم التنزیل اور مواہب
علیہ میں سورہ سبا میں لکھا ہے کہ ایکدن حضرت داؤد کی زیارت کیواسطے ایک فرشتہ آیا اور
کہا اے پیغمبر اور خلیفہ خدا و سلطان اور انس لیون سے کہ تیرا قوت تیرے سبب سے حاصل ہو
حضرت نے خدا تعالے سے پیشہ کی درخواست کی حکم ہوا کہ زرہ گری کیا کر آیت والنا
له الحديد ان اعمل سابغات وقدر في السرد واعملوا صالحا اني بما تعملون بصير
یعنے اور نرم کیا ہمنے واسطے اوسکے لوہا یہ کہ بنا سے زرہ پوری اور اندازہ رکھ ایک دوسرے
کے پر دونے میں اور عمل کرو اچھے تحقیق میں ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو علم و دیکھنے والا ہوں
پس نرم کیا خدا تعالے نے حضرت داؤد پر لوہے کو بے آگ اور بے آلہ کے کہ آہن حضرت
داؤد کے ہاتھ میں موم ہو جاتا تھا اور جو کچھ چاہتے تھے اس لوہے کا بنا لیتے تھے اور معالم اور
تیسیر میں لکھا ہے کہ ہر روز ایک زرہ تمام و کمال بنا لیتے تھے اور وہ چھ ہزار درہم کو بکتی تھی
چار ہزار درہم تصدق اور دو ہزار خرچ عیال کرتے تھے اور لباب میں لکھا ہے کہ حضرت داؤد نے جب
وفات پائی تو ہزار زرہ تیار حضرت کی گھر میں موجود تھیں - روایت ہے کہ جو مدار معیشت آپکا صرف
قیمت زرہ پر منحصر تھا بسبب ضرورت ایک دفعہ انکے اہل بیت نے اوسکے بنانے میں تعجیل کی آپنے سہلاً فرمایا
کہ اگر آج نہ بنیگا تو کیا کل تک تیار ہو کر بکجاوے گی اور تمہارا انجاح حاجت ہوویگا بحسب اتفاق جب دوسرے
دن آپ زرہ بنا کر بازار میں لیگئے کسی نے اوسے نہ خریدا اور شام کو یہ اوسے گھر میں لے آئے انھوں نے
تقاضائے زر قیمت کیا آپنے پھر یہی فرمایا کہ کل بکجاویگی اور تمہارا کام بند نہیں رہیگا بحسب اتفاق

چند روز تک اسی طور پر ہر روز اسکو بھیجا کرتے تھے اور کیسے کہ نہ لینے سے ناکام پھر آتے تھے اور انکی
اہلیہ ہر روز زیادہ تر تقاضا کرتی تھی کہا ایک دن ناچار ہوکر جناب باری تعالیٰ سے دعا کی ارشاد ہوا کہ
تمنے بکرو اسکے بیچنے پر کیا اوسکا ثمرہ دیکھا انشاء اللہ تعالیٰ کیوں نہ کہا تھا اب دیکھو طرف آسمان
کے ہمنے جا بیاد رکھا لیا ہے جب انھوں نے اودھر دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ سب انکی نذر ہیں پہنچی ہوئی
کنگرہ ہای عرش معلی میں آویزان ہیں اور اسیوقت ندا آئی کہ ہم ایسے لینے دینے والے ہیں یہی مخلوقات
آور کان کیا تھا حضرت نے استغفار کیا فی الحال ایک خریدار پیدا ہوا اور بہ قیمت گران مول لیگیا اور
معالم میں تحت آیت اعملوا آل داؤد شکرا وقلیل من عبادی الشکور نقل کرتا ہے کہ آل داؤد کو حکم اسکے
شکر کے اور تھوڑے ہی ہیں بندوں میں سے شکرگزار بندے لکھا ہے کہ حضرت داؤد نے تمام اوقات روز و شب کو
تقسیم کیا تھا انواع عبادات پر اور انکی تاکید سے اہل و اتباع مصروف طاعات رہتے تھے کوئی
ساعت ایسی نہوتی تھی کہ ایک اہلخانہ سے نماز و ذکر ہوا ادا کرتا تھا اور آپ آدھی رات طاعت
اور عبادت کے ساتھ گذارتے تھے اور ایکدن تمام روزہ رکھتے تھے اور ایکدن افطار کرتے تھے اور تفسیر علیمی
میں سورہ ص میں لکھا ہے جاننا چاہیے کہ ہیچ قصہ نکاح حضرت داؤد کے ساتھ ایک عورت کی بی بی کے
اوریا نام تھا اسمیں بہت اختلاف ہیں بعضے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ شرع اور عقل اوسکو قبول کرنے
سے انکار کرتی ہے مگر جو کہ بہ صحت قریب معلوم ہوتا ہے اسطرح ہے کہ اوریا نے ایک عورت کی خواستگاری
کی تھی اول اسنے ازدواج کی اور بسبب رضامندی طرفین کے قریب تھا کہ نکاح ہووے اس عورت
کے ماں باپ کو اوریا کے ساتھ ناگہاں کسی سبب سے تنازع ہوا اونھوں نے مناکحت نکی حضرت
داؤد نے اوسکے ساتھ عقد باندھا اور اوس سے پہلے حضرت داؤد کی ایکم سو بیبیاں تھیں
پوری سو ہوگئیں اور زاد المسیر میں لکھا ہے کہ عتاب الٰہی حضرت داؤد پر اس سبب سے تھا کہ بعد قتل اوریا کے
اوسکی منگنی کے اوپر حضرت داؤد نے مانگ لی اور مدارک میں ہے کہ نناوے سو مرد یعنی لونڈیاں حرم میں
تھیں اور روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ ناقلان اخبار سلف بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل حضرت
داؤد کی مجلس میں ذکر کرتے تھے کہ کوئی دن کسی بنی آدم پر ایسا نہیں گذرتا کہ کوئی زلت اوس سے
صادر نہوتی ہو حضرت داؤد نے اپنے دل میں کہا کہ میں دن کو محراب میں رہوں اور کسب عبادت
عبادت میں جہد اور سعی بلیغ کروں تا کوئی امر نامشروع مجھسے صادر نہووے اس جہت سے ارادہ
ازلی اس امر پر متعلق ہوا کہ کوئی سہو اونسے وقوع میں آوے اور ایک جماعت کہتی ہے
کہ سبب ابتلا کے حضرت یہ تھا کہ انھوں نے مناجات کی اور یہ بیان سے کے صحف مطہرہ منزلہ
سماوی میں پڑھا ہے مجھسے پہلے پیغمبروں کو جو عطا ہوا ہے اور جنہیں تو نے مخصوص کیا ہے اور
بنظر عاطفت محفوظ رکھا ہے میں نہیں جانتا کہ کس فعل کو بکار عمل میں لاتے ہے وہ مستحق تیری عنایت

کے ہو رہے تھے مجکو ہدایت کرتا ہین ہمی اونکے ساتھ اقتدا کرون اور ہوا ہے سینۂ تیری سے تشویش رہوا
خطاب آیا کہ انبیاء سابق کو بانواع بلیات ہمنے مبتلا کیا انھون نے اس حال مین بھی صبر و الوتفاقی صبر تمسک کیا
تو ہمنے اونپر اصناف الطاف ہمیشہ کیے ہوے تھے حضرت داؤد نے کہا مجپر بھی کوئی بلا نازل فرما تا مین بھی
بسبب مصابرت تیرے اکرام کا استحقاق پیدا کرون وحی آئی کہ اے داؤد بلا کو عافیت پر تو نے اختیار
کیا ایک حادثہ تیری جانب توجہ کریگا بعضے کہتے ہین کہ یوم موعود روز دوشنبہ ستر ہوین ماہ رجب تھی
اوس دن حضرت داؤد محراب صومعہ مین زبور کے پڑھنے مین مصروف تھے کہ ناگاہ ایک طائر بصورت
کبوتر کہ پرون اوسکا سونیکا اور پر اوسکے دیباچہ سے مکلل بدر اور چونچ یاقوت احمر کی اور آنکھین زمرد
کی اور پاؤن فیروزہ کے تھے روزن صومعہ مین سے آنکر حضرت کے روبرو بیٹھ گیا انھون نے اوسکے
حسن و لطافت پر متعجب ہوکر اپنے دل مین کہا کہ اس جانور کو پکڑکر بیٹے کو دے دیا چاہیے کہ وہ
خوش و خرم ہو جاویگا جب انھون نے اوسکے پکڑنے کو ہاتھ بڑھایا وہ پھدک کر دور ہو بیٹھا اور
حضرت نے وعدہ صادق الوفائی الہی سے غافل ہوکر زبور چھوڑکر اوٹھے اور اوس کبوتر کیطرف
متوجہ ہوے وہ طائر اوسی روزن مین سے نکلکر اوڑگیا اور حضرت داؤد علیہ السلام کوٹھے پر چڑھکر اطراف
وجوانب دیکھنے لگے تا معلوم کرین کہ وہ جانور کہان گیا اس اثناء مین دیکھا کہ بجانب بوستان اوریا
اُرریا کے کہ کوٹھے کے سند پر تھا کہ اس باغ مین نگاہ کی بے اختیار چشم مبارک ایک عورت صاحب جمال
پر پڑی کہ کنارہ حوض پر نہا رہی تھی اور اوس عفیفہ نے جب صورت مرد بیگانہ کی دیکھی اپنے بدنکو
بالون سے چھپالیا حضرت نبوی صومعہ مین آئے اور اونکے خاطر نے اس عورت کیطرف میل کی
دو خواصونکو حکم کیا کہ اوس جمیلہ کا حال استفسار کرین بعد از تفحص عرض ہوئی کہ وہ عورت اوریا
کی منکوحہ یا منگیتر ہے اور اوریا اون دنون مین رکاب نواب خواہرزادہ حضرت داؤد مین بجا
بلقا محاصرہ قلعہ مین مشغول تھا بعد ازین حضرت داؤد نے نواب کو لکھ بھیجا کہ اوریا کو تابوت سکینہ لیکر
قلعہ کے دروازے پر بھیجے تا اعدا دین شکست کھاوین اور قلعہ کو فتح کرے اور اوس زمانے مین
حال یہ تھا کہ جو کوئی تابوت سکینہ لیکر لڑائی مین جاتا تھا اتنا رکھتا تھا کہ فتحیاب ہوتا تھا یا مارا جاتا
تھا اگر پھرتا اور بھاگتا نہ تھا القصہ جب نواب نے مضمون فرمان حضرت اوریا کو سنایا وہ کہ حملہ
مبارزت مین ایسا اتنا لڑا کہ وہ حصن حصین مفتوح ہوا اور نواب نے فتحنامہ حضرت داؤد کو بھیجا
انھون نے پیغام کیا کہ اوریا کو بدستور معہود محاصرہ اور قلعہ کے بھیجے اور نواب نے بنابر فرمان
واجب الاذعان اسکو اور قلعہ پر نامزد کیا اور دوسرا قلعہ بھی فتح کیا آخر الامر ایک محاربہ مین
شہید ہوا اور بعض روایات مین آیا ہے کہ پہلے ہی لڑائی مین مارا گیا اہل تحقیق اور مفسر کہتے ہین
کہ بھیجنا نواب کا اوریا کو جنگ و قتال جابر مفتریات سے ہے کسواسطے کہ ضمیر پاک انبیا کی اسطرح

اسطرح کے حیلوں اور قصدوں سے بیزار اور منزہ ہیں بلکہ سبب زلت حضرت داؤد یہ تھا کہ اونکی خاطر میں گذرا
کہ اگر اوریا کہیں مارا جاوے تو اوسکی بی بی کو اپنے حبالہ نکاح میں لاوین اور ایک روایت سو اسطے یہ ہی
کہ اوریا کو حضرت نے طلب کیا اور اوس سے کہا کہ تو اپنی منکوحہ کو طلاق دے اوسنے قبول نہ کیا آخر
بعد از مدت اپنی رغبت سے ایک مقام پر مقابلہ اور مقاتلہ میں شہادت پائی جب وہ قتل ہوا تو
حضرت نبوی نے بعد انقضای ایام عدت اس عفیفہ کو پیغام بھیجا اوس نے کہا اس شرط سے
راضی ہوتی ہوں کہ اگر مجھسے فرزند پیدا ہو تو اوسکو اپنا ولیعہد اور خلیفہ کرو حضرت داؤد نے اس امر
کو قبول کیا اور اوسکو اپنے نکاح میں لائے اور اوس سے حضرت سلیمان پیدا ہوئے اور جب ایک مدت اس واقعہ
پر گذری حق سبحانہ تعالی نے چاہا کہ تنبیہ فرماوے کہ پیغمبروں سے ایسا فعل وقوع میں آوے کہ
ایک شخص کی منگیتر سے نبی اپنی منگنی کرے یا کسی عورت شوہردار کے خاوند کو قتل کروا کر اوسکی بی بی
کو اپنے نکاح میں لاوے اور دوان سے کیا بعید ہوگا حضرت جبرئیل اور میکائیل کو فرمان ہوا کہ دونوں
بصورت مدعی اور مدعا علیہ ہو کر حضرت داؤد کے پاس آئے اور یہ ایک کے ساتھ جماعت فرشتوں
کے ہمراہ تھی اور تفسیر کشف فاتحہ میں ابن عباس سے نقل ہے اور مدارک اور مواہب میں سورہ ص میں لکھا ہے کہ
حضرت داؤد نے دن کو تقسیم کیا تھا ایکدن عبادت کرتے تھے اور ایک دن حکم فرماتے تھے اور ایکدن
وعظ کہتے تھے اور ایکدن خاص اپنے مہمات میں مشغول رہتے تھے اور جس دن کہ بالاخانہ پر عبادت
کیواسطے آتے تھے کئی ہزار پاسبان اوسکے گرد گھر کے ہو جاتے تھے اور لوگوں کو اوپر جانے سے
منع کرتے تھے اتفاق ایکدن دو فرشتے بصورت انسان حضرت داؤد کے گھر میں آکر عبادت خانے
کے اوپر گئے قولہ تعالے ھل اتاک نبؤا الخصم اذ تسوروا المحراب اذ دخلوا علی داؤد ففزع منہم یعنی کیا آئی ہے تیرے
پاس خبر جھگڑنیوالونکی جسوقت کہ دیوار پر چڑھکر اوترے عبادت خانے میں جسوقت کہ داخل ہوئے اوپر
داؤد کے پس ڈرا اوس سے کہ بے اجازت کیونکر چلے آئے آیت قالوا لا تخف خصمان بغی بعضنا علی
بعض فاحکم بیننا بالحق ولا تشطط واھدنا الی سواء الصراط کہا اونہوں نے مت ڈر ہم ہیں دو جھگڑنیوالے زیادتی
کی ہے بعضے ہمارے نے اوپر بعضے کے پس حکم کر درمیان ہمارے ساتھ حق کے اور مت زیادتی کر اور راہ دکھا
ہمکو طرف سیدھی راہ کے حضرت داؤد نے کہا بیان کرو ایک نے اپنے دوسرے کو اشارہ کیا آیت
ان ھذا اخی لہ تسع وتسعون نعجۃ ولی نعجۃ واحدۃ فقال اکفلنیھا وعزنی فی الخطاب
یعنی تحقیق یہ میرا بھائی ہے یعنی ہم دین اور ہم صحبت میرا ہے اور اوسکے پاس ایک کم سو دنبیاں ہیں اور
میرے پاس ایک دنبی ہے مجھسے کہتا ہے کہ وہ ایک دنبی بھی مجھکو دیدے تا سو پوری ہو جاوین اور میرے
اوپر غلبہ کیا ہے کہ مجکو چھوڑتا نہیں آیۃ قال لقد ظلمک بسؤال نعجتک الی نعاجہ وان کثیرا من الخلطاء
لیبغی بعضہم علی بعض الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وقلیل ما ھم یعنی کہا حضرت داؤد نے اگر

اسطرح البتہ تحقیق ظلم کرتا ہے تجھپر ساتھ دنبی تیری کے اوپر اسقدر دنبیون اپنی کے اور تحقیق اکثر شریک
دوست ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہین مگر وہ لوگ کہ ایمان لاتے ہین اور عمل نیک کرتے ہین اور کم
ہین ایسے بھی جو احتیاط کرین اسکی جب حضرت داؤد حکم سے فارغ ہوے ایک نے دوسرے
کیطرف دیکھا اور ہنسے اور کہا قضی الرجل علی نفسہ یعنی حکم کیا اس مرد نے اپنے نفس پر اور فی الحال
اونکے روبرو سے غائب ہوگئے آیت وظن داؤد انما فتناہ فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب
اور جانا داؤد نے کہ کچھ آزمایا ہے ہمنے اوسکو پس بخشش مانگی رب اپنے سے اور گر پڑا عاجزی کرتا ہوا
اور رجوع کیا یعنی حضرت داؤد نے جانا یہ فرشتے تھے کہ ہمکو میری ذات پر تنبیہ کرنا مدنظر ہوگی
جب حضرت کو تنبیہ ہوئی خدا سے خود اقرار کیا اور استغفار پر مشغول ہوے کہتے ہین چالیس شبانہ روز
سر سجدہ سے نہ اوٹھایا مگر بنا بر نماز یا تجدید وضو اور اتنا روے کہ آب چشم سے گرد جاے سجدہ
کے گھانس اُگ گئی اور اثناے گریہ وزاری مین ندا پہونچی کہ یا داؤد قال اللہ یا ...
خطاب آیا کہ تیری زلت ہمنے عفو کی اور خطا تیری سے درگذرے آیت فغفرنا لہ ذلک وان لہ عندنا
لزلفی وحسن مآب پس بخشا ہمنے واسطے اوسکے یہ اور تحقیق واسطے اوسکے نزدیک ہمارے
مرتبہ ہے نزدیکی کا اور اچھی جگہ پھر جانیکی ارباب تواریخ کہتے ہین والعہدۃ علی الراوی جب کہ
گریہ وزاری حضرت داؤد علیہ السلام کی حد سے گذری حضرت جبرئیل نے آنکر بشارت مغفرت
پہونچائی اور حضرت داؤد نے سر سجدہ سے اوٹھایا اور کہا الٰہی ہر چند میرا گناہ تونے بخشا اور
اور قلم عفو میرے جریدہ پر کھینچا لیکن محشر مین اوریا سے کیا کرونگا کہ اوسپر ظلم کیا ہے اوسکو
تدبیر ہلاک بنا کر اوسکی بی بی کو قید نکاح مین لایا اور تو حکم عادل ہے کل قیامت کو جو میرے
اور میرے ساتھ خصومت کرے تو میرا حال کیا ہوگا وہب بن منبہ کہتا ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام
نے یہ صورت واقعہ معروض بارگاہ حضرت صمدیت کی خطاب آیا کہ اوریا کی قبر پر جا اور اوس سے
استحلال کر کہ مین اسکو تیری خاطر سے زندہ کردیتا ہون حضرت داؤد علیہ السلام جب قبر اوریا پر
پہونچے اور ندا کی یا اوریا اوریا جواب دیکر کہا کون ہے کہ مجھکو خواب سے بیدار کیا اور لذت
میری مین خلل ڈالا حضرت نے کہا مین ہون داؤد کہا یا نبی اللہ یہان کیونکر تشریف لائے
فرمایا جو کچھ مجھسے تیری نسبت صادر ہوا ہے اوس سے درگذر اوریا نے کہا وہ کیا ہے
جواب دیا کہ مین نے تجھے لڑائی پر بھیجا اور تو وہین مارا گیا کہا مین نے آپکو اس امر مین
بحل کیا اسواسطے کہ اوس مارے جانے کے بدلے مین مجھے فردوس جنان مین درجہ ملا
حضرت داؤد علیہ السلام خوش و خرم ہوکر قبر اوریا پر پھر آئے خطاب الٰہی نازل ہوا کہ اے
داؤد مین حاکم عادل ہون فقط استغفار سے بحل کافی نہین ہے تفصیل احوال اوسکی اور بیوی

بیان کرنی چاہیے حضرت داؤد پھر اوسکی قبر پر آئے اور آواز دی اوریا نے کہا کون ہے کہ بار بار مجھکو خواب
راحت سے بیچین کرتا ہے حضرت نے کہا میں ہوں داؤد کہا یا نبی اللہ کیوں آئے ہو کہا میں اسواسطے
آیا ہوں تا مجھے تو عفو کرے کہا پہلے عفو کر چکا ہوں حضرت داؤد نے کہا میں نے تجھکو لڑائی میں اسواسطے
بھیجا تھا کہ تو شہید ہووے اور میں تیری بی بی پر تصرف کروں اوریا نے جواب نہ دیا اور حضرت نے تین
مرتبہ طلب تجاوز اور اغماض کیا آواز اوسکی نہ سنی جب مایوس ہوئے بر سر قبر سر پر خاک ڈالنے لگے اور
کہا واے داؤد پر اوسدن کہ ترازوے عدل نصب ہوگی واے اوپر داؤد کے اوسدن کہ داؤد کو مظلوم
ظالم سے لیجاویگی واے اوپر داؤد کے اوسدن کہ گنہگاروں کے ساتھ دوزخ کیطرف لیجاوینگے اثنا
میں تضرع اور بکا میں ندا پہونچی کہ اے داؤد میں نے تجھکو بخشا حضرت داؤد نے کہا یارب تو غافر الذنوب
ہے اوریا عفو نہیں کرتا خطاب آیا اے داؤد فردا ے قیامت کو اوریا تیرے ساتھ مخاصمت کریگا
نعیم جنت اور حور و قصور اوسکو عطا کرونگا کہ وہ تجھسے راضی ہو کر دست خصومت کو طاق نسیان پر رکھیگا
حضرت داؤد نے کہا میں نے اب جانا کہ مغفرت اور آمرزش تیری میرے شامل ہوئی اور کسی طرح کا دغدغہ
اوریا کیطرف سے خاطر مبارک میں نہ رہا جماعت ثقات کہتے ہیں کہ حضرت داؤد بعد اس قضیہ کے تیس
برس زندہ رہے اور دوام خاطر حضرت کی اندوہناک اور ندیم ندامت رہی اور تفسیر مغنی میں لکھا
ہے کہ جب خدا تعالے نے حضرت داؤد کی توبہ قبول کی ہر شبانہ روز گناہگار کے واسطے اپنی نفس
زیادہ دعا اور استغفار کیا کرتے تھے اور شبانہ روز گنہگاروں اور دلفگاروں میں بیٹھا کرتے
تھے اور اس شکستگی سے پہلے ایکدن روزہ اور آدھی رات بقیام گذارتے تھے بعد اوس صایم الدہر
اور قایم اللیل ہوئے ہر روز روزہ رکھنے لگے اور تمام رات عبادت میں گذارنے لگے اور اپنا سر
از روے حیا آسمان کیطرف نہ اوٹھایا تا آنکہ وفات پائی اور مروی ہے کہ تمام عالم کے اشک جو گریہ
حضرت داؤد کے اشکوں سے زیادہ نہوویں اور حضرت داؤد علیہ السلام اور تمام اہل زمین کے اشک
جمع کریں حضرت آدم کے اشکوں سے کہ بسبب بہشت سے نکالے گئے تھا زیادہ نہووین اور روایت
کیا ہے کہ بعد ذلت داؤد علیہ السلام کے قرات زبور مرتب آپ روان کیا ہوا تھا اور نہ بہایم
اور وحوش و طیور اوسکی قرات سنتے تھے جب اوسکی لغزش ان سے نقصان قبول کیا اور غم ہونی
شروع ہوئیں کہا الہی یا بدایتی خداوند کیا سبب ہے فرمایا تسلط امر خفیہ کہ تجھسے سرزد ہوئی اسی سبب سے
تیرے حال نے تغیر پایا کہا الہی اوسکو تو نے بخشا نہیں اور کہا امر بدیہ نہیں کیا فرمایا بخشدیا اور جو
امر بدیہ کیا لیکن جو حالت اور قربت کہ میرے اور تیرے درمیان میں تھی تغیر پذیر ہوگئی اور اوسکو پھر کبھی نہ
پاوےگا معالم التنزیل اور کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے حضرت داؤد کو سلطنت
عطا فرمایا کہ ایک محراب اوسکا کہکشان آسمان سے ملا ہوا تھا اور دوسرا سموات سے بلند تھا

علیہ السلام سے قوت مین شکل آہن تھا اور رنگ آتشین رکھتا تھا اور تمام حلقہ گرد اوسکے مرصع بجواہر تھے جو بیمار کہ اوسکو ہاتھ لگاتا تھا اچھا ہوجاتا تھا اور دوسرا اوسکو نہ پاسکتا تھا اور جب کوئی حادثہ ظاہر ہوتا تو اس سلسلہ کو جنبش اور حرکت ہوتی تھی اور حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد بھی ایک مدت تک وہ زنجیر طولانی اپنے مقام پہ قایم رہی تا آنکہ ایک بادشاہ نے یا کسی شخص نے ایک بیش قیمت موتی ایک شخص کو امانتاً حوالہ کیا تھا ایک مدت کے بعد جب اوسنے طلب کیا اوس شخص نے انکار کیا دونون نے اس سلسلہ کی طرف رجوع کی جب شخص کے پاس موتی تھا اولے کچھ عذر وحیلہ درمیان لاتا اور بعد ایک لکڑی اندر سے خالی لیکر اور وہ موتی اوسمین رکھا اس شخص کے ساتھ ہولیا جب دونون سلسلے کے پاس پاس پہونچے صاحب حق نے کہا میری امانت مجھے دے اوسنے انکار کیا اور کہا اگر تو سچا ہے تو اس سلسلہ کو پکڑلے اوسنے ہاتھ بڑھاکر اوس سلسلہ کو پکڑ لیا پھر اوس منکر کو کہا تو بھی ہاتھ دراز کر اور اوسکو پکڑ اوسنے صاحب موتی سے کہا کہ اس میری لکڑی کو تھام کہ مین بھی اوسکو پکڑلون پھر وہ لکڑی دیکر سلسلہ پاس کھڑا ہوا اور کہا الٰہی تو آگاہ ہے اور دانا اور بے نیاز ہے کہ مینے اوسکی امانت کہ میرے اوپر دعوے کرتا تھا اسکو سونپ دی ہے اگر اس امر مین سچا ہون تو میرا ہاتھ اس سلسلہ کو پہونچ جاوے اور ہاتھ بڑھاکر اسکو پکڑ لیا جتنے آدمی کہ حاضر اور موجود تھے سب نے تعجب کیا اور اثر سلسلہ مین شک لائے اللہ تعالےٰ نے اوسکو وہان سے اوٹھا لیا اور بعض مفسرین کہتے ہین کہ تشدید اور تشدید ملک اوس مین آیہ وافی ہدایہ آیۃ وشددنا ملکہ واتیناہ الحکمۃ وفصل الخطاب یعنی اور زبردست کی ہمنے سلطنت اوسکی اور دی ہمنے اوسکو حکمت اور فیصل کرنے والی بات مشعر اس امر پہ ہے کہ حشمت حضرت کی اس مرتبہ کو پہونچی کہ جب رات کو محراب مین بعبادت الٰہی مشغول ہوتے تھے ہزار نفر محافظت کرتے تھے اور ہیبت اونکی اسقدر غالب تھی کہ کیا مقدور کوئی ایک دوسرے سے مخالف عقل و شرع کلام کرے اور ایک گروہ کہتا ہے کہ منشاء تشدد ملک یہ تھا کہ ایک شخص ایک اشراف بنی اسرائیل مین سے حضرت داؤد کے پاس لایا اور او پر دعویٰ کیا کہ اوسنے میرا بیل چھین لیا ہے اور مدعا علیہ نے انکار کیا حضرت داؤد علیہ السلام نے مدعی سے گواہ طلب کیے اور وہ مظلوم اقامت بینہ سے عاجز ہوا حضرت نبوت پناہ نے فرمایا کہ اب تم جاؤ مین اس مقدمہ مین تامل کرونگا اوسی شب حضرت نے خواب دیکھا کہ گویا بندہ سے کہا مدعی سچ کہتا ہے اور مدعا علیہ واجب القتل ہے اسکو مار ڈال جب حضرت بیدار ہوئے سوچے کہ محض ایک خواب سے ایک شخص کو کیونکر مار ڈالون اور بعد ازین کہ تین رات متواتر خواب مین اسی طرح دیکھا مدعا علیہ کو طلب کیا اور کہا کہ مین تجھکو

مار ڈالتا ہوں اوس شخص نے مضطرب ہو کر کہا کس شرع میں جائز ہے کہ کسی مسلمان کو بے ثبوت گناہ
قتل کریں حضرت داؤد نے جواب دیا کہ حضرت جبار منتقم حقیقی کیطرف سے اسیطرح سے مامور ہوا ہوں ہرگاہ
اوس شخص نے جانا کہ جناب نبوی میرے قتل پر بالیقین مستعد ہیں کہا یا نبی اللہ میں بواسطہ عقوبت
گاؤ کے مواخذہ وعاقبت نہیں ہوں بلکہ زمان سابق میں پدر صاحب گاؤ کو ناحق ہی قتل کیا
تھا جب حضرت خلافت پناہی نے روح اس شخص شیخ المقدار کو بمرکز اصلی روانہ کیا ہیبت عظیم
نے جناب خلائق میں قرار پکڑا اسکو ظاہر اور باطن میں مجال مخالفت اور عناد نہ رہی اور مراد حکمت
آیہ مذکورہ میں نبوت ہے اور درباب فصل الخطاب اقوال متعدد ہیں چنانچہ تین وجہ پر انہیں سے اکتفا
کیا جاتا ہے اوّل یہ کہ مقصود اس لفظ سے بیان کلام اجرائے احکام ہے دوسرے یہ کہ غرض علم حکمت
ہے اور بصارت باحکام قضا تیسرے یہ کہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ فصل
الخطاب سے مراد اقامت بینہ ہے مدعی پر اور توجہ یمین منکر پر اسلئے کہ فصل قضایا انہیں دو
طریق میں سے ایک پر مبنی ہے واللہ عالم بالصواب اور تفسیر مدارک اور نیشاپوری اور تفسیر کبیر میں
بیچ معنی آیہ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت اور البتہ تحقیق جانا تم نے ان لوگونکو کہ عبادت کی تھی
انہون نے تم میں سے بیچ دن ہفتے کے نقل کی ہے کہ حضرت داؤد کے زمانے میں یہودیوں کی
عبادت کیواسطے جمعہ کا دن مقرر تھا انہون نے ہفتے کا دن اختیار کیا اس میں تعظیم اوس دن کی اونپر
لازم تھی کہ اوسدن یہ مچھلی کا شکار نکرتے تھے اور دنیا کے کاموں میں مصروف اور نہوتے تھے بسبب
اس امر کے کہ انہون نے خلاف فرمان خداوندکریم ہفتہ اختیار کیا تھا خداتعالے نے اونکو بلا کے ساتھ
مبتلا کیا اور ہفتے کے دن کہ اوسدن مچھلی کا شکار منع تھا بہت مچھلیاں آیا کرتی تھیں اور پانی میں منہ
نکالکر ظاہر ہوتی تھیں اور اور دنوں میں کسیکو کوئی مچھلی نہ دکھائی دیتی تھی انہون نے جب یہ حالت دیکھی
حسرت سے مثل ماہی بے آب لوٹا کیے اور شکار کرنا مشکل و صبر کرنا دشوار ہوا آخرالامر انہون نے حوض بنا
اور دریا میں سے انہیں پانی کاٹ کر ڈالا اور ہفتے کے دن مچھلیاں ظاہر ہوتی تھیں اون حوضوں میں
ہانک لاتے تھے اور اونکے آگے جال ڈالکر چھوڑتے تھے اور مچھلیاں وہان آتی تھیں اور
ہفتے کے دن پکڑتے تھے جب چند نوبت انہون نے اس طرح کیا اور اثر عذاب ظاہر نہوا دلیر
ہوکر اوسدن کی تعظیم سے درگذرے حضرت داؤد نے اونکے واسطے دعا بد کی اور تین گروہ
تھے ایک گروہ یہ فعل کرتا تھا اور ایک قوم انکو اس سے منع کرتی تھی اور ایک جماعت شکار کرتی
تھی اور نہ منع کرتی تھی جو لوگ کہ شکار کرنے والوں کو منع کرتے تھے جب کہ اونکی پند و نصیحت
اونکو موثر نہوئی اور یہ ناامید ہوے اونکو چھوڑکر اپنے گھروں میں دیواریں کھینچ لیں
اور اپنے محلہ کا دروازہ علیحدہ کر کر اونکی آمد و رفت بند کی اور اپنے فرزندوں اور توابعوں

انکی ملاقات سے منع کرا دیا اور بازر کھا یہ لوگ ایکدن اپنے محلے سے باہر آئے اور کوئی فاسقوں کے
محلے سے باہر نہ آیا انھوں نے انکو ڈھونڈھا سبکو دیکھا کہ بندر کی شکل ہو گئی ہیں اور اپنے لوگوں کے گرد
گریہ کنان پھرتے تھے اور اونکے کپڑے لیتے اپنے منہ ملتے ہیں انھوں نے کہا آیا ہم تمکو اس فعل شنیع
سے منع نکرتے تھے اور یہ سنتے اور سر ہلاتے اور ایک دوسرے کو تکتا تھا بعد تین دن کے ایک ہوا
پیدا ہوئی اوسنے سبکو اڑا کر دریا میں لیجا کر ہلاک کر دیا اور تفسیر مدارک میں مذکور ہے کہ جوان جوان
بندروں کی شکل ہوے تھے اور بڑے سوروں کی صورت اور تین دن زندگانی کی اور بعد مر گئے
اور بعضے کہتے ہیں کہ کچھ اونمیں سے باقی رہے اور اونسے توالد اور تناسل ظہور میں آیا اور وہ گروہ
کہ مچھلیاں پکڑتے تھے اور منع کرتے تھے انمیں اختلاف ہے کہ یہ بھی مسخ ہو کر ہلاک ہوے یا نجات
فوائد السالکین میں لکھا ہے کہ بادشاہی کیا مشکل کام ہے اور شہریاری کیا بار گران ہے کہ حضرت داؤد با کمال درجہ
نبوت اور مرتبۂ رسالت ایسے امر کے ساتھ مامور ہوے فصل تیسری ذکر شلوم بن داؤد علیہ السلام
میں راویان اخبار باستان روایت کرتے ہیں کہ جس آوان میں حضرت داؤد علیہ السلام یکسو
انابت مشغول تھے اور سررشتے سے نا واقف تھے امور ملک تباہ اور احوال رعیت دگرگون ہوگئے تھے
ایک جماعت نے سفہائے بنی اسرائیل سے شلوم بن داؤد کو کہ دختر طالوت سے پیدا ہوے تھے
اس امر پر فریفتہ کیا کہ آپ کا باپ سیاست اور اجراے احکام سلطنت سے عاجز ہو گیا اور اکبر اولاد
خاندان نبوت اور احق بضبط ولایت آپ ہیں مملکت کو اپنے تصرف میں لایا چاہیے کہ ہم غلام تمہا
الکن مساعدت اور فرمانبرداری آپکی میں قاصر اور قاصر نہونگے اور اگر پدر بزرگوار آپکا اس
باب میں عتاب فرماوے تو کہنا کہ میں بنا پر اسکے کہ اعداے دولت طمع خزانہ اور ملک کی نکرین یہ
مہم خطیر اختیار کرتا ہوں اور اپنا اس امر میں دم بھرا اور اونھوں نے پڑھا کہ کلام ان مفسدوں کے ہم
داستان ہو کر اسی اساس سلطنت کو برہم کرنا اپنی ... خلافت سے چاہا حضرت داؤد اس امر سے مطلع ہوے
اور اونکا قصد فاسد یکر وہ جانا مع اپنے خواہرزادہ کہ نام اوسکا ثواب تھا اور ہدایت اور دلاوری میں
عدیل نرکھتا تھا اور دوسرے وزیر روشن راے کی کہ اصابت تدبیر میں مشار الیہ زمان اور مقبول عالم
دوران تھا بنی اسرائیل میں سے نکل گئے جب شلوم حضرت پدر بزرگوار سے خبردار ہوا اونکے درپے
میں سعی شروع کی حضرت داؤد نے وزیر با تدبیر کو شلوم کے پاس بھیجا اور وصیت کی
کہ اس صورت کو مخفی رکھنا چاہیے کہ تجھکو بطور رسالت بھیجا ہے اور وہاں بکمال عقل و دانش
شرائط نصیحت بجا لانا شلوم مقام نفاق سے ... فائق آوے وزیر خردمند نے شلوم پاس
آن کر بلطف مقال اور ... رسالت دلیل معقول سے اوسکو مخالفت سے بازرکھا اور حضرت نبوت سے
بقدر شرافت و کرامت مراجعت کی اوس وقت اوس فرزند عاق نے نیابت خلیفہ باتفاق سے

زار کیا حضرت نے تواب کو فرمان دیا کہ تا قرۃ العین کو استمالت بھیرے اور یہ بھی تواب سے کہہ دیا
تھا کہ اسکی جان کو کچھ آسیب نہ پہونچانا اگر میرے خلاف مرضی تجھسے صادر ہوگا تو یقین جان کہ
تجھکو اوسکے قصاص میں قتل کرونگا تواب نے سلوم کا تعاقب کیا اور اوسکو گھیر لیا لیکن وصیت
حضرت فراموش کی اور اوسکے قتل پر دست تطاول دراز کیا اور جب یہاں سے پھر کر صورت واقعہ
عرض کی حضرت نے خفا ہو کر تواب کو بنا بر اوس کردار ناسزا کے بقصاص تہدید کی مگر بواسطہ
مصلحت سلطنت اوسکے بارے میں تاخیر اور توقف روا رکھا اس واسطے کہ تواب ایک سردار
زبردست فیروز جنگ تھا اور اپنے مرض موت میں حضرت سلیمان کو خفیہ وصیت کی بعد میرے
اوسکے قتل میں تعلل مت روا رکھیو منقول ہے کہ حضرت داؤد کے زمانے میں کثرت بنی اسرائیل اس حد
کو پہونچی تھی کہ حضرت داؤد نے انکی زیادتی سے تعجب کیا اس اثنا میں وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد
ہنگام قصد ابراہیم ذبح فرزند اوسکے بیٹے پر وعدہ کیا تھا کہ اوسکے نسب کو فراوان کروں بعد ایفا
اس وعدہ کے بسبب مشاہدہ امور خلاف رضا میرا ارادہ اسی امر پر متعلق ہوا کہ انکو بلیات میں مبتلا
کروں تا یہ جماعت کمتر ہووے اب تین حادثوں میں سے ایک اختیار کرے اور حوادث ثلثہ یہ ہیں ایک
قحط ہے دوسرے استیلا ہے دشمن تیسرے نزول طاعون حضرت داؤد علیہ السلام نے باستحضار قوم
فرمان دیا اور صورت واقعہ سے مطلع کیا اور اونکو مخیر گردانا کہ جو کچھ تمہارا دل چاہے اختیار کرو یہود نے
کہا پیغمبر اور بادشاہ ہمارے تم موجود ہو جو حضرت کو منظور ہو ہم راضی ہیں حضرت داؤد نے فرمایا کہ بلا
قحط مستلزم ذہاب رحمت اور قطع ارحام ہے اور تسلط اعدا شماتت عظیم رکھتی ہے جسکو اندک حمیت ہوگی
اسکی تاب نہ لا دیگا اور علاوہ یہ کہ کوئی وضیع و شریف باقی نہیں رہیگا قرین صلاح یہ ہے کہ خیر تمہاری اسی میں ہے
کہ اپنے گھر میں بعلت طاعون مرجاؤ اور اپنے امور خداوند عالم کو تفویض کرو کہ وہ ارحم الراحمین ہے یہود نے
حضرت داؤد کی نصیحت قبول کی حضرت نے کہا پس اب کفن پہنکر مع عورتوں اور اولاد کے ایک مقام پر
جمع ہو چنانچہ سب اسی طور پر فراہم ہوئے اور ظہور آثار وبائے طاعونی ہوا اور بہت آدمی ہلاک ہونے لگے اوس وقت
حضرت داؤد علما اور احبار بنی اسرائیل کو لیکر صخرۂ بیت المقدس پر آئے اور سر سجدے میں رکھکر بخشوع اور تضرع
اشتغال کیا تا آنکہ دعای حضرت اور احبار آخر اوس روز میں باجابت مقرون ہوئی اور حضرت نے سر سجدے سے
اوٹھا کر علما کو بشارت دی بعد از رفع بلائے طاعون کہ مردوں کا شمار کیا طلوع آفتاب سے تا ہنگام غروب ایک لاکھ
ستر ہزار نفر نے قالب تہی کیا تھا فرد سبحان خالقی کہ صفاتش زکبریا :: برخاک عجز میفگند عقل انبیا جب اکثر قوم
غضب الٰہی سے خلاصی پائی حضرت داؤد نے اونسے کہا کہ شکر حضرت خداوند عالم احسانہ تمہارے ذمہ ہمت پر لازم
اور واجب ہے اور کوئی شکر زیادہ اس سے نہیں ہے کہ ایک مسجد اس مقام پاک میں بناؤ بنی اسرائیل نے کمر اطاعت
باندھی اور حضرت داؤد نے مناجات کی اجازت ایزدی بھی حاصل ہوئی آنحضرت نے عزم تاسیس مسجد اقصی بتجدید

تمام مشغول ہیں۔ روایت کرتے ہین کہ وہ زمین طائفۂ بنی اسرائیل مین مشترک تھی سب للیسب نفس اپنے
حقوق سے درگذرے مگر ایک فقیر نے کہ اس باب مین انکار کیا اور قوم نے بجنشنت بیش اگر اوس سے
کہا کہ اگر تو اپنے حصے کو بیچتا ہے تو اوسکی قیمت دیتے ہین والا بخلاف رضا تیرے مسجد مین داخل
کرینگے اوس شخص نے حضرت داؤد پاس جاکر شکایت کی حضرت نبوی نے فرمایا کہ ہم رضامندی
تیری سے قطعۂ زمین تیرا خریدتے ہین اب اپنا حصہ تو کتنے کو بیچتا ہے کہا جسطرح رائے نبوت پناہ
مقتضی ہووے حضرت داؤد نے کہا اگر تو چاہے تو تیری زمین کو گوسفندون اور شتر سے بھردون
اور اگر اس سے زیادہ چاہے اوسکا سرانجام کردون اوس شخص نے کہا میرے قد کے برابر میری
زمین کے گرد دیوار اوٹھا کر اوس احاطہ کو اشرفیون سے بھر دو تو مین راضی ہوتا ہون حضرت داؤد
نے بنی اسرائیل سے درپے ادائے قیمت اوس زمین کے ہوئے اوس فقیر نے کہا یا نبی اللہ عالم الغیب
والشہادۃ کہ تمھارے اسرار ضمائر پر مطلع ہی جانتا ہے کہ بحضرت جریمہ اپنے جرائم کو دوست تر رکھتا ہون
تمام تمھارے دنیاوی سے مقصود میرا اس کلام سے تجربہ قوم تھا نہ اخذ متاع دنیا اب بخیر وسعادت بنائے
مسجد مین مشغول ہو کہ مین بہائے اس پارۂ زمین سے بخوشی درگذرا پھر حضرت داؤد مع اخیار اور اشراف
قوم استحکام بنیاد مسجد اقصےٰ مین مشغول ہوئے جب اوسکی دیوار نے بمقدار قامت انسان ارتفاع پایا
خطاب الٰہی پہونچا کہ تم مشکور اور شکر تمھارا مقبول ہوا اب اس عمارت سے دست بردار ہو کہ یہ
مسجد عالیشان باہتمام ایک ولد دلبند مکان تمھارے سے سرانجام پاویگا تا ذکر مناقب و مآثر اسکی خلائق
مین تا روزگار دراز باقی رہے بنا برین آپ اوسکی تعمیر سے دستکش ہووے اور اوس عمارت کو ناتمام
چھوڑ دیا اور بعد فوت حضرت داؤد حضرت سلیمان نے باہر ملک المنان تعمیر مسجد اقصیٰ باتمام پہونچائی
کہ تفصیلاً کیفیت اور چہرۂ اوسکا اونکے قصہ مین نگارش ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ فصل چوتھی ولادت
باسعادت حضرت سلیمانؑ مین۔ اور منتقل ہونا خلافت کا طرف انکے داؤد علیہ السلام سے اور ذکر وفات
حضرت داؤد علیہ السلام اصحاب سیر اور اخبار کہتے ہین کہ ولادت حضرت سلیمان بنت حنانا اوریا
سے بعد قبول توبہ حضرت داؤد واقع ہوئی اور آوان لڑکپن اور مبدا نشو ونما مین ناصیہ
ہمایون سے امارات اقبال لائح اور علامات جلال ظاہر تھین اور صورت خوب اور سیرت مرغوب
رکھتے تھے اور جو فراست اور ہوشمندی اونکی جبین مبین سے واضح تھی تو باوجود صغرسن حضرت
داؤد مقدمات کلیہ مین اونسے مشورت کرتے تھے اور اوسی ہنگام مین چند چیز عجیب اونسے صادر
ہوئی تھین کہ حضرت داؤد کو یقین ہوا تھا کہ عنقریب معارج مراتب نبوت اور سلطنت پر ارتفاع
پاویگا چنانچہ ضمن ایراد حکایات مین کمال فطانت اونکا واضح ہوتا ہے اول یہ کہ حضرت داؤد
نے ایک شخص کو فرمایا کہ باحکام قضا مشغول ہو کر مہمات برایا اور مقدمات متنازع فیہا

فیصل کرتا رہے اس اثنا مین ایک عورت زیبا صورت کہ حسن و ملاحت مین بیمثل تھی بواسطہ دعوی
مال اپنے کسی شخص پر اوس قاضی کے پاس آئی اور وہ اوسکے جمال پر فریفتہ ہوا جب عورت نے اپنے
اپنے گھر مین مراجعت کی قاضی نے اپنا معتمد اس جمیلہ پاس بھیجا اور خواستگاری کی عفیفہ نے اس
پیغام کو رد کیا اور کہا کہ مجھکو نکاح کی خواہش نہین ہے قاضی بے دیانت نے بزنا عورت کی ضیعفہ کے
درخواست کہلا بھیجا کہ مین فعل شنیع سے کوسون دور ہون اور جب وہ مستورہ قاضی القضاۃ سے ناامید
ہوئی صاحب شرطا پاس استغاثہ کیا اور صاحب شرطا اور اوسکے درمیان مین بدستور
مذکور قیل وقال اور طلب امتناع واقع ہوا پھر اوسنے بصاحب شوق التجا کی کہ امیر بازار نے
بھی طمع فاسد درمیان لاکر جواب دیا پس ہر گاہ سب مقاصد سے مایوس ہوئی التجا بجناب
حضرت داؤد لے گئی اوسکو بھی مثل یاران سابق پایا جب تحریک کسی حلقہ کی فتح الباب نہوا
اپنے حق سے درگذر کر کنج عافیت مین بیٹھی قضارا ایک دن قاضی اور وہ تینون مفسد
ایک مجلس مین جمع ہوکر کچھ کچھ آپسمین باتین کر رہے تھے کہ اوس جمیلہ کا ذکر درمیان آیا
اور خویشتن داری اور اوسکے استغنا سے پریشان ہوکر اس امر پر اتفاق کیا کہ کچھ حیلہ کرنا چاہئے
کہ اوسکی ہلاکت کو مستلزم ہووے تاہم اوسکے دغدغہ وصال اور سودائے القتال سے فارغ ہوئین
آخر الامر اتفاق اس امر پر ہوا کہ گواہی دروغ دیوین یاین تمہید کہ اسکے پاس ایک کتا ہے اور اوسکے
ساتھہ مباشرت کرتی ہے اداے شہادت مین متفق الکلمہ ہوکر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس
گئے اور اس حدیث بکر وہ کو بمبالغہ تمام معروض اسکے عالی کیا حضرت داؤد نے تا قضاے نحن
نحکم بالظاہر یعنی ہم حکم کرتے ہین ساتھہ ظاہر کے جس طرح حضرت موسی کی شریعت مین مقرر تھا
رجم مجرم کا حکم فرمایا اوسوقت حضرت سلیمان یہ حکم سنکر بسبب یقین نکرنے گواہی اون لوگونکے
محکمہ سے باہر آگئے اور ایک جماعت ہمسن لڑکون اور اون لوگون سے کہ اونکی ملازمت مین ہی
تھے موافقت کی اور بعد خروج مجلس پدر ایک مقام پر بیٹھے اور آدمی بھیجا یادہ جماعت کہ اس مخدرہ
کے رجم پر مامور ہوئی تھی تنفیذ حکم مین توقف کرین پھر اون لڑکونمین سے ایک کو دوک کو بمنزلہ اس
عورت کے بنا پر ایک گوشہ مین بٹھایا اور چار لڑکون کو فرمایا کہ اوسکے حال کو ظاہر کرین جیسے
اون چار دروغگویون نے محکمہ داؤدی مین اوس عفیفہ پر گواہی دی تھی بعد اداے شہادت اون
چار لڑکون جدا جدا کیا پھر ایک کو انمین سے بلایا اور پوچھا کہ اس کتے کا رنگ کیا ہے جواب دیا
کہ سیاہ ہی اوسکو علیحدہ ایک گوشے مین بھیجدیا پھر دوسرے کو بلایا اور اوس سے بھی وہی سوال
اوسنے کہا سرخ ہے اور اسیطرح تیسرے اور چوتھے کو جدا جدا بلاکر استفسار کیا اونھون نے
اور رنگ بتائے جب اقوال اطفال لون کلب مین مختلف پائے فرمایا کہ اسے

فاسق فاجر ہو تم چاہتے ہو کہ مجکو فریب دو تا حکم کرون کہ صالحہ اور مسلمہ کو سنگسار کرین پھر اون گواہون کو
سے کہا کہ ان جھوٹے گواہون کو مار ڈالو اسیوقت ایک ملازمان داود نے صورت واقعہ حضرت سے جا
عرض کیا کہ حضرت سلیمان نے اسطرح پر کیا حضرت داؤد نے باحضار گواہان فرمان دیا اور انکو
علیحدہ علیحدہ کرکے ایک ایک سے جدا جدا بدون وقوف دیگر طلب تعین رنگ سگ کیا جب اقوال
شہود باہمدگر مخالف ہوئے حکم واجب الاتباع نے شرف نفاذ پایا کہ جزائے کردار ناپسندیدہ مفترین
کو بمقدم پہونچاوین دوسرے یہ کہ دو عورتون نے کہ ایک ایک کے پاس ایک ایک لڑکا تھا
کپڑے دہونے کے واسطے ندی پر صحرا مین جا کر اور اپنے فرزندونکو ایک درخت کے سایہ مین چھوڑ
دیا اور آپ شست وشو مین مصروف ہوئین اونکی غفلت سے ایک لڑکے کو بھیڑیا لیگیا اون
دونون ضعیفہ نے طفل باقیماندہ مین منازعت شروع کی ایک نے کہا یہ میرا کلیجہ ہے دوسری نے
کہا یہ میری آنکھ کی پتلی ہے آخرالامر جھگڑتی ہوئی حضرت داؤد کے پاس گئین حضرت نے بمقتضای
اسکے کہ ایک متصرف تھی اور دوسری کہ مدعی تھی اور گواہ نہ رکھتی تھی حکم کیا کہ طفل بید والیہ
یعنی جسکے ہاتھ مین ہے تعلق رکھتا ہے اور وہی اسکی مالک ہے جب دونون محکمے سے باہر آئین
اور حضرت سلیمان نے اونکو دیکھا پوچھا کہ پیغمبر خدا نے تمھارا مقدمہ کسطرح سے فیصل کیا ایک
نے اونمین سے حقیقت واقعی بیان کی اور دوسری نے شکایت ناانصافی ظاہر کی آپنے کہا کہ اگر
تم کہو مین آرزوے عدالت انفصال اس قصہ کا کرون اونھون نے کہا اس سے کیا بہتر اوس وقت
حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک چھری طلب کی اور لڑکے کو اس عورت سے لے لیا اونھون
نے پوچھا کہ اس کودک کو کیا کروگے جواب دیا کہ اسکے دو ٹکڑے کرکے ہر ایک کو آدھا آدھا دونگا
ایک عورت ان دونون سے کاٹنے پر راضی ہوئی اور دوسری رونے لگی اور کہا یہ طفل اسیکو
دیجیے مین اس فعل مین راضی نہین اور دعوی سے درگذری حضرت سلیمان نے اس عورت کو جو رونے
لگی اور کاٹنے پر راضی نہ ہوئی لڑکا حوالہ کیا اور کہا کہ اگر اسکا نہ ہوتا تو یہ بھی راضی چیرنے پر
ہوتی جب یہ حدیث حضرت داؤد علیہ السلام سے لوگون نے کہی آپنے کہا سچ ہے اور دانش
فرزند رشید پر بہت تعجب کیا تیسرے یہ کہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان سیر کرتے
پھرتے تھے کہ انکا گذر ایک قوم پر ہوا اوس جماعت مین ایک کودک تھا کہ اوسکو ابن الام
کہکر پکارتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام نے اس قوم سے نام اصلی اوس لڑکے کا پوچھا جواب دیا
کہ اوسکا سوا اسکے اور کچھ اوسکا نام نہین ہے حضرت سلیمان نے عرض کیا یا نبی اللہ مین اسکا حال
دریافت کرون حضرت داؤد علیہ السلام نے اجازت دی جب منزل مین مراجعت کی حضرت سلیمان
نے باحضار قوم حکم دیا اور بعد از تفریق یکدیگر اور تفتیش بسیار کہا کہ یہ کودک بنابر وصیت پدر

اس نام کے ساتھ موسوم ہوا جب حضرت سلیمانؑ نے تفحص میں مبالغہ کیا تو بعضے امین سے اس بات پر مقرر
ہوئے کہ جس زمانے میں کہ باپ اس لڑکے کا ضرب سے زخمی ہو کر قریب مرگ ہوا اور اسکی بی بی حاملہ تھی
اسنے وصیت کی کہ اگر تیرے شکم سے بیٹا پیدا ہووے تو اسکا ابن الام نام رکھنا اور اگر بیٹی ہووے
تو بنت الام کہنا حضرت داؤد علیہ السلام کو حضرت سلیمانؑ نے کیفیت واقع سے مطلع کیا حضرت
خود متوجہ احقاق ہوئے اور ظاہر ہوا کہ بطمع مال ان لوگوں نے اسکو زخمی کیا اور اسکا مال و متاع
لے لیا تھا آپ نے جو مال کہ انھوں نے ترکہ مقتول سے غصب کیا تھا اور باعث اسکے مارنے کا
بھی یہی تھا انھیں سے لیکر وارث کو دیا اور ان بیباکوں اور ناپاکوں کو قصاص پہونچایا چوتھے
احکام سلیمانی میں سے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسپر عمل کیا ایک حکم تھا کہ درباب
یوحنا اور ایلیا انسے صادر ہوا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ دو شخص ہمسایگی ایک دوسرے
میں بسر کرتے تھے ایک یوحنا نام رکھتا اور دوسرے کا ایلیا نام تھا ایک رات گوسفندان
یوحنا ایلیا کی کھیتی آکر خراب کر گئیں قال اللہ تعالی وداؤد وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت
فیہ غنم القوم وکنا لحکمہم شاہدین یعنی اور داؤد اور سلیمان کو ہدایت دی جس وقت کہ حکم کرتے تھے دونوں
بیچ کھیتی کے جس وقت کہ چر گئیں بیچ اسکے بھیڑیں ایک قوم کی اور تھے ہم واسطے حکم انکے کے شاہد
روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ نفش لغت میں بمعنی چرنا کے چرواہے کے رات کو ہے القصہ جب
صبح ہوئی ایلیا یوحنا کو حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لایا اور اسپر دعوے کیا کہ اسکی بھیڑوں
نے میری کھیتی تباہ کر دی ہے کہ رات کو اسنے اپنی بھیڑیں بے راعی چھوڑ دی تھیں اور
تقصیر یوحنا پر ثابت ہوئی حضرت داؤد علیہ السلام نے حکم دیا کہ بصیر اور نظر انداز کھیتی اور
غنائم کی قیمت تشخیص کریں جب قیمت معین ہو چکی تو بنا بر فرمان داؤد سب زراعت پر یوحنا
کو متصرف کیا اور اغنام اسکی عوض نقصان میں ایلیا کو دیں اور متخاصمین محکمہ سے باہر آئے
حضرت سلیمان نے انسے پوچھا کہ تمھارا قضیہ کس طرح فیصل ہوا انھوں نے صورت حال بیان کی
حضرت سلیمان نے کہا پیغمبر خدا نے حکم پسندیدہ فرمایا ہے لیکن اگر مجھکو تم میں حکم فرماتے
تو میں ایسا حکم کرتا کہ تم دونوں راضی ہوتے یہ سخن کسی نے حضرت داؤد سے جا کر عرض کیا
حضرت نے فرزند ارجمند کو طلب فرمایا اور صورت واقعہ استفسار کی حضرت سلیمان نے
بار بار آداب جواب سے انکار کیا اور بعد الحاح و مبالغہ کہا کہ اغنام صاحب حرث کو دیا چاہیے
تا انکے بچوں سے منتفع ہووے اور کھیتی صاحب اغنام تسلیم کرنی چاہیے تا جیسے پہلے تھی کر دیوے
پھر ایلیا اپنی کھیتی لے لیوے اور یوحنا اپنی اغنام پر متصرف ہووے حضرت داؤد علیہ السلام
اس حکم سے بہت خوش ہوئے اور کہا کہ لا یفضض اللہ فاک یا بنی ذالک فہما یعنی تفہیم اللہ

عقل تیری اے چھوٹے فرزند میرے اور زیادہ کرے تجکو فہم۔ اور دونون مدعی اور مدعا علیہ نے
راضی اور شاکر مراجعت کی اور باستصواب حضرت سلیمانؑ اور باستر ضائے حضرت داؤد پر عمل کیا اور
معالم اور مدارک مین لکھا ہے کہ حضرت سلیمان اُسوقت تیرہ برس کے تھے اور انوار التنزیل مین ہے کہ
گیارہ برس کے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ اُس زمانے مین حکم اسیطرح پر تھا جس طرح حضرت داؤد کی
واقع ہوا تھا خدا تعالی نے حضرت سلیمانؑ کو الہام فرمایا کہ دیکر سابق حکم از حق منسوخ چنانچہ تفسیر کواشی
مین بھی لکھا ہی باوجود دیکہ جواب دونون کا از روے اجتہاد کے تھا لیکن حضرت سلیمانؑ کا اجتہاد
باصواب تر تھا کہ مدارک اور انوار التنزیل اور معالم مین بھی دونون قول بیان کیے ہین اور تفسیر
مواہب علیہ مین در ذیل آیہ وورث سلیمان داؤد لکھا ہی کہ حضرت داؤد کو اولیں بیٹے تھے
ہر ایک ملک کا دعوی کرتا تھا حق تعالی نے ایک نامہ مہری آسمان پر سے بھیجا کہ اُسمین چند مسئلے
تھے اور فرمایا کہ جو کوئی تیری اولاد مین سے اِن مسائل کے جواب دیوے بعد تیرے وارث
ملک ہووے حضرت داؤد نے اپنے سب فرزندون کو جمع کیا اور تمام علما اور اشراف
کو حاضر کیا اور وہ مسائل سب فرزندون سی پوچھے یعنی فرمایا کہ کہو۔ نزدیک ترین چیز کون سی
چیز ہے اور دور ترین اشیا کیا ہے اور وہ کون سی چیز ہے کہ اُسکے ساتھ اُنس اور الفت
زیادہ ہے اور وہ کیا ہے کہ جس سے وحشت بے اندازہ ہے اور کونسی دو چیزین قائم ہین
اور کونسی دو مختلف ہین اور کونسی دو دشمن ہین اور وہ کونسا امر ہے کہ عاقبت اُسکی نکوہیدہ ہے
اور کونسا کام ہے کہ عاقبت اُسکی ستودہ ہے۔ حضرت داؤد کی اولاد جواب سی عاجز آئی حضرت
سلیمانؑ نے کہا اگر اجازت ہووے تو مین جواب دون حضرت داؤد نے اجازت دی حضرت
سلیمان نے کہا نزدیک چیز آدمی آخرت ہے اور دور ترین اشیا جو کچھ گذر گئی ہے دنیا ہو مقتضاے
ما اقرب ما ات وما ابعد ما فات یعنی کیا نزدیک تر ہے وہ چیز کہ آنے والی ہو اور کیا دور تر ہے
وہ چیز کہ جاتی ہے اور فوت ہوتی ہے اور وہ چیز کہ جسکے ساتھ اُنس اور الفت زیادہ ہے بدن
انسان ہے با روح اور وہ چیز کہ جس سے وحشت افزون تر ہے۔ بدن ہے کہ خالی ہووے
روح سے اور دو قائم زمین و آسمان ہین اور دو مختلف رات اور دن ہین اور دو دشمن موت و حیات
ہین اور وہ امر کہ آخر اُسکا نکوہیدہ ہے تیزی اور شتابی ہے اور وقت مصیبت اور وہ کام کہ آخر
اُسکا ستودہ ہے حلم یعنی بردباری ہے در وقت غضب۔ چونکہ حضرت سلیمان کے جواب نامہ نامی
کے موافق تھے اکابر بنی اسرائیل نے حضرت سلیمان کی فضل اور کمال پر اقرار کیا اور حضرت
داؤد علیہ السلام نے تمام ملک حضرت سلیمان کے حوالہ کیا اور دوسرے دن حضرت داؤد نے
وفات پائی اور حضرت سلیمان تخت پر بیٹھے اور ایک روایت سے اسطرح پر ہے کہ جب حضرت

داؤد کی عمر آخر ہوئی تو حضرت جبرئیل ایک صندوق حضرت داؤد کے سامنے لائے اور کہا جو کوئی تیرے فرزندوں میں سے بتادے کہ اس صندوق میں کیا ہے اسکو اپنا خلیفہ کر حضرت داؤد علیہ السلام نے بنی اسرائیل اور فرزندوں کو جمع کیا اور کہا کہ اس صندوق میں کیا ہے کسی نے کچھ جواب نہ دیا حضرت سلیمان نے کہا اگر اجازت ہو تو میں بتادوں حضرت نے کہا کہو حضرت سلیمان نے بالہام ربانی بیان کیا کہ اس صندوق میں ایک انگشتری ہے اور ایک تازیانہ ہے اور ایک نامہ جب اس صندوق کا قفل کھولا جو چیزیں حضرت سلیمان نے بتائی تھیں نکلیں اسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ انگوٹھی بہشت سے لائے ہیں جو کوئی اسکو اپنے ہاتھ میں پہنے جو کچھ اسکو چاہیئے بقدرت الٰہی حاصل ہووے اور یہ تازیانہ دوزخ سے لائے ہیں جو کوئی اس صاحب تازیانہ کا مطیع اور فرمانبردار نہووے اسکو یہ تازیانہ خود بخود بے آنکہ صاحب اُسکا حرکت کرے عذاب کرنے لگے اور اس نامہ میں پانچ مسئلہ ہیں اپنے فرزندوں سے جواب پوچھا چاہیے پس فرزندوں میں سے کسی نے سوا حضرت سلیمان کے جواب نہ دیا حضرت داؤد نے حضرت سلیمان کو اپنا ولیعہد کیا اور انگشتری حضرت سلیمان کے ہاتھ میں دی اور تخت پر بٹھایا اور وہ تازیانہ اُنکے سامنے رکھا پھر چاہا کہ صومعہ میں جاکر عبادت کریں جب قدم صومعہ کے دروازے پر رکھا ملک الموت ہو پہنچا اور کہا تمہاری روح قبض کرنے کو آیا ہوں اُنھوں نے کہا اتنی مہلت دے کہ دو رکعت نماز ادا کرلوں کہا حکم نہیں ہے پس آستانہ صومعہ پر حضرت داؤد علیہ السلام کی جان ملک الموت نے قبض کی اور حضرت سلیمان تجہیز تکفین میں مشغول ہوئے وہب بن منبہ کہتا ہے کہ اسدن نہایت گرمی اور شدت سے حرارت تھی جب حضرت کا جنازہ اٹھایا تو آدمیوں نے شدت حرارت ہوا سے شکایت کی حضرت سلیمان طیور فرمایا کہ اپنے پروںکو اسطرح سے ملالیں کہ ہوا کو مجال مداخلت نہ رہے اس صورت سے سایہ تو ہوا لیکن ہوا رک گئی جب خلقت اس سے بھی تنگ آئی پھر سلیمان نے فرمایا کہ مرغوں نے جانب آفتاب کو پر جال خود چھوڑ کر اور طرف پر کشادہ کیے کہ ہوا اُدھر سے خلائق پر چلنے لگی اور کہتے ہیں کہ اس روز چالیس ہزار نفر رہبانوں نے تابوت حضرت داؤد کو مشایعت کی وعدد عوام بغیر از خالق الانعام کوئی نہیں جانتا ہے اور عمر شریف اُنکی بروایت صاحب معارف ایکسو بیس برس اور ایک روایت سے سو برس کی تھی اور بستان فقیہ میں لکھا ہے کہ عمر حضرت داؤد کی ایک سو ستر برس کی تھی اور قبر مبارک بیت المقدس میں ہے باب سولھوان قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت لقمان اور ذکر شمہ احوال کہ بعد حضرت سلیمان کے اعدا نے بنی اسرائیل کی طرف توجہ کی اور خرابی بیت المقدس اور انا بخت نصر کا باشہر روایات بہ بیت المقدس اور ذکر حضرت عزیر علیہ السلام میں اور اس باب میں سات فصل ہیں فصل پہلی ذکر سلطنت اور رسالت

اور بعضے معجزون حضرت سلیمان علیہ السلام مین قال اللہ تعالیٰ و ورث سلیمان داؤد وقال یا ایہا الناس
علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیء ان ہذا لہو الفضل المبین وحشر لسلیمن جنودہ من الجن
والانس والطیر فہم یوزعون اور وارث یعنی اور قائم مقام ہوا سلیمان داؤد کا اور کہا اے لوگو سکھایا
گیا ہون مین بولی جانورون کی اور دیے گئے ہین ہم ہر چیز سے تحقیق یہ البتہ وہ ہے بزرگی ظاہر اور اکٹھا
کیے واسطے سلیمان کے لشکر اسکے جنون سے اور آدمیون سے اور جانورون سے پس وہ مثل ٹکڑے
کیے جاتے ہین روایت کرتے ہین کہ جب حضرت سلیمان تخت سلطنت پر بیٹھے اور وہ انگوٹھی پہنی
فی الفور تمام جانور صحرائی اور کوہی آگے آنکر کھڑے ہوے اور آدمی اور پریان اور دیو مسخر ہوے
اور تمام روے زمین اور جو کچھ اسپر ہے مطیع اور تابعدار ہے اور ہوا بھی اسکے تحت فرمان ہوئی اور
جب زمین پر کہ پہونچتے تھے زمین آواز دیتی تھی کہ یہان مجھ مین خزانہ پوشیدہ ہے لے اور قبول کر
اور جب دریا پر گذرتے تھے دریا آواز دیتا تھا کہ میرے پاس موتی اور جواہر ہے نکال پس دیو ونکو
حکم کرتے تھے کہ خزانہ زیر زمین سے اور موتی اور جواہر قعر دریا سے نکالتے غرض کہ بادشاہی تمام
عالم کی حضرت سلیمان پر مسلم ہوئی تھی مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت سلیمانکو
سب جانورون کی زبان سکھائی تھی جو جانور کہ گفتار کرتا تھا حضرت سمجھتے تھے ایک دن ایک بلبل
کو دیکھا شاخ درخت پر بیٹھے ہوے کہ سر اور دم ہلاتا ہے اور آواز کرتا ہے آپنے اصحاب کو کہا
جانتے ہو کہ یہ جانور کیا کہتا ہے سب نے کہا خدا تعالیٰ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے کہا کہ یہ کہتا
ہے کہ آج مین نے آدھا خرما کھایا ہے اندیشہ بانیہ پرس روز رستخیز ہے ہلاک ہون خاک اوپر دنیا
کے کہتے ہین کہ کہنا اسکا از روے خوشحالی اور فارغ البالی کے تھا ادراک اور مواہب علیہ مین
سورہ عنکبوت مین ورذیل آیہ وکاین من دابۃ لا تحمل رزقہا یعنی اور کتنے چلنے والے ہین
زمین مین کہ نہین اٹھاتے پھرتے رزق اپنا لکھا ہے کہ کوئی حیوان ذخیرہ قوت نہین کرتا مگر آدمی اور
چوہا اور چیونٹیان۔ اور مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ عقعق بھی ذخیرہ کرتا ہے لیکن بھول جاتا ہے
اور کشاف مین لکھا ہے کوئی شخص سلف کے لوگون مین سے نقل کرتا ہے کہ مین نے ایک بلبل کو دیکھا
کہ اپنی خوراک اپنے پرون کے نیچے پوشیدہ کرتا تھا القصہ بہت جانور ہین وحوش اور طیور اور سباع
اور ہوام اور حیوانات آبی کہ ذخیرہ نہین کرتے ہین اور حامل رزق نہین ہوتے اور مواہب علیہ
مین لکھا ہے آیہ ان الانسان خلق ہلوعا یعنی بدرستیکہ انسان پیدا ہوا ہے ہلوع یعنی حریص
بال فانی پر اور بخیل ادا سے حقوق ربانی سے لباب میں مقاتل سے نقل ہے کہ ہلوع ایک
جانور ہے پایہ ہے پیچھے کوہ قاف کے ہر روز سات جنگلون کی گھانس چرتا ہے یعنی تمام خس و خاشاک
سات جنگلون کا کھا جاتا ہے اور سات دریاؤن کا پانی پیتا ہے اور گرمی اور جاڑے مین

صبر نہیں کرتا اور ہر شب اُسکو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کل کیا کھاؤنگا پس تقنعاسے نے صبری اور اندیشہ روزی میں آدمی کو اس جانور کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور تفسیر مدارک التنزیل اور تفسیر مواہب علیہ میں سورۂ نمل میں لکھا ہے کہ فاختہ نے آواز کی حضرت سلیمانؑ نے کہا کہ یہ کہتی ہے لیت الخلق لم یخلقوا یعنی کاشکے یہ خلائق پیدا نہوتی ۔ اور انھیں کتابوں میں یہ منقول ہے کہ ورشان کہتا ہے لدوا للموت وابنوا للخراب یعنی پیدا ہوے واسطے مرنے کے اور بناکرو واسطے خراب کرنے کے اور طاؤس کہتا ہے کما تدین تدان یعنی جو کچھ کریگا تو ویسا اُسکی پاویگا اور سنگ خوارہ کہتا ہے من سکت سلم یعنی جو کوئی چپ رہے سلامت رہے اور کرکس کہتا ہے یا ابن آدم عش ما شئت آخرک الموت یعنی اے بیٹے آدم کے زندگانی کر جبتک چاہے تو آخر تجھکو موت ہے اور عقاب کہتا ہے فی البعد من الناس انس یعنی بیچ دور ہونے کے آدمیوں سے راحت ہے اور ہدہد کہتا ہے سبحان ربی القدوس یعنی پاک ہے رب میرا قدوس ۔ اور معالم میں لکھا ہے کہ ہدہد کی مادہ کہتی ہے سبحان الذی یذکر بکل لسان یعنی پاک ہے ذکر کیا جاتا ہے ساتھ ہر زبان کے اور ہدہد کہتا ہے من لا یرحم لا یرحم یعنی جو شخص کہ رحم نکریگا اُسپر رحم نکیا جاویگا ۔ اور بروایت مدارک ہدہد کہتا ہے استغفر الله یا مذنبون یعنی طلب مغفرت کی کرتا ہوں میں اے گنہگارو ۔ اور معالم میں اس قول مدروک ساتھ نسبت کیا ہے اور خطاف یعنی فرستک کہتا ہے قدموا خیرا تجدوہ یعنی کرو تم نیکی پاؤگے تم اُسکو اور قمری کہتی ہے سبحان ربی الاعلی یعنی پاک ہے رب میرا کہ بلند اور برتر ہے اور طوطی کہتی ہے کل حی میت وکل جدید بال یعنی ہر زندہ مرنے والا ہے اور ہر نیا پرانا ہونے والا ہے عنقا کہتا ہے ویل من الدنیا ھمہ یعنی واے اُس شخص کو کہ مطلوب اُسکا دنیا ہووے اور بحسب ظاہر طوطی اور عنقا ایک جانور ہے اور کبوتر کہتا ہے سبحان ربی الاعلی ملاء سمائه وارضه یعنی پاک ہے رب میرا کہ بلند اور برتر ہے بہر کیے آسمان اپنے اور زمین اپنی اور باز کہتا ہے سبحان ربی العظیم وبحمدہ یعنی پاک ہے رب میرا کہ بزرگ ہے اور پاک ہے وہ ساتھ ستایش اپنی کے اور صدا کہتا ہے کل شئی ھالک الا وجھہ یعنی ہر شئے فنا ہونے والی ہے مگر خدا تعالی کہ پایندہ اور باقی رہیگا اور ہزار داستان کہتا ہے سبحان الله الخلاق الدائم یعنی پاک ہے اللہ کہ پیدا کرنے والا اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور کوا لعنت اور دعاے بد کرتا ہے او رطالمون سے تفسیر وسیط میں باسناد صحیح عبد اللہ بن عمر سے نقل ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ مرغ فریاد کرنے میں کیا کہتا ہے فرمایا یہ کہتا ہے اذکروا الله ایھا الغافلون یعنی یاد کرو خدا کو اے غافلو ۔ اور وسیط میں ابن عباس نقل کرتا ہے کہ کلنگ کہتا ہے بارخدایا لعنت کر اوپر دشمن محمد اور اوپر دشمن آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور ساری کہتا ہے

اللهم انی اسئلک قوت یوم بیوم یا رزاق یعنی اے بار خدایا روز بروز تجھسے قوت چاہتا ہون اے
رزق دینے والے اور ثعلبی کہتا ہے الرحمٰن علی العرش استوی ہے یعنی رحمن اوپر عرش کے قرار پکڑا
اُسنے القصہ جاننا زبانون جانورون کا حضرت سلیمان کا معجزہ تھا روایت کرتے ہین کہ ہوا کو بھی
خداے تعالے نے حضرت سلیمان کے حکم مین کردیا تھا اور جو دیو کہ کام کرنے والے تھے انکو
کرتے تھے اور اُنسے کام لیتے تھے اور جو کہ بیتحر و اور سرکش تھے اُنکو قید کر دیا تھا کہ
آدمیون کو ضرر نہ پہونچا سکتے تھے اور مواہب علیہ مین سورۂ سبا مین آیہ واسلنا له عین القطر
ومن الجن من یعمل بین یدیه باذن ربه ومن یزغ منهم عن امرنا نذقه من عذاب السعیر
یعملون له ما یشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیات یعنی اور
جاری کیا ہمنے واسطے اُسکے چشمہ گلے ہوئے تانبے کا اور جنون مین سے ایک لوگ تھے کہ خدمت
کرتے تھے آگے اُسکے ساتھ حکم رب اُسکے کے اور جو کوئی کجی کرے انمین سے حکم ہمارے
سے چکھاوینگے ہم اُسکو عذاب دوزخ کے سے بناتے تھے واسطے اُسکے جو کچھ چاہتا تھا قلعو لیے
اور ہتھیارون سے اور اور تصویرین اور لگن مانند تالابون کے اور دیگین ایک جگہ دھری
رہنے والی۔ لکھا ہے کہ یمن مین صنعا کے نزدیک گلے ہوئے تانبے کا چشمہ کان سے حضرت
سلیمان کے واسطے ظاہر ہوتا تھا اور ہر مہینے مین تین دن بقدرت حضرت باری جاری رہتا تھا
جو کچھ اُس سے چاہتے تھے بنا لیتے تھے اور کہتے ہین ایک فرشتہ آتشی تازیانہ ہاتھ مین لیے
ہوئے دیوون پر موکل تھا کہ جو کوئی فرمان حضرت سلیمان سے سرتابی کرتا تھا وہ فرشتہ
اُسے سزا دیتا تھا اور حضرت سلیمان کے واسطے دیوون نے بنائین اور منزلین اور بڑے
بڑے قلعہ اور عمارتین بلند اور محکم بنائی تھین اور فرشتون کی اور نبیون کی صورتین عبادت
کرتے ہوئے کہ زمانہ سابق مین ہو چکے تھے بنائی تھین تا آدمی اُنکو دیکھکر جس طرح سے کہ اُنھون
نے عبادت کی تھی یہ بھی پرستش الٰہی کرین اور اُس زمانے مین واسطے تعلیم کے صورتین
بنائی مباح تھین۔ تفسیر عین المعانی مین لکھا ہے کہ پیکر روجہ کی آدمیون کی شکل بناتے
تھے اور جب دشمنون کے ساتھ لڑتے تھے اللہ تعالے اُنکے قالبون مین روح پھونک
دیتا تھا تاوقت جنگ قوی اور مستحکم رہین۔ تفسیر مدارک اور معالم التنزیل مین سورۂ نمل مین
لکھا ہے کہ ہزار گھر شیشہ کے بنائے تھے کہ تین سو عورتین نکاحیان اور سات سو حرمین حضرت
سلیمان علیہ السلام کی اُن مکانون مین رہتی تھین اور مفسرون نے نقل کیا ہے کہ ہر شب حضرت
سلیمان سب کے گھرون مین جاتے تھے اور تمام بیبیون اور حرمون کے ساتھ سوتے تھے
یہ اعجاز اُنکا ظاہر تھا اور مواہب علیہ مین سورۂ ص مین لکھا ہے کہ حضرت سلیمان ساتھ کفار دمشق اور

نصیبین سے لڑ کے اور ہزار گھوڑے اُن سے لیے اور بعضے کہتے ہین حضرت داؤد علیہ السلام نے عمالقہ سے ساتھ لڑکر ہزار گھوڑے لیے تھے اور میراث مین حضرت سلیمان پہونچے تھے اور معالم مین رازی کہتا ہے کہ بعضون نے نقل کی ہے کہ وہ گھوڑے دریائی تھے پردار کہ دیو دریا مین سے حضرت سلیمانؑ کے واسطے اٹھالائے تھے اور معالم التنزیل مین ابراہیم تیمی سے مروی ہے کہ وہ بیس گھوڑے تھے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ بیس ہزار تھے بہر تقدیر آخر دن حضرت سلیمان نے چاہا کہ اُنکا تماشا کرین بعد نماز عصر اُنکے نظارہ مین مصروف ہوے کہ اخیر دن مین کہ ایک ورد پڑھا کرتے تھے وہ فوت ہوگیا اور مدارک مین لکھا ہے کہ بعضے کہتے ہین کہ بسبب اُس تماشے کے عصر کی نماز قضا ہوگئی اور آفتاب غروب ہوگیا اور وہ نماز اُنپر فرض تھی حضرت سلیمان نے باذن خدا تعالے فرشتون کو کہا آفتاب پھیر لاؤ پس حکم کیا کہ آفتاب کو میرے واسطے پھیر دو فرشتون نے پھیر دیا حضرت سلیمان نے نماز عصر وردکے ادا کی اور گھوڑون کو قربانی کر دیا کہ اُس زمانے مین گھوڑے حلال تھے اور بیچ شب اُنکو راہ خدا مین قربانی کرنے تھے چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے آیہ ووھبنا لداود سلیمٰن نعم العبد انہ اواب اذ عرض علیہ بالعشی الصٰفنٰت الجیاد فقال انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب ردوھا علی فطفق مسحا بالسوق والاعناق ترجمہ اور دیا ہمنے داؤد کو سلیمان بہت اچھا بندہ تھا تحقیق وہ رجوع کرنے والا تھا جسوقت کہ روبرو لائے گئے اوپر اُسکے تیسرے پہر گھوڑے ایک پاؤن اٹھانے والے بہت خاصے پس کہا سلیمان نے تحقیق مین نے دوست رکھا محبت مال کو یاد پروردگار اپنے کے سے یہانتک کہ چھپ گیا سورج پردے مین پھیر لاؤ اُنکو اوپر میرے پس شروع کیا ہاتھ پھیرنا پاؤن پر اور گردنون پر اور معالم مین لکھا ہے کہ بعد قربانی کے سو گھوڑے باقی رہے کہ اب جو آدمیون کے پاس گھوڑے ہین اُنھین کی نسل سے ہین اور حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ اُن گھوڑون کے بدلے اللہ تعالے نے ہوا کو حضرت سلیمان کے حکم مین کر دیا اور تفسیر کشاف اور مدارک التنزیل اور مواہب علیہ مین سورۂ نمل مین لکھا ہے کہ لشکرگاہ حضرت سلیمان سو فرسنگ سے سو فرسنگ تھا اُسمین سے پچیس فرسنگ مین آدمیون کا لشکر اور پچیس فرسنگ مین جنون کا لشکر اور پچیس فرسنگ مین جانوران پرند اور پچیس فرسنگ مین جانوران وحش اور درند اور باوجود اس کثرت کے ضبط اور ربط اِس مرتبہ پہ تھا کہ کوئی لشکریون مین سے اپنے مقام مقرر سے آگے پیچھے اور اچل بچل نہین ہوسکتا تھا اور حضرت سلیمان کے واسطے ایک بچھونا ابریشم کا بنا ہوا ایک فرسنگ سے ایک فرسنگ تک بچھا رہتا تھا اور تخت سلیمانی بیچ مین اُس بساط کے نصب کرتے تھے اور ایسا تخت کسی بادشاہ کا نہ تھا اور وہ تخت چاندی اور سونے کا تھا

اور نیچے اُس تخت کے دو شیر بنائے تھے اور اوپر تخت کے دو کرگس جب حضرت سلیمان چاہتے تھے
کہ تخت پر آوین وہ دونون شیر اپنے بازو بلند کر کر حضرت سلیمان کے آگے بمنزلہ زینے کے رکھ
دیتے تھے کہ اُنپر پانْون رکھکر اوپر چڑھ جاتے تھے اور جب اُس تخت پر بیٹھتے تھے وہ کرگس اپنے
پرون کا سایہ حضرت سلیمان پر کرتے تھے اور باب پانچوین ذخیرۃ الملوک مین لکھا ہے کہ دیوون نے
حضرت سلیمان کے واسطے ایک میدان مین فرش چاندی کا کیا کہ عرض اور طول اُسکا ایک فرسنگ
تھا اور ایک سونے کا تخت اُس میدان مین رکھا اور داہنی طرف اُسکے چھ ہزار کرسیان سونے کی
اور بائین طرف اُسکے چھ ہزار کرسیان چاندی کی اور برابر اُسکے چھ ہزار صحرا مین بنائی تھین
جب سلیمان علیہ السلام اُس تخت پر بیٹھتے تھے پیغمبر زادے کرسیہائے زرین پر
بیٹھتے تھے اور علما چاندی کی کرسیون پر اور عابدِ بنی اسرائیل اُن صحراؤن مین تماشائیان
کھڑے ہوتے تھے اور تفسیر مواہب علیہ مین ایک جاے پر لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کے
تخت کے داہنی طرف دو لاکھ کرسیان ہوتی تھین کہ علما اور اکابر آدمیون کے اُنپر بیٹھتے تھے
اور بائین طرف دو لاکھ کرسیان کہ اُنپر اشراف جن ہوتے تھے اور داہنی طرف حضرت
سلیمان کے پانچ کم چالیس منبر رکھتے تھے کہ آدمیون کے احبار اُنپر بیٹھتے تھے اور بائین طرف
بھی اتنے ہی منبر ہوتے تھے کہ اُنپر جنون کے احبار قرار پکڑتے تھے اور احبار کلام کرتے تھے
اور جن اور انس کرسیون پر بیٹھے ہوئے سنتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر
ہوتے تھے اور معالم مین لکھا ہے کہ وہ بساط سونے اور ریشم سے بنا ہوا تھا اور اُسکے در
میان مین ایک سونیکا منبر رکھتے تھے کہ اُسپر حضرت سلیمان بیٹھتے تھے اور گرد اُسکے تین ہزار
کرسیان سونے اور چاندی کی ہوتی تھین اور تفسیر مدارک مین لکھا ہے کہ گرد تخت کے تین لاکھ
تین سو کرسیان چاندی اور سونے کی رکھتے تھے کہ انبیا کرسیہائے زرین پر بیٹھتے تھے اور علما
کرسیہائے نقرہ پر اور گرد اُنکے اور آدمی اور گرد آدمیون کے جن اور جانور سر کے اوپر سے
پر ملاکر سایہ کرتے تھے کہ تابش آفتاب کی کسی پر نہ پڑتی تھی اور بعض مفسر اس طرح نقل
کرتے ہین کہ دیوون نے بفرمان حضرت سلیمان علیہ السلام ایک میدان مین ایک کوشک
یعنی محل بنایا تھا چار فرسنگ سے چار فرسنگ مین اور درمیان مین ایک تخت رکھا
تھا ایک فرسنگ سے ایک فرسنگ مین ہاتھی دانت کا مرصع بہ لعل و فیروزہ اور زبرجد
اور چارون کونون اُس سے ان مین چار درخت عظیم الشان نصب کیے تھے کہ ٹہنیان
اُن درختون کی مونگے کی تھین اور شاخین اُنکی یاقوت سُرخ سے اور پتے اُنکے زمرد
سبز کے اور ہر درخت پر ایک طاؤس اور ایک کرگس سونے کے بنائے تھے اور درمیان مین سے

وہ درخت خالی اور مشک اور زعفران اور عنبر انمین بھرا ہوا تھا اور گرداگرد چارون طرف سندس کے
تختے بندھے اور خوشہاے انگور لعل اور یاقوت سے بناکر ان درختون مین لٹکا دیئے تھے اور نزدیک
ہر پایۂ تخت کے دست راست ہزار کرسیان رکھین کہ انپر علماے بنی اسرائیل بیٹھے تھے اور
دست چپ ہزار کرسیان چاندی کی کہ انپر بزرگان پریان اور پس پشت عالمون کی غلمان
کھڑے رہتے تھے اور پس پشت بزرگان پریون کے دیو اور دو جانب تخت کے دو شیر بنائے
تھے اور درمیان تخت کی ایک یاقوت کا عمود نصب کیا تھا اور اُس عمود پر ایک کبوتر زرین بٹھایا
تھا غرض کہ دیوون نے یہ تخت بشکل طلسم بنایا تھا جب حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر پاؤن
دھرتے تو یہ تخت حرکت مین آتا اور گردش کرتا اور طاؤس اور کرگس اپنے پر کھولتے اور انکے
پیٹ مین سے مشک اور عنبر جھڑتا اور کبوتر عمود پر سے اترتا اور توریت حضرت سلیمان علیہ السلام
ران پر رکھتی تھی اور حضرت سلیمان برسر تخت توریت پڑھتے اور درمیان آدمیون کے حکومت
کرتے اور کرگس تخت کے اوپر سے اٹھتے اور تاج حضرت سلیمانؑ کے سر پر رکھتے
اور تمام جانور گروہ گروہ اور خیل خیل آن کر ہوا مین اپنے پر سے پر جوڑ کر
بالاے تخت سایہ افگن ہوتے اُسوقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا کہ میرے
واسطے ایک بساط یعنی بچھونا تیار کرو چنانچہ دیوون نے ایک بساط زربفت بنایا ایک فرسنگ سے
ایک فرسنگ مین مرصع بزر و جواہر پھر حضرت سلیمان علیہ السلام ہوا کو فرماتے کہ وہ اُس بساط کو مع
حاضرین اٹھاتے اور ایک مہینے کی راہ پر ایک دن مین لیجاتے اور پھر لے آتے چنانچہ جو مخلوق
اُسپر ہوتے انکو مطلق خبر ہوتی قال اللہ تعالیٰ ولسلیمٰن الریح غدوھا شہر و رواحھا شہرٌ
یعنی واسطے سلیمان کے مسخر کیا باد کو صبح کی سیر اُسکی ایک مہینہ تھا اور شام کی سیر اُسکی ایک مہینہ
یعنی لیجاتی تھی ہوا حضرت سلیمان کو صبح کو ایک شہر مین اور شام کو ایک شہر مین اور اُس بساط
پر ہزار محراب مین راست بنائی تھین کہ عابد وہان نماز گذارتے تھے اور ہوا اُس بساط کو کہ اُسپر
تخت رکھے تھے اٹھا کر ایک مہینے کے راستے پر اول روز اور ایک مہینے کی راہ پر آخر روز
لیجاتی تھی کہ صبح کو کسی شہر مین اور شام کو کسی شہر مین اور کوئی کسی چیز کے ساتھ اپنی زبان
کو مطلق گویا نکرتا تھا کہ ہوا کہ جس سخن کو اُسکے کان مین ڈالتے تھے اور مواہب علیہ مین
درذیل آیہ ولسلیمٰن الریح عاصفۃ تجری بامرہٖ الی الارض التی بارکنا فیھا یعنی اور
واسطے سلیمان کے ہوائے عاصف کو مسخر کیا جاری ہوتی تھی ساتھ حکم اُسکے کی طرف
اُس جگہ کہ برکت دی ہمنے بیچ اُسکے لکھا ہے کہ تخصیص مین لایا ہے کہ شام مین تدمر نام ایک
شہر تھا کہ دیوون نے حضرت سلیمان کے واسطے بنایا تھا صبح کو وہان سے باہر آتے اور

پھر غروب کے وقت ہوا اُنکو وہان لیجاتی اور مدارک اور مختار القصص میں لکھا ہے کہ صبح تدمر سے
باہر آتے اور اصطخر فارس میں قیلولہ کرتے اور شام کو کابل میں جاتے اور دوسرے دن کابل
سے بابل میں آتے اور دوپہر وہان پڑے اصطخر میں ہوتے اور شام کو پھر بابل میں آتے اور
روایت کرتے ہیں کہ طعام چاشت شہر رے میں کھاتے تھے اور طعام شام سمرقند میں
اور معالم میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کا ایک مرکب تھا لکڑی کا کہ ہزار رکن رکھتا تھا
اور ہر رکن میں ہزار خانے تھے کہ سواری کرتے تھے اُنپر جن و انس حضرت سلیمان کے
ساتھ اور ہر رکن کے نیچے ہزار شیطان کہ اُسکو بلند کرتے اور ہوا اُسکو روان کرتی تھی
ایکدن صبح کو کوفہ سے چلے شہر مرو میں قیلولہ کیا اور شہر بلخ میں نماز عصر ادا کی بعد
اُسکے بلاد ترک میں پہونچے تا آنکہ سرزمین چین میں اُترے پھر صبح کو ساحل بحر پر روان
ہوئے اور زمین قندھار پر گذر ہوا وہان سے براہ مکران اور کرمان فارس کی طرف
متوجہ ہوئے وہان اترکر چند روز رہے پھر اول روز وہان سے چلے اور قیلولہ شہر
کسکر میں کیا آخر روز شام میں پہونچکر تدمر میں کہ مستقر تھا مقام کیا تفسیر مدارک التنزیل وغیرہ
میں سورۂ سبا میں تفسیر آیہ وجفان کالجواب وقدور راسیات کے یعنی اور لگن مانند
تالابوں کے اور دیگیں ایک جگہ دھری رہنے والی میں لکھا ہے کہ دیوون نے حضرت سلیمان
علیہ السلام کے لشکر کے واسطے کاسہ چوبین وغیرہ بڑے بڑے مانند حوض بنا رکھے تھے
کہ ایک ایک کاسے میں ہزار آدمی کھانا کھاتے تھے اور بڑی بڑی دیگین بنائی تھیں کہ اُنمیں منوں
کھانا پکتا تھا اور چند اُنمیں کی اب تک ولایت یمن یا شام میں پتھر کی تراشی ہوئی موجود ہیں
قصص میں لکھا ہے کہ دس باورچی ایک دیگ میں کھانا پکاتے تھے اور دیوون کو حکم ہوتا تھا
کہ اُن نکاسون میں نکال کر لوگون کو کھلاتے تھے اور طریق پخت طعام یہ تھا کہ ابر کو فرماتے
تھے کہ اُن دیگون کو پانی سے بھر دیتا تھا اور کئی ہزار اونٹ اور کئی ہزار گوسفند
اُن دیگون میں پکاتے تھے اور باد سموم کو کہتے تھے کہ کئی ہزار خروار نان ہوا میں مہیا
کرتی تھی اور ذخیرۃ الملوک کے پانچوین باب میں لکھا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ دیوون
نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے باورچیخانے کے واسطے پتھر کی دیگین تراشی
تھیں کہ ہر دیگ میں دس اونٹ اُتر جاتے تھے اور ہر روز ہزار دیگین باورچیخانے
میں پکتی تھیں اور خلق خدا کو کھلائی جاتی تھیں روایت کرتے ہیں کہ اسی خروار نمک
روزانہ کی حضرت سلیمان علیہ السلام کے باورچیخانے میں خرچ ہوتی تھیں لیکن حضرت
سلیمان اس کھانے میں سے کچھ نہ کھاتے تھے اور روزہ رکھتے تھے اور زنبیل بنتے تھے اور

جب رات ہوتی تھی تو اُس زنبیل کو بیچتے تھے اور اُسکی قیمت سے دو روٹیاں جو کی خریدتے اور ایک کمبل اوڑھکر گورستان کی طرف روانہ ہوتے تھے جو کوئی مسکین پاتے اُسکے ساتھ اُن جو کی روٹیوں سے افطار کرتے تھے اور یہ سبب خوف حساب یوم الحساب تھا اور روایت کرتے ہیں کہ ہر روز لاکھ مرغا اُنکے باورچیخانے میں ذبح کرتے تھے اور حضرت جبرئیل نے اُنکو زنبیل بافی سکھائی تھی ہر روز اُن پریوں میں سے ایک زنبیل بنتے تھے اور اُسکو بیچ کر جو لیتے اور اُن جو کو اپنے ہاتھ سے پیستے اور آپ دو روٹیاں پکاتے اور بیت المقدس میں جاکر ہر شب روزہ افطار کرتے اور اُن دو روٹیوں میں سے ایک روٹی فقیروں کو کھلاتے اور ایک آپ کھاتے اور اُسوقت ہاتھ اُٹھاتے اور کہتے کہ ملکا درویش ہوں میں اور درویش کے ساتھ بیٹھتا ہوں میں اے میرے رب مجکو بخش اور مجھپر رحمت فرما کہ شکر اس نعمت کا فقیروں کے ساتھ فقیر ہوں اور بادشاہوں کے ساتھ بادشاہ اور فقیروں کے ساتھ بیٹھکر ذکر [illegible] سے روایت ہے کہ جب ملک حضرت سلیمان علیہ السلام پر قرار پایا دعا کی کہ خداوندا مجکو آرزو ہے کہ ایک روز ضیافت کروں تمام جانداروں کی کہ عالم میں ہیں آدمی اور پری اور جن اور وحوش اور طیور اور مور و ملخ اور جو کہ تو نے پیدا کئے ہیں روئے زمین اور درمیان دریا ندا آئی اے سلیمان روزی دینے والا مخلوقات کا میں ہوں تو کسوقت بھی اُنکو دے سکیگا حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا خداوندا مجکو تو نے بہت نعمت عطا فرمائی ہے تمام نعمت تیری ہے میں اُنکو دونگا درگاہ رب العزت سے اُنکو اجازت ہوئی اور یہ ندا آئی کہ تمام مخلوقات حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہمانی کھا دیں چنانچہ حضرت سلیمان نے مہمانی کے واسطے ایک جگہ صحرا میں اختیار کی کہ وہ جا ایسے آٹھ مہینے کی راہ تھی اور دیوؤں کو حکم کیا کہ اُس جنگل میں بارہ دیگیں کشتی کریں اور فرش بچھاویں اور مشرق سے مغرب تک کھانے کی چیزیں اُس مقام پر حاضر اور موجود کریں پھر اور دیوؤں کو فرمایا کہ سات لاکھ دیگیں سنگین سنگ خارا کی بنائیں ہر ایک وسعت میں ہر دیگ ایسی گز بلند اور بیس گز چوڑی تھی پھر فرمایا کہ کھانا اس میں پکاویں اور دیوؤں کو حکم کیا کہ آدمیوں کو اور حیوانوں کو اس جنگل میں پہنچاویں اور ہوا کو کہا کہ بو کھانے کی اُٹھا کر معلق اُس جگہ قائم رکھے تا سبکی دعوت کھانے کا نقصان نہ کیا جاوے جب یہ سب امور ظہور میں آئے تو ناگاہ ایک مچھلی نے دریا سے سر نکالا اور کہا اے سلیمان علیہ السلام مجکو ندا آئی ہے کہ تو آج اُنکے یہاں مہمان ہے اب میں بھوکی ہوں اور اتنا صبر نہیں کر سکتی ہوں کہ تمام مخلوقات جمع ہووے حکم فرمائیے کہ مجکو کھلا دیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا یہ کھانا تمہارے ہی واسطے ہے اگر تو صبر نہیں کر سکتی جتنا چاہیے کھایا جاوے کھا لے اُس مچھلی نے

ویسا ہی باہر آکر وہ کھانا اُنکو نا شروع کیا تا آنکہ جتنا کھانا اُس صحرا کے ہشت ماہ راہ میں تھا سب کھا گئی پھر
فریاد کی کہ اے سلیمان علیہ السلام مجکو اور کھانا دے ابھی میرا پیٹ نہیں بھرا حضرت سلیمان علیہ السلام
نے یہ حال مشاہدہ کیا حیران ہوئے اور کہا اے مچھلی میں نے کھانا تمام مخلوقات کے واسطے
پکوایا تھا تو سب کا ایک لقمہ کر گئی اور اب اور مانگتی ہے مچھلی نے کہا مجکو ہر روز ایسے ایسے
تین لقمے ملتے ہیں جب سیر ہوتی اس سبب تیرے کھانے کا میرا ایک لقمہ تو ہوا دو لقمے اور پاؤن
تو میرا پیٹ بھرے اور قوت امروز میرا پورا ہووے آج جو تیری مہمان ہوئی بھوکی رہی و لیکن
کمال تعجب ہے کہ اگر تیرے پاس اتنا سرانجام نہ تھا تو تونے مہمان کیون بلایا حضرت سلیمان
مچھلی کی یہ بات سُنکر بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے مسجد میں گئے اور زاری کی اور
کہا اے رب میں نے توبہ کی کہ روزی دینے والا میرا اور تمام مخلوقات کا تو ہے اور تو
توانا اور توانگری بخش ہے اور میں فقیر اور مسکین ہوں کہتے ہیں کہ اُس دن سب بھوکے رہے اور
لکھا ہے کہ یہ وہ مچھلی تھی کہ زمین جسکی پشت پر ہے اُس پر خدا تعالی نے زمین کو ہوا پر قائم کیا تھا اور
بعضے کہتے ہیں کہ یہ ایک مچھلی تھی دریا کی مچھلیون میں سے کہ ایسی ایسی بہت ہیں اور اکثر علما اس پر
ہیں کہ خدا تعالی نے کہ اُس کھانے کو ایک جانور کا طعمہ کر دیا تا اپنی قدرت اور حضرت سلیمان کا عجز
ضعف ظاہر کرے اور ایک روایت اسطرح ہے کہ ایک دن حضرت سلیمان اُس تخت پر کہ دیوون
نے حضرت سلیمان کے واسطے بنایا تھا جلوس کر رہے تھے اور ہزار وزیر وزیرا انکی خدمت میں کرسیہائے
زرین پر بیٹھے تھے کہ نزدیک ترین انکا صف تھا اور پریان اور شیطان انکے گرد کھڑے ہوئے تھے کہ ہوا سے ہم
عادت بساط کو اٹھا کر اتنا بلند لے گئی کہ فرشتوں کی تسبیح بسمع مبارک حضرت سلیمانؑ کے پہونچی کہ
کہتے تھے خداوندا یہ مملکت اور سلطنت کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو تونے عطا کی ہے عالم میں کسی کو
نہیں دی ندا آئی کہ اے فرشتون یہ تمام کہ تم دیکھتے ہو سلیمانؑ کو دی ہے اور اسمیں ایک ذرہ کبر اور
غرور نہیں ہے اگر اسمیں ایک ذرہ تکبر ہوتا قسم ہے مجکو اپنی عزت اور جلال کی کہ جتنا اسکو ہوا پر لیجاتا ہوں
اتنا ہی زمین میں دھنساتا حضرت سلیمان نے جب یہ سُنا سر سجدے میں رکھا اور کہا آیہ رب
اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضیہ وادخلنی برحمتک
فی عبادک الصالحین یعنی اے رب میرے توفیق دے مجکو یہ کہ شکر کرون نعمت تیری کا جو نعمت
رکھی ہے تونے اوپر میرے اور اوپر ماں باپ میرے کے اور یہ کہ عمل کرون میں نیک جو پسند
کرے تو اُسکو اور داخل کر مجکو بیچ رحمت اپنی کے بیچ بندون اپنے صالحون کے جب وقت
نماز آیا تو حضرت سلیمانؑ نے ہوا کو کہا کہ وہ بساط زمین لائی وہان مکان چیونٹیون کا تھا
قال اللہ تعالی حتی اذا اتوا علی واد النمل یعنی یہانتک کہ جسوقت آئے وہ وادی

وادی نمل پر یعنی چیونٹیوں کے جنگل پر کہ جانب جنوب طائف کے ہے اور معالم میں لکھا ہے کہ وہ جنگل ملک شام
کا تھا انہیں میں رہتے تھے اور وہ چیونٹیاں انکی سواریاں تھیں کہ ان پر سوار ہوتے تھے جب ہوا نے وہاں
بساط اتارا اور چیونٹیاں سوراخوں سے باہر نکلیں قالت نملۃ کہا ایک چیونٹی نے کہ انکا مہتر تھا عرجا نام لنگڑا
کہ وہ پیر رکھتا تھا تفسیر ثعلبی میں لکھا ہے کہ وہ چیونٹا مرغ کے برابر تھا — اور زاد المسیر میں ہے کہ بھیڑ کے
برابر اور حقائق میں ہے کہ بھیڑیئے کے برابر تھا غرض جب حضرت سلیمان نے بساط کو دیکھا کہ ہوا میں سے
صحرا میں اترا ہے کہا آیہ یٰاَیُّہَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُہٗ وَہُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ
یعنی اے چیونٹیوں داخل ہو گھروں اپنے میں نہیں کچل ڈالے تمکو سلیمان علیہ السلام اور لشکر اسکا اور
وہ نہیں جانتے ہوں — یعنی یہ سب اپنے حال میں مشغول ہیں اور تمہارے حال سے خبر نہیں رکھتے ایسا نہو
کہ تمکو مجروح کر دیں — مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ یہ کلام تین کوس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے
کان میں پہونچا القصہ جب حضرت سلیمان نے یہ بات عرجا سے سنی کمال متعجب ہوئے کہ وہ اپنی رعیت
پر نہایت شفقت کرتا ہے آیہ فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنْ قَوْلِہَا پس مسکرایا ہنستا ہوا بات اسکی سے اور اسکو
اپنے پاس بلایا اور اپنی ہتھیلی پر اسکو بٹھایا اور کہا اے چیونٹے تو نے اپنے لشکر سے کس واسطے
کہا سلیمان کے روبرو سے بھاگ جاؤ مجھسے کیا تمکو ایذا پہونچی مہتر نے کہا میں نے اپنے کلام میں
اسکا عذر چاہا اور کہا میں نے کہ بغیر قصد تیرے پاؤں کہیں نہ روند دیں — حضرت سلیمان نے پوچھا کہ
تجھکو اپنے لشکر پر بہت شفقت ہے کہا البتہ انکے غم کے ساتھ غمگین اور انکی شادی کے ساتھ شاد
ہوتا ہوں اور امر واجبی پر انکی غمخواری کرتا ہوں — اور اگر انمیں سے کوئی مر جاتا ہے تو اسکو اپنے
وطن میں لیجاتا ہوں حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تیرے لشکر میں کتنی چیونٹیاں
ہیں کہا چالیس ہزار سرہنگ رکھتا ہوں کہ زیر حکم ہر سرہنگ کے چالیس ہزار چیونٹیاں
ہیں پھر حضرت سلیمان نے کہا اے چیونٹے بادشاہی میری بہتر ہے یا تیری کہا میری کہا کیونکر کہا
یا رسول اللہ ہوا تمہارے بساط کو اٹھائے ہوئے ہے اور بساط تخت کو اٹھائے ہوئے اور
تخت تمکو اور تم مجکو پس بادشاہی میری بہتر ہے حضرت سلیمان علیہ السلام ہنسے اور کہا یہ دانش یہ عقل
تجھ میں کہاں سے آئی کہا خدا تعالیٰ نے علم فقط تمہیں کو نہیں دیا کچھ مجکو بھی عطا کیا ہے اگر حکم
ہو تو چند مسئلے تم سے پوچھوں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا پوچھو کہا تمنے حق تعالیٰ سے
ایسا ملک چاہا کہ کسی پاس نہو آیہ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَہَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ
مِّنْ بَعْدِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَہَّابُ کہا اے رب میرے بخش مجکو اور دے مجکو ملک کہ نہیں لائق ہو واسطے
کسی کے پیچھے میرے تحقیق تو ہے بخشنے والا کہا اے سلیمان علیہ السلام اس دعا سے حسد
کی بو آتی ہے اور پیغمبروں کو حسد نہیں چاہیے کیا ہوتا اگر خدا سے اتنا لیکر تمہارے

اور کسی کو بھی ایسی بادشاہی دنیا جیسی کہ تمکو دی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کلام کو سنکے سے آثار ملال ظاہر ہوئے چیونٹے نے کہا سخن بد است تلخ معلوم ہوتا ہے پھر چیونٹے نے کہا اور حق تعالے سے تمنے کیا چاہا کہا میں نے انگشتری چاہی کہ تمام ملک اُسکے نگین سے دیکھتا ہوں اور فیصلہ ملک کے ساتھ کرتا ہوں کہا اسکے معنی جانتے ہو کہا نہیں کہا اسکے یہ معنی ہیں کہ خداے تعالے تمکو دکھاتا ہے کہ دنیا قاف سے تا قاف کہ تمکو دی ہے ایک پارہ سنگ کی قیمت سے کمتر ہے تا سب جانیں کہ دنیا کی کچھ قیمت نہیں بیت

من ازین نگین سلیمان بہیچ نشمارم	کہ گاہ گاہ بر و دست اہرمن باشد

اور تم اس مملکت پر ناز کرتے ہو مملکت حقیقت میں مملکت بہشت ہے پھر چیونٹے نے کہا کہ کچھ اور کیا چاہا کہا میں نے درخواست کی کہ ہوا میرے حکم میں ہو کہا خداے تعالے نے کہ ہوا کو تمہارے فرمان میں کر دیا اسکی حقیقت جانتے ہو کہا نہیں کہا تمکو دکھلاتا ہے کہ جب تم نہ رہوگے مملکت دنیا بھی تمہارے برباد ہوگی حضرت سلیمان علیہ السلام رو دئے اور کہا تو سچ کہتا ہے پھر کہا اے سلیمان اپنے نام کے معنی جانتے ہو کہا نہیں کہا سلیمان کے معنی یہ ہیں کہ دل دنیا سے نہ باندھ کہ اجل در پے ہے حضرت سلیمان نے کہا اب کچھ حکمتیں مجھے بتا اور نصیحت کر کہا چونکہ خداے تعالے نے تمکو بادشاہی کرامت فرمائی ہے کہ رعیت پر شفقت کرو اور اُنکے حال پر گاہ بگاہ آگاہی پاؤ اور داد مظلوم ظالم سے لو کہ میں باوجود اس ضعیفی کے ہر روز اپنی رعیت کے گرد پھرتا ہوں اگر کسی کو کسی رنج یا شکستگی پہونچی ہے تو اُسکا تدارک فی الفور کرتا ہوں حضرت سلیمان علیہ السلام حیران اور متعجب ہو گئے اور قصد کیا کہ وہاں سے چلے جاویں چیونٹے نے کہا آپ مہمانی نہیں کھائی یہاں سے جانا ابھی روا نہیں ہے جو کچھ کہ خداے تعالے نے مجکو روزی دی ہے آج تمہاری مہمانی کرونگا حضرت سلیمان نے قبول کیا چیونٹا گیا اور ایک ٹڈی کا پاؤں بنا بر مہمانی بخدمت حضرت سلیمان لایا اور عرض کیا بیت

پاے ملخ پیش سلیمان بردن	عیب است ولیکن ہنر است از مورے

حضرت سلیمان نے تبسم کیا اور کہا اے چیونٹے ایک ٹڈی کے پاؤں سے میری اور میرے لشکر کی مہمانی کرتا ہے کہا اے سلیمان اسکو تھوڑا نجان برکات حق تعالے دیکھ قصص میں آیا ہے کہ خداے تعالے نے اس پاے ملخ کو اتنا پرورده کیا اور وہ اتنا بڑا ہو گیا کہ تمام لشکر حضرت سلیمان نے کھایا اور اتنا ہی حضرت سلیمان کے سامنے موجود تھا جب حضرت سلیمان نے یہ حال مشاہده کیا سجدے میں گئے اور رو دئے اور کہا خداوندا عظمت اور بزرگی تجھکو ہی سزاوار ہے کہ اگر تو چاہے تھوڑے کو بہت بنا دے اور اگر چاہے بہت کو تھوڑا کر دے اور تفسیر تبارک اور معالم ہے

ہیں لکھا ہے کہ اس سفر میں اتفاقاً حضرت سلیمان صنعا کی نزدیک ایک جنگل بے آب میں پہونچے اور وقت
نماز ہوا حضرت سلیمان نے چاہا کہ وضو کریں وہاں پانی نہ تھا اور رہنمائی پانی کی لشکر میں ہدہد کے نام زد تھی
کہ یہ پانی کو زمین کے نیچے اسطرح دیکھتا تھا کہ آدمی پانی کو شیشہ میں دیکھتے ہیں اور وہ دیووں کو
خبر کرتا تھا کہ زمین کھود کر پانی نکال لیتے تھے اور منتخب حیوٰۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ تابع ہدہد کے
بارہ ہزار راہ بتانے والے تھے اور انکے سو ہزار تابعدار اور پیشکار کہ جنہوں کی سپاہ کرتے القصہ
اسکو طلب کیا نہ پایا اور کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف رکھتے تھے ناگاہ ایک روزن سا
سایہ پرندوں میں ظاہر ہوا اور آفتاب انکے سر پر روزن میں سے پڑا نگاہ کی آیہ وتفقد الطیر
فقال مالی لا اری الہدہد ام کان من الغائبین لاعذبنہ عذابا شدیدا او لاذبحنہ او لیاتینی
بسلطان مبین ۔ اور خبر کی پرندہ جانوروں کی اور دیکھا کہ ہدہد کی جا سے خالی ہے پس کہا یہ کیا
سبب ہے کہ خیل جانوران پرندہ میں ہدہد نہیں دکھائی دیتا اس مجمع سے غائب ہے ہر آئینہ اسکو
عذاب کرونگا سخت کہ اسکے پر بازو اکھیڑ کر دھوپ میں یا جس جگہ چیونٹیاں بہت ہوں ڈال دونگا یا اسکے
اور اسکی مادہ کے درمیان جدائی کا حکم کرونگا یا اسکو غیر جنس اور ضد کے ساتھ رکھواونگا یا اسکو اوروں کی
عبرت اور تجربہ کے واسطے مار ڈالونگا جبتک کہ کوئی حجت عیان اور دلیل روشن نہیں بیان کریگا
کہ کیوں غائب تھا اور معالم میں اسطرح لکھا ہے کہ سبب عتاب حضرت سلیمان علیہ السلام
ہدہد پر یہ تھا کہ جب بنائے بیت المقدس سے فراغت حاصل ہوئی بالعزم حج بیت الحرام زمین حرم کی طرف
توجہ کی اور بعد پہونچنے کے چند روز وہاں اقامت کی اور مدت اقامت میں ہر روز پانچ ہزار
اونٹ اور پانچ ہزار گائیں اور بیس ہزار بکریاں قربانی کیا کرتے تھے اور ان لوگوں سے
کہ اشراف قوم سے حاضر تھے کہا یہ مکان خروج نبی عربی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
ہے اور انکے تمام اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ بیان کیے اور کہا خوشنودی انکی لوگوں کو یہ ہے
کہ اس نبی کو پاویں اور اسکے ساتھ ایمان لاویں لوگوں نے کہا یا نبی اللہ درمیان تمہارے اور اس نبی کے
خروج کے درمیان کتنی مدت ہے کہا ہزار برس اور مکہ معظمہ میں اقامت کی تا آنکہ نسک
اور عبادت سے فارغ ہوے اور ایک دن صبح کو مکہ سے نکلکر وقت زوال یمن میں کہ ایک
مہینے کی راہ تھی پہونچے اس زمین کی خوبی دیکھکر چاہا کہ اتریں اور نماز ادا کریں ہدہد نے جب
دیکھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اُترنے میں مشغول ہیں فرصت غنیمت جانکر سیر و اسیر کرنے
شروع کی تا آنکہ بجانب آسمان بلند ہوا کہ طول اور عرض دنیا کو نظارہ اور مشاہدہ کرے
پھر داہنی طرف اور بائیں طرف نظر کی جانب راست بلقیس کا باغ نظر پڑا اسی طرف کو دوڑا
جب اس باغ میں پہونچا تو ایک اپنے ہمجنس کو دیکھا اُسنے ہدہد سلیمان سے پوچھا کہ تو کہاں سے آیا

اور کہاں سے تیرا آنا ہوا کہا شام سے حضرت سلیمان بن داؤد کے ساتھ کہ ہمارا صاحب ہے اُسنے
پوچھا وہ کون ہے کہا رب العالمین اور بادشاہ انس وجن اور شیاطین اور طیور اور وحوش اور
اور ریاح اور تمام روے زمین کا پھر ہدہد سلیمانی نے ہدہد یمانی سے پوچھا تو کہاں کا ہے اسی شہر کا
ہوں کہا بادشاہ اس شہر کا کون ہے کہا ایک عورت ہے بلقیس نام کہ باستعداد تمام
سلطنت کرتی ہے اور اگرچہ تمہارا صاحب بادشاہ عظیم الشان ہے لیکن یہ بھی اُس سے
کم نہیں ہے کسواسطے کہ وہ ملکہ تمام ملک یمن کی ہے اور زیردست اُسکے بارہ ہزار قائد ہیں کہ
زیردست ہر قائد کے لاکھ لاکھ مقاتل ہیں اگر میرے ساتھ چلے تو اُسکے ملک کو دیکھے اُسنے
کہا میں خوف کرتا ہوں اس امر سے کہ وقت نماز آجاوے اور حضرت سلیمان کو پانی
چاہیے ہو اور مجھکو طلب کریں اور میں نہوں تو مجھپر خفا ہوویں اور عذاب فرماویں کہا کچھ
تحفہ اس ملکہ کے پاس سے لیجاوے گا تو خفا نہیں ہونے کی پس ہدہد سلیمان اُسکے ساتھ
روانہ ہوا اور بلقیس اور اُسکے ملک کو دیکھکر بوقت نماز عصر حضرت سلیمان کے پاس
مراجعت کی۔ القصہ جب سلیمان علیہ السلام نے ایک مقام پر کہ وہاں پانی نہ تھا نزول
کیا انس اور جن اور شیاطین سے پانی طلب کیا چونکہ یہ پانی کی جگہ نہ جانتے تھے پیدا
نکر سکے ہدہد کو ڈھونڈھا جب اُسکو نہ پایا کرگس کو طلب کیا اور اُس سے ہدہد
کو پوچھا کہ وہ کارگذار پرندگان تھا اُسنے کہا بادشاہ کی عمر دراز ہو میں نہیں جانتا
کہ وہ کہاں ہے اور میں نے اُسکو کہیں نہیں بھیجا حضرت سلیمان علیہ السلام بہت
خفا ہوے اور اُسکے باب میں زبان مبارک سے جو کچھ گذرا بیان کیا اور پھر
عقاب کو کہ سید الطیر ہے بلایا اور اُسکے آگے ہدہد کا ذکر کر کے تاکید تمام کہا
کہ جہاں ہو اسی وقت میرے پاس لے آ ہرگز اُسکو نہ چھوڑنا اور ترجمہ حیواۃ الحیوان میں
لکھا ہے کہ عقاب کمال سریع الطیران ہے صباح اگر عراق میں ہے تو شب کو یمن میں
پس شتاب عقاب گیا اور اتنا آسمان پر بلند ہوا کہ دنیا اُسکی نظر میں مثل کاسہ معلوم
ہونے لگی اور پھر دا ہنے اور بائیں نظر کی دیکھا کہ ہدہد یمن کی طرف سے چلا آتا ہے
عقاب نے آواز کی اور موڑ کر آپ کو اُسپر ڈالا ہدہد نے جب اُسکو دیکھا ڈرا اور اُسکی
خاطر میں گذرا کہ عقاب میرے واسطے از روے غضب آتا ہے اُسکو قسم دی اور کہا
تجکو قسم ہے اُس خدا کی کہ جسنے تجکو قوت بخشی ہے اور میرے اوپر قادر کیا ہے کہ رحم کر
اور مجکو آزار نہ دے عقاب نے اُسکو چھوڑ دیا اور کہا وائے اوپر تیرے کہ نبی اللہ
نے قسم کھائی ہے کہ تجکو عذاب میں گرفتار کرے یا ذبح کرے پھر دونوں متوجہ

درگاہ حضرت سلیمان ہوے جب لشکر مین پہونچے کرگس اور تمام جانورون نے بھی ہدہد کو ڈرایا اور خبر غضب
قسم حضرت سلیمان کی اُسکو پہونچائی ہدہد نے کہا آیا حضرت نے کوئی قید بھی زبان مبارک سے ارشاد
کی ہی اور قسم مین کسیطرح استثنا بھی فرمایا ہی کہا ہان یہ کہا ہے کہ اگر کوئی حجت روشن اور دلیل
مبرہن حاضر کریگا تو البتہ رستگار ہوگا ہدہد نے کہا تو خیرات مجکو کچھ خوف نہین کہ رہائی پاؤنگا تا
آنکہ حضرت سلیمان کے نزدیک آگئے اور اُسوقت حضرت تخت پر بیٹھے ہوئے تھے عقاب نے
آگے آن کر کہا یا نبی اللہ ہدہد کو لایا ہون اور یہ آگے بڑھا اور از روے تواضع اپنے سر کو
اُٹھایا اور دونون بازو لٹکا دیے اور دم کو زمین پر گھسیٹنے لگا حضرت سلیمان نے بغضب تمام
اُس سے پوچھا کہ تو کہان تھا البتہ اے تیرہ بخت تجکو عذاب سخت کرونگا ہدہد نے کہا یا نبی اللہ
بخش اور عقوبت نہ کر کہ مین عذر خواہ آیا ہون اور تیری درگاہ مین روسیاہ ہون اور جس سر کہ
تو نے یہ تاج کلاہ رکھا ہے اُسکو زیر پاے ہر خاک راہ نہ ڈال اور یاد کر اُسوقت کو
کہ خالق العباد کے آگے کھڑا ہوگا - جب یہ سخن حضرت سلیمان کے کان مین پہونچا لرزان ہوے اور
سر عتاب اُسکے سے درگذرے پھر فرمایا تجکو میری خدمت سے کس چیز نے باز رکھا قال اللہ تعالے
فَقَالَ اَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۝ اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ
كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۝ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ
اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ یعنی پس کہا
کہ احاطہ کیا اُس جگہ کو نہ احاطہ کیا تُنے ساتھ اُسکے اور لایا ہون مین تمھارے پاس سبا سے خبر تحقیق
مین نے پایا ایک عورت کو کہ بادشاہی کرتی ہے اُنکی اور دی گئی ہے ہر چیز سے اور واسطے
اُسکے ہے تخت بڑا پایا مین نے اُسکو اور قوم اُسکی کو کہ سجدہ کرتے ہین سورج کو سواے خدا کے
اور زینت دی واسطے اُنکے شیطان نے عملون اُنکے کو پس بند کیا ہے اُنکو راہ سے پس وہ نہین
راہ پاتے یہ کہ سجدہ کرین واسطے اللہ کے جو کہ نکالتا ہے چھپی چیزون کو بیچ آسمانونکے اور زمین
کے اور جانتا ہے جو چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو اللہ نہین کوئی معبود مگر وہ پروردگار عرش بڑیکا
تفصیل اُسکی یہ کہ ہدہد نے کہا مشاہدہ کیا مین نے اُس چیز کو اور پہونچا مین وہان کہ حضرت
نے اُسکو مشاہدہ نہین کیا اور وہان نہین پہونچے اور لایا ہون شہر سبا سے خبر فرحت اثر کہ
ایک شہر ہے ولایت یمن مین - اور وہ خبر یہ ہے کہ جب مجھسے ایک ہدہد سے ملاقات ہوئی کہ
اُسی ولایت کا تھا اُسنے مجھسے اُس شہر کی عظمت اور اُس دیار کی خوبی بیان کی
کہ اُسکے دیکھنے کی مجھکو کمال ہوس لاحق حال ہوئی کہ مین گیا اُسکے ساتھ اور دیکھا

حضرت سلیمان نے پوچھا کہ بادشاہ وہان کا کون ہے اور دین اُسکا کیا ہے اور رعیت اُسکی کون ہے ہدہد نے کہا ایک عورت ہے بلقیس نام کہ بادشاہی کرتی ہے اور اہل سبا اُسکی رعیت ہین اور جو کچھ لوازمہ سلطنت بادشاہون کے پاس ہوتا ہے سب اُسکو اللہ تعالے نے عنایت فرمایا ہے اور ایک تخت ہے اُسکے پاس کہ کسی پاس نہوگا اور نہ ہوا ہے۔ معالم مین لکھا ہے کہ بقول ابن عباس وہ تخت بزرگ تیس گز سے تیس گز تھا اور بلندی تھی اُسکی تیس گز کی تھی اور بقول بعضے طول اُسکا اسّی گز کا تھا اور عرض چالیس گز اور ارتفاع تیس اور بقول مقاتل اسّی گز سے اسّی گز از روے طول اور عرض اور ارتفاع اور بالکل سونے اور چاندی کا مکلل بجواہر اور پاے اُسکے یاقوت سُرخ اور زرد اور زمرد اور زبرجد کے تھے اور اُسکے سات درجے بنائے تھے اور کہا وہ عورت اور اُسکی رعیت آفتاب پرست ہے اور آفتاب کو سجدہ کرتی ہے اور شیطان نے اُنکے واسطے یہ صورتین بنائین اور آراستہ کی ہین کہ باز رکھے اُنکو راہ راست سے تا سجدہ نہ کرین خاص اُس خدا کو کہ اپنی قدرت کاملہ سے ظاہر کرتا ہے قطرہ ہاے باران کو آسمان سے اور نباتات کو زمین سے اور معبود سزاوار پرستش سواے اُسکے نہین ہے کہ وہ آفریدگار عرش عظیم ہے وہ عرش کہ محیط ہے کرسی سے اور کرسی احاطہ کیے ہوئی ہے تمام آسمانون اور زمینون کو اُس عورت کے عرش کی عظمت یعنی تخت بلقیس کی کچھ نہین اس عرش معلی کے آگے کہ یہ کور دل اُس سے غافل اور بفریب شیطان مائل اور خورشید حقیقی سے جاہل۔ اور مدارک مین لکھا ہے کہ یہ مجوس تھے اور بسبب کسی مصلحت کے باوجود قلت مسافت اللہ تعالے نے اُنکو حضرت سلیمان علیہ السلام سے مخفی کر دیا تھا جیسا کہ مکان حضرت یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام سے مخفی رکھا تھا

فصل دوسری نامہ لیجانا ہدہد کا بلقیس کے پاس اور اطاعت اور فرمانبرداری کرنی اُسکی حضرت سلیمان سے

مواہب علیہ مین سورہ نمل مین لکھا ہے کہ بلقیس ایک بادشاہ کی بیٹی تھی کہ چالیس پشت سے اُسکی یمن مین بادشاہی کی تھی۔ حدیقۃ الاقالیم مین لکھا ہے کہ اول ملوک یمن قحطان بن ہود علیہ السلام اجداد شام سے تھا اُسکی نسل سے بعد بہت بادشاہون کے بیٹے ہداد بن شراحیل بن حارث رائیس مالک ملک یمن ہوا اُسکے پیچھے بلقیس نامے بیٹی اُسکی اور ایک قول ضعیف ہے ہمشیرہ تخت نشین ہوئی اہالی سلطنت نے چاہا کہ ایک شاہزادہ اُسی قوم کو سلطان کرین اُسنے یہ حال سُنکر اُس شخص کو بہانہ نکاح سے اپنے پاس بلایا اور اتنی شراب پلائی کہ بدمست ہوگیا اُسوقت اُسے مار ڈالا اُس خبر کے معلوم کرنے سے کارکنان خلافت برسر حساب آئے اور بسبب مملکت پر مسلط ہوئے اور چونکہ اُسکے باپ کی اتفاقاً بادشاہ کے ساتھ ملاقات ہوئی تھی اور اُسنے اپنی بیٹی اُسکے باپ کو دی اور بلقیس اُس سے پیدا ہوئی تھی تو خویشان مادری

اُسکے جن تھے سہر اُدھر مین اُسکی معاونت اور مددگاری کرتے تھے اور اُسکے لیے ایک بزرگ تخت بنایا تھا اور یہ اپنی قوم کے ساتھ آفتاب پرستی کرتی تھی جب ہدہد نے اُسکی خبر حضرت سلیمان علیہ السلام کو پہونچائی آیہ قَالَ سَنَنظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ اذْهَب بِّكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ۵ یعنی کہا سلیمان نے اب دیکھینگے ہم کہ سچ کہا تو نے یا ہے تو جھوٹون سے لیجا کتاب میری یہ پس ڈالدے اُسکو طرف اُنکے پھر آ اُنکے پاس سے پس دیکھ کیا جواب دیتے ہین پس حضرت سلیمان نے نامہ لکھا اور اُسپر مہر کرکر ہدہد کو دیا اور کہا کہ اس نامہ کو بلقیس کے پاس لیجا ہدہد اس نامہ کو اپنی چونچ مین لیکر اڑا جس وقت کہ بلقیس تخت پر جلوس کر رہی تھی اور سارے ارکان دولت اور اعیان مملکت حاضر تھے ہدہد نے برابر تخت کے پرواز کر کے اور رو برو اُسکے آن کر کر سب حاضرین مشاہدہ اور معائنہ کر رہے تھے وہ نامہ تخت پر ڈالدیا اور مشہور ہے کہ اُس وقت بلقیس اپنے خلوت خانے مین تخت پر اپنے تکیہ لگی ہوئی بیٹھی تھی اور سب دروازے بند کر دادیے تھے کہ ہدہد نے دروازے کے چھید مین سے گھسکر نامہ اُسکے سامنے پر ڈالدیا بلقیس اچھل پڑی اور اُس نامہ کو اٹھا کر پڑھا حکم کیا کہ ارکان دولت اور اعیان مملکت حاضر ہون بحکم سب حاضر ہوے معالم مین لکھا ہے کہ یہ بارہ ہزار قائد تھے ہر قائد کے ساتھ ہزار مقاتل اور ابن عباس سے مروی ہے کہ بلقیس کے لاکھ قیل تھے کہ ہر قیل کے ساتھ لاکھ قیل اور قیل اُس بادشاہ کو کہتے ہین کہ ملک اعظم سے کمتر ہووے اور بقول قتادہ اہل مشورت بلقیس کے تین سو تیرہ نفر تھے کہ ہر مرد انمین سے دس ہزار پر حکم رکھتا تھا پس بلقیس نامہ ہاتھ مین لیے ہوے باہر آئی آیہ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ۵ کہا اے سردارو تحقیق ہے ڈالی گئی طرف میرے کتاب بزرگ اور اُن گروہ امراکین سے کہا کہ میرے اوپر ایک خط بزرگ آیا ہے کہتے ہین کہ نامے کو بزرگ اس اعتبار سے کہا کہ بھیجنے والا اُسکا پیغمبر بزرگ تھا یا اس سبب سے کہ حامل یعنی لانے والا جانور تھا کہ یہ امر غریب معلوم ہوا یا اس جہت سے کہ اُسپر مہر تھی اور امام قشیری نے لکھا ہے کہ بزرگ اسلیے کہا کہ اُسمین طلب کی طمع نہ تھی بلکہ دعوت بطرف مالک الملک تھی یا بجہت سر مضمون نامہ نام خدا تعالے تھا کہ وہ نامہ بزرگترین تمام نامون کا ہوا ارکان دولت نے پوچھا کہ یہ نامہ کسکا ہے کہا اِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ تحقیق وہ سلیمان کی طرف سے ہے کہ بادشاہ روئے زمین ہے اور مضمون اُسکا یہ ہے آیہ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۵ یعنی شروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے یہ کہ مت سرکشی کرو اوپر میرے اور چلے آوے میرے پاس مسلمان ہوکر

جب قوم مضمون نامہ پر مطلع ہوئی دیکھا اور سوچی کہ با وجود اختصار الفاظ معانی بسیار پر دلالت ہے حال
انکا دگرگون ہوا اور پریشان اور سراسیمہ ہوئے آیہ قالت یا ایہا الملاء افتونی فی امری ما کنت
قاطعۃ امرا حتی تشہدون ۵ یعنی کہا اے سردارو جواب دو مجکو بیچ کام میرے کے نہین ہون مین فیصل
کرنی کسی کام کو یہانتک کہ حاضر ہو تم ۔ پس بلقیس نے کہا کہ اے گروہ بزرگان جو کچھ قریب صلاح و قرین
صواب و استحسان ہو مجھسے بیان کرو کہ بغیر مشورہ تمہارے کے کوئی کام نہین عمل مین لاتی
آیہ قالوا نحن اولوا قوۃ و اولوا باس شدید والامر الیک فانظری ماذا تامرین
یعنی کہا انھون نے ہم صاحب قوۃ ہین اور صاحب جنگ سخت ہین اور حکم طرف تیرے ہے
پس دیکھ تو کیا حکم کرتی ہے ۔ اس گروہ نے بلقیس سے کہا ہم لوگ اہل کارزار ہین اور مردانگی اور
شجاعت رکھتے ہین اور تو مختار ہے اور صلاح تیری راے کے موافق ہے ہم تیرے تابعدار ہین
تفسیر مدارک التنزیل اور مواہب علیہ مین سورۂ نمل مین یہ تفصیل لکھا ہے کہ جب بلقیس
نے دریافت کیا کہ جدال اور قتال پر یہ مائل ہین پسند نہ کیا آیہ قالت ان الملوک
اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ وکذلک یفعلون ۵
یعنی کہا بلقیس نے تحقیق بادشاہ جسوقت کہ داخل ہوتے ہین کسی شہر مین خراب کرتے ہین اسکو
اور کرتے ہین عزت والے اسکے کو ذلیل اور اسیطرح یہ بھی کرینگے ۔ پس میرے نزدیک
مصلحت جنگ اور جدال کی قرین صلاح نہین ہے کسواسطے کہ درصورت حرب اگر وہ غالب
آوینگے تو اموال اور اسباب ہمارا تلف ہوجاویگا اور بادشاہ شہر کو آنکر بقہر و غلبہ لے
لینگے اور سب عزیزون کو خراب اور خوار کرینگے آیہ وانی مرسلۃ الیہم بھدیۃ فناظرۃ بم
یرجع المرسلون ۵ یعنی اور تحقیق مین بھیجنے والی ہون طرف انکے تحفہ پس دیکھتی ہون ساتھ کس چیز
پھر آتے ہین بھیجے ہوے ۔ اب مین بھیجتی ہون حضرت سلیمان کے پاس ہدیہ کہ مقدمہ صلح کا ہے
اور دیکھتی ہون اگر وہ میرا ہدیہ قبول کرتا ہے تو بادشاہ ہے والا پیغمبر ہے معالم مین
لکھا ہے کہ سو غلام امرد اور سو لونڈیان کم عمر سبکو ایک ہی طرح کا لباس پہنا کر کہ عورت
مرد سے ممتاز نہوسکے اور بقول وہب وغیرہ کشاف مین لکھا ہے کہ پانچ سو لونڈیان تھین اور
مدارک مین لکھا ہے کہ لونڈیون کو لباس غلامون کا یعنی قبا کمر بدن مین اور پگڑیان سر پر اور
کمر بند کمر سے سج کر اور غلامون کو کنیزانہ لباس اور زیور زنانہ سے کہ ہاتھون مین چوڑیان
اور گلے مین ہنسلی توڑے اور کانون مین گوشوارہ مرصع بانواع جواہر آراستہ کر کر
بھیجے اور غلامون سے کہدیا کہ اگر سلیمان تمسے کلام تو تم بھی مثل عورتون کے نرمی اور نازکی
سے اس سے کلام کرنا ۔ اور لونڈیون کو سکھا دیا تم سختی اور تیزی سے ہم کلام ہونا اور

اور ہر دانہ گفتگو اور بیباکانہ باتین کرنا کسی طرح سے تمہارا عورت ہونا معلوم نہووے اور ہزار
اینٹین سونے اور چاندی کی اور ایک تاج سونے کا مکلل بیاقوت و الماس اور زمرد و زبرجد اور کتنا ہی
مشک خالص اور عنبر اصیل اور ایک ڈبے مین موتی بغیر بیدھے اور ایک مہرہ کج بیدھا کہ اُسمین
تاگا پرونا کمال مشکل تھا منذر نام ایک شخص سردار نامور صاحب فراست کہ قابل سفارت تھا اُسکے
حوالے کر کر اور ایک جماعت اُسکے ساتھ بھیجنے پر مقرر فرما کر کہا کہ اے منذر نہایت احتیاط کرنا کہ اگر بچشم
و غضب تیری طرف دیکھے تو ڈرنا نہین اور جاننا کہ وہ بادشاہ ہے اور اگر بتازہ روئی اور
خوشخوئی تیرے ساتھ کلام کرے تو جان لینا کہ وہ پیغمبر ہے باادب تمام گفتگو کرنا اور ایک نبی ہونے کی
دلیل یہ ہے کہ لونڈیون اور غلامون مین تمیز کرے گا اور بغیر بیدھے ہوے موتیون کو بیدہ کرا اور ٹیڑھے
بیدھے ہوے مہرہ مین تاگاہ پرو دیگا چنانچہ منذر مع جماعت دیگر تمام ہدایا اور تحائف لیکر روانہ ہوا
اور ہدہد نے اُسکے پہونچنے سے پہلے حضرت سلیمان کے پاس آکر تمام حقیقت حال عرض
کی اور ایک قول سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آن کر حضرت سلیمان کو سب حال سے آگاہ
کیا اُنھون نے دیوون کو حکم کیا کہ کچھ سونے اور چاندی کی اینٹین بنا کر ایک میدان مین سات
کوس تک فرش کرین اور تھوڑی سی زمین اُسمین سے خالی چھوڑ دین اور دونون طرف اُس
میدان کے دیوارین کھینچین اور اُنپر چاندی اور سونے کے کنگرے بنائین اور جنون کی اولاد
کہ بیشمار موجود تھی اُنکو حکم کیا کہ تم اُسکے داہنے بائین اُس میدان کے کھڑے رہین اور منذر
کے پہونچنے کے دن جنگلی اور دریائی چوپائے اُس میدان کے اطراف و جوانب مین بندھوا دیے
اور آپ تخت پر بیٹھے اور کرسیان گرداگرد تخت کے رکھوائین اور ہر ایک آدمی اور پریون اور
دیوون اور درندون اور جانورون اور وحوش و ہوام سے جدا جدا حضرت سلیمان کے آگے
صف بصف آراستہ اور جانوران پرندہ ہوا مین صف بصف قطار بقطار مودب ایستادہ ہوے
جب منذر اُس میدان کے کنارے پر پہونچا اور اُس فرش اور آرایش کو دیکھا پھر دیکھا کہ چوپایہ
جانوران جنسہائے نقرہ و زر پر لید اور گوبر کر رہے ہین اپنی چند اینٹون پر کہ بطریق ہدیہ اور تحفہ
آیا تھا شرمندہ ہوا جب اُس مقام پر کہ اینٹون سے خالی تھا پہونچے نہایت خوفناک ہوے کہ مبادا
ہمکو تہمت لگادین کہ یہ اینٹین جو ہمارے پاس ہین یہان سے چرائی ہین اِس لحاظ سے اُنکو
وہین ڈال دیا آیہ فلما جاء سلیمن قال اتمدونن بمال فما اتانی اللہ خیر مما اتٰکم بل انتم
بہدیتکم تفرحون یعنی پس جب آیا وہ بھیجا ہوا سلیمان کے پاس کہا سلیمان نے کیا مدد دیتے ہو مجھکو ساتھ
مال کے پس جو کچھ کہ دیا ہے مجھکو اللہ تعالے نے بہتر ہے اُس چیز سے کہ دیا ہے تمکو بلکہ تم ہو
ساتھ تحفے اپنے کے خوش ہوتے ہو پھر حضرت سلیمان منذر کو دیکھکر ہنسے اور بتازہ روئی ہمکلام

ہوئے اور فرمایا کہ جو بولا کہ اسمین اُن بید سے موتی اور مہرہ کج سفتہ ہے پھر ایک کرم کہ جو لنجوارہ یعنے
دیمک کو کہا کہ اُسنے انہیر بید سے موتیون مین سوراخ کر دیئے اور ایک کیڑے کو حکم کیا کہ وہ منہ مین
تاگا لیکر اُس مہرہ کج سفتہ مین گذر گیا اور تاگا اُسمین پرو دیا اور پھر پانی طلب کیا اور غلام اور لونڈیون
سے کہا کہ گرد وغبار اپنے منھ پر سے دھو ڈالو ہر ایک نے فی الحال ہاتھ مین پانی لیکر منھ دھونا
شروع کیا اور عورتون نے ایک ہاتھ مین پانی لیکر دوسرے ہاتھ پر ڈالا اسی طرح سے
ہر لونڈی اور غلام مین فرق امتیاز فرمایا ۔ اور جو کچھ تحائف لائے تھے سب کو رد کیا اور اُسمین
سے کچھ نہ لیا اور کہا خدا نے تعالیٰ نے مجھکو ملک اور نبوت اور علم عطا فرمایا ہے
تمہارے متاع دنیا سے بہتر ہے تم اپنے ہدیہ پر اتنی خوش ہوتے ہو اور اترانے
ہو آیہ ارجع الیہم فلناتینہم بجنود لا قبل لہم بہا ولنخرجنہم منہا اذلۃ وہم صاغرون ۵
یعنی پھر جا اُنکی طرف اُنکے پس البتہ آوینگے ہم اُنپر ساتھ لشکرون کے نہ مقابلہ ہو سکیگا اُنکو ساتھ
اُن لشکرون کے اور البتہ نکال دینگے ہم اُنکو شہر سے ذلیل کر کر اور وہ رسوا ہونگے پس منذر
پھر گیا اور تمام احوال جا کر بیان کیا بلقیس نے کہا وہ پیغمبر ہے اور اُسکے ساتھ مقابلہ
اور ہمسری کرنے کی طاقت نہین ہے معالم اور مدارک مین لکھا ہے کہ اول اُسنے اپنا تخت
سات حجرون مین مقفل مضبوط بند کیا اور محافظ اور نگہبان اُسپر تعین کیے پھر مع لشکر متوجہ پایہ
سریر خلافت مصیر سلیمان علیہ السلام کی ہوئی جب دیو اس حال پر مطلع ہوے اُنکو اندیشہ
پیدا ہوا کہ ایسا نہو جب حضرت سلیمان حسن اور جمال اور عقل اور کمال بلقیس کو مشاہدہ کرین
اُسکے اختلاط اور محبت پر مائل ہون اور وہ اُنکو اسرار جن پر مطلع کرے یا اُس سے فرزند
پیدا ہووے کہ اُنکو جن اور انس پر فضل اور بزرگی ہووے اور صاحب ملک ہو جاوے
اور ہم اُسکی اطاعت سے تنگ آوین مقدور ن صلاح یون ہے کہ اُسوقت بنا بر نقصان جمال و
کمال بلقیس کی عیب جوئی کرین کہ تا اُسکی رغبت اُنکے دل مین نہ پیدا ہووے اور اُسکی
طرف متوجہ ہووین اور اُسکو قبول نہ کرین چنانچہ لطیفہ اشرف نے جنون مین سے تخت
کے پاس آ کے عرض کیا کہ بلقیس کمال بے عقل ہے اور کلام اُسکا نہایت نا معقول اور
راہ صواب سے دور اور پاؤن اُسکے شکل سم خر ہین اور انگلیان پاؤن کی نہین ہین اور پنڈلیون
پر بال بہت ہین حضرت کی ضمیر مبارک مین خیال اُسکے امتحان کرنے مین پیدا ہوا چاہا کہ پہلے
اُسکی عقل کی آزمائش کرین جب ایک فرسخ کی راہ درمیان بلقیس اور حضرت سلیمان کے
فاصلہ رہا آیہ قال یاایہا الملاء ایکم یاتینی بعرشہا قبل ان یاتونی مسلمین ۵ یعنی کہا
سلیمان نے اے سردارو کونسا تم مین سے لے آتا ہے میرے پاس تخت اسکا پہلے اس سے

کر آوے میرے پاس مسلمان ہو کر کسواسطے کہ اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئیگی تو اُس سے
تخت لینا مناسب نہو گا مگر برضامندی اُسکی اور غرض حضرت کی یہ تھی کہ جب وہ تخت آوے اُسکی
صورت کو تغیر و تبدل کریں اور اُس سے پوچھیں کہ تخت تیرا ہے یا نہیں اور اُسکے جواب سے
اُسکی فراست پر آگاہ ہو دیں آیہ قال عفریت من الجن انا اٰتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک
وانی علیہ لقوی امین ۵ یعنی کہا ایک دیو نے جنوں میں سے لے آؤنگا تمہارے پاس اُسکو پہلے اس سے کہ
اُٹھو تم جگہ اپنی سے اور تحقیق میں اوپر اُسکے البتہ زور آور ہوں اور امانت ۔ معالم میں لکھا ہے
کہ درمیان حضرت سلیمان اور اُسکے تخت کے دو مہینے کی راہ تھی کسواسطے کہ بلقیس
جلدی ہرگز وہاں آویگی اور اُسکی صورت بھی کچھ متغیر ہوگی اگر عقیلہ ہوگی تو مقرر اُسکو
نہ پہچانے گی غرض کہ اُس ہنگام میں ایک دیو پلید اور بد صورت تھا اُسنے کہا میں لاتا ہوں اُسکا
تخت کہ مجلس حکومت سے حضرت اُٹھنے نہیں پانے سکے اور حضرت سلیمان دو پہر تک
اجلاس محکمہ میں کرتے تھے اور کہا میں اُسکے اُٹھانے کی طاقت رکھتا ہوں اور اُسکے جواہر
میں سے کچھ چرانے کا بھی نہیں امانت لا کر حاضر کرونگا حضرت نے کہا میں اس سے بھی
جلدی چاہتا ہوں آیہ قال الذی عندہ علم من الکتب انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد
الیک طرفک ۵ یعنی کہا اُس شخص نے جو نزدیک اُسکے تھا علم کتاب سے میں لے آؤنگا تمہارے
اُسکو پہلے اس سے کہ پھر آوے طرف تمہارے نظر تمہاری ۔ اختلاف ہے اس کلام میں کہ
قائل اُسکا کون تھا بعضے کہتے ہیں کہ وہ حضرت خضر تھے یا فرشتہ تھا کہ دفتر مقادیر اُسکے ہاتھ
میں ہے کہ اُسوقت اُسکو خدا تعالے نے بھیجا تھا یا جبرئیل علیہ السلام تھے یا آپ حضرت
سلیمان تھے یا کوئی شخص مستجاب الدعوات یا فرشتہ مددگار حضرت سلیمان کا تھا اور جمہور
ائمہ تاریخ کہتے ہیں کہ قائل اس عبارت کا آصف برخیا تھا اور وہ اسم اعظم جانتا تھا جب حضرت
مجیب الدعوات کو اس اسم کے ساتھ ندا کرتا دعا اُسکی مقبول اور مستجاب ہوتی اُسنے کہا میں
لاتا ہوں اُسکا تخت اتنی دیر میں کہ آپ آنکھ نہ جھپکا دینگے یا کسی طرف آپ نگاہ کریں اور
اُدھر سے آنکھ نہ پھیرنے پاویں حضرت سلیمان نے اُسکو اجازت دی اور وہ تخت
اپنی جگہ پر سے زمین میں دھنسا اور طرفۃ العین میں حضرت سلیمان کے سامنے کی زمین
شق ہوئی اور وہ برآمد ہوا ۔ اور وسیط میں لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے اس تخت کو
وہاں سے وہیں ناپیدا کر دیا اور اُنکے روبرو موجود کر دیا آیہ فلما راٰہ مستقرا عندہ
قال ھذا من فضل ربی لیبلونی ءاشکر ام اکفر ومن شکر فانما یشکر لنفسہ ومن کفر فان ربی غنی کریم
یعنی جب اُس تخت کو حضرت سلیمان نے اپنے روبرو دیکھا کہا یہ کرامت فضل پروردگار

مجھے سے یہ کہ آزماوے مجھکو کہ مین ایسے امور مین شکرگزار ہون یا ناسپاسی کرتا ہون جو سپاسداری
حضرت باری کی کرتا ہے وہ سپاسداری کرتا ہے واسطے نفس اپنے کے اور جو ناشکری کرے
پس تحقیق پروردگار میرا بے پروا ہے کرم کرنے والا اور معالم مین تفسیر آیہ قال نکروا لہا عرشہا
ننظر اتہتدی ام تکون من الذین لا یہتدون کے کہا کہ بدل ڈالو واسطے اُسکے تخت
اُسکا کہ دیکھیں پھر آیا راہ پاتی ہے یا ہوتی ہے اُن لوگون سے کہ نہین راہ پاتی مین لکھا ہے پھر حضرت
نے کہا کہ اس تخت کو تغیر دو یون اسطرح سے کہ اوپر کا نیچے اور آگے کا پیچھے کر دین پایہ کے جواہر
کو تبدیل کر دینا کہ سبز کو بجاے سرخ اور سفید کو زرد کی جگہ اور یہ امر اس مصلحت کے واسطے کر آیا
بعد سوال بلقیس پہچانتی ہے اپنے تخت کو یا نہین آیہ فلما جاءت قیل اہکذا عرشک
قالت کانہ ہو یعنی پس جب بلقیس حضرت سلیمان کے پاس آئی اور تخت اُسکا حضرت کے آگے
رکھا ہوا تھا اُس سے پوچھا آیا تیرا تخت ایسا ہے کہا گویا کہ یہ تخت وہی ہے – یہ نہ کہا
کہ بالیقین یہ وہی ہے کسو اسطے احتمال رکھتا تھا اور تخت بھی مثل اُسکے ہو اور یہ اسکی کمال عقلمندی
تھی پھر کہا میرا علم اوپر کمال قدرت الہی اور رسالت نبوۃ سلیمان پر اسی سمجھنے سے
زیادہ ہے اور ہون مین اُسکے حکم کی تابعدار آیہ واوتینا العلم من قبلہا وکنا مسلمین
وصدہا ما کانت تعبد من دون اللہ انہا کانت من قوم کافرین یعنی اور دیے گئے
تھے علم پہلے اس سے اور ہوے تھے ہم مسلمان اور بند کیا اُسکو اُس چیز سے کہ تھے عبادت
کرتے سواے خدا کے تحقیق وہ تھی قوم کافرون سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے خردمندی
بلقیس سے آگاہ ہوکر برعایت ناموس اُسکو اپنی بہن کے پاس اُتارا اور بعد چالیس دن کے
کہ خواہر حضرت سلیمان نے فضائل حمیدہ اور شمائل گزیدہ اُس مہر لقا کے معروض کیا اور کے حضرت
نے بالجزم ارادہ کیا کہ اُس دُرۃ التاج شاہی کو سلک ازدواج مین کھینچین خواتین سلیمان نے سنکے
اس خبر سے پریشان ہوکر اور حسد لیجا کر عرض کیا کہ اُسکی پنڈلیون پر بال بہت ہین تا خاطر
شریف نبوی اُس سے نفرت کرے اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت سلیمان نے بلقیس کے پانون
کی آزمایش کی تھی کہ ایک محل بنوایا تھا کہ اُسکی زمین پر شیشہ ہاے سفید کا صاف فرش کروا دیا
تھا اور اُسکے نیچے پانی جاری رکھا تھا اور اُسمین مچھلیان ڈلوا دین تھین اور مدارک مین لکھا ہے
کہ تمام حیوانات دریائی بھی اُسمین دلوا دیے تھے چنانچہ اُس محل کا صحن پانی سے بھرا ہوا
معلوم ہوتا تھا اُسمین حضرت سلیمان کا تخت برپا تھا اور وہین بلقیس کو طلب کیا جب
وہ اُس قصر کے دروازے پر پہونچی آیہ قیل لہا ادخلی الصرح فلما راتہ حسبتہ لجۃ
۲۶ وکشفت عن ساقیہا کہا گیا واسطے اُسکے داخل ہو محل مین پس دیکھا اُسکو گمان

کھیسا اُسکو پانی گرا اور کھول دیا پنڈلی اپنی سے اور دامن جامہ کو دونون پنڈلیون پر سے اُٹھا لیا
تا اس پانی مین پاؤن ڈالے حضرت سلیمان نے مشاہدہ کیا کہ اُسکے پاؤن نگارین اور ساق مین
مانند حسین آدمیون کے ہین لیکن بال بہت ہین اُسکی طرف سے منہ پھیر لیا آیہ انہ صرح ممرد من قواریر
کہا سلیمان نے تحقیق یہ محل ہے منڈھا ہوا شیشہ سے اے بلقیس نہ اُٹھا اپنا جامہ پاؤن پر سے
منڈھا کہ یہ پانی معلوم ہوتا ہے بلکہ میدان ہے سادہ ہوا آبگینہ سفید سے آیہ قالت رب انی ظلمت نفسی
واسلمت مع سلیمان للہ رب العالمین کہا بلقیس نے اے پروردگار میرے تحقیق ظلم کیا مین نے
جان اپنی کو اور مطیع ہوئی ساتھ سلیمان کے واسطے پروردگار عالمون کے قبل ازین جو مین نے آفتاب
پرستی کی ہے اپنے نفس پر ستم کیا اب تیرے حکم کی تابعدار ہون کہ تاج شرف تیری بندگی مین ہے
اور حضرت سلیمان کے ہاتھ سے مسلمان ہوئی مدارک مین لکھا ہے کہ بعضے محققین کہتے ہین
کہ اصلا احتمال تجویز اس امر کا نسبت حضرت سلیمان نہین کیا جاتا کہ اس عورت اجنبیہ کی
پنڈلیان دیکھنے کی تجویز کی ہو بلکہ یہ سبب بنا بر اظہار امر نبوت اور معجزون کے تھا اور معالم
اور کشاف مین لکھا ہے کہ بعضے کہتے ہین کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ بلقیس
کے ساتھ نکاح کرین لیکن اُسکے پاؤن اور پنڈلیون سے کراہت رکھتے تھے دیوون نے
نورہ اور حمام درست کیا کہ وہ بال اس سے زائل اور دور ہوے اور پہلے اس سے نورہ اور حمام
دنیا مین پیدا نہوا تھا بہر حال آپ اُسکو اپنے عقد مین لائے اور نہایت دوست اور عزیز
رکھتے تھے اور اُسکا ملک بھی اُسکے پاس چھوڑ دیا اور ہر مہینے مین ایک بار اُسکے پاس جاتے تھے
اور تین روز وہان رہا کرتے تھے اور فرزند بھی اُس سے پیدا ہوا اور بعض تواریخ مین لکھا ہے
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے واسطے زر خالص سے ایک تخت بنوایا اور چار
شیر نتائج افکار ارباب طلسمات سے کہ آگ اُن شیرون کے منہ سے شعلہ مارتی تھی اور ہر شیر
کی پشت پر دو کرگس تعبیہ کیے تھے کہ آنکھین اُنکی لعل یاقوت سے تھین اور دانت اُنکے مروارید
آبدار سے - اور جب حضرت سلیمان علیہ السلام اُس تخت پر بلقیس پاس جاتے تھے
وہ کرگس بطریق اعتدال اور تقدیر بانتاج گلاب اُن پر چھڑکتے تھے اور دو کنگرہ سر بسر پر
دو مرغ تھے کہ جب حضرت چاہتے کہ مجکو بلقیس کو کوئی نہ دیکھے وہ جانور پر اپنے اوپر تخت
اس طرح بال و پر پھیلاتے تھے کہ کوئی اُنکو نہ دیکھ سکتا تھا اور ہر ایک طرف اُس تخت
کے چار طاؤس نصب کیے تھے کہ اُنکے منہ مین سے بوے عنبر و عبیر آتی تھی کہتے ہین کہ جس
کرسی پر کہ آصف بیٹھا تھا اور ایک شیر موضوع تھا کہ جو کوئی اُسکے روبرو جھوٹی گواہی دیتا
اُسپر وہ شیر حملہ کرتا اور بعضے کہتے ہین کہ اُسکے ساتھ آپ نے نکاح نہین کیا تھا

بلکہ اُسکا نکاح ہمدان کے بادشاہ کے ساتھ کر دیا تھا اور اُسکا بیان اسطرح پر ہے کہ جب بلقیس مسلمان ہوئی حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُسکو فرمایا کہ کسی مرد کو اپنی قوم سے اختیار کرے کہ تیرا اُسکے ساتھ نکاح کر دوں بلقیس نے کہا یا نبی اللہ میرے برابر مردوں میں سے کون ہے کہ اُسکے ساتھ نکاح کروں حالانکہ میری قوم میں سے ایک بادشاہ عظیم الشان میری خواستگاری کرتا تھا میں نے نہیں مانا حضرت سلیمان نے کہا ہاں ایسی طرح ہے لیکن اسلام میں ایسے لاچاری اور مجبوری سے اور اب تجکو نہیں چاہیے کہ حلال خدا کو حرام کرے بلقیس نے کہا اگر تم جانتے ہو کہ یہ امر ناگزیر ہی تو مجکو ذی تبع کہ ہمدان کا بادشاہ ہے اُسکو دیدیں حضرت سلیمان نے اسیطرح کیا اور ملک یمن اُسکو دیکر وہاں بھیجا فصل تیسری بیچ فتنہ سلیمان کے اور گم ہونے نگین کے اور پانا اُسکا مچھلی کے پیٹ میں سے اور ذکر وفات اور مدت عمر حضرت سلیمان کی معالم التنزیل میں سورہ ص میں در ذیل آیہ ولقد فتنا سلیمن والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب ۵ اور البتہ تحقیق آزمایا ہمنے سلیمان کو اور ڈال دیا ہمنے اوپر کرسی اُسکی کے ایک بدن پھر رجوع کیا بحق۔ لکھا ہے کہ درباب فتنہ حضرت سلیمان اور جسد ملقی میں بہت اختلاف اقوال ہے ولیکن وہ جو قریب یقین اور لائق سیاق باحسن وجوہ کے ہیں اختصار اُنپر کیا جاتا ہے کہ ایک طائفہ کہ جسد ملقی عبارت بدن پسر سلیمان علیہ السلام سے ہے کہ بواسطہ اُسکے حضرت سلیمان فتنہ میں پڑے چنانچہ ابو ہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تین سو منکوحہ اور سات سو حرم رکھتے تھے ایک مرتبہ آپ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جمیع اہل حرم سے شرط طواف بجالاؤں تا ہر ایک سے ایک لڑکا پیدا ہووے کہ راہ خدائے تبارک وتقدس میں جہاد کرے اور بحسب اتفاق اس بات کو مقرون بہ کلمہ انشاء اللہ نہ کیا اور بعد مباشرت ایک عورت کہ انمیں سے حاملہ ہوئی اور اُسکے ایام حمل منقضی ہوے ایک لڑکا نصف انسان طولانی اُس سے پیدا ہوا یعنی ایک آنکھ اور ایک کان اور ایک ہاتھ اور ایک پاؤں حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم ہے اُسکی کہ نفس محمد کا بیچ ہاتھ اُسکے ہے کہ اگر وہ انشاء اللہ کہتے تو البتہ دیجاتی اُنکو وہ چیز کہ تمنا کی تھی اُنھوں نے در حالت سیر اسپان یعنی رو آفتاب اور پیدا ہوتی ایسی اولاد کہ جہاد کرتی بیچ راہ خدا کے القصہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام اس حال پر مطلع ہوے پریشانی اور اندوہ تمام نے اُنکی ضمیر منیر پر غلبہ پایا کہتے ہیں کہ آنحضرت اور آصف اور مادہ فرزند سے اُسکے ایک دن باہم بیٹھے اور حضرت اس امر میں اظہار حزن اور اندوہ کر رہے تھے آصف نے کہا کہ آؤ تا ہر شخص ہم میں سے کہ جو کچھ دل میں رکھتا ہے اور کوئی سوائے عالم الغیب والشہادہ اُسپر مطلع نہیں ہے ظاہر کرے اور اس لڑکے کی شفا چاہے کہ خدا درپیش ہمارا ملتمس بارزانی فرماوے

سبکو یہ بات بخوبی معلوم ہوئی حضرت سلیمان نے کہا بار خدایا تو جانتا ہے کہ باوجود اس تمام مملکت اور حشمت کے کہ میں رکھتا ہوں وہ شخص کہ میرے پاس آتے ہیں اور ایک سیب برسم تحفہ لاتا ہے اور دوسرا خالی ہاتھ ہوتا ہے نظر محبت میری صاحب سیب پر زیادہ پڑتی ہے بہ نسبت تہیدست پھر روبقبلہ ہو کر دعا کی اور کہا الٰہی تو جانتا ہے کہ میں اس قول میں صادق ہوں اپنی شفا اس کودک سے دریغ نہ رکھ اور جب مراسم دعا سے فراغت پائی حضرت واہب العطایا نے آنکھ اور کان دوسرا اس لڑکے کو ارزانی کیا پھر آصف نے کہا یارب تجھکو معلوم ہے کہ چند نوبت میں نے حضرت سلیمان سے استدعا کی کہ مجھکو شغل وزارت سے معاف رکھیے اس التماس میں میرا دل میری زبان کے موافق نہ تھا اگر یہ بات میں نے سچ کہی ہے تو نظر رحمت اس طفل سے دریغ نہ رکھ ہرگاہ کہ آصف نے دعا ادا کی فوراً حق تعالیٰ نے دوسرا ہاتھ اس فرزند کو عطا فرمایا پھر مادر پسر نے مناجات کی اور کہا یارب تو جانتا ہے کہ باوجودیکہ حضرت سلیمان علیہ السلام با این ہمہ تمکنت اور مہابت شوہر میرا ہے جس مرد کو میں اچھا دیکھتی ہوں مجھکو آرزو ہوتی ہے کہ وہ میرا شوہر ہووے اگر میں اس حدیث میں صادق ہوں میرے فرزند کو عافیت کر اسی وقت باری تعالیٰ نے دوسرا پاؤں اس مولود کو بخشا اور وہ صحیح الارکان ہو گیا اور جب یہ سلیم الاعضا ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے دل میں محبت قوی اسکی پیدا ہوئی لہذا اخطار خاطر حضرت میں گذرا کہ کسی شخص مشفق و مہربان کو اس میوۂ باغ جنان کو بنا بر تربیت تفویض فرماویں بعضے کہتے ہیں کہ اس ارادہ پر اُنکے جن مطلع ہوکے ایک نے اُنمیں سے التماس کیا کہ اس فرزند دلبند کو میرے تفویض کیجیے تا بہ تعہد مراتب تربیت اُسکے قیام کروں اور حضرت نبوی نے بموجب التماس اس قرۃ العین کو اُسکے تسلیم کیا اور یہ امر مقبول بارگاہ صمدیت نہوا لاجرم ملک الموت مامور ہوا کہ روح اس نورسیدہ کی قبض کرے اور بدن اُسکا کرسی سلیمان علیہ السلام پر ڈال دے فذالک قولہ تعالیٰ والقینا علی کرسیہ جسدا او ہو جسد ولد المیت منقول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بعد از فوت پسر بنیاد تغیرات رکھی اس اثنا میں حکیم علی الاطلاق نے دو فرشتوں کو بصورت انسان اُنکے پاس بھیجا ایک نے اُن دونوں میں سے دوسرے کا یہ دعویٰ کیا کہ سر راہ میں نے کچھ بویا تھا جبکہ وہ سبز و خرم ہوا اس شخص نے اُسپر گذر کر میری زراعت کو روند ڈالا اور مسمار کر دیا کہ میرا انتفاع جاتا رہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے مدعا علیہ سے پوچھا کہ تو نے یہ حرکت کیوں کی اُسنے جواب دیا کہ یا نبی اللہ اُسنے دانہ شارع عام میں بویا

گیا تھا کہ ناگاہ ایک مزروع پر پہونچا درمیان راہ ہرچند بجنب دراست نظر کی کسی طرف راہ سلوک نہ پائی کہ اُدھر سے گذر کرے مقصد فائز ہوں بنا بر ضرورت اُس زراعت پر گذرا اور بسبب اختیار کھیتی اُسکی پامال ہوئی حضرت سلیمان نے مدعی کی طرف دیکھکر کہا کہ تو نے کیوں ایسی جگہ بویا تھا کہ جہاں رستہ جاری ہو اور چلنے والوں کو دشواری در حقیقت قصور تیرا ہے نہ مدعا علیہ کا مدعی نے جواب دیا کہ دنیا طریق موت ہے آپکو بھی راہ موت پر فرزند بونا تھا اس سے حزن اندوہ میں گرفتار نہوتے حضرت نے اُسکے قول کی تصدیق کی اور جانا کہ تنبیہ اور تعلیم جانب خداے تعالیٰ سے ہے اُسی وقت مجلس تعزیت سے اُٹھکر غم اور اندیشہ فرزند خاطر اطہر سے باہر کیا - وہب بن منبہ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ فتنہ سلیمان عبارت انتزاع ملک سے ہے اور مراد جسد دیو سے ہے کہ چالیس روز تک سریر حضرت نبوی پر بہ شکل آنکی بیٹھا اور کیفیت اس واقعہ کی اسطرح پر ہے کہ حضرت سلیمان نے سنا کہ ایک جزیرہ میں جزائر ہند سے ایک بادشاہ ہے بُت پرست صیدان نام جو کہ ہمگی اوقات والا جہاد اور قہر اعدا سے دین پر مصروف تھی ہوا کو حکم کر دے بساط حضرت اُٹھاکر اُس جزیرے میں لے گئے اور ملک بت پرست حضرت کے دست مبارک سے مارا گیا اُسکی ایک بیٹی تھی کہ جمال فائق اور حسن لائق رکھتی تھی حضرت کے تصرف میں آئی اور محبت اُسکی دل قدس منزل میں پیدا ہوئی شیطان نے اپنے دل میں کہا یہ وقت فرصت غنیمت ہے کچھ ایسا کیا چاہیے کہ فتنہ جہان میں ظاہر ہووے لاجرم بصورت دایہ ایک دایون اُس دختر سے بن کر دروازہ قصر پر آیا اور باریابی کی استدعا کی اُس پردہ پوش نے بعد حصول اجازت از بیشگاہ نبوی اُسکو اپنے پاس بلایا شیطان نے اُسکے روبرو آکر اُسکے زوال ملک پر نوحہ اور زاری کی اور اُس لڑکی سے کہا کہ تو کیونکر سلیمان کے ساتھ راضی اور موافق ہے کہ اُسنے تیرے باپ کو مار ڈالا اور تجھکو اسیر کیا اور تیری مملکت کو زیر و زبر کر دیا وہ لڑکی رونے لگی شیطان نے کہا کہ مفارقت پدر میں تیری کیونکر گذرتی ہے جواب دیا بیت

روزم بدرد و دل گذرد شب بسوز هجر ✧ دور از سعادت تو عجب زندگانی است ✧

اُسنے کہا اس بات میں یون حیلہ کر کہ جب سلیمان تیرے پاس آوے رونے سے باز نہ رہنا اور اُسکے ساتھ کلام نکرنا جب وہ تجھسے پوچھے کہ تو کیون روتی ہے اُسوقت اپنا اشتیاق پدر ظاہر کرنا اور اُس سے کہنا دیوون سے میرے باپ جیسی ایک صورت پتھر سے تراشوا دو تا صبح اور شام اُسکو دیکھ کر اپنی خاطر حزین کو تسکین دون دختر نادان نے بر طبق تعلیم شیطان عمل کیا اور حضرت سلیمان نے حسب التماس اُسکے دیوون سے ایک پتھر بصورت پدر دختر تراشوا کر اُسکو دیدیا اُس لڑکی نے کہ قبل از مصاحبت نبوی شیوہ بت پرستی

شعار مودوثی تھا اس صورت کو موہبت عظیم جان کر آپ مع اپنی لونڈیوں کے بعبادت اور پرستش
صنم مشغول ہوئی اور حضرت سلیمان کو مدت تک اس امر کی اصلا خبر نہ ہوئی بعد چالیس دن کے وقوع
اس قضیہ سے کہ بت پرستی اُس عورت کی یہ وہ روزان میں مشہور ہوئی ایک جماعت نے
مخبران صادق سے کیفیت واقعی آصف سے آن کر عرض کی اور اس باب میں نہایت اضطرابی
کی آصف نے کہا تم ذرا تسکین کرو کہ اس خبر کو اس پیرانہ سالی میں حضرت تک پہونچاتا ہوں اور
اُسی لحظ حضرت سلیمان سے ملاقات کی اور کہا اب پیری اور بڑھاپے نے مجھکو آ گھیرا ہے پیش
از انقضائے ایام حیات چاہتا ہوں کہ مجمع خاص و عام میں فضائل اور آثار انبیا علیہم السلام بیان
کروں تا موجب ازدیاد عقیدت خلائق ہو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بموجب
صوابدید آصف کے ہر جا اُسوقت باحضار جن و انس فرمان دیا اور بعد انعقاد
مجلس کے آصف نے اُس مجلس میں فضیلت و شرف پیغمبران گذشتہ کا بزبان فصیح اور بیان
صریح کہنا شروع کیا جب سخن حضرت سلیمان تک پہونچا اُنکے مناقب زبان صغر او رپیش
از قوت پیرسالی قاصر کہکر خاموش ہوگیا اور معجزات عالم نبوت اُنکے کچھ بیان نہ کیے آپکو
یہ امر کمال ناگوار ہوا اور اس سے نہایت اندوہناک ہوئے جب سب آدمی پراگندہ
ہوئے آصف سے پوچھا کیا سبب ہے کہ خصائل و صفات عمر سے ظاہر کیے اور جو خدا نے
عطا کیے بعد از وفات والد بزرگوار مجکو ازراہ فضل ذرا سا ذکر نہ کیے آصف نے جواب دیا
مدح و ثنا اُس شخص کی کہ چالیس دن سے اُسکے گھر میں بت پرستی ہوتی ہو کیا کہوں حضرت
سلیمان نے کہا میرے گھر میں کہاں اور بصورت واقعہ عرض کی حضرت سلیمان انا للہ
وانا الیہ راجعون کہکر مجلس میں سے اُٹھے اور محل میں جا کر بت کو توڑا اور جرادہ پر
خفا ہوئے اور پھر لباس کہ سوت کاتے ہوئے دختران معصومہ پاکیزہ سے ترتیب پایا تھا
اور خلوتخانہ میں خاک بچھا کر بیٹھے اور بگریہ و استغفار مشغول ہوئے اور ہنگام شب کہ بنا بر
قضائے حاجت مسجد میں سے نکلے اپنی انگوٹھی ایک لونڈی کو جو اُنکی حرم میں سے کہ جرا
وہ نام تھا بدستور معہود سپرد کی اُسوقت صخرہ نام ایک عفریت بصورت حضرت سلیمان بنکر انگوٹھی
اُس جاریہ سے لیگیا اور اُسکو اپنی انگلی میں پہن لیا اور سریر سلیمانی پر جا بیٹھا سب جن و انس
نے خاصیت انگشتری سے کمر مطاوعت اور متابعت اُسکی باندھی جب حضرت قضائے حاجت
سے فارغ ہوکر بیت الخلا سے باہر نکلے تو انگوٹھی جرادہ سے طلب کی اُسنے کہا صاحب خاتم
کو میں نے حوالہ کی تو کون ہے کہ مجھسے مانگتا ہے کہ میں تجکو نہیں پہچانتی اور اُسنے یہ اسواسطے کہا
کہ اندک تغیر صورت آن حضرت میں بھی ہوگیا تھا اور جو کہ ان قیل و قال اور طلب خاتم میں

حضرت سلیمان علیہ السلام کی تخت کی طرف نظر پڑی ایک شخص اُسپر بیٹھا دیکھا کہ مشابہ اپنی صورت کے
تھا اُسوقت جانا کہ یہ واسطہ کرنا اصنام کا ہوا اب اُن بلیا کون ہے کہ گھر میں اُنھون نے یہ عبادت غیر خالق
اقدام کیا ہے قادر تھا ہونے نہ تمام تسلط و اختیار و جبر اقتدار میرے سے نکال لی ہے پھر آپ طالب
تھا اُسکی سے درگذرے اور رہائی ہوسکے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایام انتزاع
ملک میں گھر گھر پھر کر سوال کرتے تھے اور جسے آدمی اُنسے پوچھتے تھے کہ تو کون ہے اور یہ نام
اپنا بتاتے تھے تو خلق اُنکو بہت نسبت دیوانگی دیکر اُنکے منہ پر خاک ڈالتی تھی کہ تو دیوانہ ہے مصرع
چہ نسبت خاک را با عالم پاک تو سلیمان وہ ہے کہ بہ نہایت حشمت اور بکمال تخت سلطنت پر
بیٹھا ہے اور ایک طائفہ کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ شخص دیو تھا اُسنے آپکو متشکل بصورت
حضرت کیا تھا اور حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت نبوی
بھوکے پیاسے ایک بنی اسرائیل کے دروازے پر آئے اور کنڈی کھڑکائی ایک عورت
نے اس گھر میں سے نکل کر پوچھا کہ تو کیا حاجت رکھتا ہے حضرت نے کہا میں چاہتا ہوں
کہ تو میری ضیافت کرے کہ میں بھوکا ہوں ضعیفہ نے کہا تو مرد مسافر ہے اور میرا خاوند گھر میں
نہیں ہے مرد بیگانہ کی مدارت نہیں کر سکتی مگر اتنا انتظار کر کہ وہ آجاوے اور اُسکے آنے تک
اس باغ میں کہ ہمارے گھر کے متصل ہے جا کہ وہان پانی بھی ہے اور میوہ بھی جب وہ
آویگا تو بخوبی شرط مہمان نوازی بجا لاویگا حضرت سلیمان اُس باغ میں گئے اور قدرے
پانی پیا اور کچھ میوہ تناول فرما کر سو گئے اُسوقت ایک مار سیاہ نکلا اور بالہام ربانی
حضرت سلیمان کو ہوا دیتا اور جب دیکھا کہ مکھیان حضرت کو تکلیف دیتی ہیں اُس باغ میں
سے ایک شاخ ریحان منہ میں لیکر مگس رانی کرنے لگا اس اثنا میں صاحب بستان اپنے
گھر میں آیا اُس عورت نے آنے مہمان سے مطلع کیا اُس شخص نے باغ میں آنکر دیکھا کہ ایک
دولتمند سوتا ہے اور ایک سانپ اُسکی خدمت میں مشغول ہے مشاہدہ اس حال سے متحیر ہوا
اور اپنی بی بی کو طلب کیا اور وہ امر عجیب اُسکو دکھایا غرض کہ جب مالک باغ حضرت کے
نزدیک پہونچا وہ سانپ اُسوقت چلا گیا اور اُس شخص نے آپکو جگا کر دلداری کی اور کہا
میں نے غریب و غربت تمھاری بسبب خدمت گذاری سانپ کے جو نزدیک خدا کے عزوجل
دیکھی آپکا معتقد ہوا ہوں اب یہ منزل خاص تمھارا دولت خانہ ہے یہان بآسائش رہیے
گھر میں ایک دختر جمیلہ رکھتا ہوں چاہتا ہوں کہ تمھارے سلک ازدواج میں کھینچوں التماس
میرا قبول کرو اور بہ فراغ بال بندہ خانے میں روز و شب گذارو حضرت سلیمان نے
اُسکا مسئول قبول کیا اور اُس دختر کو قید نکاح میں لائے اور تین شبانہ روز وہان

رہے چوتھے دن صاحب خانہ سے کہا کہ مدت مہمانی تمام ہوئی اب مجھکو یہ گوارا نہیں کہ تم
بنا بر تحصیل قوت میری کے زحمت میں رہو یہ بات کہکر گھر سے باہر نکلا اور کنارہ دریا پر جا کر
صیادوں کے ساتھ ملے اور صید ماہی میں انکی ہمراہی میں رہے تاوقتیکہ اُس محنت اور بلیت
سے نجات پائی اور کیفیت اس واقعہ کی اس طرح پر ہے کہ جب صخرہ جنی سریر سلیمانی
پر بیٹھا بہ تکلف بنی آدم کے ساتھ اختلاط کرتا تھا بیت

کند ہم جنس با ہمجنس پرواز | کبوتر با کبوتر باز با باز

اور اکثر اوقات مصاحبت اسکی بسبب میل طبعی اپنے ابنائے جنس سے رہتی تھی اور سبب اس
چالیس دن زمان حکومت میں خلاف شرع اور عقل اکثر حکم اُس سے صادر ہوتے تھے تو خلائق
نے امثال ان حرکات نالائق سے بدگمان ہوکر صورت حال بعرض آصف پہونچائی
اُسنے بھی یہی کہا کہ ظن غالب یہی ہے کہ یہ شخص حضرت نہیں ہے اور جب تک یہ معنی متحقق ہوا سنئے
ازدواج اور سراپائے حضرت نبوی پاس جاکر تفتیش حال کی بعد از استفسار انہوں نے کہا
کہ چند روز سے حضرت سلیمان علیہ السلام ہمارے پاس نہیں آئے آصف نے خلائق کو آگاہ کیا
کہ یہ خبیث سلیمان نہیں ہے بلکہ ایک دیو ہے کہ اسکی جائے پر قرار پکڑا ہے اور صخرہ ملعون نے
اثنائے جلوس میں کہ تخت عظمت پر بیٹھا تھا بالتماس سائر شیاطین سحر اور نیرنجات لکھکر اور یہ
خاتم سلیمانی مہر کر کر زیر پائے سریر اعلے پنہان کر دیے اور بعد از وفات حضرت نبوی شیاطین
نے وہ خرخرافات نکال کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ منسوب کیے اور بنی آدم میں شائع
اور ذائع ہوئے فذالک آیہ واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمٰن وما کفر سلیمان
ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر اور پیروی کرتے ہیں اُس چیز کی کہ پڑھتے ہیں
شیطان اوپر وقت سلیمان کے اور نہیں کفر کیا تھا سلیمان نے ولیکن شیطانوں نے کفر کیا
تھا سکھلاتے تھے لوگوں کو جادو اور تفسیر عزیزی میں تفسیر اسی آیہ وافی ہدایت کی میں اسطرح
پر لکھا ہے کہ جو حضرت سلیمانؑ نے جن وانس وطیور وغیرہ تحت حکم تھے اور مجموعاً حاضر خدمت
بابرکت آپکے رہتے تھے تو اختلاط آدمیوں کا جنوں کے ساتھ بے پردہ اُسوقت میں ہوتا تھا
کہ باہم نشست وبرخاست بخوف وہراس کرتے تھے تو اکثر شیاطین الجن بنا بر اظہار
تفاخر اپنے روبرو انسانات کے اعمال عجیبہ اور امور غریبہ ظاہر کرتے تھے اور افسونہائے
سریع التاثیر بسبب تعلیم اسمائی نبان اور شیاطین کے شرک صریح پر شامل تھے سامنے
آدمیوں کے پڑھتے اور اسمیں سے عجائب غیر متوقع وقوع میں آتے کسواسطے کہ بسبب
اصرار شیاطین الجن کسی کا پاؤں بند ہوتا اور کسی کی گردن لوٹتی اور کسی کے پیٹ

ہین ورد پیدا ہوتا اور جب وہ افسون آموختہ انکا پڑھتے تو فی الفور آرام ہو جاتا اور ایسے
امور کہ بمنزلہ خرق عادت جنون سے صادر ہوئے اکثر سفہا بہت معتقد اور فریفتہ ہوتے تھے
اور تعظیم اُن بتون اور پیشوایون شیاطین کی اُنکے دلون مین راسخ ہوتی اور علاوہ
ازین بعضی ازواحین خبیثہ فی الحقیقت ایسی ہوتی ہین کہ بالطبع مائل وپرستش اپنی دوست رکھتی
ہین اور چاہتے ہین کہ مردم ہماری طرف رجوع کرین اور پوجین اور انکو شیطان الجن کہلاتے
ہین بنابر ارتکاب شرک انکے نام بھی افسونون مین داخل کر کر آدمیون کو تعلیم کرتے اور
سجدہ کرنا اور ادار قربانی اور ادار واحون کے واسطے عمل مین لانا شرائط اعمال گردانتے تھے
اور افسانات بجہت ظہور آثار عجیب کفر وضلالت مین گرفتار ہوتے غرض کہ رفتہ
رفتہ ان افعال ذمیمہ اور اعمال خبیثہ کا ارتکاب عوام سے گذر کر تا بخواص پہونچا
اور عموماً بنی آدم مین رواج پایا تا آنکہ حضرت سلیمانؑ کو مفصل خبر اس اضلال وگمراہی کی
پہونچی حضرت نے آصف بن برخیا وزیر اعظم کو حکم کیا کہ شیاطین افسون خوان کو حاضر
اور جو کچھ انکے پاس اس قسم کے اعمال تسخیر سے ہو لکھوا کر زیر کرسی میری دفن
کر دے اور مین بعد تقید کرے کہ شیاطین وانسان یکجا بود وباش نکیا کرین اور آپسمین تعلیم
اور تعلیم سلوک نہ رکھین چنانچہ اس ضبط وربط حضرت سے تا زمان حیات آپ کے انسداد
اس رخنہ فساد کا رہا - ولیکن بعد از وفات حضرت سلیمانؑ اور آصف کے رہبر آدمیون
کے پھر شیاطین نے کہنا شروع کیا کہ حضرت اس قدر ثروت اور مملکت صرف بسبب علم
سحر کہ اُس سے تسخیر جن وانس اور طیور ووحوش حاصل ہوئی تھی وہ سب کتب اعمال جادوگری
اُنکی زیر کرسی مدفون ہین اب یہ مناسب ہے کہ اُس جگہ کو کھود کر اُن مکتوبات کو نکال لو
اور جو جو نوشتہ اُسکے عمل مین لاؤ تا مانند اُنکے تم بھی مسخر کرلو خلائق اور اظہار عجائب
اور غرائب پر قادر ہو بہر حال اُنکے اغوا سے لوگون نے وہ کتابین نکالین اور افسون
جو اُنمین لکھے تھے بادا سے شرائط پڑھے اور اُنسے بر آمد مقاصد جو بحسب خواہش
ہوئے تو اُنکے عقیدون مین فساد پڑا اور یہانتک نوبت پہونچی کہ تعلیم وتعلم علوم دینی اور
تلاوت توریت بالکل ترک ہوئی اور سب اکتساب علم سحر وافسونگری مین مصروف ہوئے
تب شیاطین کو یقین ہوا کہ یہ بخوبی گمراہ ہوئے اور کتب الٰہیہ سے سب نے اعراض کیا
انھون نے اولا بعض افسونون سے پہلو تہی کرنا شروع کیا اسواسطے ظہور آثار حسن کمی پیدا
ہونے لگی حتے کہ وہ فوائد دنیوی بالکل جاتی رہے اور فساد عقیدہ باقی رہا اسواسطے دین
یہود مین بہت فتور ہوئے پھر کیف جب اعیان مملکت اور اشراف بنی اسرائیل کو تنبیہ صحرہ یادرکن

جبرو پیدا ہوا تھا بر انکشاف اس امر مہم کے اسکے روبرو توریت پڑھنی شروع کی وہ ملعون طاقت
سننے اس کلام ملک العلام کی نہ لایا اسی وقت تخت پر سے غائب ہوگیا اور خاتم سلیمانی دریا میں ڈالدی
اور ایک مچھلی بامر الٰہی اسکو نگل گئی اور وہ مچھلی اس صیاد کے دام میں گرفتار ہوئی کہ حضرت سلیمان
اسکی معاونت کرتے تھے اور صیاد نے اس مچھلی کو عوض اجرت میں انکو دیدیا حضرت نبوی نے
ہنگام شب اپنے گھر میں مراجعت کی اور اس مچھلی کو اپنی بی بی کو دیا کہ بریان کر دو سو جب اس عورت نے
اس ماہی کے پیٹ کو چیرا ایک انگوٹھی اسکو نظر پڑی کہ اسکی چمک سے سارا گھر روشن ہوگیا اور وہ انگوٹھی
اپنی انگلی میں اپنی بی بی سے لیکر حضرت سلیمان نے پہن لی اسیوقت طوائف جن وانس اور وحوش وطیور
درگاہ سلطنت پناہ پر جمع ہوئے اور باوجود اسکے کہ ایسی خاتم ایسے دریا کے جنگل میں پڑی تھی محفوظ اور پوشیدہ
نہ ہوئی۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ جب حضرت سلیمان نے سریر حشمت پر قرار پکڑا دیووں کو حکم دیا کہ
صخرہ مارد کو پیدا کر کے حاضر کریں ہرگاہ اسکو موجود کیا موقف جلال سے فرمان واجب الامتثال
صادر ہوا کہ اسکو مع اسکے تابعوں کے مقید اور مغلول کر کے دریا میں ڈالدو وقال عز من قائل آیۃ
وآخرین مقرنین فی الاصفاد یعنے اور اور طرح کے جکڑے ہوئے بیچ زنجیروں کے وعن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرج فی آخر الزمان شیاطین اوثقہم سلیمان بن داؤد فی البحر
یجالسونکم ویعلمونکم سنن دینکم فلا تقبلوا منہم یعنے مروی ہے خواجہ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے بدرستی کہ تحقیق فرمایا قریب ہے کہ نکلیں بیچ ہو دین آخر زمانے میں شیاطین کہ قید کیا انکو
سلیمان بن داؤد نے بیچ دریا کے بیٹھیں گے تمہارے پاس اور سکھاوینگے تمکو سنن دین
تمہارے کے پس چاہیئے کہ نہ قبول کرو تم اُن سے کچھ خدا ترا باب بصائر پر مخفی نہ رہے کہ باوجود
اس کے کہ حدیث فتنہ سلیمان نے طول کھینچا لیکن ناگفتہ اور در ناسفتہ ارباب
میں بہت رہ گئے بیت

سخن دراز کشیدیم و ہمچنان باقیست | حدیث دلبر فتان و عاشق مفتون

اور تفسیر مدارک التنزیل اور زاہدی میں لکھا ہے کہ جو کچھ کہ مروی ہے درباب جاتے رہنے انگشتری
اور ہونے عبادت بت پرستی کے بیچ گھر حضرت سلیمان کے باطل اور اکاذیب بیہودہ ہیں
اور حدیث کہ فقیر اور محتاج پانسو برس پہلے امیر دولتمندوں سے بہشت میں آوینگے
اور ایک روایت ہے چالیس برس پہلے چنانچہ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان پانسو برس
یا چالیس برس بعد سب انبیا اور رسولوں کے جنت میں آوینگے اسواسطے کہ دنیا میں غنی تھے
اور خاتم النبیین محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع سب امت مرحومہ اپنی کے سب پیغمبروں
اور امتوں سے پہلے بہشت میں تشریف لاوینگے کسواسطے کہ دنیا میں فقیری اختیار کی تھی اور دعا کیا کرتے تھے

اللهم اجعلنی و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرة المساکین تھا اور صاحب کشف اور مدارک نے بیچ تفسیر
سورہ سبا کے لکھا ہے کہ جو بنا مسجد اقصےٰ حضرت داؤد نے بموجب وحی الٰہی بنا بلند ہونے
دیواروں کے بقدر قد آدم چھوڑ دی تھی آپ حضرت سلیمان با تمام اُس مسجد اور بنانے ایک شہر
کے حوالے بابل میں راغب ہوئے اور ہر ایک کو طوائف جن و انس سے بامر لائق مقرر کیا اور بیست
آہستہ وان جابکدست سنگ رخام سے ایک شہر کی بنیاد رکھوائی مشتمل بارہ سورہ اور ہر سورہ
کو باہم ایک سبط بنا کر وایا کہتے ہیں کہ ہر روز لاکھ سنگ تراش اُس شہر میں کام کرتا تھا اور تیس
ہزار آدمی پہاڑوں سے پتھر تراشتے تھے اور ستر ہزار آدمی اور اشتر پر وہ پتھر لاد کر شہر میں لاتے
تھے پھر تھوڑی مدت میں کہ وہ شہر بن چکا نام اوسکا بیت المقدس رکھا اور دیوؤں کو حکم کیا کہ انھوں
نے معدنوں سے جا کر لعل و یاقوت اور فیروزہ اور زبرجد اور چاندی اور سونا وغیرہ لانا شروع
کیا اور بعضوں کو بنابر تحصیل دُر و مروارید کے دریاؤں میں بھیجا اور ایک فوج کو بنا ر لانے سنگ
کے مامور کیا جب آلات و اسباب مہیا ہوئے سنگتراشوں نے انواع اور تختے بنائے اور کاریگروں
نے سنگ سفید اور زرد اور سبز باہمدگر ترتیب دیے کہ اس مسجد کی دیواریں مرتفع کیں اور ستون
اُس کے احجار شفاف اور صاف کے نصب کیے غرض کہ چھت اور در و دیوار مسجد کو با انواع
گوہرہائے قیمتی مرصع کیا کہ لمعان جواہر و زواہر سے وہ مسجد شب تاریک میں روز
روشن رکھتا تھا۔ حدیقۃ الاقالیم میں لکھا ہے کہ مسجد اقصےٰ جانب شرقی بیت المقدس
واقع ہے اور طول اُس مسجد کا سات سو چوراسی گز کا ہے اور عرض اُس کا چار سو پچپن گز اور
چھ سو چوراسی ستون رکھتی ہے اور ہر شب چار ہزار قندیل اُس جا روشن ہوتی تھیں اور
ہزار ہزار گز کے بوریے رومی ہر سال اُس کے فرش میں صرف ہوتے تھے اور سات سو فراش
اُس مسجد کی خدمت میں مصروف رہتے تھے اور پچاس خم زرین پانی سے بھرے ہوئے وہاں
رہتے اور چار سو منبر اُس میں تھے اور صحن مسجد میں ایک مصطبہ پانچ گز مرتفع ہے اور اسمیں ایک قبہ
عظیم ہے مثمن یعنے ہشت پہل کہ اس کو قبۃ الصخرہ کہتے ہیں اور اوس میں ایک پتھر ہے کہ اثر
قدم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس کے ایک کونے میں ظاہر ہے کہ آن حضرت
شب اسرے میں وہاں سے معراج کو تشریف لے گئے ہیں اور ایک طرف اُس سنگ
کا بموافقت پائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دس گز کے قریب زمین
سے بلند ہوا تھا کہ آن حضرت نے فرمایا قف یعنے ٹھہر جا وہ وہیں بحال خود معلق رہ گیا
اور محراب مریم اور محراب زکریا کہ نماز وہاں کرتے تھے اور کرسی حضرت سلیمان
کہ اوس پر خدا کو یاد کرتے تھے یہ سب وہاں تھیں القصہ مسجد اقصےٰ اول مسجد ہے کہ عالم دنیا میں نبی علیہ

قبلہ اول خانہ ہے کہ روے زمین پر طہارت پائی۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ تمام مسجد اقصیٰ مین
ایک بالشت زمین نہین ہے کہ اوسپر کسی پیغمبر نے نماز نہ پڑھی ہو یا کسی فرشتے نے مقام نہ کیا ہو محراب
داؤد علیہ السلام بیرون شہر ہے اور مقام خلیل علیہ السلام تیرہ میل پر واقع ہے اور
کہتے ہین کہ دو فرسنگ پر بیت المقدس سے ایک گاؤن ہے کہ اوسکو ناصرۃ الخیال کہتے ہین کہ ولادت
باسعادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہان ہوئی ہے اسی جہت سے ترسایون کو نصرانی کہتے ہین
اور بعضے کہتے ہین کہ ولادت حضرت عیسیٰ بیت اللحم مین کہ بیت المقدس سے چھ میل ہے واقع ہوئی
اور وہین سے حضرت آسمان پر تشریف فرما ہوئے مزارات بابرکات حضرت اور حضرت اسحاق اور
حضرت یعقوب اور حضرت یوسف اور سارہ خاتون وہین ہین مروی ہے کہ مسجد اقصیٰ قبلہ نبی
آدم تا زمان حضرت خاتم المرسلین علیہ الصلاۃ والسلام رہا اور بعد ہجرت مدینہ منورہ مین عین نماز
مین حکم تبدیل قبلہ نازل ہوا چنانچہ آن حضرت بطرف بیت اللہ متوجہ ہوئے تفصیل اسکی آن حضرت
کے قصے مین لکھی جاویگی بہرکیف اسی لحاظ سے خلیفہ اول نے عہد اسلام مین مسجد اقصیٰ کو سنگ و گچ
سے پیراستہ کیا اور ۴۹۲ھ ہجری مین فرنگیون نے اوس شہر پر غلبہ پاکر اہل اسلام کی محرابون کو
خراب کیا اور اکیانوے برس تک اپنے تصرف مین رکھا ۵۸۵ھ پانسو پچاسی ہجری مین آل ایوب
اوس کو حوزۂ اسلام مین لائے اور شعار اسلامی آشکار کیا اور لکھا ہے کہ بیت المقدس مہبط وحی
الٰہی اور محل توطن بنی اسرائیل رہا۔ اور کہتے ہین کہ بیت المقدس شہر مصر سے سترہ منزل کی
راہ ہے اور ان منزلون مین پانی نہین ہے مگر ایک کنوان آٹھوین منزل مین اور ایک
کنوان نزدیک بیت المقدس کہ ایک کونین سے یہ مقام سنگ پانچ کوس رہتا ہے۔ بالجملہ اوس
شہر کو عربی مین ایلیا کہتے ہین اور عجائب المخلوقات مین لکھا ہے کہ آخر زمانہ مین تمام عالم
خراب ہو جاویگا مگر مدینہ منورہ اور بیت المقدس اور قیامت مین آدمیون کا حشر اوسی کے جمع
مین کرینگے اور تاریخ ابو الفدا مین لکھا ہے کہ درمیان چوتھے سال جلوس کے ایار کے مہینے
مین ۲۹ سنہ موسوی مین تعمیر بیت المقدس کی موافق وصیت اپنے باپ کے حضرت سلیمان
علیہ السلام نے شروع کی اور سات برس تک چنائی ہوا کی مگر گیارہوین برس جلوس کے
درمیان آخر سنہ چھیالیس موسوی کے اوس کی تعمیر سے فراغت پا چکے تھے۔ یہ گھر جو حضرت
سلیمان علیہ السلام نے بنایا تھا اوس کا ارتفاع تیس گز طول ساٹھ گز عرض بیس گز تھا
اور باہر اوسکے فصیل سو گز مربع طیار کی تھی پھر حضرت سلیمان نے بیت المقدس
مین دار السلطنت بنائی اوسکی عمارت بہت مضبوط اور اس دار السلطنت کے بنانے مین بہت
کوشش فرمائی چنانچہ تیرہ برس مین وہ بھی درمیان چوبیسوین سال جلوس کے تیار ہونے کی

اپنے کلام اور بالاے صخرہ ایک گنبد بہت بلند بنایا اور اوسکا قبہ کو سرخ گندھک سے اندود کیا کہ بارہ کوس
تک اوسکی شعاع مین لوگ چلتے پھرتے تھے اور بعد فراغ عمارت حضرت سلیمانؑ نے جشن عظیم ترتیب
دیکر اشراف بنی اسرائیل کو جمع کیا اور فرمایا کہ یہ گھر اوسکا ہے جو کہ خالصًا مخلصًا بنا بر عبادت
اوسکی تعالی لا تقدس تیار ہوا چاہیے کہ ایک ساعت علماے ربانی اور طالبان علم الہی سے خالی
نہو سکا اور بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ مدتہا سے اسی طور پر برقرار رہا تا زمان بخت
نصر کہ پھر اوسنے خراب کیا اور سب جواہر اور لال سقف اور دیوار خانہ خدا کی اکھڑ اکھڑ کر اپنی دار الملک مین
لے گیا چنانچہ مفصلاً حال خرابی کا اور پھر جس جس نے کہ تعمیر کیا آئندہ لکھا جاویگا انشاء اللہ تعالی
القصہ ہنوز ایک برس کا کام باقی رہ گیا تھا کہ اجل حضرت سلیمان نزدیک پہونچی اور حق
تعالی نے اونکو آگاہ فرمایا ۔ اہل اخبار کہتے ہین کہ حضرت سلیمان کی ایک محراب تھی کہ اوسمین عبادت
باری تعالی کیا کرتے تھے اور ہر روز اوس صومعہ مین ایک درخت بایک نام غیب سے نمودار ہوتا تھا
تا آنکہ ایک دن ایک درخت بدستور صومعہ مین پیدا ہوا اوس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے
اوسنے کہا خرنوب فرمایا تیری کیا خاصیت ہے جواب دیا کہ خرابی ملک و سلطنت پس کہا سلیمان
نے پہچانا مین نے اوس وقت خالق موت وحیات نے وحی بھیجی کہ وفات نزدیک پہونچی ہے
چاہیے کہ باستعداد سفر آخرت مشغول ہو ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے شرائط وصیت پورا
کیا جو قابل لکھنے کے تھا لکھا اور پھر حق جل وعلا سے عرض کیا کہ خداوندا ابھی کچھ عمارت ایسا سبب
بزرگی کی باقی ہے پس چاہتا ہون کہ بالفعل میری موت جن وانس اور شیاطین پر پوشیدہ رہے
تا جو امور کہ انکے سپرد ہین با تمام پہونچا دین بعد ازین جانب سفر ناگزیر ہین کر اوس معبد مین کہ اونکے
واسطے جنون نے شیشہ کا بنایا تھا آئے اور اوسمین عصا پر کہ ہنگام درازی قیام وتکیہ کرتے تھے
اونکا فرمایا اور قابض ارواح نے روح مطہر ان کی قبض کی ۔ منقول ہے کہ اکثر حضرت سلیمان
صومعہ مین آتے اور بہت دنون تک عبادت میں مصروف رہتے اوس آوان مین کارکشتگان
حضرت مہمات مملکت اجرا کرتے اور شیاطین بسبب ہیبت ہنگام طاعت حضرت کیطرف
نہ دیکھ سکتے تھے ۔ نوبت آخر کو معبد مین آ گئے اور وقت حیات متقاضی اجل کو تفویض کی بدستور
متکی عصا پر کھڑے رہے اور جو کوئی دیکھتا یہی گمان کرتا کہ بنا بر اداے فریضہ کے
ایستادہ ہین لیکن جب توقف حضرت نے درجہ اعتدال سے تجاوز کیا جنون کی خاطر
مین وسوسہ پڑا کہ اتنی توقف مدت دراز کا عبادت مین کیا باعث ہے بنا بر تفحص احوال ایک
جن عمارت میں سے روزن صومعہ سے آن کر دوسرے سوراخ سے نکل گیا اور بر خلاف سابق
لبیک بیٹھنے سننے آواز قرات کی سب شیاطین سے کہا کہ عجب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے رحلت کی اور

تا آنکہ اس امر پر یقین حاصل ہووے ایک عرضہ یعنے چوب خوارہ کہ آب و گل اُسکی غذا ہے اور ہندی مین اوسکو دیمک کہتے ہین اُس سوراخ مین چھوڑ دیا تا جس عصا پر کہ حضرت تکیہ کیے ہوئے ہین وہ اُسے کھا کر سوراخ دار کرے اور ایک طائفہ کہتا ہے کہ خود بخود بدون اشارت شیاطین اوس عصا کو دیمک نے کھانا شروع کیا اور بعد از ایک سال وہ عصا ٹوٹا اور جسد مبارک گر پڑا اور شیاطین نے اِس حال پر اطلاع پا کر خبر وفات آپکی اطراف عالم مین مشہور کی اور تفسیر زاہدی مین لکھا ہے کہ حضرت سلیمان ایک دن اپنی عبادت گاہ مین کھڑے ہوئے تھے کہ ناگاہ ملک الموت آیا حضرت سلیمانؑ نے پوچھا کہ میرے دیکھنے کو آیا ہے یا روح قبض کرنیکو کہا قبض روح کو حضرت نے کہا اتنی فرصت دے کہ گھر جا کر اپنی اہل کو وداع کر دون عرض کیا کہ فرمان نہین ہے کہا اتنی فرصت دے کہ کسی کو اپنا خلیفہ کر دون کہا حکم نہین پھر کہا اجازت دے کہ مین بیٹھ جاؤن کہا یہ بھی فرمان نہین پوچھا پھر کسطرح سے فرمان ہے کہا اسیطرح جس حال کہ تم اسوقت ہو سینہ عصا پر رکھکر تکیہ کیے آپ نے روبقبلہ عصا پر تکیہ کیا اور ملک الموت نے بہیئت کذائی جان قبض کی ولیکن ایک برس تک اسی حال پر وہ کھڑے رہے اور حضرت کے ہاتھ بیٹے سے کام کیا کیے اور دیو جب آتے تھے اور دور سے دیکھتے تھے کہ محراب مین کھڑے ہوئے ہین کہتے تھے کہ بڑی لمبی عبادت کے واسطے کھڑے ہوئے ہین لیکن کسی کی طاقت اور مجال نہ تھی کہ حضرت کے قریب آتا بعد ایک سال کے زمین پر گر پڑے اُن سبکو موت معلوم ہوئی جن اور دیو اسیوقت جنگل اور پہاڑون مین بھاگ گئے اور بفرمان الٰہی ایک ہوا آئی اور حضرت سلیمان کا تخت لے گئی معالم اور انوار التنزیل مین مین نمل مین لکھا ہے کہ عمر حضرت سلیمان کی ترپن برس کی تھی۔ اور بستان فقیہ ابو اللیث مین کعب الاحبار نے نقل کی ہے کہ اسی برس کی عمر تھی۔ اور تربت بیت المقدس مین ہے اور کہتے ہین کہ حکمت اخفاے موت حضرت سلیمان علیہ السلام مین یہ تھی کہ بنی آدم جنابر ادعاے شیاطین گمان کرتے تھے کہ یہ امور مخفیہ اور خفایاے غیبیہ پر اطلاع رکھتے ہین جب حضرت سلیمان نے بسراے آخرت انتقال فرمایا یہ واقعہ عقلی ایک برس تک پوشیدہ رہا خلق کو یقین ہوا کہ وہ غلط تھے اپنے دعوے مین کاذب تھا قال جل ذکرہ فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المہین یعنی جب گر پڑا جانا جنون نے یہ اگر ہوتے جانتے غیب کو نہین رہتے بیچ عذاب ذلیل کرنے والے واللہ اعلم بحقائق الامور والاحوال فصل چوتھی ذکر حضرت لقمان مین روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ باوجود اسکے کہ اکثر کتب تواریخ سے مستفاد ہوتا ہے کہ لقمان پیغمبر نہ تھے لیکن جو ہمیشہ ملازمت حضرت داؤد علیہ السلام مین رہتے اور آثار غریبہ اُن سے صدور پاتے تھے اور معہذا بار بعضا لے نے انکو مخبر کیا اتصال درمیان نبوت اور حکمت کے ائمہ اخبار نے درمیان احوال انبیا علیہم السلام کے ایراد کیے ہین بنظر اس بات کے کہ باری تعالیٰ و تقدس نے انکو اختیار دیا تھا بیچ قبول کرنے حکمت نبوت کے اور بسبب رضا انکی بخشی انکو حکمت اور ذکر کیا انکو بطور انبیا علیہم السلام فرقان مجید مین قال اللہ تعالیٰ ولقد آتینا لقمان الحکمۃ یعنی البتہ تحقیق دی ہمنے لقمان کو

حکمت اور جائے دیگر فرمایا آیۃ میں یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا یعنے جس کسی کو دی ہمنے حکمت پس عطا کی
ہمنے نکوئی بہت تاریخ حکما مین لکھا ہے کہ لقمان ایک مرد سیہ فام سے دیار نوبہ سے کہ داخل ولایت
حبش ہے مملوک بعضے از اعراب پیشین کہ زمین شام مین توطن رکھتے تھے اور انھین شہرون مین تعلیم
علوم اور تہذیب اخلاق حاصل کی اور بعضے کہتے ہین کہ وہ بندہ سیاہ رنگ غلیظ لب فراخ قدم کہ رمے
اغنام مین مصروف تھا بعد از عہد بعید و زمان طویل اس شخص نے کہ آوان شبابی مین رفیق ان کا تھا
دیکھا کہ جماعت کثیر مجلس لقمان مین مجتمع ہوکر استماع مسائل حکمی سے بہرہ ور ہوتے ہین اس رفیق نے
انسے پوچھا کہ تو وہ ہے کہ میرے ساتھ گوسفند چرانے مین شرکت رکھتا تھا کہا ہان اُسنے پوچھا کون سی خصلت
سے مرتبہ تیرا ایسا بلند ہوا جواب دیا کہ صدق حدیث اور ادائے امانت سے اور احتراز اس شخص
سے کہ میرے کام مین نہ آوے اور اسکے سکنے سے کچھ مجکو فائدہ نہ ہووے اور یہ قول دیگر ایک شخص
نے بنی اسرائیل سے لقمان کو ساتھ تیس مثقال طلا کے خریدا تھا واسطے خواجہ کے ہمیشہ کشتی کرتا تھا
ایک روز خواجہ لقمان ساتھ ایک کے ہم نشینون نامناسب اوپر کنارے رود کے نرد کھیلتا تھا اس
اقرار پر کہ جو کوئی مغلوب ہو آب رود یہ تمام پیجاوے یا نصف مال اپنا تسلیم حریف غالب کرے
اتفاقاً خواجہ لقمان مغلوب ہوا اور خصم نے اسکو اوپر پینے آب رود کے الزام کیا اور خواجہ بسبب عدم قدرت
کے اس سے عذر دار ہوکر ساتھ تسلیم نصف مال کے راضی ہوا لیکن مہلت طلب کی کہ اگر جواب باصواب
پایا اور کوئی عذر مسموع نہ کہے تو نصف مال تواضع کرے خواجہ اپنے گھر مین آیا اور اس شب کو بدترین حال
سے روز کیا صبح کو لقمان بدستور معہود بار ہیمہ گھر کے لاکے واسطے سلام خواجہ کے گیا اسکو غمگین
اور اندیشہ ناک پایا پوچھا کہ سبب اندوہ کا کیا ہے خواجہ نے منہ پھیرا اور بجواب التفات نہ کیا لقمان نے
مکرر کہا کہ اعراض کی کیا وجہ ہے ارشاد کیجیے کوئی مہم ایسی ہووے کہ علاج اسکا میرے ہاتھ پر خواجہ نے
صورت واقعی بیان کی لقمان نے فرمایا کہ سہل ہے مین تمہارے یہ کنارہ رود چل کر خصم کو مغلوب کرونگا
جب چاہیے واسطے تقاضا سے مال کے آیا لقمان نے کہا مین تیرے ساتھ موضع موعود پر چلتا ہون چنانچہ
تینون شخص جانب رود روان ہوے جب وہان پہونچے لقمان نے خصم سے پوچھا کہ تو اگر خواجہ میرے
کو تکلیف دیتا ہے کہ وہ آب کل وقت نرد بازی کے جاری تھا پی لے تو اسکو حاضر کر اور اگر کہتا ہے
کہ وہ آب کہ بالفعل درمیان دو کنارے رود کے روان ہے پینا چاہیے اس بات کو ذرا ٹھہر کہ تا بموجب
فرمودے کے عمل کرے اور اگر مقصود پینا اس آب کا کہ بالاتر اس موضع سے ہے تو اسکو محفوظ رکھ تا اس آب
مین مخلوط نہووے تو خواجہ اسکے پینے پر اقدام کرے اور یہ بات مقرر ہے کہ خواجہ نے تجھ سے شرط نہین کی ہے
کہ جو آب کہ اول دنیا سے دنیا تک آتا ہے پس خصم غالب استماع ان کلمات سے متحیر رہ کر مغلوب ہوا اور اسقدر
جدال کی کہ بلطائف الحیل خواجہ کو دست خصم سے خلاص کیا اور خواجہ نے بہ شکرانہ اس خدمت کی لقمان کو

آزاد

آزاد کیا اول جو چیز کہ عقل و حکمت اُسکی سے لوگون مین شہرت پذیر ہوئی یہ نکتہ تھا اور ایک گروہ بیان کرتا ہے کہ سبب آزادی لقمان کا یہ تھا کہ خواجہ نے اُسکو کہا کہ ایک گوسفند ذبح کر اور بہترین اعضا اُس کے میرے پاس لا لقمان بموجب حکم عمل کر کے دل کو زبان گوسفند پر رکھکر خواجہ پاس لے گیا بعد چند روز کے پھر اُسکو ذبح گوسفند مامور کیا اور بدترین اعضا اُسکے طلب کیے لقمان نے بدستور اول دل و زبان جدا جدا بیچ نظر خواجہ کے گذرانا خواجہ نے کیفیت اس امر کی استفسار کی لقمان نے جواب دیا کہ ہرگاہ زبان اقوال ناشائستہ اور دل اوصاف ناپسندیدہ سے پاک اور بری ہو اور ایک دوسرے کی مخالفت نہ ہو تو خردمند اُسکو بہترین اعضا گنتے ہین والا یہی دونون بدترین اعضا ہین اور بعضون نے کہا ہے سبب آزادی اُنکا یہ تھا کہ خواجہ نے اُنکو کہا کہ فلانی زمین مین گندم بو دے لقمان نے جو بو دیے تو خواجہ وقت ادراک محصول کے برسر مزرعہ گیا دیکھا کہ جو مزروع ہے لقمان کو کہا کہ کیون ایسا کیا تو نے کہا ہان تو نے کہا تھا کہ گندم بو مین نے جو اس سبب سے بو دیے کہ تصور کیا مین نے کہ گندم حاصل ہووے خواجہ نے کہا کہ منشا اس تصور باطل کا کیا ہے انھون نے کہا کہ جو تمکو دیکھا مین نے کہ باوجود افعال ناقصہ اور اعمال سیہ کے امیدوار رہتے ہو کہ حضرت باری جل ذکرہ اوپر تمہارے رحمت کرے اور بروضۂ رضوان مین تمکو جگہ دے اندیشہ کیا مین نے کہ اگر افعال ناپسندیدہ منتج مغفرت اور وصول جنت کے ہین تو ممکن ہے کہ گندم اُگے خواجہ کو اس حدیث سے انتباہ حاصل ہوا اور رقم حریت کی اوپر صفحۂ حال اُنکی کے کھینچی اور اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ بیچ السنہ کے دائر اور درمیان افواہ کے سائر ہے کہ حضرت قادر مختار نے لقمان کو درمیان نبوت اور حکمت کے مخیر کیا تھا اُنھون نے حکمت اختیار کی تھی۔ بعضے اہل اخبار کہتے ہین کہ اُن کو میان دعوت بدین موسیٰ علیہ السلام کے اور حکمت کے مخیر کیا اور انھون نے شق ثانی اختیار کی اور وہ زمرۂ فضلا اُنکی نبوت کا اعتقاد رکھتے ہین اور اُنکو انبیاء مرسل سے گنتے ہین۔ کہتے ہین لقمان پیوستہ بخدمت داؤد علیہ السلام کے جاتے تھے اور جواہر مسائل حکمت معدن نبوت سے اقتباس کرتے ایک دن دیکھا کہ آہن سرد کو بغرض اُس سے حصول زرہ تھی سبب حرارت آتش کے مانند موم کے نرم کرتے تھے اور حلقہ زرہ کے بناتے لقمان نے کہ کبھی یہ صورت نہ دیکھی تھی اُس امر سے متعجب ہوئے لیکن کیفیت حال احتیاطاً استفسار نہ کی جب حضرت داؤد علیہ السلام جوشن تمام کر کے اُٹھے اور پہن کر بہ زبان سریانی فرمایا نیکو زرہ ہے اور محکم حصین واسطے روز جنگ کے ہے انھون نے بے ذلت سوال کے حقیقت حال معلوم کی اپنے دل مین کہا الصمت خیر حکمة و قلیل فاعلہ۔ یعنے خموشی بہترین حکمتون کی ہے اور کم لوگ ساتھ اُسکے قیام کرتے ہین روایت کی ہے کہ ایک روز ملائکہ در وقت قیلولہ بہ خانۂ لقمان آئے اور سلام کیا انھون نے آواز اُنکی سنی اور صورت نہ دیکھی جواب سلام کا دیکر پوچھا تم کون لوگ ہو انھون نے کہا ہم فرشتے پروردگار تیرے کے ہین۔ اور آئے ہین ہم کہ تجکو روئے زمین مین خلیفہ کرین ہم

تا براستی میان خلائق حکم کرے انھون نے جواب دیا کہ اگر باری عزشانہٗ نے بسبیل حتم کے فرمایا ہے
کہ مراسم خلافت پر قیام کرون بغیر اطاعت و انقیاد چارہ نہین اور اگر مجھکو مختار کیا ہے
تو مین عافیت اختیار کرتا ہون فرشتون نے پوچھا کہ منصب خلافت کس واسطے مکروہ طبع تیرے
کا ہے جواب دیا کہ منصب ریاست طریق صعب المسلک ہے اور مقام حدوث مہالک اگر حاکم بحق
حکم نہ کرے مخذول ہے اور اگر جانب راستی کے رعایت رکھے بیچ دنیا کے مغبون ہے اور جو کوئی دنیا
مین ذلیل و حقیر گمنام ہے بیچ راحت کے اور قیامت مین محفوظ رہیگا آفت سے اور جو کہ اس جہان
کو اس جہان پر اختیار کرے خسران دنیا و آخرت اُسکے نصیب ہوگا کسواسطے کہ نعمت اس جہان کی بزودی
زائل ہوگی اور وبال اُسکی گردن پر رہیگا آخرت مین مواقب ہوتا ہے ملائکہ حسن مقال اور لطف تقریر اُنکی سے
متعجب ہوئے اور یہ صورت بعنوان لائق معروض بارگاہ کبریائی کی چنانچہ مستحسن اور مقبول درگاہ صمدیت
ہوئی لقمان امر خطیر ریاست اور آسیب فتنہ حکومت سے معاف ہوگئے اور جو شب آئی ابواب حکمت
ضمیر منیر آن کے پر مفتوح ہوگئے اور دریا بیچ علم لدنی بیچ گلستان خاطر اشراف اُنکی کے جاری ہوئے
صبح کو کہ جامہ خواب سے اُٹھے حکیم ترین زمان اپنے تھے اور بعد ازان کہ لقمان نے حکومت سے
استعفا کیا خلافت بہ حضرت داؤد علیہ السّلام حوالہ ہوئی جناب حکمت مآب بہ زیارت حضرت نبوی کے
بہت آتے تھے اور گاہ گاہ حضرت انکو خطاب کرتے طوبیٰ لک یا لقمان اوتیت الحکمۃ وصرفت عنک البلیۃ
یعنے خوشی ہو جیو واسطے تیرے اے لقمان کہ دیا گیا تو حکمت اور پھیری گئی تجھ سے بلا۔ اہل تاریخ معتبر نے لکھا ہے
کہ عطا اور احسان خواجہ سے کہ انکو آزاد کیا تھا اتنا مال انکے ہاتھ آیا کہ اُس سے تجارت کرتے اور سبب کفیل
اور رہن کے لوگون کو قرض دیتے تھے اور انھون نے ایک کو اپنے بیٹون مین سے واسطے جمع کرنے
دیوون کے مقرر کیا تھا۔ منقول ہے کہ ایکبار بیٹے کو واسطے اسی کام کے ایک ولایت کو بھیجا اور وصیت
کی کہ اس راہ مین ایک درخت ملیگا کہ نیچے اُسکے ایک چشمہ ہے وہان ٹھہرنا اور اُس چشمہ سے پانی نہ پینا
اور نیز اثناے مسافت کے عبور تیرا ایک شہر پر ہوگا کہ رئیس اُسکا دختر اپنی کو تیری زوجیت مین دیگا
زنہار اُسکی تزویج پر راضی نہونا اور قلاق ولایت کہ رئیس اُسکا مدیون ہمارا ہے اور ایک قصر لب دریا
رکھتا ہے بسبب التماس اُسکے بیچ منزل اُسکی کے قیام نہ کرنا اور رات کو وہان نہ رہنا بعد وصایا کے فرمایا
کہ اگر اس سفر مین کوئی شخص بزرگ تر تجھسے مصاحب تیرا ہووے اور کسی امر کو اشارت کرے خلاف اُسکی
جائز نہ رکھنا یہ کہکر اُسکو رخصت کیا اور کہا اصبحك الله السلامة یعنے صبح کرے اللہ تجھکو بہ سلامت چنانچہ اُدھر
کو روانہ ہوا بعد قطع اندک مسافت کے ایک پیر روشن ضمیر آیا اور التماس مرافقت کی کی اُسنے قبول کیا
دونون روان ہوے اور وقت نماز پیشین کے نزدیک ایک درخت کے پہونچے سبز و خرم نیچے اُسکے
ایک چشمہ اُس پیر مرد نے کہا کہ یہان اُترنا فرحت ہوا مین یہان سے کوچ کرینگے پسر لقمان نے جواب دیا

کہ میرے باپ نے نزول اس موضع سے ممانعت کی ہے پیر نے کہا کہ یہ وصیت عبث کی ہے کہ سخن بزرگ تم
کو اپنے سے بہتر رضا اصغا کرنا کہا البتہ یہ بھی فرمایا ہے پھر بلحاظ تعمیل ارشاد پدر بہ سبب مرضی پیر و اس جگہ
نزول کیا اور بخیال خواب میں گیا پیر اسکی حراست کرتا تھا کہ ناگاہ ایک سانپ درخت سے اترا اور منہ
سونے والے کا ہوا پیر نے بضرب عصا مار کو مارا اور جب جوان بیدار ہوا اس سے پوچھا کہ تو جانتا
ہے کہ نعمان نے یہاں کے نزول سے کیوں منع کیا تھا جوان نے کہا میں نہیں جانتا تم بتاؤ پیر نے کہا
اس واسطے کہ جو اس جگہ اترتا تھا پہلے یہ آسائش مشغول ہوتا تھا یہ سانپ کہ جسکو کشتہ دیکھا ہے
تو اسکو ہلاک کرتا تھا آپ بلطف ایزدی سے شر اسکے کو کفایت کی میں نے پھر سر اسکا جدا
کر کے کپڑے میں لپیٹ کر گٹھے میں رکھا اور روانہ ہوئے اور بیچ ایک شہر کے جو پہونچے تھا ایک رئیس
میں گئے اُسنے بعد اقامت لوازم ضیافت کے دختر اپنی کو بہ زر و زیور آراستہ کر کے آگے پسر لقمان
کے جلوہ دیا تا قید نکاح میں لاوے پسر لقمان نے ابا و انکار کیا پیر نے پوچھا کہ کیوں اس کو عقد میں
لا کر تو اسوال پر تو متصرف نہیں ہوتا کہا میرے باپ نے اس تزویج سے نہی کی ہے پیر نے
کہا مسلّم ہے لیکن یہ بھی تو وصیت کی ہے کہ کلان تم اپنے کی رضا سے مخالفت نہ کرنا جوان نے
کہا البتہ پیر نے کہا میں ایسا صواب جانتا ہوں کہ اس مناکحت پر رضا دے چنانچہ پسر لقمان نے
عقد کیا پیر نے سر مار جوان کو دیا اور کہا چاہیئے کہ قبل از مباشرت اُس کو آگ پر رکھکر اُس عورت
کو کہہ کہ اپنے دامن کو اسپر محیط کرے اسطرح کہ دود اسکا اسافل بدن اسکے کو پہونچے اُسنے بموجب
اسکے عمل کیا جو دود یہ موضع مخصوص دختر کے پہونچا دو ایک فریاد ہولناک کر کے بیہوش ہو گئی اور کیڑے
بڑے بڑے اندام نہانی اُسکے سے بہ تاثیر بخور گر پڑے اُس عورت نے بعد کچھ دیر کے افاقت
پائی اور شب ہمکنار پاس کو گذاری صباح پیر نے جوان سے احوال شب استفسار کیا اُس نے صورت
واقعہ بیان کی پیر نے کہا تھی باپ تیرے کی نہی اس تزویج سے اسی سبب تھی کہ جو کوئی اس
دختر کو عقد میں لا کر مجامعت کرتا تھا یہ کرم عضو مخصوص اسکے کو کاٹتے اور ہلاک کرتے تھے بعد از
چند روز کہ جوان نے وہاں اقامت کر کے رخصت ہو کر مع اُس پیر مرشد کے اوس طرف کہ باپ
نے نامزد کیا تھا روانہ ہوا اور ساحل بحر پہ بیچ قصر رئیس مدیون کے پہونچے اُسنے پسر
لقمان کا احترام کر کے کہا کہ یہاں فروکش ہو کر آج کی رات بیچ راحت آسائش کیجیئے کل حق تمہارا
ادا کرونگا بنابر وصیت پدر کے اول اوس نے انکار کیا بعد بدستور سابق باشارہ پیر مرد فروکش
ہوا میزبان نے خوب ضیافت کر کے وجہ قرض حاضر لایا اور کہا شب کو اس گھر
میں خواب کیجیئے صباح کو یہ مال جہاں چاہیئے لیجایئے اور عادت اس غدار نابکار کی یہ تھی کہ
قرضخواہوں اور امثال انکے سے جو کوئی شب کو وہاں رہتا تھا اوس کے

ایک مکان مین کہ مشرف لب دریا تھا دریا تھا پلنگ پر سلادیا تھا اور جب وہ مہمان اوس سریر پر مست خواب ہوتا تھا ظلمت لیل مین وہ تیرہ دل ساتھ ایک معتمد کے آن کر اوس بچپارہ کو دریا مین ڈال دیتا تھا۔ پسر لقمان نے وہان توقف کیا اور میزبان نے بدستور سابق لاکر اوس مکان مین رکھا اور واسطے پسر اپنے کے بھی ایک سریر حاضر کیا جب پسر لقمان اور پسر میزبان دونون خواب مین سوئے پہر بیدار دل نے جوان کو خواب سے بیدار کرکے سریر اوس کے کو اوس جگہ سے اٹھاکر بجاے سریر رئیس مدیون کے لے گیا اور باتفاق سریر پسر رئیس کو اوٹھا کر بجاے پسر لقمان کے رکھا اوس بے دیانت شب تیرہ مین ساتھ ایک خواص اپنے کے آن کر سریر پسر اپنے کو بخیال سریر مہمان کے بعادت معہود دریا مین ڈالا اور شاد کام گھر مین مراجعت کی بامداد کہ پسر لقمان واسطے اخذ مال کے بدر قصر رئیس کے گیا وہ متحیر اور مبہوت ہوا اور خجل اور شرمسار اور اندوہناک ہوکر بوجہ فرض تسلیم کی اپنے مال و منال ساتھ دختر رئیس اول اور مال بسیار کے خدمت پدر مین مراجعت کی مروی ہے کہ جو بہمہ اہل قناعت حضرت لقمان ریاضت کش اور عبادت مین سخت کوش اور لاغر اندام اور سیہ فام تھے ایک مرتبہ بحسب اتفاق ایک دولتمند کا غلام ہمشکل ان کے گم ہوا تھا اوسنے اپنا بندہ زرخرید انکو سمجھکر اثناے راہ مین گرفتار کیا اور انھون نے بسبب عادت مصابرت اوس کی اطاعت قبول کی اور مدت یک سال کامل بموجب حکم اوس کے کام عمارت مین مصروف رہے بعد اوس کے کہ غلام اوسکا بہم پہونچا وہ دولتمند نہایت نادم و پشیمان اپنے اشتباہ اور اون کی گرفتاری سے ہوا اونھون نے اوس کو طرفہ جواب معقول دیا کہ شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے اوسے منظوم کیا ہے

حکایت

شنیدم کہ لقمان سیہ فام بود　　نہ تن پرور و نازک اندام بود
یکی بندۂ خویش پنداشتش　　زبون دید درکار گل داشتش
جفا دید و با جور و قہرش بساخت　　بسالے سرائے ز بہرش بساخت
چو پیش آمدش بندۂ رفتہ باز　　ز لقمانش آمد نہیبے فراز
بپایش درافتاد و پوزش نمود　　بخندید لقمان کہ پوزش چہ سود
بسالے ز جورش جگر خون کنم　　بیک ساعت از دل بدر چون کنم
ولے ہم ببخشایم اے نیک مرد　　کہ سود تو ما را زیانے نکرد
تو آباد کردی شبستان خویش　　مرا حکمت و معرفت گشت بیش
غلامیست در خیلم اے نیک بخت　　کہ فرمایمش وقتہا کار سخت

	دگر رہ نیاز ارکشش سخت دل		چو باد آید سبستہ کار تنگ شد	
	ہر آنکس کہ جور بزرگان نبرد		نسوزد دلش بر ضعیفان خرد	

کہتے ہیں کہ آخر ایام حیات میں خلق سے کنارہ پکڑ کر درمیان رملہ بیت المقدس کے بسر کرتے چنانچہ پسر اپنے کو بطریق نصائح یہ کلمات فرمائے پیوستہ صبر و یقین اور مجاہدہ نفس کو شعار و دثار اپنا کرکے ہر وقت ارتکاب محرمات نہ کرے تو اور دنیا میں زاہد ہووے تو اور مصائب کو خوار رکھے تو کوئی چیز نزدیک تیرے محبوب تر وصول نعیم آخرت سے نہو گی دنیا سے ساتھ اندک کے راضی ہو اور برزق مقرر قناعت کر اور چشم اوپر روزی دوسرون کے مت ڈال تو رنجیدہ کرنے نفس اپنے سے سلامت رہے اور طعام سے گرسنہ اور حکمت سے سیر ہو اور لوگون سے سخت اور درشت مت کہو اور بہت متفکر رہو اور خاموشی کو شعار اپنا کر تو شر زبان سے امین ہووے تو اور لوگون سے اوس چیز میں کہ تیری ذات میں موجود نہو اور اوس سے تعریف تیری کرین اوسکا کہنے سے مغرور مت ہو کہ ساتھ کہنے جاہل کے ہرگز ہرگز ٹھیکرا موتی نہین ہوتی ساتھ زبردستون کے منازعت نکر اور زبردستون کو ضمیر جان شفا کی سکوت سے مدد اور معاونت طلب کر اور بیچ تضیع حال اور دون اور اصلاح حال اپنے کے مت کوشش کر مال تیرا وہ ہے کہ ذخیرہ آخرت کرے تو نہ یہ کہ میراث واسطے دوسرون کے چھوڑ جاوے تو اے پسر زبان بد اور درشت ان کے سے خدا سے ڈر اسلئے پناہ پکڑ اور زبان نیک سے بھی پرہیز رکھ کہ منازعت ان کی طرف شر ہو لیجاتی ہے اور جو چاہے تو کہ کسی سے عقد اخوت منعقد کرے اور اوس کو دوست اپنا بنادے تو کہ شدت در فاقہ اور شر و خیر میں تیرے کام آوے اوسکو خشم میں لا اگر حالت غضب میں اوس کو منصف پاوے طرف دوستی اور برادری اوس کی کے میل کر ورنہ پرہیز رکھ اور سوء ظن کو اپنے اوپر غالب کر کہ یہ توہم تجھ کو کسی دوست کے ساتھ ہیچ نہ چھوڑے گا اور کشادہ ابرو رہنا اور تبسم اور ابتدائے سلام اور سبکروی معاملات میں اور ترک غضب کو واسطہ محبت اور رابطہ مودت کا جان حسن تدبیر با کفاف بہتر ہے بسیار سے اسراف سے تاریخ حکمائے فلاسفہ میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ لوگ حضور فیض حضرت داؤد علیہ السلام میں گفتگو کرتے تھے اور لقمان نے کہا کچھ خوبی سے تھے حضرت داؤد نے کہا اے لقمان جس طرح لوگ گفتگو کرتے ہیں تو کیون نہین کرتا مگر ذکر روز جزا لقمان نے کہا کچھ خوبی بیچ کلام کے نہین ہے مگر ذکر خدا اور کوئی چیز بیچ خاموشی کے نہین ہے مگر روز جزا اور ظاہر ہے کہ یہ لوگ اگر ذکر خدا کرتے ہوتے تو مین ان کی ہمراہی کرتا کلام دنیاوی سے غیر از نقصان کچھ مفاد نہین اس لیے سکوت میں متفکر خوف روز رستخیز ہون

رہتا ہون۔ اور کہا کہ صاحب دین کو چاہیے کہ بہ آہستگی بآرام سے بسر کرے اور متواضع اور
قانع اور بہ قضائے الٰہی خوشنود ہووے محبت دنیا کی دل سے دور اور خواہشون نفسانی
کو ترک کرے اور چیزون سے کہ زود فانی ہووین نفس دور رکھے جو کام کہ پشیمانی انجام
ہو نہ کرے مرنے سے ڈرے اور ڈراوے راحت خلق طلب کرے تعب اور مشقت اپنے
اوپر رکھے حضرت داؤد نے اُنکو تحسین کی اور حال اُسکے سے تعجب کیا بعد ازان یہ بوڑھے
تھے حضرت نے کہا کہ عقل تمہاری کس قدر باقی ہے کہا اس قدر کہ آپکو ان چیزون
سے کہ کام مین نہ آوین نگاہ رکھون مین اور اوس چیز پر کہ تجکو کفایت کرے قناعت
کرون مین۔ کہتے ہین کہ حق تعالے نے مال ان کو بہت دیا تھا اور یہ بھی مانند داؤد کے
ہاتھ کھول کر خیرات بہت کرتے تھے جو کوئی ان سے قرض لیتا تھا بدون گرو اور بے ضامن
اور بے سود دیتے تھے اور دیتے وقت بھی کہتے کہ یہ امانت حق تعالے کی ہے لو اور وقت
موعود پر ادا کرو اور آخر عمر مین سب ارادہ خدا مین دیگر عبادات اور گوشہ گیری اور تنہائی مین
مشغول رہتے تا بہ رحمت الٰہی واصل ہوئے اور بیچ شہر رملہ کے مضافات فلسطین کے مدفون
ہوئے۔ پوشیدہ نرہے کہ خالق مطلق نے نعمت حسن مقال اور دولت
خوش بیانی سے حضرت لقمان کو بہت بہرہ ور کیا تھا تو بہ اینکہ اکثر پند و موعظت مین
معروف رہتے اور آرزوے حکمت بیشتر ان سے کلام نصیحت سرزد ہوتے تھے اُسے مردم ہر ایک
سرگردان بیہ ضلالت رو بہ راہ ہدایت لاتے تھے اور اس باب مین ایسی تقریر دلپذیر ان کی تھی کہ
باری تعالے و تقدس نے ان کی روش نصیحت پسند کی اور حکایتاً اوس کو قرآن مجید فرمایا
اور اوس سورہ کو موسوم بنام اون کے گردانا اول پہلی نصیحت کو ارشاد کیا اور وہ یہ ہے
آیۃ واذ قال لقمان لابنہ وھو یعظہ یا بنیّ لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم
۵ ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن وفصالہ فی عامین ان اشکر لی و
لوالدیک الی المصیر ۵ وان جاھداک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعہما و
صاحبہما فی الدنیا معروفا واتبع سبیل من اناب الی ثم الی مرجعکم فانبئکم بما کنتم تعملون ۵
ترجمہ یعنے اور جسوقت کہا لقمانؑ نے واسطے بیٹے اپنے کے اور وہ نصیحت کرتا تھا اُس کو اے
چھوٹے بیٹے میرے مت شریک کر ساتھ اللہ کے تحقیق شرک البتہ ظلم ہے بڑا اور حکم کیا ہمنے انسان
کو بیچ ماں باپ اوس کے کے اوٹھا لی ہے اوس کو ماں اوس کی سستی سے اوپر سستی
کے اور دودھ چھٹانا اوس کا بیچ دو برس کے ہے اوس کا یہ شکر کرو واسطے میرے اور
واسطے ماں باپ اپنے کے طرف میرے پھر آنا اور اگر شدت کرین تجھسے اوپر اسکے کہ شریک لا ساتھ میرے

اس چیز کو نہیں واسطے تیرے ساتھ اُس کے علم پس مت کہا مان اون دونون کا اور صحبت رکھ اون
سے بیچ دنیا کے اچھی طرح اور پیروی کر راہ اوس شخص کی کہ رجوع کرتا ہے طرف میرے
پھر طرف میرے ہے پھر آنا تمہارا پس خبر دونگا تمکو ساتھ اوس چیز کے کہ تھے تم کرتے جاننا
چاہیے کہ جو لقمان نے اپنے بیٹے سے ماں باپ کا حق نہ کہا تھا کہ اپنی غرض معلوم ہوتی سے
اللہ تعالے نے ماں باپ کا حق فرمایا شرک سے پیچھے اور نصیحتون سے پہلے کہ بعد اللہ کے
حق کے ماں باپ کا حق ہے باپ نے اللہ کا حق بتایا اللہ نے باپ کا اور رسول کا حق اور
مرشد کا حق اللہ ہی کے حق میں ہے کہ اُسکے نائب ہیں پھر دوسری موعظت کو بیان فرمایا
اور وہ یہ ہے آیہ یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ
اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ
لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ وَ اقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَ اغْضُضْ
مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ یعنی اے بیٹے میرے تحقیق وہ چیز جو
اگر ہووے برابر ایک دانہ رائی کے پس ہووے بیچ پتھر کے یا بیچ آسمانوں کے یا بیچ زمین کے لاوے
اوسکو اللہ تحقیق اللہ باریک دیکھنے والا ہے خبردار اے چھوٹے بیٹے میرے قایم کر نماز کو اور حکم
کر ساتھ بھلائی کے اور منع کر برائی سے اور صبر کر اوپر اوس چیز کے کہ پہونچے تجکو تحقیق یہ ہیں ہمت کے
کامون سے ہے اور مت موڑ گال اپنے کو واسطے لوگون کے اور مت چل بیچ زمین کے اترا کر
تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا ہر تکبر کرنیوالے شیخی کرنے والے کو اور میانہ روی کر بیچ راہ کے بیچ چال
اپنی کے اور نرم کر آواز اپنی کو تحقیق بہت ناپسندیدہ آواز گدہے کی ہے بالجملہ کلام اللہ میں تو کئی
نصایح کا ذکر ہے لیکن بعضے دانشورون نے جو مواعظ ان کے فراہم کئے وہ صد ہا پند
سود مند ہیں کہ انھون نے اپنے فرزند دلبند کو کہے اور فرمایا کہ جو کوئی ان کو عمل میں لاوے
کام دین و دنیا کا بناوے واسطے عموم فوائد کے سب بہ ترتیب لکھے جاتے ہیں اے
فرزند ارجمند خداے عزوجل کو پہچان یعنے خداے جل شانہ کو اس طرح جاننا چاہیے کہ عالم بہ
جمیع صفات اپنی کے حادث اور نو پیدا ہے اور پیدا کرنے والا اوسکا اللہ تعالے ہے کہ بے
چون اور بے چگون اور بے شبہ اور بے نمون ہے نہ جسم نہ جوہر نہ عارض نہ عرض نہ معدود
نہ محدود اوسکا ضد نہ نظیر نہ شبیہ جمیع صفات نقصان و زوال سے منزہ اور سائر صفات کمالات
سے موصوف ہے رازق العباد خالق کل شیٔ لیس کمثلہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع
العلیم ۲ جو کچھ پند و نصیحت سے کہے پہلے آپ اوس پر عمل کرے لیئے جب تک آپ نہ عمل کرے نصیحت دوسرے کو

اثر نہیں کرتی اور نصیحت کرنے والا بیعمل بموجب اس مضمون کے خود در فضیحت و دیگرے را نصیحت سود وطعن ہوتا ہے بیت

چو بہ تا بستہ آیدت خود مکن	پس آنکہ بہ ہمسایہ گو بد مکن

۳۔ سخن ساتھ اندازہ قدر اپنی کے کہ یعنی جو سخن زیادہ اندازہ قدر و مرتبہ سے ہو سبب بے اعتبار اور نازیبا ہوتا ہے ۴۔ قدر لوگون کی جان اس واسطے کہ ہر کسے کی قدر اور مرتبہ کو جاننا اور اوس کے موافق پیش آنا موجب تالیف قلوب خاص و عام اور ذریعہ حاصل کرنے عزت اور نام کا ہے ۵۔ حق ہر کسی کا پہچان یعنی حق شناسی باعث رضامندی خلق اور خوشنودی خالق کا اور واسطے حصول دولت نیک نامی کا ہے ۶۔ اپنے راز کو نگاہ رکھ یعنی افشا سے فرد

جواہر بگنجینہ داران سپار	ولے راز را خویشتن پاس دار

اپنا راز کسی سے مت کہو موافق اس مضمون کے بیت

سخن تا نگوئی برو دست ہست	چو گفتہ شود یابد او بر تو دست

اخفا اور استتار اسکا حیطہ اختیار سے باہر ہوگا ۷۔ یار کو وقت سختی کے آزما یعنی ہنگام نعمت اور کامرانی ہر کوئی دوست جانی ہو جاتا ہے اور وہ دوستی پایہ اعتبار سے خارج ہے قطعہ

دوست مشمار آنکہ در نعمت زند	لاف یاری و برادر خواندگی
دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست	در پریشان حالی و درماندگی

۸۔ دوست کو بیچ فائدہ اور نقصان کے امتحان کر یعنی اس امر مین کہ اسکی سود و زیان سے متعلق ہو آزمائش کر کہ اُس کو اپنے نفع اور نقصان پر نظر ہے یا مراعات دوستی کی ملحوظ ہے ۹۔ احمق اور نادان لوگون کی صحبت سے اجتناب کر اسواسطے کہ ان کی صحبت سے قطع نظر عار ہونے خفت اور بدنامی کے اپنی طرف نہیں از ضرر اور نقصان کے مفید نہیں ۱۰۔ دوستی زیرک کی اور دانا کی اختیار کر اسلیے کہ دانا کی دوستی اور صحبت موجب ہر طرح کے فوائد کا ہے بہر غنا عقل اور فراست امور جبلی سے ہیں لیکن بدون ادراک صحبت ارباب عقول کامل اور اصحاب قلوب صافی کے کہ جوالی بواطن انکی جلا سے دانش و ادراک سے جلا ہوئی ہین مرات قوی عقلیہ کا عکس پذیر تمثال تقویت اور فروغ نہیں ہوتا۔ بیت

صحبت صاف دلان جوہر اکسیر غناست	بے صدف قطرہ محال است کہ گوہر گردد

۱۱۔ نیک کام مین سعی اور جہد کر یعنی اگر نیک کام مین صرف جہد نہو گی سبب محرومی کا ہوگا اور محرومی آمور نیک سے واسطے بے سعادتی کا ہے ۱۲۔ عورتون پر اعتماد نہ کر یعنی عورتین ناقص العقل والی ہوتی ہین اور جبکہ نقصان عقل اور دین کا ہوا اوس پر اعتماد کرنا مقتضا سے عقل نہین ہے کہ انجام کو موجب حسرت اور اندوہ کا ہوتا ہے ۱۳۔ تدبیر نیک صلاح دینے والے

اور دانشمند سے کہ اسواسطے کہ سواے صلاح نیک کے نہ دیگا اور بے دانش بسبب قصور عقل کے
دلیل سبیل غیر مصلحت کا ہوگا ۔ ۱۴ ۔ جو بات کہے ساتھ دلیل کے کہ یعنی سخن بے دلیل پایۂ ثبوت
کو نہین پہونچتا اور اُس سے ذلت اور ندامت حاصل ہوتی ہے ۔ بیت

نگفت نه دارد کسے با تو کار	ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

۱۵ ۔ جوانی کو غنیمت گِن یعنی ایام جو ہو سکے آموز خیر ہستی کر اے فرزند

فراغ دولت ہست و نیرو جوانی	چو میدان فراخ ست گوئے بزن

۱۶ ۔ یہ وقت جوانی کہ کار و جوانی و راحت کر ڈالنا ہے کہ ہر کام دنیا کا اس وقت سے بہتر کبھی نہین
ہو سکتا اسواسطے کہ طفولیت کا سبب بے تمیزی اور بیہوشی یادہ لہو لعب کے اور وقت پیری کا
اور شیخوخیت کا بنا بیماریان کاہلی اور شدت قواے نفسانی اور جوانی کے باعث حسرت ان
اکثر بے امور و بیشتر اور نہیہ کا ہوتا ہے ۔ ۱۷ ۔ یاروں اور دوستوں کو عزیز رکھ
یعنی یاروں اور دوستوں کو عزیز رکھنا ہر آئینہ موجب اعتماد و استظہار کا اور واسطے
خوف و ہراس مخالفون خصوصیت شعار کا ہوگا ۔ ۱۸ ۔ ساتھ دوست اور دشمن کے کشادہ پیشانی
سے پیش آ اسواسطے کہ لطف و مدارا دوست کو باعث دوستی کے بڑھنے کا ہے ۔ ابیات مزن تا توانی بر ابرو گره
کہ دشمن اگرچہ زبون دوست بہ ۔ بہ لطفے کہ دیدست پیل دمان ۔ نیارد دم این عمل پیلبان

۱۹ ۔ ماں اور باپ کو غنیمت جان یعنی اُنکی اطاعت اور خدمت کر کہ حق تعالے نے قرآن مجید مین انکی
اطاعت کو فرمایا ہے آیۃ فلا تقل لہما اف ولا تنہرہما وقل لہما قولا کریما واخفض
لہما جناح الذل من الرحمۃ یس نہ کہو اونکو ہون اور نہ جھڑک اونکو اور کہو واسطے اون کے
بات ادب کی اور جھکا اون کے آگے کندھے عاجزی کر کے نیاز سے ۔ اور ماں باپ کا درجہ
اس آیت سے ثابت ہوا کہ بہت بڑا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنی عبادت کے ساتھ کہ سب چیز پر
مقدم ہے اونکے ساتھ احسان کرنیکا حکم فرمایا آیۃ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین
احسانا ۔ اور حکم کیا پروردگار تیرے نے کہ نہ پوجو اور کسی کو سواے یعنی سواے خدا کے اور ساتھ ماں باپ
کے بھلائی کرو اور بھلائی کرنی یہ ہے کہ ہر طرح انکی خدمت اور اطاعت کرنی اور اپنی رضا پر اُنکی
رضامندی کو مقدم رکھنا سواے اوس کے جو خلاف حکم خدا کے کہین اور حضرت پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ماں باپ کے دل کو رنجیدہ کرے اور تکلیف دے کیسی ہی عبادت
کرے قبول نہ ہوگی اور وہ جنت مین داخل نہ ہوگا ۔ ۲۰ ۔ اُستاد کو بہتر از پدر گِن یعنی
باپ سے پیدا ہوا اور اُسنے پرورش کیا اُسپر ایک حق فرزندی ہی ہے اور اُستاد پر کسی طرح کا حق نہین
اور اُسکی تربیت سے خدا اور رسول کو جانا اور نیک و بد پہچانا اور وہ واسطہ ہوا اُس چیز کا جس سے دین اور

لیکن معلوم ہوا اسواسطے اوسکا حق زیادہ ہے ۲۱- خرچ باندازہ دخل کے کرے یعنے خرچ زیادہ دخل سے بیشک موجب خواری اور ننگون ساری کا ہے اور انجام اوس کا بجز ذلت و رسوائی نہوگا ۔

چو دخلت نیست خرچ آہستہ ترکن — کہ میگویند ملاحان سرودے
اگر باران بکوہستان نبارد — بسالے دجلہ گردد خشک رودے

۲۲- سب کام مین طریقہ میانہ روی کا اختیار کرے یعنے ہر امر مین افراط و تفریط ہے اور افراط کی غایت اور تفریط کی نہایت نہین پس توسط اولی ہے خیر الامور اوسطہا ولیکن توسط موافق مراتب اشخاص کے ہوتا ہے بہت چیزین ایسی ہین کہ نسبت بعض اشخاص کے افراط اور نسبت بعض دوسرے کے درجہ تفریط مین ہوتی ہین پس توسط بلحاظ احوال و اطوار ہر ایک جنس اور ہر ایک قوم اور ہر ایک عرف کے متفاوت ہوے ۲۳- سخاوت اور جوانمردی کا پیشہ کرے اسواسطے کہ عمدہ صفات محمودہ سے ہے جیسے سعدی شیرازی نے کہا ابیات

درختیست مرد کرم باردار — وزو بگذری ہیزم کوہسار
سخاوت زمین است سرمایہ زرع — بدہ کاصل خالی نباشد ز فرع
بہ بخشندگی کوش کآب روان — بسیلش تقاضا کند آسمان

۲۴- خدمت مہمان کی جو اچھی او کے لیے ہو اسطے رتبہ اور منزلت کے لائق ہو وہ خدمت بجالاے ۲۵- جس گھر مین جاوے آنکھون اور زبان کو نگہ رکھے یعنے آنکھون کو ہر طرف نگاہ کرنے سے اور زبان کو ایسی بات کہنے سے جو ناگوار خاطر صاحب خانہ کے ہو نگاہ رکھے اسواسطے کہ یہ خلاف آداب تہذیب کے ہے ۲۶- کپڑون اور بدن کو پاک رکھے اسواسطے کہ طہارت ظاہر کی موجب حصول طہارت باطنی کا ہوگی ۔ ۲۷- جماعت سے موافق ہو یعنے جس امر مین کہ ایک جماعت متفق ہو تو خلاف پسند ہو اسواسطے کہ در صورت خلاف کے اگر مخالف اپنی دانست کے ظہور مین آیا مورد طعن سب کا ہوگا ۔ اور اونکے اتفاق کی صورت مین اگر خطا بھی ہوگا ۔ تو ملامت نہوگا ۔ ۲۸- فرزند کو علم و ادب سکھاوے اگر ممکن ہو تیر اندازی اور سواری اسپ بھی سکھاوے اسکا فائدہ ظاہر ہے ۲۹- کفش اور موزہ جو پہنے تو ابتدا داہنے پاؤن سے کرے اور جو اتارے تو پہلے بائین سے اتارے اسواسطے کہ شروع کرنا ہر کام نیک کا داہنی جانب سے مستحب ہے جیسے کھانا پینا دینا لینا کپڑا پہننا داہنے ہاتھ سے اور داخل ہونا امکنہ متبرکہ مین جیسے مساجد اور معابد اور مقابر اور مشاہد مین اول داہنا پاؤن رکھنا چاہیے اور اتارنا کپڑون کا اور دور کرنا نجاست کا بائین ہاتھ سے اور نکالنا موزہ اور نعلین کا اور خروج مکانات متبرکہ سے بائین پاؤن سے چاہیے سبب یہ ہے کہ داہنے کو فضیلت ہے بائین سے پس شروع فعل نیک کا داہنے سے افضل ہے اور ترک فعل بائین سے اولی ہے ۳۰- ہر کسی سے معاملہ

اوسکے اندازے کے موافق کرینئے جو اوسکی قدر و منزلت کے مناسب ہووے۔ ۱۳۱۔ رات کو جو بات کہے آہستہ کہو اسواسطے کہ مبادا کوئی سُنتا ہو اور ہر ادبات سے رازکی بات ہے جسکا اخفا واجب ہووے۔ ۱۳۲۔ دن کو جو کہے ہر طرف نگاہ رکھے۔ یہ اسلیے کہ دوست یا دشمن نہ سُنے۔ ۱۳۳۔ کم کھانے اور کم سونے اور کم باتین کرنے کی عادت ڈال اسواسطے کہ زیادہ کھانا سبب سُستی اور کاہلی کا ہوتا ہے اور عبادت سے باز رکھتا ہے اور زیادہ سونا موجب نحوست اور بدبختی کا ہے کہ اکثر امور منفعت سے محروم رہتا ہے ابیات

	توان خویشتن را ملک خوی کرد		بکم کردن از عادت خویش خورد
	برین بودن آئین نا بخردست		خورد و خواب تنہا طریق ددست

اور زیادہ باتین کرنا باعث پریشانی دماغ اور خفت عقل کا ہوتا ہے اور بہت کلام کرنے مین اکثر غیبت اور دروغ اور لغو زبان سے صادر ہوتا ہے یہ موجب بدکاری کا ہے۔ فرد

	کہ فردا قلم نیست بر بے زبان		زبان در کش ای مرد بسیار دان

۱۳۴۔ جو چیز اپنے واسطے نا پسند کرے دوسرے واسطے مت پسند کرنا ہے یعنی کہ آپ ناپسند کرنا کسی چیزکا بسبب کسی عیب اور نقصان اوسکے ہوگا پھر وہ عیب دوسرے کے واسطے تجویز کرنا کمال نادانی بلکہ موجب اوسکی ناخوشی اور عداوت کا ہے۔ ۱۳۵۔ سب کامون کو ساتھ دانائی اور تدبیر کے کر اسواسطے کہ بے دانشی اور بے تدبیری موجب ہر طرح کی خرابی کا ہوتا ہے اور ایسے کوئی کام اسلوب پر نہین ہوتا اور دانائی اور تدبیر سے اور عقل بسہولت سرانجام پاتے ہین۔ فرد بتدبیر رستم در آید ببند۔ کہ اسفندیارش نجست از کمند ۱۳۶۔ تن سیکھے ہوئے کسی چیز کے دعوے استادی کا مت کر یعنے کوئی چیز بدون سیکھے نہین آتی اوس کے دعوے مین سوا ذلت اور رسوائی کے کچھ حاصل نہوگا۔ ۱۳۷۔ عورت اور لڑکے سے راز مت کہو اسواسطے کہ ان دونون سے بسبب نقصان عقل کے اخفاے راز نا ممکن ہے ۱۳۸۔ اوپر خبر لوگون کے دل مت رکھو یعنے اُن سے متوقع فائدہ کا نہو اسواسطے کہ کسی سے توقع فائدہ کی رکھنی صفت دنائت ہے قطع نظر اسکے حصول فوائد ہر شخص سے ممکن نہین پس در صورت ظہور خلاف توقع اپنی کے مفت کاہش جان حاصل ہوگی۔ ۱۳۹۔ بداصلون سے توقع منفعت کی مت رکھو اسواسطے کہ جسکی اصل بد ہو اوس سے توقع نیکی کا امکان نہین رکھتا بیت

	نہ از بد گہر نیکوئی در وجود		زاہلیس ہرگز نیاید سجود

۱۴۰۔ بے اندیشہ بیچ کسی کام کے مت پڑو یعنے بغیر غور اور فکر کے بیچ آغاز و انجام اور نیک و بد اوسکے کوئی کام شروع مت کر کہ یہ دلیل نادانی کی ہے۔ ۱۴۱۔ جو چیز نہین کی ہے اسکو کیا ہوا نہ سمجھ یعنے بدون کیے ہوئے کسی چیز کے حال نہین معلوم ہوتا کہ ہوسکیگی یا نہین اسکو جاننا کہ کر لونگا بڑی بیوقوفی ہے اور

انجام کو ذلت اور پشیمانی ہے ۴۴۲ - جو کام آج کرنا ہے اوس کو کل پر مت چھوڑ دیجئے تاخیر مین بیشتر
ایسے موانع پیش آتے ہین کہ وہ کام نہین ہوتا اور مصلحت فوت ہو جاتی ہے اور آخر کو غیر از حسرت
واندوہ کے حاصل نہین ہوتا مصرع کہ آفت ہاست در تاخیر و طالب را زیان دارد ۴۴۳ -
جدا چپکے سے بڑا ہوا اوس سے خوش طبعی مت کر اسواسطے کہ یہ خلاف آئین ادب اور شائستگی کے
ہے اور آپکو متہم کرنا ہے ساتھ اتصاف بہ صفات ذمیمہ نااہلی کے ۴۴۴ - مردم بزرگ سے
سخن درازی مت کر یعنی مردم بلند قدر عالی رتبے سے سخن درازی ترک ادب ہے اور باعث
ملال اور بیزاری اون کی کا ہوتا ہے ۴۴۵ - عوام الناس کو گستاخ مت کریئے ادنی لوگون
سے وہ معاملت کر کے گستاخ ہو کر حد ادب اور لحاظ سے گذر جاتے ہین اور بے ادبی اور بے
لحاظی سے پیش آتے ہین کہ بہت موجب نقصان اور اہانت اپنی کا ہے ۴۴۶ - حاجتمند کو ناامید
مت کریئے یہ بات باعث ناسپاسی اور ناخوشی خدا تعالے کا ہے کہ باوجود قدرت امضائے
حوائج مستمندون کے اونکو ناامید کرے فرد برآوردن کار امیدوار به از قید بندی
شکستن ہزار ۴۴۷ - جنگ گذشتہ کو یاد مت کریئے اس مین پھر زخم خصومت
سابقہ کا تازہ ہوتا ہے اور توسن اس ذریعے سے مجال سرکشی کی پاکر بیچ نشیب عنا و اور
حضیض اندیشہ پاداش کے ڈالتا ہے ۴۴۸ - لوگون کی خیر کو اپنی خیر کے ساتھ مت ملایئے
اگر ارادہ کسی خیر کا کرے لوگون کی خیر کو اپنی طرف کہکر یا اون کی درخواست سے اپنی خیر مین
شامل نکر مثلاً اگر ارادہ تعمیر یا ترمیم چاہ یا مسجد یا اور کوئی امر خیر کا کرے اپنے سے جو ہو سکے
کرے اور اون کی خیر اوسمین نہ ملاوے اسواسطے کہ اوسکو اور اون کی شرکت سے کسی
طرح کا فائدہ متصور نہین ہے اور برائی بدگمانی لوگون کی اور مظنہ خیانت کا اسکے ذمہ
مفت ہے ۴۴۹ - اپنا مال کبھی دوست اور دشمن کو مت دکھا اسواسطے کہ مال کو ہر کوئی
دوست رکھتا ہے اور ہر کوئی اوسکا دشمن ہے اور طمع مال کی باعث دوست کے بھی دشمن ہو جانے
کا ہو جاتی ہے بیت نگہ دار آن شوخ در کیسہ در * کہ بیند ہمہ خلق را کیسہ در ۴۵۰ - یگانگت
کا حق یگانون سے قطع مت کر اسواسطے کہ موجب ناخوشی خدا کا اور بدنامی خلق کا ہے
۴۵۱ - نیک لوگون کو غنیمت سے سمت یاد کر اسواسطے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے الغیبۃ اشد من الزنا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیونکر غیبت اشد ہے
زنا سے فرمایا کہ زنا کرنے والا جب توبہ کرے بخشتا ہے اوسکو اللہ تعالے اور غیبت
کرنے والا نہین بخشا جاتا ہے جب تک نہ بخشے اوسکو وہ جسکی غیبت کی ہے پس ظاہر ہے کہ
جب غیبت اشد مین الناس کی اس درجہ کی بڑی ہے تو نیک لوگون کی غیبت بہت بدتر ہوگی ۴۵۲ -

گوشہ چشم اپنے کو ست دیکھ یعنے آپکو بہ نظر عجب اور تکبر اور بزرگی کے مت دیکھ۔ اسواسطے کہ تکبر سبب
دخول نار کا ہوگا بموجب حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الا اخبرکم باھل النار
کل عتل جواظ مستکبر۔ ترجمہ کیا نہ خبر دون مین تمکو اہل نار سے ہر جھگڑالو سخت زبان مغرور
اور فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داخل نہ ہوگا دوزخ مین
یعنے ہمیشہ نہ رہیگا اور بہشت مین جسکے دل مین ایک سوزن برابر بھی تکبر ہوگا یعنے
بزرگی۔ ۵۳۔ جماعت کھڑی ہووے تو بھی موافقت کر سبھونکی یعنے جماعت نمازیون
کی اگر کھڑی ہووے تو بھی ساتھ ملجا اگرچہ نماز تو اس وقت کی پڑھ چکا ہو سواسطے نماز ثانی کے
اور فائدہ شمول جماعت کا یہ ہے اگر نماز پڑھی ہوئی مین کچھ خلل ہوا ہو اور وہ فاسد ہوگئی ہو
تو یہ نماز ہو جاویگی اور اگر وہ صحیح ہوئی ہے تو اسکا ثواب نفل کا ہوگا۔ ۵۴۔
انگلیان مت چٹکا اسواسطے کہ یہ ایک حرکت لغو ہے اور ارباب تہذیب انکو معیوب جانتے ہین
اور موافق قانون طبیہ کے بھی اس حرکت سے انفصال مفصل ہوتا ہے اور ریاح
اوس مین آن کر انجام کو موجب حدوث اوجاع کا ہوگا۔ ۵۵۔ لوگون کے سامنے
دانتون مین خلال مت کر اسواسطے کہ یہ سبب کراہیت دیکھنے والون کا ہے اور وہ امر
جسکو لوگ مکروہ جانین اوسکا سب کے سامنے کرنا معیوب ہے۔ ۵۶۔ آب دہن اور بینی کو
بآواز بلند مت ڈال یہ بھی داب مجالس سے دور ہے۔ ۵۷۔ وقت جمائی کے ہاتھ منھ پہ
رکھ لے اسواسطے کہ جمائی شیطانی ہے چاہیے کہ وقت جمائی ہاتھ منھ پر رکھے اور بقدر امکان
کے مطلق آواز نہ نکالے۔ ۵۸۔ کاہلی اپنی لوگون پر مت ڈال یعنے انگڑائی اسواسطے کہ یہ
بھی ایک حرکت ناشائستگی اور بے تمیزی کی ہے اور لوگون کو ناگوار معلوم ہوتی ہے
اور جو ناگوار طبع اورون کا ہو وہ عمل مین لانا دور صفات آدمیت سے ہے۔ ۵۹۔ انگلی ناک
مین مت کر یہ بھی خلاف داب مجلس کے ہے ایک تو یہ حرکت منافی آئین مراعات آداب
مجالس کے ہے دوسرے جو کچھ آلایش اور رطوبت منخرین سے نکلے دیکھنے والون کو مکروہ
معلوم ہوتی ہے فائدہ دانشمند کو رعایت آداب نشست وبرخاست اور گفت وشنود
کی مناسب ہر جگہہ اور ہر مکان کے لازم ہے بتخصیص مجالس عام مین زیادہ تر صرف جہد کرے
اور رعایت بالا بلیغ ملحوظ رکھے کہ کوئی حرکت لغو اور بیجا صادر نہووے اسواسطے کہ خواص کو
تو حرکت لغو دیکھکر فقط ناگوار خاطر ہی ہوتی ہے اور مرتکب اوسکے کو مذموم اور عقل وشعور
سے محروم جانتے ہین اور عوام اوسکو جھنڈے پہ چڑھاتے ہین اور رسوا و بدنام کرتے ہین
۶۰۔ سخن ہزل آمیز مت کہہ ظاہر ہے کہ ہزل سے سخن بے اعتبار اور ہزل کرنیوالا

سے قدر وبے وقار ہوجاتا ہے ۱۶۰ لوگون کے آگے لوگون کے تئین خجل مت کر یعنے اُن کے عیوب
کو فاش نکر یا اُنکا استفسار ست کر لوگون کے سامنے اونکو موجب خجالت کا ہو وے فرد

مکن عیب خلق ای خردمند فاش		بعیب خود از خلق مشغول باش

۱۶۱ چشم وابرو سے کسی کی غمازی نکر اسواسطے کہ غیبت اور غمازی خواہ زبان سے ہو
خواہ اشارہ یعنی حرکت ابرو اشارہ اور کنایہ اور لکھنے سے ہو کہ معلوم ہو جاوے اُس سے مقصد
وہ بھی غیبت اور غمازی ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا
انھون نے کہ آئی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس ایک عورت جب وہ چلی گئی مین نے
اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اوسکے کوتاہ قد ہونے کا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے تو نے غیبت کی اوسکی اور غمازی بھی مثل غیبت کے بڑا گناہ ہے خدیفہ رضی اللہ عنہ نے
نقل کی ہے کہ مین نے سُنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے داخل
نہین ہوگا بہشت مین چغل خور ۱۶۳ کہی ہوئی بات کو پھر مت کہ یعنے کہی ہوئی بات کیسی ہی
اچھی ہو جب دوبارہ کہی جاوے قدر نہین رکھتی جیسے کہا ہے مصرع کہ چلوا جو یکبار
خوردند بس ۱۶۴ اوس بات سے کہ اوس سے سُننے والون کو ہنسی آوے اجتناب کر
یعنے طریق اہل صفات سخریہ اور مسخرگی کا ہے اور منافی آداب ارباب شمائل تہذیب کے
۱۶۵ اپنی اور اپنے اہل کی تعریف کسی کے آگے نکر اسلیے کہ نزدیک عقلا کے بہت معیوب ہے
اور رذیل ہے اور پیغمبر عقل گوینده کے ابیات اگر ہست مرد از ہنر بہرہ ور
ہنر خود بگوید نہ صاحب ہنر اگر مشک خالص نداری مگوی ور گرہست خود فاش
گردد بہ بوی بسوگند گفتن کہ زر مغربیست چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست ۱۶۶
عورتون کی طرح آپ کو آراستہ مت کر اسواسطے کہ زینت اور آرایش مثل عورتون کے
کے کرنی ممنوع ہے اور معیوب ہے ۱۶۷ فرزندون کی مراد پرست ہو یعنے جو وہ کہین وہی
کرنا موجب ابتری اون کی کا ہے ۱۶۸ زبان کو نگاہ رکھ یعنے اثنا کلام مین
زبان کو ایسی بات سے کہ موجب گنہگار ہونے کا ہو جیسے غیبت اور چغل خوری اور رنگالی
اور جھوٹ یا جو سخن کہ باعث ناگواری خاطر کسی اعلےٰ اور ادنےٰ کا سامعین سے ہو وے
نگاہ رکھ ۱۶۹ بات کرنے مین ہاتھ مت ہلا اسواسطے کہ یہ ایک لغویت کی بات ہے
بات زبان سے نہ ہاتھ سے جنبش دینا سر اور ہاتھ اور چشم ابرو کا خلاف قانون متانت
اور سنجیدگی ہے ۱۷۰ حرمت سبھون کی نگاہ رکھ اسواسطے کہ سبکی حرمت کرنے سے اپنی حرمت
زیادہ ہو گی ۱۷۱ جو بات کہ لوگون کو بد معلوم ہو وہ نکہہ اسلیے کہ موجب ناخوشی اُنکی کا ہوگا اور اپنہ نکاب

ایسے امر کا جس مین رنجش خاطر لوگون کی متصور ہو خلاف آئین حسن اخلاق کے ہے فائدہ ایک
آداب تہذیب سے یہ بات ہے کہ کسی کی امر مین مخالفت طبائع اہل مجلس کی روا نہ رکھے اور
رعایت مرضی رئیس مجلس کی زیادہ تر لازم ہے اور اگر خود سالار مجلس ہو موافق حال ہر کسی کے
ہر بات مین رعایت ملحوظ رکھے اور ایسا حرف زبان سے نہ نکالے اور ایسے فعل پر مبادرت
نہ کرے کہ کسی شخص پر شریف رذیل مجلس نشینون سے گران ہووے ۷۲ ۔ مردے کو
بدی سے یاد مت کر فائدہ نہین رکھتا یعنے مردے کے تئین بدی سے تو یہ بھی حاصل نہین ۷۳ ۔
جب تک ہو سکے لڑائی اور خصومت نہ کر اسواسطے کہ خلاف مصلحت اندیشی عقل سلیم کے ہے کہ ارتکاب
موجبات خصومت اور عناد سے کسی کو اپنا دشمن بناوے ۷۴ ۔ اپنا نرد مت آزما یعنے اس
سے کچھ حاصل نہین اور اغلب قباحت عائد حال ہوتی ہے ۷۵ ۔ کسی کی برائی مت کر اسواسطے
کہ یہ بہت بڑی بات ہے ۷۶ ۔ آزمودہ کار کو ساتھ صلاح کے گران کر اسواسطے کہ آزمودہ
کار جو کہے گا وہ عین مصلحت ہوگی اور اوسکے خلاف مین خطا ہے بیت ز پیر سر مپیچ
کہن بر نگردد کہ کار آزمودہ بود سالخوردہ ۷۷ ۔ اپنا کھانا دوسرون کے دستر خوان
پر مت کھا اور کا فائدہ ظاہر ہے ۷۸ ۔ کامون مین جلدی مت کر اسواسطے کہ جلدی
موجب خرابی کا ہوتا ہے اور آخر کو پشیمانی ۷۹ ۔ دنیا کے واسطے آپ کو رنج مین مت
ڈال یعنے دنیا دنی ہے اوس کے واسطے زیادہ اندازہ سے رنج و مصیبت مین پڑنا قرب
مصلحت عقل سے دور ہے فائدہ حصول دنیا کا باوجود احتمال رنج و مصائب کے بھی
یقینی نہین ہے اور بالفرض اگر یہ بھی ہو تو زندگانی چند روزہ قابل اعتنا نہین پھر
اس سے کیا فائدہ مگر بذل جہد بہ حصول قدر ضرورت کے کہ جس سے پاسے بہت
زندان کدہ احتیاج کو گزیر نہین لوازم عقل سے ہے ۸۰ ۔ جو آپ کو پہچانے اوسکو پہچان
یعنے جو اپنی قدر و منزلت کرے اوس کی قدر و منزلت کر ۸۱ ۔ حالت غصے مین بات
سمجھ کر کہہ یعنے حالت خشم مین عنان یکبارگی حفظ و احتیاط کی ہاتھ سے نہ دے
کہ مبادا صدور اس بات کا کہ پیچھے موجب ندامت کا ہو وقوع مین آوے ۸۲ ۔ آستین
سے آب بینی پاک نہ کر اسواسطے کہ یہ ایک علامت بے تمیزی کی ہے ۸۳ ۔ وقت
نکلنے آفتاب کے مت سو یعنے وقت بیداری اور تسبیح اور تہلیل اور ذکر اللہ
اور نماز کا ہے اوس وقت سونا دلیل بدبختی کی ہے ۸۴ ۔ لوگون کے
سامنے مت کھا بموجب حدیث کے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے استروا الطعام یعنے چھپاؤ تم اپنے کھانے کو اور یہ اسواسطے ہے کہ

کبھی عیب دیکھنے والے کی نظر لگ جاتی ہے اور اثر ہو جانا نظر کا ثابت ہے ۔۸۵۔ بزرگون سے راہ مین آگے مت چل یعنی بزرگون کا ادب اور لحاظ ہر امر مین لازم ہے اون سے آگے چلنے مین ترک ادب ہے اور یہ مذموم ہے ۔۸۶۔ درمیان سخن لوگون کے مت آ یعنی اوسکوئی بات کرتا ہو خواہ مخواہ آپ اوس مین دخل دینا موجب کمی عقل اپنی کا اور سبب ناگواری خاطر ہے لوگون کا ۔۸۷۔ سر زانو پر مت رکھ یعنی وہ صورت افسردگی اور تنگدلی کی ہے اور مجلس مین بشکل افسردگی کے بیٹھنا آداب مجلس کے خلاف ہے ۔۸۸۔ چپ و راست کو مت دیکھ بلکہ نظر زمین کی طرف رکھ یعنی نظر نیچے رکھنی اور چپ و راست کو نہ دیکھنا مقتضاے صفت شرمگینی اور حیا ہے اور یہ عمدہ صفات آدمیت ہے ۔۸۹۔ اگر ہو سکے ستور پر مت سوار ہو اسواسطے کہ اوس مین اندیشہ گر پڑنے کا ہے اور جس امر مین اندیشہ مضرت کا ہو اوس کو کرنا محض بے دانشی ہے ۔۹۰۔ مہمان کے سامنے کسی پر غصہ مت کر اسواسطے کہ اوس کے دل کو ملال حاصل ہوگا ۔ اور خیال کریگا کہ مبادا کسی بات سے مجھ پر بھی غصہ کرے ۔۹۱۔ مہمان کو کام مت فرما اسواسطے کہ اوسکی ہر طرح عزت اور مدارات کرنی چاہیے کہ وہ راضی ہو اوس سے کام لینا کہ موجب ذلت اوس کی کا ہے آئین مہمانداری سے بعید ہے ۔۹۲۔ ساتھ دیوانے اور مست کے بات مت کر اس واسطے کہ معلوم نہین کیا کہہ بیٹھے کہ سبب ذلت اور رنج کا ہو ۔۹۳۔ ساتھ فارغون اور اوباشون کے برسر محلون کے مت بیٹھ اسواسطے کہ ایسے لوگون سے ایسی جگہ بیٹھکر غیر از شرور اور مفاسد کے ظہور مین نہین آتا پس آپ کو اون کا شریک کرنا صفات حمیدہ شرافت اور اہلیت سے دور ہے ۔۹۴۔ واسطے ہر فائدہ اور نقصان کے آبرو اپنی مت کھو یعنی فائدہ اور نقصان تقدیر سے ہے اور وہ نہین پلٹتی اس امید وبیم سے گوہر آبرو کو کہ بہا نہین رکھتا ہے بے آب کرنا خاک بسر بادیہ خسران کا ہونا ہے ۔۹۵۔ فضول اور شکم پرست ہو یعنی فضول اور اشکمبار ذریعہ حصول نکبت اور خواری کا ہے اور اختیار کرنے والا اوسکا منکوب بذلت اور بے اعتباری کا ہوتا ہے ۔۹۶۔ خصوصیت لوگون کی اپنے اوپر مت پکڑ یعنی وہ امر جو باعث ہو لوگون کے دشمن ہونے کا مت کر کہ سب سے بدتر ہے ۔۹۷۔ جنگ اور فتنہ سے کنارہ کر اسواسطے کہ اسکے شمول مین اندیشہ اپنی آفت مین مبتلا ہونے کا ہے ۔

نظم

دو کس گرد بینی ز آشوب و جنگ ۔ تو پراگند نعلین و بیندہ سنگ ہا ۔ کہ
فتنہ زیبد از طرف ہا شکست ۔ تو باشی درمیان آید سر شکست ۔۹۸۔ بغیر کار داور

دوم اور انگشتری کے ست رہ اس کا فائدہ ظاہر ہے ۔ ۹۹ ۔ مراعات کر اسقدر کہ اپنے کو خوار
نکرے تو نیچے سلوک کرنا کسی سے بہت اچھا ہے لیکن نہ اتنا کہ آپ محتاج ہو جاوے ۔ ۱۰۰ ۔
متواضع اور فروتن رہ یعنے متواضع اور فروتنی سبب بلندی قدر اور عزت کا ہے اور تکبر
اور غرور باعث ذلت کا ابیات تواضع سر رفعت افرازدت ۔ تکبر بخاک اندر اندازدت
توانگر شوی پیش مردم عزیز ۔ کہ خویشتن را نگیری بچیز ۔ بزرگے کہ خود را بخوردی شمرد ۔
بدنیا و عقبےٰ بزرگے ببرد ۔ زندگانی کر ساتھ خدائے تعالے کے بصدق ساتھ
نفس کے بقہر ۔ ساتھ خلق کے انصاف ساتھ بزرگوں کے بخدمت ۔ ساتھ خوردوں کے
بشفقت ساتھ درویشوں کے بسخاوت ۔ ساتھ دوستوں اور یاروں کے بنصیحت ۔ ساتھ
دشمنوں کے بحلم ساتھ جاہلوں کے بخاموشی ۔ ساتھ عالموں کے بتواضع اس طریق سے بسر
کر اور پامال کسی کے کام مت کر اگر پیش آوے منع مت کر لیکن جو پیش آوے جمع مت کر اور کہا
تین ہزار کلمے میں نصیحت میں لکھے ہیں تین تین کلمے اوس میں سے چنے ہیں ۔ دو کو یاد رکھ
اور ایک کو فراموش کر خدائے تعالے اور موت کو یاد رکھ اور نیکی کی ہوئی کو فراموش
کر اور فرمایا کہ خاموشی سات خاصیت رکھتی ہے اول زینت ہے بے پیرایہ دوم
ہیبت ہے بے سلطنت سوم عبادت ہے بے محنت چہارم حصار ہے بے دیوار پنجم
بے نیازی ہے بے عذر یعنے بے بہانہ ششم فراغت ہے کراماً کاتبین کو ہفتم عیب پوشی ہے
بہت ترا خاموشی اے خداوند ہوش ۔ وقار است نا اہل را پردہ پوش ۔ اور یہ مضمون اس
کے موافق ہے ابیات بطعم بہیچ مضمون ز لب بستن نمے آید ۔ خموشی سے معنے
دارد کہ در گفتن نمے آید ۔ سینہ ما را خاموشی گنجینہ گوہر کند ۔ یاد دارم از صدف این نکتہ سربستہ
را ۔ فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ خلاصہ محصول پند و نصائح کا یہ ہے کہ تہذیب حاصل ہو اور
تہذیب عبادت ہے شائستگی اعمال و افعال سے اور فعل و عمل شائستہ وہ ہے کہ موجب
اجر آخرت کا ہو و الا محض بیکار ہے اس واسطے کہ اگر فائدہ دنیا کا ہو تو بقائے دنیا مثل بقائے
حباب روئے آب کے ناپائدار ہے یہاں کا فائدہ یہیں رہے گا پھر کیا حاصل ہوگا کتب
اکابر سلف میں مرقوم ہے کہ ہر فعل و عمل اچھا وہ ہے کہ سبب ہو ذکر اللہ کا اور عظمت اور امتثال
اوامر و نواہی اوس کی کا اور یاد دلانے آخرت کا اور نفع رسانی خلق رسانی کا
اور دفع مضرت اون کی کا اور باز رہے گا صفات رذیلہ سے مثل بغض و حسد و ریا و
کبر و طمع و حب دنیا و غفلت از عقبےٰ اور غیبت از کذب اور سخن چینی اور بے شعوری
اور لغو و فحش سے اور باعث نزدیکی صفات جمیلہ کا ہو مانند صبر و توکل و رضا و تسلیم

ذکر و فکر و قناعت کے جو عمل اور فعل کہ شامل ہوا ان امور کو اور کوئی منع شرع کا اُس میں نہو اور
نیت خالص بھی ہو کہ انما الاعمال بالنیات اس باب میں نص قطعی ہے وہ موجب اجر
آخرت کا ہوتا ہے پس ہر عاقل کو لازم ہے کہ ہر کام میں منفعت آخرت کی ملحوظ رکھے اور منافع
دنیا پر نظر مقصود نہ رکھے اگر فوائد دنیا بھی ساتھ نگاہ داشت سررشتہ پاس احکام شرعیہ کے
ہوں تو بہت بہتر ہے اور امور دنیا میں دو چیز کو کسی امر مشکل اور سہل میں کبھی ہاتھ سے نہ دے
ایک تدبیر دوسرے استقلال کو اور بیعزر بر اعتماد زندگانی چند روزہ کی دنیا کے واسطے کسی سے
عداوت اور دشمنی نہ کرے اور کسی کی عیب جوئی نہ کرے اور کسی کو بہ نسبت خاصت عیب
ایک شخص خاص کا ذکر نہ کرے کسی پر حسد نہ کرے دروغ نہ کہے بڑی بات ہے کو نہ کہے
بخل جہاں سے اپنے کو بچاوے جو رضائے الٰہی ہو اسپر راضی رہے اپنے کو بزرگ اور بڑا نہ سمجھے
فخر و نخوت کو دل میں راہ نہ دے اگر ہو سکے لوگوں کی اصلاح میں سعی کرے دو شخصوں میں
تفتیش و فساد نہ ڈالے اکل حلال اور صدق مقال اور استقامت احوال پر احکام شرع میں
جہد بلیغ کرے کہ اس روش جمیع طاعات و عبادات سے خویش و بیگانہ کے حق کلمۂ الخیر
بھی باز نہ رہے یعنی امر معروف اور نہی منکر یعنے نیک کام پر لوگوں کو امر کرنے اور بدکار سے
منع کرنے میں کوشش کرے اگر نہو سکے دل سے برا جانے اور آپ مرتکب اسکا نہووے
یہ امور موجب حصول سعادت دنیا و آخرت کے اور غایت مقصود ہے چند نصائح
کے ہیں اور مؤلف حدیقۃ الاقالیم نے لکھا ہے وہ نصائح کہ حضرت لقمان نے بیٹے کو واسطے
تنبیہ اور اخلاق مردم بے حیا و بدبخت اور مردم سعادتمند کے کہے تھے یہ ہیں کہ کہا ہے پسر
نفع لے اس چیز سے کہ حق تعالیٰ نے تجھکو معلوم کر دی ہے البتہ دانا جاہل نہیں ہے
اور کہا اے پسر تحقیق کہ نفس گو بندہ بے حیا و بدبخت ہے آدم بطینت سے دور کی
قبول کر کہ آدمی نفاق پیشہ اگر سخن کہے زبان اسکو رسوا کرے اور اگر سکوت کرے
خاموشی اسکو فضیحت کرتی ہے اگر عمل کرتا ہے بد کرتا ہے اگر نیکی کرتا ہے ضایع
کرتا ہے اگر استغنا رکھے تکبر کرتا ہے۔ اگر مفلس ہووے مایوس ہوتا ہے
اگر کوئی اسپر قدرت پاوے خوار و حقیر ہوتا ہے۔ اگر خوش حال ہووے باافراط
ہوتا ہے اگر غمگین ہووے اسیر ہوتا ہے۔ اگر کسی پر قدرت پاوے بے اندامی کرتا ہے
اگر سوال کرے ابرام و مبالغہ کرتا ہے۔ اگر سائل ہووے بخل کرتا ہے۔ اگر خندہ کرے مثل
آواز خر کے کرتا ہے۔ اگر مکافات کرے جور روا رکھتا ہے۔ اگر زجر کرے عنف و تعدی کرتا ہے۔ اگر کوئی
ساتھ اسکے زجر کرے خشم و غضب کرتا ہے۔ اگر عطا کرے منت رکھتا ہے اگر کوئی ساتھ اسکے عطا کرے

شکر نہیں کرتا ہے۔ اگر کوئی اُس سے راز کے فاش کرتا ہے۔ اگر کسی سے اپنا راز کہے تہمت افشا سے
راز کرتا ہے۔ اگر کوئی اُسکو امانت دیوے خیانت کرتا ہے۔ اگر دنیا اُسکا تجھ سے کم ہو تجھکو عیب
کرے۔ اگر بالاتر ہو غلبہ کرتا ہے اگر مصاحبت تیری کرے رنج میں ڈالتا ہے۔ اگر اُس سے
کنارہ کرے تو تجھکو نہیں چھوڑتا ہے۔ ترجمہ لوگوں کے سے استراحت نہیں پاتا ہے۔ تعلیم
اُسکو فائدہ نہیں دیتی ہے۔ اور اہل اسکی اُس سے خوش نہیں ہوتی۔ اُن سے بدی کو دور
نہیں کرتا ہے۔ اگر بزرگ تر اُن سے ہے سب کو رنج دیتا ہے۔ اگر خورد تر ہے بزرگوں کو آزار
میں رکھتا ہے۔ راہ بندگی کی نہیں پاتا ہے۔ اگر راہ دکھاویں اطاعت نہیں کرتا۔ جو کوئی اُس
سے معاملہ کرے خوبی نہیں دیکھتا ہے۔ جو کوئی اُس سے گوشہ پکڑے سالم نہیں رہتا ہے۔ اگر
کوئی سخن کہے نہیں سمجھتا ہے۔ فراخی میں میانہ روی نہیں کرتا ہے۔ بلا و تنگی میں صبر کرتا ہے
مسئلہ میں تامل و توقف نہیں کرتا ہے جو کچھ کہ معروف اور نیک ہے عمل میں نہیں لاتا ہے
شکر گزاری خدا کی نہیں کرتا ہے۔ دنیا بازی ترک نہیں کرتا ہے قبول نصیحت نہیں کرتا ہے
حکما سے موافقت نہیں کرتا ہے۔ علم اُسکو ہیچ عجب کی رکھتا ہے۔ اگر کوئی موافق علما کے ہووے سگ
ہو جاتا ہے کہ نیکوکار ہے اگر چہ بدکار ہووے خیر اپنی کو شر جانتا ہے۔ اور شر اپنے کو خیر گمان کرتا ہے
اپنی تقریر کو حزم و جہل اپنی کو علم گمان کرتا ہے۔ جو نفس اوسکا پسند کرے سے اختیار کرتا ہے
اور جو خوش نہ آوے ترک کرتا ہے۔ اور اپنے کو ساتھ اُسکے ستودہ کرتا ہے۔ اگر نفوا الفت
پڑے حق کو تکذیب کرتا ہے۔ اگر محتاج ہمچو ہو ساتھ اُسکے میل نہیں کرتا ہے۔ اگر
حق سے سوال کریں منع کرتا ہے۔ اگر حاضر ہووے اہل حق سے یاری نہیں کرتا ہے اگر
اُن سے غائب ہووے ابطال حق میں کوشش کرتا ہے۔ اگر با علما قیل و قال بحث
کرے ادب و تعظیم اُن کی نگاہ نہ رکھے اگر ساتھ زیر دستوں کے اپنے سے بیٹھے اُنپر فخر کرتا ہے
اور سخن کر اُن سے ظاہر ہووے خندہ کرتا ہے۔ اور مخالفت اُن کے کرتا ہے۔ لقمان سے
پوچھا کہ کون سے لوگوں سے دانا تر کہا وہ کہ علم لوگوں کے سے علم اپنے کے زیادہ
ہی کرے۔ اور کہا کہ بہتر سخن میں خبر عقل سے دیتا ہے پس نظر کر اُس کو کہتا ہے اور
کہا جب مجلس میں کر جاوے تو بالاتر سب سے مت بیٹھ۔ اور کہا حسن نیت عبادت
سے ہے اور حسن استماع حلم سے اور خوش خوئی کرم سے اور حسن جواب دانش سے ہے
اور کہا اگر کسی کو واسطے کسی حاجت کے بھیجے تو حکیم کو بھیج اور اگر حکیم کو نہ پاوے تو آپ جا
اور کہا سنگ کو جگہ اپنی سے نقل کرنا آسان زیادہ ہے اس سے کہ کسی کو کچھ سمجھانا اور
کسیکا دور ہو مرد نادان بدست تا سالم رہیں دل تمہارے اور راحت پاویں بدن تمہارے اور

نیک ہووین نفس تمہارے اور کہا صبر دو قسم ہے ایک صبر ہے اُس چیز پر کہ مکروہ رکھتا ہے تو
اسکو مثل نقصان مال و ضیاع و عقار و فوت اطفال اور مثل اُسکے دوم بین صبر اُس سے
کہ دوست رکھتا ہو اسکو تحصیل مین اضطراب کرتا ہے چاہیے کہ صابر ہووے تو اوسکی تحصیل
مین اور کہا شکر گذاری کر اُس شخص کو کہ تجکو انعام دیوے اور انعام دے اُسکو جو شکر گذاری
تیری کرے تحقیق بقا نہیں اوس نعمت کو کہ کفران کرے تو اور زوال نہین ہے اُس نعمت کو کہ شکر
کرے تو اور کہا لقمان نے جس وقت کہ پرہیزگار ہووے فتوا شائع ہوتا ہے اور جس وقت پرہیزگار
ہووے متکبر ہوتا ہے۔ اور کہا اظہار و کالہ حاجت کی ہے اور حاجت کا سلیہ آگاہی کی۔ اور
کہا علم بہتر ہے گنج سے تجکو نگاہ رکھنا چاہیے اور علم تجکو نگاہ رکھتا ہے اور بیچ تضییع مال اپنے
کے اور اصلاح مال اُن کے سعی کوشش کر کہ مال تیرا وہ ہے کہ ذخیرہ آخرت کا کرے
تو اور وہ کہ میراث واسطے دوسرون کے چھوڑے تو مالک دوسرون کی ہے اور کہا
احمق ہر چند صاحب جمال ہووے ساتھ اوسکے صحبت نہ رکھ کہ شمشیر ہر چند خوش رنگ ہے زشت
کردار ہے اور کہا تین شخص کو تین وقت پہچاننا چاہیے حلیم کو نزدیک غضب کے شجاع کو نزدیک
خون کے برادر کو نزدیک حاجت کے اور کہا نیکی کر ساتھ لوگون کے کرے تو اور بدی
کر ساتھ تیرے کرین فراموش چاہیے کرنا ۔ اور خوش خوئی یعنی خوے خوش و خوب خویش
بیگانگان ہے اور بدخوئی یعنی خوے بد بیگانہ خویشان ہے سعدی شیرازی نے فرمایا ہے
بیت بندہ حلقہ بگوش ار نہ نوازی برود ٭ لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش ٭
اور کہا آخر سخن عاقل بہتر ہے کلام جاہل سے فصل پانچوین بیچ ذکر حضرت شعیا اور حضرت
ارمیا اور حضرت اربیا اور حضرت دانیال علیہم السلام کے کہ در ضمن خرابی بیت المقدس بسبب
توجہ اعداے بنی اسرائیل پر مرقوم ہے۔ واضح ہو کہ ہر چند نام اِن تینون پیغمبر بزرگوار کا صراحتًا
کلام حضرت ملک العلام مین مذکور نہین مگر بالاتفاق جمہور مفسرین اس پر کہ سورہ بنی اسرائیل
مین بیچ ذیل آیہ وافی ہدایہ کے ذکر انہین تینون کا فرمایا ہے اور مراد عباد سے یہی بندے ہے خاص ہین
قال اللہ تبارک و تعالی وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتب لتفسدن فی الارض مرتین و
لتعلن علوا کبیرا فاذا جاء وعد اولیھما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید فجاسوا
خلال الدیار وکان وعدا مفعولا ثم رددنا لکم الکرۃ علیھم وامددناکم
باموال وبنین وجعلناکم اکثر نفیرا ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلھا
فاذا جاء وعد الاخرۃ لیسوءوا وجوھکم ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ و
لیتبروا ما علوا تتبیرا عسی ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکفرین حصیرا ۹۰

ہمیشہ طرف بنی اسرائیل کے بیچ کتاب کے البتہ فساد کرو گے بیچ زمین کے دو بار اور البتہ غالب
ہو گے تم غالب آنا بڑا پس جب آوے گا وعدہ پہلا اون دونوں میں کا اوٹھا دین گے ہم اوپر
تمہارے بندے واسطے ہمارے لڑائی والے سخت پس بیٹھ گئے بیچ گھروں کے اور ہے
وعدہ پورا کیا گیا پھیر دیا ہمنے واسطے تمہارے غلبہ اوپر اون کے اور مدد دی ہمنے تمکو ساتھ
مالوں کے اور بیٹوں کے اور کیا ہمنے تمکو زیادہ لوگوں میں اگر بھلائی کرو گے تم بھلائی کرو گے
واسطے جانوں اپنی کے اور اگر برائی کرو گے پس واسطے اوسی کے ہے پس جب آوے گا
وعدہ دوسرا تو برا کر دین منہ تمہارے کو اور تو کہ داخل ہو مسجد میں جیسا داخل ہوئے
پہلی بار اور تو کہ ہلاک کرین اوس چیز کو کہ غالب آئی تھی ویران کرنا قریب ہے
کہ رب تمہارا یہ کہ رحم کرے تمکو اور اگر پھر آؤ گے تم آوین گے ہم اور کیا ہمنے دوزخ کو
واسطے کافروں کے گھیرنے کی جگہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بعد وفات حضرت سلیمان
علیہ السلام کے ایک بیٹا رحبعم بنی اسرائیل پر مسلط اور حاکم ہوا اور حال اوس کی خلافت کا ایسا
تھا جیسا کہ امت محمدی علیہ السلام میں خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سلطنت اور
بزرگی میں ہے اور ملوک اسباط کی مثال ایسی تھی جیسے کہ امرا اور ملوک اطراف و نواح
کے عہد خلفا میں تھے ولیکن باوجود اس بات کے زیر حکم اور تابع اوسکے دو فریق جو نسل
حضرت داؤد علیہ السلام سے تھے یعنی اولاد یہودا اور بنیامین ہوئے اور دس فریق باقی یہ
انھیں میں سے اور دس بادشاہ ہوئے کہ اون کو ملوک الاسباط کہتے ہیں اور یہ دسوں
بادشاہ اطراف فلسطین وغیرہ میں منتشر ہوئے مگر رحبعم بیت المقدس ہی میں
رہا اور پانچ برس تک سنہ چار سو سے اون دونوں فرقوں پر حکمرانی کی مگر سال ششم
میں سیشان نام فرعون مصر نے لشکر کشی کی اور رحبعم صف آرا ہوکر اوس سے
لڑا اور اس قتال و جدال میں بہت مال و منال اور عمارات قدیمہ اکثر برباد
بسبب تاخت و تاراج تباہ و برباد ہوئی مگر رحبعم بدستور اپنی مملکت پر قائم رہا
اور سرنو فرصم نے ایلہ ضبط کیا اور شیلام وہاں سے نزدیک چار فرسخ مسافت پر
واقع ہے تعمیر کیا اور کثیر العیال کہ اٹھائیس بیٹے پیدا ہوئے سواے لڑکیوں کے
اور سترہ برس کل بادشاہت کی اور اکتالیس برس کی عمر پا کر سنہ ۹۲ ھ سو سوکے
مین راہی ملک بقا ہوا اور بعد اس کے اس کا بیٹا مسند نشین ہوا اور اسی طرح
مرۃ بعد اخرے چند بادشاہ اس کی نسل سے حاکم اسرائیل اور تخت نشین
بیت المقدس ہوئے اور آخر الامر جب مملکت سلیمانی نے ان کی اولاد میں کہ سوسوم

بہ صدقیا یا صدیقیہ تھے اور اوسکے پاؤن مین کچھ خلل و قصور تھا انتقال کیا تو بادشاہان اطراف نے واسطے اوس
کے بنا بر ضعف سلطنت اوسکے طمع مملکت کی اول جیش کہ اُسپر لشکر کشی کی ایک سنجاریب کہ
کا بادشاہ تھا لیکن نام اور بنا پایا ہے کہ وہ نہرہ کو پوجتا تھا نذر کی کہ اگر بیت المقدس پہ غلبہ
پاؤنگا تو اپنے بیٹے کو نہرہ کے واسطے قربان کرونگا اور ایک روایت سے بخت نصر
اس ملک کا کاتب تھا جب لشکر نے بالشکر جرار بیت المقدس پر نزول کیا حضرت
حزقیل الرباح نے ایک ہوا بھیجی کہ اُسنے اُسکی سپاہ کو ہلاک کر دیا اور لشکر اور بخت نصر نے
اُس بلا سے نجات پاکر بطرف وطن مالوف بحال خراب اور تباہ مراجعت کی اور فرزند بادشاہ نے
بسبب استماع کلام پدر دربارہ نذر و قربانی باتفاق بخت نصر فرصت پاکر باپ کو قتل کیا اور اسنے
کیسی حیلے سے بادشاہزادی کو گزند قوم و لشکر سے بچا کر مملکت مین بخوبی تمام تصرف کیا اور بعد اس
قضیہ کے بادشاہ موصل اور آذربائجان نے کہ ایک دوسرے سے بے خبر تھا بہوس بیت المقدس پر
لشکر کشی کی اور جو کہ اُس نواحی مین دونون کی ملاقات ہوئی تو باہم گرم جنگ و جدل درمیان
آئی تا آنکہ دونون مع جمع کثیر اہل لشکر مقتول ہوئے اور بقیہ سیف نے راہ فرار اختیار کی
غرض کہ بادشاہ حقیقی نے شہریاران سہاری اور دشمنان اپنے کو بے آمد و شد و ستون اور
یارون کے بسر حد عدم پہونچایا اور بنی اسرائیل احوال و اسباب ان کے جزو تصرف مین
لاکے بعد ازین ہو وے عصیان پر ہو کر بہ قتل انبیا اقدام کیا اُس وقت سنجاریب بادشاہ
بابل نے بیت المقدس مین جاکر اُس بلدۂ طیبہ کو قہراً اور جبراً لیا اور اوس دیار مین خرابی عظیم
اُس سے وقوع مین آئی اور جب سنجاریب نے اپنی مملکت مین مراجعت کی بنی
اسرائیل نے جمع ہو کر پھر سے فسق و فساد در لگی لاجرم منتقم حقیقی نے حضرت ارمیا کو
بتاج نبوت سرفراز کر کر بنا بر ہدایت اور ارشاد ان کے مامور فرمایا اور ان مگر وہان نے
اس پیغمبر خدا کو بعد از ستم اور ضرب مقید اور محبوس کیا اور حضرت جبار منتقم نے بخت نصر کو
بروایت محمد بن جریر طبری ملک اولاد گودرز سپہ سالار گشتاسپ مین انتظام رکھتا تھا بنی اسرائیل
پر غلبہ دیا تا آنکہ تیغ بیدریغ ان مین چلی اور بیت المقدس کو بآتش قہر جلا کر ذراری کے
یہود کو قید کر کر بابل مین لے گیا یہ روایت قول قتیبی اور ایک جماعت اور مفسرون کا ہے
اور اپنے مقام پر جو اور اقوال اور روایتین ہین بیان کی جاوینگی انشاء اللہ تعالے
ثعلبی رحمہ اللہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جو روایت کی ہے
مضمون اُسکا یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل کا عصیان اور طغیان حد سے گذرا اور انہون
نے قتل انبیا بادرت کی خدا تعالے نے بخت نصر کو ان کی طرف متوجہ فرمایا

اور اون سے بعد محاصرہ بیت المقدس کو فتح کیا اور ستر ہزار آدمیون کو بعلت خون زکریا مار ڈالا
اور اسباب آرایش اور زیور بیت المقدس ستر ہزار خروار اور بعضے کہتے ہین لاکھ خروار بھر کر
زمین بابل مین لے گیا حذیفہ کہتے ہین کہ کہا مین نے یا رسول اللہ عظمت اور آراستگی بیت المقدس
اسقدر ہوگذری ہے فرمایا ہان حضرت سلیمان علیہ السلام نے اوس شہر کو چاندی اور سونے
اور یاقوت وغیرہ سے بنایا تھا کہ شیاطین جو فرمان اونکے اس جنس کی چیزون مین سے جو چاہتے
ہوتا تھا اسیوقت لاکر حاضر کرتا ہے اور بخت نصر وہ سامان بنی اسرائیل کو لے گیا اور یہ سو برس
تک اوسکے تخت حکم رہے - بعد ازین بادشاہ کورش نام ہوا اور سو برس پھر بنی اسرائیل
کو وہان بھیجا اور تمام سامان آرایش اوسکا اونکے ساتھ کر دیا کہ وہ شہر معمور اور آباد ہوا اور سو برس
تک یہود اطاعت فرمان بجالاتے رہے اونکے دوبارہ انھون نے پھر شہباد عصیان برپا کی تو حق
تعالیٰ اسمہ نے بادشاہ روم کو اون پر مسلط کیا کہ وہ سب حلیہ بیت المقدس روم مین لے گیا
سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب حضرت مہدی آخر الزمان پیدا ہونگے
تو حلیہ بیت المقدس کو ایک ہزار سات سو کشتیون مین رکھکر بموضع اصلی ارسال فرماوینگے واللہ
اعلم بالصواب اور روایت محمد بن اسحاق مغازی مین اسطرح پر ہے کہ خداے تعالیٰ نے حضرت
موسیٰ بن عمران کو وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل دو نوبت زمین پر فساد کرینگے اور بہت دنون کے
بعد پھر یہود معاصی کے مرتکب ہونگے اوس ہنگام مین مشیت الٰہی اس طرح پر جاری ہوئی تھی کہ
ہر بادشاہ کے زمانے مین پیغمبر مبعوث ہوتا تھا کہ اوسکو تعلیم اور ارشاد کرتا تھا اور مصالح اور مفاسد ملک
اوسکو دکھاتا اور جب مملکت داری صدیقہ کو کہ شہریار صالح عادل ناسک تھے پہونچی حضرت
شعیا ابن موصے مبعوث ہوے اور انھون نے ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جناب محمد
صلوات اللہ علیہما بشارت دی چنانچہ اون سے منقول ہے کہ کہا [illegible] اورماسے مسلم
یاتیک راکب الحمار ویاتیک بعد راکب البعیر یعنی کہا خوش ہون مین کہ پاؤن مین سلم
آوے تجکو راکب الحمار یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم پھر آوے تجکو بعد راکب البعیر یعنی حضرت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بالجملہ جب کہ زمان صدیقہ مین طغیانی اور نافرمانی بنی اسرائیل
کی حد سے زیادہ ہوگئے اور ہرچند کہ پیغمبر اور بادشاہ نے اوس جماعت کو
نصیحت کی مفید نہ پڑی اور اثناے احوال مین سنجاریب بادشاہ بابل نے چھ سو مرد
فارس کے ساتھ متوجہ بیت المقدس ہوکر بعد از قطع منازل ظاہر اوس شہر پر نزول
کیا سو وقت کہ صدیقہ بزحمت پاے مبتلا تھے ہرگاہ حضرت شعیا نے صورت واقعہ صدیقہ
سے ظاہر کی دریافت اس خبر سے خوف نے انپر غلبہ کیا پوچھا یا نبی اللہ اس باب مین کوئی خبر آسمانی

آپکو پہونچی ہے حضرت نے جواب دیا کہ نہیں اور سنا ہے کہ وحی الٰہی اُنپر نازل ہوئی کہ صدیقہ
سے کہو کہ شرایط وصیت بجا لا کر اپنے اہلبیت سے نا کر ضبط مملکت خلیفہ مقرر کرے سنے
یہ بات سنکر نہ توقف بعد ما سوے یہ قیام کیا اور پھر بہ صلوٰۃ اور تضرع و بکا مشغول ہو کر حضرت رب الارباب
سے نجات نبی اسرائیل بچنگال اعدا سے سنگدل کی چنانچہ مسئول کی بقرا جابت مقرون ہوا اور
حضرت شعیا کو وحی آئی کہ اُس سے کہو کہ دعا تیری ہمنے مستجاب کی اور تجکو دشمن پر ظفر
اور فتح یابی دی اور پندرہ برس تیری عمر پر زیادہ کیا اور باستعمال فلان دوا مرض سے
شفا بخشونگا اور ایسا ہی فرمایا حضرت نے یہ اخبار مسرت افزا صدیقہ کو پہونچائیں اسنے
سجدہ شکر ادا کیا اور بہ شکر نعمت الٰہی مشغول ہوئے اور صبح ورد پندرہ دوا استعمال کی
کہ اُس علت سے نجات پائی اور جب اہل قوم صبح کو خواب سے اُٹھے یہ تخمینہ شکر مصروف
ہوئے سب کو بے ننگ و جدل مردہ پایا الا سنحاریب اور پانچ نفر اور اوس کے
رفقا ہوں سے محمد بن اسحاق کہتا ہے کہ بعضے کہتے ہیں کہ صدیقہ نے سنحاریب
سے محاربہ کیا اور شکست دی اور اوسکو مع پانچ نفر کے مغلول اور سلاسل کرکے ہر روز شہر کے
گرد پھراتے ہیں اور ہر ایک کو صدیقہ نے حکم دیا کہ بادشاہ بابل کو مع اُن پانچ نفر کے مغلول اور
سلاسل کرکے ہر روز شہر کے گرد پھراویں اور ہر ایک کو دو روٹیاں جو کی ہر روز دیا کریں جب
ستر دن اسی قضیہ پر گزرے ملک بابل نے صدیقہ کو پیغام بھیجا کہ میرے نزدیک مرنا اس
زندگانی سے بہتر ہے اُسنے بعد سننے اس خبر کے چاہا کہ اُسکے قتل کے واسطے حکم دیوے لیکن اس
اثنا میں خطاب ربانی حضرت شعیا کو پہونچا کہ اُس سے کہو کہ سنحاریب کو قتل نہ کرے بلکہ
باحسان انعام اُس سے پیش آوے اور ملک بابل میں بھیجدیوے تا وہ اوروں کو سطوات اور
غضب سے مطلع کرے چنانچہ صدیقہ نے فرمان خداوندی بجا لا کر سنحاریب کو معزز و محترم وطن
کو بھیجدیا اور وہ اپنے دار الملک میں پہونچکر سات برس کے بعد بیمار ہوا اور بخت نصر کو اپنا
ولیعہد کیا اور پھر چند روز کے بعد مر گیا۔ القصہ جب پندرہ سال موعود منقضی ہوئے صدیقہ
جہان فانی کو چھوڑ کر بعالم بقا خراماں ہوئے اور اوسکے مرنے کے بعد نبی اسرائیل باہمدگر
مخالف ہو کر ایسے اور ہرج اور مرج آپس میں واقع ہوا ہرچند شعیا نے قوم کو نصیحت کی کارگر
نہوئی آخر الامر یہانتک نوبت پہونچی کہ اُن کے قتل کا قصد کیا اور اونھوں نے اُن ظالموں
کے ہاتھ سے تنگ ہو کر ہجرت اختیار کی اثنا راہ میں دیکھا کہ ایک درخت پھٹا اور ندا کی
کہ یا نبی اللہ میری طرف آ حضرت شعیا اُس درخت کی طرف جا کر اُسکے جوف میں پنہان ہوئے
اور شیطان ملعون نے اُن کے گوشہ جامہ کو پکڑ لیا کہ وہ باہر رہ گیا اور قوم عاصی نے جو تعاقب کیا تھا

وہان پہونچکر یہ حالت دیکھی ان کو سخت درشت وہ نیم کیا اور مشہور یہ ہے کہ پیغمبر مقطوع حضرت
ذکریا ہین چنانچہ عنقریب مشروحاً ذکر کیا جاویگا انشاء اللہ تعالے فصل چھٹی آنا بخت نصر
کا شہر ہوا بابت شہر بیت المقدس مین روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ آئمہ اخبار نے اختلاف کیا
ہے اس امر مین کہ فساد بنی اسرائیل دوسری مرتبہ مین کیا چیز تھا بعضے کہتے ہین کہ سبب ارمیا
نبی اور ایک جماعت کہتے ہین کہ قتل یحیٰ بن زکریا تھا اور ہم دونون قول کو بہ توفیق الٰہی
بیان کرتے ہین قول اول یہ ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک بزرگ تھے موسوم بہ دانیال شاید یہ وہی
کہ دانیال اکبر کہتے ہین وہ ایک دن اثناے توریت پڑھتے ہین ایک آیت پر پہونچے کہ
دلالت کرتی تھی اس امر پر کہ ایک شخص عنقریب بیت المقدس کو خراب کریگا حضرت
دانیال نے تضرع پیش ہو کر مناجات کی کہ یارب کون ہوگا کہ بیت المقدس کا ایک یتیم سے دیار
بابل پراگندہ ہو جاوینگے ان کو خواب مین الہام ہوا کہ خراب کرنے والا بیت المقدس کا ایک
یتیم ہے دیار بابل سے بخت نصر کو حضرت دانیال جب بیدار ہوے اپنا مال فراہم
کیا اور عزیمت بابل کی اور بعد طے مراحل وہان پہونچے تجارت کے امر سلطنت اور حکومت
وہان کا اس سے متعلق تھا حضرت دانیال کو بلاکر پوچھا کہ سبب تمہارے آنے کا اس
مملکت مین کیا ہے کہا مین چاہتا ہون کہ اپنا مال یتیم اور محتاجون اس شہر پر تقسیم اور تفریق
کرون بادشاہ نے اجازت ارزانی فرمائی حضرت دانیال نے درپے احوال یتیمان کے
اور مساکین تفحص کیا بخت نصر سے کسی طرح خبر اور نشان نہ پایا اتفاقاً ایک دن ان کا غلام
کسی کام کو جاتا تھا اثناے راہ مین ایک لڑکے کو دیکھا کہ مریض اور بیمار خاک پر لوٹ
رہا ہے غلام نے اسکا حال استفسار کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ مین ایک یتیم ہون کہ قبل
ازین بنابر معاش اپنے اور اپنی ماں کے لکڑیان چنکر بیچتا تھا اب اس حال مین پڑا ہون کہ تو دیکھتا
ہے غلام نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے کہا بخت نصر غلام نے جلدی سے جاکر اپنے خواجہ کو مطلع
کیا اور ہمراہ غلام بخت نصر کے پاس آئے حضرت دانیال نے اپنے خادم سے کہا کہ
اسکو نہلا دھلا کر گھر مین لیجا اور اس کی ماں کو بھی بعزت وحرمت لے آ غلام کہنے کے
بموجب عمل مین لایا اور حضرت دانیال تعہد اور تربیت ان کے مصروف مین
ہوئے جب بخت نصر نے صحت پائی ایک دن حضرت دانیال نے اوس سے
کہا کہ مکافات میرے احسان کے کہ بقدر طاقت تیرے باب مین مجھ سے
وقوع مین آئے کیا ہے اس نے کہا آپ کے احسان کے مکافات پر کیونکر قیام
کرون کہ کسی چیز پر قادر نہین ہون حضرت دانیال نے کہا مین ایسا گمان کرتا ہون کہ آخر تو

بمرتبہ سلطنت پہونچیگا اور بنی اسرائیل پر لشکر کشی کریگا آپ سے میرا یہ مطلب ہے کہ میرے اور میرے
اہلبیت کے واسطے امان نامہ لکھدے بخت نصر نے جواب دیا کہ آپ میرے ساتھ خوش طبعی
کرتے ہین حضرت دانیال نے کہا لا واللہ اور اس باب مین مبالغہ کیا اور وعدہ کیا اگر تو میرا التماس
منظور رکھے تو مین ہزار درم تجھکو دون بخت نصر اُسی طرح ان کی باتون کو ہزل پر محمول کر کر انکار کیا
کیے گیا آخر الامر اپنی مان کے کہنے سے امان نامہ لکھا اور وہ زر خطیر اپنے قبضے مین کیا - روایت کرتے
ہین کہ بخت نصر قبل ازین لڑکون کے ساتھ جنگل مین جاکر لکڑیان چناکرتا تھا اور وہ لڑکے اسکو
سردار اپنا اوپر قرار دیکر اسکی متابعت کرتے تھے جب ہزار درم اس نے لیے اپنے قدیم یارون کے
واسطے گھوڑے خریدے اور اُس جماعت نوجوان کے ساتھ بادشاہ کے دربار مین آنا جانا شروع
کیا - اور چونکہ دراصل یہ خاندان اشراف سے تھا اور علم کتابت اور ظرافت طبیعت رکھتا تھا
لیکن گردش روزگار نے اسکو بھی خوار و ذلیل کر رکھا تھا اب جو بسبب دربار ہیئت ظاہری
اس کی درست ہوئی تو جمال و کمال نے رونق پکڑی سنجاریب بادشاہ بابل نے کہ اس کی پیشانی
سے علامات اقبال مشاہدہ کین روز بروز اس کی قدر و منزلت زیادہ کی تا آنکہ بمرتبہ امارت
پہونچا بیت در بے تجربہ معلوم گشت آخر حال کہ قدر مرد بعلم است و قدر علم بمال ، بہر حال
بہ سبب بخت و اقبال جس طرف توجہ کرتا تھا فتح و ظفر اس کے استقبال کو آتی تھی ہرگاہ سنجاریب
بیت المقدس مین اسکو ہمراہ لے گیا اور بعجب اتفاق دونون گرفتار ہوگئے اور بہنگام مراجعت
خدمت شاہ بابل مین آن کر جس طرح سے کہ اوپر مذکور ہوا سے گذرا وہ پھر ملازمت بادشاہ
مین بسر کرنے لگا حتی کہ ولیعہد ہوا اور جب بادشاہ نے وفات پائی تو اوس جگہ قرار پکڑا
اور اثنا ے اس حال مین حکومت بنی اسرائیل ناشیہ بن راموص پر اور نبوت حضرت
ارمیا پر مقرر ہوئی تھی اور یہود نے اس ہنگام مین فسق و فساد اور جور و عناد آشکار کیا اور ہر چند
حضرت ارمیا نے قوم کو موعظت اور نصیحت کی فایدہ نہ دیا اور بخت نصر افواہ و شہرت سے
عصیان اور طغیان بنی اسرائیل کی سنکر بہ ترتیب آلات حرب اور تجہیز ادوات
طعن و ضرب مشغول ہوا تا بجانب بیت المقدس توجہ کرے اسی اثنا مین حضرت
ارمیا صخرہ بیت المقدس پر آئے اور اپنا پیراہن چاک کیا اور خاک اپنے سر پہ ڈال
کر قوم سے کہا کہ خدا ے تعالے فرماتا ہے کہ نافرمانی سے باز رہو والا ایک جماعت آتش پرست
تمپر مسلط کرونگا کہ خوف از عقاب اور امید ثواب مجھ سے نہین رکھتے ہونگے اور
تمکو تیغ بے دریغ قتل اور قمع اور بیت المقدس کو خراب اور مستاصل کرینگے یہود نے
کہا تو خداوند عالمیان پر افترا کرتا ہے کیونکہ ہرگز معبود اپنی مسجد کو خراب نہین کرتا اور

حاکم عادل اپنے دوستون پر دشمنون کو مسلط نہین کرتا غرض کہ سلطان کیبی کو التفات پند و نصائح
پر نہوا بلکہ حضرت ارمیا کو مقید اور محبوس کیا چنانچہ اسی ہنگام مین بخت نصر نے بالشکر بیشمار
ظاہر بیت المقدس پر نزول کر کے بنی اسرائیل کو محصور کیا جو مدت محاصرہ نے طول کھینچا اہل شہر
نے لاچار ہوکر مفاتیح دروب اسکو تفویض کین اور بخت نصر نے قتل عام کا حکم دیا مگر بڈہون اور
بیمارون کو بہ جان امان دی اور حضرت دانیال اکبر کو طلب کیا معلوم ہوا کہ انہون نے
بعالم انتقال رحلت کی اور دانیال بن حزقیل کہ حکمت اور فطنت مین خلف دانیال اکبر تھے مع
اہلبیت وہ امان نامہ کو ان کے باپ کو اسنے لکھدیا تھا لیکر اسکے آگے آئے اور بخت نصر نے وہ
دیکھکر اپنے وعدہ پر وفا کیا اور انکو اپنی سطوت سے امین اور مطمئن محفوظ رکھا لیکن عمارت
بیت المقدس کو بنیاد سے اکھاڑا اور جلا دیا پھر توریت کے جلانے پر جرأت اور جسارت کی اور
اثر غضب و ظلم اسکا تمامی بلاد شام مین منتشر اور پراگندہ ہوا آخر کار ستر ہزار نفر فرزندان ملوک اور
انبیا و یہود کو اسیر دستگیر کر کے مع اموال فراوان کہ حساب وہم اسکے ادراک تعداد سے عاجز تھا
اپنے دار الملک مین لے گیا اور جب قتل و غارت سے فراغت پائی کسی نے اسکو آگاہ کیا کہ
ایک پیغمبر نے پیغمبران بنی اسرائیل سے سبب اس حادثہ کی خبر کے آنے سے پہلے خبر دی تھی اور
انہین یہ فرمایا اسکو کشتون پر سے پکڑ کر فلانی جگہ قید کیا ہے بخت نصر نے باحضار ارمیا فرمان دیا انسے
پوچھا کہ تمنے اس امر کو کہان سے جانا تھا کہا حضرت عالم الغیب نے مجکو نصیحت اور اندرز اس
قوم کے بھیجا تھا اور جمیع قضایا سے خبر دی تھی بخت نصر نے کہا وہ کیا بری قوم تھی کہ اپنے پیغمبر کی
تکذیب کر کر اسکو مقید کیا اب اگر میرے ساتھ تم رہو تو ہواسے اکرام و احسان منشا بہرہ ور ہوگے
اور اگر تمکو خواہش ہے کہ اپنے بلاد مین امین ہو کر سکونت کرو بے خوف و خطر وہین رہو حضرت
ارمیا نے جواب دیا کہ مین ہمیشہ سے امان خداے تعالی مین ہون اگر بنی اسرائیل میری
تابعداری کرتے امان خدا مین ہوتے اور تجھسے اور تیرے غیر سے کچھ ان کو ضرر نہ پہونچتا
القصہ بخت نصر نے حضرت ارمیا کو رخصت انصراف دیکر آپ بجانب بابل عزیمت کی
اور دانیال بن حزقیل کو مع اہلبیت دانیال اکبر اپنے ساتھ لیکر اعزاز و اکرام انکا کماینبغی بجا لایا
تھا اور بعضے کہتے ہین کہ عزیز بن شرخیا جملہ اہلبیت دانیال اکبر سے تھے اور یہود
کا یہ عقیدہ ہے کہ زمرہ اسیرون سے آخر الامر مرتبہ نبوت پر فائز ہوئے واللہ اعلم
بالصواب اور جو کہ حضرت ارمیا بخت نصر سے مخالف ہوکر دوام خرابی بیت المقدس
پر دعا کرتے تھے اور چمگادڑین بھی ان کے ساتھ موافقت کیا کرتی تھین لکھتا ہے
کہ اسی سبب سے انکا مارنا منع ہے روایت ہے کہ بقیۃ السیف بنی اسرائیل نے

حضرت ارمیا کے حال سے اطلاع پائی۔ وہ یاس ناکامی سے نکل کر ان کے پاس جمع ہوئے
اور کہا قرین صلاح اس طرح پر ہے کہ جانب مصر چلئے اور وہاں ظل حمایت
حاکم جا ول میں بہ فراغت بسر کیجئے چنانچہ ان کے ساتھ آپ نے موافقت کی۔ ایک
طائفہ ناقلان اخبار سے کہتا ہے کہ بخت نصر ہنوز ولایت شام میں تھا کہ بقایائے بنی اسرائیل
مع حضرت ارمیا نہ ولایت مصر گئے اور یہ خبر اُسکو پہونچی اُسنے بادشاہ مصر کو نامہ ارسال
کیا اس مضمون کا کہ کچھ میرے بندوں میں سے بھاگ کر اس ولایت میں آئے ہیں ان کو یہان
بھیجدیا چاہیے اور اگر اس باب میں اہمال و تغافل عمل میں آویگا تو وہی حال مصر کا ہوگا جو
بیت المقدس کا ہوا بادشاہ مصر نے جواب دیا کہ یہ جملہ احرار و اشراف سے ہیں
اور ہماری پناہ میں آئے ہیں آئین مروت میں جائز نہیں کہ ایسے لوگوں کو بھیجدوں
اور اثنائے ان حالات میں حضرت ارمیا نے قوم کو از روئے شفقت کہا کہ جرائم
اور بد افعال سے توبہ اور استغفار کرو ورنہ بخت نصر اس دیار میں آن کر اپنے سخط و سطوت سے
تمکو آسیب پہونچاوے گا جیسا کہ بنی اسرائیل سابق کو پہونچایا انھوں نے کہا یہ کیا بات ہے
بخت نصر قوت مقاومت ہرگز اس بادشاہ سے نہیں رکھتا ہے اور اسی طرح معاصی پر
اصرار کیا اور حضرت ارمیا قوم کو کنارہ شہر پر لے گئے اور چار پتھر قریب یکدیگر ایک جگہ پوشیدہ
کیا اور کہا جب بخت نصر اس ملک پر مستولی ہوگا تو اپنا تخت اس مقام پر رکھیگا جیسا کہ
چاروں پائے اُسکے تخت کے ان چاروں پتھروں پر ہوں گے۔ القصہ جب نصر نے حاکم مصر کا
جواب سنا مع فوج جرار اس دیار پر متوجہ ہوا اور بعد جنگ انپر غالب آیا اور بنی اسرائیل
کو گرفتار کیا اور حضرت ارمیا کو بھی انھیں پایا انپر خفا ہو کر کہا میں نے تجھ پر احسان اور تجھکو
اس قوم میں سے مستثنی نہیں کیا انھوں نے کہا درست ہے کہا پھر تو نے دشمنوں کے
ساتھ موافقت کیوں کی جواب دیا کہ ان کو از روئے نصیحت میں نے کہا کہ تو اس دیار پر
غلبہ پاوے گا اور بنا بر علامت صدق اس کلام کے چار پتھر اس مقام پر گاڑ دیئے ہیں
اور بنی اسرائیل کو خبر کر دی ہے کہ تیرے تخت کے گوشے ان چاروں پتھروں
پر منطبق ہوں گے بخت نصر نے سُنکے اس حدیث سے متعجب ہوا اور بعد از تفحص جب صادق
سخن اُنکا اسپر روشن ہوا حضرت کو اختیار دیا کہ جہاں چاہیں چلے جاویں اور جب بخت نصر
ممالک مصر و شام سے پھر کر بابل میں آیا بر داشتان اپنے درباره دانیال بن حزقیل
اور اہلبیت دانیال اکبر پر زیادہ کیا چنانچہ مجوس نے دانیال پر حسد کیا کر کہا کہ
اوس شخص کو تربیت کرتا ہے کہ دین میں تیرا مخالف ہے اور تیرا کھانا نہیں کھاتا ہے

اسنے حضرت دانیال کو ایک دعوت مین بلاکر معلوم کیا کہ مجوس اور رؤساے قوم اس قول مین
صادق ہین آخرالامر اس بات سے خفا ہوکر حضرت دانیال کو قید کیا حضرت محبوس تھے کہ بخت نصر
نے ایک خواب ہولناک دیکھا اور اپنے کاہنوں اور معبرون کو بلاکر کہا کہ مین نے رات کو خواب دیکھا
ہے ہولناک تمکو اسکی تعبیر دینی چاہیے انھون نے کہا کہ بادشاہ بیان فرماوے تاہم عرض
کرین اسنے کہا کہ غایت فزع سے خواب کو بھول گیا ہون انھون نے کہا جو خواب کہ بتلا نہ
جاوے اسکی تعبیر کیونکر دیوین بخت نصر نے اس کلام سے خشمناک ہوکر کہا مدتون سے تمکو اسواسطے
تربیت کیا تھا کہ ایسی ایسی مشکلین عقدۂ ابہام و اجمال مین رہین اب تین روز کی مین نے
تمکو مہلت دی اگر میرے خواب کی تعبیر بیان کی تو بہتر ورنہ سب کو مار ڈالا اور اس خبر سے
شہر مین اشتہار پایا تا آنکہ یہ سماعون دانیال بھی پہونچی انھون نے زندان بان سے کہا کہ بادشاہ
سے کہا کہ بادشاہ سے کہو کہ تیرے خواب کی تعبیر دانیال جانتا ہے اسنے کہا اس بات سے
درگذر کر والا ایسا نہو کہ تجکو اس سے کچھ آسیب پہونچے حضرت نے مبالغہ سے کہا کہ اس کلام کو تو اس
تک پہونچا وسے ڈر نہین زندان بان صورت واقعہ معروض رائے بادشاہ کی اسنے فی الفور
حضرت دانیال کو طلب کیا اور کیفیت خواب اور تعبیر دریافت کی حضرت دانیال نے کہا
تو نے دیکھا ہے کہ ایک شخص عظیم زمین پر کھڑا تھا کہ سر اسکا سونے اور گردن چاندی کی اور کمر
تانبے کی اور پنڈلیان اسکی لوہے کی اور پاؤن کے نیچے ٹھیکریون سے اور تو اسوقت تو اوس
کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک پتھر آسمان پر سے اسپر گرا اور اسکو ایسا چورا کر دیا کہ تجکو گمان
ہوا کہ تمام جن و انس جمع ہوکر اجزا اسکے اوس بت کو جدا نکر سکینگے اسی اثناے مین
ایک ہوا چلی کہ اوس نے ذرہ ذرہ اس بت کا اڑا کر جمع کیا اور وہ پتھر اتنا بڑا ہوا کہ تمام زمین
اس سے بھر گئی اور بغیر از آسمان اور اس پتھر کے کچھ نظر نہ آیا بخت نصر نے کہا صورت
واقعہ اسی طرح پر ہے نے زیادہ اور نقصان اب اسکی تعبیر بیان کر حضرت دانیال نے
تقریر کی کہ تم خوشہ زبان و مالک ہے اور سر زمین اوس کا مالک آریسپرستمن شیرا اور گردن
اسکی تیرے فرزند کی طرف اشارہ ہے اور تو بعد اسکا کنایہ اوروں کے ملک سے ہے اور
حد پنڈلی مملکت ملوک فرس ہے کہ یہ سان قصر دولت انکا اوسط حال مین زیادہ استحکام
پاوے گا اور خزف یعنی ٹھیکریان مثل اس امور یہ ہین کہ امر حکومت اور سلطنت انکی
آخر ایام مین ضعیف ہووے اور وہ پتھر آسمان پر سے آکر اس بت کو توڑ ڈالا عبارت
ایک پیغمبر سے ہے کہ آخر زمان مین مبعوث ہوگا اور پادشاہون کو مقہور کریگا اور دینون کو منسوخ
فرماویگا اور شریعت اسکی تا قیام قیامت رہے بخت نصر نے کہا ای دانیال کسی کو مین نہین جانتا

کرونگا نعمت اسکا تجھ سے بھی زیادہ ہووے بسبب تعبیر اس خواب کے تو نے بیان کی مین چاہتا
ہون کہ تیرے مکافات بتقدیم پہونچاؤن ایک امر ان تین چیزون مین اختیار کر لے اگر تیرا
مدعا یہ ہے کہ اپنے شہر کو مراجعت کرون تجھکو رخصت کر دون کہ تو جا اور بقیہ کہ خرابی اسمین عاید
حال ہو عمارت سے بحال کر اور اگر تو چاہے کہ تیرے اصحابون کے واسطے نامہ و منشور لکھدون
تا ہمیشہ تجھکو میرے قلمرو مین اوقات بسر کرے تجھکو عزیز اور محترم رکھین اور اگر تجھکو میل ہے کہ
میرے پاس رہے تیرے باب مین حتی المقدور نکوئی کرونگا حضرت دانیال نے جواب دیا
کہ ارادہ حق جل وعلا ہمارے دیار کی خرابی پر متعلق ہوا ہے کہ کوئی عمارت اسکے سے عہدہ برا
نہین ہو سکیگا اور مین تیرے نامہ کی امان کے ساتھ احتیاج نہین رکھتا ہون کس واسطے
کہ جس مقام مین رہونگا امان پروردگار میرے شامل حال رہیگی اور جو کچھ میرے اور میرے
اصحاب کے روزگار کے موافق ہے یہ ہے کہ پہ تیرے دار الامارت مین متوطن رہون
ہرگاہ حضرت دانیال نے مصاحبت بخت نصر اختیار کی بادشاہ نے اولاد اور دانا مدار اور امراے
رفیع المقدار اور اعیان دولت اور اشراف ولایت انہون کو جمع کیا اور کہا دانیال ایک مرد حکیم
ہے اور صاحب راے اور خردمند کہ حق تعالی نے بواسطہ انفاس نفیسہ اس کے مجھکو رنج
خواب ہیبتناک سے نجات دی مین تدبیر امور مملکت اور نظم احوال لشکر و رعیت براے
صایب اور فکر ثاقب اسکے تفویض کرتا ہون اگر کسی امر مین میرا حکم اور اسکا اشارہ صادر ہووے
چاہیے کہ میرا فرمان کان لم یکن جان کر اسکے صواب دید کو مرجح رکھو اور حضرت دانیال نے
معارج عزت و حشمت اور مکنت و حشمت پر ارتقا کیا دوبارہ پھر ضمائر روساے بابل نے
نار حسد سے اشتعال پایا مجموع خواص اور تربیت یافتگان دولت نے بخت نصر سے
عرض کیا کہ بیشتر بنا بر اسکے کہ کوئی نزدیک تیرے ہمسے زیادہ عزیز نہ رہا اور دشمنون کو یارا نہوا
کہ حمایت اور سیاست ہماری سے پاؤن اپنی حد سے باہر رکھین اور اب بواسطہ دخل اس
بندہ اسرائیلی کے امور کلیہ اور جزئیہ مین اور بسبب ہمارے انزوا کے زوایاے خمول اور گمنامی
مین خلل فاحش نے مہمات ملک مین راہ پائی اب بادشاہ اطراف نے تیرے سلطنت اور ہماری
غرض مال مین طمع کی ہے اور یہ سبب بنا بر ضعف راے اور نقصان عقل اور سوء تدبیر تیرے کے
ہوا ہے جواب دیا کہ اسطرح سے تم کہتے ہو ذرہ بھی فتور نے میری راے اور تدبیر مین راہ نہین
پائی ہے مین نے دانیال کو مرد حکیم ہشیار دل پایا ہے کہ اسنے مجکو محنت و غم سے نجات بخشی اور ہمکو باین
عقل و متانت اس کا رہین عاجز اور زبون دیکھا اسواسطے مین بجہت صلاح و صحیح و شریف زمام و
حل و عقد امور اور عنان مصالح جمہور اوسی کی کف کفایت مین رکھی پھر عظماے قوم نے اسکو سپرد مین

ڈال کر کہا کہ یہ اسرائیلی گمان کرتا ہے کہ میرا ایک الہ ہے کہ امور مخفیہ اور قضایا سے نہانی پر مطلع کرتا
ہے بخت نصر نے جواب دیا کہ درست اسکا زعم ہے غلط نہیں کہا تو ہمکو اجازت دے کہ تیرے
واسطے ہم بھی ایک الٰہ بنا دیں کہ اسکے آگے سے انتظام ہووے کہ سب اشیا سے خبر دیوے سوا پنج
مہمات میں معاونت کرے اسنے کہا کہ اگر اس عہدے سے تم باہر آسکو میں مانع نہیں ہوں ان
احمقوں نے رخصت لیکر کاریگروں کو جمع کیا انھوں نے ایک مقام پر بہت سی آگ سے
ترتیب دیا اور تاج زرین مرصع بجواہر آبدار اسکے سر پر رکھا اور ایک مقام پر بہت سی
آگ جلا کر خلق کو اس بت کے سجدے کے واسطے تکلیف دی اور جس کسی نے اسکا سجدہ کرنیکا انکار
کیا اسکو آتش شعلہ فروز میں ڈال دیا چنانچہ کثیر بنی اسرائیل میں سے اس واقعہ میں ہلاک
ہووے اور ایک دن تمام سال میں عید کا مقرر کیا کہ نیا باج اور قربانی ادا کرتے تھے اور اس
روز عید میں دانیال بن حزقیل کو ایک قول پر مع تین نفر اہلبیت دانیال الٰہ کے لیے رخصت
بخت نصر آگ میں ڈال دیا اسنے بام قصر پر سے اس آگ کی طرف نظر کی دیکھا کہ پانچ شخص وہاں
متوحش بیٹھے ہوئے ہیں کہ ایک ان میں سے مانند ایک جانور کے دو بال رکھتا تھا کہ وہ انکو اسکے
دکھاتا ہے مشاہدہ اس صورت غربت سے رعب نے اسپر غلبہ پایا اور اسنے آواز دی کہ آگ میں
سے نکل آؤ رفقاے اپنے بسلامت نکلکر بخت نصر پاس چلے آئے اسنے پوچھا کہ وہ کہ درمیان آتش
تمکو اپنے پردوں سے ڈھکتا تھا جبل ربا تھا کون تھا حضرت دانیال نے کہا وہ فرشتہ تھا مامور
جانب پروردگار ہمارے سے تا مفروت آتش اپنے بندوں سے باز رکھے اسنے مخاطب ہو کر کہا
کہ مجکو تمنے اس واقعہ سے کسواسطے مطلع نہ کیا تا قوم اس حرکت ناشایستہ سے کہ نسبت تمہارے انسے
صادر ہوئی منع کرتا میں انھوں نے کہا کہ بواسطے اسکے کہ تیری قوم کو قدرت حق سبحانہ تعالیٰ معلوم
ہووے اور جانیں کہ آفریدگار عالم اپنے دوستوں کی کیونکر حراست کرتا ہے بخت نصر کو تنبیہ حاصل ہوئی اور
انکا اکرام اور احترام زیادہ کیا منقول ہے کہ پھر بخت نصر نے ایک خواب بابل میں دیکھا جب بیدار ہوا
اپنی قوم کے علما کو کہ دعوی کہانت اور تعبیر کرنے کے تھے طلب کیا اور کہا میں نے ایک خواب پر فریح پھر
دیکھا ہے اور بھول گیا ہوں اسکی تعبیر سے خبر کرو انھوں نے کہا تو ساحر دن کے استادوں سے مصاحبت
رکھتا ہے اور انکو ہنگام خواب اپنے پاس سلاتا ہے تا بوقت تعطیل حواس تجکو خوابہاے شوریدہ دکھائی دیویں
اور خبیث اور فزع میں ڈالیں اور انکی تعبیر کے سبب سے بشرف نوازش اختصاص پاویں اور مصداق اسی
مثال کا ہے کہ قبل ازمجال ست دانیال ایسے واقعات نہیں دیکھتا تھا بخت نصر نے پوچھا کہ میری بات
کے جواب میں سواے اس کلام کے کچھ اور نہیں جانتے ہو کہا نہیں اسنے انکو مجلس میں سے نکال دیا۔
اور حضرت دانیال کو طلب کیا اور اپنا خواب اور اسکے نسیان کا حال کہا اور تعبیر پوچھی حضرت دانیال نے

مہلت طلب کی اور خلوت مین جاکر دو رکعت نماز گذاری اور ملہم صواب سے علم کیفیت خواب اور تعبیر مسئلت کیا چنانچہ حضرت حی لا ینام نے بالہام حکیم نگی منام سے انکو آگاہ فرمایا انھون نے دربار مین آن کر کہا کہ حضرت آفریدگار نے کشف اسرار یون فرماکر شرف اعلام ارزانی کیا ہے کہ خواب مین تونے دیکھا ہے ایک درخت عظیم سر بر آسمان کشیدہ ہے اور طیور اسپر جمع ہین اور اسکے سایہ مین وحوش وسباع فراہم ہین اور تو اوسکی طرف دیکھ رہا ہے اور حسن اس درخت سے اور جمعیت طیور وسباع سے تعجب کرتا ہے کہ اثناء اس حال مین ایک فرشتہ ہاتھ مین تبر لیے ہوئے آیا اور چاہا کہ اس درخت کو قطع کرے کہ ناگاہ ایک اور فرشتہ نے ندا کی کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ درخت کو جڑ سے نہ قطع کر بلکہ کچھ کاٹ ڈال اور کچھ چھوڑ دے اور تونے مشاہدہ کیا کہ اس فرشتے نے اس درخت کی ٹہنے کاٹ کر وحوش وطیور کو متفرق کیا اور جڑ اوسکی رہنے دی اور تعبیر تمام اسکی نظارت اور تراوت مین مابدہوئی بخت نصر نے کہا واقعہ تمنے سچ بیان کیا اب کہو کہ تعبیر اسکی کیا ہے حضرت نے کہا کہ درخت تو ہے اور طیور اہل وفرزند اور خشم اور لشکر اور وحوش وسباع کہ اس درخت کے سایہ مین قرار پذیر ہین تیری رعیت ہین کہ تیری ظل رعایت مین بسر کرتے ہین اور تو مغضوب الہی ہوا ہے بواسطہ اسکے کہ ارکان دولت اپنی کو بت کے بنانے مین اجازت دی ہے ایزد تعالی نے ایک فرشتے کو حکم دیا ہے کہ تجھکو ہلاک کرو اور بعضون کو تیری نسل مین سے چندے زندہ چھوڑ دے اُسنے کہا حضرت خداوند تعالی میرے ساتھ کیا کریگا حضرت نے جواب دیا کہ جب تک تجھکو معرفت بکمال قدرت الہی حاصل ہووے بامر قادر بیچون سات برس بصورت جمیع مخلوقات بنابر عبرت تبدیل ہیئت رہیگا اور بعد گذرنے اس مدت کے پھر بہیئات انسانی اور صورت اصل معاودت کریگا بخت نصر نے کہا توبہ اور تصدق پر بات شدنی رفع ہے یا نہین حضرت دانیال نے جواب دیا کہ اب تبدیل تقدیر مبرم ممکن نہین قضاے ازلی جسطرح جاری ہوئی ہے وہی ہوتا ہے اُسنے یہ سُنکے اس حدیث کو منصب سلطنت اپنے فرزند کو تفویض کیا اور آپ گوشہ گزین ہوکر زاویہ حرمان مین گریہ وفغان مشغول ہوا اور جب ایک ہفتہ اس قضیہ پر گذرا اس مکان کی کوٹھے پر آیا ہوا خوری کرے ناگاہ بقدر انگشت پر نکال پر اور پیچ پیدا کرکر بصورت عقاب مسخ ہوا اور سب طیور کو مقہور اور مطیع اپنا کیا اور یہ خبر تمام دیار مین شائع ہوئی کہ ایک جانور ایسا پیدا ہوا ہے اور پھر بصورت اور طائرون کے متشکل ہوکر اپناے جنس پر غلبہ کرتا تھا کہ سات برس تک ہر لحظہ بشکل دگر متشکل ہوا کیا اور پوشیدہ نہ رہے ہرچند یہ قضیہ عقل سے دور ہے لیکن کمال قدرت الہی سے بعید نہین کسواسطے کہ امم انبیاے سابق مین ممسوخ ہوئے ہین مگر زندہ نہین رہے اور کسی نے بشکل اصل عود نہین کیا یہان شاید کسی مصلحت کے لیے مرضی حضرت معبود حقیقی اسی طرح پر ہوئی ہوگی اور اُس ایام مین حضرت دانیال بہ نیابت پسر بخت نصر برعایت رعیت ولشکر مشغول ہوکر انکو ارتکاب امور ناپسندیدہ سے باز رکھتے تھے اور وعدہ کیا کرتے تھے کہ عنقریب بخت نصر یہان پھر آنکر بہ تہدید التفات نہ کریگا وہب بن منبہ کہتا ہے کہ آخر الامر بہیات بشری اپنی گھر مین آیا اور قادر بیچون کی

اُسکو صورت اصلی ارزانی فرمائی اور اُسنے غسل کیا اور منزل خاص مین سے شمشیر کشیدہ باہر آکر صفا بار
مین قرار پکڑا اور ارکان دولت اور اعیان دولت اور رعایا و حشم اور خدم کو جمع کیا اور کہا مین اس سے
پہلے جماد کو پوجتا تھا کہ کچھ نفع اور ضرر اُس سے متصور نتھا اور اب بقدرت الٰہی واقف ہوکر بخدائے بنی اسرائیل
ایمان لایا ہون جو کوئی اس قوم مین میری متابعت کریگا میرے دوستون مین معدود ہووے والا شمشیر تیز کو
اُسپر حکم کرونگا اور ایک شبانہ روز کی مین نے تمکو مہلت دی تا بصدق دل مع اپنے اتباع اور اشیاع اپنے مومن
اور موحد میرے پاس آوین یہ کہکر خلوتخانے مین چلا گیا اور اسی شب مین قضا بقابض ارواح
تفویض کی اور قصۂ بخت نصر تواریخ مشہورہ مین اس تفصیل اور غرابت سے مسطور و مرقوم تھا زبان خامہ نے
غیب اطناب اور طویل سے اندیشہ نہ کیا اور ابن عباس سے مروی ہے کہ جب پسر بخت نصر نے بعد وفات پدر امر
سلطنت مین استقلال پایا اور سر غرور و استکبار ظاہر کیا اور اوانی بیت المقدس مین کہ شیاطین نے بفرمان حضرت
سلیمان بنائے تھے گوشت خوک اور شراب کھانا پینا شروع کیا۔ ہر چند حضرت دانیال نے اُسکو اس فعل نامحمود
سے منع کیا باز نہ رہا اور یہانتک نوبت پہونچی کہ اُسنے حضرت دانیال کو اپنی مجلس سے موقوف کیا اُسکی
ماں نے اُس سے کہا کہ تیرا باپ تجھ سے عاقل زیادہ تھا اور دانیال کو مقتدا جان کر سب مہمات مین صلاح اور
مشورہ لیتا تھا اور مناسب اسی طرح ہے کہ سوائے امور مین اُسکے ساتھ مشورہ کرتا رہے اور بسبب اقتضائے
رائے و دین اُسکے تجاوز روا نرکھے اُس شوم طالع نے کہا کہ ان باتون سے درگذر کہ مین کسی کو روئے زمین پر
اُس سے دشمن تر نہین جانتا ہون ۔ القصہ انھین دنون عید کے دن اعیان مملکت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ناگاہ
ایک پنجہ بے پہونچے کا ظاہر ہوا اور اُس کف دست پر تین کلمہ مکتوب تھے اور اُسیوقت غائب ہوگیا
اور کسی نے حاضرین مجلس مین سے نہ جانا کہ وہ لکھا تھا اس سبب سے ایک وہم عظیم اور اندیشہ قوی سے
خاطر بادشاہ اور رؤسائے مملکت مین راہ پائی اور بخت نصر کی بی بی نے اُس سے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ اس غم
والم سے رہائی پاوے دانیال کو بلا کر بشرط عذر خواہی بجالا اور اُس مشکل کو اُس کے روبرو عرض کر دیکھ وہ
کیا فرماتا ہے پسر نے فرمان مادر مستحسن جان کر باعتذار حضرت دانیال استقبال کیا اور اُس امر مبہم سے مستفسر ہوا
حضرت دانیال نے کہا کہ اُس کف دست پر یہ تین کلمہ مرقوم تھے کہ وزن فخف ٭ ووعد فنجز ٭ وجمع فتفرق ٭
پسر بخت نصر نے پوچھا کہ معنی ان کلمات کے کیا ہین حضرت دانیال نے کہا کہ یہ مراد ہے کہ اللہ تعالےٰ نے
اعمال تمہارے وزن کیے اور اُسکے نزدیک سبک نکلے اور تمنے وعدہ کیا ہے ملک کا اور اُسکے ایفا پر
وعدہ فرمایا اور اسباب اور حشمت و عظمت تمکو جمع کیے اور متفرق فرماوے گا اُسنے پھر سوال کیا کہ یہ تفرقہ
کب ظہور کریگا حضرت دانیال نے جواب دیا کہ تین دن کے بعد تو مارا جاویگا اور یہ ملک دوسرے پر
انتقال کریگا۔ اُسنے بعد سننے اس خبر کے اپنی ایک خواص کو کہ اُسپر اعتماد تمام رکھتا تھا طلب کیا اور اُسکو حکم دیا کہ در
دولت پر حاضر ہو اور جسکو اس دروازے پر دیکھے اُسکا سر بے تامل تن سے جدا کر چوتھی شب جب دیلہ و حضرت

دانیال کہ جو اپنے قصر سے نکلا اور حادثہ فی جواب سے بیدار ہو کر شمشیر زنی اسپر شروع کی ہر چند اُسنے فریاد کی کہ مین ہون ولی نعمت اور بعد از فوت تیرا پاسبان خواب آلودہ نے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہے اور یہ زخمہا سے متواتر اُسکو شہرستان عدم بلکہ بقعر جہنم واصل کیا اور بعد از فوت اُسکے بعد مین ملک کوا بدستے آغوش مین لیکر دروازہ بقا مین بنی اسرائیل و جابس قیدیون مین عقلا سے مشورہ کیا انھون نے کہا کہ یہ آسیب جو کہ ہمارے بادشاہون کو پہونچا بواسطہ تعرض و اتفاق اس طائفہ کے تھا اب مصلحت یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو رخصت فرماکر اپنے وطن کو مراجعت کرین بادشاہ نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو حضرت دانیال مع اسباب وزیور کے کہ بخت نصر بیت المقدس سے دار الملک مین لایا تھا اپنے دیار کو لیجاوین لیکن کتب مغازی مین اسطرح پر مرقوم ہے کہ جب ابو موسیٰ اشعری زمان خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ مین مدینہ سوس پر مستولی ہوا ہنگام فتح ابواب خزائن ایک خانہ مقفل پر پہونچا حکم دیا کہ اس کوٹھے کو کھولین اہل سوس نے کہا اس مکان مین از قسم متاع دنیا کچھ نہین ہے ابو موسیٰ نے کہا پھر اسمین کیا چیز ہے کہ مقفل ہے جواب دیا کہ اسمین وہ چیز ہے کہ تمہارے کام کی نہین ہے اُسنے مبالغہ کیا تاآنکہ اُسکو کھولا اور اندر ایک بڑا سا پتھر دیکھا بہت سا ایک حوض اُسمین ایک شخص طویل دعریض مرا ہوا چلکنٹ پر پڑا تھا اور اُسکی ناک ایک بالشت کی دیکھنے والونکو دکھائی دیتی تھی ابو موسیٰ نے اہل سوس سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے کہا یہ دانیال حکیم ہے پھر سوال دیا کہ اس مملکت مین یہ کیونکر آیا تھا جواب دیا کہ ایک مرتبہ اس شہر مین قحط عظیم پڑا تھا ہمارے بادشاہ نے حاکم بابل سے التماس کیا کہ دانیال کو یہان بھیج دیجئے تابہ برکت مقدم اور دعا اُسکی مملکت کے اہالی اور موالی محنت قحط سے خلاص ہووین چنانچہ ملک بابل نے ان کو یہان بھیجدیا اور اُنکی دعا سے بارش باران نازل اور وسعت عیش وارزانی طعام حاصل ہوئی اسواسطے ہمارے شہریار نے دانیال کو رخصت انصرام نہ دی اور باعزاز واکرام یہان رکھا اور جب وفات پائی تو بہیات کذائی پر اس مقام مین رکھدیا جب کوئی بلا نازل ہوتی ہے تو ہم اس مکان مین آنکر بدعا اور زاری مشغول ہوتے ہین تا حضرت مجیب الدعوات ان کی برکت سے وہ بلا ہم سے دفع کرتا ہے ابو موسیٰ نے کیفیت واقعہ کو معروض رائے فاروق اعظم کے کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ نے اُسکو حکم کیا کہ نعش حضرت دانیال کو وہان سے نکالکر اور کفن جدید پہناکر بطریق سنت مدفون کرین لہذا ابو موسیٰ نے بموجب فرمان تلفین اور تدفین اُنکی عمل مین لایا فصل ساتوین ذکر حضرت عزیر پیغمبر علیہ السلام مین ــ تفسیر مدارک مین مذکور ہے کہ عزیر اسم عجمی ہے اور بقول طبری ارمیا اور عزیر عبارت ایک پیغمبر سے ہے اور عزیر عربی ہے اور ارمیا عبری اور بعضے ناقلان اخبار کہتے ہین کہ حضرت عزیر اولاد انبیای بنی اسرائیل مین سے ہین اور اُنکو صغرسن مین بخت نصر قید کرکر بابل مین لے گیا جب اُنکی چالیس برس کی عمر ہوئی اور قید بخت نصر سے نجات پائی حق سبحانہ تعالیٰ نے اُنکو بشرف نبوت مشرف فرمایا اور اُس زمانہ مین عالم بہ کتاب توریت اُن سے زیادہ اور کوئی نہ تھا ایک دن او ان جوانی مین ایک حمار

بنا پر ایک مہم کے جاتے تھے کہ ناگاہ ایک ویران گانون پر گذار ہوا اُس گانون کے ایک باغ مین اُترے
اور قدرے انگور اور انجیر اور شیرہ انگور اُنکے پاس تھا خرجی سے نکال کر اپنے زنبیل مین رکھا اور حمار کو
استوار باندھکر سیر ویرانہ کو پیادہ پا آگے کو روانہ ہوئے اور اُن نشیب و فراز مین چھتون اور دیوارون افتادہ
پر پہونچے اور وہان استخوان پوسیدہ دیکھین اور کہا خدا ان مُردون کو کیونکر زندہ کریگا پھر اپنے بار ایگا کما قال اللہ
تعالی اوکالذی مر علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشہا قال انی یحیی ھذہ اللہ بعد موتہا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ
یعنے یا مانند اُس شخص کے کہ گذرا اُسکو ایک گانون سے کہ گرا ہوا تھا او چھتون اپنی سے کہا کیونکر زندہ کریگا
اُسکو اللہ پیچھے موت اُسکی کے پس مار ڈالا اُسکو پیچھے خرچ کو اللہ نے سو برس تک پھر جلایا اُسکو آلِ بابویہ سے
منقول ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جبکہ اعدا اور دشمنون سے بھاگ کر پوشیدہ او پنہان
اطراف جہان مین پھرتے تھے کہ ناگاہ گذر ایک گانون پر ہوا کہ شام سے تھا اور وہان ایک پہاڑ تھا بہت
بلند نظر پڑا اور دیکھا کہ ایک جماعت انبوہ نصاری کی اُس پہاڑ کی طرف چلی جاتی تھی حضرت نے
پوچھا کہ یہ مقام کیا ہے اور تم کہان جاتے ہو انھون نے کہا اس پہاڑ پر ایک دیر ہے اور وہان ایک
راہب ہے کہ ہر سال باہر آتا ہے اور ہمکو حلال اور حرام شریعت عیسوی سے آگاہ کرتا ہے اور ہر
حل مشکل ہماری اُس سے ہوتی ہے حضرت بھی اُنکے ساتھ اُس پہاڑ پر گئے جب دیر کے دروازے پر پہونچے
ایک کہن سال باہر آیا اور ایک مقام بلند پر بیٹھا جو واسطے اُسکے تھا راہب حضرت پر پڑی دیکھا کہ ایک
نور فرق ہمایون سے تا آسمان مرتفع ہے راہب نے اس صورت سے متعجب ہو کر آپ سے پوچھا کہ آشنا ہو
یا بیگانہ فرمایا کہ تم مین سے نہین ہون کہا کہ شاید اُمتِ مرحومہ مین سے ہو کہا ہان پھر پوچھا کہ اُنکے عالمون
سے ہو یا جاہلون مین سے فرمایا جاہلون سے نہین ہون راہب نے کہا اول مین تم سے سوال کرون یا تم مجھ سے کچھ پوچھوگے
حضرت نے کہا تجھکو اختیار ہے راہب نے کہا پہلے سوال کرتا ہون فرمایا جو کچھ چاہے سو پوچھ راہب نے
کہا سب کہتے ہین کہ بہشت مین ایک درخت ہے کہ نام اُسکا طوبی ہے اور ہم کہتے ہین کہ جڑ اُس کی
حضرت عیسیٰ کے گھر مین ہے اور تم کہتے ہو منزل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے گھر مین ہے اور علیٰ کل التقدیرین بہشت مین کوئی قصر اور غرفہ ایسا نہین کہ اُس درخت کی
شاخ اُسمین نہ آئی ہو کہو کہ مثال اُسکی دنیا مین کیا ہے حضرت نے جواب دیا کہ مثال اُسکی آسمان پر
آفتاب ہے کہ جب وسطِ آسمان پر پہونچتا ہے تو کوئی مقام باقی نہین رہتا کہ اُسکی شعاع سے روشنی
پذیر نہو راہب نے کہا تمنے خوب تمثیل نام دی ہے اور ہر جانب سے آواز تحسین بلند ہوئی پھر دریافت
پوچھا کہ ہمارے اور تمھارے درمیان مین اتفاق ہے اہل جنت بہشت مین طعام اور شراب کھاوینگے
پیوینگے اور مطعومات اور مشروبات وہان کے کم نہین ہوونگے اگر تم جانتے ہو تو کہو اسکی مثال دنیا مین کونسی ہے
حضرت نے فرمایا مانند اُسکے یہان کتاب خدای عزوجل ہے کہ ہر چند اہل تفسیر اور تاویل اُسکی آیات کے نکات بیان کرتے

ہیں اور دقائق اور حقائق اسکے میں نکتہ سنج ہوتے انتہا کو نہیں پہونچتا اسی طرح اہل بہشت پیدا ہوتا ہے
راہب نے آفرین و تحسین کی اور کہا سب کا اعتقاد ہے کہ اہل بہشت طعام اور شراب کھاتے پیتے ہیں اور
انکو بول و براز نہیں ہوتا اسکی مثال دنیا میں کیا ہے آپنے جواب دیا کہ مثال اسکی دنیا میں جنین ہے کہ شکم
مادر میں طعام و شراب جو اوسکی ماں کھاتی پیتی ہے اسکو پہونچتا ہے اور بول و غائط اس سے پیدا نہیں ہوتا
پھر راہب نے اوسکو بھی قبول کیا اور انکا مداح ہوا سکے بعد کہا کہ آپ خبر دو کہ بہشت کی کنجی سونے کی ہے
یا چاندی کی حضرت نے کہا کہ اتفاق سب کا اس بات پر ہے کہ نہریں بہشتی میں شہد و شراب و شیر ہیں
اور کنجی لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ پھر راہب نے کہا اتفاق ہے اس بات پر کہ نہریں بہشت کی شیر و شراب
وغیرہ کی جاری ہیں اور باوجود خرچ کے کم نہیں ہوتیں اسکی تمثیل دنیا میں
کیا ہے آپنے فرمایا کہ چشمہ ہے کہ اسکی سفیدی و زردی باوجود انتقال کے نہیں ملتی پھر
اسکو بھی تسلیم کیا اور نہایت حضرت کا شکر ہوا اور پیامبر سے غرض آسمان تھا
کہا اب اور سوال کرتا ہوں اوسکا جواب دیا چاہیے تا آپکی علم و فضل پر اعتقاد کامل ہو
حضرت نے فرمایا اگر جواب باصواب پاویگا تو ہمارے دین میں آویگا کہا البتہ اور اسی امر پر عہد کیا اسوقت
راہب نے کہا مجھکو خبر دو ان دو بھائیوں سے کہ ایک شب میں شکم مادر سے پیدا ہوئے اور ایک روز بجوار رحمت
الٰہی پہونچے اور عجب یہ ہے کہ مدت حیات ایک کی ان دونوں میں دو برس کی تھی اور دوسرے کی سو برس
حضرت نے جواب دیا کہ وہ دونوں بھائی عزیر اور عزیر تھے پسران شرخیا کہ ایک شکم میں سے ایک وقت
توام پیدا ہوئے اور پچاس برس تک باہمدگر بسر کی عزیر ایکدن کسی کام کو جاتے تھے اور انکو رستے سے
انجیر اور انگور اور عصیر انگور ساتھ ہمراہ تھا کہ ایک قریہ پر شام میں انکا گذر ہوا کہ خدا سے تعالے
نے اہل اس قریہ کو پہلے اس سے ویران کیا تھا عزیر نے خرابی اس گانوں کی دیکھی اور حسب اتفاق ان کے
ضمیر میں یہ خطرہ اسوقت گذرا کہ یہ ویرانہ پھر کیونکر آباد ہوگا اور اسی خیال میں انکو نیند آگئی باری تعالے نے
انکی روح خواب میں قبض کی اور انکے جسد کو آدمیوں کی نگاہ سے پوشیدہ رکھا اور گوشت انکا سباع
و وحوش پر حرام کیا اور وہ طعام و شراب اسی طرح تازہ رکھا اسطرح سے تغیر اسمیں نہوا اور مرکب بھی انکا
ہلاک ہوگیا اور بعد از وفات عزیر کئی برس کے حق جل و علا نے باہتمام ایک بادشاہ کے اس قریہ کو
پھر آبادان کیا اور بعد سو برس کے انکو پھر زندہ کیا اور فرشتہ آیا اور انسے سوال کیا کم لبثت
کتنا رہا تو قال لبثت یوما جواب دیا کہ رہا میں ایکدن یا تھوڑا سے دن مروی ہے کہ وقت خواب
انکے قریب صبح تھا اور حیات دوبارہ بھی اسوقت ہوئی کہ ہنوز نہیں ہوا تھا آفتاب عالم روشنی پر
کہ جسکو ہندی زبان میں دھوندلا کہتے ہیں اسی نظر سے آپنے تردد سے جواب دیا یعنی
پہلے اول انہوں نے گمان کیا کہ آفتاب نے غروب کیا ہے اسواسطے کہا کہ ایک روز توقف کیا میں اور جب طلوع

کیا کہ خورشید جہاں تاب اُفق سے طالع ہو تو خیال کیا کہ تھوڑی دیر دن تک کی میں نے قال بل لبثت مائۃ عام
اس فرشتہ نے کہا بلکہ رہا تو سو برس آیۃ فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنہ وانظر الی حمارک یعنی
پس دیکھ دانہ کھانے اپنے کے اور پینے اپنے کے نہیں سڑا اور دیکھ طرف گدھے اپنے کے جب عزیر نے
گدھے کی بوسیدہ ہڈیوں پر نظر کی دیکھا کہ اُسکی استخوان باہم متصل ہو گئیں اور اعصاب ہوا اور رگ و ریشہ
اُسپر اُگنا شروع ہوا اور پھر قادر تھا رب نے پوست اُسکو پہنایا قال اللہ تعالےٰ وانظر الی العظام کیف
ننشزھا ثم نکسوھا لحما فلما تبین لہ قال اعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر یعنی فرمایا اللہ تعالےٰ نے اور دیکھ
طرف ہڈیوں کی کیونکر چڑھاتے ہیں انکو پھر پہناتے ہیں انکو گوشت پس جب ظاہر ہوا واسطے اُسکے کہا جانتا ہوں
میں تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے پھر عزیر اُس مرکب پر بیٹھکر اپنے گھر آئے اور اپنے بھائی عزیر کے ساتھ
پچاس برس اور زندگانی کی اور دونوں بھائی ایک دن میں ایک نے بعد دو برس کے زندگانی کی اور
دوسرے نے سو برس کی عمر میں وفات پائی جب حضرت نے یہ قصہ بانتہا پہونچایا ایک یہودی نے کہا
سچ ہے جو کہا سچ کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بندہ اور اُس کا
رسول ہے اور حاضرین مجلس بھی بموافقت راہب ایمان لائے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب
حضرت ہوئے یعنی عزیر نے حیات تازہ پائی اپنے گھر کو روانہ ہوئے اور وہاں جا کے کسی کو نہ پہچانا
اور ہر گاہ اپنے گھر میں پہونچے اُسکو اپنی پہلی صورت پر نہ دیکھا اور ایک اندھی بڑھیا گھر کے دروازے پر
بیٹھی پائی حضرت نے اُس سے پوچھا کہ یہ گھر عزیر کا ہے کہا ہاں تو کون ہے کہ اُسکا نام لیتا ہے میں
نے اتنے برسوں سے اپنے خواجہ کا ذکر کسی سے نہیں سنا ہے جواب دیا کہ میں عزیر ہوں اُس بڑھیا نے
کہا سبحان اللہ سو برس ہوئے کہ عزیر گم ہے اور اُسکا کسی نے کچھ نشان نہیں دیا اب وہ اتنی
مدت مدید کے بعد کہاں سے آیا آپ نے علامتیں اپنے صدق گفتار کی کچھ کہیں اور اُسنے جب
حضرت کو اپنے دعوی میں راسخ پایا کہا میں اُسکی ایک لونڈی ہوں اور وہ ایک مرد مستجاب الدعوات تھا
اگر تو سچ کہتا ہے تو دعوی کر کہ میری آنکھیں روشن ہو جاویں حضرت عزیر علیہ السلام نے دعا کی اور
اپنے ہاتھ اُسکی آنکھوں پر ملے اور خدائے عزوجل نے اُس عمیا کو بینا کیا اور اُسنے حضرت عزیر علیہ السلام
کو دیکھکر کہا گواہی دیتی ہوں میں کہ تو عزیر ہے کیونکہ کچھ تفاوت ہنگام غیبت سے اُسوقت تک حضرت کے
بشرے میں محسوس اور ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ اور بقول حضرت امام موسےٰ کاظم علیہ السلام جیسا کہ
مذکور ہوا عزیر پچاس برس کے تھے کہ پہلی مرتبہ وفات پائی اور چالیس برس اور تیس برس بھی
کہتے تھے اور علےٰ اختلاف الاقاویل باوجودیکہ حیات جدید سے کوئی اثر آثار بڑھاپے سے بشرہ
ہمایون میں معلوم نہ ہوتا تھا انکا ایک فرزند تھا مع کہ ایک سو دس برس کی اُسکی عمر تھی اور اور فرزند
بھی پیران سال تھی جاریہ مذکورہ نے مجلس بنی اسرائیل میں جا کر اولاد عزیر کو کہ اُس محفل میں تھے

واقعہ سے خبر دی اور انھون نے اسکو جھٹلایا باپ نے کہا کہ فلان کنیز کا بیٹا تمہارا ہی ہون کہ اُس کی دعا
سے حضرت قدیر بصیر نے باہر و مجھکو ارزانی فرمائی وہ فرزند اپنی قوم کی محفل مین سے اٹھکر حضرت
عزیر کی خدمت مین آئے پسر عزیر نے اُس سے کہا کہ میرے باپ کی دونون شانون کے درمیان مین ایک
تل مانند ہلال کے تھا حضرت عزیر نے اپنی پشت برہنہ کرکے اُسکو دکھائی اور پسر نے وہ علامت دیکھکر
اُس قول مین باپ کی تصدیق کی لیکن اور تمامی قوم نے انکو اس دعوی مین صادق نہ جانا اور کہا کہ کوئی توریت
کو جبا از بر دن محفوظ عزیر سے نہ رکھتا تھا اب جو بخت نصر کی خرابی کے بعد سے توریت ضائع ہوگئی ہے
اگر تو اس جماعت مین صادق ہے تو اسکو ہمارے سامنے تلاوت کر اور ہم لکھین حضرت عزیر نے
توریت پڑھنی شروع کی اور اس قول سے جو جب انکے پڑھنے کے لکھی اور جب کتاب توریت کہ علماے
بنی اسرائیل نے اُسکو دشمنون سے پوشیدہ کیا تھا تلاش کرکر لائے اور دونون کا مقابلہ کیا ایک حرف
کا کہین تفاوت نہ نکلا تو جب اہل قوم بہت ان کے معتقد ہوئے از راہ غلو انکو ابن اللہ کہنے
لگے قال تعالی قالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ ذلک قولهم
بافواههم یضاهؤن قول الذین کفروا من قبل قاتلهم الله انی یؤفکون ت یہ اور کہا یہود نے
عزیر بیٹا اللہ کا ہے اور کہا نصاری نے مسیح بیٹا اللہ کا ہے یہ بات ہے انکے ساتھ مونہون انکے کے
مشابہ ہوتی ہین بات سے ان لوگون کے جو کافر ہوئے پہلے اس سے مار ہو انکو اللہ کہان سے پلٹائے
جاتے ہین کہتے ہین کہ اول جسنے قضا و قدر سے کلام کیا حضرت عزیر تھے چنانچہ اپنے پروردگار سے سوال
کیا کہ یا رب تعجب مین ہون اس امر سے کہ اہل شرک کو بندون مومن اور اپنے انبیاء کے فرزندون پہ
تو نے مسلط کیا کہ انھون نے قتل اور اسیر اور تیری مسجد کو خراب اور تیری کتاب کو پارہ پارہ کیا خطاب آیا
کہ اے عزیر وہ لوگ کہ مجکو پہچانتے تھے جب انھون نے عصیان قبول کیا لاجرم اُس جماعت ظالم کو انپر
متعین کیا تا انتقام نافرمانی لیوے عزیر نے کہا یا رب اگر تو چاہتا تو یہ نافرمانی نکرتے وحی آئی کہ اے عزیر
قصہ قدر جملہ اسرار مکتومہ میرے سے ہے اور واسطے اُس شخص کے ہے کہ میرے راز سوال کرے حضرت
عزیر اس سوال سے ایک مدت تک خاموش رہے مگر ان کے دل سے یہ خطرہ نہ مٹا آخر انھون نے پھر اس
سوال پر جرات کی وحی الہی نازل ہوئی کہ عزیر بنی اسرائیل نے میری محرمات کو حلال جانا اور میرے
پیغمبرون کو مار ڈالا اسواسطے مینے اُن لوگون کو انپر مسلط کیا کہ طمع ثواب اور خوف اور عقاب میرے نہ رکھتے
تھے اور یہ صورت ابلغ ہے عقوبت مین کہ اپنے دوستون کو انپر متعین کرتا حضرت عزیر نے کہا یا رب تو حاکم ہے
اور عادل کیا حکمت تھی کہ عامہ کو بہ جرم خاصہ مبتلا کیا اور مصیبت کو بہ خطاے غیر مصیبت عقوبت
فرمائی خطاب آیا کہ فلان بیابان مین جا تا یہ راز تجھپر مکشوف ہووے جب حضرت عزیر اُس بیابان
مین گئے ایک فرشتہ انکے پاس ظاہر ہوکر پوچھا کہ تجھ سے ہو سکتا ہے کہ گذرے ہوے دن کو پھیر لاوے کہا نہین

پھر کہا کہ تجھکو مقدور ہے کہ ایک پیمانہ کو پُر نور کر دے کہا نہین کہا تجھ سے ہو سکتا ہے کہ ایک مثقال ہوا اپنے
ہاتھ مین بند کرے جواب دیا کہ یہ بھی محال ہے اُس فرشتے نے کہا جیسے کہ تو اِن امرون سے معذور ہے
اِس امرون سے کہ اسرار الٰہی پر مطلع ہووے پس جب حضرت عزیر در باب انکشاف حال قضا و قدر
تکرار باری حق سبحانہٗ تعالےٰ کیطرف سے مامور ہوے کہ آپ فلان مقام پر جا حضرت عزیر اُس جانب کو متوجہ
کہ حرارت ہوا نے اُنمین تاثیر کی اور ایک اضطراب اُنکو پیدا ہوا اِس اثنا مین اُنکی آنکھ اُس صحرا مین ایک
درخت پر پڑی اُس درخت کی طرف اُنہون نے میل کی اور اوسکے قریب ایک چشمہ آب خوشگوار
دیکھا آپ نے اُس چشمہ مین جا کر غسل کیا اور اُس درخت کے سایہ مین سو گئے اُس مقام پر چیونٹیون
کے سوراخ تھے ایک چیونٹی نے اُنکو ایسا کاٹا کہ یہ چونک اُٹھے اور خفا ہوکر چیونٹیون کے گھر مین آگ
لگا دی کہ سب چیونٹیان جل گئین متعاقب اس حال کے غیب سے ندا پہونچی کہ اے عزیر تو نے
تو نے ان چیونٹیون کو کسواسطے ہلاک کیا جواب دیا کہ ایک نے ان مین سے مجھکو کاٹا تھا حکیم علی الاطلاق
نے فرمایا کہ تجھکو ایک نے کاٹا تھا تو نے سب کیون جلایا حضرت عزیر ساکت ہو رہے اور سمجھے
کہ مقصود اس خطاب عتاب سے کیا ہے اور بانابت اور استغفار مشغول ہوے منقول ہے
کہ بعد اور وقوع اِس صورت وحی آئی کہ اے عزیر تو نے میرے ساتھ مناجات کی کہ تو حاکم عادل
ہے اور ظلم نہین کرتا کسواسطے بیگناہون کو بجرم گناہگارون کے عقوبت کی اے عزیر
جان کہ اگر ایک قوم کو ہلاک کرون اور اس عقوبت مین صالحون کو ردیف طالحون کے کرون اِس
باب مین تجھپر اعتراض وارد نہین ہوتا کسواسطے کہ صالحون کو اپنے فیض دائمی سے انعامہا دون
اور سبب اِن کو مشغول جمعیت اور عاطفت بے نہایت اپنی کے کرون اس صورت مین عدل
ہوگا نہ ظلم کسواسطے کہ اس عقوبت کے عوض وہ نعمت اُنکو عطا کرون کہ تلافی کرے مافات کی غرض کہ
بعد ازین حضرت عزیر کو ہر چند اور اشکالات در باب قدر لاحق ہوتے تھے مگر ہیبت اور سطوت بادشاہ
قہار سے زبان پر نہ لا سکتے تھے کیونکہ سابقًا یہ خطاب ان کے کان مین پہونچا تھا کہ اگر پھر سر قضا و قدر سے
سوال کریگا تو تیرا نام دیوان انبیا مین سے محو کر دونگا اور ایک طائفہ اہل تاریخ مین کہتا ہے کہ وہ پیغمبر
کہ اسکو حضرت خداوند جل ذکرہ نے بکیفیت مذکورہ مارا اور سو برس کے بعد جلایا حضرت ارمیا
تھے نہ عزیر واللہ اعلم بحقائق الامور باب ستر ہوان قصہ حضرت یونس علیہ السلام مین اور
اس باب مین دو فصلین ہین فصل پہلی نسب اور رسالت اور دعوت ان کی مین مصنف
قصص انبیا نے لکھا ہے کہ نسب انکا حضرت ہود علیہ السلام کو پہونچتا ہے اور باعتقاد بعض انبیا
مین بن علیہ السلام کو اور بعض مورخون نے لکھا ہے کہ حضرت کی والدہ کا نام متے تھا اور انکی شہرت
اپنی ماں کے نام کے ساتھ تھی اسواسطے کہ ان کے والد بزرگوار بعد ولادت مر گئے تھے اور والدہ ہی نے

بالاتفاق اور تاریخ ابن شحنہ میں مرقوم ہے کہ سوا اسکے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور کوئی انبیا
علیہم السلام میں منسوب باسم مادر خود نہیں ہوا اور باری تعالیٰ نے انکو ملقب بذی النون اور صاحب الحوت
فرمایا ہے قال عز من قائل وذالنون اذ ذهب مغاضبا فاصبر لحكم ربك ولا تكن كصاحب الحوت
اور مچھلی والا جب گیا خفا ہو کر پس صبر کر واسطے حکم پروردگار اپنے کے اور مت ہو مانند مچھلی والے کے
بہر حال یہ مشاہیر انبیا میں سے ہیں چنانچہ مفسرین متقدمین نے بعضہم کلمہ اولوالعزم سے انکو اس گروہ باشکوہ
سے معدود اور محسوب کیا اور آیہ والی بدایہ آیت فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل کو دلیل
پکڑا ہے صاحب روضۃ الصفا نے نقل کیا ہے کہ جمہور مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ پس از وفات حضرت سلیمان
علیہ السلام مدتہا سلطنت انکی اولاد میں رہی اور آخر جب نفاق انمیں پیدا ہوا ملوک اطراف کو طمع تصرف
ممالک سلیمانی دامن گیر ہوئی چنانچہ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ عہد سلطنت حزقیا نامی بادشاہ بنی اسرائیل
میں کہ حضرت شعیا علیہ السلام اسوقت پیغمبر صاحب الامر تھے اور یہ انکا مطیع و منقاد تھا بنی اسرائیل اس زمانہ
میں ملک فلسطین و اردن میں رہتے تھے بادشاہ ملک نینوا و موصل کہ مابین عراق و شام واقع ہے
فرقہ بنی اسرائیل پر لشکر کش ہوا اور ان بلاد کو محصور کیا اور آخر ظفریاب ہو کر بعد تاخت و تاراج اموال
کے اکثر ہون اس شہر کو اسیر کر کے ہمراہ اپنے لے گیا اور حزقیا نے یہ ماجرا بحضور حضرت شعیا عرض کیا کہ
تدبیر رہائی قیدیوں کی کیا ہے کسواسطے کہ جب تک اسیر خلاص نہ ہونگے انتظام ممکن نہیں یہ نظر
اسکے کہ جب فوج کشی ہم کرینگے وہ یرغمال کو مار ڈالینگے حضرت نے فرمایا کہ تمہارے ملک
میں پانچ پیغمبر ہیں ایک کو انمیں سے برائے انجام و ہدایت انکے بھیجو بادشاہ نے گزارش کی
کہ تقرر ایک کے نام کا بھی حضرت کر دیں تا میں اسکو تکلیف اس امر کی دوں آپ نے کہا کہ میرے
نزدیک یونس بن متی علیہ السلام کہ مرد تنومند کشتی اور ریاضت کیش اور امانت دار اور راست
گفتار ہے اور سیر و سفر لیکن تعلیم قدرت حضوری خداوندی میں رکھتا ہے لائق اس کام کے ہے
اور معجزات اکثر عبادت و طاعت میں ممتاز ہے اگر وہ لوگ اسکا کہنا نہ سنینگے تو معجزات قوی
اور کرامات غیبی سے انکو راہ راست پر لاویگا بادشاہ نے بعد برخاست مجلس حضرت
یونس علیہ السلام کو خلوت میں بلایا اور اس امر کے قبول میں مبالغہ کیا حضرت نے کہا اس باب
میں کیا حضرت شعیا کا اگر حسب فرمان ربانی ہے تو لاچار ہوں والا میری تضییع اوقات ہوگی
اور عبادات میں خلل پڑیگا بادشاہ نے کہا کہ تعین نام تمہارا بموجب امر ایزدی نہیں ہے ولیکن
حضرت شعیا نے اسی طرح فرمایا ہے آپکو بہر صورت وہاں جانا ہوگا لہذا یہ مجبوری بطرف نینوا یہ
کمال ناگواری بخاطر مع قبائل روانہ ہوئے اور صاحب روضۃ الصفا نے تواریخ معتبرہ سے
نقل کی ہے کہ بادشاہ نے اہل دانش نے بتجویز ارسال کسی پیغمبر میں موافق اشارہ حضرت شعیا

سے مشورہ کیا اور مطابق راے اصحاب نبوی نے بنابر تشخیص اہم قرعہ ڈالا اور انھین نام حضرت یونسؑ
کا نکلا اس سبب انکا باعث روانگی ہوا بہر تقدیر جب حضرت نینوان پہونچے اول وہان کے بادشاہ
پاس جاکر کہا خداتعالے نے مجکو تیرے پاس بھیجا ہے کہ بنی اسرائیل کو بھیجا ہے نجات دے اور ہرگز فرقہ
بنی اسرائیل کا بدخواہ نہو اُسنے کہا اگر اس کلام مین راست گو ہے تو کسواسطے خداے تعالے
نے ہمکو ایسی قدرت تھی کہ تمھارے ملک پر لشکر کشی کی اور تمھارے زن و فرزند کو اسیر کر لائے
اُسوقت خدا کو کیا قدرت جماعت بنی اسرائیل نہ تھی کہ اب تجھکو بھیجا ہے خلاصہ کہ یہ تین روز متواتر
حضرت یونس علیہ السلام نے دربار بادشاہ مین آمد و رفت کی اور اُسنے ہرگز انکا کہنا نہ سنا آخرالامر
بغصہ مین آگئے اور جناب الٰہی مین عرض کی کہ بارخدایا یہ لوگ میرا قول قبول نہین کرتے اور
قیدیون کو نہین چھوڑتے وحی آئی کہ انکو ہمارے عذاب سے ڈراؤ پھر اگر تیرے کہنے پر
ایمان نہ لاوینگے تو اُنپر عذاب ہمارا نازل ہوگا حضرت یونس علیہ السلام کوچہ و بازار
مین کہتے پھرتے کہ خبر شہر سے چلا اپنے بادشاہ سے کہو کہ اگر میرے سخن پر ایمان نہ لاویگا
تو عذاب الٰہی آویگا انھون نے کہا کہ نزول عذاب کی کچھ میعاد مقرر کر حضرت یونسؑ نے
کہا چالیس روز تک ہمارے تمھارے درمیان قرار ہے چالیس دن مین اگر تم ایمان
لاے تو فبہا والا ہلاک ہوجاؤگے رفتہ رفتہ یہ سخن مشہور ہوا اور بادشاہ اور ارکان دولت
نے سنکر استہزا اور تمسخر کرنا شروع کیا اور کہا یہ فقیر مجنون ہے اسکو خبط ہوگیا ہے حضرت
یونسؑ نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ بارخدایا مین نے انسے چالیس دن کا وعدہ کیا ہے
یہ قول راست کر ورنہ مین خفیف ہونگا اور مجکو مار ڈالینگے کیونکہ واسطے اُن لوگون کی یہی
عادت تھی کہ جو کوئی اسطرح کا جھوٹ کہتا تھا اُسکو مار ڈالتے تھے حق تعالے نے فرمایا
کہ تنے جلدی کیون کی کہ چالیس روز کا وعدہ درمیان لائے آپ صبر کرنا چاہیے کہ آخر ایمان
ان کا مقدر ہے راہ راست پر آجاوینگے حضرت یونسؑ اس سخن سے بہت تنگدل ہوے
جب ایک مہینہ ان کے وعدہ پر سے گذرا اُس شہر سے مع قبائل نکلے اور دس بارہ کوس مسافت
پر اقامت کی تا دیکھین کہ کیا ہوتا ہے اور ہمیشہ اسی دعا مین مشغول تھے کہ بارخدایا اس وعدہ
کو سچا کر ڈالا مین خفیف ہونگا جب پینتیسوان روز ہوا اور صبح کو اُٹھے دیکھا کہ آثار عذاب شروع
ہین کہ ہوا ابر ہوئی وارد ہوگئی اور آگ برستی ہے اور اثر اُس دود آتش کا کوٹھون تک اُن کے متصل پہونچا
بادشاہ اور ارکین مضطرب ہوکر نکلے اور کہا اُس فقیر ژندہ پوش کو تلاش کرو کہ کہان گیا اور اسکو
جلد لاؤ تا اُس کے ہاتھ پر توبہ اور قیدیون کے اُسکے تفویض کرین ناچار سب سربرہنہ پا برہنہ صحرا مین
آگئے اور بچون کو اون سے اُن کے جدا کیا اور گائین بکریون کے بچون کو بھی توڑا لیا

اور سب گریبان چاک سر بخاک سجدہ مین گئے اور فریاد و فغان اور گریہ وزاری کرنے لگے اور عرض
کیا کہ باری تعالے اپنے کرتوت سے توبہ کی اور سخن یونس علیہ السلام پر کہ تو نے بھیجا تھا ایمان لائے
اور عزم مصمم کیا کہ قیدیان بنی اسرائیل کو اُسے سونپ دینگے حق سبحانہ تعالے نے عصر کے وقت
عذاب انپر سے اُٹھا لیا اور ہوا صاف ہوگئی اور یہ قصہ روز عاشورہ دسوین محرم کو ہوا تھا بادشاہ اور
سب ارکان خوش ہوئے اور کہا کہ اب جاسوسون اور ہرکارون کو اطراف وجوانب مین دوڑایا چاہیے
تا حضرت یونس علیہ السلام کی خبر لادین بلکہ بادشاہ نے اپنی زبان سے کہا جو کوئی حضرت یونس کی مجھکو خبر
لا دے مین اُسکو ایک روز اپنے تخت سلطنت پر بٹھاؤن تا جو کچھ وہ چاہے ایک روز مین مال اور کار
خانجات مرا لیوے آدمی اس طمع سے ہر طرف دوڑے لیکن اول اُن سے حضرت یونسؑ
کو بھی دہاقین کی زبانی خبر پہونچی تھی کہ تمھاری قوم پر سے عذاب برطرف ہوا اور وہ تمھاری
تلاش مین پھرتے ہین یہ سُنتے ہی برطرف ہونے عذاب سے کمال دلتنگ ہوئے اور جانا کہ مین ان
کے نزدیک دروغ گو ہوا اور اگر اب اُن کے روبرو جاؤن تو کس مُنہ سے جاؤن کہ میرا وعدہ سچ نہوا
اور اگر حضرت شعیا اور بنی اسرائیل پاس جاؤن تو بھی خفیف ہونگا کہ مجھ سے کچھ کام بن نہ آیا سے آنکہ
انتظاری کرین بسبب کمال تنگ دلی کے دونون طرف کا جانا موقوف کیا اور نہایت خفگی
سے بجانب ملک روم توجہ کی اور مورد عتاب الٰہی ہوئے اور انکا معاملہ دگرگون ہوا —

فصل دوسری

— سرگردان غریب اور نگل جانا مچھلی کا حضرت یونس باندوہ وملال روانہ ملک
روم ہوئے باعزاز و اکرام اور ذکر وفات مین کہتے ہین کہ جسوقت حضرت یونس باندوہ وملال
روانہ ملک روم ہوئے پہلے رفیق اور نوکر اُنسے جدا ہوگئے اور سوائے ایک بی بی اور دو بچون کے
ان کے ہمراہ کوئی نہ رہا ایک فرزند کو اُنھون نے اپنے کاندھے پر لیا اور ایک کو اپنی بی بی کے
کاندھے پہ سوار کیا اسی طرح سے منزل بہ منزل چلے گئے تا آنکہ ایک دن اثناے
راہ مین ایک درخت کے نیچے بنا بر استراحت اور آرام کھڑے ہوئے اور آپ بجہت
قضاے حاجت بشری کو گئے اُسوقت ایک بادشاہ ورادی کی سواری کہ سیر و شکار
کو سوار ہوا تھا اُس درخت کے متصل پہونچی اُسنے دیکھا کہ ایک عورت جوان نہایت حسین
اور نہایت جمیلہ دو بچے لیے ہوئے بیٹھی ہے اپنے خادمون کو حکم دیا کہ اس عورت کو ہماری
پاس لے آؤ اُسنے ہرچند کہ فریاد و فغان کی کہ مین ایک شخص کی منکوحہ ہون کہ وہ مرد
صالح اور پیغمبر ہے اوس شاہزادے نے مستی شراب اور غرور شباب
مین مطلق نہ سنا اور اوس کو جبراً ہمراہ لے گیا حضرت یونس علیہ السلام
کہ قضاے حاجت سے فارغ ہوکر آئے حال زن کو بچون سے پوچھا کہ کہان گئی کہا یہ حقیقت

گذری حضرت نے جانا کہ عتاب الٰہی سے معاملہ عتاب شروع ہوا بچون کو نوبت بنوبت کاندھے پر لیکر چلے
مسافت کرتے تھے تا آنکہ ایک ندی پر پہونچے ایک لڑکے کو کنارہ پر کھڑا کیا اور دوسرے کو لیکر چاہا
کہ اس سے عبور کرین جب وسط آب مین پہونچے دیکھا کہ اس کنارے پر ہوئے لڑکے کو بھیڑیا منہ مین پکڑ لے چلا
بیقرار ہوکر وہان سے پھرے کہ اسکو بھیڑیے سے چھڑاوین دوسرا بچہ کہ اُنکے کاندھے پر تھا پھسل
آب مین گر پڑا اور پانی بزور طغیانی بہا کر لے گیا ہر چند انھون نے تلاش دوڑ کی نہ اس لڑکے کا سراغ
پایا نہ اُسکا جسے ناچار مایوس ہوکر تن تنہا بعد عبور ندی کے لب دریائے روم پر پہونچے دیکھا کہ ایک
جہاز مستعد روانگی ہے اور تاجر اسوال و اسباب بار کرکے لنگر اٹھانے پر آمادہ ہین انھون نے پہونچکر
کہا مین مرد درویش ہون اگر بے کرایہ مجھکو سوار کرو تو مین جہاز مین بیٹھ جاؤن ناخدا اور تاجرون نے
کہا بسر و چشم تمھارے قدوم برکت لزوم کے طفیل ہماری کشتی صحیح اور بسلامت ساحل مراد پر
پہونچیگی کہ تم مرد صالح اور با انوار معلوم ہوتے ہو القصہ آنکو سوار کیا اور روانہ ہوئے جب دریا
درمیان مین پہونچے ناگاہ ایک باد تند بہ ہول اُٹھی اور موجہا سخت پیدا ہوئین اور کشتی چلنے
سے بند ہوگئی ہر چند کہ بادبان اور آلات روانگی کشتی پر نصب کیے کارگر نہ ہوئے ملاحون اور
تاجرون نے باہم مشورہ کیا کہ اس کشتی کے بند ہونے کا کیا باعث ہے کہ کبھی اپنی عمر مین ایسی
حالت مشاہدہ مین آئی ناخدا نے کہا ہمنے بارہا تجربہ کیا ہے کہ اگر کوئی غلام اپنے خاوند سے بھاگا
کشتی مین بیٹھا ہے تو اس قسم کا واقعہ عائد حال ہوتا ہے کشتی مین آواز دو کہ جو کوئی غلام خاوند
سے بھاگا ظاہر کرے کہ ہلاکت تمام اہل کشتی کی گران تر ہے ہلاک ایک جان سے اسکو باندھکر
دریا مین ڈالنا چاہیے جب منادی نے آواز دی حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے دل مین
کہا کہ مین ہی ہون بندہ بھاگا ہوا اپنے خاوند سے کہ بدون حکم اللہ کے چلا جاتا ہون یہ تصور
کرکے کشتی کے لوگون سے کہا کہ میرے ہاتھون پاؤن باندھکر دریا مین ڈال دو تا تمام
لوگ کشتی کے غرق ہونے سے نجات پاوین ناخدا نے اور سوداگرون نے یہ بات کہی کہ
سبحان اللہ ہرگز یہ گمان فاسد نسبت تمھارے ہم نہین رکھتے ہین تم ازراہ بزرگی
اپنی کے فرماتے ہو ہم ایسی حرکت کب روا دار ہین اور تدبیر کرتے ہین جو غلام گریزپا
ہو ظاہر ہوجاوے یعنے ہم ڈالتے ہین قرعہ دیکھین کہ کس کا نام اسمین نکلتا ہے یہ کہکر انھون
قرعہ ڈالا اُس مین حضرت یونس ہی کا نام نکلا سبھون نے کہا کہ اس قرعہ نے خطا کی ہے
یہ مرد بزرگ ہرگز اس بات کے لائق نہین ہے کہ اُس کی طرف کچھ برا گمان کرین چنانچہ
دوبارہ قرعہ ڈالا پھر انھین کا نام قرعہ مین نکلا اور تیسری بارہ مین بھی آپ کا نام
بر آمد ہوا اُسوقت سب حیران ہوئے اور آپسمین کہا اس امر کو کیا کہا چاہیے کیا جانے

کہ ہمین کیا مرضی الٰہی ہے اور کیا حکمت پوشیدہ ہے ناچار ہو کر جبراً اور کرہاً ان کو دریا مین ڈال
دیا۔ اور ایک روایت ہے کہ کسی کو ڈالنے کی جسارت نہوئی حضرت آپ ہی دریا مین کود پڑے
اور کشتی روان ہوئی قال اللہ تعالےٰ وان یونس لمن المرسلین ۵ اذ ابق الی الفلک المشحون
فساھم فکان من المدحضین اور تحقیق یونس البتہ پیغمبرون مین سے تھا جسوقت بھاگ گیا
طرف کشتی بھری ہوئی کے پس قرعہ ڈالا پس ہو گیا ڈھکیلے گیون سے۔ اتفاقاً اسوقت ایک مچھلی
بڑی بامر الٰہی کی انتظار مین بیٹھی تھی جسوقت حضرت یونس دریا مین گرے آیہ فالتقمہ الحوت وھو ملیم
پس نگل گئی اُنکو مچھلی اور وہ ملامت مین پڑا ہوا تھا۔ لیکن حکم خدا اُس مچھلی کو پہونچا کہ خبردار
اس شخص کو بنا بر غذا اپنے پیٹ مین نہین نگلا ہے بلکہ تیرے پیٹ کو اُسکا قید خانہ مقرر کیا ہے
اگر ایک بال کو بھی اس شخص کے کچھ ضرر پہونچیگا تو تجھے سمجھا جاویگا وہ مچھلی اُن کو اپنے پیٹ
مین لیکر سیر کرتی پھرتی تھی اور اُسنے دریاے روم سے گذر کر ایک مکان پر کہ نام اُسکا
بطائح تھا سیر کرتی ہوئی پہونچی اور وہان سے ایک تالاب مین پڑی تب اُس مچھلی کو حکم
پہونچا کہ اسی تالاب کے کنارے پر اُنکو قید سے نکال اُس مچھلی نے بعد چار ساعت یا
ایک دن یا تین دن یا سات دن یا چالیس دن یا چھ مہینے یا سات برس کے باختلاف اقوال
انکو اُس کنارہ پر ڈال دیا لکھا ہے وہ مچھلی سات دریاؤن مین پھری تھی اور حق
تعالےٰ نے اُس مچھلی کے گوشت اور پوست کو مثل آبگینہ نازک کر دیا تھا
کہ حضرت یونس علیہ السلام عجائب اور غرائب ہر دریا کے مشاہدہ کرتے تھے اور معالم
مین تفسیر سورہ انبیا مین لکھا ہے کہ چھ ہزار برس کی راہ پر پھری اور بعضے کہتے ہین کہ
ساتوین زمین تک پہونچی تھی اور سبب ان کی نجات کا یہ تھا کہ حضرت یونس عم جب مچھلی کے پیٹ
مین قید ہوئے تھے سانس ان کی بند ہونے لگی انھون نے چاہا کہ اس دم آخرین کو خدا
کی یاد مین گذارنا چاہیے انھون نے یہ تسبیح شروع کی لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت
من الظلمین ۵ یعنے نہین ہے کوئی معبود مگر تو پاک ہے اس سے کہ کسی چیز مین عاجز
ہووے تو بدرستی کہ مین ہون ستم کرنے والون سے۔ اپنے نفس پر کہ جلدی سے نکل آیا
مین اپنی قوم مین سے حق تعالےٰ نے اُن کے اس اقرار کو اور استغفار کو پسند کیا
اور رحمت فرمائی چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ آیہ وذا النون اذ ذھب
مغاضباً فظن ان لن نقدر علیہ فنادی فی الظلمات ان لا الٰہ الا انت سبحانک
انی کنت من الظلمین ۵ فاستجبنا لہ ونجیناہ من الغم وکذلک ننجی المؤمنین ۵ اور مچھلی والا
جب گیا خفا ہو کر پس گمان کیا یہ کہ نہین قادر ہوینگے ہم اوپر اسکے پکارا تاریکی مین کہ نہین کوئی معبود

مگر تو پاک ہے تو تحقیق مین تھا مین ستم کرنے والون مین سے پس قبول کیا ہمنے واسطے اُسکے اور
نجات دی ہمنے اُسکو غم سے اور اسی طرح نجات دیتے ہین ہم مومنان کو حدیث شریف
مین آیا ہے کہ کوئی غمزدہ اور مبتلاے بلا اس تسبیح کو نہین پڑھتا مگر یہ کہ حق تعالے اس کو
اُس غم سے کہ رکھتا ہو نجات بخشتا ہے اور مشائخ معتبرہ سے منقول ہے کہ واسطے ہر غم اور اندوہ
کے پڑھنا اس آیت کا تریاق مجرب ہے اور طریق اسکے پڑھنے کا دو طور پر ہے اول یہ کہ ایک
لاکھ اور پچیس ہزار بار بہ اتفاق اجتماعی ایک مجلس یا تین طریق مین پڑھی جاوے اور دوسرے یہ
کہ ایک شخص تن تنہا اس آیت شریف کو تین سو بار بعد نماز عشا کے خانہ تاریک مین بیٹھکر بشرط
طہارت اور استقبال قبلہ پڑھے اور ایک پیالہ مین پانی بھرکر اپنے پاس رکھ لے اور بعد ختم
اُس مین سے پانی ہاتھ مین لیکر اپنے منھ اور بدن پہ ملے تین روز یا سات دن یا چالیس روز تک
اسی طرح عمل کرے اور سواے اس کے خود کلام الٰہی ناطق ہے اوپر جلالت اثر اس تسبیح
مبارک کے کہ سورۂ نون والقلم مین ہمارے رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب
کیا ہے فاصبر لحکم ربک ولا تکن کصاحب الحوت اذ نادی وھو مکظوم لولا
ان تدارکہ نعمۃ من ربہ لنبذ بالعراء وھو مذموم فاجتبٰہ ربہ فجعلہ من الصالحین
پس صبر کر واسطے حکم پروردگار اپنے کے اور مت ہو مانند مچھلی والے کے جس وقت کہ پکارا اور وہ
غم سے بھرا تھا اگر نہوتا یہ کہ پالیا اُسکو نعمت پروردگار اسکی نے البتہ ڈالا جاتا بن درخت کی زمین
مین اور وہ ہوتا ملامت کیا گیا پس برگزیدہ کیا اُس کو رب اُسکے نے پس کیا اُسکو صالحون
سے اور پوشیدہ نہ رہے کہ اس آیہ وافی ہدایہ سے پایا جاتا ہے کہ اگر نعمت ربی تدارک انکا
نکرتی تو پھینکے جاتے میدان لق و دق مین اور اگر یہ تسبیح نہ کرتے تو قیام قیامت تک اسیر زندان
شکم ماہی رہتے اور حاصل یہ ہے کہ اثر تسبیح اتنا ہی تھا کہ ان کو نجات بطن حوت سے ہوئی اور
نعمت و کرامت کہ بعد اس کے نازل ہوئی صرف عنایت پروردگار غفار تھی کہ آگے
مفصل مذکور ہوگی و لیکن اس آیت سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ان کو چٹیل جنگل مین پھینکا نہین
گیا اور حقیقت مین یہ وقوع مین آیا ہے اور دوسری آیت والصافات سے ثابت
ہے آیہ فنبذناہ بالعراء وھو سقیم وانبتنا علیہ شجرۃ من یقطین ۵ پس
ڈال دیا ہمنے اُس کو زمین بن گھاس والی مین اور وہ بیمار تھا اور اگایا ہمنے اوپر اُسکے
ایک درخت بیل والا یعنے کدو کا چنانچہ مفسرین نے رفع تناقض اور تطبیق آیات
مین لکھا ہے کہ مراد اس شرط و جزا سے یہ ہے کہ جنگل مین تو پھینکے گئے و لیکن اگر رحمت
ازلی شامل حال اُسوقت مین نہ ہوتی تو جس طرح ضعیف و زار بے گوشت و

پوست شکم ماہی سے نکلے تھے ویسے ہی پڑے رہتے اور روئیدگی درخت کدو اور پیدایش
نا دیدہ آہو کی کر بظاہر سبب حیات ان کی ہوا کیونکہ ظہور مین آئی مفصل اس مجمل کا اسطور پر
ہے کہ چونکہ بدن ان کا بسبب رہنے پیٹ مین مچھلی کے بہت نرم ہو گیا تھا اتنی طاقت نہ رکھتے تھے
کہ کوئی مکھی یا مچھڑ انپر بیٹھے حق تعالے نے اسیوقت ایک درخت کدو کا وہان پیدا کیا کہ بیل
اس درخت کی تمام ان کے بدن پر لپیٹ گئی اور بجاے پوشش ان کے ہو گئی ۔ زاد المسیر
مین لکھا ہے کہ کدو کے ساتھ کی خاصیت ہے کہ مکھی اسکے گرد نہین پھٹکتی حق تعالے نے حضرت
یونس علیہ السلام کو اس درخت کدو کے ساتھ پوشیدہ کیا تا آفت حرارت آفتاب اور مکھیون
سے محفوظ رہین اور طاقت ان کو اتنی نہ تھی کہ وہان سے اٹھکر کہین جاوین اور اپنی قوت کی
تلاش کرین ایک جنگل کی ہرنی کو اللہ تعالے نے حکم پہونچایا کہ اپنی چھاتی کو ان کے منہ مین دیکر
دودھ پلایا جایا کرے تا انکا پیٹ بھرے اور رات دن دونون وقت اسی طرح آیا کرے وہ
ہرنی بحکم خدا اے تعالے دونون وقت ان کے پاس حاضر ہوتی تھی اور اپنا
دودھ پلایا کرتی تھی جب کہ عرصہ چالیس دن کا انپر گذرا اور ان کے بدن مین
طاقت بھی آگئی اور یہ حرکت کرنے لگے اور بسبب پینے دودھ کے انکا ضعف جاتا رہا اس
ہرنی کو حکم ہوا کہ اب تو انکے پاس نہ جایا کر جب وہ ان کے پاس نہ آئی انھون نے جناب
الٰہی مین عرض کیا کہ بارخدایا آج وہ ہرنی نہین آئی وہان سے حکم ہوا کہ تو نے اسقدر تغیر
عادت کو اپنے اوپر نہ کیا اور ہمسے تو نے تغیر عادت عمداً چاہی تھی کہ ایک قلم اپنے پروردگار
نعمت کو نیست و نابود کرون ۔ اور ایک روایت مین اسیطرح پر ہے کہ ایک دن یہ سورہے تھے
وہ درخت بحکم الٰہی خشک ہو گیا اور آفتاب انپر چمکا تابش آفتاب سے یہ بیدار ہوئے اور درخت کدو
کو خشک پایا نہایت غمناک ہوے وحی آئی کہ تو درخت کدو پر تو اتنا غمناک ہوا اتنے ہزار بندون
کے ہلاک ہونے کے واسطے بددعا کیون کی حضرت یونس علیہ السلام بتوبہ و استغفار مشغول ہوئے
اور عرض کیا کہ اب جو حکم ارشاد ہووے منقول ہے کہ بعد از صحت حضرت کو حکم ہوا
کہ پھر جانب قوم مراجعت کرو اور وہان رہو قال اللہ تعالے وارسلنٰہ الی
مائۃ الف او یزیدون ۞ فامنوا فمتعنٰھم الی حین ۞ اور بھیجا ہمنے اس
طرف لاکھ آدمی کے یا زیادہ کے پس ایمان لائے پس فائدہ دیا ہمنے ان کو ایک مدت تک ۔
پس حضرت یونس علیہ السلام بموجب حکم الٰہی روانہ ہوے اور راہ مین ایک شہر آیا
اس شہر مین انھون نے ایک کمہار کو دیکھا کہ اسنے ایک آوا اپنا کر درست کیا ہے
اور اسکے نکالنے کے ارادہ مین ہے حکم ہوا ان کو کہ اس کمہار کے پاس جاؤ

اور اس سے کہو کہ ایک مضبوط سی لکڑی ہاتھ میں لیکر ان باسنوں کو توڑ ڈالے اس بات کا جو دیکھنا
دیا ہے بیچ انکے عرض کرو جیسے بموجب حکم الہی اس شخص کمہار سے کہا بہت کما وہ کمہار بہت سا
جھنجھلایا اور کہا تو بڑا احمق ہے کہ مجھکو اس طرح کہتا ہے میں نے اسقدر محنت سے ان باسنوں کے
اور کہا سنے ہیں کیسے خوب اچھے بنے کہنے سے کیونکر میں انکو توڑ ڈالوں مجھکو کیا دیوانہ جانتے ہو اسکے کیا کیا فائدہ
منظور ہے حضرت یونس علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رب تو نے اس کمہار سے مجھکو جواب
دیا ہے ارشاد ہوا کہ دیکھو کہ ہماری اور ہماری [illegible] کمہار نے فقط اپنے ہاتھ سے بنایا اور ہمکو
ہمارے بنائے ہوئے [illegible] اسکو مقدور نہیں [illegible] کہ اسقدر دوست رکھتا ہے
کہ اسکا توڑنا اسکو ناگوار ہوا اور تو چاہتا تھا کہ ایک لاکھ آدمی اپنے پیدا کیے ہوؤں کو ہلاک
کروں میں پھر وہاں سے آگے روانہ ہوئے راہ میں انھوں نے ایک باغ دیکھا کہ بہت سرسبز
اور ہرا بھرا ہے اسی قسم سے اس باغ کے مالک کو بموجب حکم الہی واسطے خراب کرنے کے کہا اس
سے بھی جواب تلخ سنا پھر ایک اور شہر میں پہنچے وہاں ایک حویلی بہت ستھری اور خوبصورت انکی
نظر پڑی کہ کسی بڑے آدمی نے اسکو بنایا تھا اسی قسم کا پیغام بموجب الہام ایزدی اس حویلی
کے مالک کو پہنچایا اور وہاں سے بھی جواب ناصواب سنا جب کہ بہت عتاب الہی ہوچکا انھوں
نے بہت سی زاری اور عاجزی جناب الہی میں کی اور استغفار اپنے گناہوں کا چاہا حق تعالی نے
انپر رحمت فرمائی اور ان کا مرتبہ بلند کیا پھر ہر طرف سے ان کو آثار رحمت اور مہربانی کے نمودار
ہوئے آخر کو اس ندی پر جہاں ان کے لڑکے جاتے رہے تھے پہنچے انھوں نے دیکھا کہ لوگ
وہاں پر کھڑے ہیں اور دونوں ان کے لڑکے انکے ساتھ ہیں پوچھا کہ یہ لڑکے کیسے ہیں گاؤں کے
لوگوں نے کہا کہ ایک مرد بزرگ اس راہ سے جاتا تھا ایک اسکے لڑکے کو ندی پر [illegible]
[illegible] ہمارے گاؤں کے لوگوں نے کہ وہ دھوبی تھے اسکو [illegible] لاتھا اور دوسرا لڑکا اسکا
بھیڑیے کے منہ سے چھڑا ہوا ان سے چھوڑا یا ہم گاؤں کے لوگوں نے ان کی خدمت بہت کی اور
انکا علاج کیا اور انکی پرورش کرتے ہیں کہ کسی طرح ان کے باپ کے پاس پہنچا دیں گویا
گفتگو ہی میں تھے کہ ان لڑکوں نے حضرت کو پہچانا اور کہا کہ باپ ہمارا یہی ہے چنانچہ گاؤں
والوں نے ان دونوں لڑکوں کو ان کے حوالہ کیا اور ندی سے ان کو پار اتار دیا ۔
جب اس درخت کے پاس پہنچے دیکھا کہ کچھ سپاہی لوگ بہ رسم چوکی کے اس درخت
کے نیچے بیٹھے ہیں پوچھا کہ تم یہاں کیونکر بیٹھے ہو انھوں نے کہا ایک روز شاہزادہ ہمارا اس طرف
سے جاتا تھا ایک درویش کی جورو کو کہ وہ پیچھے رہ گئے ہوئے یہاں بیٹھی تھی تنہا اسکو زبردستی
اٹھا کر اپنے ساتھ لے گیا تھا اسی دن سے وہ پیٹ کے درد میں مبتلا ہو رہا ہے

بادشاہ نے یہ ماجرا سُنکر نیچے اُس درخت کے چوکی بچھائی ہے کہ اگر وہ درویش یہین سے پیدا ہو تو اُسکو ہمارے پاس لے آؤ کہ اُس فقیر سے اس لڑکے کی تقصیر معاف کرواوین اور اُسکے چور کو اُسکے سپرد کرین کہ ہرگز کسی کا ہاتھ آج تک اُسکو نہین لگا ہے اُنھون نے کہا وہ درویش یہی ہون مجکو وہان لے چلو وہ لوگ اُنکو بادشاہ کے پاس لے گئے اور اُنکی دعا سے اُس لڑکے نے شفا پائی اور تندرست ہوا اُس بادشاہ نے اپنے بیٹے کی تقصیر معاف کروائی اور بہت سی اپنے معذرت کی اور انکی بی بی کو اُن کے حوالے کیا اور خزینہ اور مال انکو بہت سا دیا عجب یہ وہان سے روانہ ہوئے اور قریب نینوا اور موصل کے پہونچے تو وہان ایک چرواہے سے ملے اور اُس سے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا مین یونس بن متی کی قوم سے ہون حضرت نبوی نے فرمایا کہ یونس سے خبر رکھتا ہے کہ اُسنے اپنی قوم سے کیا کیا جواب دیا یونس بہترین مردم تھا جب قوم نے اسکی تکذیب کی اُنکو بعذاب الٰہی وعدہ کیا اور غائب ہوگیا اور جس طرح سے کہا تھا عذاب قوم پر نازل ہوا اور قوم نے بعد از یاس اُسکے پانے سے پھر معاصی سے تائب ہو کر بخداے عز و جل گرویدہ ہوئے حضرت ارحم الراحمین نے بسبب انکار جرائم اپنے اُنکے بزلال مغفرت دھو کر بلاے آتش سے نجات بخشی - پھر حضرت یونس علیہ السلام نے اُس چرواہے سے تھوڑا سا دودھ طلب کیا شبان نے کہا میرے پاس نہین ہے اور بذات پاک خداوند عالم قسم کھائی کہ جب سے یونس علیہ السلام ہم مین سے چلا گیا ہے تھنون مین بہرسا اور گلہ اس مویشی اُنکی پر گوسفند مین غار و خاشاک ہی چرتی پھرتی ہین حضرت یونس علیہ السلام نے کہا کب سے یہ حال تمہارے درمیان پیدا ہوا ہے کہا اُسوقت سے کہ بلا ہم پر سے دفع ہوئی اُسوقت حضرت یونس نے ایک گوسفند طلب کی اور دست مبارک اُس کی پستان پر پھیرا اور دودھ اور تر ہونا شروع ہوا چرواہے نے کہا کہ اگر یونس ہے زندہ تو تم ہی ہو کہا جا اور قوم کو میرے آنے سے خبردار کر چرواہے نے کہا بادشاہ نے مقرر کر رکھا ہے کہ جو کوئی خبر آپ کی لاوے ایک روز کے لیے اپنی بادشاہت اُسکو دیکر خدمتگاری آن حضرت بجا لاوے اب مین اگر بے حجت یہ خبر اُسکو پہونچاؤن لوگ کہین گے کہ چرواہان نے ملک کی طمع کی ہے اور مجکو مار ڈالین حضرت یونس نے کہا یہ گوسفند کہ اُسکو تم نے دوہا ہے اور یہ پتھر کہ جس پر مین بیٹھا ہون تیرے صدق قول پر بہنگام حاجت گواہی دے گا اُس وقت شبان نے شہر مین آکر حکایت ملاقات اور مقالات حضرت تمام اہل نینوا سے کہی اور خلقت اس کے گرد جمع ہوئی اور جھٹلانا شروع کیا اور چاہا کہ اسکو مار ڈالین اُسنے کہا یا ایہا الناس میرے

ساتھ معجزات میں جلوہ گر ہیں اپنے صدق قول پر دلیل روشن رکھتا ہون اور خلایق کو وہان سے لیگیا
جہان حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھا تھا اور گوسپند اور سنگ سے اداے شہادت طلب کی
گوسپند نے گویا ہو کر گواہی دی کہ یونس نے میرا دودھ دودھ کر پیا اور پتھر نے صدق قول شبان
کی شہادت دی کہ وہ مجھپر بیٹھا تھا اور خلق مشاہدہ اس صورت سے متعجب و مسرور ہو کر بطلب
حضرت مشغول ہوئے اور اونکو ایک درخت کے نیچے دیکھا کہ نماز گزار رہے ہین جب نظر
آدمیون کی حضرت یونس پر پڑی گریہ و فغان کر کر پانون پر گر پڑے اور ان کو باعزاز و اکرام
شہر مین لائے اور میمن قدوم فرخندہ آثار حضرت سے جمعیت اور رفاہیت اس شہر مین پیدا
ہوئی اور حضرت نے قوم کو آئین دین متین اور مسائل شریعت سکھائے اور حضرت عزیز
سے دستوری چاہی کہ بسیاحت مشغول ہوویں اور بعد از حصول رخصت عزیز مصیر کی بادشا
ہی بھی شعبان کو ملک تسلیم کیا اور حضرت کے ہمراہ روانہ ہوئے کعب الاحبار کہتا ہے کہ
حضرت یونس نے اواخر ایام حیات مین اہل دنیا سے انقطاع کلی کر دیا تھا اور عباد و زہاد کی
ساتھ ہم مجلس رہتے تھے تا آنکہ اس سراے فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی اور تربت انکی
کوفہ مین ہے مگر از روے روایت صحیح مدفن انکا شہر نینوا مین و از جملہ مزارات
متبرک انکا مزار پر انوار ہے باب انیسواں احوال حضرت زکریا اور یحییٰ علیہما السلام
مین اور اس باب مین دو فصلین ہین فصل پہلی ذکر نسب اور رسالت حضرت زکریا اور
یحییٰ علیہما السلام مین معالم التنزیل مین تفسیر وکفلہا زکریا مین لکھا ہے کہ حضرت زکریا
علیہ السلام حضرت یعقوب یا سلیمان بن داؤد کی اولاد مین سے تھے اور صاحب قرآن اور
پیغمبر عالیشان اور سردار احبار بیت المقدس تھے اور والد بزرگوار ان کے موسوم بہ
اذن یا اذان کہ سلک اولاد انبیاے عظام مین انتظام رکھتے اور حق سبحانہ تعالیٰ نے انکو
بنی اسرائیل پر بھیجا تھا کہ بہ ساتھ شریعت توریت کے کام کرتے تھے اور مدارک مین لکھا
ہے کہ زکریا زبان عبرانی مین یعنی دائم الذکر اور دائم التسبیح ہے قال اللہ تعالیٰ
کہیعص ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا اذ نادی ربہ نداء خفیا قال رب انی وہن العظم
منی واشتعل الرأس شیبا یاد کرنی ہے رحمت پروردگار تیرے کی بندگی اپنے زکریا کو جسوقت کہ پکارا
پروردگار اپنے کو آہستہ کہا اے پروردگار میرے تحقیق سست ہو گئی ہین ہڈیان میری
اور شعلہ مارا سر نے بڑھاپے کا نقل ہے کہ ایک دن حضرت زکریا نے محراب بیت المقدس
مین مناجات کی کہ اے میرے پروردگار سست ہو گئی ہین میری ہڈیان جو کہ ستون خانہ
بدن ہین ضعف اور بڑھاپے سے اور سفید ہو گئے ہین بال میرے حضرت نے اسواسطے تحصیل

کی کہ ہڈیاں سخت اور محکم ترین اعضا ہیں جب کہ سست ہو گئی ہوں گی تو سب اور بدن کا
ادنیٰ سست ہو گیا ہو گا۔ اور انوار التنزیل میں سورۂ مریم میں لکھا ہے کہ حضرت زکریا
میں ساٹھ یا پچھتر برس کے تھے اور تفسیر معالم اور بحر المواج میں سورۂ آل عمران میں لکھا
ہے کہ حضرت زکریا اس وقت میں ایک سو بیس برس کے تھے۔ اور تفسیر جلالین میں بھی اسی طرح سے
ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک کم سو برس کے تھے چنانچہ مدارک میں بھی یہی ہے اور بعضے کہتے
ہیں کہ بانوے برس کے تھے اور بی بی ان کی اسی برس کی اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت زکریا
قوی جثہ معلوم ہوتے تھے اور تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ حضرت زکریا اس حال میں
تھے آیت ولم اکن بدعائک رب شقیا و انی خفت الموالی من ورائی و کانت
امرأتی عاقرا فهب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعله رب رضیا
اور نہ تھا میں تجھ کو پکارنے سے اے رب میرے بے نصیب اور تحقیق میں ڈرتا ہوں وارثوں
اپنے سے پیچھے میرے اور ہے عورت میری بانجھ پس بخش تو واسطے اپنے پاس سے ولی
کہ وارث ہو میرا اور وارث ہو میرا اور وارث ہو اولاد یعقوب کا اور کر دے اسے رب
پسندیدہ اور یہ بھی عرض کیا کہ خداوندا جب میں نے دعا کی ہے تو نے اجابت فرمائی ہے اور
میں ساتھ اس کے خوگر ہو گیا ہوں اور اپنی بنی اعمام یعنی چچا کے بیٹوں سے ڈرتا ہوں کہ میرے
پیچھے دین میں سستی کریں اور کم ہمت میں اچھی طرح سے خلافت نہ کریں اور میری انثی بانجھ
ہے اب تک نعمت اولاد سے محروم ہوں چاہتا ہوں کہ اب مجھ کو
ایک فرزند عطا ہووے کہ متولی امور دین ہو کر علم و حکمت مجھ سے میراث میں لیوے
اور اس کو ایسا شائستہ اور پسندیدہ کر کہ تو اس کے قول و فعل سے راضی ہو کما قال اللہ
تعالیٰ وزکریا اذ نادی ربه رب لا تذرنی فردا و انت خیر الوارثین فاستجبنا
له و وهبنا له یحیی و اصلحنا له زوجه انهم کانوا یسارعون فی الخیرات و یدعوننا
رغبا و رهبا و کانوا لنا خاشعین یعنی اور یاد کر ہم نے زکریا کو جس وقت کہ
پکارا اس نے پروردگار اپنے کو اے پروردگار میرے مت چھوڑ مجھ کو اکیلا اور تو بہتر وارثوں کا
ہے پس قبول کیا ہم نے واسطے اس کے اور دیا ہم نے اس کو یحییٰ اور درست کر دیا ہم نے واسطے اس کے
بی بی اس کی کہ تحقیق وہ تھی جلدی کرتی بیچ بھلائیوں کے اور پکارتی تھی ہم کو رغبت سے اور ڈر سے
اور تھی واسطے ہمارے عاجزی کرنے والی۔ القصہ حضرت نے اس دعا کے بعد سر سجدہ میں
رکھا اور تضرع اور زاری کی کہ خدائے تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور وحی اس طور پر
نازل ہوئی آیت یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمه یحیی لم نجعل له من قبل سمیا

اے زکریا خوشخبری دیتے ہیں ہم تجھکو ساتھ ایک لڑکے کے کہ نام اسکا یحییٰ ہے نہیں کیا ہمنے واسطے
اس کے پہلے اس سے ہمنام اور معنی یحییٰ کے یہ ہیں کہ نام ہر اس سے زندہ ہوا باپ کے دین
نے اسکے ساتھ زندگی پائی ہوا ایسا اسکا باقی رہا اسم ہے اور صفت اسکی یہ ہے کہ تھے
ہمراہ ساتھ علم اور حلم اور پرہیزگاری کے اور باز رہے لہو ولعب سے اور زیان کاری سے
اور پیغمبر ہوئے ہوا ہیبت علیہ میں سورہ مریم میں لکھا ہے جب حضرت زکریا نے یہ بشارت
پائی آیت قال رب انی یکون لی غلام وکانت امراتی عاقرا وقد بلغت من الکبر عتیا ۸
کہا اے رب میرے کیونکر ہوگا واسطے میرے فرزند اور ہے عورت میری بانجھ اور تحقیق پہنچا ہوں
میں بڑھاپے سے حد کو کیا اب مجھکو جوان کریگا یا اس بڑھاپے ہی میں اپنی قدرت کاملہ
بلند فرماویگا آیت قال کذلک قال ربک هو علی هین وقد خلقتک من
قبل ولم تک شیئا ۹ اسی طرح کہا پروردگار تیرے نے وہ اوپر میرے آسان ہے اور تحقیق
پیدا کیا میں نے تجھکو پہلے اس سے اور نہ تھا تو کچھ حضرت زکریا نے یہ سمجھا کہ عنقریب پیدا ہوگا
یا مدت کے بعد ظہور میں آویگا آیت قال رب اجعل لی آیة یعنی کہا خداوندا کر
واسطے میرے کوئی علامت کہ اسکے ساتھ قرب وقوع اس واقعہ کا معلوم ہووے
آیت قال آیتک الا تکلم الناس ثلاث لیال سویا ۱۰ یعنی خطاب آیا کہ نشانی اسکی یہ ہے
کہ تین رات دن تجھے درپیش کلام کرنے پر باوجود تندرستی اور صحت کے قادر نہوگا آیت فخرج
علی قومه من المحراب فاوحی الیهم ان سبحوا بکرة وعشیا پس نکلا اوپر قوم اپنی کے محراب
سے اشارت کی طرف انکے یہ کہ تسبیح کرو صبح کو اور شام کو روایت کرتے ہیں کہ اسیوقت
زبان حضرت زکریا کی منہ میں اتنی بڑھی اور بے رنگ ہوگئی کہ ہلانے کی مجال نہ رہی جب تین روز
گذرے تو بحال خود ہوئی اور بعد از گذرنے مدت حمل کے حضرت یحییٰ پیدا ہوئے اور لڑکپن
سے ٹاٹ کا لباس پہنکر احبار کے ساتھ عبادت میں بطریق ریاضت موافقت کیا کرتے
تھے اور ٹاٹ اسواسطے پہنتے تھے کہ نرم کپڑے سے ان کے بدن کو راحت نہ حاصل ہووے
کہ حظ اور لذت نفس سے ہے ایک دن حضرت یحییٰ نے اپنی والدہ کی درخواست سے
لباس ریشمین پہن لیا کہ ان کے بدن میں ٹاٹ سے سوراخ سے ہوگئے تھے وحی
آئی کہ اے یحییٰ دنیا کو پھر تو نے اختیار کیا حضرت یحییٰ روئے اور ٹاٹ پہن لیا اور
نہایت زہد میں کوشش کرنے لگے باوجود صغارت بموجب الہام ربانی تعلیم
احکام دینی بقوت تمام کرتے اور فرمانبرداری والدین میں بہت مصروف
رہتے تھے چنانچہ خدا تعالے نے سورہ مریم میں فرمایا ہے آیہ یا یحییٰ خذ الکتاب

بقوۃ وآتیناہ الحکم صبیا وحنانا من لدنا وزکوۃ وکان تقیا وبرا بوالدیہ ولم یکن
جبارا عصیا وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا یعنے اے یحیی پکڑ کتاب کو ساتھ
قوت کے اور دیا ہمنے اسکو حکم لڑکاپن سے اور دی مہربانی اپنی طرف سے اور پاکیزگی اور تھا
پرہیزگار اور خوش سلوک ساتھ ماں باپ اپنے کے اور نہ تھا سرکش نافرمان اور سلام ہے اوپر
اوس کے جسدن پیدا ہوا اور جسدن موا اور جسدن اٹھیگا زندہ ہوکر۔ اور روایت مین آیا ہے
کہ ایک دن محلے کے لڑکے نے ان کو تین برس کی عمر مین کہا اے یحیی آؤ تا کھیلین اور بازی
کرین حضرت یحیی نے کہا ما للعب خلقنا یعنے واسطے بازی کے نہین پیدا کیے گئے اور حضرت
یحیی خوف حق تعالے سے ہمیشہ رویا کرتے تھے تفسیر بحر المواج مین لکھا ہے کہ اتنا روئے تھے کہ
پوست اور گوشت ان کے رخسارون کا آنسوؤن کے بہنے کی شدت سے گھس گیا تھا بلکہ
گل گیا تھا اور دانت اور باطن منہ دکھائی دینے لگا تھا ان کی ماں چھپانے کے واسطے انکے
رخسارون پر نمدا کاٹکر رکھدیتی تھین وہ سیل اشک سے نہ ٹھہرتا تھا اور گر پڑتا تھا القصہ
جب نبی اسرائیل حضرت زکریا کی خدمت مین آتے اگر حضرت یحیی ہوتے تو حضرت
وعظ کہتے تھے اور ڈرتے کہ ایسا نہو کہ یحیی آجاوین کہ وہ خود ہمیشہ ترس خدا تعالے سے
روتا ہے مبادا کوئی کلام خوفناک سنکر موجب زیادتی غم اور درد والم اسکے کا ہووے
اور اس سے بھی حال اسکا زار تر ہو جاوے ایک دن نبی اسرائیل جمع تھے اور حضرت
یحیی ایک کونے مین بیٹھے ہوئے تھے حضرت زکریا کو گمان ہوا کہ وہ یہان نہین ہے دوزخ کے
شدائد اور صعوبت بیان کرنے لگے جب حضرت یحیی نے اس کلام کو سنا جنگل کی طرف بھاگ
اور پہاڑ پر جاکر رونے لگے انکی ماں انکو ڈھونڈتی پھرتی تھین اور ان کو کسی جا سے نہ دیکھتی
تھین کہ ایکدن ایک چرواہے نے کہا اور نشان دیا کہ دن کو پہاڑ پر بیٹھتا ہے اور رات کو فلانے
غار مین جاکر چھپ رہتا ہے وہ اس غار کے پاس جاکر بیٹھ رہین رات کے وقت کہ حضرت یحیی
پہونچے جب اپنی ماں کو دیکھا چاہا کہ بھاگین انھون نے اپنی چھاتیان ننگی کر کر انکو دکھائین اور ان
سے درخواست کی کہ ایک ساعت رونے سے باز رہو کہا اے ماں کیون کر نہ رون کہ
ایسی دوزخ ہمارے رہگذر مین واقع ہوگی اور سب کو اسپر راہ چلنی پڑیگی آخر وہ بالحاح
بسیار انکو گھر مین لائین پس حضرت یحیی صومعہ مین جاکر عبادت مین مشغول ہوئے اور
اسوقت مین حضرت یحیی سات برس کے تھے اور بعضے احوال عالم حیات حضرت زکریا اور
حضرت یحیی علیہ السلام کے حضرت مریم اور حضرت عیسے علیہ السلام کے قصہ مین ذکر کیے جاوینگے
انشاء اللہ تعالے ۞ فصل دوسری ذکر شہادت حضرت زکریا اور حضرت یحیی علیہما السلام مین (فصل ۲)

از دست کفار تا بنجات القصہ ایک مدت کے بعد بنی اسرائیل نے فساد شروع کیا ہر چند حضرت زکریا ان کو پند و نصیحت کرتے لیکن کچھ اثر نہوتا تھا تا آنکہ ایکدن ان کو تنہا پاکر ان کے مارنے کا قصد کیا حضرت زکریا وہاں سے بھاگے اور یہ بدبخت ان کے پیچھے روانہ ہوئے حضرت ایک درخت کے پاس پہونچے درخت گویا ہوا کہ اے زکریا مجھ میں آجا اور شگافتہ ہوا حضرت اس میں در آئے اور یہ مردود جب اس درخت کے پاس پہونچے اور حضرت کو نہ دیکھا متحیر ہوئے شیطان لعین نے کہا زکریا اس درخت میں ہے اور یہ اسکے ازار کا تاگا باہر رہ گیا ہے آرہ لاؤ اور درخت کو سر سے پاؤں تک دو ٹکڑے کرو وہ قوم آرہ لائی اور اس درخت کو سر سے چیرنا شروع کیا جب آرہ سر مبارک زکریا پر پہونچا ایک آہ نکلی وحی آئی کہ اے زکریا اگر پھر دوبارہ آہ کرے گا تو تیرا نام دیوان پیغمبروں سے محو کر دوں گا نہ چاہا تو نے کہ پناہ تمام عالم کی میں ہوں اس درخت سے تو نے کیوں اسکی پناہ پکڑی اب اس بلا میں صبر کر حضرت زکریا نے دم نہ مارا تا آنکہ جان پاک تن مبارک سے جدا ہوئی۔ اور بستان فقیہ میں لکھا ہے کہ بقول کعب الاحبار عمر حضرت زکریا کی تین سو برس کی تھی روایت ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنی عمر میں کسی عورت کو نہ چاہا اور کار عصمت اس مرتبہ پر پہونچایا کہ ہرگز کوئی معصیت ان سے سرزد نہوئی بلکہ کبھی خاطر میں بھی نہ لائے اور زندہ دل ایسے تھے کہ کبھی غفلت سے غافل نہوتے تھے نقل ہے کہ ایک نام مرن بادشاہ بنی اسرائیل تھی کہ شوہر اول سے اسکی بیٹی تھی نہایت حسینہ اور جمیلہ اور ناکتخدا اس ملکہ نے بسبب اپنے کبر سن کے توہم کیا اس بات کا کہ مبادا بادشاہ کسی عورت جوان بیگانہ سے تزویج کرے اور میرے قرب و منزلت میں تفاوت پڑے ایسے احتیاطاً یہ چاہا کہ اس لڑکی کو اپنے شوہر کی جورو کر دے اور اس امر کو حضرت یحییٰ سے پوچھا آپ نے کہا یہ جائز نہیں ہے وہ عورت ان پر خفا ہوئی اور بادشاہ کے پاس جا کر تمام حقیقت بیان کی چونکہ یہ انکے بھی خلاف مرضی تھا اور ان کے ناروا کہنے سے انہنے اپنا نقصان سمجھا حکم کیا کہ حضرت یحییٰ کے گلے میں رسی ڈال کر کشاں کشاں محل سیاست میں لے آؤ جب اس حال سے حضرت یحییٰ کو بادشاہ کے پاس لے چلے حضرت جبرئیل علیہ السلام پہونچے اور کہا اے یحییٰ اگر تو چاہے تو بامر الٰہی زمین کو اٹھا لیجاؤں اور ان کو ہلاک کر دوں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا اے جبرئیل آیا یہ مقدر میں ہے یہی کہ یہ مجھکو مار ڈالیں گے کہا ہاں حضرت یحییٰ نے کہا اقضاے خداے تعالیٰ پر راضی ہوں القصہ انھوں نے سر مبارک حضرت یحییٰ علیہ السلام کا تن نازنین سے جدا کیا حضرت سر بریدہ کہتے تھے کہ جورو کی بیٹی کو جورو

کرنا چاہیئے لیکن اسپر بھی اُس کی جفت نے اُس لڑکی کو پیشتر شوہر کو دیا اور ایک کام کے
واسطے اُسکو بھیجا کوٹھے پر آئی اُسیوقت ایک ہوا چلی اور اُسکو لیکر ایک جنگل میں ڈال دیا وہاں
ایک شیر پیدا ہوا اُسنے اُسکو لیکر پارہ پارہ کرڈالا اور وہ بادشاہ لعین اور اُسکی قوم بھی ہلاک
ہوگئی اور صاحب معالم اور بعضے مورخون سے روایت کی ہے کہ بیت المقدس کا بادشاہ
حضرت یحییٰ علیہ السلام کو گرامی رکھتا تھا۔ اتفاقاً اُس بادشاہ کو اپنی جورو کی بیٹی کے ساتھ
اپنے بھائی کی بیٹی کے ساتھ میل تمام اور خواہش مالاکلام پیدا ہوئی چاہا کہ اپنی جورو اُس لڑکی
کو کرے حضرت یحییٰ نے اُسکو منع کیا اُس دختر بداختر نے بادشاہ کو اپنے اوپر فریفتہ کرکے
اتنا ورغلایا کہ اُسنے حضرت یحییٰ کو مار ڈالا حضرت یحییٰ کا سر بریدہ آواز دیتے تھے کہ یہ عورت
اوپر تیرے حلال نہیں ہے اُس ملعون نے پھر بھی اُس عورت کو اپنی جورو بنایا۔
پھر خون سر مبارک حضرت یحییٰ کا ہمیشہ جوش میں آیا کیا اور تمام جہان میں داستان
ہوئی علمانے کہا جب تک کہ اُسکے کشندون کا خون نہ گریگا اسکا خون قرار نہیں پکڑیگا
جب یہ خبر زمانہ کے بادشاہ کو پہونچی بیت المقدس میں مع لشکر آیا اور بنی اسرائیل میں سے
ستر ہزار آدمیون کو مار کر اُنکا خون اُس جگہ پر ڈالا تب بھی خون جوش میں آیا کیا جب اُس کے
کشندون کو کہ وہ بادشاہ اور اُسکی جورو تھی مارا اور اُن کا خون اُس پر گرایا تب
حضرت یحییٰ کے خون نے قرار پکڑا بستان فقیہ میں لکھا ہے کہ عمر حضرت یحییٰ کی پچھتر برس
کی تھی اور تربت اُن کی جامع دمشق میں ہے۔ باب انیسوان۔ احوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام
بن مریم بنت عمران بن ماثان میں اور اسی باب میں ہے ذکر حنظلہ الصادق اور قصہ اصحاب
کہف اور ذکر برصیصا اور ذکر جریح راہب اور ذکر اصحاب اخدود اور ذکر جرجیس پیغمبر اور
ذکر شمعون عابد اور احوال سلطنت سکندر رومی کا اور اس باب میں بارہ فصل ہیں فصل
پہلی مناقب حضرت مریم اور ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں تفسیر انوار التنزیل میں بیچ تفسیر قولہ
تعالیٰ ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحا و آل ابراھیم و آل عمران علی العلمین ذریۃ بعضہا من
بعض واللہ سمیع علیم تحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا آدم کو اور نوح کو اور آل ابراہیم کو اور آل
عمران کو اوپر عالمون کے اولاد میں بعضے انکے بعضون سے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے
لکھا ہے کہ حضرت مریم سترہ یا اٹھارہ پشت سے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پہونچتی ہیں۔
اور تفسیرون سے نقل ہے کہ حضرت مریم کی ماں ایک عورت زاہد بنی اسرائیل میں سے
حنہ نام حضرت زکریا کے زمانہ میں تھین اور شوہر انکا عمران بن ماثان تھا اور ایک بیٹی اشاع
نام حضرت مریم سے بڑی حضرت زکریا کے گھر میں تھی اور یہ عمران اُس عمران سوا ہے بزرگوار حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے سوا اسکے ہے اور درمیان ان دونون عمرانون کے ایک ہزار نو برس کا فاصلہ تھا ایکدن
حنہ حالت بڑھاپے مین زیر سایۂ درخت بیٹھی تھی کہ نظر اسکی آشیانۂ ایک جانور پرند پر پڑی اور دیکھا
کہ اُس جانور نے پوست بیضہ منقار سے توڑا اور بچہ اُس سے پیدا ہوا اُنکو مشاہدہ اس حال سے
آرزوے تولد فرزند کی ہوئی چنانچہ انھون نے درگاہ خالق کائنات اور بارگاہ قاضی الحاجات
مین دعا کی اور استجابت مستدعا ہوئی اور اسیوقت حیض منقطعہ سابقہ پھر جاری ہوا اور ہرگاہ
حالت طہور مین یہ اپنے خاوند کے ساتھ جمع ہوئین انکو حمل رہا اور ہنگام ظہور آثار اُس کے انھون
نے جناب باری مین نذر کی کہ ہرگاہ مجھسے اولاد ہوگی تو اُسکو مخصوص خدمت بیت المقدس
کے واسطے مقرر کردونگی اور کچھ اُس سے کار دنیوی نہ لونگی کما قال اللہ تعالیٰ اذ قالت امرأۃ
عمران رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا فتقبل منی انک انت السمیع العلیم ۝
جسوقت کہا بی بی عمران کی نے اے پروردگار میرے تحقیق مینے نذر کیا واسطے تیرے جو کچھ بیچ
پیٹ میرے کے ہے آزاد کیا ہوا پس قبول کر مجھ سے تحقیق تو ہے سننے والا جاننے والا اور سبب
اسکا یہ لکھا ہے کہ اُس زمانہ مین مسجد بیت المقدس کی خدمت بزرگ جانتے تھے اور فرزندون
کو اس کار کے واسطے نذر کرتے تھے اور انکی شریعت مین فرزندون پر والدین کی اطاعت
ایسی نذرون مین فرض تھی اور بحر المواج مین لکھا ہے کہ وہ فرزند بعد بالغ ہونے کے
بیچ بجالانے اس امر کے مختار ہوتا تھا اگر چاہتا تھا خدمت بیت المقدس پر ثابت رہتا تھا یا اُس
امر خیر سے باز رہ کر اپنے اختیار سے عمل دنیا کے ساتھ گرفتار ہوتا تھا بعد نذر حنہ
سے ان کے شوہر عمران نے کہا کہ اے اوپر تیرے یہ تو نے کیا کیا شاید تیرے شکم
سے بیٹی پیدا ہووے اور خدمت مسجد کو مناسب نہووے اُسوقت زبان حنہ پر
بے اختیار جاری ہوا کہ قبول کر خدایا مجھسے جو کچھ کہ نذر کیا مینے اور اُسکو توفیق دے
کہ تیری خدمت مین کوشش کرے قولہ تعالیٰ فلما وضعتہا انثیٰ واللہ اعلم بما وضعت ولیس
الذکر کالانثیٰ وانی سمیتہا مریم وانی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم
فتقبلہا ربہا بقبول حسن وانبتہا نباتا حسنا ط پس جنا اُسکو کہا اے پروردگار میرے تحقیق
مینے جنا اُسکو لڑکی اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ جنا اور نہین مرد مانند عورت کے
اور مین نے نام اُسکا رکھا مریم اور تحقیق مین نے پناہ دی اوس کو ساتھ تیرے اور اولاد
اُسکی کو شیطان راندے ہوئے سے پس قبول کیا اُس کو رب اُسکے نے ساتھ قبول اچھی کے
اُگانا کیا اُسکو اُگانا اچھا۔ القصہ جب حنہ جنی اور حضرت مریم پیدا ہوئین تو اُن کا نام
مریم رکھا لغت عبرانی مین عابدہ کو کہتے ہین یا بمعنی امۃ اللہ کے ہے یعنی کنیزک خدا

روایت کرتے ہین کہ اُس زمانہ مین چار ہزار مرد خدمت بیت المقدس پر مقرر تھے اور چار ہزار کنشی اور خاکروبی اور تعہد اور مرمت اور محافظت مین اُسکی اہتمام کرتے تھے کسی نے کسیکا نام بھی نہ جانا اور نام حضرت مریم اس باب مین مشہور آفاق ہوا اور تا قیام قیامت رہیگا غرض کہ اُنکی مان بعد از ولادت اُنکو ایک کپڑے مین لپیٹ کر مسجد بیت المقدس مین لائی اور وہان حضرت زکریا اور تمامی علماء بنی اسرائیل بیٹھے ہوئے تھے حضرت مریم کی مان نے کہا لو اس نذر کی ہوئی کو کہ خدا تعالے کی نذر ہے ان سب نے قبول پر رغبت کی کسواسطے کہ یہ نسل بزرگان بنی اسرائیل سے تھی حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا کہ مین اُسکی کفالت کے واسطے سزاوار تر ہون کہ اسکی خالہ میرے گھر مین ہے اور بعضے روایت کرتے ہین کہ ان کی بہن حضرت زکریا علیہ السلام کے گھر مین تھین ابرکیت اور حذام راضی نہوتے تھے اسپر اور اس امر مین اختلاف تھا تا آنکہ قرعہ پھینکا اس طرح سے کہ اپنی قلمین کہ جنسے توریت لکھتے تھے ندی مین پانی کی ڈال دین اور یہ شرط کی کہ جسکا قلم پانی پر تیر آئے وہ اُنکی تربیت کرے اور یہ ستائیس آدمی تھے بروایت معالم التنزیل و مدارک یا انتیس آدمی بروایت معالم التنزیل اتفاقاً حضرت زکریا کا قلم پر رو سے آب تیرا اور اُنکی قلمین ڈوب گئین چنانچہ یہ اُن کو مسجد مین لا کر ایک اونچی سی کوٹھڑی مین کہ اُس پر بدون سیڑھی کے کوئی نہ چڑھ سکتا تھا رکھا۔ اور جب حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم کے احوال کی غمخوارگی کر کے اِن کے پاس سے جاتے تھے تو کوٹھڑی کے دروازہ کو اور ایک روایت مین یہ ہے کہ سات دروازون کی کوٹھڑی کو قفل سے محکم کر دیتے تھے اور کنجی اپنے پاس رکھتے تھے اور بعضے روایت کرتے ہین کہ جس وقت حضرت مریم کو حضرت زکریا علیہ السلام کے سپرد کیا تھا اُسیوقت مسجد کی کوٹھڑی مین رکھا تھا اور انھون نے کسی کی چھاتی منہ مین نہین لی اور نہ کسی کا دودھ پیا بلکہ اللہ تعالے اُن کو روزی غیب سے بھیجا تھا تفسیر جلالین اور تفسیر بحر المولج مین مذکور ہے کہ حضرت مریم ایکدن کی غذا سے ایک سال کی نشو و نما کرتی تھین اور بہر تقدیر جب حضرت زکریا علیہ السلام غرفہ مین جاتے تھے غیر موسم کا میوہ یعنے تابستان زمستان مین اور زمستانی تابستان مین ان کے پاس پاتے تھے قولہ تعالے وکفلہا زکریا کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقاً یعنے اور سونپ دیا اوس کو زکریا کو جب جاتا اوپر اوس کے زکریا محراب مین پاتا نزدیک اوس کے رزق۔ جب حضرت زکریا علیہ السلام نے چند نوبت یہ صورت مشاہدہ کی آیت قال یا مریم انی لک ہذا کہا اے مریم تیرے پاس یہ غیر رت کا میوہ کہان سے آتا ہے آیت قالت ہو من عند اللہ ان اللہ یرزق

من یشاء بغیر حساب یعنے انھون نے کہا یہ رزق کہ تم دیکھتے ہو خدا پہونچاتا ہے کہ وہ رزاق مطلق روزی دیتا ہے جسکو کہ چاہتا ہے بے حساب کہتے ہین کہ جب حضرت زکریا نے غیر وقت میوہ تازہ دیکھا باوجود کلان سالی کے ازروے طمع وہین اپنی زبان بدعا گویا کی آیت ھنالک دعا زکریا ربہ قال رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء اس جگہ پکارا زکریا نے پروردگار اپنے کو کہا اے پروردگار میرے ڈال دے واسطے میرے نزدیک اپنے سے اولاد پاکیزہ تحقیق تو سننے والا ہے دعا کا خدا تعالے نے حضرت یحییٰ کو عطا فرمایا چنانچہ ان کے قصہ مین بیان ہوا القصہ جب مریم کی نو برس کی ہوئین باذوق عبادات تمام اس مسجد کے عالمون پر غالب آئین اور مدام اسی مسجد مین رہا کین تفسیر کبیر اور انوار التنزیل اور بحر المواج مین بیچ سورہ آل عمران کے لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے حضرت مریم کو نجاست حیض و نفاس سے پاک فرمایا تھا قولہ تعالے

واذ قالت الملئکۃ یا مریم ان اللہ اصطفٰک وطہرک واصطفٰک علی نساء العالمین ٥ یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین

اور جس وقت کہا فرشتون نے اے مریم تحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا تجکو اور پر عورتون عالمون کے اے مریم فرمانبرداری کرو واسطے پروردگار اپنے کے اور سجدہ کیا کر ساتھ رکوع کرنے والون کے آیت ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک وما کنت لدیہم اذ یلقون اقلامہم ایہم یکفل مریم وما کنت لدیہم اذ یختصمون ٥ یعنے یہ خبر غیب کی سے ہے وحی کرتے ہین ہم اسکو طرف تیرے اور نہ تھا تو پاس ان کے جب ڈالتے تھے قلمون اپنے کو کہ کون ان مین سے پالے مریم کو اور نہ تھا پاس ان کے جب جھگڑتے تھے اور تفسیر مواہب علیہ مین بیچ سورہ مریم کے لکھا ہے کہ درحالت عذر حضرت مریم اپنی خالہ کے گھر جاتین اور بعد پاک ہونے کے پھر مسجد مین چلی آتی تھین اور انوار التنزیل مین مسطور ہے کہ جب حضرت مریم دس یا گیارہ برس کی ہوئین تو اپنی خالہ کے گھر آئین اور معالم مین لکھا ہے کہ بارہ برس کی یا تیرہ برس کی عمر مین حضرت مریم غسل کی محتاج ہوئین ایک جاے پردہ کے پیچھے جانب شرقی بیت المقدس مین یا اپنی ہمشیرہ اشباع کے گھر مین موسم جاڑے مین شرق کیا اور وہ مکان آفتاب رویہ تھا کما قال اللہ تعالے فی الکتاب مریم اذ

انتبذت من اہلہا مکانا شرقیا فاتخذت من دونہم حجابا فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشرا سویا قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا

یعنے اور یاد کر بیچ کتاب کے مریم کو جب جا پڑی لوگون اپنے سے مکان شرقی مین پس پکڑا ورے ان سے پردہ پس بھیجا ہمنے طرف اس کے روح اپنی کو پس صورت پکڑلی واسطے اس کے آدمی تندرست کی کہنے لگی مین پناہ پکڑتی ہون ساتھ

رحمان کی تجھسے اگر ہے تو پرہیزگار - اور معالم التنزیل مین مذکور ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ اس جہت سے نصاریٰ نے مشرق کو اپنا قبلہ مقرر کیا ہے القصہ جب حضرت مریم کو بعد نہانے اور کپڑے پہننے کے حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت ایک مرد سادہ عذار نیکو دیدار دکھائی دیے خاطر مین مرد بیگانہ کا دغدغہ پیدا ہوا اور یہ ڈرین اور کہا پناہ مانگتی ہون مین تیرے شر سے ساتھ خدا کے حضرت جبرئیل نے جب انکو مضطر مشاہدہ کیا آیت قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا ۝ قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا ۝ قال کذلک قال ربک ھو علیّ ھین ولنجعلہ ایۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا ۝ یعنی کہنے لگے سواے اس کے نہین کہ مین بھیجا ہوا ہون پروردگار تیرے کا تو کہ بخش جاؤن تجکو لڑکا پاکیزہ کہا کیونکر ہوگا واسطے میرے لڑکا اور نہین ہاتھ لگایا مجھکو کسی آدمی نے اور نہین مین بدکار کہا اسیطرح کہا پروردگار تیرے نے وہ اوپر میرے آسان ہے اور تو کہ کرین ہم نشانی واسطے لوگون کے اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے کام مقرر کیا پھر حضرت جبرئیل نے حضرت مریم کے قریب آن کر دور سے آستین یا گریبان یا وہان مین پھونکا کہ اس کا اثر حضرت مریم کے شکم مین پہونچا اور حضرت مریم اسی دم حاملہ ہوئین تفسیر بحر المواج مین مذکور ہے کہ حضرت زکریا بدستور عادت حضرت مریم کے پاس آتے تھے ایک مرتبہ بسبب ہٹ جانے چادر کے اثر حمل بزرگی شکم سے ان کی مشاہدہ کیا بدرجہ غایت بدنامی و تہمت سے خوفناک ہوئے اور اپنی بی بی سے کہا کہ مریم حاملہ ہے یہ کیا بلا ہوئی انہنے کہا یہ مریم وہ مریم ہووے جو ہمنے سنا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام جس سے بغیر باپ کے پیدا ہوگا یہ باتین چھوڑ دو اور اسکو میرے پاس لے آؤ جب حضرت مریم اپنے گھر آئین تو حضرت زکریا کی بی بی کو بھی حضرت یحییٰ کا حمل تھا اُنسے کہا کہ جو فرزند کہ میرے پیٹ مین ہے اُسنے تیرے فرزند کو کہ تیرے پیٹ مین ہے سجدہ کیا اور تواضع بجا لایا تو سب عورتون مین بہتر ہے اور حمل تیرا بہترین حملون کا ہے پھر حضرت زکریا کی بی بی نے معاملہ اپنے حمل کا کہ ان کے حمل کے ساتھ ہوا تھا ظاہر کیا اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ اول جس کسی نے کہ حمل مریم سے اطلاع پائی یوسف نجار ان کی خالہ کا بیٹا تھا کہ مسجد بیت المقدس مین عبادت کیا کرتا تھا اور کبھی کبھی حضرت مریم کی خدمت مین حاضر ہوکر پردہ کے باہر سے ان کے ساتھ کلام کرتا تھا جب یوسف نے حال مریم سے اطلاع پائی نہایت حزین واندوہناک ہوا ایک دن ان سے کہا کہ مجکو تیرے زہد و تقوے مین اشتباہ واقع ہوا ہے چاہتا ہون کہ تجھ سے معلوم کرون حضرت مریم نے اجازت دی یوسف نے پوچھا کوئی زراعت

زراعت بے تخم اور تخم بے زراعت ہوتی ہے حضرت مریم نے جواب دیا کہ اگر تو کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اول زراعت پیدا کی بے تخم ہوئے اور اگر کہے کہ پہلے بذر پیدا کیا تو وہ بدون زرع کے موجود ہوا اور کہے کہ دونوں ساتھ اکٹھے پیدا کیے ہیں تو کون ایک دوسرے سے حاصل نہیں ہوا پھر یوسف نے پوچھا کہ کوئی درخت نے بے آب نشو ونما پائی ہے حضرت مریم نے کہا کہ اول خدا تعالیٰ نے درخت کو پیدا کیا ہے اور پھر پانی کو اسکے حیات کا سبب گردانا ہے الغرض کہ تیسری مرتبہ یوسف نے باقی الضمیر تصریح کی اور کہا کوئی فرزند بے وجود پدر وجود میں آیا ہے حضرت مریم نے جواب دیا کہ بے پدر و مادر یہی کہ آدم ہوا سے باپ رکھتے تھے اور شان یوسف نے تصدیق مریم کے قول کی کی اور کہا سوال سیر الطریق و حکمت کے تھا میں نے اپنے کلام سے استغفار کیا اب میں یہ التماس رکھتا ہوں کہ مجھکو اپنے حمل کی حقیقت سے آگاہ کر حضرت مریم نے جواب دیا کہ مجھکو اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا ہے آیت یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمة منه اسمه المسیح عیسی ابن مریم وجیها فی الدنیا والاخرة ومن المقربین ۵ یعنے اے مریم تحقیق اللہ بشارت دیتا ہے تجکو ساتھ ایک بات کے اپنی طرف سے نام اسکا مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا آبرو والا بیچ دنیا کے اور آخرت کے نزدیک کیے گیون سے اور بعضے تفسیروں میں لکھا ہے کہ جب حضرت مریم حاملہ ہوئیں شہر باہر ایک پہاڑ میں کہ جانب شرقی شہر ایلیا کے چھ کوس دور ہے چلی گئیں اور معالم میں لکھا ہے کہ نو مہینے یا آٹھ مہینے کے بعد وضع حمل کیا اور کوئی آٹھواں سا بچہ زندہ نہیں رہا مگر حضرت عیسیٰ پانچ مہینے میں ایک ساعت میں خلقت ہوئی اور ایک ساعت میں صورت اور ایک ساعت میں وضع حمل پایہ کہ حمل اور وضع ایک ساعت میں ہوا الحاصل جب وضع حمل نزدیک پہونچا حضرت مریم کو ندا آئی کہ اس شہر سے باہر جا کہ اگر تیری قوم تجکو اس کیفیت سے دیکھی گی تو تیرے فرزند کو مار ڈالے گی حضرت مریم نے قصد جانے کا کیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انکو رہبری کی اور یوسف نجار کے ساتھ بیت المقدس کے باہر آئیں اور روانہ ہوئیں دو فرسخ راہ طے کی تھی کہ ایک قریہ میں قرا اسشام میں سے پہونچیں کہ اس کو بیت اللحم کہتے ہیں اور بنابر استیلا سے درد ولادت مرکب سے اتریں اور ان کو درخت خرما سے خشک دکھائی دیا اپنی پشت مبارک اس درخت یابس سے لگا کر شروع کیا کہ کاشکے مجکو اس واقعہ سے پہلے موت نہ آئی کہ مجھکو نہ جانتا کوئی اب تمام احبار بیت المقدس مجھے پہچانتے ہیں کہیں ان کے امام کی بیٹی ہوں اور حضرت زکریا علیہ السلام نے مجکو تربیت کیا ہے اور اب تک میری بکارت زائل نہیں ہوئی اور کسی کو میں نے خاوند نہیں کیا اب فرزند جنتی ہوں اس امر کے خجالت سے میں حیران ہوں کہ کیا کروں اس اثناء میں باری تعالیٰ نے فرشتوں کو مع ما یحتاج الیہ اس امر کے

بھیجا کہ وہ حضرت مریم کے پیٹ سے ایک فرزند مثل ماہ تاباں ایسے پیدا ہوا اور وہ درخت خرما سبز ہو گیا اور ایکبارگی بارور ہو گیا باوجودیکہ موسم سرما تھا اور اُسکے نیچے ایک چشمہ آب رواں ہوا اور سبزہ نیچے ظہور پکڑا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آواز دی کہ اے مریم اندوہگین مت ہو اور مرگ کی تمنا مت کر اور ہلا اس درخت خرما کو تا گریں خرما سے تر و تازہ اور کھا تو بے اندازہ اور پی تو ذلیل و ہنا یہ آب خوشگوار اور طہارت کر۔ مدارک میں لکھا ہے کہ جسنے رطب کھائی زچہ کو سنت ہوئی اور کہتے ہیں کہ کوئی چیز بہتر رطب سے زچہ کو اور بہتر شہد سے مریض کو نہیں ہے پھر حق تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا کہ انھوں نے حضرت عیسیٰ کو نہلایا اور حریر بہشتی میں لپیٹ کر حضرت مریم کی گودی میں دیا اور کہا اگر کوئی تجھسے پوچھے کہ فرزند کیسا ہے تو کہنا کہ میں نے برائے خداوندی روزہ نذر کیا ہے کہ آج کسی آدمی سے کلام نہ کروں اور حق تعالیٰ کے ساتھ مناجات میں مشغول رہوں اور اُس زمانہ میں اُنکا روزہ ترک کلام و طعام ہوتا تھا اور اسقدر واسطے انکے روا تھا باشارہ ایما سے خبر دی چنانچہ بالتفصیل خدا تعالیٰ فرماتا ہے قال اللہ تعالیٰ فانتبذت بہ مکانا قصیا فاجاءہا المخاض الی جذع النخلة قالت یلیتنی مت قبل ہذا وکنت نسیا منسیا فنادہا من تحتہا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا وہزی الیک بجذع النخلة تساقط علیک رطبا جنیا فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا ۵ یعنی جا پڑی ساتھ اُسکے مکان دور میں یعنی جنگل میں پس لے آیا اُسکو درد زہ طرف تنہ درخت خرما کے کہا اے کاشکی میں مرگئی ہوتی پہلے اس سے اور ہو گئی ہوتی بھولی بھلائی پس پکارا اُسکو نیچے سے سے پر کہ مت غم کھا تحقیق کر دیا ہے پروردگار تیرے نے نیچے تیرے چشمہ اور ہلا طرف اپنے تنہ درخت کھجور کے کہ وہ ڈالیگا اوپر تیرے کھجور تر و تازہ پس کھا اور پی اور ٹھنڈی رکھ آنکھ تو پس اگر دیکھے تو آدمیوں میں سے کسی کو پس کہہ تحقیق میں نے نذر کیا ہے واسطے باری تعالیٰ کے روزہ پس ہرگز نہ بولونگی آج کے دن کسی آدمی سے

فصل دوسری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت اور ذکر بعضے معجزوں میں

مواہب علیہ میں بیچ سورۂ مریم کے لکھا ہے کہ جب اہل مسجد نے اُس دن اُن کو محراب میں نہ پایا اُن کے ڈھونڈنے میں مصروف ہو ہر جگہ تلاش کرتے تھے اور ہر کسی سے پوچھتے تھے کہ کسی نے نشان دیا کہ فلاں جگہ دیکھا ہے یہ وہاں گئے قولہ تعالیٰ فاتت بہ قومہا تحملہ قالوا یا مریم لقد جئت شیئا فریا یا اخت ہارون ما کان ابوک امرأ سوء وما کانت امک بغیا فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المہد صبیا قال انی عبد اللہ اتنی الکتب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا این ما کنت واوصانی بالصلوة والزکوة ما دمت حیا وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا

والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاۃ یعنے پس آئی ساتھ اسکے قوم اپنی مین گود مین
ہوئے اسکو کہنے لگے اے مریم تحقیق لائی تو ایک چیز عجیب اے بہن ہارون کی نہ تھا باپ تیرا آدمی
برائی کا اور نہ تھی ماں تیری بدکار پس اشارت کی طرف اسکے کہا انھون نے کیونکر کلام کرین ہم اس
شخص سے کہ ہے بیچ گود کے لڑکا سے کہا تحقیق مین بندہ اللہ کا ہون دی ہے مجکو کتاب اور کیا ہے مجکو
نبی اور کیا ہے مجکو برکت والا جہان ہون مین اور حکم کیا ہے مجکو ساتھ نماز کے اور زکوۃ کے جبتک
رہون مین جیتا اور خوش سلوک ساتھ ماں اپنی کے اور نہین کیا مجکو سرکش بدبخت اور سلامتی ہے
اوپر میرے جسدن پیدا ہوا مین اور جس دن مرونگا مین اور جسدن اٹھونگا مین زندہ ہوکر
الغرض جب حضرت مریم نے ان کو دیکھا حضرت عیسے کو اٹھا کر انکی طرف متوجہ ہوئین بعد
اسکے کہ ان کی نظر حضرت مریم پر پڑی کہا اے مریم تو عجیب چیز لائی اور کہا اے خواہر ہارون
کہتے ہین حضرت مریم کا ایک بھائی تھا ہارون نام یا ایک مرد ہارون نام یا ایک وہ مرد
صالح تھا بنی اسرائیل مین سے کہ مثل اسکے صلاح اور زہد مین کوئی نہ تھا معالم مین لکھا ہے کہ اس نام
کے لوگ قوم بنی اسرائیل مین بہت تھے چنانچہ اسکی وفات کے دن چالیس ہزار ہارون نامی
اور آدمیون کے شریک نماز جنازہ اسکے ہوئے تھے۔ یا ہارون ایک فاسق تھا کہ ضرب المثل
اہل فسق کا ہوتا تھا پس کہا انھون نے اسے متمثل بہارون زہادت اور صلاح مین یا یہ کہ مانند
اسکے فسق و فجور مین تیرا باپ عمران بد نہ تھا بلکہ تھا امام مسجد اقصے اور اشراف احبار سے اور نہ
تھی ماں تیری حنہ زناکار تو باوجود ایسے ماں باپ کے فرزند بے پدر کہاں سے لائی حضرت مریم
نے حضرت عیسے کی طرف اشارت کی کہ اس سے کلام کرو اور جواب سنو انھون نے کہا ہم اس
سے کیونکر کلام کرین کہ یہ لڑکا قابل گہوارہ ہے اور فہم خطاب اور قدرت جواب نہین رکھتا ہے
کہتے ہین کہ حضرت عیسے علیہ السلام نے یہ کلام انکا سنا پستان مادر کہ منہ مین تھی چھوڑ دی اور
بزبان فصیح اور بیان صحیح جواب دیا کہ مین بندہ خدا ہون دی مجکو اسنے ایک کتاب یعنے ازل
مین حکم ہوا کہ انجیل مجکو عطا کرے گا امام ثعلبی نے لکھا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام نے کہا کہ تعلیم
کی ہے مجکو انجیل ماں کے پیٹ مین اور کیا مجکو پیغمبر کہتے ہین اس حال مین حضرت عیسے پیغمبر تھے
اور کلام کرنا انکا معجزہ تھا۔ اور مدارک مین لکھا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام اس ہنگام مین
ایکدن یا چالیس دن کے تھے اور کہا کردانا اللہ تعالے نے مجکو بابرکت اور بانفع جس جاگہ
ہون اور حکم کیا مجکو نیکو کار بہ نسبت مادر مہربان اور نہ کیا مجھے گردن کش کہ خلق کے ساتھ نیکو کار
بہ نسبت مادر مہربان اور نہ کیا مجھے گردن کش کہ خلق کے ساتھ تکبر کرون اور انکو ایذا دون
جب انھون نے یہ معجزہ حضرت عیسے علیہ السلام سے مشاہدہ کیا ظہور قدرت حق سبحانہ تعالے

میں حیران رہے۔ تفسیر بحر المواج میں بیچ سورۂ آل عمران کے مذکور ہے کہ بعد ازیں حضرت عیسیٰ
علیہ السلام نے کلام نہ کیا تا آنکہ اور لڑکوں کی عمر کو کہ بولنے لگتے ہیں پہونچے اور بعد تین برس کے وحی بنا بر تبلیغ
شرایع اور احکام دین نازل ہوئی کہ معنی آیت ویکلم الناس فی المہد یہی ہے اور باتیں کریگا لوگوں سے
بیچ جھولے کے اسی سے عبارت ہے اور روایت ہے کہ اول انبیا سے بنی اسرائیل میں سے
حضرت یحییٰ علیہ السلام تھے اور حضرت عیسیٰ بن مریم اور بعضے روایت کرتے ہیں کہ یحییٰ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اُٹھتے تھے اور حضرت عیسیٰ گہوارہ میں توریت پڑھا کرتے تھے اور یہ سنتے تھے
اور انکے ساتھ کلام کرتے تھے اور بحر المواج میں بیچ سورۂ مذکور کے تحت آیت ویعلمہ الکتٰب
والحکمۃ والتوراۃ والانجیل لکھا ہے اور سکھاویگا اُسکو لکھنا اور حکمت اور توریت اور انجیل یہ بھی
لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں کوئی ان سے خوش نویس نہ تھا اور نہ کسی کو کوئی اس کمال
میں ان سے بہتر جانتا تھا اور روایت کیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معلم کے پاس لائے
معلم نے کہا کہ بسم اللہ حضرت عیسیٰ نے ایک ایک لفظ جو اُسکے آگے ہوتا تھا بدون تعلیم زیادہ کہتے تھے
جب اُستاد نے کہا کہو ابجد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا معنی ابجد کیا ہیں معلم نے کہا میں نہیں جانتا
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا الف علامت احدیت اُسکی کا ہے اور با اُسکی بزرگی اور بہا پر دلالت
کرتی ہے اور جیم اُسکے جلال سے کنایت ہے اور دال اُسکی دوام پر دال ہے معلم نے کہا جو شخص کہ
مجھ سے علم میں بہتر ہووے اُسکو کیونکر تعلیم کروں اور کیا سکھاؤں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں
سے کہا اگر تعلیم نہیں کرتا اسکو لڑکوں میں بٹھاؤ اور اپنی مجلس سے باہر نہ جانے دے حضرت عیسیٰ
جب لڑکوں میں بیٹھے جو کچھ کہ کھا کر آئے اور جو چیز کہ ان کے ماں باپ انکے واسطے رکھ چھوڑتے
حضرت بتا دیتے مدارک میں لکھا ہے کہ اول جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لایا حضرت
یحییٰ تھے قولہ تعالیٰ فلما احس عیسیٰ منہم الکفر قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ
اٰمنا باللہ واشہد بانا مسلمون ربنا اٰمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاہدین ٭
ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین یعنی پس جب دیکھا عیسیٰ علیہ السلام نے اُنسے کفر کہا کون ہیں
مدد دینے والے طرف اللہ کے کہا حواریوں نے کہ ہم ہیں مدد دینے والے اللہ کے ایمان لائے
ہم ساتھ اللہ کے اور تو گواہ رہ ساتھ اسکے کہ ہم مطیع ہیں اے پروردگار ہمارے
ایمان لائے ہم ساتھ اُس چیز کے کہ اوتاری تو نے اور پیروی کی ہمنے رسول کی پس
لکھ ہمکو ساتھ شاہدوں کے اور مکر کیا انھوں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ نیک
مکر کرنے والا ہے۔ مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام حد بلوغ
کو پہونچے فرمان الٰہی بنی اسرائیل کو دعوت کرنی شروع کی اور یہ ایمان

نہ لاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم ایک لڑکے کے کہنے سے حضرت موسیٰ کے دین کو نہیں چھوڑیں گے
بعضے یہود اُنکے قتل پر مستعد اور آمادہ ہوئے اور نہایت ناشائستہ حضرت کی نسبت کہے رو ر بقدم
تمرد اور انکار پیش آئے لیکن حواریین ایمان لائے اور کہا ہم ہیں انصار اللہ بعض مورخین کہتے ہیں
کہ یہ دھوبی تھے کہ دریائے نیل کے کنارے پر کپڑے دھو رہے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ شام سے
مصر کو جاتے تھے ادہر گذرے اور کہا کپڑوں کو سفید اور پاکیزہ کرتے ہو اگر میری بات قبول کرو تو میں تمہارے
دلونکو ظلمت کفر اور ضلالت سے بنور توحید اور ایمان پاک اور روشن کردوں کہ اپنی لوح نفوس کو جرائم
وضلال سے دھونا بہتر ہے کپڑونکے سفید کرنے سے کعب الاحبار کہتا ہے کہ حواریین بعض کہتے ہیں کہ بنا بر اسکے
کہ کپڑونکو دھوکر سفید کرتے تھے موسوم بحواریین ہوئے اور ایمان لاکر حضرت کے ساتھ ہوئے اور ایک
گروہ کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ رنگریز تھے تفصیل اسکی یہ ہے کہ تفسیر زاہدی میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی ماں ان کو جس معلم کو سونپتیں وہ انکے علم کو اپنے علم سے زیادہ پاتا اور تعلیم نہ کرسکتا آخر الامر ان کی
ماں نے ان کو ایک رنگریز کو سپرد کیا کہ اس ہنر سے بہرہ مند ہوں ایکدن وہ رنگریز کہیں گیا تھا
حضرت جتنے کپڑے رنگوائی کے کہ اسکی دوکان میں تھے سب کو اکٹھا خم نیل میں ڈال دیا جب
رنگریز آیا کپڑونکو وہاں نہ دیکھا اندوہناک ہوا حضرت نے کہا غم نہ کھا کہ وہ کپڑے خم نیل میں ڈال دیے
ہیں رنگریز اور زیادہ غمناک ہوا کہ مجکو مختلف رنگ مطلوب تھے یہ کیا غضب کیا کہ سب نیل میں
ڈال دیے اب لوگوں کو کیا جواب دونگا حضرت نے کہا مضطرب اور غمگین نہ ہو جس کسی کو
جس رنگ کا کپڑا مطلوب ہوگا نکال دونگا چنانچہ جس طرح کے کپڑے رنگین-
سکا کوئی طالب آیا حضرت نے اسی رنگ کا نکال دیا رنگریز حیران اور متعجب ہوا لوگوں
نے کہا کہ یہ کپڑے مل گئے ہیں ان کو دھو تو معلوم ہو کہ یہ بدل گیا یا نہیں جس جس
جس کپڑے کو دھویا اُسکا رنگ خوبتر اور روشن تر پایا پس وہ رنگریز اور سب مالکان کپڑونکے
حضرت کے ساتھ ایمان لائے اور خانمان چھوڑکر ہمراہ ہوئے اور کہتے ہیں کہ یہ بارہ آدمی
تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت نے ایک گروہ کو دیکھا کہ مچھلیاں پکڑ رہے ہیں کہا
میرے پاس آؤ تاکہ اس سے بہتر شکار کریں انھوں نے کہا وہ کیا شکار ہے حضرت
نے کہا دام توجہ دریائے توحید میں ڈالیں اگر یہاں شکار ماہی کرتے ہو وہاں شکار آدمی کا
کیا ہی بیٹھے دکھا تو ہمکو اشیاء عجیبہ کہ وہ حقیقت میں ہیں کریں کریں اور معالم
میں لکھا ہے کہ حضرت نے کہا آدمیوں کو شکار کریں انھوں نے کہا تو کون ہے کہا میں ہوں
عیسیٰ بن مریم عبد اللہ اور رسول خدا یہ سب حضرت کے ساتھ ایمان لائے اور ہمراہ ہوئے بعضی
روایت کرتے ہیں کہ اول وہ چیز کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُس کی دعوت کے ساتھ مامور ہوئے گفتار توحید کی

بعد ازان اقرار نبوت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرماتا ہے واذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورٰیۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فلما جاءھم بالبینات قالوا ھذا سحر مبین یعنے اور جس وقت کہ کہا عیسیٰ بیٹے مریم کے نے اے بنی اسرائیل تحقیق مین رسول خدا کا ہون طرف تمہارے ماننے والا واسطے اس چیز کے کہ آگے میرے ہے توریت سے اور خوشخبری دینے والا ساتھ اس پیغمبر کے کہ آویگا پیچھے میرے نام اسکا احمد ہے پس جب آیا انکے پاس وہ پیغمبر ساتھ دلیلون ظاہر کے کہا انھون نے یہ جادو ہے ظاہر مفسرین نے روایت کی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام دنیا میں محمد رکھا گیا اور فرشتون مین احمد اور کہا ہے کہ پشم کا طاقیہ سر پر اور جامۂ پشمین در بر اور ایک عصا در دست لیکر سیاحت کیا کرتے تھے اور جہان کہ رات ہو جاتی تھی وہین رہ پڑتے تھے ظلمت لیل سائبان اور زمین بستر اور پتھر تکیہ انکا ہوتے تھے اور غذا حضرت کی بناس پیچا ہوئی تھی اور ہرگز بوجہ ایذا اور فقدان کسی چیز دنیا کی سے شاد مان اور اندوہناک نہ ہوتے تھے اور آبادی مین نان جوین کہاتے تھے اور پیادہ پا سیر کرتے تھے اور عورتون کے ساتھ مطلق اختلاط نہ فرماتے تھے اور ساتھ سونگھنے خوشبوون کے مائل نہ ہوتے تھے اور دربے تحصیل قوت چاشت وشام نہ رہتے تھے اور جبکہ تناول نان جوین مشغول ہوتے تو زمین پر رکھکر نوش کرتے غرض کہ بطریق دنیا دارون کے تا اکل وشرب پر دستر خوان رکھا ہتا ہرگز ہرگز منظور نظر حضرت کے نہوتے تھے اور اندک چیز جو حضرت دریا مین میسر ہوتی اسی پر قناعت کرتے اور فرماتے کہ حلال بہت کثیر ہے واسطے اس شخص کے کہ مرجاویگا بہت کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زہد اور ترک دنیا مین یہانتک رکھتے تھے کہ ان کے پاس سوا ایک شانہ اور کوزہ کے کچھ نہ تھا اور ایک دن شخص کو دیکھا کہ اوک سے پانی پیتا ہے آپنے کوزہ کو بھی پھینک دیا اور ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ سے داڑھی سنوارتا ہے انھون نے شانہ بھی پھینکا دیا اور تا زیست اپنے واسطے گھر نہ بنایا نقل ہے کہ حضرت ایک جماعت مومنین کے ساتھ صحرا مین چلے جاتے تھے کہ ایک لومڑی اثناے راہ مین ان کے روبرو آئی حضرت نے پوچھا اے روباہ تو کہان سے آتی ہے کہا اپنے گھر سے حضرت نے فرمایا لومڑی کا گھر ہے اور بیٹے پسر مریم کا گھر نہین مومنین نے کہا یا روح اللہ اگر اجازت ہو تو ہم حضرت کے واسطے بنا گھر بناوین جواب دیا کہ مین گھر کیا کرونگا اگر میری عمر دراز ہووے تو وہ خراب ہو جاویگا اور اگر وہ کوتاہ ہووے تو کوئی اور اس مین رہیگا اصحاب نے اس باب مین مبالغہ عرض کیا حضرت انکے ساتھ کنار دریا پر گئے اور کہا اگر ہو سکے تو اس موج تلاطم پر گھر بناؤ انھون نے عرض کیا

کسو کی بنا موج سے قائم نہین رہتی بلکہ موجود نہین ہو سکتی حضرت نے فرمایا نسبت دنیا با آخرت اسیطرح
ہے جیسے کہ دنیا ایک دریا ہے اسکی موجین آتی ہین اور آدمیون کو فریفتہ کرتی ہین اسمین گھر بنانا
نہین چاہیے کہ پھر ایک مرتبہ حواریین نے حضرت سے التماس کیا کہ اگر حکم ہووے تو ہم کوئی مرکب
حضرت کیواسطے پیدا کرین تا مشقت پیادہ روی سے حضرت خلاصی پاوین کہا اُسکی قیمت دینے
مین مین عاجز ہون انہون نے عرض کیا ہے قیمت حاضر کرینگے چنانچہ وہ حضرت کے لیے ایک مرکب
خرید کر لائے اور آپ ایکدن اسپر سوار ہوئے جب شام ہوئی تو مرکب شریف مین آئے دانہ و
علف مرکب کا فکر ان پیدا ہوا اُسکو اسیوقت لانیوالونکو واپس کیا اور کہا مین بیزار ہون
ایسی چیز سے کہ میرا دل اپنی طرف مشغول کرے اور ایک دم یاد الٰہی سے باز رکھے اور روایت کرتے
ہین کہ ایک دن تین شخصون کے ساتھ حضرت چلے جاتے تھے کہ ناگاہ دو خشت زرین اثنائے راہ مین
حضرت کے رفیقونکو نظر پڑین انہون نے اُسکے تصرف پر میل کیا اور حضرت نبوی نے اپنے یارونسے
مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ دو اینٹین تمھاری ہلاکت کا موجب ہونگی انسے کنارہ کرو اور اگر تمکو
بہت خواہش ہے تو تم یہین ٹھہر جاؤ مین ایک ضرورت کو جاتا ہون تمھارے پاس پھر آؤنگا نہین تو
یہ کہکر حضرت ان کو چھوڑ کر آگے روانہ ہوئے جب انکی نظر سے غائب ہوئے ایک انمین سے
کھانا لانے کے واسطے گیا اور اُن دو شخصون نے باہم قرار دیا کہ یہ شخص جو بازار سے آوے
تو اُسکو باتفاق مار ڈالا چاہیے تا ہم دونون مین اینٹون کی قیمت مساوی ہووے اور کسیکو حصّہ
تھوڑا نہ پہنچے اور ادہر اُس کھانا لانے والے کی خاطر مین بسبب افراط طمع کے یہ خطور ہوا کہ اگر
یہ دونون مرجاوین کسی حیلہ سے تو یہ دونون خشت زرین میرے ہاتھ آوین اور تقسیم کرنے نہ پڑین
چنانچہ اسی ارادہ پر جازم ہو کر اُسنے طعام مین زہر ملایا تا اس کھانے کے کھاتے ہی وہ
دونون مرجاوین القصہ بعد ازان کہ اس شخص نے بازار سے مراجعت کی اُن دونون
نے متفق ہو کر اُسکو مار ڈالا پھر اُس کھانے کو جو مخفی زہر مار کیا تھا بعد تناول طعام مسموم بسبب قوت
سمیت راہی عالم آخرت ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بعد از انفراغ مقصد اتفاقاً اُس
راہ سے معاودت کی اور اُن اسیران تقدیر کو وہان مردہ پایا تو کہا ھکذا تصنع الدنیا بابنائہا یعنی
اسیطرح پیش آتی ہے دنیا ساتھ ارباب اپنے کے پھر حضرت نے وہان سے آکر بفرمان رب جلیل
بنی اسرائیل کو دعوت کی اور کہا قال اللہ تعالےٰ انی قد جئتکم بآیۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین
کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ
وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لآیۃ لکم ان کنتم مؤمنین یعنی
کہ تحقیق آیا ہون مین تمھارے پاس ساتھ ایک نشانی کے پروردگار تمھارے کی طرف سے یہ کہ بناتا ہون مین

واسطے تمہارے مٹی سے مانند صورت جانور کے پس پھونکتا ہون مین بیچ اُسکے ہو جاتا ہے
جانور ساتھ حکم اللہ کے اور چنگا کرتا ہون مین بیٹا کے اندھے کو اور کوڑھی کو اور جلاتا ہون مردون
کو ساتھ حکم اللہ کے اور خبر دیتا ہون ساتھ اُس چیز کے کہ کھاتے ہو تم اور جو کچھ ذخیرہ کرتے ہو بیچ گھرون
اپنے کے تحقیق بیچ اُسکے البتہ نشانی ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے تفصیل اس مجمل کی
یہ ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام نے کہا اپنے پروردگار کے پاس سے معجزے لایا ہون ایک یہ کہ مٹی
کا جانور بناؤن اور اُس مین اپنا دم پھونکون بحکم الٰہی وہ جانور جاندار ہو کر پرواز کرتا پھرے کہتے
ہین بنی اسرائیل نے بنا بر تصدیق اقدس پر شب پرک یعنے چمگادڑ اختیار کی حضرت عیسے مٹی کی چمگادڑ
بناتے اور اُسکو اپنے ہاتھ مین لیکر اس پر پھونک مارتے تھے وہ بقدرت ایزد سبحانہ بالاے زمین اور
زیر آسمان اُڑتی پھرتی تھی اور کہتے ہین کہ جب نظر خلق سے غائب ہو جاتی تھی تو مر کر زمین پر گر پڑتی
تھی اور کہا یہ کہ مادر زاد اندھے کو باذن اللہ مین بینا اور سپروص یعنے کوڑھی کو بامر خدا اُس علت سے
اچھا کر دیتا ہون۔ روایت کرتے ہین کبھی ہوتا تھا کہ حضرت عیسے علیہ السلام کے پاس پچاس ہزار
مریض جمع ہوتے تھے اور اُن کی مسیحا نفسی سے اچھے ہو جاتے تھے اور جو کہ حاضر ہونے کی طاقت
نہ رکھتے تھے حضرت آپ اُن پاس جا کر علاج معالجہ فرماتے تھے اور یہ اثر دعا اور اسم اعظم
سے تھا حکایت کی ہے کہ جب یہ خبر جالینوس حکیم کو پہونچی کہ وہ اُستاد اطبا اور حکما اُسوقت
کا تھا اُسکو کمال تعجب ہوا کہ کور مادر زاد اور صاحب برص کہ جسکے داغ سفید مین سے خون
نہ نکلے وہ کیونکر اچھا ہوتا ہے کس واسطے کہ موجب قواعد اطبا اور قانون حکما وہ علاج پذیر نہین
ہوتا اور کسی دارو اور صنعت سے صحت نہین قبول کرتا مگر یہ اثر اعجاز ہے پس جالینوس حکیم
بنا بر مشاہدہ اُس حال کے حضرت کے پاس آیا یہ چشم کور مادر زاد اور موضع پر اپنے ہاتھ
سے مسح کرتے تھے وہ اچھا ہو جاتا تھا اُسنے بچشم خود دیکھا اور فراست سے جانا کہ انبیا مین
سے ہین اور یہ انکا معجزہ ہے ولیکن ایمان نہ لایا اور پھر وطن کو چلا گیا۔ لکھا ہے کہ پھر بنی اسرائیل
نے زندہ کرنا مردہ کا حضرت سے چاہا حضرت نے کہا مردون کو بھی زندہ کرتا ہون
بفرمان خداے تعالے اور بعضے کہتے ہین چار مردون کو زندہ کیا چنانچہ ایک روایت
سے سام بن نوح علیہ السلام کو بھی کہ قریب چار ہزار برس کے اُن کے مرنے سے ہوئے تھے
زندہ کیا تفسیر جلالین مین لکھا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کو بھی کہ سام کو زندہ کیا
تھا خداے تعالے نے اُسی ساعت اُسے پھر مار ڈالا اور تین اور جو مردہ ہو گئے تھے جیتے
رہے اور اُن کے ہان اولاد بھی ہوئی کافرون نے کہا یہ عمل تو معالجہ اور افسون ممکن ہے
جو کچھ کھاتے اور رکھتے واسطے رکھ چھوڑتے ہین اُسپر آگاہ ہوے تو حجت اور برہان روشن ہو حضرت عیسے

علیہ السلام جو کہ حقیقت حال ہوئی تھی وہ بیان کر دیئے اور یہ کافر پھر بھی ایمان نہ لاتے تھے ارباب
اخبار لکھتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین ایک بادشاہ تھا ولایت نصیبین مین نہایت
متکبر اور جبار کہ حضرت عیسیٰ اسکی ہدایت کے واسطے مامور ہوئے جب حوالی بلدہ مین پہونچے حوار
یین سے مخاطب ہو کر کہا تم مین کون ہے کہ اس شہر مین جا کر ندا دے کہ عیسیٰ علیہ السلام بندہ اور رسول خدا
ہے اور کلمہ اسکا بھی تمہاری طرف متوجہ ہوا ہے انمین ایک شخص نے یعقوب نام کہا یا روح اللہ
مین جاتا ہون حضرت مسیح نے فرمایا اے جا اول اول جو شخص کہ مجھے کریگا تو ہوگا بعد ازین ایک
نے سوا دون مین سے کہ اسکو توامان کہتے تھے مرافقت یعقوب کے واسطے التماس کیا حضرت
عیسیٰ نے اسکو بھی رخصت دی اور کہا اے توامان تقدیر است مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو عنقریب
کسی بلا مین گرفتار ہو وے پھر شمعون نے کہا یا روح اللہ اگر اجازت ہو تو میں بھی ان کے ساتھ
جاؤن بشرطیکہ اگر ہنگام اضطرار حضرت کو اپنی فریاد رسی کے واسطے طلب کرون تو بذات اقدس
دریغ نہ فرماوین الغرض کہ یہ بھی مرخص ہوا اور تینون شخص باہم روان ہوئے شمعون نے شہر کے باہر
توقف کیا اور کہا تم دونون جاؤ اور جس طرح حضرت نے فرمایا ہے بجا لاؤ اگر کوئی تمکو کروہ پہونچے
گا تو مین اس باب مین کوئی تدبیر کرون گا اور ایکے نصیبین مین پہونچنے سے پہلے حدیث مسیح اور
مریم کو اعداء دین سے بافتح وجہ اس شہر مین شہرت دی تھی یعقوب اور توامان نے شہر مین آ کر
آواز دی الا ان عیسیٰ روح اللہ وکلمتہ وعبدہ ورسولہ یعنی آگاہ ہو کہ عیسیٰ روح اللہ
ہے اور کلمہ اسکا اور بندہ اسکا ہے اور رسول اسکا ہے اور تحقیق آیا ہے تمہارے پاس ایک خلقت
اس آواز کے سنتے ہی ان کے پاس جمع ہوئی اور پوچھا کہ قائل اس کلام کا تم دونون مین سے
کونسا ہے یعقوب نے اپنی گفتار سے تبرا کیا اور منکر ہوا اور توامان نے کہا کہ یہ قول مجھ سے صادر ہوا ہے
آدمیون نے اسکو بکذب متہم کر کے دربارہ عیسیٰ و مریم سخنان ناپسندیدہ کہے اور پکڑ کر بادشاہ
کے پاس لے گئے بادشاہ نے کہا اس قول سے تو پھر جا کر الا مین تجکو مروا ڈالون گا اس نے
اس امر سے انکار کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پاؤن کاٹ کر اور اسکی آنکھون
مین نیل کی سلائیان پھیر کر مزبلہ مین ڈال دو شمعون یہ قصہ سنکر شہر مین آیا اور بعد از
حصول ملازمت بادشاہ عرض کیا کہ امیدوار فضل و کرم شہریاری سے اسطرح ہون
کہ ساتھ پوچھنے چند امر کے اس ابتلا سے رخصت پاؤن بادشاہ نے اجازت دی شمعون
نے مزبلہ پر جا کر توامان سے پوچھا کہ تیرا کلام کیا ہے کہا مین کہتا ہون کہ عیسیٰ روح اللہ اور بندہ
اور رسول اسکا ہے شمعون نے استفسار کیا کہ علاج صدق اس کلام کی کیا ہے جواب دیا
کہ وہ مادرزاد اندھے اور کوڑھی اور سب طرح کے مریض کو علاج کرتا ہے شمعون نے کہا

کرانا اس فعل مین اُسکے ساتھ شریک ہین کوئی اور آیت رکھتا ہے کہا جو کچھ کہ آدمی اپنے گھرون مین
کھاتے ہین اور پھر کے واسطے رکھ چھوڑتے ہین بتا دیتا ہے شمعون نے کہا یہ کام ہمون کے افعال مین سے
بھی کوئی اور مصدق اپنے دعوے پر رکھتا ہے کہا باذن خداوند تعالیٰ مردہ زندہ کرتا ہے شمعون نے بادشا
سے جاکر کہا یہ سخن مبتلا ایک امر عظیم کا نام لیتا ہے کہ عیسےٰ سے صادر ہوتا ہے اور یہ کار جز قادر مختار یا اُسکے
رسول سے صادر نہین ہو سکتا ہے اور فعل رسول بھی اس باب مین اذن دینے رب الارباب پر منحصر
ہے اور کسی ساحر اور کذاب کو وحی قدیم اس باب مین اذن اور اختیار عطا نہین کرتا ہے
اگر عیسےٰ رسول خدا نہوگا تو مردہ ہرگز نہین کر سکیگا اب مصلحت یون ہے کہ عیسےٰ کو ہم مطلب کرتے
ہین اور اُسکو اس امر مین کہ یہ شخص اُسکے ساتھ نسبت کرتا ہے آزماتے ہین اگر عیسےٰ ان باتون مین
بقدم انکار پیش آتا ہے اُسکے فرستادہ کو ساتھ جس عذاب کے کہ مقدور ہوگا تعذیب کرنا اور اگر عیسےٰ
مردہ کو زندہ کرے یہ صورت کہ بذاتہ کمال بعید معلوم ہوتی ہے ہم اُسکے ساتھ ایمان لاوینگے
کس واسطے کہ احیاء موتی دلیل قاطع اور حجت ساطع ہے صدق نبوت اور رسالت کی یہ بادشاہ
حدیث شمعون پسند آئی اور باحضار روح اللہ حکم دیا اُسیوقت حضرت عیسےٰ جلوہ افروز ہوئے اور
مجلس نے بقدوم میمنت لزوم سے حلاوت تازہ اور رونق بے اندازہ قبول کی بادشاہ نے شمعون
کو امر کیا تا حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے بقیل و قال اور جواب و سوال مشغول ہووے شمعون نے
حضرت مسیح سے بادشاہ کے روبرو کہا کہ یہ تیرا فرستادہ کہ ہمارے بادشاہ کے غضب مین گرفتار
ہے گواہی دیتا ہے کہ تو رسول خدا ہے فرمایا سچ کہا ہے پھر شمعون نے کہا یہ گمان کرتا ہے کہ
تو مادرزاد اندھے اور کوڑھی کا علاج کرتا ہے اور تمام بیمارون کو شفا بخشتا ہے جواب
دیا کہ اس کا گمان مطابق واقع ہے پھر شمعون نے کہا اسی طرح یہ قرار پایا ہے کہ جو کچھ
کہ تو ان تیرے ساتھ نسبت کرتا ہے اگر تجھ سے نہوسکے تو تجھکو اور تیرے اصحابون کو
ہم قتل کر ڈالین قال عیسےٰ نعم فقال شمعون فائت اعمیٰ حبلۃ یعنے کہا عیسےٰ نے منظور ہیں
کہا شمعون نے پس تو ابتدا کرساتھ بیمارنے کے حضرت مسیح نے دست قدرت بر بدن تو
ان کو مفاصل پر رکھکر اپنا ہاتھ اسپر کھینچا بقدرت ایزدی بحال اول ہوگیا پھر دست انباس
کی آنکھون پر ملا آنکھین روشن ہوگئین شمعون نے بادشاہ سے کہا اے خسرو یہ ایک آیت
ہے آیات نبوت اُسکی سے اور پھر شمعون نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے التماس کیا کہ تو ہمکو
خبر دے کہ حضار مجلس نے شب کو کیا کیا کھایا ہے اور کیا کیا رکھ چھوڑا ہے حضرت مسیح نے ایک
ایک ایک سے خطاب کرنا شروع کیا کہ تو نے کل فلان چیز کھائی تھی
اور فلان چیز رکھی ہے دوبارہ شمعون نے حضرت نبوی سے کہا کہ فرستادہ گمان کرتا

ہے

ہے کہ تو مٹی سے جانور بناتا ہے اور ہوا انہیں پھونکتا ہے اور وہ فضا سے ہوا مین طیران کرتے ہین بادشاہ چاہتا ہے کہ اس عجیب اور غریب کو مشاہدہ کرے حضرت نے کہا کہ کون سے جانور کی صورت مطلوب ہے کہا خفاش یعنے چمگادڑ کہ عجائب طیور سے ہے قصہ کوتاہ و نفخ فیہ فطار یعنے پس صورت بنائی حضرت نے اسکی اور پھونکا بیچ اسکے پس اڑنے لگی وہ سلمان فارسی سے منقول ہے کہ بعد ازین کہ جمیع رنجور اور مریض نصیبین نے شفا پائی حضرت روح اللہ سے التماس کیا کہ مردہ کو زندہ کرین حضرت نے کہا جو مردہ کہ مقرر ہو وے باذن حی لایموت اسکو زندہ کرون کہا سام بن نوح کہ ہمارا اور تمہارا باپ ہے اگر ہمین انفاس متبرکہ حضرت سے زندہ ہو جاوے تو کیا دور اور بعید ہے حضرت عیسے علیہ السلام نے قبول کیا اور قوم کو مع بادشاہ کے قبر سام پہ لے گئے اور وہان جاکر دو رکعت نماز پڑھین اور دست بدعا بلند کیے بعد از فراغ دعا سام کو ندا کی کہ یا سام قم باذن اللہ یعنی بفرمان خالق ارض و سما کہتے ہین آنکہ شق ہوئی اور ایک شخص ابیض الراس واللحیہ قبر مین سے نکلا اور کہا لبیک یا روح اللہ پھر قوم سے خطاب کیا کہ ایہا الناس یہ عیسے علیہ السلام بن مریم صدیقہ مبارک اور روح اللہ ہے اور کلمہ اسکا ہے کہ اسکی طرف القا کیا ہے چاہیے کہ اسکی نبوت پہ تصدیق کر کر اس کی متابعت کرو اور حضرت عیسے علیہ السلام نے حضرت سام سے پوچھا کہ تمہارے زمانہ مین معمول نہ تھا کہ آدمیون کے بال سفید ہو وین یہ کیا حال ہے کہ تمہارا سر اور داڑھی سفید ہے جواب دیا کہ جب تیری آواز سنی مین نے گمان کیا کہ قیامت قائم ہوئی ہول روز رستخیز سے میرے بال سفید ہو گئے پھر حضرت عیسے نے سوال کیا کہ تمکو مرے کتنے برس گزرے ہین کہا چار ہزار سال حضرت عیسی نے کہا کہو تو دعا کرون کہ خدا ئے تعالے تمکو عطا کرے کہ چند مدت پھر زندہ رہو سام نے کہا چون کہ آخر الامر شربت ناگوار مرگ پھر چکھنا پڑے گا زندگانی فانی مین نہین چاہتا اور اب تک تلخی جان کنی میرے حلق مین موجود ہے اب یہی میری درخواست ہے کہ حق سبحانہ تعالے سے مسئلت کرتا مجاور جوار رحمت اپنی کے ساتھ واصل کرے حضرت عیسے علیہ السلام دست بدعا ہوئے اور سام نے بحال اول معاودت کی اور اجزا اسکے خاک سے باہم اتصال پایا سلمان فارسی کہتا ہے جب یہ معجزہ مشاہدہ کیا بادشاہ نصیبین مع جنود اور توابع حضرت عیسے علیہ السلام سے ایمان لائے اور ایک غرائب واقعات اور بدائع معجزات حضرت عیسے علیہ السلام سے ظہور مائدہ ہے آیت قال الحواریون یا عیسے ابن مریم هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ یعنے جسوقت کہا حواریون نے

اے عیسیٰ بیٹے مریم کے آیا کر سکتا ہے پروردگار تیرا یہ کہ اتارے اوپر ہمارے خوان آسمان سے تفسیر
مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ ابن عباس نے نقل کی ہے اور معالم اور انوار التنزیل میں بھی مذکور
ہے کہ جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے ایمان لائے تھے انھوں نے ایکدن کہا اے
عیسیٰ علیہ السلام ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نازل کرے ہم پر ایک خوان آسمان سے کہ اس میں
کچھ طعام ہو تا اسکے مشاہدہ سے علم عیانی قدرت ربانی پر ہمکو حاصل ہو دے
آیت قال اتقوا اللہ ان کنتم مومنین یعنی کہا ڈرو اللہ سے اگر ایمان والے ہو اور واسطے
دعا اس التماس کے تیس روز تک روزے رکھو چنانچہ انھوں نے بموجب فرمانے کے
تیس دن کے روزے رکھے پھر عیسیٰ نے لباس پشمینہ پہنکر دعا کی آیت قال عیسیٰ ابن مریم اللھم
ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا واٰخرنا واٰیۃ منک وارزقنا وانت
خیر الرازقین ۝ قال اللہ انی منزلھا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ احدا من العلمین ۝
یعنے کہا عیسیٰ بیٹے مریم کے نے یا اللہ پروردگار ہمارے اتار اوپر ہمارے خوان آسمان سے ہو و
واسطے ہمارے عید اول ہمارے کو اور آخر ہمارے کو اور نشانی تیری طرف سے اور رزق دے
ہمکو اور تو بہتر رزق دینے والا ہے۔ کہا اللہ نے تحقیق میں اتارنے والا ہوں اوپر تمہارے
پس جو کوئی کفر کرے پیچھے اسکے تم میں سے پس تحقیق میں عذاب کروں گا اسکو کہ نہ عذاب
کرونگا وہ کسی کو عالموں سے۔ القصہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک سفرہ سرخ دو ٹکڑوں ابر
کے اندر اتارا اور آدمی دیکھتے تھے کہ وہ زمین پر آ ٹہرا ان کے درمیان گرا حضرت
عیسیٰ علیہ السلام رونے لگے اور کہا خداوند مجھکو شاکر گردان اور اس خوان
کو رحمت کر اور عقوبت نہ کر پھر نماز پڑھی اور دعا کی اور بسم اللہ خیر الرازقین کہکر
خوان پوش اس سفرہ پر سے اٹھایا تو ایک خوان ظاہر ہوا کہ اوس پر ایک
مچھلی بھنی ہوئی تھی کہ پوست اور خار نہ رکھتی تھی اور روغن اس سے ٹپکتا تھا اور نزدیک
سر اس کے نمک اور نزدیک دم سرکہ رکھا ہوا اور گردا گرد انواع طرح کے
ساگ پات اور پانچ گردہ روٹیوں کے رکھے ہوئے کہ ایک پر روغن زیتون اور
ایک پر شہد اور ایک پر گھی اور ایک پر پنیر اور ایک پر خشک گوشت تھا اور پانچ
انار بھی روایت میں آئے ہیں ایک نے ان میں سے کہا یا روح اللہ یہ طعام دنیا میں
سے ہے یا طعام آخرت میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا نہ یہ طعام دنیا
ہے نہ یہ طعام آخرت بلکہ یہ ایک طعام ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے پیدا کیا
ہے یہ وہ ہے کہ جو کچھ تمنے طلب کیا تھا اور شکر کرو تا نعمت زیادہ ہووے پھر انھوں نے کہا یا روح اللہ

اگر اس معجزہ مین ایک اور معجزہ ہمکو دکھاوے تو موجب زیادتی یقین کا ہمکو ہووے حضرت نے
اُس ماہی بریان سے کہا کہ زندہ ہو اے ماہی بفرمان الٰہی فی الحال وہ مچھلی زندہ ہو گئی اور حرکت
مین آئی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا بحال اول ہو جا اے مچھلی وہ پھر ویسی ہی ہو گئی انھون نے
مارے ڈر کے اُسمین سے کچھ نہ کھایا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فقیرون اور بیمارون اور
دل فگارونکو اُن مین سے طلب کیا اور اُنکو کہا کھاؤ کہ یہ تمھارے واسطے عطا ہے اور اورون کے واسطے
بلا ہے پس ایک ہزار تین سو آدمیون نے بر طبق روایت مواہب علیہ یا ہزار یا تیرہ سو یا پانچ ہزار
نے موافق روایت تفسیر بحر المواج یا پانچ لاکھ نے مطابق روایت تفسیر زاہدی اُس کھانے مین سے
کھایا چونکہ اُس خوان پر کچھ کم نہوئی جب فقیر نے اُس مین سے کھایا وہ تونگر ہوا اور جب
بیمار نے تناول کیا اُسنے شفا پائی اور جس دلفگار نے نوش کیا مسرور اور خوش ہوا پھر وہ
خوان آسمان پر چلا گیا تفسیر زاہدی اور مدارک اور انوار التنزیل مین لکھا ہے کہ بعضے کہتے ہین
وہ ایک روز نازل ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ سات دن تک آیا کیا اور بعضون کے نزدیک
چالیس دن تک اور زاہدی اور بحر المواج اور انوار التنزیل مین لکھا ہے کہ فقیر اور غنی اور
صغیر اور کبیر اُس مین سے کھاتے تھے اور ایک دن آتا تھا اور ایک دن نہین پھر وحی
آئی کہ اے عیسیٰ علیہ السلام یہ کھانا فقیرونکو ہی کھلا تونگرون کو نہ دے اس حکم سے
تونگر مضطرب ہو کر اس مین شک لائے اور سحر پر حمل کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
انکے واسطے بددعا کی کہ یارب اس گروہ پر عذاب نازل کر کہ کسی قوم پر بھیجا ہو پس
تراسی آدمی بقول صاحب انوار التنزیل یا تینتیس اور ایک روایت سے تین سو
تینتیس بقول صاحب بحر المواج و معالم التنزیل یا پانچ ہزار آدمی بقول صاحب
تفسیر زاہدی مسخ ہو کر بصورت خوک ہو گئے خلقت نے جب ان کو اس صورت سے
دیکھا عذاب خدا سے ڈرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کی حضرت عیسیٰ
علیہ السلام روتے اور یہ بھی رونے لگے اور وہ جماعت کہ مسخ ہوئی تھی حضرت عیسیٰ
کی طرف دیکھتے تھے اور روتے تھے اگرچہ گویائی کی طاقت نہ رکھتے تھے لیکن بزبان
حال زاری کرتے اور اشارۃً اپنے گناہ پر مقر رہتے اور گلی کوچے مین نجاست کھاتے
پھرتے تھے اور بعد تین دن کے سب مر گئے۔ ارشاد مین لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ
اور حضرت یحییٰ آپس مین خالہ زاد سے تھے۔ ایک دن حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ
سے کہا کہ تم ہمیشہ اپنے تازہ رو اور خندان رہتے ہو کہ گویا عذاب خدا سے ایمن ہو گئے
ہو حضرت عیسیٰ نے ان سے کہا کہ تم ہمیشہ ایسے غمناک رہتے ہو کہ گویا رحمت خدا تعالیٰ سے نا امید ہو گئے ہو

اور پھر ایک اپنے قول کی دلیل کہتا تھا چنانچہ حضرت یحییٰ آیات قہاری بیان کرتے اور حضرت عیسیٰ صفات غفاری اور ستاری در جواب کہتے تھے جو کہ فی الحقیقت شان قہر حضرت جبار بے پایان ہے اور اسی طرح مرحمت و رحمت اُسکی فراوان ہے ایک دوسرے کو بدلیل التزامی ساکت و لاجواب نہین کر سکتا تھا جب انکا مناظرہ ان صفات متضادہ مین بڑھا باری تعالیٰ نے فرشتون کو بھیجا تاکہ اصلاح کرین انھون نے آکر دونون کے کلام سے حیران ہوئے اور جناب الٰہی مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ خداوندا دونون سچے ہین اور فی الواقع تیری رحمت و عتاب دونون بجا ہین ہم کیا انکو سمجھائین اور کیونکر ان مین سے کسی کو قائل کرین ارشاد ہوا کہ سبقت رحمتی علیٰ غضبی یعنی پیشی لے گئی رحمت میری اوپر غضب میرے کے۔ بات عیسیٰ کی درست ہے کہ میرے نزدیک وہ شخص پسندیدہ تر ہے کہ میرے بندون مین تازہ روئی سے رہے اور بعضون نے روایت کی ہے کہ خطاب آیا یا عیسیٰ تنہائی مین ہمارے ساتھ اسطرح رہو کہ جس طرح یحییٰ رہتا ہے اور اے یحییٰ میرے بندون کے ساتھ اس طرح رہو جیسے عیسیٰ القصہ حضرت عیسیٰ بدستور پند و مواعظ خلائق مین مصروف ہے اور جو کہ ساتھ مسیح اہل شرک و ضلال ظہور مین آچکا تھا تو حضرت نافرمانی امت سے بہت خائف تھے خصوصًا یہود کہ جمیع امور مین اپنے غیر از مخالفت آپکے عمل مین نہ آتا تھا حضرت بدرجۂ نہایت توجہ ان کی ہدایت مین کرتے تھے اور وہ انکے معجزات کو جادو کہتے اور تکذیب نبوت حضرت کی کیا کرتے اور ہر طرح کے رنج آپکو پہونچاتے اور یہ چاہتے تھے کہ یہ امور دینی مین خاموش رہین اور اُنکے آئین و کیش کی مذمت نہ کرین اور حضرت عیسیٰ سے بسبب عموم شفقت یہ نہو سکتا تھا لہذا یہودیون نے ناچار ہو کر حضرت کو بیت المقدس سے نکال دیا اور ہچار و ناچار آپ نے ہجرت گوارا کی اور مع حضرت مریم کے ایک قصبہ مین مضافات شام سے پہونچے اور ایک کریم کے گھر مین کرام اُس نواحی سے نزول کیا اور اُس شخص نے ان کے باب مین احسان و اکرام مبذول رکھکر التماس کیا کہ اُسکی منزل مین مقیم ہووین اتفاقًا صاحب خانہ ایک دن حزین و اندوہناک گھر مین آیا اور حضرت مریمؑ نے معلوم کیا کہ اسکے حزن کا شاید یہ سبب ہے کہ بادشاہ اُس ناحیہ کا ظالم و جبار ہے کہ ہر شب ایک کے گھر مین رعایا سے آتا ہے اور شراب پیتا ہے اور نوبت ابصاحب بیت پہونچی ہے اور اُسکو اتنا مقدور نہین ہے کہ بادشاہ کی مع خشم و خدم ضیافت کرے اُنھون نے مشوش ہو کر حضرت عیسیٰ سے کہا کہ دعا کرین تا یہ مشکل اُس کریم پر آسان ہووے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ صورت مستلزم فتنۂ عظیم ہے حضرت مریم نے کہا کہ اس شخص کے حقوق ہم پر بہت ہین فتنہ سے اندیشہ نہ کرنا چاہیئے

حضرت مسیح نے ناچار اُنکا کہنا قبول کیا اور فرمایا کہ بوقت ضیافت دیگون اور خمون کو بر آب کیا
چاہیے اور جناب نبوی نے حضرت آفریدگار سے درخواست کی کہ دیگین پر از طعام لذیذ اور خمہاے
پُر شراب ناب اور دستارخوان مشحون باقسام نانہاے تحفہ ہو جاے چنانچہ بسبب استجابت اُنکی دعا
کے ایسا ہی ہوا اور بادشاہ نے مع اہل لشکر تناول کیا اور بہت محظوظ ہوا اور ہر گاہ قدح شراب
پیا نہایت سرور اُسکو حاصل ہوا اسواسطے کہ مدت العمر ایسا بادہ لطیف خوشگوار نہ پیا تھا لاجرم میزبان سے
پوچھا کہ یہ شراب کہان کی ہے اُسنے عرض کیا کہ فلان قریہ سے لایا ہون بادشاہ نے کہا یہ شراب
وہان کی معلوم نہین ہوتی سچ کہہ یہ کہان سے لایا ہے میزبان نے اور مقام کا نام لیا بادشاہ
خفا ہوا اُس بیچارہ نے بنا بر خوف جان تقریر کی کہ ایک جوان ہے بے پدر میرے جوار مین کہ
جو کچھ حضرت آفریدگار سے مسئلت کرتا ہے بشرف اجابت مقرون ہوتی ہے اور یہ طعام و شراب
اُسکی دعا کی برکت سے ازغیب ظاہر ہوا ہے بادشاہ نے اُسیوقت حضرت عیسیٰ کو طلب
کیا اور درخواست کی تا دعا کرین کہ میرا فرزند جو ولی عہد تھا اندنون مین مرگیا ہے وہ زندہ ہو جاوے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ بادشاہزادہ زندہ ہوویگا تو تیرے ملک مین ضرر
عظیم واقع ہوگا بادشاہ نے کہا کہ اُسکے دیکھنے کے بعد کسی آسیب سے مجھکو اندیشہ نہین حضرت نے کہا
میری دعا موقوف اور مشروط اس امر پر ہے کہ ایک زمانہ سلک احیا مین انتظام پاوے اور مین
اس شہر مین سے جاؤن تو کوئی مجھکو منع نہ کرے بادشاہ نے قبول کیا اور حضرت نبوی نے دعا کی اور
اُسنے حیات دوبارہ پائی اور متعاقب ظہور اس معجزہ کے حضرت اُس سرزمین مین سے اور جانب
متوجہ ہوئے لکھا ہے کہ جب بادشاہ کا بیٹا زندہ ہوا تمام خلائق نے کہا کہ ہم اس ستمگار کے ظلم سے عاجز
آگئے تھے یہ توقع تھی کہ جب مرجاویگا تو نجات پاوینگے اور کچھ شک نہین کہ یہ پسر بعد از موت پدر
اُسکے رسوم مذمومہ کو اختیار کریگا اب یہ مناسب ہے کہ باپ بیٹون کو قتل کرین تا اُنکے جور اور آزار
سے خلاصی پاوین الغرض اس امر پر متفق ہو کر تیغ خلاف غلاف سے نکال کر دونون کو قتل کیا اور بعد
ازان کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام اُس قریہ سے باہر آتے تھے ایک یہودی اُنکے
ہمراہ ہوا تھا اُسکے پاس دو روٹیان تھین اور اُنکے پاس ایک روٹی حضرت نے یہودی کو کہا کہ
میرا یہ مطلب ہے کہ جو زاد راہ کہ تیرے اور میرے پاس ہے ہم اور تو شریک ہو دین اُسنے
قبول کیا جب دیکھا کہ حضرت کے پاس ایک روٹی سے سوا نہین ہے قبول اس امر سے پشیمان
ہوا رات کو حضرت سے پوشیدہ ایک روٹی اُس مین سے کام مین لایا علی الصباح حضرت نے
اُس سے کہا کہ اپنا طعام حاضر کرے یہود نے ایک قرص نان حاضر کیا حضرت نے کہا دوسری روٹی
کیا ہوئی جواب دیا کہ میرے پاس یہی ایک روٹی تھی کہ مین نے حاضر کی حضرت مسیح نے خاموش رہ

ہوکر باہم مسافت طے کی پھر ایک مقام پر پہونچے کہ وہان ایک شخص دنبیان چرا رہا تھا حضرت نے
کہا یا صاحب الغنم ایک گوسفند سے میری ضیافت کر راعی نے کہا اپنے رفیق سے کہو کہ ایک گوسفند
ان مین سے لیکر ذبح کرے حضرت نے یہود کو امر کیا کہ ایک غنم ذبح کر کر بریان کرے اور فرمایا کہ
اسکو کھالینا چاہیے لیکن اسکی ہڈیان نہ توڑنا القصہ ہر گاہ اسکو بھونکر کھایا اور سیر ہوئے حضرت نے
اُس استخوان ناشکستہ کو کھال مین جمع کیا اور اپنا عصا اسپر مارا کہا قم باذن اللہ اسیوقت وہ زندہ
ہوگئی حضرت نے راعی سے کہا کہ لے اپنی بکری راعی نے متعجب ہوکر پوچھا کہ تو کون ہے کہا عیسیٰ ابن مریم
یہود اسنے کہا وہ ساحر کہ اسکے وصف مین نے سنے ہین تو ہی ہے اور وہان سے بھاگ گیا
اور بعد از ظہور اس معجزہ کے حضرت نے اسی یہود سے پھر پوچھا کہ تیرے پاس دو روٹیان تھین ایک
تو نے کیا کی اُسنے قسم کھائی کہ ایک سے زیادہ میرے پاس نہ تھی حضرت پھر خاموش ہوئے اور
وہان سے روانہ ہوئے اور اثناے سیر مین انکا گذر ایک شخص پر ہوا کہ اسکے پاس چند گائین
تھین حضرت نے صاحب گاؤ سے ایک گوسالہ لیا اور اسکو بھی بھون کر تناول کیا پھر روح اللہ
نے بدستور سابق اسکو زندہ کیا اور صاحب گاؤ کو تسلیم فرمایا اور یہود سے نان مفقود کو
پوچھا اور وہی جواب سنا پھر بالاتفاق روانہ ہوئے تا آنکہ ایک شہر مین پہونچے اور وہ رفیق طریق
ان سے جدا ہوا اور چونکہ شہر کا بادشاہ بیمار تھا اور اطبا معالجہ سے عاجز آگئے تھے اور سیاست کو
جلتے تھے یہود اس امر پر مطلع ہوا اور ایک عصا مثل عصاے عیسیٰ پیدا کیا اور اسکو لیکر
بادشاہ کے محل کے دروازہ پر گیا تا حضرت روح اللہ کی تقلید کرے اور بادشاہ کے خواصون
سے کہا کہ مین بیمار کو شفا بخشتا ہون اور مردہ کو زندہ کرتا ہون پہ اسکو بادشاہ کے سرہانے
لے گئے یہود نے کئی مرتبہ بادشاہ کے پاؤن پر عصا مارا کہ وہ مرگیا اور پھر ہر چند کہ اسپر عصا مارا
اور کہا قم باذن اللہ کچھ نہوا عیب عجز یہود ظاہر ہوا خواصون نے کہا کہ تو نے ہمارے بادشاہ
کو مارا ہے اسکو پکڑ کر ایک دار پر سرنگون لٹکا دیا حضرت مسیح کیفیت اس قصہ سے واقف
ہوئے اور وہان پہونچے دیکھا کہ یہود کے گلے مین رسی ڈالی ہے اور چاہتے ہین دار پر کھینچین
حضرت نے بادشاہ کے خواصون سے کہا کہ اگر تمہارا مطلب حیات بادشاہ ہے تو میرے
یار کو چھوڑ دو انھون نے جواب دیا کہ ہماری غرض یہی ہے لیکن بعد حیات پانے بادشاہ
کے تیرے رفیق کو رہا کرینگے آپنے اس امر کو حضرت عزت سے مسئلت کیا اور بادشاہ
نے حیات جدید پائی اور حضرت یہود کو اُس بلا سے چھوڑا کر باہم روان ہوئے اور یہود نے جب
دار سے امان پائی کہا یا عیسیٰ تو نے حق عظیم میرے ذمہ پر ثابت کیا کہ مجکو قتل ہونے سے
بچایا واللہ کہ ہرگز تیری خدمت بابرکت سے مفارقت نہین کرونگا حضرت مسیح نے کہا تجکو

قسم دیتا ہون اُس خدا کی کہ جسنے گوسفند اور گوسالہ کو بعد اسکے کہ ہمنے بریان کیا تھا اور دونون
کا گوشت کہا لیا تھا زندہ کیا اور سوگند اُس خدا کی کہ جسنے بادشاہ کو زندہ کیا بعد مرنے کے اور حیات
بخشی مجکو کہ دار پر لٹکا ہوا تھا اول حال کہ تو میرے ساتھ ہوا تھا پھر وہان سے روٹیان تمین جو تونے
سے چُرائی کہ زیادہ ایک روٹی سے میرے پاس نتھی حضرت نے پھر سکوت دہان مبارک پر رکھکر باہم
طے منازل و مراحل کی تا بسبب اتفاق ایک جنگل پہونچے کہ جانور نے اسکو کھود ڈالا تھا وہین ایک خزانہ
تھا اور اسوقت کوئی اُسپر مطلع نہوا تھا جہود نے حضرت سے کہا کہ اس مال کو چھوڑکر نہ جاوین حضرت
نے فرمایا اس امر مین کلام مت کر کہ اس خزانہ پر ایک جماعت ہلاک ہوگی جہود کو مجال مخالفت نہ تھا
تھا لا ملازمت حضرت روح اللہ مین روان ہوا اور بعد ازانکے چند لوگ اس خزانہ پر پہونچے
انمین سے دو آدمی بنابر لانے طعام و شراب اور تہیہ اسباب نقل خزانہ شہر مین گئے اور دو شخص کہ
وہان رہے تھے باہم قرار دیا کہ جب یاران رفتہ پھرین تو پھر انکو ایسی جگہ پہنچاکر دو بارہ دنیا مین نہ آوین
تا انکے حصہ بھی ہم ہی تصرف کرین اور ان دونون نے کہ شہر گئے تھے اسی خیال سے زہر قاتل کہانے مین
ملاکر مراجعت کی اور پہنچر و پہونچنے کے بزخم خنجر رفقا ہلاک ہوگئے اور دونون قاتلون نے طعام
زہر آلود کہا کر جان بقابض ارواح سپرد کی خلاصہ یہ کہ اس تدبیر صائب سے چارون آدمیون
نے بہراسے عدم خیمہ کیا اور روزگار بزبان حال جہود سے مخاطب ہوکر مضمون اس مقال
کو ادا کرتا تھا کہ بیت رفتند رفیقان و رسیدند بمنزل * در خواب بخود رفتہ تو ہنوز اے
دل غافل * القصہ جب حضرت عیسےٰ نے بالہام غیبی صورت واقعہ سے خبر پائی جہود کو کہا اٹھ
تا اُس خزانہ پر چلین اور وہ حریص اسباب تصرف و نقل اموال مہیا کرکے حضرت روح اللہ
کے ہمراہ روان ہوا اور وہان پہونچکر چارون رفیقون کو مردہ پایا پھر حضرت عیسےٰ نے
اُس گنج کو تین حصہ کیا ایک اُس جہود کو بخشش دیا اور ایک حصہ اپنے نام کا رکھا اور تیسرا
نامزد یا امانت کیا جہود نے کہا یا روح اللہ تقسیم کرنے مین طریقہ عدالت کو ملحوظ اور
مرعی رکھنا چاہیئے اور مال دو قسم کیا چاہیے تا نصف تمہارا ہو اور نصف تمہارا ہو اور نصف میرا
حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے کہا مین نے جو یہ تین حصے کیے ہین ایک میرا ہے اور دوسرا
تیرا اور تیسرا صاحب نان گم شدہ کا جہود نے کہا اگر صاحب رغیف مفقود کو بتادون تو اسکا
بھی حصہ مجکو عنایت کیجیے گا حضرت نے کہا ہان جہود نے کہا وہ مین ہون حضرت روح اللہ
نے فرمایا کہ تمام مال اُٹھالے کہ تیرے نصیب مین دنیا و آخرت سے یہی ہے اور اُس بے
سعادت نے تمام مال لادکر جب تھوڑی سی مسافت طے کی زمین اُسکو مع اُس خزینہ کے
نگل گئی نعوذ باللہ من غضب اللہ اور غرائب امور سے کہ حضرت عیسےٰ سے صادر ہوئے ہین

ایک یہ ہے کہ ایک دن حضرت نبوی مع اپنے اصحاب کے ایک کھیتی پر وارد ہوئے کہ کھیتی پکنے پر
پہونچی تھی اور اسوقت زحمت جوع نے یاروں پر غلبہ پایا تھا الحاصل التماس کیا کہ یا روح اللہ اگر
اجازت ہو تو قدرے اس زرع میں سے ہم کام میں لاویں وحی نازل ہوئی کہ اس امر میں اجازت
دیا چاہیے حضرت نے حکم دیا کہ ابتداے اس امر میں کہ یہ کھانے میں مصروف تھے صاحب زرع
نے نعرہ مارا کہ اس مزرع کو کیا سمجھے اپنے باپ دادا سے میراث میں پایا ہے کہ اسطرح بیجا
صرف میں لاتے ہو پہچانتے ہو کہ آپ تم کسکے حکم سے کھاتے ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسکے باپ
دادا کو کہ وہ وہاں گڑے تھے دعا کی ناگہاں وہ لوگ کہ زمان سابقہ میں مالک اور متصرف اس زمین کے تھے
زندہ ہوئے اور ہر گوشہ کے پاس ایک مرد یا ایک عورت کھڑی ہوئی سب فریاد کرتے تھے
کہ ہمارے مال کو تم کسکے اذن سے کھاتے ہو اس شخص نے مبہوت ہو کر پوچھا کہ یا شیخ اس معجزہ
کا کون ہے انھوں نے کہا کہ عیسیٰ ابن مریم ہے پھر وہ شخص حضرت سے عذرخواہی کرنے لگا اور
کہا یا روح اللہ میں نے تجکو نہیں پہچانا تھا اب کہ میں نے تجکو جانا اپنی زراعت تیرے یاروں
پر حلال کی حضرت نے کہا حقیقت میں یہ زرع تیری نہیں ہے کس واسطے کہ تجھ سے پہلے یہ جماعت
اس زمین پر قابض اور متصرف ہو چکی ہے اور پھر حسرت چھوڑ گئی تھوڑا عرصہ نہیں گذریگا کہ جو
ان پر وارد ہوا وہ تجھ پر بھی وارد ہوگا منقول ہے کہ ایک دن ایک پتھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام
اپنے سر مبارک کے نیچے رکھ لیا تھا کہ شیطان لعین سرہانے آیا اور کہا اے عیسیٰ تو گمان کرتا تھا
کہ کسی چیز سے دنیا میں تعلق نہیں رکھتا میں خیال آنکہ یہ پتھر دنیا میں سے ہے حضرت عیسیٰ اٹھے اور
اس پتھر کو شیطان کی طرف پھینک دیا اور کہا هذا لك مع الدنیا ولعمری ان الدنیا واهلها خذ لك
یعنی یہ واسطے تیرے ہے مع دنیا کے اور بضرور تحقیق دنیا اور صاحب اسکے خادم تیرے ہیں بیت
غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود ز ہرچہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است ؛ حسن بصری رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ سے کہا یا روح اللہ تو پانی پر چلتا
ہے اور ہم اس امر سے عاجز ہیں کیا سبب ہے حضرت نے فرمایا یقیناً باللہ تعالیٰ کہ تحقیق میں اس
کہ میں یقین کرنے والا ہوں ساتھ اللہ تعالیٰ کے انھوں نے کہا ہم بھی اہل یقین سے ہیں
حضرت روح اللہ نے کہا کہ اگر ایک پتھر اور ایک گوہر راہ میں دیکھو تو کس کے اٹھانے
پر میل کرو جواب دیا کہ گوہر پر حضرت نے فرمایا کہ بس تم ارباب یقین سے نہیں ہو اور
حسن بصری سے یہ بھی مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیرہ برس کی عمر میں مبعوث
ہوئے اور تینتیس برس کی عمر میں مرفوع یعنی آسمان پر تشریف لے گئے اور ایک
جماعت کہتی ہے کہ بعثت حضرت کی سترہ برس کی عمر میں ہوئی اور تیتالیس برس میں بھی

بھی لکھا ہے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ سب اہل جنت تینتیس برس کی عمر میں ہونگے
اور معارف حسینی میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ بیالیس برس کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے اور بارہ
برس کی سن میں شہر ناصرہ میں کہ اطراف اردن سے ہے انجیل انپر نازل ہوئی اس جہت سے
انکی امت کو نصاری کہتے ہیں واللہ اعلم فصل تیسری بیچ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر
اور نازل ہونا آخر الزمان میں اور ذکر قتل بنی اسرائیل اور حواریین کا بموجب نقل اطراف لکھی
ثقات کہتے ہیں کہ زمانہ بعثت مسیح میں ایک حاکم ستمگار گردن کش اور ظالم جبار مسمی کوکنا وتش
شہر بنی اسرائیل پر تسلط پایا تھا اور حضرت عیسیٰ مامور ہوئے کہ اسکو باسلام اور توحید دعوت
کریں جب اس عاصی طاغی کی مجلس میں تشریف لائے اور شرائط موعظت و نصیحت اور وعدہ و وعید
بجا لائے اس بیباک و ناپاک نے کلمۂ حق سے انکار کیا اور حضرت ہی کے قتل پر ہمت باندھی
حضرت نے ایک روز بیت المقدس میں ایک منبر پر آکر کہا اے قوم جانتے ہو کہ روز شنبہ بنا ہوا
یعنی قوم موسیٰ کے روز عبادت اور ترک اشغال امور دنیوی مقرر تھا اور توریت اونکی کتاب
تھی اب وہ شریعت منسوخ ہوئی ساتھ انجیل کے کہ خدا تعالیٰ نے مجھکو عطا کی اسدن کاروبار میں مصروف
رہو اور بجائے تعطیل روز یکشنبہ یعنی اتوار اختیار کیا کرو کافران بنی اسرائیل کو یہ کلام دشوار معلوم ہوا
اور کہا یہ پیغمبر بنی اسرائیل پر اب تک آیا ہے موسیٰ کی شریعت کو کسی نے منسوخ نہیں کیا یہ کون
ہے جو موسیٰ کی کتاب کو منسوخ کرتا ہے ہم اسکو ہلاک کرینگے ہرچند مومنون نے کہا اے قوم دیکھو حضرت زکریا
اور حضرت یحییٰ کے قتل کرنے سے تمپر کیا کیا عذاب آیا اب مسیح کے مارنے کا قصد نہ کرو اور اس کے ساتھ
ایمان لاؤ نہیں معذب ہوگے لیکن کچھ فائدہ نہوا بلکہ انکا ارادہ آپ کے قتل پر زیادہ راسخ ہوا ناچار
بسبب مصلحت وقت حضرت عیسیٰ نے کنج انزوا و عزلت اختیار کیا حق تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی کہ
آیت یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک
فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ یعنی اے عیسیٰ تحقیق میں لینے والا ہوں تجکو اور اٹھانے والا
ہوں تجکو طرف اپنے اور پاک کرنے والا ہوں تجکو ان لوگوں سے کہ کافر ہو رہے اور کرنے
والا ہوں ان لوگوں کو کہ پیروی کرینگے تیری اوپر ان لوگوں کے کافر ہوے دن قیامت
تک تفسیر جلالین میں لکھا ہے کہ متوفیک بمعنی قابضک ہے یعنی لینے والا ہوں تجکو اپنی
طرف ورافعک الی من الدنیا من غیر موت یعنی اٹھانے والا ہوں
تجکو طرف اپنے دنیا سے بغیر موت کے پس اس صورت میں جملہ رافعک
عطف تفسیری ہوگا اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے لکھا ہے
کہ اٹھانے والا ہوں تجکو یعنی اس جہان سے اور تفسیر مدارک میں سے

متوفیک کے چند طرح پر لکھے ہیں ایک معنے متوفی توفی سے بمعنے استکمال یعنے کامل کرنے والا مدت عمر تیری کا ہوں اور معنی اسکے یہ ہیں کہ میں نگاہ رکھنے والا ہوں تجکو اس سے کہ قتل کرین تجکو کفار اور مارنے والا ہوں تجکو ساتھ موت تیری کے نہ یہ کہ کفار تجکو قتل کرین ۔۔۔ دوسرے یہ کہ اٹھانے والا ہوں تجکو زمین سے اپنی طرف تیسری یہ کہ مارنے والا ہوں تجکو تیرے وقت میں بعد نازل ہونے آسمان سے اور اٹھانے والا ہوں تجکو اب کیونکہ واو جمع کے واسطے ہے اس میں ترتیب لازم نہیں ہے چوتھے یہ کہ وفات دینے والا تیرے نفس کا ہوں سوتے میں اور اٹھانے والا ہوں تجکو جب کہ تو سوتا ہو تاکہ نہ لاحق ہو تجکو خوف اور بیداری ہووے تو اس حال میں کہ آسمان پہ ہووے تو امن و مقرب انتہی چنانچہ یہی معنے ہیں اس عبارت میں تفسیر مدارک میں بھی ہیں انی متوفیک یعنے ایفا کرنے والا اجل تیری کا اور معنے اسکے یہ کہ تحقیق میں محافظ تیرا ہوں اس سے کہ قتل کرین تجکو طرف اپنے یعنے سولی دیکر اور نہ قتل کرین تجکو اپنے ہاتھوں سے ورافعک الی ۔ اور اٹھانے والا ہوں تجکو طرف اپنے یعنے طرف آسمان اپنے کے اور جائے قرار فرشتوں اپنے کے ۔ ومطہرک من الذین کفروا اور پاک کرنے والا ہوں تجکو ان لوگوں سے کہ کافر ہیں ۔ برائی ہمسایہ ان کے سے اور خبث صحبت انکی سے اور بعضے کہتے ہیں متوفیک اسے فاقبضک من الارض یعنے لینے والا ہوں تجکو زمین سے یا مارنے والا ہوں تجکو بعد نازل ہونے کے آسمان پر سے اور اٹھانے والا ہوں تجکو اب کس واسطے کہ واو نہیں واجب کرتا ہے ترتیب کو حضرت مسیح نے حواریین کو اسامی ان کے ایک قول سے یہ ہیں کہ لکھے جاتے ہیں ایحیئے ۲ شمعون ۳ توادامہ یوحنا ۵ مرلیس ۶ فطرس ۷ تخس ۸ یعقوب ۹ اندراس ۱۰ فلیس ۱۱ الیفرس ۱۲ اسرس فرمایا کہ قبض راعی اور تفرق رعیت نزدیک ہوا اس جماعت نے جانا کہ مقصود اس سے کیا ہے اور فراق حضرت پر گریان ہوئے حضرت روح اللہ نے فرمایا ہر چند کہ اب میری مفارقت پر جزع اور اضطراب کرتے ہو لیکن آخر بمقتضائے کریمہ عمل نہ کروگے اور ضرر اعدا کو مجھ سے دور نہ کر سکوگے انہوں نے جواب دیا کہ جب تک ہماری جان ہمارے تن میں ہے دشمن تجھپر دست اندازی نہ کر سکینگے حضرت روح اللہ نے شمعون کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ باوجود اس امر کے کہ سردار اور بہتر اس طائفہ کا تو ہے ایک رات میں تین مرتبہ مجھ سے بیزار ہوگا چنانچہ بعد از انقضائے زمان موعود یہودا نامی ایک شخص تھا آپکے یاروں میں کہ بعضے اسکو از جملہ حواریین بلکہ پیروانکا جانتے ہیں ہادی و دلیل یہود کا ہوکر جس غار میں کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام خبر دی ہوئے تھے لے آیا اور انھون نے وہان پہونچکر بجائے اکلیل سر مبارک
پر خار رکھے اور حضرت نبوتؐ کو مع اصحابون کے انواع طرح کی تکلیف اور رنج پہونچائے اور
کہا اگر تو پیغمبر خدا ہے اس سے درخواست کر کہ تجکو چنگ کفت سے خلاص کرے اور شمعون
سے کہا کہ اگر تجکو عیسیٰ پر تبرا کرنا منظور نہین تو اپنے قتل پر مستعد اور آمادہ رہو اسنے بھی تبرا
جان بموجب انکے کہنے کے عمل کیا ابن عباس سے منقول ہے کہ جب آیۂ کریمہ انی متوفیک
ورافعک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوئی حضرت نے اپنے اصحابون کو خبر کی حوارین نے
بجہت وحشت الناس کیا حضرت روح اللہ نے اس باب مین کلمہ عندالقا فرماتے انھون نے
پوچھا یا نبی اللہ زمانۂ آیندہ مین کوئی پیغمبر تجھسے افضل ظاہر ہوگا کہا ہان نبی امی عربی تجھسے
فاضلتر ہوگا پوچھا کہ کون سے دریا سے مبعوث ہوگا کہا زمین تہامہ سے سوال کیا کس
قبیلہ سے جواب دیا کہ ایک قریش سے اور صفات اور خصوصیات حضرت رسالت
پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کین اور کہا اسکی امت کے علما برابر انبیا اسوقت
کے ہون گے اب یہ میری وصیت ہے کہ اپنی اولاد کو بطنًا بعد بطن وصیت کرتے رہنا
کہ میرا سلام اسکو پہونچایا کرین اور جملہ وصایا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے
ایک یہ تھا کہ آپنے فرمایا خدا سے تعالےٰ نے مجکو حکم کیا ہے کہ شمعون کو خلیفہ کرون چنانچہ
حوارین نے اسکی خلافت قبول کی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میرے بعد فرشتے
پاس اور ظروف پر نور تمھارے پاس پہونچا دین گے اور وہ انوار باطنون مین راہ پا کر
تم مین سے ہر ایک شخص کو عالم بلغت زبان ایک قوم کرین گے کہ انکی دعوت پر مامور
ہو گے اور بعد از اہتمام وصیت مخالفان ملت نے برہمنون نے ایک کتابون شریعت اسکی
سے کہ مرتب ہو گیا تھا تغیر پایا اور جمہور مورخین اس امر پر ہین کہ ہنگام رفع حضرت مریم قید حیات
مین تھین اور کیفیت رفع حضرت مین اختلاف ہے ایک طائفہ کہتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ
ابن مریم بانواع حیل گرفتار کیا تمام شب نگہبان رہے علی الصباح ملک بنی اسرائیل
نے کہ بغیر از تمرد اور عصیان کوئی صفت نہ رکھتا تھا حکم کیا کہ حضرت کے جو سولی دینے کے
واسطے ایک دار نصب کیا جائے اور خلق کثیر از موسویان اور سائر طاغیان گرد
دار کے جمع ہوئے اور اس وقت آفتاب منکسف ہوا اور اسقدر تاریکی اور
ظلمت نے غلبہ پایا کہ دکھائی دینے سے رہ گیا حق سبحانہ تعالےٰ نے فرشتون
کو بھیجا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قید سے چھڑا کر آسمان پر لے گئے اور یہودا کو بجائے
حضرت مقید کیا جب آفتاب منجلی اور عالم روشن ہوا یہودا بصورت عیسیٰ یہودیون کو

نظر آیا ان نابکارون نے کہا کہ یہ ساحر چاہتا تھا کہ ہمکو جادو ہمارے شکل مین سے ہلاک یا دسکے
شد یا سکا اتنا اسکو جلدی سے مار ڈالا چاہیے تا کوئی اور شعبدہ ظاہر نہ کرے اور یہود اسکے سولی دینے
کا قصد کیا ہر چند کہ اسنے فریاد کی کہ مین یہودا ہون کہ تمکو مین نے ہی عیسےٰ کو بتایا ہے اور اسکو
فرشتے آسمان پر لے گئے اور مجکو اسکی جگہ قید کر گئے ہین قوم نے باور نہ کیا اور اسکو
سولی پر کھینچ دیا قال اللہ تعالیٰ وقولہم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما
صلبوہ ولکن شبہ لہم یعنے اور سبب کہنے انکے کہ تحقیق ہمنے مار ڈالا عیسےٰ بیٹے مریم کو پیغمبر اللہ
کا تھا اور نہین مارا اسکو انھون نے اور نہین سولی دی انھون نے اسکو ولیکن شبیہ ڈالا
گیا واسطے انکے اور ایک جماعت نے روایت یون کی ہے کہ جب یہود نے حضرت عیسےٰ
علیہ السلام پر ظفر پائی حضرت کو اسی غار مین مضبوط کیا اور اسی شب مین قطعہ ابر نازل
ہو کر برسا اور غار کی چھت پھٹی اور ابر حضرت کو اٹھا کر آسمان پر لے گیا اور جب آفتاب نکلا
یہود نے ایک شخص کو اس غار مین اتار کہ حضرت کو وہان سے باہر نکالے اس شخص نے غار
مین جا کر حضرت کو نہ پایا اور بصورت حضرت مصور ہو کر باہر آیا اور قوم سے کہا ہمنا تیز
نے عیسےٰ علیہ السلام کو وہان ڈھونڈھا نہ پایا انھون نے کہا عیسےٰ تو ہی تو ہے ولیکن چاہتا ہے کہ
پھر نیرنگ سحر ہمارے ہاتھ سے اپنی جان بچا وے اسنے ہر چند قسمین کھائین کہ مین وہی شخص
ہون کہ بموجب کہنے تمھارے کے ابھی غار مین گیا تھا انھون نے نہ سنا اور اسی وقت اسکو
سولی دے دی اور جب دیر تک منتظر رہے اور انکا یار باہر نہ آیا سب غار مین گھسے
جتنا زیادہ تلاش کیا اتنا ہی کم پایا پھر باہر نکل کر کہا اگر یہ مصلوب عیسےٰ تھا ہمارا یار کیا ہوا اور
اگر ہمارا یار تھا عیسےٰ کہان گیا قال سبحانہ تعالیٰ وان الذین اختلفوا فیہ
لفی شک منہ ما لہم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ
عزیزا حکیما یعنے اور تحقیق جو لوگ کہ اختلاف کیا انھون نے بیچ اسکے البتہ بیچ شک کے ہین
اوس سے نہین واسطے انکے ساتھ اسکے کچھ علم مگر پیروی کرنا گمان کا اور نہ مارا اوسکو
بہ یقین بلکہ اٹھا لیا اسکو اللہ نے طرف اپنے اور ہے اللہ غالب حکمت والا۔ اور ایک
فرقہ کہتا ہے کہ یہودیون نے حضرت عیسےٰ کو مع اٹھارہ نفر آدمیون کے ایک جگہ قید
کیا تھا حضرت عیسےٰ نے اپنے یارون سے کہا کون تم مین سے ہے کہ بخوشی میری صورت
قبول کرے تا پاداش اس کے خدائے عز وجل اوسکو بہشت مین جا دیوے
حواریون مین سے ایک شخص نے کہا یہ بات مجھے قبول ہے بمجرد اس کے کہنے کے
فی الحال بصورت مسیح مصور ہو گیا اور حضرت آسمان پر چلے گئے جب صبح ہوئی

یہودیون نے ان اختیار مجبوری تکو نکالا اور پوچھا کہ تم مع عیسے انیس نفر تھے ایک تم مین سے کیا ہوا انھون
نے کہا انیسوان ہم مین عیسے تھا کہ آسمان پر چلا گیا یہودیون نے یہ کلام باور نہ کیا حواریون مین سے
سرجس نام کہ ایک حواری تھا اسکو بصورت حضرت روح اللہ دیکھا اور ایک کو انہین سے کم
پایا شک مین پڑے آخر الامر گمان اس امر کے کیا کہ جس عیسے ہے اسکو سولی پر چڑھایا اور
معارف عیسے مین لکہا ہے تین ساعت دن باقی تھا کہ حضرت عیسے علیہ السلام مرفوع
ہوگئے اور بعد انکے سات روز کے آسمان پر سے نزول کیا اور حواریون کو ہدایت نامہ فرمایا
اور پھر آسمان پر چلے گئے جس سولی پر لٹکائے گئے حضرت کو اتارا لا اور بعد گذرنے تین
ساعت کے پھر انکو حیات بخشی اور صورت کی مشابہ صورت ملائکہ کردی اور اکثر ثقات
روایت کرتے ہین کہ حضرت عیسے علیہ السلام بیت المعمور مین مقیم ہین کہ ایزد سبحانہ تعالی
نے طبع بشری ان سے سلب کرلی ہے اور حضرت فرشتون کی سا کہ تا آخر الزمان
بعبادت قیام پذیر رہین گے جب حضرت امام مہدی آخر زمانہ مین پیدا ہون گے اور
دجال خروج کریگا حضرت عیسے علیہ السلام بھی بامر خداوند عالمیان آسمان پر سے مکہ
مین نزول کرین گے مسجد الحرام مین کہ جسوقت صفوف مردم بنا بر نماز صبح راست ہوچکی
ہونگی اور حضرت منتظر السحر کے ساتھ قرنیفہ با ادا کرینگے اسوقت منادی ندا کریگا کہ یہ
شخص عیسے ابن مریم ہے کہ آسمان پر سے اترا ہے اور خلائق حضرت کیطرف متوجہ ہوکر ان کے
نزول سے مسرور اور خوشوقت ہون گے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام ان سے التماس
کرینگے تا امت محمدی کی امامت کرین حضرت عیسے علیہ السلام کہینگے کہ تم امامت
کرو کہ مین آج کے دن تمہاری شریعت کے تابع ہون لہذا یہ امامت فرماوینگے
اور تمام مسلمان مع حضرت عیسے علیہ السلام باقتدا انکے نماز گذارینگے اور کہتے
ہین کہ حضرت عیسے علیہ السلام بعد از نزول از عالم علوی چالیس برس اور زندگانی
کرینگے اور تزویج بھی فرماوینگے اور فرزند ان سے پیدا ہونگے اور اعدائے
ملت احمدی محاربہ کرینگے اور جمیع انکو کہ دین مین بیگانہ ہون گے قتل کرینگے
اور دجال سے شمال تنگ گرفتہ ہوجاویگا اور ہمراہ دجال ستر ہزار یہود ہونگے
اور حضرت عیسے علیہ السلام دجال کو چھری سے مارینگے اور جو مسلمان کہ حضرت
امام مہدی کے ساتھ ہون گے وہ یہودون کو قتل کرینگے اور بعضے کہ ان مین سے چھپ جاوینگے
جس مکان مین کہ ہونگے آن مین سے ندا آویگی کہ اے روح اللہ یہان یہودی ہین
اور انکو مار کر حضرت جہنم واصل کرینگے چنانچہ بعد از نزول عیسے علیہ السلام اور قتل دجال وجود

مہدی الزمان کوئی کافر روی زمین پر نہیں رہنے کا اور سب ایمان لاوینگے اور امن ایسا
ہوگا کہ شیر اور شتر اور پلنگ با بقر اور گرگ با گوسفند ایک جگہ چرینگے اور لڑکے اور بچے سانپ اور
بچھو کے ساتھ کھیلینگے اور حضرت عیسیٰ بشریعت حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام عمل کرینگے
اور جب بعالم بقا خرامان ہونگے سب مسلمان مع امام مہدی حضرت کی نماز جنازہ پڑھینگے اور حجرۂ
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مین کہ مدفن حضرت رسالت پناہ ہے مدفون ہونگے
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسیٰ خلیفۃ علی امتی یدق الصلیب ویقتل الخنازیر ویمکث
اربعین سنۃ ویتزوج ویولد له ثم یتوفی کیف تهلک امۃ انا فی اولها وعیسیٰ فی آخرها والمهدی
فی اهل بیتی فی وسطها او متوفی نفسك بالنوم ورفعك وانت نائم حتی لا تلحقك
خوف تستیقظ انت فی السماء امن مقرب امتی یعنی فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا نازل ہوگا عیسیٰ خلیفہ ہوکر اوپر امت میری کے اور توڑ ڈالیگا سولی کو اور قتل کریگا
خنازیر کو اور زندگانی کریگا چالیس برس تک اور نکاح کریگا اور اولاد پیدا ہوگی پھر وہان
پاویگا اور کیونکر ہلاک ہوگی امت کہ مین اول اوس کے ہون اور آخر اس کے اور مہدی
کہ اہل بیت میری سے ہے درمیان اس کے یہان تک کہ متوفی ہوگا نفس تیرا ساتھ نوم کے
اور اٹھایا جاویگا تو درحالیکہ تو سوتا ہوگا تا آنکہ لاحق ہوگا تجھکو خوف اور بیدار ہوگا تو درحالیکہ
آسمان پر ہوگا امن پانیوالا مقرب پس ان توجیہات اور آیات قرآنی سے اور
حدیث نبوی سے صاف واضح ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ زندہ مرفوع ہوئے ہین صلی اللہ
علی نبینا وعلیہ وعلی سائر الانبیاء والمرسلین الی یوم الدین القصہ روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ جب
حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر گئے یہودیون نے حضرت کے اصحابون کو پکڑ کر شکنجہ تعذیب
مین کھینچا اور بادشاہ روم نے کہ اہل شام بھی اسکی اطاعت فرمان کرتے تھے صورت واقعہ
سے خبر پائی قاصدونکو بھیجا تا حواریون کو چنگل محنت سے چھڑا کر اس سرزمین مین لیجا دین
اور سلطان روم کہ اوضاع شریعت عیسیٰ سے مطلع ہو دین مسیحی مین آیا اور ایک لشکر عظیم روانہ
کیا کہ اس نے یہودیون کی جماعت کثیر اور جم غفیر بنی اسرائیل کو قتل کیا اور بعضے روایات مین آیا ہے
کہ جب حواریون نے چنگل محنت سے خلاصی پائی شمعون الصفا نے کہ بواسطہ صلابت دین کے اسکو
شمعون الصخرہ بھی کہتے تھے بنابر اشارت اور وصیت عیسیٰ ہر شخص کو حواریون مین سے بدعوت
ایک قوم کے نامزد کیا چنانچہ ایک کو روم مین بھیجا اور ایک کو بلاد مغرب مین اور کسی
کو حجاز کیطرف اور کسی کو بارض بربر اور زابلستان جیسے باطراف دیگر اور فرشتے [illegible]
جسطرح سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خبر دی تھی لائے ہر ایک حواری مین سے عالم بلغت قوم ہوا

بنا بر دعوت انکے ہوا تھا وہب بن منبہ کہتا ہے کہ شمعون نے یحییٰ اور طومان کو انطاکیہ مین بھیجا وہان
کا بادشاہ کبر او رجبر مین ہمسر اپنا نہ رکھتا تھا ہنگام وداع شمعون نے انسے کہا کہ تم خاطر جمع رکھنا تمہارے
حال سے مین غافل نہین ہونے کا جب تمہین احتیاج پڑیگی تمہاری مدد کو پہونچونگا ہر گاہ یحییٰ اور تومان
انطاکیہ مین پہونچے بارگاہ سلطانی پر آئے ارباب انہوے آخر الامر انتظار رخصت کھینچ شکارگاہ مین
بادشاہ سے ملاقات کی اور شرائط موعظت اور بجا لائے اور ادائے رسالت کیا چونکہ سخن حق تلخ
معلوم ہوتا ہے بادشاہ نے غایت غضبناکی سے حکم دیا کہ سو سو کوڑے مار کر قیدخانہ مین لیجاؤ چنانچہ سب
حاضرین رکاب بادشاہ انکو زندان مین لے گئے شمعون نے بوحی الٰہی کیفیت حادثہ سے مطلع ہوکر
بجانب انطاکیہ روانہ ہوئے۔ قال اللہ تعالیٰ اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما فعززنا
بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون ۰ یعنے جب بھیجے ہمنے طرف انکے دو پیغمبر پس جھٹلایا
انھون نے ان دونون کو پس قوت دی ہمنے ساتھ تیسرے پیغمبر کے
پس کہا انھون نے تحقیق ہم طرف تمہارے بھیجے گئے ہین شمعون نے وہان جاکر بادشاہ کے
خواص سے ربط اور اتحاد پیدا کیا اور اثنائے صحبت مین سخنان خوش اور کلمات دلکش
کرنے شروع کیے اور بادشاہ کے دربار مین بکلام اخلاق اور محاسن اوصاف شمعون کے
ذکر ہونے لگے اس حال مین ایک شب کو شمعون نے چاہا کہ قیدخانہ مین جاکر یحییٰ اور تومان
سے ملاقات کرے مگر بواسطہ کثرت محافظان اور متانت در زندان یارون کے دیکھنے سے
یاس کلی حاصل ہوئی لیکن حضرت مفتح الابواب نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ اسنے در زندان کا
دروازہ کھول دیا اور محافظ اور چوکیدار ان پر خواب مستولی کیا اور شمعون نے زندان در آکے
اور یارون کے پاس آن کر انسے عتاب کرنا شروع کیا کہ تعمیل کرنی مہمات مین لازم ندامت
اور شامت ہوتی ہے تمہارا امال اس عورت عقیم کا سا معلوم ہوتا ہے کہ خدائے تعالےٰ نے اسکو
کبرسنی مین ایک فرزند عطا کیا تھا بعد از مدت اس ضعیفہ نے سوچا کہ نشو و نما اس شیرخوار کا صرف
دودھ سے دیر مین ہوگا بہتر یہ ہے کہ کچھ غذا اور قسم طعام اسکو دی جاوے تا جلد فربہ اور توانا
ہو جاوے اس خیال سے بچہ کو پیش از وقت نان و گوشت کھلانا شروع کیا اور آخر وہ بچہ
مرض امتلاء سے شکم گذر گیا اب مین اسواسطے آیا ہون کہ تمہارے چھڑانے مین کوئی تدبیر کرون
بشرطیکہ صبر کرو اور میری رائے پر رہو انھون نے تقدیم ان کے فرمان کی بخوشی خاطر قبول کی بعد
آپنے اخفائے این راز پر متنبہ کیا اور کہا بروقت رہائی ہر گاہ مجکو دیکھو تو بیگانہ وار کلام
کرنا اور اجنبی شخص کو آپ کو بتانا الغرض بس از کلمہ و کلام یہ وہان سے چلے آئے اور دروازہ
قیدخانہ کا بدستور بند ہوگیا اور انھون نے بحسن تدبیر ملازمان شاہی سے سازش کی اور رفتہ رفتہ مقربان بارگاہ خسروی

رسائی حاصل کر کر وسیلہ اُنکے بہرہ مند حضوری بادشاہ ہوئے چنانچہ بسبب حسن تقریر اور کمال فطانت اور اصابت راے کے مقربان مخصوصہ سے ایکدن بوقت مناسب شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ اِن دنون مین مین نے سنا ہے کہ جیلخانہ مین دو شخص بے قصور مقید ہین کہ وہ دعوی کرتے ہین اسبات پر کہ خدای عز وجل نے برسالت بھیجا ہے اور حضور مین شاید حاضر ہو چکے ہین مگر یہ نہین معلوم ہوا کہ کیا عرض کیا ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ مجکو ہنگام کلام کرنے اُن دو شخصون سے ایسا غصہ آیا کہ انکا کہنا نہین سمجھا اگر تجکو خواہش ہے تو انکو طلب کرون تا مدعا اور مطلوب اُن دونون گرفتارون سے تو استفسار کرے شمعون نے کہا مجکو ساتھ دیکھنے اور سننے انکی باتون کے چندان رغبت نہین ہے لیکن بنا بر میلان خاطر اخیر اُن دونون سے معارضہ اور مناظرہ کرنا چاہتا ہون اور اُن کے دعوے رسالت ایزدی کی تردید منظور ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ بھیجے اور رسولان کو قیدخانہ سے حاضر کرین فی الفور ملازمان بارگاہ اُن دونون کو انجمن شاہی مین حاضر لائے شمعون نے ان سے پوچھا کہ تمکو کسنے بھیجا ہے کہا اُس نے کہ جو سب اشیا پر قادر اور توانا ہے شمعون نے کہا قدرت اور عظمت اسکی مجکو معلوم کروا سکتے ہو کہا رتبہ اُسکا اس سے رفیع تر اور درجہ اُسکا اُس سے بلند تر ہے کہ زبان انسان ضعیف البیان تقریر اور تفسیر اُسکی کر سکے لیکن اُسکے اوصاف کا ان دو کلمون پر انحصار کرتے ہین کہ یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید ہ یعنے کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے شمعون نے کہا اگر تم اپنے دعوے پر کوئی دلیل اور حجت قائم کرو تو مین بادشاہ سے تمہاری شفاعت کرون تا دست تعرض تم سے کوتاہ کرنے والا پھر قیدخانہ مین بھیجا یا انواع عذاب تمکو معذب کیا جاویگا بھیجے اور رسولان نے جواب دیا کہ جو التماس کہ مستلزم ظہور عظمت پروردگار عالمیان ہے مبذول ہے شمعون نے کہا مین نے ایک لڑکا دیکھا ہے کہ وہ خانہ چشم نہین رکھتا اگر تمہاری دعا سے آنکھین اُسکی پیدا ہو وین اور وہ بینا ہو جاوے مین اِس باب مین تمہاری شفاعت کرون انھون نے قبول کیا اور اُس لڑکے کو لائے بھیجے اور رسولان نے بحسب ظاہر اور شمعون نے باطنی دعا کی اور بعد از فراغ تضرع وخواہش اُن دو سعادتمندون نے تھوڑی سی مٹی گوندہ کر دو غلولے بنائے اور پھر آنکھون کی جاے اُس طفل کے دو خط سیاہ دیکھکر اُن دو غلولون کو آنکھون کے ڈھیلون کی جگہ رکھا وہ غلولے بسے گل ہر دو دیدۂ روشن اُسکے ہو گئے بادشاہ نے متعجب ہوکر شمعون سے کہا یہ گویا یہ دونون شخص ساحر ہین شمعون نے کہا ایسے افعال پر ساحر قدرت نہین رکھتے ہین اب مین ان سے معجزہ طلب کرتا ہون اگر وہ بھی ظہور کرے گا تو بیشک معلوم ہو جاوے گا کہ بھیجے اور رسولان راست گو اور سچے ہین پھر ان سے کہا اگر تم دعا کرو اور مردہ ہفت روزہ زندہ ہو تو ہم تمہاری

دعوے مین تصدیق کرین اور بخدا اے تعالیٰ ایمان لاوین انھون نے یہ بھی قبول کیا ایک قول
سے ملازمان بادشاہ مین سے پسر حبیب نجار تھا کہ سات دن اسکو مرے ہوچکے تھے نعش اسکی
قبر مین سے نکال کر مجلس مین لائے اور یحییٰ اور توان نے بر سبیل اعلان اور شمعون نے
علی سبیل الکتمان اسکی حیات کے واسطے حضرت مالک الانسان سے مسئلت کی اسیوقت مردے
کے بدن پہ کے کفن شق ہوا اور وہ حرکت مین آیا اور تھوڑی دیر کے بعد اٹھ بیٹھا اور بولنے لگا بادشاہ
نے کیفیت حال اسکے سے سوال کیا فرزند حبیب نے جواب دیا کہ ملائک بعد از وفات تفحص
احوال میرے مشغول ہوئے اور مجھکو مشرک پایا سو ہر روز کشان کشان ایک وادی آتش بار
لیجاکر مجھکو بعذاب نو معذب کرتے تھے کہ وادی سابق مین وہ عذاب مشاہدہ نہ کرتا تھا
آج کہ مجھکو خدا اے تعالیٰ نے حیات دوبارہ ارزانی فرمائی پیش ازینکہ اپنے کو مین اس محفل مین
پاؤن مین نے ایک ندا سنی اوپر دیکھا مین اوپر دیکھنے لگا ایک جوان مجھکو نظر آیا کہ ساق عرش کو پکڑے
ہوئے تھا اور تینون شخصونکو ایک بڈھا اور دوسرا ادھیڑ اور تیسرا جوان ہے یعنے شمعون اور
یحییٰ اور توان کو شفاعت کرتے ہین شخصون کان مین خطاب ہو پہنچا کہ یہ شخص کہ میرے عرش
کے قریب ہے ان تینون شخصون کے باپ مین اپنے اصحابون مین سے کہ تیرے شہر مین ہین اور
تیری حیات کو مجھسے التماس کرتے ہین اور تیری خلاصی کے واسطے جہنم سے شفاعت کرتے
ہین اسے بادشاہ یہ تھا احوال میرا کہ بے زیادہ و نقصان بیان کیا وہ سنکر حیران
ہوگیا ایک روایت سے بادشاہ مع چند آدمیون کے ایمان لایا اور تمام قوم سے
مخالف ہوکر یحییٰ اور توان کے مارنے کا قصد کیا اسوقت نجار نے کہا آیت یا قوم اتبعوا المرسلین
اتبعوا من لا یسئلکم اجرا وھم مھتدون یعنے اے قوم میری پیروی کرو یعنے پیغمبرون کی
پیروی کرو اس شخص کی کہ نہین مانگتا تمسے مزدوری اور وہ راہ پایا ہوا ہے کفار نے اسنے
پوچھا کہ تو ان کے ساتھ رکھتا ہے کہا آیت ومالی لا اعبد الذی فطرنی والیہ ترجعون
ءاتخذ من دونہ الھۃ ان یردن الرحمن بضر لا تغن عنی شفاعتھم شیئا ولا ینقذون انی
اذا لفی ضلال مبین انی امنت بربکم فاسمعون قیل ادخل الجنۃ یعنے اور کیا ہے مجھکو کہ نہ
عبادت کرون مین اس شخص کی پیدا کیا مجھکو اور طرف اسی کے پھیرے جاؤگے کیا پکڑون مین
سوا اسکے معبود اگر چاہے خدا مجھکو ایک نقصان اور نہ کفایت کرے مجھ سے شفاعت انکی
کچھ اور نہ چھڑا وین مجھکو تحقیق مین اسوقت البتہ بیچ گمراہی ظاہر کے ہون تحقیق مین ایمان
لایا ہون ساتھ پروردگار تمھارے کے پس سنو بات میری کہا اسکو داخل ہو بہشت مین
خلاصہ یہ کہ جب کفار اور فجار کو حبیب کا ایمان معلوم ہوا اسکو پکڑ کر بعقوبت تمام مار ڈالا

اور حضرت باری عز اسمہ نے اُسکو بعد ازاں جہان بہونچایا لکھا ہے کہ بوقت ہلاک حبیب کے قوم اپنی نجات سے آگاہ کیا یہ مقولہ اسی کا ہے خدا ے تعالی قرآن مجید مین حکایتاً فرماتا ہے آیت قال یالیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین ۞ یعنے کہا حبیب نے اے کاشکے قوم میری جانے ساتھ اُس چیز کے کہ بخشا مجکو رب میرے نے اور کیا مجکو کرم کیے گیون سے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے کہ وہ شخص کہ جسنے عالم حیات مین اپنی قوم کو نصیحت کی اور بعد از ممات حسن عافیت انکے کو تمنا کیا یہی تھا۔ مروی ہے کہ بعد از مارے جانے حبیب کے شمعون الصفا کو وحی پہونچی کہ آپ سب اہل توحید کو چاہیے کہ شہر سے باہر چلے جاوین کہ مین ان شہر کون کو ہلاک کرونگا لہذا حضرت شمعون نے مع مسلمانون کے رات کو انطاکیہ سے ہجرت کی جب صبح ہوئی تو حضرت جبرئیل نے شہر کے دروازے پر آکر نعرہ مارا کہ مجموع اشرار بد اِرایا وار روانہ ہوے قال عز شانہ وما انزلنا علی قومہ من بعدہ من جند من السماء وما کنا منزلین ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم خامدون ۞ اور نہین اوتارا ہمنے اوپر قوم اُسکی کے پیچھے اُسکے سے کوئی لشکر آسمان سے اور نہین تھے ہم اوتارنے والے نہین تھا عذاب ان کا مگر ایک آواز تند یس اسوقت وہ بجھے ہوئے تھے

فصل چوتھی ذکر حنظلۃ الصادق علیہ السلام اور ذکر شمہ حال یونس جہود مین کہ امت حضرت عیسے کو گمراہ کیا مخبران اخبار انبیا سے عظام نے حبیب السیر اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ بعد از رفع حضرت روح اللہ کے بلدہ حاضورا مین کہ ایک شہر ہے مملکت یمن مین ساکنین اُس مقام نے کہ زمان فطرت مین یعنے بعد از رفع مسیحا اور قبل از بعثت خاتم انبیا علیہ من الصلوٰۃ اتمہا واکملہا بنا فرمانی اوامر و احکام حضرت ربانی جبارت کی پاکیزہ ترین روزگار آدمیون اُس دیار مین موسوم بحنظلۃ الصادق اس جماعت کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے بعضے اُن مین بحلیہ ایمان متجلی ہونے اور بعضے عصیان اور ضلالت پہ آ رہے رہے اور آخر الا مشرکون اُس قوم نے حضرت حنظلہ کو قتل کیا اور مومنین کہ اصحاب حضرت تھے بمقابلہ اور مقاتلہ کفار بہت مشغول ہوئے ولیکن مغلوب ہی رہے الا بعد اندک زمانہ کے حضرت منتقم حقیقی نے ایک بادشاہ کو ملوک بابل مین سے مستولی فرمایا تا بانتقام حضرت حنظلہ اُن اشرار نابکار کو تہ تیغ آبدار کرے چنانچہ وہ بادشاہ ایک لشکر گران لیکر نواحی حاضورا پہونچا اور کفار بھی تہیہ اسباب قتال وجدال آمادہ کر کر مقابلہ مین آئے اور جانبین سے کشش اور کوشش بہت سی عمل مین آئی آخر الامر وہ قوم بے حاصل ملک بابل سے ہزیمت پاکر ناچار وطن مالوف سے دست بردار ہوکر

اور طرف کو چلے اثناے راہ مین از جانب مالک السلام بلا کہ یا تنہاے سب بے نیام اُنکے پاس پہونچے
کہا آیت لا ترکضوا الے ما اترفتم فیہ و مساکنکم لعلکم تسئلون یعنے مت دوڑو اور پھر
جاؤ طرف اُس جگہ کے آرام دیئے گئے تھے بیچ اسکے اور گھرون اپنی سے تو کہ تم سوال کیے جاؤ
اور انھون نے اپنے افعال ناشایستہ یاد کر کر کہا آیت یا ویلنا انا کنا ظالمین فما زالت تلک
دعوٰیھم حتی جعلناھم حصیدا خامدین یعنے اے واے ہمکو تحقیق ہم تھے ظالم پس ہمیشہ رہا یہی پکارنا انکا یہان
تک کہ کر دیا ہمنے انکو جڑ سے کٹے ہوئے بجھے ہوئے - اور عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے
کہ امت حضرت عیسٰے بعد از مرفوع ہونے حضرت کے بشہر فیروزہ نام اکاسی برس تک جادۂ
شریعت پر راسخ دم اور ثابت قدم تھے بعد ازان یونس یہودی نے ان کو راہ راست سے
وادی کفر وضلالت مین ڈالا اور کیفیت اس واقعہ کی اسطرح پر ہے کہ یونس یہود نے کہ
آپکو سالک غاشیہ کشان شیطان لعین مین انتظام دیا تھا ملبس بلباس زہد اور رہبانی حضرت
عیسٰے علیہ السلام کی امت مین آکر چار مہینے تک ایک نصارے کے گھر مین معتکف ہوا اور کبھی
کو روے نامبارک اپنا نہ دکھایا اور رئیس زاہد اور متقی اپنا اُسے جتایا کہ وہ نصارے کثرت
سے مع اپنے اہل و توابع اور دوستون کے اسکا معتقد ہوا جب اس نے جانا کہ اس جماعت کو
میری نسبت اعتقاد تام ہو چکا بعد انقضاے مدت مذکور اور نصرانیون کو پیغام بھیجا کہ تین عالمون
کو اپنے علما مین سے کہ وثوق تمام اُنکے قول پر رکھتے ہو میرے پاس بھیجدو کہ ہر ایک سے
جداگانہ ایک سر اسرار الہی سے کہدون نصارے نے نسطورا اور ماریعقوب اور ملکا
کو یونس کے پاس بھیجا اور اُس ناشخص نے انمین سے اول ایک کے ساتھ خلوت کی اور کہا
مین فرستادۂ مسیح ہون قوم کے پاس تا یہ ساتھ پہونچتے پیغام اُس کے کے بار دل سبکدوش
ہو وین پھر اُس سے کہا تو جانتا ہے کہ عیسٰے مردہ کو زندہ کرتا تھا اور غیبین اور جنان اُس سے
ظاہر ہوتا ہے اُس عالم نے جواب دیا کہ درست ہے پھر یونس نے پوچھا کہ یہ افعال
بجز خداے تعالے کے کسی سے صادر ہوتے ہین کہا نہین یونس نے کہا بس اب یقین جان
کہ عیسٰے پروردگار عالم ہے کہ آسمان پر سے اُترکر اور قضاے ارضی کو سرانجام کر کر پھر آسمان پر
چلا گیا پھر اسنے دوسرے عالم سے خلوت کی اور کہا کہ تجھپر روشن ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام
سے ایسے فعل اور ایسے عمل صادر ہوتے تھے کہ بغیر از آفریدگار کوئی اُن پر قادر نہین ہے
اسنے تصدیق کی یونس نے کہا تو جانتا ہے کہ حضرت عزت تعالی شانہ حرکت سے منزہ ہے
کہا ہان یونس نے اب کہا چاہیے کہ تو اعتقاد کرے کہ عیسٰے پسر خدا ہے کہ اسکو زمین پر بھیجا تھا
اور پھر اپنے پاس بلا لیا اور پھر تیسرے دانشمند سے خلوت کی اور اسیطرح باتین القا کر کہا عیسٰے خدا نے

زمین ہے کہ جب لوگون نے اسکے قتل کرنے کا قصد کیا تھا غائب ہوگیا اور عنقریب قوم مین ظہور کریگا اور
پھر کہا حضرت عیسیٰ نے مجکو یہ خبر پہونچانے کے واسطے تمہارے پاس بھیجا ہے اور بعد اظہار اسرار کی
پھر یا تا سنے کے صومعہ مین جاکر دروازہ بند کرلیا اور رات ہی شب مین اپنا گلا کاٹ کر جہنم واصل ہوا جب
صبح ہوئی تو نصاریٰ نے علماے ثلثہ سے تفتیش حال کی کہ یونس نے تمہین کیا کہا ہر ایک نے سخن مخالف
دوسرے کے بیان کیا قوم نے کہا ہم اسبات کو جب صحیح اور درست جانین گے کہ آپ اپنے واسطہ
یونس کی زبان سے اپنے کانون سے سنین تب انھون نے آنکر صومعہ کے دروازہ کو کھولا اور
یونس کو مرا ہوا پایا پس نصاریٰ کے تین فرقہ ہوکر فرقے نے آپس مین ایک عقیدہ مقابلہ کو رہنے لگا
کیا قال اللہ تعالیٰ فاختلف الاحزاب من بینہم یعنی پس اختلاف کیا فرقون نے بیچ
اپنے۔ معالم التنزیل مین مرقوم ہے کہ بعد از اختلاف یونس شقاوت مآل نصاریٰ کئی فرقہ ہوگئے
مار یعقوبیہ اور ملکانیہ اور نسطوریہ اور مرقوشیہ کہا مار یعقوبیہ نے عیسیٰ وہی اللہ ہے اور
اسیطرح جیسے ملکانیہ نے کلام کیا اور کہا نسطوریہ نے عیسیٰ وہی بیٹا اللہ کا ہے اور کہا مرقوشیہ
نے عیسیٰ تیسرا ہے تین مین کا اور بعضے کہتے ہین کہ عقیدہ ملکانیہ یہ ہے کہ عیسیٰ خدا ہے اور یعقوبیہ کا
یہ کہ عیسیٰ پسر خدا ہے اور مذہب نسطوریہ یہ کہ تیسرا ہے تین مین تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علوا
کبیرا اور پوشیدہ نہ رہے یہ جو بیان ہوا درباب فرقون نصاریٰ کے روایت مفسرین کی
کہ متکلمین کے اقوال سے مخالفت رکھتی ہے اور منقولہ ارباب کلام پر اگر اطلاع چاہیے تو ملل نحل
شہرستانی اور اور کتب کلامیہ کو مطالعہ کرے شمہ انمین سے یہ کہ ترجمہ تاریخ ابو الفدا مین لکھا
ہے کہ بلفظہ نقل کیا جاتا ہے وہ یہ کہ نقل ہے کتاب ملل النحل سے شہرستانی کہتا ہے کہ کلمہ کے مجسم ہونے
مین نصاریٰ کے کئی مذہب ہین ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ وہ کلمہ چمکا جسم پر مثل چمکنے نور کے جسم شفاف
پر اور ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ جسطرح موم مین چھاپہ لگتا ہے اسی طرح سے وہ کلمہ جسم کے ساتھ
منقش ہوگیا تھا اور ایک مذہب یہ ہے کہ الوہیت انسانیت سے اکٹھی ہوگئی تھی
اور ایک فرقہ اسطرح پر بیان کرتا ہے کہ کلمہ جسم مسیح سے اسطرح پر پیوستہ
ہوگیا تھا جیسا پانی دودھ مین ملجاتا ہے بہر تقدیر سب نصاریٰ اس بات پر متفق ہین کہ حضرت
مسیح کو یہودیون نے سولی دی اور مار ڈالا اور کہتے ہین کہ مسیح بعد مرنے کے اور سولی پانے کے
پھر زندہ ہوا اسکا جسم پھر شمعون الصفا نے دیکھا اور حضرت عیسیٰ شمعون سے باتین کرکے اور
اور وصیت کرکے دنیا کو چھوڑ کر آسمان پر چڑھ گئے شہرستانی کہتا ہے کہ ملت نصاریٰ
مین بہتر فرقہ ہین سب سے بڑے تین یعنی ملکانیہ اور نسطوریہ اور یعقوبیہ ملکانیہ اُن نصاریٰ
کو کہتے ہین جو ایک بادشاہ روم کے وقت مین بسبب غلبہ اور سطوت اُس بادشاہ کے

اُسکے ہمراہ نصاریٰ ہو گئے تھے یہ فرقہ صاف تثلیث کا اقرار کرتا ہے انھین کی خدا ے تعالیٰ نے
قرآن مجید مین خبر دی ہے وہ یہ کفر کرتے ہین وہ لوگ جو قائل اس بات کے ہین کہ خدا ایک ہے تین
مین کا یہ کہ ملکائیہ کہتا ہے کہ مسیح انسان کلی ہے اور وہ قدیم ازلی ہے اور حضرت مریم نے ایک خدا
کا ازلی جنا اور سولی اور قتل واقع ہوا ہے انسانیت اور الوہیت دونون پر یہی لوگ باپ
اور بیٹے کا اطلاق خدا اور مسیح پر کرتے ہین اور اسکا باعث یہ ہے کہ اُن لوگون نے انجیل مین اکثر
بیٹا لکھا ہوا پایا ہے اور ایک دلیل اُنکی یہ بھی ہے وہ کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب
جب سولی دے چکے اور قتل کر چکے تو انھون نے آپ فرمایا تھا کہ مین اپنے اور تمھارے باپ
پاس جاتا ہون اور کہتے ہین کہ خدا ے تعالیٰ قدیم ہے اور مسیح مخلوق ہے بعد اس حادثہ کے
پہلوانان تنومند اور عالمان عقلمند اور ہوشیار آدمی سب پاس بادشاہی مکان مین قریب تین سو
تیرہ مرد کے جمع ہوئے اور سب نے باتفاق حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اعتقاد دلا کر قبول کیا ان لوگون
کا یہ قول ہے کہا کرتے ہین کہ ایمان لاتے ہین ہم خدا ے واحد پر جو مالک ہے ہر شے کا اور صانع ہے
مخلوقات کا مرئی و غیر مرئی کا اور ایمان لاتے ہین اکلوتے بیٹے یسوع مسیح اکلوتے بیٹے خدا کے پر جسنے پیدا
کیا تمام خلق کو اور وہ خود مصنوع نہ تھا خدا ہی سچا ہے سچے خدا سے اپنے باپ کے جو ہر شے جسکے ہاتھ سے
سب عالم پیدا ہوئے اور وہ شے جو واسطے ہمارے اور واسطے خلاصی ہماری کے آسمان سے اُتری
ہے اور قائل ہین اس بات کے کہ حضرت عیسیٰ مجسم ہوئے روح القدس اور پیدا ہوئے مریم
سے اور سولی بھی ہوئی اور دفن بھی کیے گئے پھر تیسرے روز جی اٹھے اور آسمان کو چڑھ گئے اور
اپنے باپ کے داہنی طرف بیٹھے اور پھر تشریف لانیکو مستعد ہین دوسرے بار واسطے انفصال قضایا
مردون اور زندون کے اور ایمان لاتے ہین ہم روح قدس واحد پر ایسی روح جو اُسکے باپ سے نکلی ہے
اور ایمان لاتے ہین ہم اس بات پر کہ پھر دوسرا کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شفاعت پر موجب
گناہون کے معاف ہو جائینگے اور ایمان لاتے ہین ہم اس بات پہ کہ بدن ہمارے اُٹھین گے اور ابد الآباد
تک زندہ رہین گے اور ایمان لاتے ہین ہم اس جماعت قدسیہ پر جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
ہم جلیس تھے یہی یہ جو ہمنے ذکر کیا اس مذہب اور طور پر اول ہی اول اتفاق ہوا تھا اور
شریعت بھی انھون نے بنائی ہے جسکو امانوسٹا کہتے ہین اور فرقہ دوسرا اپنے نسطوریہ ہے یہ
وہ لوگ ہین جو نسطور کے زمانہ مین تھے یہ لوگ نزدیک نصاریٰ کے ایسے ہین کہ جیسے معتزلہ
ہمارے نزدیک یہ فرقہ اول فرقے سے تجسد مسیح مین مختلف ہین ان کا مذہب امتزاج
کا نہین بلکہ یہ لوگ کہتے ہین کہ کلمہ جسد مسیح پر ایسا چمکا جیسے شمس آئینہ یا بلور مین چمکتا
ہے اور یہ کہتے ہین کہ مسیح پر الوہیت کی جہت سے قتل واقع نہین ہوا بلکہ جہت انسانیت

پر قتل ہوا انکا نہ اسکو نہین مانتے اور تیسرا فرقہ یعقوبیہ وہ ہین جو یعقوب البردعائی کے ہم عصر
تھے یہ ایک راہب تھا قسطنطنیہ مین انکا یہ مذہب ہے کہ کلمہ بھی گوشت اور خون ہو کر خداوند
عیسے مسیح کی شکل پیدا ہو گیا تھا ابن خرم کہتا ہے کہ فرقہ یعقوبیہ کے لوگ یہ کہتے ہین کہ مسیح
خدا ہے قتل بھی کیا گیا اور مصلوب بھی اور تین روز تک مردون مین پڑا رہا انکا یہ مقولہ ہے
کہ ان تین دن تک دنیا بدون خدا کے جو سب کا مدبر ہے رہی ان لوگون کی بھی خدا تعالی
نے قرآن مجید مین خبر دی ہے اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ کافر ہین وہ شخص جو کہتے ہین کہ مسیح
ابن مریم خدا ہے انتہی ما اوردناھونا نقلہ من کلام الشہرستانی وھذا القدر کاف
لمن ادنی لب مترجم کہتا ہے یہ سب دروغ کہتے ہین اور راہ کذب کے طے کرتے ہین حق یون
ہے کہ حضرت عیسے بندہ اور آفریدہ اور پیغمبر خدا تھے چنانچہ اللہ تعالی سورۂ نساء مین فرماتا ہے
یا اہل الکتب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ
وکلمتہ القہا الی مریم وروح منہ فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلثۃ انتہوا خیرا لکم انما اللہ الہ
واحد سبحنہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموات وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا لن یستنکف
المسیح ان یکون عبدا للہ ولا الملئکۃ المقربون ومن یستنکف عن عبادتہ ویستکبر فسیحشرھم الیہ
جمیعا یعنے اے اہل کتاب کے مت زیادہ گوئی کرو بیچ دین اپنے کے اور مت کہو اوپر اللہ کے
مگر سچ سوائے اسکے نہین کہ عیسے بیٹا مریم کا ہے پیغمبر اللہ کا ہے اور حکم ہے اسکا ڈال دیا اسکو
طرف مریم کے اور روح ہے اسکی طرف سے پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسول اسکے کے
اور مت کہو خدا تین ہین باز رہو بہتر ہوگا واسطے تمہارے سوائے اسکے نہین کہ اللہ معبود اکیلا ہے
پاک ہے وہ اس سے کہ ہو واسطے اسکے اولاد واسطے اسی کے ہے جو کچھ بیچ آسمانون کے اور جو کچھ
بیچ زمین کے ہے اور کفایت ہے اللہ کارساز ہرگز نہ انکار کرے گا مسیح اس سے کہ ہو بندہ واسطے
اللہ کے اور نہ فرشتے مقرب اور جو کوئی انکار کرے بندگی اسکی سے اور تکبر کرے گا پس اکٹھا
کرے گا ان کو طرف اسکے سب کو اور سورۂ مائدہ مین فرمایا ہے لقد کفر الذین
قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یہلک المسیح ابن مریم
وامہ ومن فی الارض جمیعا وللہ ملک السموات والارض وما بینہما یخلق ما یشاء واللہ علی کل
شیء قدیر وقالت الیہود والنصاری نحن ابناء اللہ واحباؤہ قل فلم یعذبکم بذنوبکم
بل انتم بشر ممن خلق یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء وللہ ملک السموات والارض وما
بینہما والیہ المصیر یعنی البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ جو کہتے ہین تحقیق اللہ وہ ہے مسیح بیٹا مریم
کا کہہ پس کون اختیار رکھتا ہے اللہ کے کام مین کچھ اگر چاہے کہ ہلاک کر ڈالے مسیح بیٹے مریم کے کو

اور ماں اسکی کو اور ان لوگونکو کہ بیچ زمین کے ہیں سارے اور واسطے اللہ کے ہے بادشاہی
آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ درمیان انکے ہے پیدا کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اور اللہ اوپر
ہر چیز کے قادر ہے اور کہا یہودیوں نے اور نصاریٰ نے ہم بیٹے اللہ کے اور پیارے ہیں اسکے
کہہ پس کیوں عذاب کرتا ہے تمکو ساتھ گناہوں تمہارے کے بلکہ تم آدمی ہو اس چیز سے کہ پیدا
کیا ہے بخشتا ہے جسکو چاہتا ہے اور عذاب کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور واسطے اللہ کے ہے
بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ درمیان انکے ہے اور طرف اسی کے ہے پھر جانا
اور پھر فرماتا ہے — لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم وقال المسیح یبنی اسرائیل
اعبدوا اللہ ربی وربکم انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماوٰہ النار وما للظلمین
من انصار لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ وما من الہ الا الہ واحد وان لم ینتہوا
عما یقولون لیمسن الذین کفروا منہم عذاب الیم افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ
واللہ غفور رحیم ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ
کانا یاکلان الطعام انظر کیف نبین لہم الایت ثم انظر انی یؤفکون قل اتعبدون من
دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا واللہ ہو السمیع العلیم قل یاہل الکتب لا تغلوا فی دینکم
غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل لعن الذین کفروا من
بنی اسرائیل علی لسان داود وعیسی ابن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون یعنی البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ
کہ کہتے ہیں تحقیق اللہ وہ ہے مسیح بیٹا مریم کا اور کہا مسیح نے اے بیٹو یعقوب کے عبادت کرو اللہ کو
پروردگار میرا ہے اور پروردگار تمہارا تحقیق بات یہ ہے جو کوئی شریک لاوے ساتھ اللہ کے پس
تحقیق حرام کی اللہ نے اوپر اسکے بہشت اور جگہ اسکی آگ ہے اور نہیں واسطے ظالموں کے
کوئی مددگار البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ کہ کہتے ہیں تحقیق اللہ تیسرا ہے تین کا اور نہیں کوئی
معبود مگر معبود ایک اور اگر نہ باز رہیں گے اس چیز سے کہ کہتے ہیں البتہ لگیگا ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے
انہیں سے عذاب درد دینے والا کیا پس نہ توبہ کریں طرف اللہ کے اور نہ بخشش مانگیں اس سے
اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان نہیں مسیح بیٹا مریم کا مگر پیغمبر تحقیق گذر گئے ہیں پہلے اس سے
پیغمبر اور ماں اسکی صدیقہ تھی یعنی اولیا دونوں کھاتے تھے کھانا دیکھ کیونکر بیان کرتے ہیں
ہم واسطے اسکے نشان پھر دیکھ کہاں سے بہکائے جاتے ہیں کہہ کیا عبادت کرتے
ہو تم سوا اللہ کے اس چیز کو کہ نہیں اختیار رکھتی واسطے تمہارے ضرر اور نہ نفع
اللہ وہ ہے سننے والا جاننے والا کہہ اے صاحب کتاب کے مت زیادتی کرو بیچ دین
اپنے کے سوا حق کے اور مت پیروی کرو خواہشوں اس قوم کی کہ تحقیق گمراہ ہوئے تھے

پہلے ایمان لائے ہیں سے اور گمراہ کیا بہتون کو اور بہک گئے راہ سیدھی سے لعنت کیے گئے وہ لوگ کہ کافر
ہوئے بنی اسرائیل سے اوپر زبان داؤد کے اور عیسیٰ بیٹے مریم کے یہ بسبب اسکے کہ نافرمانی کرتے
تھے اور حد سے نکل جاتے ہیں ان آیات بینات سے صاف واضح ہے کہ قول یعقوبیہ
کہ تھا اللہ ہی تھا جو صورت مسیح میں آیا تھا اور قول نسطوریہ جو قائل تھے کہ مسیح اللہ کا بیٹا حقیقی ابدیت
کے سبب کہ جیا ظاہر کیا پھر اسکو اپنے پاس بلا لیا یعنی معاذ اللہ خود الٰہی تین حصہ ہو گیا ایک اللہ
دوسرا ایک روح القدس ایک مسیح اور باقی اقوال کہ مذکور ہوئے سب کفر ہیں من ہذا الاقوال و
نقول کما قال اللہ تعالیٰ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ
کہہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ ایک ہے اللہ بے احتیاج ہے نہیں جنا اسنے
اور نہ جنا گیا اور نہیں ہے واسطے اسکے برابری کرنے والا کوئی فصل پانچوین قصہ اصحاب
کہف مین نقشہ سنجان گلستان غرائب اخبار اور داستان سرایان عجائب آثار نے درباب عدد
و اسامی اصحاب کہف اور سبب ایمان اور نام بلدہ اسکے مین اختلاف کیا ہے زمرہ مورخین
کا یہ عقیدہ ہے کہ اصحاب کہف قبل از بعثت روح اللہ غار مین جا کر سو گئے اور بعد از
رفع حضرت باسمان جاگے اور خبردار ہوئے اور ایک فرقہ کا عقیدہ ہے کہ تخمیناً [illegible] بعد از
صعود کرنے حضرت مسیح کے آسمان پر ظہور مین آئے - راویان اخبار کہتے ہین کہ اصحاب کہف
ساکنان شہر افسوس مضافات دیار روم مین متعلقات یونان ہی سے تھے اور سبب قبول
ایمان ان کا مضمون اسطرح بیان کیا ہے کہ جب سنا جالینوس طبیب نے کہ اس بلدہ مین اقامت
پذیر ہے اور پہونچا کر اندھے اور کوڑھے کا عیسیٰ مسیح علاج کرتا ہے کیا یہ افعال طبیبان حاذق سے بھی ہوتا
ہوتے ہین اور جب سنا کہ وہ مردہ کو بھی زندہ کرتا ہے کہا یہ عمل خیر قدرت بشر سے باہر ہے اگر
عیسیٰ احیاے موتی کرتا ہے تو اسکو دعوے نبوت مین صادق جاننا چاہیے اور بعد از
تو ابتدا اس خبر کے مع ایک یا دو شاگردون اور دوستون اپنے کے ازراہ دریا متوجہ
خدمت بابرکت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوا اور کشتی مین بہ سبب مرض شکم مبتلا ہو کر بجائے
نزع پہونچا اسکے شاگردون نے اس سے کہا کہ سبحان اللہ جو مریض ہمیں انفاس متبرکہ تمہاری
سے صحت پاتے ہین یہ کیا بھید ہے کہ اپنے علاج مین تم عاجز ہو جالینوس نے کہا انی اعالج
بما اعلم یعنے تحقیق علاج کرتا ہون ساتھ اس چیز کے کہ جانتا ہون مین اسکو پھر کہا ایک کوزہ
پانی سے بھر کر میرے پاس لاؤ جب اسکے شاگرد آبخورہ پانی کا بھرا ہوا لائے ایک دارو
کہ بنا بر استعمال اپنے شکم کی بنائی تھی تھوڑی سی اس سبوچہ مین ڈالی اور بعد ایک ساعت کے
اوس ظرف پر آب کو دیکھا کہ تمام پانی جم گیا اور کسیطرح سے بہتا نہین ہے اپنی شاگردون سے کہا کہ یہ چیز

تھا و آب پر بسکے کہ یہ کہکر وہی دوا ست جالینوس قوی اسہال سے چند اُس مقدار کی آبخورہ مین ڈالی تھی اور بسبب سرعت اثر اُسکے پانی منجمد ہوگیا تھا کہ پالی بعد اسکے اسکو اجابت متواتر ہوئی اور شدت اسہال سے قریب بمرگ ہوا اور سمجھا کہ مرض موت کا کچھ علاج نہین ہے با قضا بر نے توان آمد با قدر بر نے توان آویخت غرضکہ اُسوقت جالینوس نے یہ وصیت کی کہ بعد از تکفین و تدفین میرے تم سب یاران رفیق حضرت مسیح کے پاس جا کر اُسکی نبوت کے ساتھ اعتراف کرنا القصہ اہل کشتی جب سفینہ پر سے اُترے جالینوس کو دفن کیا اور ملازمت حضرت روح اللہ مین پہونچکر بدولت اسلام کے مشرف ہوئے اور پھر اپنی اپنی ولایت کو مراجعت کی اور خلائق اُس دیار کو وصیت جالینوس سے مطلع کیا مردم اُس دیار نے اپنی حیات گذشتہ پر افسوس کیا کہ واسطے اوسکے ہاسے کہ ہمنے اپنی مدت ضلالت مین صرف کی خلاصہ یہ کہ یہ بھی ایمان لائے اور یہ روایت قول محمد بن محمود شہرزوری کے مخالف ہے کیونکہ اُسنے تاریخ حکما مین لکھا ہے کہ جالینوس حکیم نے قبل از دو سو برس بعثت حضرت عیسیٰ کے شربت مرگ چکھا تھا اور نیز منافی اُس روایت کے ہے جو پہلے قصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مین گذری العلم عند اللہ تعالیٰ بحقیقۃ الحال اور روایت سے اسطرح منقول ہے کہ اصحاب کہف اور تمام اہل افسوس جب ایمان لائے تھے کہ ایک حواریون مین سے بفرمودہ شمعون الصفا اُس دیار مین پہونچا تھا اور اُنکے دعوت سے [illegible] مین خلائق ایمان کو آیا ایک بادشاہ جبار دقیانوس نام بلاد روم یا زمین بابل مین مستولی ہوکر آدمیون کو بت پرستی کی ترغیب کرتا تھا اور جو کوئی اُس کا انکار کرتا تھا سیاست فرماتا تھا جب اسنے بلدہ افسوس پر کہ اصحاب کہف وہان رہتے تھے غلبہ پایا اور خلق کو اپنی متابعت پر دعوت کی بعضون نے تابعداری اختیار کی اور بعضون نے نہ کی اور اور اہل توحید لاچار اور مجبور ہوکر ہر طرف جنگل گئے یا کہین کونون گوشہ مین چھپ رہے اور اشرار نابکار اخیار اور ابرار کو جو پاتے اختفا سے نشان دہی کرتے تھے اور دقیانوس بے ناموس بقطع اعضا ان کے حکم دیتا تھا سات شخص اولاد خلفائے اُس ولایت سے اپنے گھرون مین بیٹھے ہوئے دروازے بند کر کے بعبادت پروردگار عالمیان مشغول رہتے اور حضرت مجیب الدعوات سے بتضرع اور تخشع بجہت دفع شر دقیانوس مسئلت کرتے تھے روز عید کہ دقیانوس بنا پر معبود باطل اپنے کے ذبح اور قربانی اشتغال کرتا تھا ایک مرتبہ اُسنے حکم کیا تھا کہ جو کوئی اُس دن ذبح مین حاضر نہ ہوگا اور میرے بت کو سجدہ نہ کریگا اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کروا ڈالونگا اور حال اُن سات خدا رسیدہ سے مطلع ہوکر اُن کے استحضار کے واسطے بھی حکم دیا جب ارباب خلوت حسب الحکم اُس انجمن مین حاضر ہوئے دقیانوس نے اُنسے پوچھا کہ تمھارے غرور کا سبب کیا ہے کہ میرے حکم واجب الاتباع

سے انحراف اور آزار سے قربانی سے اجتناب اور سجدہ صنم سے احتراز کرتے ہو مکسلمینا کہ ان مین
رتبہ سروری رکھتا تھا پیش آیا اور کہا کہ اے بادشاہ تو ہمکو ایک ایسی مصنوع ناشخص کی پرستش پر
دعوت کرتا ہے کہ نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ اُس سے نفع متصور ہے اور نہ ضرر ایسے جماد
کو ہم کیونکر معبود حقیقی جانین اور کسطرح سے اپنی پیشانی اُسکے روبرو زمین پر رکھین تو اس خیال
سے درگذر کہ ہمسے ہرگز یہ فعل صادر نہین ہونے کا دقیانوس نے کہا جو تم میرے معبود کو سجدہ
نہین کرتے تو تمہارا مسجود کون ہے۔ آیۃ فقالوا ربنا رب السموات والارض لن ندعوا من دونہ الٰہا
یعنے پس کہا انھون نے پروردگار ہمارا اور پروردگار آسمانون کا اور زمین کا ہے ہرگز نہ پکارینگے
ہم سواے اُسکے کسی معبود کو جب اُس جبار نے یہ بات سنی عنان تمالک ہاتھ سے چھوڑ
کر ان کے قتل پر اشارہ کیا مکسلمینا نے کہ آثار خوف و فزع بشرہ یارون سے مشاہدہ
کیا کہا اے بادشاہ ہمکو اپنے محافظونکو تفویض کر دے اور آج کی رات مہلت عطا کر اگر کل
ہم تیرے کیش کو قبول کرینگے تو ہمپر رحم کرنا والا جو تیرا ارادہ ہے ہمارے ساتھ عمل مین لانا دقیانوس
کو انکا یہ کلام مقبول ہوا اور اہل توحید کو محبوس کیا اور انھون نے فرصت پاکر اوسی شب مین
فرار کیا جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا
حبیب خدا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ وحی نازل کی اللہ نے مجھپر فرمایا
آیت ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیتنا عجبا ۵ یعنے کیا گمان
کیا ہے تو نے پیر کہ رہنے والے غار کے اور اُس کھودے ہوئے کے تھے نشانیون ہماری سے
تعجب کرتے زمین روم مین ایک شہر تھا جسکا نام افسوس مشہور تھا اُسے بنایا تھا ایک نیک بخت
بادشاہ نے اتفاقاً وہ بادشاہ مرگیا اور سلطنت وہان کی خراب ہو گئی جب یہ خبر
مملکت فارس مین پہونچی تو وہان کا بادشاہ دقیانوس نام کہ ظالم اظلم تھا لشکر لیکر شہر افسوس
پر چڑھا اور بعد جنگ اُسکو فتح کیا اور اُس شہر مین ایک قلعہ مستحکم بنایا راوی لکھتا ہے
کہ اُس قلعہ کا طول اور عرض تین تین کوس تھا اور نہایت صاف اور گڑھے پتھر سے
بنایا گیا تھا جسمین چار ہزار ستون طلائی زرناب کے تھے اور چھت بھی سونیکی تھی اور زنجیرین
تھین کوفت کی ہوئی چاندی کی اور ہر رات چراغ روشن کیے جاتے تھے خوشبودار تیل
سے اور مکان مین دو سو روشندان مشرق کی طرف اور دو سو مغرب کی طرف
رکھے تھے کہ شبانہ روز ہر وقت شعاع ضیاء آفتاب و ماہتاب سے اسمین روشنی
رہتی تھی اور ایک تخت مرصع بنایا تھا کہ طول اوسکا اسّی گز کا اور عرض اُس کا
چالیس گز کا تھا اور داہنی طرف اُس تخت کے اسّی کرسیان سونے کی اور بائین

اور بائین طرف اتنی ہی اسیقدر رکھی تھین کہ اُنپر امرا اور ارکان سلطنت بیٹھتے تھے اور ایک وارت
یہ تھی کہ ایک طرف کرسیون پر بادشاہ اور شہزادون کے اور ایک طرف امرا اور اراکین بیٹھتے تھے یعنی تین
بادشاہ اسکے تبع اور نوبت مین رہتے تھے اور خود بادشاہ اُس تخت پر بیٹھتا تھا اور ایک تاج مکلف کندہ
بڑا ہوا جواہر کا بیٹھا اور اُسکے سات رکن تھے اور ہر رکن پر اسطرح موتی چمکتے تھے جیسے اندھیری رات مین
روشنی چراغونکی ہوتی ہے اور اس بادشاہ نے پچاس لڑکے سردارونکے آراستہ کئے تھے اور انکو سونیکی ٹوپیان
پہنائی تھین اور اُنکے ہاتھون مین عصا سونیکے دئے تھے اور چھ لڑکے اولاد علما مین سے بعد ترتیب اپنے قطعہ کے
اپنے وزیر کئے تھے کہ تین اُنمین سے داہنی طرف اور تین بائین طرف کھڑے رہتے تھے وہ جو داہنی طرف
رہتے تھے اُنمین ایک کا نام تھا یملیخا اور دوسرے کسلمینا اور تیسرے کا مشافطیونس اور جو بائین طرف رہتے تھے
ایکا نام مرطونس دوسرا کشوطونس تیسرا سارینونس اور ایک روایت سے یہ نام یون ہین یعنی داہنی طرف
والے یملیخا کسلمینا مشلینا اور بائین طرف والے مرنوس دبرنوس شاذنوس اور یہ بادشاہ سب باتون
مین اُنسے مشورہ کرتا تھا اور بغیر اُنکے کوئی کام نکرتا تھا اور جسوقت یہ بادشاہ اجلاس کرتا تھا دربار
لگتا تو یہ دستور مقرر تھا کہ انمین سے ایک شخص کے ہاتھ مین ایک پیالہ سونیکا بھرا ہوا مشک کا اور دوسرے
کے ہاتھ مین بھرا ہوا گلاب کا اور تیسرے کے ہاتھ مین ایک جانور اُڑنیوالا سفید ہوا ہوتا تھا جب وہ جانور چھوڑا
جاتا تھا تو وہ پہلے غوطہ لگاتا تھا گلاب کے پیالہ مین پھر اڑتا تھا اور غوطہ لگاتا تھا مشک کے پیالہ مین اور اسیطرح
اُڑتا ہوا بادشاہ کے سر پر جاتا کہ قطرات لطیف مشک اور گلاب کے اُسکے پروں سے جھڑتے اور بادشاہ
کے سر پر پڑتے اور بعض تفاسیر مین لکھا ہے کہ رنگ اس جانور کا سفید تھا اور بازو اُسکے سرخ اور یہ
بھی لکھا ہے کہ جب بادشاہ اشارہ کرتا تھا تب وہ جانور از خود آ کر غوطہ لگاتا تھا اور پھر تاج پر بیٹھ کر چہچہاتا
تھا اور یون ہاتھ پر ایک لڑکے کے بیٹھا رہتا تھا الغرض تیس برس اسطور پر گذرے اور اس عرصہ
کثیر مین کبھی کسیطرح کا رنج اور غم اُس بادشاہ کو نہ پہنچا اور کسیطرح کی بیماری اُس مدت مین کبھی
نہ ہوئی حتی کہ کبھی درد سر تک نہ دیکھا آخر کو ایسا سرکش ہوگیا اور غرور اُسکے سر مین بھرا کہ دعوے خدائی
کا خود کرنے لگا اور لوگون کو دعوت کی کہ مجھے خدا کہین اور جو شخص کہ اس بات کو قبول کرتا تھا اسے خلعت
وزرا اور بہت اسباب دنیاوی دیتا تھا ناچار بہت لوگون نے قبول کیا غرض سب پوجتے تھے اور سال
مین ایک روز عید کا مقرر تھا اتفاقاً ایک روز عید کو بادشاہ تخت پر بیٹھا تھا اور وہی تاج مرصع سر پر
رکھا ہوا تھا کہ ناگاہ ایک سردار اسکے ارکان سلطنت کا یہ خبر وحشت اثر لایا کہ لشکر فارس تیرے
ملک پر غالب آیا بادشاہ سنتے ہی نہایت محزون اور غمگین ہوا ایسا کہ تھرتھرا کے تخت کے نیچے گر پڑا
اور تاج سر سے الگ جا رہا جب یہ حرکت اُن تینون وزیرون مین سے جو داہنی طرف کھڑے رہتے تھے
اس ایک نے دیکھی کہ یملیخا جسکا نام تھا بسبب اسکے کہ وہ بہت عالم اور عاقل تھا سوچا اور فکر کیا کہ

معاذ اللہ اگر فی الحقیقت دقیانوس خدا ہے تو یہ خبر سنکر کیون غمگین ہوا اور پھر خیال کرنے لگا کہ یہ کھاتا بھی ہے
اور پیتا بھی ہے اور سوتا بھی ہے جو کہ ہم سب لوگ کرتے ہین اگر وہ سچ خدا ہوتا تو چاہیے تھا کہ یہ صفاتین اس
مین نہوتین کیونکہ خدا تعالی کی یہ صفتین نہین ہین اور ذات پاک اسکی ان باتون سے منزہ اور مبرا ہے
غرض تملیخا یہ باتین سوچکر دل مین سمجھ اور یہ تمنا کرکر دربار سے برخاست ہوا ہر ایک شخص اپنے اپنے گھر گیا اور دل
تھا کہ یہ چھہون جوان وزیران سلطنت ہر شب باری باری ایک کے گھر مین جمع ہوتے تھے اور کھاتے پیتے
تھے اتفاقاً اسدن نوبت فراہم ہونے کی تملیخا کے مکان کی تھی چنانچہ شام کو اسکے گھر مین سب جمع
ہوئے اور بیٹھکر کھانے پینے لگے تو پانچون نے کہا یا تملیخا تونے کچھ نہ کھایا پیا جب انھون نے سبب اسکا
پوچھا تو اسنے ظاہر کیا کہ اے بھائیو کچھ نہ پوچھو میرے دلمین ہزارون کھانے پینے اور چین و آرام سے زیادہ
مزے پھر رہے ہین پانچون نے پوچھا کہ اے بھائی بیان تو کرو کہ وہ کیا ہین اسنے کہا کہ فلاح کیا میری فکر
نے طرف آسمان کے مین نے خیال کیا کہ یہ اتنا بڑا خیمہ آسمان بغیر ستون و چوب اور بغیر زنجیر و طناب
کیونکر برپا ہوا اور چاند سورج ایسے روشن جو اپنا نظیر نہین رکھتے آپ سے آپ کس طرح بنے اور پھر آسمان کو
اسقدر ستارون سے خود بخود زینت کیونکر حاصل ہوئی بیشک ان سب کا کوئی بنانے والا ضرور ہے اور
مین نے غور کیا زمین مین کہ یہ فرش کسنے بچھایا ہے پانی پر اور کسنے اسے مستحکم کر دیا ہے اور باندھا ہے
پہاڑون سے کہ ہل نہین سکتی پھر خیال کیا مین نے کہ کسنے بچے کو ماں کے پیٹ مین ڈالا اور باہر نکالا اور کسنے
غذا دی پیٹ مین اور پرورش کیا پھر جانا مین نے کہ ان سب باتونکا کوئی کارساز ہے اور وہ بڑا تدبیر
والا ہے سوا اسکے دقیانوس کے کیونکر اس سے یہ باتین بن نہین آتین بلکہ اسمین خود سب احتیاجین پائی
جاتی ہین جو کہ ہم مخلوق مین ہین تو بالضرور وہ بھی ایک مخلوق مین سے ہے اور خالق ارض و سمٰوات اور
صانع تمام مخلوقات ذات پاک پروردگار ہے بالجملہ مضمون ان آیات کرامت مشحون کا بالہام ربانی
اسکے آئینہ ضمیر مین انعکاس پذیر ہوا قولہ تعالی والسماء بنیناها باید وانا لموسعون والارض فرشنها
فنعم الماهدون ومن كل شيء خلقنا زوجين لعلكم تذكرون ففروا الى الله اني لكم منه
نذير مبين اور آسمان کو بنایا ہمنے اسکو ساتھ قوت کے تحقیق ہم اسکو البتہ کشادہ کرنے والے ہین اور
زمین کو بچھایا ہمنے اسکو پس اچھا بچھونا کرنے والے ہین ہم اور ہر چیز کو پیدا کیا ہمنے دو قسمین تو کہ تم
نصیحت پکڑو پس بھاگو طرف اللہ کے تحقیق مین واسطے تمہارے اس سے ڈرانے والا ہون
ظاہر اور جب یہ کلام پاک انجام تملیخا کا ان پانچون یارون نے سنا تو بیساختہ اسکے پاؤن پر گر پڑے
اور قدم چومنے لگے اور کہنے لگے کہ بھائی فی الحقیقت تو سچ کہتا ہے اور جو کچھ تیرے دل مین آیا ہے
بیشک ہمارا دل بھی یہی قبول کرتا ہے اب جو تو حکم کرے وہی ہم بجا لاوین ظاہرا اللہ تعالی نے
انکے دلون مین مطالب ان آیات بینات کے القا فرمائے آیت خلق السموات بغير عمد ترونها

والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم وبث فیہا من کل دابۃ وانزلنا من السماء ماء فانبتنا فیہا من کل زوج
کریم ھذا خلق اللہ فارونی ماذا خلق الذین من دونہ بل الظالمون فی ضلال مبین یعنی پیدا کیا آسمانوں
کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم اسکو اور ڈالے بیچ زمین کے پہاڑ ایسا نہ ہو کہ ہل جاوے ساتھ تمہارے اور پھیلائے
بیچ اسکے ہر طرح کے جانور اور اتارا ہمنے آسمان سے پانی پس اگائی ہمنے بیچ اسکے ہر قسم نفیس یہ
ہے پیدائش خدا کی پس دکھلاؤ مجھکو کیا ہے ان لوگون نے جو کہ سوا اسکے ہیں بلکہ ظالم بیچ گمراہی ظاہر
کے ہیں غرضکہ یہ سنکر یملیخا نے کہا اے بھائی یعنی کوئی راستہ واسطے آپکے اور تمہارے بہتر نہیں
دیکھتا سوائے اسکے کہ یہان سے بھاگ جاوین طرف بادشاہ ارض وسموات کے کس واسطے کہ ان
الفرار من عادت اہل احتیاط یعنی تحقیق بھاگنا عادت اہل احتیاط سے ہے تاکہ اس ظالم سے نجات
پاوین انھون نے کہا ع صلاح ماہمہ آنست کان صلاح شماست جو تو قصد کرے ہم تیرے ہمراہ
ہین یملیخا یہ بات سنتے ہی کھڑا ہوا اور اسکا ایک باغ تھا کہ دریا پر تھا سب انکو ساتھ لیکے ہوئے باغ
مین چلا گیا اور تین درم کو کھجورین بیچین باقی ہزار درم کو سارا باغ بیچا اور درم چادر کے کونے مین باندھ کر
اور چھوڑون گھوڑون پر سوار ہوکر شہر سے نکلے جب شہر سے تین کوس کی مسافت پر پہنچے تو یملیخا نے
کہا اے بھائیو اب ملک دنیا گیا اور دولت حشمت چھوڑی یاد کرو خدا کو اور پکارو اسے اترو گھوڑون
سے اور چلو اپنے پاؤن سے اللہ کہ خالق ارض وسموات ہے تمھارے واسطے نجات بخشے اور سب کام تمہارا
کرے سب گھوڑون پر سے اتر پڑے اور پیادہ پاؤن چلنے لگے اور گھوڑون کو ہانک دیا ہر چند کہ چھوکرے
نازپروردہ اور عیش وآرام کے خوگر تھے کبھی پیادہ پا کاہے کو چلے تھے مصرع چلتے چلتے انکے پاؤن
مین پھپھولے پڑ گئے یہان تک کہ پھپھولے خلش خار سے فگار ہوکر لہولہان ہوگئے مصرع پاؤن مین
آبلے اور آبلون مین خار بھی ہے + بڑی محنت اور مشقت سے جون تون گرتے پڑتے ایک کوس پر پہنچے
وہان انکو پیاس کا غلبہ ہوا ناگاہ ایک چرواہا انھین دکھائی دیا اس سے کہا کہ اگر تیرے پاس تھوڑا پانی
یا دودھ ہو تو ہمکو پلا اسنے کہا کہ بہت اچھا پلاتا ہون لیکن مین تمھارے چہرون سے روشنی شہزادون
کی سی دیکھتا ہون اور نہین گمان کرتا سوا اسکے کہ تم بھاگے ہوئے ہو معلوم نہین کہ تمنے کیا جرم کیا
ہے پہلے تم اپنا حال سچ بیان کرو تا میرا خلجان خاطر جاتا رہے یملیخا نے جواب دیا کہ اے شخص کیا پوچھتا ہے
حال ہمارا اور کیون مبالغہ کرتا ہے راست گفتاری مین ہم ایسے دین مین داخل ہوئے ہین کہ اسمین جھوٹ
بولنا جائز اور حلال نہین اور اگر ہم جھوٹ بولین تو کوئی نجات دینے والا نہین پھر تمام قصہ بیان
کیا چرواہا تمام حال سنکر انکے قدمون پر گرا اور کہا جو تمھارے دل مین آیا ہے بیشک میرا دل بھی وہی
قبول کرتا ہے لیکن تم ذرا یہان ٹھہرو کہ مین بکریان اور دنبیان انکے مالکون کے پاس پہنچا دون پھر
وہ چرواہا گیا اور پہنچا کر الٹے پاؤن جلدی جلدی دوڑا ہوا پھر آیا لیکن اسکا ایک کتا

تھا کہ وہ بھی ساتھ ساتھ چلا آیا راوی لکھتا ہے کہ حبیب خدا احمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رنگ اس کتے کا ابلق تھا اور نام اس کا قطمیر جب وقت اُن چھوں جوانوں نے دیکھا کہ ایک کتا بھی چلا آتا ہے ساتھ آتا ہے تو آپس میں کہا کہ ایسا ہو کہ یہ کتا ہمیں فضیحت کر ڈالے یہ خیال کیا کہ اگر ساتھ ہوگا تو وہ کو وہاں کہیں ہم رہیں گے بوقت بھونکیگا اور اسکے بھونکنے سے لوگ جان جاوینگے کہ یہاں بھی آدمی ہیں اگر کوئی وطن کا آدمی آئیگا اور اسکو دیکھے گا تو بیشک پکڑے جاوینگے یہ خیال کر کے چھوں جوان کتے کو پتھر مارنے لگے کسیطرح الٹا پھر جاوے جب کتے نے یہ حال دیکھا تو دوڑ کر انکے پاؤں پر لیٹنے لگا جیسے کوئی عجز اور زاری کرتا ہے اور انجام کو بحکم خدا تعالے گویا ہوا اور نہایت صاف زبان سے کہنے لگا کہ اے قوم تم کیوں مجھے پھیرتے ہو میں تمہارا بھید نہیں ظاہر کرونگا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا تعالے وحدہ لاشریک ہے اور میرے سبب سے کوئی تمہارا دشمن تمہارے راز پر نہیں آگاہ ہوگا میں بھی امید رکھتا ہوں کہ تمہارے طفیل سے مجھے بھی خدا تعالے سے قربت اور نزدیکی نصیب ہو جب ان جوانوں نے یہ باتیں اسکی سنیں بیساختہ پتھر ہاتھوں سے ڈال دیئے اور اسکو گود میں ہر ایک لیتا تھا اور کندھے پر چڑھاتا اور اسے لیے ہوئے چلتے تھے اور چرواہا آگے آگے چلا جاتا تھا آخر کو چرواہا ایک پہاڑ میں لیکر چڑھا اور ایک غار کے پاس کھڑا کیا اور اس پہاڑ کا نام بنجلوس تھا اور غار کا نام وصید اور اُس غار کے آگے چشمہ جاری تھا اور درخت میوہ دار موجود چونکہ یہ بہت بھوکے پیاسے تھے اُن درختوں میوہ دار سے سیر ہو کر کھایا اور اس چشمہ سے پانی خوب پیا اور اس غار میں جا کر آرام لیا اور دروازہ پر غار کے کتا بھی ہاتھ پھیلا کر بیٹھا کہتے ہیں حق تعالے نے ملک الموت کو حکم دیا کہ اُن سب کی روحوں کو قبض کرے لیکن یہ روایت قبض ارواح کی ضعیف ہے صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالے نے انپر نوم مستغرق غالب کی اور واسطے ہر ایک کے دو دو فرشتے تعین کیے کہ وہ کروٹیں بدلتے رہیں داہنے سے بائیں طرف اور بائیں سے داہنی طرف اور ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ فرشتے برس بھر میں ایک دفعہ انکی کروٹ بدلتے تھے تاکہ زمین اُنکے بدنوں کو نہ کھا جاوے یعنی بدن انکے بوسیدہ ہوں اور گل نہ جاویں اور یہ بھی روایت ہے کہ سال بھر میں دو دو مرتبہ بدل جاتے اور یہ بات بھی زیادہ ہے بلکہ حالات آفتاب کو حق تعالے نے حکم کیا کہ وقت طلوع سے غروب تک شعاع انپر نہ پڑے قولہ تعالے وترى الشمس اذا طلعت تزاور عن كهفهم ذات اليمين واذا غربت تقرضهم ذات الشمال وهم في فجوة منه ذلك من آيات الله من يهد الله فهو المهتد ومن يضلل فلن تجد له وليا مرشدا وتحسبهم ايقاظا وهم رقود ونقلبهم ذات اليمين وذات الشمال وكلبهم باسط ذراعيه بالوصيد لو اطلعت عليهم لوليت منهم فرارا ولملئت منهم رعبا یعنی اور دیکھے تو آفتاب کو جب طلوع کرتا ہے جھک جاتا ہے غار انکے سے داہنی طرف اور جب غروب کرتا ہے کترا جاتا ہے اُن سے

بائیں طرف اور وہ بیچ میدان کشادہ کے ہیں اس سے یہ نشانیوں اللہ کی ہے جسکو ہدایت کرے اللہ پس
وہ راہ پانیوالا ہے اور جسکو گمراہ کرے پس ہرگز نہ پاویگا تو واسطے اُسکے دوست راہ بتانیوالا اور گمان کرے
تو انکو جاگتے اور وہ وہیں سوتے اور کروٹیں لواتے ہیں ہم انکو داہنی طرف اور بائیں طرف اور کتا انکا پھیلا رہا
ہے دونوں ہاتھ اپنے بیچ دہنے غار کے اگر جھانکے تو دیکھے انکو البتہ پیٹھ پھیرے اُنسے بھاگ کر اور البتہ بھر
جاوے تُو نسے رعب کر کہتے ہیں وہ سوتے ہیں اور آنکھیں انکی کھلی ہیں اس سے کہے جاتے ہیں کہ جاگتے ہیں
اور حق تعالیٰ نے اس مکان میں دہشت رکھی ہے تا لوگ تماشا نہ کریں کہ وہ بے آرام ہوں اور جو ساتھ ایک
کتا ہو لگ گیا تھا وہ بھی زندہ رہ گیا اگرچہ کتا رکھنا برا ہے لیکن اچھوں کے ساتھ میں برائی جاتی رہتی ہے چنانچہ
شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے فرد سگ اصحاب کہف روزے چند + پے نیکاں گرفت
مردم شد ۔ القصہ اُس زمانہ میں ماہ محرم کی دسویں کو عید ہوتی تھی جس وقت دقیانوس عید کرکے
پھرا تو ان چھوں وزیروں کو نہ پایا لوگوں سے حال انکا پوچھا کسی نے کہدیا کہ انھوں نے سوا تیرے اور
خدا کو اختیار کیا ہے اور وہ یہاں سے بھاگ گئے ہیں یہ بات سنتے ہی وہ ظالم مع فوج بلا تامل
خود سوار ہوا اور کھوج لگاتا ہوا تا غار پہونچا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ سب بیٹھے ہیں گویا جان
کسی میں نہیں جب اس حالت سے انکو دیکھا تو اپنے ہمراہیوں سے کہنے لگا کہ میں چاہتا تھا کہ انکو
سزا دوں خود انھوں نے زیادہ اس سے سزا پائی اور معماروں کو بُلوا کر پتھر اور چونے کی بڑی دیوار سے
اس غار کو بند کروا دیا پھر از راہ غرور کے اپنے ہمراہیوں سے کہنے لگا کہ اب کہو وہ لوگ اگر وہ
سچے ہیں تو کہیں اپنے خدا سے جو معبود ہے آسمانوں میں کہ نجات دے انکو یہاں سے روضۃ الصفا
میں لکھا ہے کہ بعض وزیروں دقیانوس نے بنابر اسکے کہ معلوم ہوا تھا کہ یہ صورت علامات قدرت الٰہی سے
ہے کہ ایک دن اپنے سرداروں میں تانبے کی تختی حکم کیا کہ ایک لوح رصاص پر اسامی اور انساب اور احوال
اور تاریخ فرار اصحاب کہف کو نقش کر کر غار کے دروازے پر لگا دے بعد از چندگاہ کہ دقیانوس
نے کوس رحلت بجانب جہنم بجایا اور چند کس اور نے نوبت افسر حکومت سر پر رکھا تا آنکہ نوبت ایالت
و سروری ساتھ ایک بادشاہ عادل دیندار اریناموس نام کہ جو دا شریعت ایزد تعالیٰ اور متابعت
حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایمان رکھتا تھا پہونچی اور اسنے بت پرستی اور اصنام کو اٹھا دیا اور رواج بنائی
اُسکے زمانہ دولت میں اصحاب کہف اس خواب گران سے بیدار ہوئے لکھا ہے انکو تین سو
نو برس سوئے ہوئے ہو چکے تھے کما قال اللہ تعالیٰ ولبثوا فی کہفہم ثلث مائۃ سنین وازدادوا تسعا
یعنی اور رہے وہ بیچ غار اپنے کے تین سو برس اور زیادہ رہے نو برس کہ حق تعالیٰ نے پھر حکم کیا کہ روح
انمیں ڈالی گئی یا بیداری انکو طاری ہوئی کہ یہ اٹھ کھڑے ہوئے جس وقت کہ اٹھے تو دیکھا کہ دن ڈھل گیا
اور آفتاب روشن ہے اور غار کا دروازہ کھلا ہوا ہے آپس میں ہر ایک اپنی خوابگاہ سے اٹھ کر ایک دوسرے

سے کہنے لگا کہ ہم اس رات خدائے تعالیٰ کی عبادت سے بہت غافل رہے یعنی انھون نے جانا کہ ہم رات
کو سو رہے تھے اب صبح ہوئی ہے دن چڑھ گیا غرض باہر آئے تو دیکھتے ہین کہ چشمہ پانی کا خشک اور درخت
بھی سوکھ گئے ہین اسوقت یہ سب کے سب بہت حیران ہوئے اور تعجب کرنے لگے کہ رات بھر مین
تمام پانی چشمہ کا اور سب درخت کیونکر خشک ہوگئے اور عجیب البیان مین لکھا ہے کہ اپنے کمبل بچھونا اوڑھنا
اور اور انکو بچھا رکھا اٹھو سب گھبرا کر اٹھ بیٹھے قال اللہ تعالیٰ وکذلک بعثناهم ليتساءلوا بينهم قال قائل
منهم كم لبثتم قالوا لبثنا يوما او بعض يوم قالوا ربكم اعلم بما لبثتم یعنی اور اسیطرح اٹھایا ہم نے
انکو تو کر سوال کرین ایک دوسرے سے آپس مین کہا ایک کہنے والے نے انمین سے کتنا رہے تم کہا انھون
نے رہے ہم ایک دن یا تھوڑا دن مین سے کہا انھون نے پروردگار تمھارا خوب جانتا ہے جتنا رہے تم
القصہ انکو بھوک اور پیاس بہت شدت سے معلوم ہوئی بعد از طہارت بر حسب عادت رکوع اور سجود
اور عبادت خالق معبود سے فارغ ہوکر بصلاح ہمگر یہ قرار دیا کہ ایک شخص شہر کو کچھ درم لیکر جاوے
اور کچھ کھانا خرید لاوے لیکن بہت احتیاط کرے اور دیکھ لے کہ چربی سور کی اس کھانے مین نہو یعنی
حلال اور پاکیزہ اور اچھا کھانا ہو قال اللہ تعالیٰ فابعثوا احدکم بورقکم هذه الى المدينة فلينظر
ايها ازكى طعاما فليأتكم برزق منه وليتلطف ولا يشعرن بكم احدا انهم ان يظهروا
عليكم يرجموكم او يعيدوكم في ملتهم ولن تفلحوا اذا ابدا یعنی بس بھیجو ایک اپنے کو ساتھ روپیہ اپنے کے
اس طرف شہر کے پس چاہیے کہ دیکھے کونسا انمین سے پاکیزہ ہے کھانا پس لے آوے تمھارے پاس رزق
انمین سے اور چاہیے کہ نرمی کرے اور نہ جتاوے ساتھ تمھارے کسیکو تحقیق اگر وہ غالب آوینگے اوپر
تمھارے سنگسار کرینگے تمکو یا پھیر لیجاوینگے تمکو بیچ دین اپنے کے اور پھر ہرگز نہ چھوٹوگے تم اسوقت کبھی پس
یملیخا نے کہا اے بھائیو تم مین سے کوئی شہر کو نہ جاوے یہ کام مین کرونگا اور چرواہے سے کہا کہ مبادا کوئی شہر
مین پہچان کر مجھے گرفتار کرے اور اس ظالم جبار کے پاس پہونچا دے اسلیے یہ مناسب ہے کہ مین
تیرے کپڑے پہنکر جاؤن غرض یملیخا چرواہے کے کپڑے پہنکر روانہ ہوا راہ مین اکثر مکان ایسے دیکھے
کہ پہلے نہ دیکھے تھے اور رستہ بھی متغیر تھا انمین معلوم ہوتا تھا کہ کہان جاتا ہے آخر کار چلتے چلتے ایک دروازے
پر شہر کے پہونچا اور وہان ایک سبز نشان دیکھا کہ اوسپر لکھا تھا لا الہ الا اللہ عیسیٰ رسول اللہ یہ
اسے دیکھتا تھا اور آنکھیں ملتا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ یہ خواب مین دیکھ رہا ہون یا بیداری ہے
یا ہنوز خواب مین معلوم ہوتا ہے اور دیر تک حیران رہا غرض آخر کار شہر مین داخل ہوا اور
بتخانہ کی جگہ کلیسا دیکھا کہ صورت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوسکی سقف اور دیوار پر نقش کی ہے
اپنے دل مین کہا سبحان اللہ ایک شبانہ روز مین بیت الصنم کیسے ویران کرکے یہان بیت العبادت
مرتب کیا ہے پھر دو شخصون کو دیکھا کہ ایک حضرت مسیح اور دوسرا اللہ کی قسم کھاتا

ہوئے ہین اور ایک قوم کو دیکھا کہ انجیل پڑھتے ہین اور بازار مین سب طرحکی دکانین ہین یہ ایک نان بائی کی دکان پر گیا پہلے پوچھا کہ اے بھائی تمھارے شہر کا کیا نام ہے کہا اس شہر کا نام افسوس ہے پھر پوچھا کہ بادشاہ کا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ عبدالرحمن یملیخا بہت خوش ہوا اور کہنے لگا اگر تو سچ کہتا ہے تو بیشک تو اہل توحید سے ہے یہ درہم لے اور اُسکے بدلے مجھے کھانا دے نان پزنے جب درہم لیے تو دیکھا کہ درہم بہت بھاری اور بڑے سابق کے زمانہ کے ہین اُسے بہت تعجب ہوا لکھا ہے کہ وہ دس درہم تھے اور وزن ہر درہم کا ایکے اٹھارہ درہم اور دو ثلث درہم کا تھا پھر نان پز نے یملیخا سے کہا کہ اے شخص بیشک تو نے خزانہ پایا ہے اگر تو اس مین سے کچھ مجھے بھی دے تو دے نہین تو تجھے بادشاہ کے پاس لیجاتا ہون یملیخا نے کہا مین نے خزانہ پایا ہے نہ کسی غیر کا مال چھین لیا ہے حق یہ ہے کہ اپنی کھجورین بیچ کھین اُنکی قیمت کے درہم ہین اور کچھ مدت نہین ہوئی تیسرا دن ہے کہ مین اس شہر سے نکلا ہون اور لوگون کو دقیانوس بادشاہ کی عبادت کرتے ہوئے چھوڑ گیا تھا نان پز یہ بات سنکر بہت غصہ ہو اور کہنے لگا جب تو مصیبت مین پڑیگا تب راضی ہوگا تیری یہ طاقت کہ اُس ظالم کا نام لیوے جسنے خدائی کا دعوی کیا تھا اور اُسکو تین سو نو برس ہوگئے ہین کہ مر گیا تو مجھ سے مسخرہ پن کرتا ہے غرض اس گفتگو مین بہت سے لوگ جمع ہوگئے اور اسکو پکڑ کر نسطوس قاضی کے پاس لیگئے قاضی نے کیفیت قصہ معلوم کر کر کہا کچھ اندیشہ نکر جو خزانہ کہ تو نے پایا ہے ہمکو بتادے یملیخا نے جواب دیا کہ مین اس تہمت سے مبرا ہون قاضی نے پوچھا کہ یہ درہم تو کہان سے لایا ہے کہا فلانے روز اپنے باپ کے گھر سے لئے تھے قاضی نے پوچھا تیرا باپ کون ہے جواب دیا کہ فلان بن فلان قاضی نے کہا کہ ہم نام و نسب اُس شخص کا نہین جانتے انجام کو بعد قیل و قال بسیار بادشاہ پاس قصہ پہنچا وہ بہت عقلمند اور منصف تھا نان بائی کا دعوے سنکر یملیخا سے کہنے لگا کہ ڈر نہین تحقیق ہمارے پیغمبر عیسے نے حکم دیا ہے کہ کسیکو خزانہ ملے تو اس خزانہ مین سے کچھ نہ لوگر پانچوان حصہ سو ہم تجھ سے خزانہ نہین چھینتے صرف تو پانچوان حصہ دے اور اچھی طرح سے صحیح و سلامت چلا جا یملیخا نے کہا اے بادشاہ خدا تجکو قائم رکھے تو سچ جان کہ مین نے کوئی خزانہ نہین پایا مین اسی شہر کا ہون بادشاہ نے کہا کہ تو سچ کہین کا رہنے والا ہے اسنے کہا ہان بادشاہ نے کہا کوئی شخص تجھے پہچانتا ہے اُسنے کہا ہان بادشاہ نے کہا اچھا تو لوگون کے نام بتلا یملیخا نے قریب ایک ہزار آدمیونکے نام لے دیے بادشاہ نے حضار مجلس کیطرف دیکھا سبنے دست ادب باندھکر عرض کی کہ حاشا و کلا ان ناموں کا ایک بھی شخص اب اس شہر مین نہین یہ نام ہمارے زمانہ کے نہین البتہ یہ نام اگلے وقتون کے ہین انجام کار بادشاہ نے یملیخا سے کہا کہ اگر تو اس شہر کا باشندہ ہے تو بیشک تیرا گھر بھی اس شہر مین ہوگا اسنے کہا البتہ یہی ہے غرض مقتداء ان شاہی بموجب حکم

سلطانی اُنکے ساتھ گئے اور بعد عصر یہ چلا ہمراہ چلے یہانتک کہ ایک حویلی کے پاس پہنچا اور کھڑا ہو گیا اس
شہر مین اس حویلی سے زیادہ کوئی بلند مکان نہ تھا اور کہنے لگا کہ یہ مکان میرا ہی اور دروازے پر دستک
دی ناگاہ ایک بہت بوڑھا بزرگ سن رسیدہ آدمی کہ پلکین اُسکی بسبب ضعف بہت شدت بڑھاپے
کے آنکھون پر نیچے پڑی ہوئین کمر سے باہر نکلا اور خلقت کا ہجوم دیکھکر گھبرایا کہنے لگا کیا سبب ہی
کہ تمنے میرے گھر کو گھیر لیا ہی اسوقت وہ شہزادی نے حقیقت حال ظاہر کی اور کہا کہ اے شیخ یہ شخص یعنی
یملیخا گمان کرتا ہو کہ یہ گھر اسکا ہی وہ بوڑھا یہ کلمے سنتے ہی غیظ و غضب مین آیا اور یملیخا کیطرف متوجہ ہوا اور کہا
کہ یہان صاحب اپنا نام تو بتلاؤ کہ کیا ہی یملیخا نے اپنا نام بتایا اور اپنے باپ کا نام بتایا لکھا ہی کہ اسکے
باپ کا نام قسطنطین تھا شیخ نے کہا کہ پھر نام اپنا اُسنے پھر اعادہ کیا اُسوقت تو شیخ بیساختہ اُسکے قدمون
پر گر پڑا اور یہ حال تھا کہ کبھی ہاتھ چومتا تھا اور کبھی پاؤن چومتا تھا اور کبھی لپٹاتا تھا غرض انجام کو شیخ
کہنے لگا کہ میرا دادا ہی اور قسم کھائی پروردگار عالم کی اور کہا کہ یملیخا ایک جوان جوانون
مین کا کہ دقیانوس سے بادشاہ ارض و سما کی طرف بھاگ گئے تھے اور حضرت عیسی علیہ السلام نے انکے
قصہ کی خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ اب وہ قریب زندہ ہونگے المختصر بادشاہ کو یہ خبر پہونچی وہ
وہ فوراً اسوار ہو کر حاضر ہوا اور یملیخا کو دیکھتے ہی گھوڑے سے کود پڑا اور رکاب چومنے لگا اور انکا کیر
اور یہی حال تھا سب لوگون کا کہ اُسکے ہاتھ پاؤن چومتے تھے اور آنکھون لگاتے تھے انجام کو
یملیخا سے باقی اصحابون کا حال پوچھا اُسنے مفصل بیان کیا اور کہا کہ وہ غار مین ہین اور حال شہر
کا یہ تھا کہ اسوقت دو بادشاہ تھے اس شہر مین ایک مسلمان اور ایک نصرانی دونون بادشاہ
مع اپنے گروہون کے اُسکو لیکر سوار ہوے کہ ان سب جوانون سے ملاقات کرین جب قریب
غار کے پہونچے تو اُسنے دونون بادشاہون سے کہا کہ اے یارو ایک بات میرے خیال مین آئی
ہی اگر تم کہو تو کہون سب نے کہا فرماؤ کہا مین ایسا خیال کرتا ہون کہ تمھارے گھوڑونکی آواز اور ہتھیار
کا کھڑکا جو اُنکے کان مین جاویگا تو شاید اُنکو گمان ہو کہ دقیانوس قتل کرنیکو آیا ہی اور اس سبب سے
وحشت مین آجاوین یعنی ایسا نہو کہ اُنکو کچھ صدمہ پہونچے میری دانست مین یہ مناسب ہی کہ تم ذرا
ٹھہر جاؤ تاکہ مین پہلے جا کر انکو تمام حقیقت سے آگاہ کر دون چنانچہ سب لوگون نے اس رائے کو پسند
کیا اور وہین ٹھہر گئے یملیخا تنہا غار مین گیا سب یار اُسکے کھڑے ہو گئے اور لپٹ کر کہنے لگے کہ ہزار
شکر ہی خداے عز و جل کا کہ دقیانوس سے تم بچکر صحیح و سلامت آئے یملیخا نے کہا کہ اے یارو سب کی باتین
چھوڑ دو اور بتلاؤ کہ تم کتنی مدت سوئے ہو آیۃ قالوا لبثنا یوما او بعض یوم کہا انھون نے کہ سوئے ہیں ہم ایکدن
پورا یا کچھ کم ایکدن سے۔ اُسنے کہا کہ تم تین سو نو برس سوئے اور دقیانوس مرگیا اور قرن بعد قرن
گذر گئے اب تمھارے شہر کا ایک مسلمان عادل بادشاہ ہی اور ایک نصرانی ہی وہ ہمراہ میرے تمھارے ملنے کو آیا ہی

سب نے کہا کہ اے یملیخا تم چاہتے ہو کہ ہم انگشت نما ہوں عالم میں اور باعث فتنہ و فساد ہوں اسی کہا پھر کیا
ارادہ ہے سب نے کہا تم ہاتھ اٹھاؤ طرف آسمان کے اور ہم بھی ساتھ ہاتھ اٹھاوین غرض سب نے آسمان
کی طرف ہاتھ اٹھائے اور جناب باری میں عرض کی کہ یا خدایا ہم کچھ اور تجھ سے نہیں چاہتے ہیں مگر یہ
کہ ہماری روحین قبض کرلے اور کسی کو ہمارے حال سے آگاہ نکر خداے تعالے نے دعا انکی قبول کی
اور ملک الموت کو حکم فرمایا کہ انکی روحین قبض کرلے اور دروازہ غار کا بموجب حکم الٰہی بند ہوگیا جب
یملیخا کو بہت عرصہ گذرا تو دونوں بادشاہ گھبرا کر قریب غار کے آئے اور گرداگرد اسکے سات روز تک
پھرے مگر دروازہ یا کسی طرح کا راستہ بلکہ سوراخ تک بھی نپایا سب لوگ نہایت حیران و پریشان ہوئے
اور حال انکا محل حیرت ہوگیا انجام کار مسلمان بادشاہ نے تو کہا کہ میرے دین پر مرے ہیں یہاں
ایک مسجد بناتا ہوں اور نصرانی نے کہا کہ میرے دین پر مرے ہیں میں گرجا بناتا ہوں غرض
دونوں بادشاہوں میں خوب لڑائی انجام کو مسلمان بادشاہ غالب آیا تو اسنے غار کے پاس ایک
مسجد بنوائی چنانچہ خداے تعالے فرماتا ہے آیہ قال الذین غلبوا علی امرھم لنتخذن علیھم مسجدا
کہا ان لوگوں نے البتہ غالب آئے تھے اوپر کام اپنے کے البتہ بناوینگے ہم اوپر انکے مسجد اور روضۃ الصفا
میں لکھا ہے کہ جب یملیخا رخصت بادشاہ سب سے پہلے غار میں گیا یاروں کو آنے اہل اسلام سے خبر دی
اور جو کچھ مشاہدہ کیا تھا بیان کیا وے سب سجدے میں گرے اور عقب سے بادشاہ مع اپنے ہمراہیوں کے
غار کے دروازے پر پہونچا اور ایک لوح اور اسامی اصحاب کہف باشارت ماروش خازن دقیانوس
اسپر کندہ تھا ملاحظہ کیا اور جب بادشاہ غار میں آکر انکے نزدیک پہونچا ایک ایک کو پکارا انھوں نے
سر سجدے سے اٹھایا اور شہریار دیندار نے سبکے ہاتھ پاؤں چومے اور بہت سا عجز و نیاز ظاہر کر کر
ماحضر طعام جو ساتھ لایا تھا حاضر کیا جب بادشاہ اور اصحاب کہف اکل و شرب سے فارغ ہوئے
یاران غار نے بادشاہ نیکوکردار سے بعد از دعا درخواست التماس کیا کہ ہمکو اسیطرح رہنے دے بادشاہ نے
انکی التماس قبول کی اور اصحاب کہف بہیات اول اپنے مضاجع میں تکیہ پذیر ہوئے اور حضرت عزرائیل
بقبض ارواح انکے مامور ہوئے اور بادشاہ نے سبکو حریر و دیباے تکفین کرکر اور ہر ایک کو طلائی احمر
کے تابوت میں رکھکر اسی غار میں رکھدیا اسی شب میں بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ
کہ اصحاب کہف اس سے کہتے ہیں ایہا الملک اخرجنا من توابیت الکفانات والکفن فی الکفانت
الجنۃ یعنے اے بادشاہ نکال تو ہمکو تابوتوں اپنے میں سے اور کفنوں اپنے میں سے اور کفن کر تو ہمے کفنوں
جنت کے بنابرین بادشاہ نے سب کو ان تابوتوں اور کفنوں سے نکلوا کر انکے بدنوں کو انھیں کپڑوں
میں کہ پہلے پہنکر غار میں آئے تھے کفنوں کروادیا اور غار کے دروازے پر ایک کنیسہ بنوا دیا
اور روز ملاقات اصحاب کہف کو ایک عید بزرگ اعتبار کیا کہ ہر سال خلق اطراف اس غار پہ جمع

ہوتی ہے اور جاننا چاہیے کہ یہ ان مورخوں کی طرف منسوب ہے کہ گمان کرتے ہیں کہ انتباہ اصحاب کہف
قبل از بعثت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتفاق پڑا ہو اور ایک قول اس باب میں یہ ہے کہ جب اصحاب کہف
قبل از بعثت عیسیٰ بن مریم غار میں آئے آیۂ فقالوا ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا رشدا
دونہم جواھن شی کان صومہم وضوءہم وسمہم فضرب اللہ علی آذانہم ثلثمائۃ و تسع سنین
یعنی انہوں نے کہا کہ اے رب ہمارے دے ہمکو پاس اپنے سے رحمت اور تیار کر واسطے ہمارے کام
ہمارے کے بہتر بھلائی پھر تحقیق انہوں نے کھایا جو کہ انکے پاس تھا اور رکھے انہوں نے سر اپنے نیچے سو رہے
پس پردہ مارا اللہ نے اوپر کانوں انکے کے یعنی سلا دیا انکو تین سو نو برس تک اور بعد انقضا کے اس
مدت کے بیدار ہوئے اور یملیخا کو شہر میں بھیجا اور اسکو بہ تہمت پانے خزانے کے پکڑ کر بادشاہ عصر کے
پاس لے گئے اور اس نے صورت سرگذشت اپنی بیان کی اور بادشاہ نے اسکو بلا کر کیفیت اس قصہ کی
پوچھی احبار نے کہا قصہ اصحاب کہف کا انجیل میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بعد میرے
مردم بیدین ہو جاوینگے حق جل وعلی انکو زندہ کریگا تا میری نبوت پر قائل ہونگے جب بادشاہ نے یہ حدیث احبار
سے سنی اصحاب کہف کے دیکھنے کا اسکو کمال اشتیاق غالب ہوا اور یملیخا کو اپنے سے پہلے غار میں
بھیجا تا اصحاب کہف کو توجہ اہل شہر سے خبردار کرے اور اسنے جاکر اپنے رفیقوں سے کہا کہ بادشاہ
یہاں آتا ہے انہوں نے بہ تصور اسکے کہ دقیانوس آتا ہے اضطراب کیا یملیخا نے انکو تسکین دی اور
کہا کہ ہمارے غار میں آنے کے بعد ایک پیغمبر مبعوث ہوا ہے کہ اسکو عیسیٰ ابن مریم کہتے ہیں اور بہت قرن
اسکے بعثت پر گذرے ہیں بادشاہ اور اہل شہر کہ یہاں آتے ہیں انکے ساتھ ایمان رکھتے ہیں انہوں
نے بھی حضرت عیسیٰ پر ایمان لا کر دعا کی تا بحال اول سا دوست کریں دعا انکی مستجاب ہوئی اور ویسے ہی
ہو گئے اور بادشاہ نے غار میں آکر انکو سوتے پایا اور وہاں سے بحیرت زدہ باہر نکلکر حکم دیا کہ اس غار
کو بند کر دو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ یہ قول اصح اقوال ہے اور محمد بن اسحق
یسار اس طرح نقل کرتا ہے کہ جب دقیانوس کو مرے ہوئے ایک مدت گذر گئی اور امر حکومت سے
ببادشاہ عادل و مسلمان انتقال پایا اور اسکے زمانہ میں شہر افسوس کی خلقت میں اختلاف پیدا
ہوا کہ بعضوں نے حشر و نشر سے مطلق انکار کیا اور قلیل نے بحشر اجساد منکر ہو کر بحشر ارواح اعتراف کیا
اور اہل توحید نے کہا کہ ارواح بدنوں کے ساتھ محشور ہونگی اور بادشاہ نے بوہم اس امر کے کہ
مبادا اہل باطل اہل حق پر غلبہ کریں صومعہ میں آکر اور لباس پلاس پہنکر اور روے عبادت سپاہ و رعیت
پر کھول بتضرع و زاری مشغول ہوا تا باری تعالیٰ اس مہم کو موحد اور ملحد پر بیان کرے اور دعا سے شہریار
عادل مستجاب ہوئی اس ہنگام میں ایک افسوس کی خاطر میں گذرا کہ باب مسدود غار اصحاب کہف
کو ویران کرے اور غار کو اپنے گوسفندوں کا حظیرہ بناوے چنانچہ اس شخص نے ایک کو اجرت دیکر

اُس غار کے دروازہ کی نشانیاں اُنکو دکھائیں لیکن حضرت نے اتنا خوف اور رعب اُنپر مستولی فرمایا
کہ دیکھنے کی مجال نہ تھی چاہا کہ اُس میں آتا اور گوسفند دن کو اس جگہ لاتا منقول ہے کہ دلیران زمانہ
وہاں پہونچے اور جراحت غار سے بھاگ گئے القصہ جب اُنکے جاگنے کا زمانہ آیا اُنھوں نے حیات تازہ پائی اور
اُٹھے اور گمان کیا کہ بدستور معہود خواب کیا ہے اُسوقت تملیخا کو شہر میں بھیجا اور جس طرح کہ سابق مذکور ہوا
رئیس اور قاضی کے پاس لے گئے اور تملیخا اور قاضی کے درمیان میں مناظرات واقع ہوئے اور
رئیس اور قاضی کیفیت حال سے واقف ہو کر باجماعت کثیر قریب دہانہ غار کے اُسکو ساتھ لیکر پہونچے
اور دروازہ کھلا پایا اور دو لوحیں دیکھیں کہ جمیع حالات اصحاب کہف اُنپر منقش تھے مگر اُسکا مضمون
اُن الواح کا پڑھا سلامت اُنکی بہ نسبت الٰہی اور علامت قدرت بادشاہی سے فرحناک اور مسرور ہوئے
اور نواب بادشاہ نے اصحاب غار سے ملاقات کر کے سرگذشت اُنکی پوچھی اور اُنکے حالات کو مطابق نقوش
الواح پاکر بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ بہ تعجیل تمام تشریف فرما ہو آپ ایک آیت آیات خدا ہی سے ظاہر مشاہدہ
ہووے اور یقین نقش بہ زیادہ ہم پہونچے بادشاہ بہ شتاب استقبال روانہ ہو کر اُس موضع شریف پر ظاہر ہوا
جب نظر اُسکی اصحاب کہف پر پڑی سجدات شکر الٰہی ادا کئے اور رونے لگا اور شاہ و گدا اور درویش
و توانگر پر روشن ہوا کہ حشر و نشر اجساد جس طرح سے کہ انبیا علیہم السلام نے خبر دی ہے حق اور درست ہے
اس اثنا میں اصحاب کہف نے بالہام اپنی خوابگاہوں میں جاکر بہ روایت مشہور جان بجان آفرین سپرد کی
اور بادشاہ نے کفن اور تابوت اُنکے واسطے دیا اور زر سرخ سے مرتب کئے اور جب بادشاہ نے خواب
میں دیکھا کہ اُن مظاہر قدرت ربانی نے کہا اے بادشاہ ہم خاک سے پیدا ہوئے ہیں ہمکو خاک میں
سونپ دے بادشاہ نے حکم دیا کہ اُنکو تابوتوں میں سے نکال کر جوف زمین میں دفن کرو اور بعد
ازان دانائے نہان و آشکارا نے اس تعداد و مدت کو بیان غار نشینوں خدا کی سے جو سب اور پنہان
فرمایا منقول ہے کہ سلطان شام معاویہ بن ابی سفیان سفر غزوات میں اُس دریا میں پہونچا لوگوں
نے کہا کہ فلان جبل اصحاب کہف ہے اور اُسنے اُنکے دیکھنے کا قصد کیا ابن عباس نے کہا کہ یہ قصد ہرگز
قوت سے فعل میں نہیں آنے کا کیواسطے کہ حضرت رب الارباب تجھ سے بہتر کو خطاب فرماتا ہے
کہ آیہ لو اطلعت علیهم لولیت منهم فرارا وملئت منهم رعبا اگر جھانکے تو اُنپر البتہ پیٹھ پھیرے
اُنسے بھاگ کر اور البتہ بھر جاوے اُنسے رعب کر سلطان شام نے کہا اگر اصحاب کہف کو نہ دیکھ سکونگا
تو غار کے دیکھنے سے تو مشرف ہونگا اور بعضے کہتے ہیں کہ خالق موت و حیات قبل از قیام قیامت
بوقت نزول حضرت عیسی علیہ السلام اصحاب کہف کو زندہ کریگا اور حضرت مسیح کے ساتھ ایک مدت
تک یہ مصاحبت کر کر بار دیگر جام فنا ساقی اجل سے نوش کرینگے فصل چھٹی ذکر جریج عابد میں
ابن عباس سے روایت ہے کہ بعد از رفع حضرت مسیح اور پیش از ظہور حضرت خاتم النبوۃ علیہ الصلوۃ والسلام

بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا برصیصا نام کہ ستر برس اسنے اطاعت قادر ذوالجلال مین گذارے تھے اور کبھی اس مدت مین کوئی امر خلاف رضاے خالق مطلق اس سے صادر نہین ہوا تھا شیطان رجیم نے اس بات سے تنگ ہوکر اپنے اعوان کو جمع کیا اور کہا کہ مین کثرت عبادات اس شخص سے کمال رنج مین ہون تم سب سے متوقع ہون کہ کوئی تدبیر میرے اس رنج کے کھونے کی کرو انمین سے ایک ملعون نے ابیض نام کہ پیغمبرون انبیا علیہم السلام آپکو استاد بناتا تھا کہا کہ یہ خدمت بجا لاتا ہون القصہ ابیض نے بصورت رہبان ہوکر صومعہ مین برصیصا کے دروازے پر آکے اسکو پکارا وہ نماز مین مشغول تھا جواب نہ دیسکا اور کہتے ہین کہ برصیصا شبانہ روز مین ایک لحظہ نماز سے باز رہکر افطار کرتا تھا اور بعضون نے اس سے بھی زیادہ کہا ہے غرضکہ ابیض در صومعہ پر متوقف ہوکر نماز مین مشغول ہوا اور برصیصا نے بعد ازاداے صلوۃ ملاحظہ کیا کہ ایک شخص لباس رہبانیون مین عبادت کر رہا ہے جب ابیض نماز تمام کر چکا برصیصا نے اس سے کہا کہ اسوقت جو تو نے مجھکو صدا کی اور میری خاطر کو اپنی طرف مشغول کیا اب کہو کہ تیری حاجت کیا ہے اسنے کہا میرا مطلب یہی ہے کہ تیرے ہمراہ بعبادت حق جل وعلی مصروف رہون اور ہنگام شرائط اوقات میرے باب مین دعاے خیر فرماوے برصیصا نے کہا کہ خاطر میری متوجہ بارگاہ صمدیت ہے اور بعد ازاداے فرائض اور طاعات دعوات اور نوافل عبادات جمیع ارباب توحید ویقین کیواسطے دعا کیا کرتا ہون اگر تو مومن ہوگا تو تیرے حق مین بھی میری دعا مستجاب ہوگی اور اسکا اثر تجھکو پہونچیگا عابد یہ بات کہکر اور اس سے روگردان ہوکر نماز مین مشغول ہوا اور اس زاہد سالوس سے ابیض نے بھی صومعہ کے دروازے پر کمر عبادت وطاعت پہ باندھی جسوقت برصیصا دیکھتا تھا ابیض کو نماز مین پاتا تھا جب چالیس روز اس طرح پر گذرے تو پھر اسنے پوچھا کہ تو کیا حاجت رکھتا ہے ابیض نے کہا میری یہ غرض ہے کہ اس صومعہ مین آؤن اور تجھسے فوائد اٹھاؤن الغرض اسنے رخصت پاکر قریب یکسال عابد کے ساتھ اس معبد مین بعبادت بسر کی عابد اسکا جہد واجتہاد اور ریاضات دیکھکر اسکی مصاحبت پر مائل اور راغب ہوا جب ایک برس کامل بسر اوقات انکی باتفاق ہو گئی زاہد سالوس نے عابد سے کہا کہ میرا ایک یار ہے کہ طاعت وعبادت مین وہ تجھسے زیادہ ہے اب مین چاہتا ہون کہ اپنی باقی عمر اسکی ملازمت مین بسر کرون عابد کو مفارقت اسکی دشوار ہوئی لیکن رخصت کیا اس ملعون نے ہنگام وداع کہا اے برصیصا مین ایک اسم اسماء الہی سے جانتا ہون کہ ہرگاہ خداوند تعالے کو اس نام کے ساتھ یاد کر بیمارون کو شفا کرامت فرماوے اگر تو چاہے تو تجھکو سکھا دون عابد کمال ممنون ہوا اور ابیض نے ایک اسم اسکو بتایا اور صومعہ سے باہر آکر شیطان سے ملاقات کی اور کہا کہ عابد ہفتاد سالہ کو مین نے وادی ضلالت مین ڈالا پھر وہان سے چند قدم بڑھکر ایک لڑکا کہ اسکی منزل کے قریب تھا اسکا گلا دبایا اور بصورت طبیب اسکے مان باپ کے پاس ظاہر ہوا اور کہا کہ تمھارے

فرزند کو جنون عارض ہوا ہے اگر تم کہو تو اسکا علاج کرون انھون نے نہایت غنیمت جانا اور ممنون ہوئے
بعد از چند روز علاج کے کہا کہ اس تمہارے قرۃ العین پر ایک شیطان مسلط ہوا ہے کہ اسکو ایذا
پہونچاتا ہے اور مین اتنی قوت نہین رکھتا کہ اسکو دفع کرون لیکن برصیصا اسم اعظم جانتا ہے کہ اسکی
برکت سے خداے عالمیان درماندہ اور رنجورون کو شفا کرامت فرماتا ہے پس ماں باپ اس طفل کے
اس صومعۂ عابد کے دروازے پر آئے اور اپنا ملتمس عرض کیا خلاصہ یہ کہ برصیصا نے بموجب درخواست
انکے دعا کی اور ابلیس نے اس حرکت سے ہاتھ کھینچا اور اس طفل نے صحت پائی پس اسیطرح اس
شیطان نے اس نواحی مین چند آدمیون کے گلے گھونٹے اور انکی شفا کو بدعاے برصیصا حوالہ کیا اور جب
عابد نے دعا کی یہ مردک اس حرکت سے دست بردار ہوا تا آنکہ خبر اجابت دعاے عابد نے اس دیار مین
شہرت پائی انجام کار ابلیس نے دختر بادشاہ بنی اسرائیل کو کہ نہایت خوبصورت تھی ستایا اور یہانتک
شدت مرض سے اسکی حالت تباہ ہوئی کہ وہ تا کو اندیشہ ہلاک ہوا اس کافر نے بدستور معہود اور بہیئت
اطبا اسکے بھائیون پاس جاکر کہا کہ اس مہ جبین کا علاج کرتا ہون غالب ہے کہ جلد صحت ہووے اور بعد مشغول
معالجہ ایک روز از راہ مایوسی کہا کہ اس بیمار زار کو آسیب ایک جن زبردست کا پہونچا ہے مین اسکے
رفع کرنے مین عاجز ہون لیکن عجب نہین ہے کہ نجات اسکی دعاے برصیصا عابد سے حاصل ہو اور بادشاہ
زادونکو کہ اس دختر کے بھائی تھے کہا کہ تدبیر صواب یہ ہے کہ اسکو چند روز در صومعہ اس عابد برگزیدہ
شاید الله نفوس متبرک اسکے سے تخلصی حاصل ہووے اور اگر برصیصا اس امر کو قبول نکرے تو اسکے
معبد کے نزدیک ایک مکان بناؤ اور وہان اسکو تنہا چھوڑکر چلے آؤ غالب ہے کہ از راہ ترحم وقت
خاص مین وہ دعا سے دریغ نکرے چونکہ انکو اسکی شفا سے یاس اور عابد کی مستجاب الدعوائی مشہور آفاق تھی
شاہزادون نے بموجب اسکی ہدایت کے عمل کیا اور صومعہ پر رکھنا چاہا جب ملتمس انکا مقبول عابد
نہوا تو متصل اسکے صومعہ کے ایک مکان بنایا اور اسکو وہان چھوڑکر کہا اے شفابخش رنجوران ہمارا یہ
مطلب ہے کہ یہ ضعیفہ چند روز یہان رہے اور تو اسکے حق مین جناب باری تعالے سے درخواست کرے
تا شافی مطلق شفاے عاجل اسکو کرامت فرماوے اور اس شیطان کے ہاتھ سے کہ اسپر مستولی ہوا ہے
خلاصی پاوے بادشاہزادے یہ کہکر چلے گئے اور عابد نماز و نیاز اپنی مین مصروف ہوا اور برادران دختر
ہر ہفتہ مین ایک بار اس بیمار کے پاس آتے تھے اور اسی حال مین دیکھکر چلے جاتے تھے اور عابد
گاہ پس پردہ اسکے پاس آتا اور دعا کرتا تھا کبھی اسکو آرام ہوتا اور کبھی مرض شدت کرتا اور سبب
اس تخفیف اور عود تکلیف کا یہ تھا کہ ابلیس کبھی اسکا گلو خفا کرتا اور جب عابد وہ اسم پڑھتا تو یہ اسکو
رہا کرتا تھا تا آنکہ ایک دن اسنے اس پریچہرہ کو بہت تکلیف دی اور اسکے بعض اعضا کو کھولدیا
اور پردہ گرا دیا عابد اس گل اندام کے سرہانے آیا اور اسکا جمال باکمال برأی العین اسنے مشاہدہ کیا

اور عدیم النظیر پایا گویا کہ ملح الشعرا شیخ سعدی شیرازی نے اسی خورشید لقا کے حق میں کہا ہے قطعہ از این سرایدہ
عابد قریبی سوالک عفریق طاوس سپہر ہو کہ بیماند از پیش صورت نشد ہر دو وجود پاپرسا پایان را شکیبی نہ عقل
وسوسہ شیطانی اور ترددات نفسانی سے عابد فریفتہ اور مفتون اوس مہ شمائل کا ہوا اور اسنے اپنے دل میں
کہا کہ اسوقت سے بہتر خلوت کب ہاتھ آئیگی یہ فرصت غنیمت جاننا چاہیے فردا از امروز کارت بفردا
ماند ہیہات کی گر فردا نگردد بدان + اسے برصیصا کام دل اس شکر لب سے ابھی حاصل کر چونکہ در توبہ باز
ہے پھر استغفار ... بیاد کر لینا اور اس ارادہ فاسد سے عابد نے جادہ مستقیم ہدایت سے منحرف ہو کر بالکل
بجارت دختر ... اور ... سے باب مواصلت کھولا کہ بمقتضائے بیت محو گر شد در خانہ خالی
برخوان ... عقل باور نگند کہ رمضان اندیشد. الغرض چندین سالہ عبادت کو برباد کیا اور
ہم مواصلت اور مباشرت اس پری پیکر کے مشغول ہوا ابیات غافل مشو کہ مرکب مردان مرد را
در سنگلاخ بادیہ پیہا بریدہ اند + نومید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش + ناگہ بیک خروش بمنزل
رسیدہ اند + بہر حال چونکہ انجام برے کام کا برا ہوتا ہے دو چار صحبت کی بعد اس جمیلہ کو حمل رہ گیا اور
ہرگاہ آثار اسکے ظاہر ہو گئے زاہد سالوس بہت اندیشہ کرنے لگا کہ ہے ملاقات کے واسطے عابد کی انا
آیا اور اوس سے کہا کہ میں بسبب اتفاق آج اس بیمار کو جو تمہارے قریب رہتا ہے ... سکوت پڑ رہے
دیکھ کر گیا تھا اسکو تنہائی میں حاملہ پایا یقین ہے کہ تمنے بمقتضائے خواہش بشری اسکو حمل رکھوایا ہو
مجکو اس تصور سے کمال تردد ہوا ہو تو یہ اور لازم نصیحت ہی اس باب میں بہتر یہ ہے کہ اسکو مار ڈال
اور زمین میں دفن کر دے اور بعد ازین بخداے تعالی رجوع کر کے اس فعل شنیع سے توبہ کر برصیصا
نے باغواے شیطانی فریفتہ ہوکر بمقتضاے وسوسہ اسکے عمل کیا کہ شب کو اس بیماری کو مار کر دامن کوہ
میں دفن کیا اور شیطان نے گوشہ جامہ دختر کا پکڑ کر قبر سے باہر رکھ دیا اور برصیصا نے بعد ازین نازشین
صومعہ میں معاودت کی ہرگاہ برادران دختر بدستور معہود اپنی خواہر کے دیکھنے کے لئے آئے اور اسکو
نہ پایا برصیصا کے پاس آکر پوچھا کہا اسنے اعلی اپنی بموجب تلقین اوس شیطان کے بیان کی چنانچہ
بدریافت خبر گم گشتگی دختر مغموم اور غمگین پھر گئے بعض نے بصورت پیر مرد زمیندار رنگ ظاہر ہو کر ان سے
کہا کہ جو کچھ برصیصا نے در باب تمہاری خواہر کے کہا ہے دروغ محض ہے کسواسطے کہ اسی فاسق نے ایسا
سنگین یہ کام کیا ہے اور بعد ازاں از خوف فضیحت اسکو مار کر فلان جگہ مدفون کر دیا ہے لیکن
چونکہ ذرا سا اسکا گوشہ جامہ بیرون قبر رہ گیا ہے اگر تمکو باور نہیں ہے تو میرے ساتھ آؤ تمہیں دکھاؤں
پہلوان بھی اسکے ساتھ قبر پر گئے اور اسکو خاک میں سے نکالا پھر ایک جماعت کو حکم دیا کہ صومعہ
برصیصا کو ویران کیا اور صاحب صومعہ کو ایسا عذاب میں کھینچا کہ وہ اپنے گناہ پر معترف ہوا اور
یہ خبر بادشاہ ... جاکر پہنچائی چنانچہ بادشاہ نے قتل و صلب کا حکم دیا تا آنکہ برصیصا

کو بہاسے دار حاضر کیا اور بیقرار اس حال کے ابلیس اسکے سامنے آیا اور کہا اے برصیصا مجکو پہچانتا ہے
کہا نہیں ابلیس نے کہا میں وہی شخص ہوں کہ جسنے تجکو اسم اعظم سکھایا تھا کہ مستجاب الدعوات ہو گیا اور
بعد ازان تو نے اعمال بد پر اقدام کیا اور آپکو بلکہ مومنوں کو فضیحت کیا آخر کار اس بلا میں مبتلا ہوا
اب اگر ایک چیز میں میرا کہنا مانے تو اس بلا سے نجات پاوے برصیصا نے کہا وہ کیا ہے شیطان نے جواب
دیا کہ یہی ہے کہ مجکو سجدہ کرتا میں تجکو اس ورطہ سے مثل موسے از خمیر نکالدوں اسنے حالت اضطرار
میں ابلیس کو سجدہ بھی کیا اور بعذاب عاجل و عقاب آجل گرفتار رہوا یہ ہی قول اللہ تعالی کا آیہ کمثل
الشیطن اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بری منک انی اخاف اللہ رب العلمین ط یعنی
مانند مثال شیطان کے ہے جوقت کہا اسنے کفر کر پس جب کفر کیا کہا تحقیق میں بیزار ہوں تجسے
تحقیق میں ڈرتا ہوں اللہ پروردگار عالموں کے سے فکان عاقبتہما انہما فی النار خالدین فیہا وذلک
جزاء الظلمین یعنی ہوا آخر ان دونوں کا کہ وہ دونوں بیچ آگ کے ہیں ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے
اور یہ ہی بدلا ظالموں کا حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ بعد از برصیصا سب رہبانان و قسیسین
بہ اسست زاویۂ گمنامی میں بسر کیا کئے تا آنکہ جریج راہب ظاہر ہوا فصل ۱۷ میں ذکر جریج راہب
میں ابن عباس سے منقول ہے کہ زمان فترت میں یعنی بعد از رفع حضرت عیسی اور قبل از ظہور حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان عاقل و عالم و زاہد پیدا ہوا کہ اسکو جریج کہتے تھے اور سترہ برس کی عمر
میں بہ خلوت و گوشہ نشینی مائل ہوا تا آنکہ طاعت و عبادت میں کئی قرن گذارے اسکی ماں تھی کہ از روئے
عزت و صلاح اور زہد و فلاح اسکا آوازہ گوش عالم تھا وہ ہر روز صومعہ میں اس کے واسطے
طعام و شراب لایا کرتی تھی اتفاقا ایک شب بارش باران تھی کہ اسنے صومعہ کے دروازہ پر آکر آواز
دی کہ اے جریج دروازہ کھول جریج نماز گذارتا تھا جواب نہ دیا اور دروازہ بھی نہ کھولا اور وہ
صالحہ بہت دیر کھڑی رہی ملول ہوکر پھر گئی دوسرے دن وہ صومعہ پر پھر آئی اور پکاری کہ سبب اتفاقا اس
وقت بھی جریج نماز میں مشغول تھا جواب نہ دیسکا اور وہ عورت پھر گئی تیسرے روز بھی یہی حال واقع
ہوا اور مادر جریج ملول ہوکر کہا اللہم لا تمتہ حتی ینظر الی وجوہ النساء الفسقۃ یعنی خدایا مار
اسکو تا وقتیکہ نظر کرے طرف منہ عورتوں زانیہ اور بدکار اور اشرار کے فی الفور تیر دعا اسکا ہدف
اجابت پر لگا اور افعال شنیعہ برصیصا سے کہ تمام خلقت رہبانوں پر دلیر ہوکر بہتان زشت کہتی تھی
اور انکو ہاتھ اور موکنت سے آزردہ کرتی تھی اور بنابر کثرت رنج دلانے جریج سے عداوت رکھتی
تھی اور در باب شکست مہد اسکے کہ وحیلہ سوچتی اور بڑے بڑے قصد کرتی آخر الامر اسوقت
اسکی خاطر میں یہ تدبیر مناسب گذری ایک فاجرہ فاحشہ بہم پہونچا کر اسکو زر و مال دیا کہ جریج کو
بزنا متہم کرے اور اس عورت کو کسی حیلہ سے سکھا کر صومعہ کے دروازے پہ پہونچایا اور آپ کہنکا دھند

وکہ مین تھی اور فاحشہ مذکورہ نے کہ نہایت جمیلہ تھی صومعہ پر آکر زنجیر ہلائی جریج نے پوچھا کہ تو کون ہے
جواب دیا کہ ضعیفہ عاجزہ دور سے آئی ہون خوف بہیا کون اور درندہ شیر و پلنگ سے اس صحرا
مین نہین رہ سکتی آکر آجکی رات مجکو اندر صومعہ کے پڑا رہنے دے تو نہایت لطف و کرم ہوگا جریج نے
اسپر رحم کھاکر دروازہ کھولدیا اور وہ عورت بیچ مین آئی اور زاہد نماز مین مصروف ہوا جب جریج نماز سے
فارغ ہوا زانیہ نے آپکو بوجہ دلپسند جریج پر جلوہ دیا اور استدعا سے مباشرت کی عابد نے کہا مین اس
کام کا لائق نہین ہون اور پھر نماز پڑھنے لگا منقول ہے کہ اس شیطانہ نے اتنا وسوسہ کیا کہ جریج کا قصد
مباشرت ہوا لیکن آتش دوزخ سے خوف کھاکر اپنے نفس سے کہا کہ اے نفس اگر تو طاقت رکھتا
ہے کہ آگ مین جلے تو مین تیرا مطلب حاصل کرون اسکے پاس آگ روشن تھی اسکی طرف ہاتھ بڑھا کر ڈالا
جب اسکی انگلی اس سے جل گئی تو شہوت اسکی زائل ہوئی اور پھر شیطان علیہ اللعنۃ نے اغوا کیا اسنے
اپنے نفس سرکش کو تسکین دیکر بدستور پھر آگ مین ڈالا اور اپنے نفس کو ایذا پہونچائی چنانچہ صبح تک
اسکا حال اسیطرح پر رہا ہر گاہ روز روشن ہوا اور اسنے دروازہ صومعہ کا کھولا تا زانیہ باہر جاوے اطراف
صومعہ سے فجار نے اسپر ہجوم کیا اور اس عورت کو پکڑا اور اس سے کہا کہ اپنا حال بیان کر فاجرہ نے کہا
کہ مدت سے جریج میرے ساتھ زنا کرتا ہے اور مین اس سے حاملہ ہون اور نزدیک ہے کہ وضع حمل
کرون فجار جریج کے گلے مین رسی ڈال کر کشان کشان بارگاہ سلطانی مین لائے اور صورت حال بادشاہ
سے عرض کی بادشاہ نے بقتل و صلب جریج حکم دیا اسکی مان اس واقعہ سے آگاہ ہوکر اسکے پاس آئی
اور کہا مین جانتی ہون کہ تو نے زنا نہین کیا جو کچھ تجکو درپیش آیا ہے میری دعا کے سبب سے ہے اور وہان سے
پھر بادشاہ کے پاس گئی اور کہا جریج بیگناہ ہے اسکی سیاست مین تعجیل نہ کر کہ مین اسکی بیگناہی پر شاہد و گواہ
رکھتی ہون بادشاہ نے پوچھا وہ کیا ہے کہا کہ حکم کر کہ زانیہ کو حاضر کرین بادشاہ نے باحضار اس مکارہ
کے فرمان دیا وہ فاجرہ حاضر ہوئی مادر جریج نے اپنا ہاتھ اسکے پیٹ پر رکھا اور دعا کی تا صادق کاذب
سے اور مجرم سے تمیز پاوے اور بعد از مناجات ندا کی یا صاحب البطن جنین نے شکم مادر مین جواب دیا
لبیک چنانچہ حاضرین نے بھی اسکی آواز سنی مادر جریج نے پوچھا کہ تیرا باپ کون ہے کہا فلان شبان
کہ شتربان بنی فلان سے ہے اور تین مرتبہ تین سے اسیطرح کہا بادشاہ اور سامعین کو تعجب ہوا اور جریج
کے قتل سے باز رہے کہتے ہین کہ جب وضع حمل زانیہ پر تین روز گذرے پھر اہل فتنہ و شر جمع ہوکر
آئے اور در باب قتل جریج سعی بلیغ کی اور بمضمون استماع آواز کودک سے شکم مادر مین سے انکار
کیا اور جریج نے اس امر سے آگاہی پاکر پھر بادشاہ کے پاس آکر عرض کیا کہ جس خدا نے اس طفل کو
شکم مادر مین طاقت نطق کرامت فرمائی تھی ہوسکتا ہے کہ خارج شکم مین بھی اسکو قوت تکلم عطا
کرے استدعا کی کہ اس زانیہ کو بچے کے ساتھ حاضر کرین جب وہ آئی تو کہا ایتھا الغلام من ابوک

اے لڑکے تیرا باپ کون ہے طفل نے جواب دیا کہ فلان چرواہا اور جب انھون نے یہ کلام سنا وہ تعرض وہ من جریج
جریج سے کوتاہ کیا اور بعض روایت مین اسطرح پر ہے کہ ایک شبان صومعہ جریج کے قریب اکثر بکرین چرایا تھا اور
زانیہ کے ساتھ اختلاط کرتا تھا اور صاحب صومعہ شبان کو اس حرکت سے منع کرتا تھا اور جب یہ حاملہ ہوئی
اور اس سے فرزند پیدا ہوا تو تعلیم زانی کہ منع جریج سے مجروح خاطر تھا واحیلہ اس عابد کو متہم بنالیا اور
یہ حدیث جب ایسے والی عصر کو پہنچی اسنے حکم قتل صاحب صومعہ دیا عابد براہ مین زانیہ کو دیکھ کر ہنسا اور آدمیون
نے پوچھا کہ یہ محل ہنسنے کا ہے جواب دیا کہ بواسطہ دعاے مادر کے میرے حق مین کی تھی اور کہا تھا اللهم لا
وجوہ المومسات اتفاقاً اس بلا کے ساتھ گرفتار ہوا ہون اور بعد ازان راہب نے طفل مین اس طفل سے
پوچھا کہ اے لڑکے کون ہے باپ تیرا اللہ عز وجل نے اسکو نطق عطا فرمایا اور اسنے کہا فلان راعی
تاآنکہ اسنے تین مرتبہ اسی طرح کہا اور آدمیون نے سنا اور متعجب ہوے اور اسکے قتل سے ہاتھ اٹھایا اور
بلوازم اعتذار قیام کرکے کہا اگر تو کہے تو تیرا صومعہ طلاے احمر کا بنا دوین جریج نے کہا مناسب یہ ہے
کہ جیسا میرا عبادت خانہ تھا ویسا ہی بنا دو کہ اسکو خانہ سنگ و تاریک گلی پر لوا تھا بیشک اہل حسد کو
ہوا اور تدبیرین اسکے مکین کے ہلاک کے لیے عمل مین لاے اگر سونے کا ہوگا تو کیا کیا خدا جانے تجویز
کرینگے اولے یہ ہے کہ جیسا پہلے بنا ہوا تھا ویسا ہی اب بنوا دیجئے چنانچہ انھون نے اسی طرح کا صومعہ
بنوا دیا واللہ تعالے اعلم بحقیقۃ الحال فصل آٹھوین ذکر اصحاب اخدود مین تفسیر عزیزی مین در
ذیل آیت قتل اصحاب الاخدود یعنے قتل کیا گیا صاحبان خندق کو کہ چالیس گز طول مین اور بارہ بارہ
گز عرض مین کھودی تھین تا مسلمانون کو ان خندقون مین ڈالین اور معذب کرین اور وہ خندقین
اسقدر گرم اور تفتہ ہوگئی تھین النار ذات الوقود یعنے تمام وہ خندق آتشی تھی صاحب شعلہ
بزرگ یا صاحب ہیمہ بسیار کہ انکو روشن کرکے بہت گرم کیا تھا اور حدیث شریف مین ہے کہ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلاوت اس سورہ مین اس آیت پر پہنچے تھے فرماتے تھے کہ اعوذ باللہ
من جهد البلاء یعنے پناہ مانگتا ہون ساتھ اللہ کے جہد بلا سے اور یہ قتل عام کہ صاحبان خندق کو
واقع ہوا وہ انتقام عاجل وسریع تھا کہ بسبب اشتعال آتش اور اسکے شرارون کی انتشار کے بعد پھرنے
مسلمانون کے ارادہ جہاد سے انکی فی الفور ہلاک ہوگئے اور فرصت مراجعت اپنے گھرون تک نپائی
کسواسطے کہ یہ انتقام اسوقت واقع ہوا کہ اذ هم عليها قعود یعنے اسوقت مین وہ صاحبان خندق
اس آگ پر بیٹھے ہوے تھے قبل ازین کہ اپنی کرسیون پر سے اٹھین اور گھرون مین جاوین جل گئے
اور ذرا بھی مہلت نہ پائی اور یہ قسم انتقام عاجل وسریع بیشتر نظر عوام مین موجب عبرت ہوتا ہے
اور فی الواقع ان کم بختون نے ظلم مین کمال مرتبہ بے صرفگی کی تھی کہ ساتھ اس انتقام عاجل کے
گرفتار ہوے کیونکہ اور ظالم بحضور اور بالمواجہہ اپنے کسی کو زد و کوب نہین کرتے ہین بلکہ اپنے ملازمین کو

حکم دیتے ہیں کہ گنہگاروں کو سیاست کریں تا خلاف مروت اور نقیض مقتضاے رقت جنسیت واقع ہووے
آیہ وھم علی ما یفعلون بالمومنین شہود دلیل ہے اور یہ بات لازم کہ صاحبان خندق تھے جو کہ اہل ایمان کے
ساتھ کرتے تھے آپ بذات خود حاضر ہوتے تھے پوشیدہ نرہے کہ قصہ اصحاب خندق کا بنا بر دین و ایمان
کی آدمیوں کو اس خندق پر از آتش میں ڈالا تھا اور آپ بھی بلا فاصلہ انتقام عاجل میں گرفتار ہو کر وہ
دونوں بہت جانداروں میں کہ قریب بہ یکدیگر تھے واقع ہوا ہے احتمال رکھتا ہے کہ اس آیت سے چاروں
مراد ہوویں اور نشانہ تخویف اہل مکہ سے کہ اس قصہ معلوم سے عبرت پکڑیں اور ایذاے مسلمانو مومنین
سے بیخودی نہ کریں قصہ اول سر ملک شام میں واقع ہوا ہے کیفیت اسکی حدیث صحیح میں کہ مسلم اور صحاح
میں بروایت صہیب رومی وارد ہوئی اس طرح پر ہے کہ اس ملک میں ایک بادشاہ تھا صاحب ثروت و شوکت
دونوں اس نام کے اور اسکا وزیر ایک ساحر تھا کہ فن سحر میں اُسنے مہارت کلی پیدا کی تھی اور بنا کار
مملکت بادشاہی اس ساحر کی تدبیر پر تھی جب کوئی غنیم اس ملک میں پیدا ہوتا تھا ساحر اُسکو بزور سحر
ہلاک کرتا تھا اور حاجت جنگ وجدال نہوتی تھی اور ہرگاہ امرا و اعیان مملکت بادشاہ اسکی حرکت
ناشایستہ سے تنگ ہوتے تھے ساحر بزور سحر اُنکے دلوں کو نرم و مائل کرتا تھا وعلی ہذا القیاس جمیع مہمات
میں اُسکا سحر کارگر ہوتا تھا تا آنکہ وہ جادوگر بڈھا ہوا ایک دن اُسنے زندگی سے مایوس ہو کر بادشاہ
سے عرض کیا کہ میں پیر ضعیف ہوا قریب اس جہان سے رحلت کیا چاہتا ہوں کوئی لڑکا زیرک
و ہوشیار اپنے غلاموں میں سے تفویض کیجیے تا اُسکو تعلیم سحر کروں کہ میرے بعد تمہاری مملکت کے
کاروبار کو سرانجام کرتا رہے بادشاہ نے ایک غلام زیرک مقرر کیا کہ صبح سے شام تک اُس ساحر کے پاس
رہے اور جادوگری سیکھے چنانچہ اُس لڑکے نے ہر روز اُسکے گھر آمد و رفت شروع کی اور جادو سیکھنا
آغاز کیا اتفاقاً ایک دن راہ میں دیکھا کہ بہت سے آدمی ایک حویلی میں سے نکلتے ہیں پوچھا کہ یہ مکان
کسکا ہے اُنھوں نے کہا اس میں ایک راہب عابد خدا پرست رہتا ہے کہ اُسنے دنیا کو ترک کیا ہے اور
عبادت خدا میں مشغول ہے وہ لڑکا بھی اُس راہب کے گھر میں گیا اور اُسکے روبرو بیٹھا اور اسکے کلام
سُنے اور اُسکے دل میں اثر ہوا اور اُسکے کلام کی اسکے دل میں اتنی محبت پیدا ہوئی کہ جب دولتخانہ
بادشاہی سے ساحر کے گھر جاتا تھا ضرور راہ میں راہب کے پاس بیٹھتا تھا اور جب کبھی کہ راہب کے
پاس دیر تک نشست کرتا تھا اور ساحر کے پاس جانے کو دیر ہو جاتی تھی تو وہ جادوگر اسکو جھڑکی و تنبیہ
کرتا تھا کہ تو نے آج کیوں دیر کی یہ کہتا تھا کہ مجھکو گھر میں دیر ہو گئی ہے تا آنکہ ساحر نے یہ ماجرا بادشاہ سے
عرض کیا اور بادشاہ نے اپنے ملازمین کو تاکید کی کہ اُسکو پہلے طلوع آفتاب سے ساحر کے پاس پہونچاتے
رہو انھوں نے عرض کیا کہ یہ تو یہاں سے دم صبح جاتا ہے اگر اسکو تاخیر ہوتی ہے تو راہ میں ہوتی ہے
بادشاہ اور ساحر دونوں سُنکے اُس کلام سے اُس لڑکے پر آشفتہ خاطر ہوئے اور چاہا کہ

راہ مین لڑکون کے ساتھ لہو و لعب مین مشغول رہتا ہی تا آنکہ ایک روز بہ خانہ ساحر سے بدولت خانہ
بادشاہی مراجعت کرتا تھا اثنای راہ مین دیکھا کہ ایک اژدہا بزرگ سر کوچہ کو گھیرے ہوئے بیٹھا ہی
اور تمام راہ گیر بہ گزند سے تباہ ہو کر کھڑے ہین کودک نے اپنے دل مین کہا کہ آج مین امتحان کرتا ہون کہ
کہ ہمت ساحر یعنی طریق جادو میرے واسطے بہتر ہے یا مصاحبت عابد گوشہ نشین ایک پتھر اٹھایا اور کہا یا الٰہی اگر دین
و مذہب گوشہ نشین کا سحر و ساحر سے بہتر ہی تو اس اژدہے کو مار تا خلائق خلاص ہووے اور اس پتھر
کو اس اژدہے کی طرف پھینکا بمجرد پہونچنے اس سنگ کے اژدہا بیجان ہو کر گر پڑا اور آدمیون مین
شور و غل پیدا ہوا کہ یہ طفل فن سحر مین کمال مرتبہ کو پہونچا اور یہ خبر رفتہ رفتہ جب اس گوشہ نشین نے
سنی تو خلوت مین اس لڑکے سے کہا اے پسر حق تعالی نے تجکو بزرگ کیا اور تیرا کام اس حد پر پہونچا
کہ مین جانتا ہون لیکن ایک بلا مین گرفتار ہو گا خبردار زنہار میرا نشان نہ بتانا کودک نے گوشہ نشین
کے ساتھ قول و قرار کیا کہ خاطر جمع رکھو مین ہرگز تیرا نام نہین لینے کا اور تیرا نشان نہین دینے کا اس
کودک کو حق تعالی نے برکت گوشہ نشین اور تلاوت انجیل مقدس کہ اس سے حاصل کی تھی اور اتباع
دین عیسوی کہ اس وقت مین دینداری اسی دین پر منحصر تھی بمرتبہ ولایت عظمی پہونچایا تھا تا آنکہ برص
اکمہ کو اسکی برکت سے شفا ہوتی تھی اور مریض کہ اطبا انکے معالجہ سے عاجز ہوتے تھے اسکی دعا
سے تندرستی پاتے تھے اتفاقا ایک مصاحب بادشاہ کا اندھا ہو گیا اور بسبب کور ہونے کے
مصاحبت بادشاہ سے معزول ہوا تعریف اور توصیف اس کودک کی سنکر اسکے پاس آیا اور تحفہ
و تحائف لایا اور کہا کہ مجھ پر بھی توجہ ہو اور شفا دو اسنے کہا مین کون کہ شفا دون شفا بدست خدا ہی
اگر تو ایمان لاوے اور بت پرستی ترک کرے اور بادشاہ کو اپنا پروردگار نہ جانے تو مین جناب الٰہی
مین تیرے واسطے دعا کرون تا تجکو شفا حاصل ہووے وہ مرد کور اس مجلس مین بصفا و رغبت ایمان لایا
اور دعا سے اس کودک کے فی الفور بینا ہو کر موافق معمول مجلس بادشاہ مین حاضر ہوا بادشاہ نے
متعجب ہو کر کہا کہ اطبای سرکار اور کحال آزمودہ کار تیری آنکھون کے معالجہ سے عاجز ہو گئے تھے تو
کیونکر بینا ہوا کہا میرے پروردگار نے بوساطت اسباب میرے دیدہ تاریک روشن کئے بادشاہ
نے کہا آیا میرے سوا اور کوئی پروردگار رکھتا ہے مصاحب نے کہا پروردگار میرا اور تیرا ذات خالق
ارض و سما ہی بادشاہ خفا ہوا اور اسکو دھمکا کر پوچھا کہ یہ عقیدہ تونے کس سے سیکھا جب اسپر
بہت عقوبت ہوئی اسنے ناچار ہو کر اس کودک کا نام لیا بادشاہ نے اسکو طلب کیا اور کہا تجکو ہماری
پرورش اور فیض ساحر سے یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے کہ نابینا کو بینا کرتا ہے اور مریض و رنجور کا
شفا دیتا ہے یہ کیا کفران نعمت ہے کہ ہماری پرورش کا منکر ہو کر اپنا پروردگار اور کو قرار دیتا ہے
کودک نے کہا شفا نہ میرے ہاتھ مین ہے اور نہ تیرے ساحر کے محض بقدرت شافی مطلق ہے بادشاہ نے

کہا اسکو عذاب شدید کرو اور کہا یہ سحر تجھے کس کے پاس سے پہونچا جو یہان رہتا تھا معلوم ہوا کہ اور کہین سے یہ عقیدہ
فاسد ہم پہونچایا ہے ساحر بھی اس ماجرے کے سننے سے افغان اور حیران بحضور بادشاہ پہونچا اور یہ عرض کیا
کہ یہ لڑکا مدت سے میرے پاس نہین آتا معلوم نہین کہ کہان جاتا ہے اور مردم سرکاری نے بھی عرض کیا کہ یہ
طفل صبح سے نکلتا ہے اور گھر مین نہین رہتا بادشاہ نے کہا کہ بانواع عذاب معذب کرکر پوچھو کہ یہ عقیدہ
کہان سے حاصل کیا اس طفل نے بشدت عذاب معذب ہوکر اس گوشہ نشین کا نام لے دیا بادشاہ نے
اسکو بلوایا اور ایک آرہ اپنے روبرو منگوایا اور کہا اگر اپنے دین سے نہ پھریگا تو یہ آرہ تیرے سر پر رکھوا ونگا
راہب نے کہا مین ہرگز اس دین سے روگردان نہین ہونیکا جو تو چاہے سو کر حکم دیا کہ آرہ اسکے سر پر رکھکر
دو ٹکڑے کر ڈالو عابد نے دم نہ مارا اور زیر آرہ جان بحق تسلیم کی پھر اس مصاحب کو دین راہب
سے پھرنیکی تکلیف دی اسنے بھی انکار کیا اور اسکے سر پر بھی آرہ چلا پھر اس کودک کو لائے بادشاہ نے
کہا تو نے ان دونون کی سزا دیکھی اب اگر تو اپنی زندگانی چاہتا ہے تو اس دین سے بیزار ہو اسنے بھی
ابا کیا بادشاہ نے اپنے کئی معتمدون سے کہا کہ فلان کوہ پر لیجا کر اسکی چوٹی پر کھڑا کرو اگر یہ اس دین
جدید سے پھر جاوے تو اسکو بعزت تمام یہان لے آنا کہ مرتبہ امارت اور مصاحبت پر فائز ہوگا اور
اگر اصرار کرے تو اسکو اسپر سے گرا دینا تا بدن اسکا پاش پاش ہو جاوے اسکو جب پہاڑ پر لیگئے تو
اسنے جناب باری مین یہ دعا کی کہ بار خدایا جس طرح تو چاہے انکے شر سے محفوظ رکھ بمجرد دعا کوہ زمین
مین زلزلہ پیدا ہوا اور معتمدان بادشاہ سب گر کر ہلاک ہوگئے اور وہ صحیح وسالم پہونچا بادشاہ نے
پوچھا کہ تیرے یارون کو کیا ہوا غلام نے عرض کیا کہ اس خدا نے کہ جسکا دین مین نے قبول کیا مجھکو
انکے شر سے کفایت کی بادشاہ اور زیادہ خفا ہوا اور اپنے معتمدون کو حکم دیا کہ اسکو ایک کشتی پر بٹھا کر دریا
کے درمیان مین لیجاؤ اگر یہ اپنے دین سے پھر جاوے تو خیر ورنہ اسکو دریا مین ڈال دو القصہ جب اسکو
وسط دریا مین لے گئے اور تکلیف ارتداد کی دی غلام نے جناب الٰہی مین پھر التجا کی کہ بار خدایا مجھے اس
جماعت مفسد کی شر سے نگاہ رکھ ناگاہ کشتی الٹ گئی اور معتمدان بادشاہ سب غرق ہوگئے اور غلام
صحیح وسالم بحضور بادشاہ پہونچا پھر بادشاہ نے پوچھا کہ اب تو کیونکر آیا غلام نے تمام قصہ بیان کیا
بادشاہ متحیر ہوا اسنے عرض کیا اے بادشاہ اگر تجھکو میرا قتل منظور ہے پس بغیر ایک حیلہ کے تجھکو میسر نہین
ہونیکا کہا وہ کیا ہے جو اسنے بتایا کہ وہ یہ ہے کہ تمام آدمی اس شہر کے باہر صحرا مین جمع ہو وین اور مجھکو دار پر
کھڑا کرو اور ایک تیر ترکش مین سے لیکر اور اسکا سوفار کمان کی زہ پر رکھکر یہ افسون پڑھین بسم
اللہ رب الغلام یعنے بنام اس خدا کے کہ پروردگار اس طفل کا ہے پھر اس تیر کو میری طرف رہا کرین مین
مر جاونگا بادشاہ نے اسی طرح کیا اور تیر غلام کی کنپٹی پر پہونچا غلام نے اپنا ہاتھ اس تیر پر رکھکر کہا کہ مین
نے اپنا مطلب پایا کہ بنام اپنے پروردگار کے ذبح ہوا اور یہ شور تمام خلقت مین پیدا ہوا کہ امنت

برب الغلام آمنّا برب الغلام یعنے ایمان لائے ہم ساتھ پروردگار غلام کے ایمان لائے ہم ساتھ پروردگار غلام کے بادشاہ سے مصاحبون نے عرض کی کہ اس مقدمہ مین جیلے قباحت واقع ہوئی اور جس امر سے ہم ڈرتے تھے وقوع مین آیا اسواسطے کہ تمام مردم شہر نے پروردگار غلام کو قوی تر اور قادر تمہارے خدا سے جانا اور عجز تمہارا مشاہدہ کیا کہ جبتک اسکے پروردگار کا نام نہ لیا اُسکے مارنے پر قادر نہ ہوئے بادشاہ کو خشم و خجالت زیادہ ہوئی اور حکم دیا کہ سر کوچہ ہاے شہر پر خندقین کھدوا کر اور اُنمین آگ روشن کرو جو کہ دین غلام سے نہ پھرے اُسکو اُنمین ڈال دو بادشاہ اور جمیع اعیان سر خندق پر آکر اور کرسیان بچھا کر اُس عذاب کا تماشا کرتے تھے تا آنکہ ایک عورت خدا پرست کو پکڑ لائے کہ اُسکے بغل مین بچہ شیرخوارہ تھا اور اُسکو بھی چاہا کہ آگ مین ڈالین وہ عورت آگ مین جانے سے ڈری اور پیچھے قدم ہٹی بادشاہ نے کہا کہ اُسکو مہلت دو کہ اپنے دین سے پھر جاوے اور اُس بیچاری کو شفقت طفل دامنگیر ہوئی چاہا کہ کیش دونان قبول کرے طفل شیرخوار نے کہ اُسکی گود مین تھا باواز بلند کہ مسموع خاص و عام ہوا فریاد کی کہ اے مادر نادان کیا کرتی ہی صبر کر کہ یہ دین حق پر ہے اور آنکھ بند کر اس آگ مین چلی آ کہ یہ آگ تیرے اوپر گلزار ہو جاویگی وہ عورت بیمحابا مع اپنے بچے کے آگ مین گئی اور وہ آگ ایکبارگی ایسی بھڑکی کہ زور سے کراؤن سے شعلے نکلے کہ بادشاہ اور اعیان اور ارکان کہ کرسیون پر بیٹھے ہوئے تماشا کرتے تھے انھون نے اٹھنے کی فرصت نپائی اور جل گئے چنانچہ ہر خندق مین اسطرح اشتعال عظیم آگ مین پیدا ہوا اور اکثر مردم شہر کہ بہ تبعیت بادشاہ ایذاے مومنون اور جلانے اُنکے مین مصروف تھے جلکر ہلاک ہوگئے ربیع بن انس سے مروی ہے کہ حق تعالے جان اُن مومنون کی آگ مین ڈالے جانے سے قبل از انکہ گرمی آتش اُنکے بدن پر پہونچے قبض فرماتا تھا اور داخل بہشت کرتا تھا اور اس قصہ مین ایک نکتہ ہے باریک کہ حضرت شیخ اکبر اور اُنکے اتباع لکھتے ہین کہ قتل غلام از دست بادشاہ بنا بر مکافات و نہ تھا کہ راہب کے ساتھ جو قول و قرار کیا تھا اُس سے پھر گیا تھا ورنہ بادشاہ اُس غلام پر دستیاب نہوتا اور مکافات کے واسطے ایک کارخانہ ہے کارخانہ مجازات اخروی کے سواے کہ مکافات دنیوی مین اس قسم کی صورتون مین عتاب اور نارضامندی حضور خداوندی سے متعلق ہوتا بلکہ باعث ترقی مراتب اہل کمال ہوتا ہے بخلاف مجازات اخروی کے چنانچہ حضرت سید الشہدا امیر حمزہ کو [illegible] حضرت امیر المومنین مرتضے علی کرم اللہ وجہہ کے اور اُنکے دلون کے کباب پکر کر کھانے کے یہ سزا واقع ہوئی کہ آپ بھی شہید ہوئے اور کافرون نے اُنکا سینہ چیر کر جگر بند نکال کر چبا یا اور پھینک دیا اور تفصیل اس مقام پر اسرار کی نزد ابت حضرت خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام مین مفصل لکھی جاویگی اور قصہ دوسرا اصحاب خندق کا یہ ہے کہ زمین نجران مین کہ ایک شہر ہے بلاد یمن سے واقع ہوا کیفیت اُسکی یہ ہے کہ ایک شخص مسلمانون مین سے اُسوقت تابعان انجیل تھے ایک شخص کے گھر مین آکر نوکر ہوا چنانچہ یہ شخص اُسکے

اور وہ اس بچہ کو [illegible] کہ جو کلام کہ وہ سیکھا لاوے اور بیٹھے بیٹھے انجیل مقدس پڑھا کرتا تھا اس شخص کی
بیٹی نے جا کر یہ ذکر کیا [illegible] کہ بوقت تلاوت انجیل ایک نور عظیم اسکے سینہ سے نکلتا ہے اور تمام عالم میں
منتشر ہوتا ہے [illegible] اپنے باپ سے جاکر بیان کیا اور اسنے بھی انجیل پڑھتے وقت سوراخ دیوار میں
سے دیکھا کہ فی الواقع نور عظیم ظاہر ہوا اس نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا کلام ہے اور کیا اثر ہے اسکا کہ تجھے سنتا ہوں
اور دیکھتا ہوں اس [illegible] مسلمان نے نظر بقوت و شوکت بادشاہ اور رئیسوں وہاں کی اس امر کے اخفا
میں سعی کی اور اس شخص نے اسکا پیچھا نہ چھوڑا اور نہایت تنگ کیا تا آنکہ اسنے ناچار ہو کر احوال دین اسلام
اور انجیل سے آگاہ کیا وہ اسی وقت مسلمان ہوا اور انجیل سیکھی اور بتلاوت اسکے مشغول رہا تا آنکہ رفتہ رفتہ
اس شہر میں یہ امر شائع اور ذائع ہوا چنانچہ اکثر آدمی مرد اور عورتوں میں سے بشرف اسلام مشرف
ہوئے [illegible] یوسف بن ذو نواس حمیری بادشاہ نے اس شہر کے بت پرستی میں مستغرق تھا
یہ ماجرا سنا اور ان سب مسلمانوں کو کہ [illegible] آدمی تھے اپنے روبرو طلب کیا اور ایک خندق کھود کر آگ سے
بھری اور ان سب سے کہا کہ اگر تم دین عیسوی سے نہ پھروگے تو تم کو اس آگ میں ڈال دونگا اس جماعت
میں بھی اتفاقاً ایک عورت مع بچہ شیرخوار ہمراہ تھی اس طفل شیرخوار نے بھی باواز بلند کہا بسم اللہ کہکر
اس آتش میں چلی آ [illegible] اسکا بہشت جاودان ہے القصہ بعد ازاں کہ سب مسلمان آگ میں آئے
بادشاہ اور [illegible] اور کرسیوں پر کنارہ خندق بیٹھے تھے شرارہ ہائے آتش ہلاک ہوگئے اور یہ قصہ بعد از رفع
حضرت عیسی بآسمان واقع ہوا تھا اور بعد ازاں [illegible] نجران نے دین نصرانی کو حق جانکر قبول کیا چنانچہ
تا عہد آنحضرت صلعم اسی دین پر رہے اور سردار کہ سید و عاقب وغیرہ تھے بنابر زیارت آنحضرت صلعم مدینہ
منورہ میں آئے اور احوال آنحضرت [illegible] میں بحث ہوئی اور تفتیش کی اور آیہ مباہلہ انکے جواب میں نازل
ہوئی قصہ دیگر ایسا ہے کہ زمین فارس میں واقع ہوا حقیقت اسکی حضرت امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ
وجہہ سے یوں منقول ہے کہ مجوسی بھی دراصل ایک کتاب آسمانی رکھتے تھے اور تابع دین ایک پیغمبر کے تھے
اور [illegible] حلال تھی ایک دن بادشاہ مجوس نے
بہت شراب پی اور حالت مستی میں اپنی ہمشیرہ سے صحبت کی جب ہوش میں آیا تو نہایت ندامت اور
انفعال اسکو حاصل ہوا اور اپنی خواہر سے تدبیر رفع اس عار و ننگ کی پوچھی اسنے کہا کہ تم خواہر کے
حلال ہونیکا دعوی کرو اور کہو کہ حضرت آدم اپنی اولاد [illegible] کا بہن کے ساتھ نکاح کرتے تھے
ہم بھی سنت ابو البشر پر قائم ہیں بادشاہ نے سب آدمیوں کو جمع کیا اور مجمع میں یہ مذہب اور یہ مسئلہ
بیان کیا اور ترغیب [illegible] اور خواہر کی تشریح کی ولیکن اسکو کسی نے اہل قوم سے
نہ مانا تو بادشاہ نے کہا کہ ان سب کو [illegible] تہ تیغ کریں [illegible] کسی نے نہ سنا پھر کہا انپر تیغ رانی
[illegible] پھر کہا ایک خندق [illegible] اور اسکو آگ [illegible] جو یہ مسئلہ قبول نہ

ذکر یہ اسکو اس آگ میں ڈال دو چنانچہ اسی طرح پر عمل میں آیا آخر کار یہ جو دیکھنے کو گئے تھے اور انمیں بادشاہ بھی تھا شرارہ نار جہنم سے کہ تند کر دو نرخ ہوئے ازان بعد شہر کو حلال جانتا مذہب مجوس رائج ہوا اور آتش پرستی بھی انمیں شائع ہوئی قصہ چہارم تفسیر زاہدی میں منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں مسلمانوں کا ایک شہر تھا ایکبار رتبہ اتفاقاً قحط پڑا مسلمان وہان سے جوق جوق بہت جابجا بھاگے وہان کی قوم کہ کافر تھی انھوں نے اپنے بادشاہ سے کہا کہ اگر یہ مسلمان قحط زدہ اس شہر میں آوینگے تو گرانی نہج غلات ہو جاویگی اور یہاں بھی قحط پڑ جائیگا بادشاہ نے حکم دیا کہ دروازہ شہر پر ایک خندق کندہ کروا اور اسکو آگ سے بھر دو جب خندق پر انبار آتش تیار ہوئی تو بادشاہ نے اپنا تخت کنار خندق پر آراستہ کروا کر جلوس کیا اور ایک بت طلائی مثل [illegible] وہان رکھوایا اور منادی دلوائی کہ جو غریب الوطن اس شہر میں ہو اس بت کو سجدہ نکرے تو اسکو اس خندق پر آتش ڈال دو حسب اتفاق ایک عورت کہ اسکی گود میں بچہ شیر خوارہ تھا اول پکڑ کر لائے اور اسکو کہا کہ اس بت کو سجدہ کر اسنے کہا معاذ اللہ بادشاہ نے حکم دیا کہ پہلے اسکے بچہ کو آگ میں ڈال دو جب اس غریب کا بچہ آگ میں گرا تو مادر طفل مضطرب ہوئی لیکن کودک نے آگ میں سے آواز دی کہ اے مادر مہربان خوف نکر اور تو بھی اسمیں چلی آ کہ یہ آتش سوزان نہیں ہے بلکہ گل و ریحان ہے اس عورت نے دست بدعا بلند کئے کہ اے خدای عالم السر والخفیات تو دیکھتا اور جانتا ہے تیرے آگے حاجت بیان نہیں ہے آگ نے اس خندق میں حرکت کی اور چالیس گز ہوا میں بلند ہوئی اور گرداگرد کفار شعلہ سراپیچ محیط ہو کر سبکو جلا دیا اور روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بعضے اہل اسلام نے ایک بادیہ میں سولی پر ایک مصلوب کو پایا کہ ایک ہاتھ اپنا ٹھوڑی کے نیچے رکھے ہوئے تھا اور جب اپنا ہاتھ اسکا وہان سے جدا کرتے تھے پھر وہیں جا لگتا تھا انھوں نے اس قصہ سے متعجب ہو کر حضرت سے عرض کیا آپنے کیفیت اس امر مبہم کی کعب الاحبار سے استفسار کی کعب نے قصہ ذونواس اور صلیب اور اصحاب اخدود اور جو کہ سابق مذکور ہوا بیان کیا آپنے فرمایا کہ اس مصلوب کو سولی پر سے اتار کر تکفین و تدفین کر دو چنانچہ عمل میں آیا واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فصل نویں قصہ جرجیس پیغمبر میں اور عجائب آثار انکے میں روضۃ الصفا میں رقوم ہے کہ ایک طائفہ اخبار سے کہتے ہیں کہ جرجیس حواریین کے شاگردوں میں سے تھے بعضے حضرت جرجیس کے تلامیذوں نے لکھا ہے کہ حضرت شہر فلسطین میں اقامت رکھتے تھے اور اتنے صاحب مال تھے کہ حساب وہم اسکا بجز عاجز اعتراف کرتا تھا اور حبیب السیر میں لکھا ہے کہ کبھی آپ تجارت اشتغال کرتے تھے اور جو کچھ کہ حاصل سوداگری ہوتا تھا فقرا و مساکین قسمت کرتے تھے اور آپ دین عیسوی کی تائید و ترویج میں مشغول رہتے تھے چنانچہ جماعت نصاریٰ کی شاگردی انکی لازم دو جب جانتے تھے اپنا ایمان بنا بر [illegible]

کفار اس نواحی میں پوشیدہ رکھتے تھے اور اس زمانہ میں ایک بادشاہ تھا جبار و عاصی کہ موصل میں اہل شام
اُسکے تابع فرمان تھے اور ایک صنم رکھتا تھا افلون نام کہ خلائق کو بعبادت اُس بُت کے دعوت کرتا تھا
اور جو کوئی اُسے سجدہ افلون سے فرو گذاشت کرتا تو بفرمان ملک بعذاب ہائے رنگا رنگ معذب ہوتا تھا اور اُسی آوان
میں حضرت جرجیس کی خاطر میں گذرا کہ کرائم اموال تحفہ بادشاہ موصل کے پاس لیجانا چاہیئے تا اُسکی القصہ شاد
امن و امان میں زندگانی کیجئے اور دست ازالہ اخیار و امن بعرض و مال سے کوتاہ ہووے لاجرم ہدایا
نفیسہ ترتیب دیکر عازم موصل ہوئے اور حسب اتفاق اُس دن مجلس بادشاہ میں پہونچے کہ وہ
اپنے عظما کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور آگ روشن کئے ہوئے خلائق کو تکلیف دیتا تھا کہ افلون کو
سجدہ کرو جو کہ اُسکے فرمان سے ابا و انکار کرتا تھا نجات پاتا تھا اور جو کہ مخالفت کرتا تھا اُسکو آگ میں ڈلوا
دیتا تھا جرجیس نے بملاحظہ احوال مجلس اپنے دل میں کہا کہ سکوت امثال ان محال میں اور تقرب
باصناف ان رجال بد افعال کے مذہب شریعت و دیانت میں جائز نہیں ہے بنا برین اُسی وقت اُس
محفل سے باہر آکر باواز بلند ندا کی کہ ایہا الملک کلمۂ حق مجھ سے سُن اور غلبہ غضب کو تسکین دے تا تجھکو
معلوم ہووے کہ میں تیرے واسطے ناصح امین ہوں اور بعد استماع مواعظ و نصائح جو کچھ کہ مصلحت وقت
ہو اُس پر اقدام کرنا اور بعد ازان کہا کہ اے بادشاہ تو ایک ملوک کا غلام ہے اور تیرا ایک پروردگار ہے
کہ آسمان و زمین و ما بینہما پیدا کئے ہوئے اُسکے ہیں اور اُسنے تجھکو اور جمیع مخلوقات کو کتم عدم سے صحرائے
وجود میں لا کر روزی دی ہے اور تو نے طریق مستقیم سے منحرف ہو کر اور ایک پتھر کا بت کہ کسی چیز پر قادر
نہیں ہے تراش کر اُسکی خدائی کے ساتھ اعتقاد کیا ہے اور آدمیوں کو کہتا ہے کہ اُسکو بالوہیت پرستش
کریں یہ کیا کفران نعمت اور گمراہی ہے ذرا غور کر اور اب میری نصیحت قبول کر اور کیش باطل سے دستبردار
ہو کر بقبلۂ حقیقی متوجہ ہو بادشاہ نے کہا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے جواب دیا کہ میں ایک بندہ
ہوں خدا کا کہ مجھکو خاک سے پیدا کیا ہے اور پھر خاک میں پہنچیگا اور میرا جرجیس نام ہے اور ساکن فلسطین
اور حضرت واہب العطایا نے مجھکو مال وافر عطا فرمایا ہے مگر میں خوف ظالموں اور نا سپاسی حوادث
سے التجا بسایہ عاطفت شاہی لایا ہوں اور چونکہ دیکھا میں نے کہ بادشاہ ایک مصنوع کی عبادت
کرتا ہے اور خلائق کو تخویف و تعذیب فرما کر بکیش باطل ترغیب فرماتا ہے عنان تمالک میں سے ہاتھ
سے دی اور نطق کو سکوت پر ترجیح پایا بادشاہ نے کہا تو نے بواسطہ اس … کہ میرے
ساتھ کی مستوجب عقوبت ہوا لیکن میں تجھکو مہلت دیتا ہوں اور نصیحت کرتا ہوں جیسے تو نے پہلے
مجھکو موعظت کی اب مناسب یہ ہے کہ میری متابعت بجا لاوے اور ملاحظہ وزیر و کیل و مداریان امیرون
کا کرے اور کرامت و عزت اُنکی کو ملحوظ رکھے اور ترک عبادت آلہی معبود ہو رہا ہے اس سے تجھکو کچھ فائدہ
نہیں پہونچیگا اور اگر تیرا خدا موصوف بصفات مذکورہ ہوتا تو چاہیئے تھا کہ ذلت و حقارت تجھ سے

بچھی

زائل کرے تجھکو جمیع خلائق پر فوقیت و سروری دنیا حضرت جرجیس نے جواب دیا کہ مین اپنے پروردگار کے نزدیک ذلیل و حقیر نہین ہون اور میرا کام تواضع اور توکل ہے اور مین اپنے پروردگار کی عنایت سے وثوق تمام رکھتا ہون اور اُنھون نے دو شخصون کو اُس طاغی کے پاس نہایت مقرب دیکھکر کہا اسے بادشاہ تو اور تیرا صنم دونون ذلیل و حقیر ہین کہ کچھ پیدا نہین کر سکتے اور کسیکو رزق نہین دے سکتے اور نفع و ضرر کسیکو نہین پہونچا سکتے ہین اور میرا پروردگار رحیم و حکیم ہے کہ سب امور پر قادر اور توانا ہے اور دلیل میری صدق دعوی پر یہ ہے کہ یہ دونون شخص کہ تیرے نزدیک مکرم و محترم ہین ایک کو بمرتبہ الیاس اور دوسرے کو بمرتبہ عیسے نہین پہونچا سکتے ہین بادشاہ نے پوچھا کہ الیاس کون ہے اور عیسے کون ہے جرجیس نے جواب دیا کہ الیاس ایک بندہ تھا محتاج ماکل و مشرب اور باعنایت خداوندی اُسنے وہ درجہ پایا کہ پاتا ہے اور فرشتون کی صفتین پیدا کر احتیاج کھانے پینے کی نہین رکھتا ہے اور فرشتون کے ساتھ طیران کرتا ہے اور آثار عجیبہ اُس سے ظاہر ہوتے ہین اور عیسے بھی ایک بندہ خدا تھا کہ اُسکو بے واسطہ پدر پیدا کرکے بخلعت نبوت سرفراز فرمایا اور احیاے اموات اور علاج اکمہ و ابرص اُس سے صادر ہوا اور حضرت مجیب الدعوات بعد اظہار معجزات کے اُسکو آسمان پر لیگیا اور مقرب بارگاہ صمدی کیا بادشاہ نے کہا تو نے کلام کو بہت طول دیا اور وہ حکایتین بیان کین کہ صدق اُنکا ہمپر روشن نہین ہے اب اگر تو افلون کو سجدہ نہین کریگا تو تجھکو آگ مین ڈال دونگا حضرت جرجیس نے کہا اگر یہ فتح و ثبات و بطلان اور تسخیر آفتاب و ماہتاب اور اختلاف لیل و نہار اور پیدائش نباتات و اشجار منسوب با فلون ہون تو البتہ مین اُسکو سجدہ کرون والا فلا بادشاہ نے کہا اب تیری تعذیب مین کچھ عذر نہین حکم کیا آہنی کنگھیون سے جرجیس کے بدن کو چھیلکر گوشت اور پوست کو پرزہ پرزہ کرین جبکہ اس تعذیب سے بھی جرجیس پیش آئے اور یہ نہ مرے بلکہ کچھ آسیب بھی نہ پہونچا تو پھر بادشاہ نے اس حال ہیچ کو مشاہدہ کرکے حکم دیا کہ آہنی میخین آگ مین سرخ کرکے اُنکے سرمین ٹھونکین یہ عذاب بھی اُنکا موجب ہلاک نہوا بعد ازین حکم کیا کہ ایک حوض تانبے سے بھرکر گلاوین اور جرجیس کو اُسمین ڈالکر سرپوش اُسپر رکھدین لکھا ہے کہ جب کئی روز کے بعد سرد ہونے نحاس مذاب کے سرپوش اُس حوض پر سے اُٹھایا دیکھا کہ حضرت جرجیس زندہ ہین بادشاہ نے پوچھا کہ اس عقوبت سے بھی تجھکو ضرر نہ پہونچا جواب دیا کہ نہین کہا تیرے اس اخلاص و نجات کا کیا سبب ہے حضرت جرجیس ع نے کہا مین تجھ سے نہین کہتا ہون کہ میرا ایک خدا ہے کہ قادر ہے سب اشیا پر اور مجھکو اُسنے ان مہالک سے نجات بخشی تا تیرے الزام کیوقت حجت ہو بادشاہ نے زوال مملکت اور سلطنت سے اندیشہ ناک ہوکر حکم کیا کہ جرجیس کو قیدخانہ مین لیجاوین اور اوندھا ڈال کر پانوون زمین پر رکھکر میخہاے آہنی جڑ دیوین اور پشت پر استوانہ سنگ رخام سنگین کر دیوین حاضرین بارگاہ نے بموجب کہنے اُس روسیاہ کے عمل کیا ہنگام شب

حق تعالی نے ایک فرشتہ کو حضرت جرجیس کے پاس ارسال فرما کر تاج نبوت سے سرفراز کیا اُس فرشتے
نے قید بادشاہ ستمگر سے نجات دیکر کہا خداوند صبور و شکور سے تو بصبر و شکر مامور ہوا ہے اور حضرت ایزد متعال
فرماتا ہے کہ سات برس تک تجھکو بہ تکلیف اہل تمرد و عصیان گرفتار رکھونگا اور تقدیر ابدی اسطرح پہ ہے
کہ تیرے قتل پہ چہار مرتبہ اقدام کرینگے ہر بار بقدرت کاملہ اپنی تجھکو زندہ کرونگا پانچویں نوبت فرش
جہان اور دیدۂ رضوان میں انعام و منزل تیرا ہوگا دل قوی رکھ کہ جمیع حالات میں میری عنایات تیرے
شامل حال رہینگی جب صبح ہوئی حضرت جرجیس ناگاہ بارگاہ بادشاہ میں آئے اُسنے پوچھا اے جرجیس تجھکو
زندان میں کسنے رہا کیا اُسنے کہا کہ سب پہ غالب ہے وہ کافر غضبناک ہوا اور اُسکے کہنے سے حضرت
جرجیس کو پکڑ کر اور ان کے فرق مبارک پہ رکھکر آرہ دو ٹکڑے کر ڈالا اور ہر ٹکڑے کو ریزہ ریزہ کر کے کنوئیں میں ڈال دیا انہوں نے
بالہام ربانی بدن حضرت جرجیس کو اپنی پشت پہ لے لیا اور نہ ہونے دیا کہ ریزہ ہو اس وقت حضرت حق قیوم نے
اپنی قدرت کاملہ سے اجزائے متفرق و منقطع اُنکے فراہم کیے اور زندہ کیا دوبارہ اُنکو کرامت فرمائی اور
ایک فرشتہ اُنکے پاس بھیجا اُسنے کہا حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے کہ حیات ثانیہ تجھکو میں نے ارزانی فرمائی
تا دشمنوں کے ساتھ جہاد کرے اور میں تجھکو ایک کرامت کے ساتھ مخصوص کرونگا کہ کسی نے
نہ دیکھی ہوگی نہ سنی ہوالقصہ ایک دن بادشاہ اسباب عیش و طرب مرتب کیے اپنے خواص اور ندیموں کے
اقوال کی تعریف کر رہا تھا کہ کوئی اس سے تو بہتر نہیں ہے اور کہتا تھا کہاں ہے جرجیس کہ ہمکو ہمارے
معبودوں سے ڈراتا تھا کہ ناگاہ یہ بھی مجلس میں نمودار ہوئے اور بادشاہ اور اُسکے ارکان دولت نے متحیر ہو کر
کہا کہ یہ شخص کیا بہت جرجیس کے مشابہ ہے حضرت نے فرمایا کہ میں وہی جرجیس ہوں کہ خداوند
ذوالجلال والاکرام نے بعد از قتل نعمت حیات مجھکو ارزانی فرمائی ہے اگر تمکو اندک عقل اور ادراک ہووے تو
ساتھ اُس خدا کے کہ ایسا امور پہ قادر ہے ایمان لاؤ مشرکوں نے آپس میں کہا کہ جرجیس وہ ساحر ہے کہ
کمال سحر سے کہ کوئی اُسکو قتل کرے ہمکو اپنے تئین ایسا دکھاتا ہے کہ مارا گیا ہے اب یہ تدبیر ہے کہ جادوگروں کو
جمع کریں تا کہ اُسکو مغلوب و معذب کریں بادشاہ کو یہ بھی کلام پسند آیا اور حکم دیا کہ ہمارے قلمرو میں سے
چند ساحر بلا بھیجے اعلی حاضر ہوویں اور بعد ازاں اجماع جادوگروں کے بادشاہ نے انکے رئیس سے
کہا کہ اس شہر میں ایک شخص ہے کہ میں اُسکے سحر سے نہایت تنگ آیا ہوں اب یہ چاہتا ہوں کہ پہلے کچھ
اپنے اعمال کے آثار مجھکو دکھلاؤ تا تمہاری صنعت و کمال پہ وقوف حاصل ہووے رئیس ساحروں نے
دو سانپ ایک تھیلی میں سے نکالے اور دونوں کو نزد خلائق میں دو گاؤ بنا کر دکھائے کہ انہوں نے
زمین کو کھودنا شروع کیا اور پھر رئیس سحرہ نے تھوڑے سے تخم زمین میں بکھیرے وہ اُسی وقت اُگے اور
بعد از حصاد کرنے اور کوٹنے پیسنے اور خمیر کرنے کے روٹیاں پکائیں سب حاضرین نے انپر تحسین و آفرین
کی اور کہا کہ ہمکو یقین معلوم ہوا کہ تو بتقریب و تشبیہ جرجیس پہ غالب آوے گا پھر اُس مردود نے اُس ساحر سے

وعدہ ذر رفتار کرکے استدعا کی کہ صورت جرجیس کو کتے کی شکل بنا دے ساحر نے یہ بات قبول کی اور ایک
قدح آب طلب کیا اور اسپر افسون پڑھکر بادشاہ سے کہا کہ جرجیس کو یہ پانی پلا دے اور جرجیس نے بحکم بادشاہ
تمام قدح آب پی لیا ساحر نے پوچھا ای جرجیس آپکو تو کسطرح پاتا ہی جواب دیا غائب خوشحالی مین کیونکہ اسوقت
مین نہایت پیاسا تھا اس قدح آب کو پیکر سیراب ہوگیا اور منت و احسان خاص اس خدا کا کہ مجکو شر
ظالمون اور شیطان سے محفوظ رکھا اس ساحر نے عدم تاثیر افسون سے مبہوت اور متحیر ہوکر کہا اے
بادشاہ اگر کوئی مخلوق تیرے مقام معارضہ اور مقابلہ مین ہوتا تو حتی الوسع والامکان تیری معاونت ہم
بجا لاتے تو چاہتا ہے کہ ساتھ خدا کے زمین و آسمان کے مقاومت کرے ہم اس بات مین عجز و قصور اعتراف
کرتے ہین اور ایک نے حاضرین مین سے کہا کہ جرجیس مرد ان ساحرون مین سے کوئی جادوگر
اُسکے دفع اور ہیبت پر قادر نہین ہے اور نہین سحرہ نے اس قول پر تصدیق کرکر تقریر کی کہ ہم ولایت
شام مین تھے کہ ایک بڑھیا کی گائے مرگئی اور اس عجوزہ نے اس شہر مین آکر حضرت جرجیس سے
درخواست کی کہ دعا کرین تا وہ گائے زندہ ہووے اور حضرت جرجیس نے اپنا عصا اس پیرزن کو دیا
کہ اسکو لیجا کر اس گائے مردہ پر مارے تا زندہ ہووے پیرزن نے کہا یہان سے میری ولایت بہت
دور ہے اور یقین ہے کہ میرے وطن مین پہونچنے تک اس گائے کے تمام اعضا گل سڑکر جدا ہو جاوینگے
حضرت جرجیس نے جواب دیا اگر ایک استخوان بھی اسکا کہین اپنی جاے پر ہوگا تو بھی مطلب تیرا حاصل
ہو جاویگا اس عجوزہ نے اپنے وطن کو مراجعت کی اور بقرہ مردہ حضرت عمل کیا وہ گائے زندہ ہوگئی القصہ
قائل اس سخن سے چیتواے ساحرون سے پوچھا کہ جادوگر احیاے اموات پر قادر ہین سحرہ نے
کہا لا واللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اور بادشاہ نے خفا ہوکر اس سے پوچھا کہ تجکو کس چیز نے
ایسی جلدی فریفتہ کرکر ضلالت و غوایت مین ڈالا اس صادق اخلاص نے جواب دیا کہ معاذ اللہ مین ضلالت
مین نہین پڑا ہون بلکہ خداے عالمیان ایمان لایا ہون بادشاہ نے بخوف اس امر کے کہ مبادا اور
بہت لوگ بقول اس موحد کے متابعت حضرت جرجیس کرین حکم دیا کہ اس موحد کی زبان کاٹ کر
مار ڈالین جب اس خبر نے شہر مین اشتہار پایا چار ہزار آدمی اسکے ساتھ گرویدہ ہوکر مسلمان ہوگئے
اور اس طاغی اور باغی نے اسلام قوم سے مطلع ہوکر سبکو مروا ڈالا اور پھر حضرت جرجیس سے کہا کہ کیون
تو نے اپنے خدا سے مسئلت نہ کی کہ مجکو مارنے اُنکے سے باز رکھتا حضرت نے جواب دیا کہ حق اونہ
سبحانہ بندہ مہربان نے چاہا کہ اپنے بندگان مخلص کو بہشت مین لیجاوے اور تیری جفا اور محنت دنیا سے
نجات پاوین اور بسبب صابرت ان بلیات پر بجوار رحمت رب العالمین واصل ہووین منقول ہے
کہ بعد از وقوع اس واقعہ کے ایک نے مقربان بادشاہ سے کہا کہ اے جرجیس تجکو گمان ہے کہ تیرا خدا
جو چاہتا ہی سو کرتا ہی اور جس چیز کے ساتھ اُسکا ارادہ متعلق ہوتا ہے وہ شے موجود ہوتی ہے اگر تو نہ جا

کہا کہ معبود تیرا ان کرسیوں پر کہ ہم بیٹھے ہیں ناپید کرسکے اتنا ریا اثنا کر دے تو ہم تیرے ساتھ ایمان لاویں حضرت جرجیس نے جواب دیا کہ حضرت عزت اگر اس سوال کو مبذول رکھے قادر ہے والا کوئی اسپر حاکم نہیں ہے بود قادر ان اس حال کے ایک فرشتہ آسمان پر سے اترا اور جرجیس سے کہا کہ حضرت باری بھی انہو تیرے ساتھ مقام عنایت و مرحمت میں ہے کہ جو دعا تجھ سے صادر ہوگی باجابت مقرون فرماویگا اور حضرت نے وصول اس فرشتے بیچ الطاف کردگار مستظہر ہوکر رو بقبلہ ہوئے اور دعا کی وہ کرسیاں سرسبز وشاداب ہوگئیں اور برگ و بار انپر ظاہر ہوئے بادشاہ اور اسکے امیر وزیروں نے اس معجزہ کو برابر اپنی مشاہدہ کیا اور اس مقرب نے کہ حضرت سے وعدہ کیا تھا کہ بعد ظہور اس اعجاز کے تیرے ساتھ ایمان لاوینگے کہا کہ میں نے اپنی مدت عمر میں کوئی ساحر ماہر تر اس شخص سے نہیں دیکھا اور درپے صدمہ رسانی اسباب و عقوبت حضرت ہوا اور اسکے کہنے سے ایک تانبے کی گائے جوف بنائی اور اسکے پیٹ میں رال اور گندھک بھر کر اور حضرت جرجیس کو اس میں بٹھا کر آتش بسیار نیچے رکھا کہ جو کچھ اسکے جوف میں تھا گلا اور بادشاہ نے جانا کہ جرجیس اسمیں کباب ہوکر مر گیا اور متعاقب اس واقعہ کے حق جل وعلا نے برف و باران اور رعد و ظلمت ابر غلیظ ان سیاہ دلوں پر مستولی فرمایا کہ چند شبانہ روز رات دن میں امتیاز نہوا اس اثنا میں خداوند تعالی نے ایک فرشتہ کو مامور کیا کہ حضرت گائے کو اس طرح زمین پر مارا کہ اسکی آواز کی ہیبت سے شہر کے سب آدمی اوندھے گر پڑے اور وہ پیکر شکستہ ہوکر حضرت جرجیس سلیم الاعضا اور صحیح الارکان اس میں سے برآمد ہوئے اور ظلمت و تاریکی جاتی رہی اور حضرت جرجیس نے بادشاہ کی مجلس میں رونق آرا ہوکر موعظت و نصیحت آغاز کی اور بادشاہ وارکان دولت کو حیرت و تعجب زیادہ ہوا پھر ایک اور مقرب نے کہ اسکو طیلیا کہتے تھے حضرت جرجیس کہا کہ اس نواحی میں ایک غار ہے اور اس غار میں پتھر کے حوض کھدے ہوئے ہیں کہ ہر حوض سنگ میں ایک بادشاہ ملوک پاستان سے رکھا ہوا ہے اگر تو اپنے دعوی میں صادق ہے تو دعا کر یہ زندہ ہوویں اور ہمارے ساتھ کلام کریں حضرت نے قبول کیا اور مومن اور مشرک غار پر گئے اور حضرت نے در غار پر دو رکعت نماز ادا کی اور پھر حکم کیا کہ استخوان پوسیدہ بادشاہوں اور انکی اولاد اور عورتوں کے حوضہائے سنگین سے نکالو اگرچہ اجزا ریزیں اس وقت مالک کارساز سے مسئلت کی کہ اس جماعت کو زمرہ احیا میں منتظم فرماوے چنانچہ دعا انکی مستجاب ہوئی مردگان دیرینہ کہ نو مرد اور پانچ عورتیں اور تین لڑکے تھے زندہ ہوئے اور حضرت جرجیس نے انمیں ایک پیرمرد کو دیکھکر پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے کہا فلیل اور حضرت نے اسکا حال دریافت کیا اور اسکے مذہب کی تفتیش کی جواب دیا کہ مدت العمر میں بت پرست رہا اور یا آنکہ مجھے مرے ہوئے چار سو برس گذرے ہیں اب تک تلخی جانکنی میری حلق میں سے نہیں گئی ہے اور بعد از فوت مجکو ایک حاکم عادل پاس لیگئے اور اسنے

ہمارا کیش و مذہب دریافت کیا تو مجکو اور میرے اصحابون کو مشرک پایا پس ہمارے اجساد پر کرم اور ہماری
ارواحون پر حزن متعین کیا اور ہرچند ہم نے التماس کیا کہ ہم لوگ ایکبار پھر دنیا مین بھیجد و یا تلافی
ایام گذشتہ مشغول ہووین مقبول تھا اور اب کہ ارواح ہمارے اجساد سے متعلق ہوئی عذاب کھینچے
ہین نوفیل نے یہان تک کلام پہونچا حبیب سے پوچھا کہ ایہا الرجل الصالح تو کون شخص ہے کہ
خدا تعالی نے ہمکو بیمن انفاس شریفہ تیری کے زندہ کیا جواب دیا کہ مین حبیب پیغمبر ہون نوفیل نے
جب حضرت کا نام سنا دامن مبارک پکڑ لیا کہ اب ہمارے واسطے شفاعت کر تا خداوند عزت عظمتہ پھر ہمت
فرما کر توبہ اس مشت خاک بیچارہ کی قبول کرے اور دست رد ہمارے سینہ مطالب پر نہ رکھے اور طوطا مامیا
نوفیل سے کہا کہ تو مشابہ بہلوک مین سے ہوا ہے اور ایک مدت تک اپنے آبا و اجداد کے دین پر قائم
رہا اب تجکو شرم نہین آتی کہ بمتابعت اس ضال و مضل کے سر جھکاتا ہے نوفیل نے اسکی طرف سے منھ پھیرا
اور کہا انا اعلم بما رایت بعد الموت یعنی مین جانتا ہون اس چیز کو کہ دیکھی مین نے بعد موت کے پھر
حضرت حبیبؑ نے اپنے مقام پر سے اٹھکر زمین پر ایک لات ماری اور زیر قدم چشمۂ آب ظاہر ہوا
حضرت نے فرمایا کہ اے جماعت بشرائط وضو اور غسل قیام کرکے کلمۂ توحید زبان پر جاری کرو ان لوگون نے
کلمہ طیب پڑھا اور پھر حضرت حبیبؑ نے زمین پر اپنا پاؤن مارا اور خدا تعالی نے انکو مارکر بہشت جاودانی
جاے دی منقول ہے کہ باوجود ظہور ایسے معجزے کے بھی بادشاہ اور اسکے متعلقون مین سے حضرت
حبیبؑ کے ساتھ کوئی ایمان نہ لایا بلکہ بعد مشاہدہ اس امر غریب کے کہا اے حبیبؑ ہمنے اپنی مدت
حیات مین کوئی ساحر تجھسے کامل تر نہین دیکھا کیونکہ ایک قوم مردہ کو زندہ دکھایا کہ کوئی اُن مین سے
خارج مین وجود اور حیات نہ رکھتے تھے اور اہل شرک و عدوان نے دفع حضرت حبیبؑ مین باہم مشورہ
کیا اور انکی راے نے اس امر پر قرار پایا کہ انکو بتعذیب گرسنگی معذب کیا چاہیے تا بحسب ضرورت
اپنے قول سے پھرے بنا برین انھون نے حضرت کو عجوزہ فقیرہ کے گھر مین کہ ایک فرزند اندھا اور بہرا
اور گونگا اور لولا رکھتی تھی اس طرح سے مقید و محبوس کیا کہ ہلنے کو مجال نہ تھی حضرت حبیبؑ نے
اس پیرزن سے کچھ طعام طلب کیا اُسنے قسم کھائی کہ اُسدن شبانہ روز مین کچھ تھوڑا سا طعام کہ بگدائی
حاصل کیا تھا سد جوع کی اب باہر جاتی ہون اور جو کچھ بسوال ہاتھ آتا ہے آپ کے واسطے لاتی ہون
جب وہ ضعیفہ اپنے مقام پر سے غائب ہوئی حضرت حبیبؑ نے ایک ستون اس گھر کا ملاحظہ کیا اور
بدرگاہ الٰہی دعا کی وہ ستون اُسیوقت سرسبز ہو گیا اور طرح طرح کے اُسمین پھل لگے اور اس
درخت نے ارتفاع پا کر سر بفلک کھینچا جب وہ پیرزن گھر مین آئی اور اس درخت کو اس طرح پر دیکھا
کہا امنت باللہ الذی لا الہ الا ھو طعمك فی بیت الجوع یعنے ایمان لائی ساتھ اللہ کے کہ
وہ نہین کوئی معبود مگر وہی کہ طعام دیا تجکو بیچ گھر کے بھوک مین اور پھر پیرزن کو طلب شفا سے پسر

دامنگیر ہوئی حضرت جرجیس کے پاؤن پر گر پڑی اور التماس کیا کہ التفات خاطر اس باب مین دریغ نفرماوین
حضرت نے آب دہن مبارک چشم و گوش اسکا مین ڈالا وہ بینا اور شنوا ہوا عجوزہ نے کہا کہ بچشم عنایت نطق
زبان اور درستی پا سے بھی دعا کیجئے تا گویا اور روان بھی ہووے حضرت نے فرمایا گویا ہوتا اور پاؤن سے
چلنا تیرے فرزند کا اور دن پر موقوف ہے روایت کرتے ہین کہ ان دنون مین ایک دن بادشاہ اُس
پیرزن کے دروازہ پر گذرا اور اُسپر اُسکی نظر پڑی دیکھا کہ شجر سرسبز لہلہا رہا ہے اور میوہ ہائے رنگا رنگ اسمین
لگے ہوئے ہین بہ نہایت متعجب ہوا اور اُسکی کیفیت دریافت کی خواصون نے کہا کہ اس ساحر جرجیس نے
بویا ہے اور پسر عجوزہ کو شفا بھی دی ہے بادشاہ نے کہا اس مدت مین کسی نے مجکو اس حادثہ سے کیون
نہین خبر کی جواب دیا کہ اس جہت سے کہ کچھ غبار تیرے آئینہ ضمیر پہ نہ بیٹھے بادشاہ نے در غضب ہو کر پیر
زال کے گھر کو ویران کرا دیا اور اُس درخت کو جڑ سے اُکھڑوا ڈالا حضرت جرجیس نے دعا کی کہ اُسنے بحالت
اصلی معاودت کی بعد ازان بادشاہ نے حضرت جرجیس ع کو پارہ پارہ کر ڈالا اور اُنکے پارہائے بدن کو
جلا کر اور خاکستر کر کے ایک حصہ دریا مین ڈال دیا اور ایک ثلث جنگل پر اگندہ کر دیا اور ایک
بخش پہاڑون پر اُڑا دیا ہنوز وہ جماعت وہان سے نہ پھری تھی کہ ایک آواز سُنی کہ اے بحر و بر
و جبل محافظت کرو ان اجزا سے بندہ پاکیزہ روزگار میرے کو کہ تمھارے پاس پہونچے ہین اور جمع کرو
اُسکی خاکستر کو تا بحال اول پھر مراجعت کرین اور مقارن اس ندا تینون جانب سے ایک ہوا حرکت
مین آئی اور ایک باد تند اُٹھی اور کہ مین سے غبار حضرت جرجیس ع ظاہر ہوا اور اپنے سر مبارک سے
خاک جھاڑنے لگے اور قوم مع اُنکے بادشاہ پاس آئی اور واقعہ مذکورہ بہ تفصیل بیان کیا اُس
کافر نے استماع اس خبر سے مبہوت و متحیر ہو کر حضرت جرجیس سے کہا کہ ایک امر مین میری متابعت
کرے تو میرے دست تعرض سے امان پاوے اور ناموس سلطنت بجا وے اور تیرے اعزاز و اکرام مین سعی
بلیغ عمل مین لا کر جمیع امور مین تیرا تابعدار رہون حضرت جرجیس نے کہا وہ کیا ہے بادشاہ نے کہا
وہ یہ ہے کہ افلون کو تو ایک مرتبہ سجدہ کرے اور بعد از صدور اس خدمت کے مین تجھ سے کسی چیز
کی توقع نہ کرون حضرت جرجیس ع نے ہلاک صنم امیدوار ہو کر بادشاہ کو باحجاز مقصود وعدہ فرمایا اور
بادشاہ نے مسرور و بہجت ہو کر کہا چاہیئے کہ آج تمام دن میرے رہو اور شب کو بھی میرے فرش پر
استراحت کرو تا تمھاری قدر و منزلت خاص و عام پر روشن ہووے القصہ حضرت نے وہ دن بادشاہ کے
ساتھ گذارا جب رات ہوئی تو نماز کیواسطے اُٹھے اور باواز حزین زبور پڑھنی شروع کی اور حسن صوت
حضرت اور جودت قرأت کلام الٰہی سے زوجہ بادشاہ نے اُس شب تاریک مین ظلمت کفر و شرک سے
نجات پائی اور سحرگاہ خورشید جہانتاب نے افق شرقی سے طلوع کیا حضرت جرجیس ع بیت الصنم مین
گئے اور خلق کثیر در بتخانہ پر نظارہ کیواسطے جمع ہوئی اور پیرزن مذکور نے کہ سابقا حضرت جرجیس ع

اسکے گھر مین محبوس و مقید ہوے تھی اس صورت سے خبر پاکر اور اپنے فرزند کو کاندھے پر لیکر بیت الصنم
مین آئی اور حضرت جرجیس ؑ کو عتاب آغاز کیا کہ اے جرجیس خداے تقدس و تعالی نے تجھکو خلعت
نبوت سے مشرف فرما کر امداد و نصرت بخشی اور اجداد ہر نوبت کہ تجھکو مارڈالا زندہ کیا باوجود اس
تمام الطاف کے تونے سبکو نسیاً منسیا کیا اور پرستش غیر مین مشغول ہوا حضرت نے اس سے کہا کہ اپنے
فرزند کو دوش پر سے اتار کر اس امر مین ایک حکمت ہی چھوڑ دے پسر کو زمین پر رکھا اور حضرت نے
اس کودک سے کہا کہ جا بتون سے کہو کہ جرجیس تمکو بلاتا ہے پس پسر روان ہوا اور زبان
گویا ہوئی اور پیغام حضرت اسنے بتون کو پہونچایا اور بت بخدمت حضرت متوجہ ہوے اسوقت حضرت نے
زمین پر ایک لات ماری سب کے سب اصنام زمین مین دھنس گئے روایت کرتے ہین کہ ابلیس
اسوقت انکا خفیہ محبوس کہ جوف افلون مین سے کہ بزرگترین اصنام تھا باہر آیا اور حضرت جرجیس نے
اسکو ٹھہرا کر پوچھا کہ تیری غرض اضلال خلائق سے کیا ہے کہ انکو ضم اضل کرتا ہے شیطان نے جوابدیا
کہ اغواے افراد انسانی کو ملک ارض و سماے کے درمیان میرے اور حضرت آدم علیہ السلام اور انکے
فرزندون کے ہی دوست رکھتا ہون القصہ جب بادشاہ نے دیکھا کہ افلون اور تمام اصنام زمین
مین دھنس گئے کہا اے جرجیس تونے مجھکو فریفتہ کیا اور میرے معبود کو ہلاک کروادیا حضرت نے
ارشاد کیا تو کیون ایسے جماد کو الہ کہتا ہے کہ دفع امثال ان اشیا پر اپنے سے قادر نہین ہے اور اس
اثنا مین بادشاہ نے اسلام اپنی بی بی کے سے خبر پاکر حکم دیا کہ اسکو بانیچ وجہ ہلاک کرین حضرت نے
بعد قتل ہونے اس موحدہ کے دو رکعت نماز گذار کر مناجات کی کہ یارب مجھکو اس سات برس کی
مدت مین بانواع شداید و محن مبتلا کیا تونے اور اب مدت موعود منقضی ہوئی امیدوار ہون کہ بجوار
رحمت اپنی واصل فرمائیے اور ایک یہ آرزو ہے کہ پیشتر از حلول اجل عذاب اہل عصیان مجھکو دکھا دے
جب دعا سے فراغت پائی موقوف قہر الہی سے ایک قطعہ ابر نمود ہوا ہلاک کفار ہو کر انکے سر پر آتش افشانی
کرنے لگا جب مشرکون نے بلا نازل کو بچشم خود مشاہدہ کیا انکی آتش خشم نے اشتعال پایا اور تلوارین
کھینچکر حضرت کو پارہ پارہ کیا اور آگ نے اس شہر کو مع سب عبدہ اصنام جلادیا مومن ضرر
بلا سے صحیح اور سالم رہے کہتے ہین وہ لوگ کہ حضرت کے ساتھ ایمان رکھتے تھے تینتیس ہزار آدمی تھے
واللہ اعلم فصل دسوین ذکر شمسون عابد مین روایت کرتے ہین کہ بعد از رفع حضرت عیسی علیہ السلام
اور پیش از بعثت حضرت خاتم الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام ایک عابد تھا بعض بلاد عرب مین نہایت
توانا اور صاحب قوت کہ جس سے اسکو باندھ دیتے تھے اسکو توڑ ڈالتا تھا اور اکثر اوقات جہاد کفار
قیام کرتا تھا اور اسکو شمسون کہتے تھے مشرکون نے درباب دفع اسکے باہم مشورہ کرکے کہا کہ ہمارا
اسپر غالب آنا بدون اعانت اور موافقت اسکی زوجہ کے غیر متصور ہے بنا بر این حاکم شہر نے

زوجۂ عابد کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر اپنے شوہر کے قتل مین ہمارے ساتھ ہمداستان ہو تو ہم تجکو اپنے عقد نکاح مین لاکر بہت سا مال تجکو دین اس زن بیوفا نے عہد و پیمان شمسون کو کہ اُسکے ساتھ درمیان رکھتی تھی طاق نسیان پر رکھا اور اپنے خاوند کے ہلاک مین ساعی ہوئی منقول ہے کہ اس خبیثہ نے بادشاہ کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور پیغام دیا کہ درباب شمسون کیا ارشاد ہے تا بشرط خدمت بجا لاؤن بادشاہ نے قاصد کی زبانی کہلا بھیجا کہ اسکو رسی سے محکم باندھکر ہمکو خبردار کر القصہ جب شمسون خواب مین گیا اُس ناقص العقل نے اپنے شوہر کو ایک رسی سے باندھا اور شمسون نے خواب سے بیدار ہوکر توڑ ڈالا اور اُسکو جو پوچھا کہ تو نے یہ حرکت کیون کی جواب دیا کہ مین نے تیرا زور آزمایا ہے شمسون خاموش ہو رہا اور اُس خبیثہ نے صورت واقعہ بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے باتفاق سائر کفار ایک زنجیر بھیجی اور کہہ بھیجا کہ جب شمسون سو جاوے تو اُسکو مقید کر اُس عورت بدخصلت نے بدستور خاوند کو مقید کیا اور شمسون نے پھر بیدار ہوکر زنجیر کو بھی توڑ ڈالا اور سبب دریافت کیا زوجہ نے جواب دیا کہ یہ حرکت مین نے اسواسطے کی تا صدق قول اُن لوگون کا ظاہر ہووے کہ کہتے ہین جس چیز سے شمسون کو باندھکر مقید کرین اُسکو وہ توڑ ڈالے شمسون نے کہا یہ بات سچ ہے لیکن اگر میرے بالون سے باندھ دین تو ہرگز نہ توڑ سکون القصہ جب شمسون سو گیا تو اُس مکارۂ غدار نے چند بال محاسن مبارک سے کترکر دونون پاؤن کے انگوٹھے باندھے اور کفار ناہنجار کو خبر کی بہ تعجیل تمام آن کر اُسکو بادشاہ کے پاس پکڑ لے گئے اُسوقت بادشاہ ایک بالاخانہ پر کہ ایک ستون پر اُسکو ترتیب دیا تھا بیٹھا ہوا تھا ہنگام شمسون اُسکے قریب پہونچا حکم دیا کہ خلائق کو ندا کرین تا زیر منظر ہذا جمع ہوئین اور ایک سولی برابر منظر ایستادہ کرین اس ہنگام مین شمسون نے مناجات کی کہ یا رب اگر مین اپنی بقا بنا بر جہاد اعدا چاہتا ہون تو مجکو اس ورطہ سے نجات کرامت فرما دعا اسکی بشرف اجابت مقرون ہوئی اور ایک فرشتہ آیا اور اُسکو قید سے چھڑا کر کہا کہ بادشاہ کے منظر کے نیچے سے ستون کھینچ لے شمسون نے بفرمودہ فرشتہ عمل کیا اور منظر زمین پر گر پڑا اور بادشاہ مع تمامی اپنے ہمراہیون کے جہنم واصل ہوا اور آدمی بادشاہ کو خاک کے نیچے سے نکالنے لگے اور شمسون نے صحیح و سلامت وہان سے اپنے صومعہ مین معاودت کرکے اُسکو طلاق دی اور روایت کرتے ہین کہ شمسون نے ہزار مہینون تک اپنے صومعہ مین بصیام نہار و قیام لیل قیام کیا تھا اور بعض اہل تفسیر کہتے ہین کہ مراد الف سے آیۂ کریمہ لیلة القدر خیر من الف شہر یعنی شب قدر بہتر ہے ہزار مہینون سے یہی وہ ہزار شہر ہین کہ شمسون بعبادت ملک غفار مشغول رہا

فصل گیارہوین ذکر خالد سنان عبسی مین روضۃ الصفا اور حبیب السیر مین لکھا کہ خالد بن سنان فرزندان حضرت اسمٰعیل پیغمبر سے ہے اور بعضے محققین کہتے ہین کہ جملہ اجداد نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نسب ملتا ہے اور بہ زمان فترت کہ شمع ہدایت انبیائی پوشیدہ ان مین

ظاہر ہوا تھا اور اپنی قوم سے کہتا تھا کہ فرشتہ خازن آتش میرے پاس آتا ہے اور بہشت اور دوزخ اور
بعثت اور میزان اور تمام احوال آخرت سے مجھکو خبر دیتا ہے اُس اوقات مین دیار عبس مین رات کو
ایک آتش ظاہر ہوئی تھی کہ عرب تین دن کی راہ تک اُس مقام سے اُسکی روشنی مین اپنے اونٹ
چرایا کرتے تھے اور دن کو سوائے دھوئین سے وہان کچھ نہ دکھلائی دیتا تھا جب خالد نے ذکر فرشتہ کا
اپنی قوم مین کرنا شروع کیا اُنھون نے کہا اگر تو اس دعوی مین صادق ہے تو اس آگ کو کسی طرح سے
بجھا دے خالد نے اُس طرف متوجہ ہو کر اپنے عصا سے اس نار مرتفع منطفی کیا اور بعد ازان قوم سے
کہا کہ مین عالم آخرت سفر کرتا ہون میری مرگ کی تین شب بعد ایک حمار وحشی میری قبر پر آکر تین
دفعہ آواز دیگا چاہیے کہ تم اُسکو پکڑ کر ذبح کرو اور اُسکا پیٹ چیر کر میری قبر پر رکھو تا مین خاک مین سے
باہر آکر احوال دنیا و آخرت سے تمکو مطلع کرون چنانچہ از انقضائے تین شبانہ روز کے ایک گورخر قبر خالد پہ
آیا اور تین مرتبہ آواز دی آدمیون نے چاہا کہ اُسکی وصیت کو موافق عمل مین لاوین خویشان خالد نے
مانع آکر کہا کہ شاید وہ قبر سے نہ نکلے اور یہ صورت سبب عار اور سرزنش ہماری کا ہو روضۃ معارف
حصیبی مین مرقوم ہے کہ دختر خالد کبر سنی مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی
اور جناب نبوی نے اپنی ردائے مبارک بچھا کر اسکو بٹھایا اور فرمایا بنت نبی ضیعہ اہلہ اور اُس ضعیفہ نے
سورۂ اخلاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر عرض کیا کہ میرا باپ بھی اس سورہ کو پڑھا کرتا تھا
واللہ اعلم بالصحۃ

فصل بارھوین

ذکر اسکندر فیلقوس مین اگرچہ ذکر اُسکا زمرۂ سلاطین نامدار کے
قابل السلاک تھا لیکن مترجم نے بلحاظ اس امر کے کہ بعض مورخ سکندر اکبر و اصغر کی نسبت مین
اختلاف کرتے ہین اور اس سبب سے حالات ایک دوسرے کے شامل ہوئے ہین ان کا احوال
چھوڑ جانا مناسب سمجھا اور درج اس ذخیرہ کے کیا روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ نام اسکندر بلغت یونانی
اقشیدروش ہے یعنی فیلسوف اور یہ لفظ مخفف فیلا سوفا ہے اور یونانی محب کو فیلا کہتے ہین اور حکمت کو
سوفا اس تقدیر پر معنی فیلسوف کے محب حکمت ہونگے اور حبیب السیر مین مرقوم ہے کہ جب روشنک
فیلقوس داراب بن بہمن سے حاملہ تھی ایک بڑھیا نے بوئے دہن اُس مستورہ کو ساتھ ایک گیاہ کے
کہ اسکندر نام رکھتی تھی معالجہ کیا اور مقارن اس حال کے ملکہ روم سے ایک پسر سعادتمند پیدا ہوا
ایک حرف اس اسم پر زیادہ کیا اور اس مولود عافیت محمود کا اسکندر نام رکھا اور جماعہ کثیر اعاظم
اہل تاریخ سے اسکندر کو ذوالقرنین اصغر کہتے ہین کس واسطے کہ ذوالقرنین اکبر کو صاحب نبوت جانتے ہین
کہ ذکر اُسکا قرآن مجید و فرقان حمید مین آیا ہے اور شمہ احوال اُسکے سابقاً ان اوراق مین سمت
گذارش پا چکا ہے اور محمد بن جریر طبری اور قاضی ناصر الدین بیضاوی کا یہ عقیدہ ہے کہ بانی بنا
سد کا آثار ذوالقرنین اصغر سے ہے بالجملہ بروایت ناقلان آثار سلف اور راویان اخبار جلالت صفحۂ خاطر

اور صحیفہ ضمیر پر مکتوب اور منقوش ہے کہ اسکندر ماقدونی کہ اُسکو ذوالقرنین اور اسکندر رومی و یونانی بھی کہتے ہین ایک بادشاہ تھا عالی قدر گردون جناب اور شہریار کامران و کامیاب اُسکی داستان شجاعت بسیط جہان مین مشہور و مذکور ہے اور ذکر سخاوت اُسکا صحائف زبان پر مزبور و مسطور ہے میدان مبارزت مین شیر سے پنجہ کرتا اور میدان محاربہ مین دونون ہاتھون سے شمشیر مارتا لشکر منصور روم سے تا ختا چین اور ان دیار سے تا سند و ہند لیے پھرا اور حشم نامحصور اُسکا اطراف سہل و جبل اور اکناف بحر و بر پر محیط ہوا اور ماہرین فن تاریخ نے نسب اسکندر مین بھی اقوال متباینہ وارد کیے ہین اور نیز سبب اطلاق لفظ ذوالقرنین مین اُنسے روایات مختلف صادر ہوئی ہین ایک طائفہ اس سبب سے کہتے ہین کہ اسکندر پسر دارا ے اکبر ہے اور یہ سب ہی طائفہ قائل ہین ساتھ اس امر کے کہ روشنک دختر دارا ے اصغر کو اپنے تحت و تصرف مین لایا تھا حالانکہ یہ محال معلوم ہوتا ہے کہ سوا اسکے نسبت کرنا اہل ادراک کا ایک بادشاہ خدا پرست دیندار کو بازدواج دختر برادر و برادر زادی کے نہایت مستنکر و مستبعد ہے اگر بلا دلیل بالفرض کرین کہ ادیان سابقہ مین ارتکاب اس امر کا جائز تھا گو کہ یہ دعوی بھی خالی غرابت سے نہین ہے اور اعتقاد قاضی ناصر الدین اور زمرہ دیگر مورخین کا یہ ہے کہ اسکندر پسر صلبی فیلقوس ہے اور فیلقوس نسل عیص بن اسحاق علیہ السلام سے تھا اور ایک جماعت کہتی ہے کہ فیلقوس نے اپنی دختر دارا بادشاہ اسکندر کو دی تا انکے درمیان مادہ خصومت منقطع ہووے اور کسی سبب سے آزردہ بعد ایک مدت کے مخدرہ قیصر کو کہ اسکندر سے حاملہ تھی اسکے باپ کے گھر کو روانہ کیا اور ملکہ نے اثناے راہ مین وضع حمل کیا اور خشم و خوف کہ اسکو لاحق حال تھا اُس بچے کو ایک کپڑے مین لپیٹ کر گوشہ صحرا مین کہ اُسکے قریب چراگاہ اغنام تھا چھوڑ دیا اور بالہام خالق الانعام ایک بھیڑ ان اغنام مین سے لحظہ بلحظہ بسر وقت پہونچکر اُسکو دودھ پلاتی تھی ایک پیرزن صاحب فراست نے کہ مالک بیشتر گوسفند کی تھی ہر روز بعد آخر سے مشاہدہ کیا جاتا کہ آمد و رفت اس حیوان کی کسی امر غریب کو متضمن ہے بنا برین ایک مرتبہ اُسکے متعاقب جا کر بدیدار اسکندر فائز ہوئی اور بطبع سلیم دریافت کیا کہ یہ تازہ نہال چمن مجد و جلال سے ہے لاجرم اُسکو لیکر اپنے گھر مین آئی اور کما ینبغی بہ ترتیب و تعہد اُسکے قیام کیا بعد ازانکہ اسکندر بسن تمیز پہونچا ایک معلم کو سپرد کیا تھوڑی سی مدت مین بہ زیور فضائل و آداب متحلی ہوا اور اثناے اس احوال مین اس نواح کے حاکم نے ادیب اسکندر سے رنجیدہ ہوکر بجلا وطن اُسکے حکم دیا ادیب و اسکندر وہان سے نکل کر بسبب اتفاق اُس شہر مین پہونچے کہ مادر اسکندر اس بلدہ مین اقامت رکھتی تھی ناگاہ روز گذار اُسکی چشم مادر اُس پر پڑی بفراست ملوکانہ گمان کیا کہ یہ وہی لڑکا ہے کہ بعد وضع حمل مین نے فلان مقام مین چھوڑ دیا تھا لہذا اس لڑکے کو فیلقوس کے پاس لے گئی اور صورت واقعہ

معروض کی قیصر نے دلائل مردانگی اور شمائل فرزانگی ناصیہ اسکندر سے ملاحظہ کرکے سفطرا س کی تفتیش کی اور اسکندر نے اپنا بدایت حال جس طرح کہ پیرزن سے سنا تھا عرض کیا اور ملکہ درجہ گمان سے بمرتبۂ ایقان پہونچکر خرم وشادان ہوئی فیلقوس کہ اولاد نہ رکھتا تھا سکی ہمت بہ ترتیب اسکندر مصروف رکھی اور قیصر کو اس عالم طفولیت اسکندر میں نسیم صبای شہریاری ریاض محاسن شیم اور مکارم عادات اسکی سے استشمام ہوئی اور زبان بدایت سن میں امارت جہانداری بیچ حرکات اور سکنات اسکی معلوم ہوئیں اور جبکہ نیک اختر فیروزی طلعت میمون اور طالع ہمایون اسکی سے کا الشمس فی الضحیٰ پیدا دیکھا اور بنا شیر صبح بہروزی جبین مشتری سیما سے اور جبین مہر آسا سے اسکی سے بعید پا مشاہدہ کی اور اسکو یادداب دلپسند اور باعث جان فیروزبخت و بکمال باہنر بیٹھا رہ یا کر قائم مقام اور ولیعہد اپنا کیا اور زبان زد خلائق ہوا کہ فی الحقیقت ہیبت پر سرش حق نہاد افسر زانکہ دالشمست کو سدشتا در غور سلک جب تاج شاہی نے بفرق اسکندر تزئین پائی فیلقوس نے حکم دیا کہ افواج حشم اور طبقات خدم اور عامۂ رعایا اور کافۂ برایا سب اسکے اوامر ونواہی واجب الانقیاد اور لازم الاتباع جانکر گردن طوق طاعت اور سر ربقۂ مطاوعت اسکی سے نہ پھیرین اور پاؤن جادۂ بندگی اور قدم جادۂ خدمتگاری اسکی سے باہر نہ رکھیں کہ ہر آئینہ موافق رضائے الٰہی اور مطابق آئین بادشاہی ہوگا اور کمر انقیاد حکم پر بند کر فرمودہ اسکے سے کسی وجہ سے تجاوز جائز نہ رکھیں اور جب فیلقوس نے اس جوان بخت کو بسان موم قابل نقش نصیحت پایا کہا کہ اے فرزند تجھکو بھی چاہیئے کہ بموجب الولد الحر یقتدی بآبائہ الکرام رسم حکومت اور رسوم ایالت ولایت مین اقتدا آبائے برگزیدہ اور خصائل پسندیدہ اجداد کرے اور عادات وقوانین قاہرہ سلاطین پیشین کو دستور و مقتدا اگر دانے اور قوانین معدلت اور پروری مین قاعدہ اور ضابطہ اسلاف سے نہ گذرے تا آثار محاسن اور انوار فضائل تیرے مثل فیض آفتاب آفاق جہان مین دیکھ کر ہوئین اور بنیان سلطنت اور اساس عظمت روز بروز تشئید تمام اور تاکید بالا کلام پا دیتا اور جو کہ مقرر ہے کہ ارکان سلطنت و بادشاہی اور بنیان ابہت وشاہنشاہی باظہار آثار معدلت وداد گستری اور تنظیم نصفت ورعیت پروری رسوخ وقرار پاتے ہین چاہیئے کہ ر کاب فیض انعام تیرے نہال انصاف وانتصاف تازہ اور برومند ہووے اور سرسبز و شاداب رہوے بیت عدل کن زانکہ در ولایت دل + در پیغمبری زند عادل + اور چاہیئے کہ تو جانے کہ رایت دین اسلام اور ضبط ملک ونظم امور اور سرانجام مہام بے لطف ورحمت اور غضب وسیاست افراختہ اور مہیّا نہین ہوتا قطعہ گہ باشد از نشاط تو بلبل شگفتہ روی + گہ نرگس از نہیب تو باشد فگندہ سر گاہی شود زمہر تو زنگار گون تراب + گاہی بود ز فعل تو شنجرف گون حجر + اور مقتضائے نصیحت

اور اعلاے اعلام ملت مین سعی موفور اور جہد مشکور مبذول رکھو اور چونکہ حفظ ممالک و امن مسالک
بے مرد کار اور پیادہ و سوار صورت نہین قبول کرتا اور میسر نہین ہوتا لہذا تفقد ارباب سلاح کہ شیان تیغ
آنکی ہنگام پیکار آیت ظفر ہے کماینبغی بجا لائے اور ابواب معاونت اور اسباب کرامت انپر کشادہ
اور آمادہ رکھو اور رعونت ارباب قلم کہ نوک خامہ اُس جماعت کا فہرست روزنامچہ ضبط و کفایت ہے
اپنے ذمہ ہمت پر واجب جانے اور رعایت علما و ارباب فضل مین کہ اعزاز و احترام انکا مقدمہ
سعادت اور فاتحہ کرامت ہے تقصیر و اہمال قبول نکرے اور صلحا اور درویش اور فقیر اور
گوشہ نشینون کو کہ باداے طاعات اور ادامت شرائط عبادات قیام کرتے ہین نوازش بے پایان
اور عواطف بیکران اختصاص دیوے اور انفاس کیمیا خواص اُنکے سے استمداد اور استعانت چاہیے
اور حسن التفات بمصالح امدال اور مناہج آمال خالق مصروف رہو اور صیقل از معدلت آئینہ
حال رعیت کو غبار جور و ظلم سے پاک و صاف کرے اور اجراے امور سیاستی مین مابین فقیر اور غنی
اور شریف و دنی اور ترک و تاجیک اور دور و نزدیک اور مقیم و گذری اور رعیت و لشکری کے تفاوت
فرق نہ رکھو اور ضبط و نظم ولایت اور حصون و قلاع مین مردان گزیدہ اور مبارزان کاردیدہ مقرر
فرمائے اور شرائط تحفظ و تیقظ اور رعایت حزم و عزم چاہیے کہ جمیع احوال مین نصب العین تیرے
ہو رہے اور کلی اور جزئی امور مین کہ لاحق ہووین طریق اہمال و اغفال سے مجتنب اور محترز رہے
اور فرصت وقت فوت نکرے اور بزخم خنجر آبدار اور شمشیر آتشبار عرصۂ ولایت کو لوث مخالفون
اور خبث متمردون سے پاک کرے چنانچہ معالم عناد اور مراسم فساد سے اثر و خبر نرہے اور ممالک و
مسالک کو غوغاے خطر و زود و مفسد سے خالی کرے اور ارباب فسق و فجور کو مقہور و منکوب رکھو اور
صورت مطلوب اور چہرۂ مقصود کسی مستحق کو نقاب تعلل و حجاب توقف مین نچھوڑیو اور دست
تطاول اموال زیر دستون پر دراز نکرے اور تیراہ سحر گاہی مظلومون سے غافل و ذاہل نرہے
بپیش نگر تا نیاری بہ بیداد دست + کہ آباد گردد ز بیداد پست + اور مہمات خاص و عام کو بمقتضا
عدالت و نصفت سرانجام کرے اور رعایا اور بیچارون کو کہ مثل بنات النعش زخم بنان عقاب
حوادث سے متفرق ہوکر باطراف و اکناف سرگردان ہون اُنکے استحضار کیواسطے نشان بھیجے
اور مانند عقد ثریا کے اُنکو سلک جمعیت مین انتظام دیوے اور بقواعد بخشش فراوان سایۂ لطف
و مرحمت مین جگہہ دیکر پرورش کرے اور مشرب عذب عنایت اور منہل خوشگوار شفقت سے
سیراب فرماوے اور دست تغلب متغلب اُن ضعفا اور عجزہ سے کوتاہ کرے اور البتہ آپ کو
زیور خصائل شاہانہ اور شمائل خسروانہ سے عاطل نچھوڑیو بیت تا صیت نام نیک شود از تو منتشر +
تا ذکر فعل خوب بود از تو یادگار + القصہ فیلقوس بعد مواعظ و نصائح سے فارغ ہوکر اسکندر کو

تخت پر بٹھایا اور افسر شاہی اُسکے سر پر رکھا اور کتب تواریخ میں اسکے نسب میں اور قول بھی اور نیز بیان
کرنے کر ان سب کا موجب تطویل و اکثار ہوتا ہے اور شیخ امام شمس الدین محمد بن محمود شہرزوری نے
ان روایات سے کہ نسب اسکندر میں ورود پایا ہے کہ اسکندر پسر صلبی فیلقوس ہے چنانچہ نزہۃ الارواح
میں کہ مؤلفات اُسکی سے ہے بیان احوال لکھا اور تواریخ فضلا میں لکھا ہے کہ جب سات برس حکومت فیلقوس
پدر اسکندر سے گذرے ناگاہ بہ شمشیر کین مارا گیا اور سبب اُسکے قتل کا یہ تھا کہ ایک شخص نے
ارکان مملکت اُسکے سے فلوس نام مادر اسکندر حرم محترم فیلقوس پر عاشق ہو کر ایک تعلق پیدا
کیا تھی کہ خور و خواب اور سکون و آرام جاتا رہا اور باغی عشق سے کہ شیر اژدہا ازو بجان آید اژدہا ضرب تیغ
مثل القصہ برون آید ازو + گر دوستی کی کہ جان آساید + گر دشمنی کرد بجز خون آید ازو + اور ہر چند
فلوس نے اسباب ہوا و اعلے اور روپیہ اشرفی اور جواہر نفیسہ اور لباس فاخرہ اس عورت کے
واسطے بھیجے مفید نہ پڑے اور افسوس و دردمند فلوس نے کسی طرح تاثیر قبول کی اور اس عورت نے
کمال عفت و پارسائی رکھتی اقتناع بخشا کیا لاجرم اندیشہ قتل فیلقوس اور تسخیر مملکت اور تصرف
مادر اسکندر نے ضمیر نابکار فلوس میں استحکام پایا اور منتظر وقت رہا اثنائے اس احوال
میں فیلقوس نے ایک سرہنگ مع فوج سیار زون کے جیحون تیغ بپسر پاوسنا لاوس کہ عصیان
و سرکشی کرتا تھا نامزد کیا اور اسکندر کو بنا بر تسخیر ملک پراقوس کہ یا طائفہ شیران جنگ بلاد سے
ارسال کیا اور فلوس کو کہ تفرق لشکر بدست سے مطلب اُسکا تھا متحقق ہوا اُس جماعت کو کہ ہوس
فتنہ و فساد در سر رکھتی تھی اپنے ساتھ متفق کر کے برسر فیلقوس جیحون آیا اور اُسکو بیچ پیدا سے
بے زخم شمشیر مجروح کیا اہل شہر اور بقیہ لشکر نے آشفتہ ہو کر بادشاہ کو نیم کشتہ اس مہلکہ میں سے
اٹھایا اور محل میں پہونچایا اور قضارا اُسی روز اسکندر نے شہر میں پہونچکر صورت حادثہ معلوم کی
اور جلدی سے قصر پدر میں جا کر اپنی ماں کو دیکھا کہ فلوس اُسکے اندر پہنچنے چاہتا ہے ایک طپانچہ
اُسکو مارا بنا بر آنکہ مبادا اثر شمشیر اپنی ماں کو پہونچے استعمال تیغ میں تعلل کرتا تھا کہ ناگاہ اُس
ملکہ نے فریاد کی اور از روئے طعن کہا اگر موجب بیچ ... اور توقف میں ہوں تو مجھکو حیات تازہ
کچھ تعلق نہ رہا جیتا جلدی اس حرامزادے کے شر سے مجھکو باز رکھ یہ سنکر اسکندر نے ایک ہی
ضرب سے فلوس کو قریب ہلاکت کیا اور پھر باپ کے سرہانے آکر اور اُسکو شرف ضعف و زوال پا کر
فیلقوس سے کہا اُٹھ اور اس شمشیر سے اپنے دشمن سے انتقام لے فیلقوس نے اُٹھکر اپنے ہاتھ سے
جسم فلوس کو باتمام پہونچایا اور بعد ازاں اُسنے طبقات و طوائف امم کو طلب کر کے تابعداری
اسکندر کا حکم دیا اور ارسطو کو بلا کر اسکندر کا ہاتھ اُسکے ہاتھ میں دیا اور وصیت بلیغ در باب
تربیت پسر بجا لا کر جہان فانی سے رحلت کی اور جب اسکندر تجہیز و تکفین اور تدفین اور تعزیت

بیدہ سے فارغ ہوا مجمع خاص کھڑے ہوکر کہا ایہا الناس جانو اور آگاہ ہوکہ تمہارے بادشاہ نے
بساط حیات اٹھا ڈالی اور مانند سلاطین سابق گذر گیا اور مجھکو تمہیر تکو سپرد اور ولایت نعمین کے
اسواسطے کہ مین بھی تم مین سے ایکہون سبب امر ہین کہ امور و نیوی سے شروع کرو تمہاری
مدد اور معاونت کرنے کو حاضر ہون اور اپنی ہوا وہوس کو تمہاری رضا پر مقرون رکھا اور
کسی امر مین تمہاری مخالفت نہین کرنیکا میرا کلام سنو اور میرا مشورہ قبول کرو اور مجھکو ناصح
امین اور شفیق متین جانو اور یہ بھی غور زمان حیات والد ما جد مین تمکو معلوم ہوے کہ ان ایسا
اس شخص کو اپنے اوپر حاکم اور فرمان روا کرو کہ پروردگار کو طالع تر اور عاجزوں پر شفیق تر
اور ضعفا اور مساکین پر رحیم تر ہووے اور قسمت عنایتی تمہارے درمیان مین بعدالت و بانصفیت
کرے اور اسکو لقاوت شہوات رعایت احوال لشکری اور رعیت سے راجح ہووے اور اسکے
شرسے امین اور بیخبرہ سکو اور یہ وہ خطبہ ہے دور و دراز کہ کتب حکمت عملی مین موجود ہے
القصہ جب حاضرین محفل نے اس طرح کی باتین اسکندر سے سنین کہ کسی بادشاہ سے نہ سنی تھین
بہت تعجب کیا اور کہا کہ تیرا کلام دل پسند ہمنے سنا اور جو نصیحت کہ تونے کی ہمنے قبول امور
ایالت و سروری کو تیری رائے وہ دین پر تفویض کیا سالہاے بے نہایت زمان عز و دولت
مین ہمارے درمیان مین مالک و مسلط رہو کہ ہم کسی کو بادشاہی اور رعیت پروری مین تجھسے
سزاوار تر نہین جانتے پھر اُنلشکر و فیر رغبت سے اسکے ساتھ بیعت کی اور اسکی متابعت
ایمان کے ساتھ موکد کرکے اکلیل شہریاری کو اسکے فرق ہمایون پر زیب و زینت دی
اور اسکندر نے سب کو مشمول عاطفت و احسان کرکے باطراف ممالک نامہ بھیجکر خلائق کو بہ توحید
یگانگی ایزد متعال دعوت کی اور پرستش اصنام و اوثان سے نہی فرماکر لشکروں کے احضار کے
واسطے حکم دیا اور کہا جو کوئی ظلم و شرک اختیار کرے بضرب تیغ تیز و خنجر خون قتل کرین چنانچہ
حسب فرمودہ عساکر منصورہ اطراف و جوانب سے حرکت مین آئے اور درگہ پاس گرد ون اساس پر
جمع ہوے اسکندر نے سرداران اس سپاہ کو بخلع و تشریفات گرانمایہ مفتخر و سرفراز فرمایا کہ
باطلاق مرسومات و علوفات جنود فرمان دیا بکمال سخاوت پادشاہ اور وفور سمو ہمت اسکی سے
اور امر باری تعالی اسنے مشاہدہ کیے کہ عشر عشیر اسکے کسی کے خیال مین متصور نہ ہوے تھے
لاجرم سب کے نفوس و قلوب مین مقرر ہوا کہ ایک امر عظیم اور خطب جسیم اس سے ظہور مین آویگا اور
بحکم اسکے کہ دارا ہر سال اسکے باپ کو برسم خراج ہزار بیضہ زرین اپنے خزانہ عامرہ مین منگوایا
بادستور سابق اسکے قاصد و ایلچی بھیجے اور بیضہ معہودہ طلب کیے اسکندر نے جواب مین کہلا بھیجا
کہ مرغ گذشتہ کہ انڈے دینے والا نہین رہا ہر چند اس آوان ملوک اندرون زمین یونان

میں تھے کہ پھر ایک لاف اناولاغیری مارتے تھے اسکندر نے بسطوت وحشمت اور عدد وعدید بیسیکر
اپنا مطیع ومنقاد کر رایات ظفر آیات کو بجانب دیار مغرب حرکت دی اور تمامی اُن ممالک کو
حیطۂ تسخیر میں لا کر مظفر ومنصور معاودت کی اور بعد اعلام ظفر التیام بسوے مصر افراختہ کیے اور
ایک منارہ نہایت رفعت میں کنار بحر اخضر پہ اپنے ساتوین سال بادشاہی میں تعمیر کیا لیکن اور
کتب تاریخ معتبرہ سے منقول ہے کہ اختراع بناے منارہ مذکور عہد اسکندر اکبر میں ہوئی اور بعد
مرور دہور کے جب اندراس اسکی اساس میں عارض ہوا ترمیم اسکی انھون نے کی چنانچہ تفصیل
اسکی قصۂ اسکندر اکبر میں مذکور ہو چکی ہے پھر اُس مقام سے بطرف دیار شام توجہ کی اور وہان
سے بسوے ارمینیہ روانہ ہوا دارا نے جب یہ سنا اس خبر سے بے آرام ہو کر اہل طرسوس کو نامہ
بھیجا کہ خبر شنیع دزد طامعی کی کہ طائفۂ چوردن کو ہر جانب سے فراہم کر لایا ہے جابجا پہنچی ہے
چاہیے کہ اسکے اصحابون کو مع اسلحہ اور ادوات اُنکی پکڑ کر دریا میں ڈال دیا چاہیے اور نفس
اُس قوم کو مقید ومغلول میرے پاس بھیجو کہ قوت وطاقت تمھاری شان اس درجہ ہے کہ اوباش
اس جنس کی خدمت سے عاجز آؤ کیونکہ یہ دزد ایک کودک ہے اور حقیر اور کم تا خیر کرو گے
عہد میں معاف ومعذور نہ ہونگے اور اسکندر نے شام ارمینیہ کو فتح کر کنار نہر اسکے خوش کو
معسکر ہمایون کیا اور استماع خبر ورود اُسکے سے اضطراب دارا کو زیادہ ہوا بنا برین اُس نے
اسکندر کو نامہ لکھا دارا مالک الملوک دنیا کی طرف سے ہو کہ آفتاب ہے اسکندر کو چاہیے کہ
جانے اور آگاہ ہووے کہ بادشاہ آسمان نے سلطنت زمین اور بالوہیت ربع مسکون ہمکو ارزانی
کی ہے اور بمزید رفعت وشوکت اور قوت بسیاری اعوان وانصار ہمکو مخصوص کیا ہے مجھکو
خبر پہنچی ہے کہ تو جماعت دزدان وحرامیان اپنے ساتھ لیکر اور اُنکی کثرت سے مغرور ہو کر
باستعانت اس جماعت کے طلب تاج وتخت نے تیرے باطن میں رسوخ پایا ہے اور ہمارے ملک کا
فاسد کرنا اور املاک حرث ونسل تیرے نہاد ضمیر ہوا ہے اور ایسا امر کم خردی رویون سے
غریب وبدیع نہیں ہیں چاہیے کہ جب ہمارے مکتوب کے مضمون پر اطلاع ہووے اپنے کیے سے
پشیمان ہو کر جہان کہ پہنچا ہے وہان سے مراجعت کرے اور اس حرکت ناشایستہ سے کہ تجھ سے
صادر ہوئی ہے وغدغہ سطوت وسیاست سے اپنے میں نہ آنے دیوے کہ تو اب تک زمرۂ اُن
لوگون میں کہ قابلیت خطاب عتاب ہمارے کی رکھیں منتظم نہیں ہوا ہے اور یہ ایک تابوت
پر زر اور چوگان وگیند تیرے پاس میں نے بھیجا تا کثرت مال ولشکر میرا ان دونون سے معلوم
کرے اور گیند بھی ارسال کی ہے تا ادھر کو گوی گو سے بازی مشغول ہووے ذوالقرنین نے جب
نامہ کو مطالعہ کیا اور اسکی مضمون پر وقوف پایا حکم دیا کہ اُسکے ایلچی کو پکڑا اور جلادون کو بلوا کر

تو قتل اُس جماعت کے فرمان صادر کیا ہر چند یہ صورت اندر سے حقیقت خلاف ارادہ اُسکے
تھی اُنھون نے فریاد کی کہ اے شہریار یہ کیا بدعت ہے کہ اُسکے اعیان پیش کرتا ہے اور باعث
ایلچیان حکم فرماتا ہے کس واسطے کہ کسی نے سلاطین سابق مین سے سفیرون کو قتل نہین کیا ہے
ذوالقرنین نے کہا کہ تمھارا خداوند مجکو چور کہتا ہے اور بادشاہ نہین جانتا مین تمھارے ساتھ
چورون کے افعال کرون گا پس اس باب مین اپنے خداوند کو ملامت کرو نہ مجکو کہ تمکو چورون کے
ہاتھ مین مبتلا کیا اُنھون نے کہا اے بادشاہ دارا نے تجکو دیکھا نہین اور تیری خدمت مین
نہین پہونچا اور ہم تیرے پابوس ہوئے اور تجکو بحق المعرفت پہچانا اور تیرا کرم جانا ہمپر احسان کر
اور ہماری جان بخشی فرما تاہم اُسکو تیرے فضل و عقل و صفات پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ سے
آگاہ کرین اور استحقاق اعتناق تیرے پر ہرون ممالک کو گواہی دیوین اسکندر نے کہا کہ
چونکہ تم بخضوع و تضرع پیش آئے تمھاری استدعاے نجات مین نے قبول کی اور انتقام سے
درگذرا تا مقدار عفو اور اغماض میرے پر اطلاع پاؤ پھر حکم کیا کہ اُنکو چھوڑ دو اور بجوار رحمت بادشاہا
اور عواطف خسروانہ خوف و خشیت اُنکا زائل فرما کر جواب نامہ دارا مین چند کلمہ اس طرح پر رقم
کیے کہ ذوالقرنین اُس شخص کے نزدیک کہ دعویٰ کرتا ہے بادشاہ بادشاہان سے اور
لشکرہاے آسمانی اُس سے خوف کرتے ہین اور اضارات اہل دنیا اُسکے سبب سے اما وہ کب
لائق ہو ساتھ اُس شخص کے کہ آدمی ضعیف و حقیر اسکندر جیسے سے ڈرے اور اُتنا نہ جانا کہ ملک
اور غلبہ خدا تعالیٰ جسکو چاہتا ہے دیتا ہے جب کہ انسان ضعیف آپکو آلہ جانے اور جنود سموات
پر آپکو غالب گمان کرے پھر آئینہ کہ خشم باری تعالیٰ موجب زوال مملکت اُسکی کا ہووے
اور کیونکر خداے تعالیٰ ہوسکے گا وہ شخص کہ مر جاوے اور گل جاوے اور سلطنت اُس سے
جاتی رہے اور دنیا کو اور پاس چھوڑ دیوے اور اب مین نے تیرے ساتھ مقاتلہ اختیار کیا
اور تیرے ملک کی طرف توجہ کی اور مین اُس خدا کا بندہ ضعیف ہون اور ظفر اور نصرت
اُس سے طلب کرتا ہون اور اُسکی پرستش بجا لاتا ہون اور اُس مکتوب مین کہ میرے پاس
تو نے بھیجا ہے تمام اپنی حشمت تو نے لکھی ہے اور میرے پاس فندہ اور گیند اور تابوت پر زر اور
خردل اور کنجد کہ تو نے ارسال کیا ہے اپنی سعادت پر مین نے حمل کیا اور فال نیک جانی ذرہ دلالت
کرتا ہے کہ تجپر سطوت عذاب ہوگی اور ہلاکت اور موت اور امام تمھارے کو قتل کرون گا اور
گوے اس امر پر دال ہے کہ بسیط زمین اور کرہ خاک تمامی میرے ہاتھون کی تحت و تصرف مین
آویگا اور گوے دولت مین لیجاؤنگا اور تابوت پر زر کہ ایک خزانہ ہے تیرے خزانون مین سے
اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ تیرے خزانے میری تحویل مین آجاوین اور کنجد اگرچہ تعداد مین

بہت ہین لیکن ہنگام پینے کے نرم ہین اور منجملہ ماکولات سے ہین اور اُن مین نہ انبساط ہے نہ
انقباض یعنی نہ اُنکو کھانے سے طبیعت خوش ہوتی ہے اور نہ کراہت ہوتی ہے اور مین نے ایک پیمانہ
رائی کا تجھکو ارسال کیا ہے تا اُسکا ذائقہ اور لذت تجھے معلوم ہووے اور جان کہ تو نے اپنے
علو نفس مین غلو کیا اور بسطوت سلطنت مغرور و مشغول ہوا اور دعوی زمین کی خدائی کا کیا
اور علم ناہمکرا الاعلے کا بلند فرمایا بعنایت ایزد جل جلالہ امیدوار ہون کہ اللہ تعالی تیرے
دعوون کو تکذیب عالمیان مقرون فرماوے اور جس قدر کہ تو نے اپنی رفعت بیان کی
تجھکو ذلیل کرے اور مجھکو تجھ پر غالب گردانے کہ اعتماد اور توکل میرا اُسی پر ہے والسلام۔ اور نامہ
سربمہر ایلچیون کو تفویض کیا اور وہ مال وزر کہ دارا نے بھیجا تھا اُنکو انعام کر کے رخصت فرمایا
اور آپ بجانب آذربایجان متوجہ ہوکہ گمان تھا دارا کو اس دیار سے ہوگا کہ اُسکا اکثر لشکر قتل
کیا اور ولایت آذربایجان سے سپاہ بجانب گیلان لیکے اُس بلاد کو مسخرہ کیا اثناے اس حال
مین سنا کہ والدہ ماجدہ نہایت علیل و ضعیف ہے بنابراین گیلان کی ولایت ما قدونیا مراجعت
کی اور بعد از صحت مادر پھر لشکر کشی کر کے ایک شہر کے باہر شہر یا سے دارا کے نزول کیا کیونکہ اہل
شہر نے دروازہ بند کر کے طریق آمد و شد مسدود کیا تھا حکم کیا اس شہر مین آگ لگا دین
آدمیون نے فریاد کرنی شروع کی اور امان مانگی اور کہا کہ موجب اغلاق ابواب خوف
احراق سے ہے آتش دارا سے بسبب عصیان اور بنا بر مقابلہ کے تیرے ساتھ اسکندر نے
کہا کہ دروازے کھول دو کہ جب تک خدای عزوجل مجھکو دارا پر ظفر نہ بخشیگا شہر مین نہین
جاونگا اور وفاے عہد اور کردار نیک میری وہ جماعت کہ سر بقہ اطاعت میرے مین لائے
ہین اور پاؤن دائرہ محبت و اخلاق میرے مین رکھا ہے جانتے ہین بہ مجرد سننے اس
کلام کے اُن لوگون نے فی الحال دروازے کھول دیئے اور طرح طرح کے کھانے اور میوے
باہر حاضر کیے اور اسکندر نے وہان سے حرکت مین آکر بجانب فارس توجہ کی اور دارا بھی
مع ایک لشکر کے اوراق اشجار سے فزون تھا مقابلہ مین آیا اور اسکندر نے حکم دیا کہ قلب
سپاہ بتقاچہ مردان سنگین دل آہن پوش آراستہ ہووین چنانچہ دونون لشکر مثل دریاے
اخضر بموج مین آئے اور لبان دو کوہ فولاد ایک نے دوسرے پر حملہ کیا اور ہواے رزمگاہ گرد سپاہ
سے سیاہ ہوئی اور صیت آواز کوس اور دمامے روئین سے بمضمون ان زلزلۃ الساعۃ شیٔ عظیم
حجاب شہیر شیم جانبان کے رو برو سے اُٹھا یا اور حقیقت تکاد السموات یتفطرن
دلون پر کھلی اور سرداران روم مقابلہ مخالفون مین باستظہار نصر من اللہ و فتح قریب
کوشش مین آگئے اور آتش حرب مشتعل ہوئی اور ابر دار برق شمشیر دلون سے خون

برسنے لگا اور خنجر زمرد پیکر اعضا و دشمنون سے آب شنگرف نکالتا تھا بیت نوک ناوک جو عقل
در رنگ و پوست + از ورون دو دیدہ مردم جوست + اور اسوقت ہی کہ خسرو سیارگان قبۂ چارمی
اور خیمہ زرنگار سپہر اسقدر پہونچا تھا اُس ساعت کہ سر از افق غربی کھینچا اور پیک نور بخش روز
تارہای زلف معنبر شب مین نہان ہوا پہنچ دوپہر سے شام تک طرفین سے نائرہ قتال التہاب پاکر زبانہ
تاربار حکایت کرتا رہا اور زمین کروفر پیادہ و سوار سی تفسیر اذا زلزلت الارض زلزالہا
بیان کیا کی اور زبان تیغ معنی ضربا بالسیوف والاعناق بیان ساطع ادا کیا کی اور صحن صحرا
اجزا اور اعضاء کشتون سے ناپدید ہوا اور یم و بحار خون بہ پشت سمک اور ری سماک پہونچے
شعر ی چو دریاے خون شد ہمہ دشت و راغ + جہان چون شب و تیغہا چون چراغ + از آواز
اسپان و گرد سپاہ + ہوا گشت چون روے زنگی سیاہ + فرو رفت و بر رفت روز نبرد + بماہی
نم خون و بر ماہ گرد + آخر الامر پشت سرداران لشکر اور رستما اور اصحاب دارا پر تیغ و تیر و خنجر و
شمشیر پارے گئے اور جب خسرو عجم اور وارث ملک فریدون وجم نے اس طرح پر حال دیکھا
با طائفۂ خواص ہزیمت اختیار کی اور تمام اسباب و ہتھیار اور خزائن بیشمار کہ ذوالقرنین کو
اُسکی کثرت سے ڈراتا تھا چھوڑ دیے اور زن و دختر اور پسر اُسکے اسیر و دستگیر پنجۂ تقدیر
کے ہوے اور دارا اُس ہزیمت مین ایک نہر پر کہ ظاہر اُسکا بدو دست ہی شمردہ مینے
یعنی لب بستہ تھا پہونچا اور تنہا اُس پر سے گذر گیا اور بقیۃ السیف عقب اُسکے بروے یخ روان
ہوے اور یخ اُنکے ثقل و گذر کی تاب نہ لا کر پگھل گئی اور اکثر لشکر اُسکا اُسمین غرق
ہو گیا اور دارا نے جب اپنے دار الملک مین پہونچا پہ تدبیر کار خود مشغول ہوکر قرین صلاح و
استصواب اسطرح جانا کہ بہ ابتدا صلح اور تذلل پیش آوے کیونکہ جانتا تھا کہ اسکندر اخلاق کریمہ
اور اوصاف حمیدہ کے ساتھ متصف ہے اور اُسکی راے نے اس امر پر قرار پکڑا کہ بر سبیل
استعطاف اسکندر کو نامہ لکھے چنانچہ اُسنے مضمون اُس نامہ مین رہائی زن و پسر و دختر اپنی کی
التماس کی مشروط ساتھ اس امر کے کہ جو کچھ خزائن آبا و اجداد و گنجہاے فاخرہ اُسکی کہ فارس
مین موجود ہین تسلیم و تفویض کرے اور ذوالقرنین نے نامہ کو مطالعہ فرما کر عنان عزیمت
بہ طرف دارا معطوف کی اور خسرو ایران نے شہریار مملکت ہندوستان سی ملتجی ہو کر مدد چاہی
علی الفور فور ہندی نے سرداران سرزمین کو با چندین ہزار سوار و پیادہ صف شکن و مردافگن
مدد کے واسطے بھیجا اور درمیان فریقین محاربہ واقع ہوا کہ جنگ اول اس جنگ کے جنب
مین لعب کودکان معلوم ہوتی تھی عاقبۃ الامر دو شخصون نے دارا کے نزدیکیون سے از روے
الزام طبیعت اور قلت وفا اُسکے مارنے کا قصد کیا اس تصور و خیال سے کہ اسکندر کے نزدیک

کچھ تقریب حاصل ہووے مصرع رہے تصور باطل نہ ہے خیال محال + اور روایت آئی
قبل از استعمال سیف و سنان عزم کرنے اُن بد اندیشوں پر اطلاع پاکر اُن دونوں بدکیشوں
سے اُس باب میں عنایت فرمایا اور کچھ اپنے بہ سون کے احسان و انعام کہ اُنپر مبذول
رکھے تھے یاد دلواکر کہا کہ میرا قتل بنا بر تقریب ذوالقرنین وسیلہ نہ کرو کہ وہ بادشاہ ہے
اور سلاطین ہر چند کہ باہمدگر دشمن ہوتے ہیں کشندہ بادشاہ کو مار ڈالتے ہیں اور قاتل
شہریاروں پر ابقا جائز نہیں رکھتے مگر اُن دو غداروں نے زخم شمشیر آبدار سے اُس کو
پشت بار پا پر سے خاک پر گرادیا اُسکی روح کے نکلنے سے پیشتر اسکندر لب بر وقت دارا آ پہنچا
اور گھوڑے پر سے اُترا وہ سر کہ کل سزاوار اکلیل تھا آج خوار و ذلیل دیکھا تو اُسکو اُٹھا کر
اپنے زانو پر رکھا اور گرد اُسکے منہ پر سے جھاڑی اور ہاتھ اُسکے سینے پر رکھ کر رو دیا اور کہا
اے بادشاہ اگر تو دل میں ہراس نہ رکھے اور سر اُٹھاوے سوگند بخدای آسمان و زمین
کہ تیرا ملک تجکو تفویض کر دوں اور سب ذخائر و اموال تیرا واپس کر دوں اُٹھ اور احوال
گزشتہ یاد نہ کر اور ملول بلا میں جزع نہ فرما کہ بادشاہ ہنگام نزول حوادث سب لوگوں
سے زیادہ صابر ہوتے ہیں اور مجکو آگاہ کر کہ یہ حرکات تجھ سے بادشاہ کے حق میں کس سے
صادر ہوئی تا شرط انتقام اُس سے بجا لاؤں دارا نے دست اسکندر کو بوسہ دیا اور رو دیا
اور کہا اے ذوالقرنین کسی طرح سے تجبر و تکبر کو اپنے میں راہ نہ دے اور بہ اسباب شاہی
مغرور نہ ہو اور نہ تو نے دیکھا کہ دنیا نے میرے ساتھ کیا کیا ہے اپنے اوپر ہراسان رہیو
اور اقبال دنیا پر اعتماد مت کرو اور غدر روزگار اور انقلاب احوال سے غافل نہو کہ حوادث
زمانہ کسی کو ایک حال پر نہیں چھوڑتے اور فرط ملاطفت اور کمال مرحمت تیری سے
امید وہ ہے کہ والدہ میری کو بجائے مادر اور منکوحہ میری کو بجائے خواہر جانے اور دختر
میری روشنک کو اپنے حبالہ عقد و نکاح میں لاوے اسکندر نے ملتمسات اُسکے قبول
کیے بعد ازین دارا فرو برد چند نفس و ناچیز شد + سخن دہ جہان گفت کو نیز شد
اور ذوالقرنین نے اُسکو مشک و عنبر سے غسل دلواکر اور جامہ ہائے منسوجہ زر و سیم
سے کفن کروا کر اور ایک تابوت میں کہ مرصع باصناف جواہر ثمین تھا رکھوا کر حکم کیا کہ
دس ہزار آدمی شمشیر کشیدہ آگے جنازے کے اور دس ہزار پیچھے اور دس ہزار یمین اور
دس ہزار یسار جادہ میں اور اسکندر مع سرداران اور اعیان فارس ہمراہ ہوا اور دارا کو
ہمراہ خور بادشاہان ذوالاقتدار ایک تہ خانے میں خاک میں سونپا اور جب ذوالقرنین نے
دفن دارا سے فراغت پائی اور اُن بدکیشوں کو کہ اپنے مخدوم کے قتل پر اقدام کیا تھا

سمرقند دارا پر سے جاکر اور دروازے پر دہان استادہ کرکے برابر کیا گرد دونون کو لٹکا دیا اور لشکر یونانکو فرمایا یکان یکان دونون دارون کے درمیان مین گذرین اور روشنک کو سلک ازدواج مین کھینچا اور ملک فارس بہ برادر دارا ارزانی کیا اور نوّے نفر حکام پر کہ انکو ملوک طوائف کہتے ہین حاکم اور فرمان روا کیا اور کتب علم طب اور نجوم اور فلسفہ اسکے اشارے سے زبان فارسی مین لغت یونانی سے نقل کرکے اُس ولایت مین لے گئے اور ولایت مجوس کے نسخے اور کتابین جلا دین اور آتشکدون کو خراب کروا کر اُس کیش مذموم کے علما کو جلاوطن کر دیا اثنا ے اس حال مین اُسکی مان کے پاس سے اُسکو نامہ پہونچا مضمون نامہ یہ کہ رقیہ کی طرف سے اسکندر ضعیف کو کہ بہ قدرت باری تعالی و دشمنون پہ استعلا اور اُنکی ممالک پر استیلا پایا معلوم ہووے کہ اے فرزند عجب و تجبر سے پرہیز کر کہ یہ دونون صفتین تجکو آسمان سے زمین پر لا دینگی اور تحمل و متابعت ہوا سے حذر فرما کہ صفات ملک سے ہین اور مال و منال کہ اُن بلاد مین تصرف مین لایا ہے ایک سوار تیز رفتار کے مصحوب جلدی میری پاس بھیجدے فقط اسکندر نے جب نامہ کو پڑھا تمام حکما کو جمع کیا اور اس امر مبہم سے کہ آخر مکتوب مین لکھا تھا استفسار کیا تمامی ارباب کیاست سبکے سب متحیر ہوے اسکندر نے ایک کاتب سے تمام خزانہ اور محالات کہ اُن مواضع مین اموال کے شمار بودیعت رکھا تھا ایک طومار مین مفصل لکھوا کر اور ایک شخص کو تفویض فرما کر حکم دیا تا بارۂ نیرنگ ہامون نورد پر سوار ہوکر طومار مذکور یونان مین اُسکی مان کے پاس پہونچا دیوے مجموع علما اور فضلا نے سرعت فہم اور حدت طبع ذوالقرنین سے متعجب ہوکر اسپر آفرین و مرحبا کیا اور اس اثنا مین اسکندر نے قریب جیحون ایک شہر عظیم بنا کیا اور ہر ولایت مین سے ایک جماعت کو حکم دیا تا وہان جاکر متوطن ہووین اور اس بلدہ کا درعالوس نام رکھا اور مرو کرکے مشہور ہوا اور کہتے ہین کہ ہرات اور سمرقند بھی اُسی نے بنائے ہین اور بعد از فراغ این امور کے عازم دیار ہند ہوا اور پس از قطع راہ ہاے صعب اور کوہ ہاے درشت قریب دارالملک فور ہندی کے پہونچکر اُسکو نامہ لکھا مضمون یہ کہ فرمان فرماے ولایت ہندستان معلوم کرے کہ مالک الملک تعالی و تقدس نے ابواب اسباب رعیت پروری ہمارے روے روزگار پر کھولے اور زمام احکام ملک و دولت قبضۂ اختیار اور انامل اقتدار ہمارے مین رکھی اور مقالید تقلید جہانداری اور مفاتیح خزائن کامگاری ہمین عنایت اور حسن رعایت ہماری کو تفویض فرمائے اور دبدبۂ طالع ہمارے کو اندر وہی رفعت باوج سپہرین اور اعلی علیین لے گیا اور گردن کشان گیتی کو ربقۂ اطاعت ہماری مین لایا اور اہل کفر و عصیان ازنا

تمرد و طغیان پر تجھکو استیلا و غلبہ عنایت فرمایا اب مین تجھکو دعوت کرتا ہون بعبودیت پروردگار
عالمیان اور آفریدگار انس و جان اور پرستش غیر اُسکے سے جبلت آلائدہ و تعالیب نعاوہ
منع فرماتا ہون کسواسطے کہ سزاوار پرستش بجز خدائے بیہمتا نہین جانتا ہون اور کسیکو سوا
اُسکے تعالیٰ صفاتہ و عمت عطیاتہ مستحق عبادت نہین پہچانتا ہون میری نصیحت کو بگوش
رضا اصغا کر اور اُن بتون کو کہ اپنا معبود بناکر عمر عزیز انکی خدمت مین درباختہ و بیہودہ اختہ
کیا ہے میرے پاس بھیجدے اور متقبل باج اور متکفل خراج ہو ورنہ قسم ہے اُس معبود کی کہ پوجتا
ہون کہ آتش خشم اپنی روشن کرکے تمام رطب و یابس مملکت تیری کو جلا دونگا اور تخریب
بلدان تیرے مین دقیقہ نامرعی نہ چھوڑونگا میری بات سن اور جادۂ صواب سے منحرف
نہو اور عافیت کو غنیمت جان اور کوئی نعمت اسکے برابر نہ پہچان فقط جب یہ نامہ ذوالقرنین
دارائے سند کو پہنچا مثل عادت دولت برگشتگان سر خط فرمان سے پھیر کر قدم بادیۂ خذلان
مین رکھا اور ایک جواب مخلوط بفقرون و بسفاہت مشحون زبان پر لاکر قاصد کو پھیر دیا اسکندر
بعد از استشارہ و استخارہ مستعد مقابلہ فور ہندی ہوا اور بپناہ عنایت ملک غفور لیکر اُسکی
طرف روان ہوا اور فور نے اسیوقت پیلان جنگی اور سباع شتا و قتال سراپا مہیا
محاربہ اسکندر کے روانہ کیے مشاہدہ اُس مقام ہولناک سے کچھ تغیر اور تکدر خاطر پاک اور
آئینہ صاف اسکندر مین عارض اور عاید ہوا کہ جنگ ہندیون کے ساتھ کس نہج شروع کرے
اور صورت پیلان کوہ شکوہ اور صدمہ سباع خونخوارہ کو کیونکر اپنے حشم و لشکر سے دفع فرماوے
اس باب مین عقلا اور حکما اور ارباب خرد اور اصحاب تجربہ کے ساتھ شرائط مشورہ بجا لایا
کسی جواب شافی نہ پایا آخر الامر ملہم صواب نے قسمت توفیق ارزانی فرماکر اُسکو اس امر پہ
آمادہ کیا کہ اُسنے جمیع صناع اور استادان چابک دست کو جمع کرکے حکم دیا کہ جو بیس ہزار
صورتین مجوف لوہے اور تانبے اور فلزات سے آمادہ و مرکب کرین اور سب کو بہ صورت
مردان جنگی آراستہ کیا اور اجواف اُون اشکال کو ہیزم اور رال سے پُر کیا اور بہنگام اشتعال
نائرۂ قتال اُنمین آگ دی اور فور نے مع سرداران لشکر ہند اور پیلان کوہ اندام اور ببر و
پلنگ و ضرغام کے بجانب ذوالقرنین حملہ کرکے افیال و سباع خراطیم ان تماثیل مین
مستحکم کیے جب حرقت نار اُن جانورون تک پہونچی بھاگے اور سپاہ روم نے بضرب شمشیر
آتشبار ایک جماعت نامعدود مخالفین دین مین سے بپشت زین سے روی زمین پر گرائی
اور فور نے بسوے شہر تحصن و پناہ پکڑا کہ دوسرے روز اطراف ممالکت ہندوستان سے ایک خلق
بیکران آنکر اُسکے پاس جمع ہوئی اور باستظہار اور اعتقاد اُنکے دوبارہ مقام قتال و جدال مین آیا

چنانچہ مدت بیس روز تک مبارزان طرفین نے بہ استعمال سیف وسنان سر بیشمار بدن سے
جدا کرکے ایک نے دوسرے کے سینے کو چیرا اور ایک جماعت انبوہ یونانیان اُس رزمگاہ مین
بہ ظفر نصرت اثر راہی وروانہ ہوے اور ذوالقرنین صورت واقعہ کو مشاہدہ فرماکر متفکر اور
متاثر ہوا اور آخر الامر بہ تلقین دولت و اقبال فور کو پیغام بھیجا کہ یہ کیا ہمت و شرف ہے
اُس بادشاہ کو کہ حدوث حادثہ مین اپنے لشکر و حشم کو ورطہ تلف و ہلاک مین ڈالے اور حال آنکہ
وہ بنفس خود تنہا بے معاونت تنہا اُسکے دفع پر قادر ہووے غرض سخن سے یہ کہ اگر تو
اتفاق کرے تو مین اور تو بے مظاہرت جنود اس محاربہ اور مقاتلہ کو بہ مقطع پہونچاوین اور
اُن بیچارون کو کہ بنا بر مصلحت میری اور تیری کے اپنے نفوس نفیسہ کو معرض فنا و زوال
مین ڈالتے ہین اس بلا سے چھوڑا دین فور نے اس التماس بہت تعجب کیا چونکہ وہ ایک
خلقت عظیم اور ایک ہیکل جسیم رکھتا تھا اور اسکندر اُسکے پہلو مین کمال صغیر و حقیر معلوم
ہوتا تھا لاجرم فور نے ملتمس شاہ روم قبول کیا اور فرد اور وزتن تنہا مانند شیر ژیان میدان
مین آیا اور ذوالقرنین بھی شکل ہیر دمان اُسکے برابر حاضر و موجود ہوا اور دونون بادشاہ
نے اسباب محاربت کو ساز دیا اثناے گیر و دار مین فور کے کان مین اُسکے لشکرگاہ مین سے
ایک آواز ہائل کہ درحقیقت نداے اجل اُسکی تھی پہونچی فور اُس طرف ملتفت ہوا تا کہ
معلوم کرے کہ سبب بانگ بے ہنگام کیا ہے اور صاحب آواز کون ہے اسکندر نے اُسکی
یہ غفلت غنیمت جان کر ایک ضرب شمشیر سے اُسکو گھوڑے پر سے گرا دیا اور آپ اپنے بادپا
سے اُتر کر چھاتی پر جا بیٹھا اور بہ خنجر کین سر پُر کبر اُسکا مرکب بدن سے جدا کیا فریاد نہاد
ہندیون سے باوج کیوان پہونچی اور بہ غایت تاسف و تحسر سے دل مرگ پر رکھکر مستعد جدال و
قتال ہوے ذوالقرنین نے اُنسے پوچھا کہ ہرگاہ سایہ عاطفت و احسان فور تمہارے سر سے
دور ہوا پھر اس حرکت ناشایستہ کا باعث کیا ہندیون نے جواب دیا کہ تو گمان نہ کرتا کہ ہم
بہ ارادہ و اختیار جنگ و جدل سے باز رہینگے جبتک ہمارے بدن مین ایک رمق جان
باقی ہے جنگ سے باز نہ رکھینگے اور یہ ارادہ ہے کہ حرب سے کسی طرح روگردان نہووین
اور بہ پشت اسپ پر داعی اجل کو لبیک پکارین اور تجھکو اپنے قتل پر حاکم کرین اسکندر نے
کہا کہ مین بایفاے عہد اور صحت پیمان جہان مین مشہور ہون اور خلف وعدہ اور نقض میثاق سے
بغایت دور جو کوئی حرب سے دست کش ہوکر مقام فرمانبرداری میری مین آوے جان و مال
مجھ سے امین ہووے مخالفون نے قول شاہ اعتماد کیا اور بقدم تذلل و تملق پیش آئے
اور بہ عنایت بادشاہانہ مفتخر و سزاوار ہوے پھر ذوالقرنین نے فور کو بعظمت تمام اُس روش

کہ اور بادشاہون کے ساتھ لطف و ترحم کیا تھا روی زمین پر سے اٹھا کر شکم خاک مین رکھا
اور گنج و اسلحہ اسکا مع اور اجناس کے کہ ممالک ہند مین پایا اپنے خزانہ تصرف مین لا کر براہمہ
کی طرف توجہ کی کیونکہ صیت کثرت علم اور انقطاع انکا زخارف دنیا سے بمسامع علیا اسکے
پہونچا تھا اور براہمہ نے اسکندر کے آنے سے خبر پا کر ایک نامہ اسکے پاس بھیجا مضمون یہ
کہ اگر غرض شہریار ہمارے پاس آنے سے ہمارا مال اور اسباب لینا ہے تو ہم فقیر و مساکین ہین
کیونکہ خوراک ہماری سبز گیاہ اور پوشاک ہماری غیر از جلود حیوانات کچھ نہین ہے اور اگر مقصود
علم و حکمت ہے تو اسکے طلب مین یہ تمام حشمت و شوکت کس کام آوے گی اسکندر نے ان کا نامہ
پڑھکے بے توقف لشکر فرمان دیا اور آپ ساتھ ایک طائفہ خواص کے انکو دیکھنے کیواسطے
گیا دیکھا کہ ایک قوم ہے تمام غریب مساکین کہ مسکن انکے داخل جبال اور مغارات
ہین اور جورو بچے انکے جنگلون مین جانورون کے ساتھ مشغول جب اسکندر نجانب براہمہ مین
گیا اور درمیان اسکے اور اس طائفہ کے مباحثہ بسیار اور مناظرہ بیشمار واقع ہوا ایک نے دوسرے
سے تفتیش قوانین علمی اور مسائل حکمی کی ذوالقرنین نے انکے اطوار پسند کر کے اور ساتھ
فضیلت اس طبقہ کے معترف ہو کر کہا کہ جو کچھ براہمہ مال و اسباب سے چاہین حاضر و موجود ہے
انھون نے کہا کہ ملتمس قدرت و سلطنت تیری سے سواے بقاے سرمد اور عمر مخلد کچھ نہین ہے
اسکندر نے جواب دیا ایجاز اس مطلب کا مقدور بشر سے خارج ہے کیونکہ ہر کوئی ایک نفس
اپنے نفس نفیس پر زیادہ نہ کر سکے بقاے سرمد دوسرے کو کیونکر دے سکے براہمہ نے کہا
کہ ہر گاہ بادشاہ کو محقق ہے کہ ہر کمال کو زوال اور ہر دولت کو انتقال ہے پھر کسواسطے
عازم بہ قتل عباد اور تخریب بلاد اور جمع کنوز و اموال کہ آخر کیسی ناکامی سے دوسرون کیواسطے
چھوڑ جائے گا ہوتا ہے اسکندر نے جواب دیا کہ مین مامور ہون از حضرت حق عز اسمہ
بہ اظہار دین قویم اور تشییع صراط مستقیم اور قتال اہل جحود و انکار اور منع و زجر فجار و اشرار
اگر حضرت آفریدگار کی جانب سے مین ساتھ اس امر کے مامور نہ ہوتا ہرگز اپنے گھر سے قدم باہر
نہ نکالتا لیکن مین بہ حکم احکم الحاکمین مطیع و فرمانبردار اسکا علت کاملہ تا وقت حلول
اجل تعمیل کنندہ ہون اور جس طرح سے کہ آیا ہون اسی طرح دنیا سے باہر جاونگا اور ذوالقرنین
نے بعد از استماع ان محاورات کے براہمہ کو وداع کیا اور اپنے لشکر مین پھر آیا اور بعضی کتب
تواریخ مین لکھا ہے کہ جب ذوالقرنین فور پر غالب آیا اسنے سنا کہ اقصاے بلاد ہند مین ایک
بادشاہ ہے کید نام با حکمت و سیاست اور انصاف و دیانت ملک آباد و رعیت معمور یعنے
جس طرح سے کہ لشکری اور رعیت کو مضبوط کیا قواے شہوی اور غضبی کو بھی بحکمت و ریاضت مسخر اور

مامور اپنا کیا ہے اور قریب تین سو برس کے اسکی عمر مین گذرے ہین اسکندر نے اوسکی
جانب قاصد روانہ کیے اور پیغام بھیجا کہ جب میرے فرستادے تیرے پاس پہونچین اور تو کھڑا ہو
تو بیٹھنا نہین اور اگر راہ مین ہو تو بہ تعجیل تمام میرے پاس آپ کو حاضر کر والا اثر عصمت سے تجکو
کچھ ہی پہونچیگا کہ بہت شہرون ہند کو پہونچا ہے القصہ اسکندر کے ایلچی بارگاہ شہریار کشور ہند
مین آئے اور کید نے انکی تعظیم تمام فرمائی اور ذکر اسکندر کو بعنوان ملک الموت زبان پر جاری
فرمایا اور قاصدون کو تشریفات فاخرہ دیکر رخصت فرمایا اور کہلا بھیجا کہ مجکو اس مدت مین
ایسی چیزین حاصل ہوئی ہین کہ خزانہ خیال کسی بادشاہ مین متصور نہین ہوئین ازانجملہ میرے
محلسرای مین ایک مخدرہ ہے کہ حسن رخسار اسکے سے آفتاب خجل اور لطف رفتار اسکے سے
سرو روان پا در گل ہے اور میرے پاس ایک فیلسوف ہے کہ جو کچھ تو اپنے ضمیر منیر مین سوال
گذرانے تجکو بتادے اور میرے پاس ایک طبیب لازم ہے کہ حفظ صحت مین ید بیضا اور ازالہ مرض
درجہ علیا رکھتا ہے اور میرے پاس ایک قدح ہے کہ اگر اسکو پر آب کر دیجیے سب خلائق اسمین سے
سیراب ہو جاوے اور وہ اسی طرح بحال خود رہے یہ سب چیزین کید نے پیشکش کین اور
کہلا بھیجا التماس کرتا ہون کہ شاہجہانیان بواسطہ کبرسن اور ضعیف شیخوخت کے مجکو حرکت سے
معاف رکھے اور اگر میرا عذر مقبول راے جہان آرا نہ ہووے تو سر آنکھون سے خدمت اشرف بانفسہ
مین حاضر ہون القصہ جب جواب کید اسکندر کو پہونچا بہت تعجب کیا اور کہا ایسی چیزین
عنقا اور کیمیا کے نایاب ہین اور ایک جماعت کو حکما اور فضلاے یونان مین سے تعین فرمایا کہ
کید کے پاس جاوین اور شرائط تفحص بجا لاوین جو کچھ شاہ ہند کہتا ہے اگر مطابق واقع ہے
اور اسکی سخن مین کچھ مکر و کید نہین ہے شاہ کو توجہ ملازمت سے معاف رکھکر ان اشیا کو پایہ سریر اعلی
پہونچاوین والا بذات خود اسکو بعتبہ علیا حاضر کرین حکما اور فضلاے یونان مین سے تعین فرمایا کہ
بعد از قطع منازل و طے مراحل بہ مقصد وصول راہ پاکر اورنگ گاہ ملک ہند مین پہونچکر اسکی مجلس
مین حاضر ہوے اور کید نے انکو بہ حرمت تمام منزل لائق مین اتارا اور تیسرے روز ایک بڑی
محفل ترتیب دیکر بہ احضار فیلسوفان یونان و روم اور حکماے دیار ہند وان مرزبوم
فرمان صادر کیا اور طبقہ اولے کو بہ جانب دست راست بٹھایا اور طبقہ ثانیہ کو جانب چپ
جاے دی اور جب مجلس منعقد ہوئی دانشوران ہر دو کشور مسائل علمی اصول فلسفہ اور
حکمت سے درمیان لائے اور مناظرہ اور مباحثہ بین الفریقین حد تطویل کو پہونچا تا آنکہ
حدیث رسولان منجر بہ اشیاے موعودہ ہوئی اور بادشاہ نے بایفاے وعدہ قیام فرماکر سبکو
تسلیم فرستادگان ذوالقرنین کیا اور عطایا ر آمال اس جماعت کو نفائس تحفہ اور ظرائف

دیار

امتعہ بلاد ہند سے گران بار کرکے رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور جلدی روزگار نے بارگاہ
کیوان اشتباہ ذوالقرنین مین حاضر ہوکر وہ چیزین گذرانین اسکندر نے بعد از تماشائے
گلشن جمال دختر بہ امتحان فیلسوف دانشور مشغول و مصروف ہوا کہ ایک قدح پراز روغن اسکے
پاس بھیجا اور فیلسوف نے بعد از تامل اس قدح روغن مین ہزار سوزن گڑو کر پیش اسکندر
واپس روانہ کیا اسکندر نے ان سوئیون کو گلوا کر اور ایک کرّہ بنوا کر فیلسوف کے پاس پھر
بھیجا اور فیلسوف نے بعد از تدبیر اشارہ کیا کہ اس کرّہ کا آئینہ ترکیب دیکر مجلس ذوالقرنین
لیجے جب اسکندر نے اس آئینہ کو روشن دیکھا ایک طشت پر آب طلب کیا اور آئینہ کو
اسمین ڈال کر حکم دیا تا طشت کو مع آب اور آئینہ کے اسکی تہ مین قرار پکڑا تھا منظور
نظر حکیم کیا اور فیلسوف نے اس آئینہ کا ایک مشربہ بنا کر اور طشت پر آب مین رکھکر اسطرح
کہ وہ مشربہ بروے آب طواف کرتا تھا اسی طشت کو مع مشربہ کے اسکندر کے پاس روانہ
کیا اسکندر نے اس مشربہ کو خاک سے بھر کر حکیم کے پاس بھیجدیا جب نظر فیلسوف خاک پر
پڑی رو دیا اور بہت جزع و فزع کی اور اظہار حزن و اندوہ اپنے نفس پر کرکے غصہ مین
آیا اور رو سے بسوے آسمان لاکر بہ توبہ و استغفار مشغول ہوا اور ایلچی کو اشارہ کیا کہ طشت
اور مشربہ بادشاہ پاس لیجاوے رسول نے بموجب فرمودہ فیلسوف اسکو ذوالقرنین کے
پاس پہونچایا اور اسکندر صورت حال سے متعجب ہوا اور کسی نے ان امور پر اطلاع نپائی
دوسرے دن ذوالقرنین نے باحضار حکما و فضلا اور ارکان دولت اور اعیان حضرت
فرمان دیکر حکم دیا کہ فیلسوف ہندی کو کہ اب تک اس سے ملاقات نہین ہوئی حاضر کیا جاے
اسیوقت ہاتھون ہاتھ فیلسوف کو حاضر لائے حکیم کو اسکندر نے بلند قامت اور قوی ترکیب
دیکھ کر خیال کیا کہ یہ صورت حکمت کے ساتھ کچھ نسبت نہین رکھتی اور اگر ایسے شخص کے ساتھ
حدت ذہن اور سرعت فہم یار ہوسے تو یگانہ روزگار ہوجائے اور فیلسوف نے اس
معنی کو سمجھکر انگشت سبابہ اپنے منھ کے گرد پھرا کر ناک کی پھننگ پر رکھدی اسکندر نے اس
حرکت کا سبب دریافت کیا فیلسوف نے جواب دیا کہ بنور فضل و کیاست اور صفاے
طبیعت و فراست جو کچھ کہ بادشاہ نے بہ نسبت میرے خاطر مین گذرانا تھا دریافت کیا مین
اور یہ فعل اس امر پر اشارہ ہے کہ جس طرح ناک منھ پر ایک ہے اسی طرح مین عرصہ آفاق
مین بے مثل و یگانہ ہون اور بتخصیص بلاد ہند مین اپنا شبیہ و نظیر نہین رکھتا ہون
اسکندر نے کہا کہو کہ مقصود میرا ارسال قدح روغن اور پھر تیری ادخال سوزن سے
کیا تھی فیلسوف نے کہا کہ مجھکو مشاہدہ ظرف پر روغن سے ایسا معلوم ہوا کہ بادشاہ فرماتا ہے

کہ دل میرا اس مرتبہ علم و حکمت سے مملو ہے کہ جس طرح یہ قدح کسی چیز کی گنجایش نہین رکھتا
اسی طرح میرے دل مین بھی مسائل علمی اور عملی کی گنجایش نہین ہے مین نے بھلا سوئیان
سے زبان اشارہ کیا کہ ہو سکتا ہے کہ مع ذکاوت اور معلومات سابقہ امور مجروحہ بادشاہ کے
جمع ہو کر ضمیر انوار پر مرتسم ہو جاوین جیسے کہ یہ سوئیان بدقت اس ظرح مین جاے پذیر
ہوئین پھر اسکندر نے حقیقت کرہ اور آئینہ سے سوال کیا فیلسوف نے جواب دیا کہ وہ کا
کرہ سے مجکو ایسا معلوم ہوا کہ بادشاہ دعوی کرتا ہے کہ میرا دل سفاکی بار اور کثرت اقدام سے
اور سپاہی مین مثل و مانند اس کرہ کے سخت و محکم ہوا ہے اور قابل ورود مسائل حکمت کے نہین رہا
مین نے بنا کے آئینے بادشاہ کو آگاہ کیا کہ آہن ہر چند صلب و مستحکم ہو لیکن بحیلہ ایسا ہو جاتا ہو کہ
نہایت صفائی سے مجموع جواہر و اجسام اسمین معلوم ہونے لگتے ہین پھر ذوالقرنین نے پوچھا کہ
مقصود میرا طشت مین آب رکھنے سے کیا اور مطلوب تیرا اس مشربہ سے کہ برسر آب طشت اوسکو
تہ کیا تھا فیلسوف نے کہا کہ مطلوب ملک یہ تھا کہ جیسے آبگینہ دفعتا آب مین بیٹھ جاتا ہے
ایام زندگانی عنقریب نہایت کو پہونچے ہین اور علم کثیر مدت قلیل مین نہین حاصل ہو سکتا ہے
اور مقصود میرا بنانے مشربہ سے یہ تھا کہ جیسے بحیلہ کسی چیز کو تہ آب مین بیٹھ جاتی ہے پانی
پر تیر سکتے ہین اکتساب فضائل کثیر بھی زمان اندک مین بجد و کد ممکن ہے پھر اسکندر نے
کہا کہ جب مین مشربہ پر تھا کہ تیرے پاس بھیجا تو نے اسکے مقابل مین نہ کچھ کہا حکیم نے کہا
وہ عمل لاجواب تھا کیونکہ مدعاے بادشاہ اس فعل سے یہ تھا کہ فناے ہر مملکت واجبات
سے ہے اور بقاے مخلوق ممتنعات و محالات سے آخر الامر مجموع اولاد آدم دفین خاک
ہونگے اسکندر نے کہا صدقت اور ریاست قابلیت اسکا یہ خلعت پاے گرانمایہ اور تشریف وفا
فاخرہ آراستہ فرماکر اپنے تمام اماثل و اقران مین ممتاز کیا مسعودی کہتا ہے کہ جبتک اسکندر
ولایت ہند مین قیام پذیر رہا حکیم ممدوح ملازمت موکب ہمایون کیا کیا اور جب اس دیار سے
مراجعت کی فیلسوف نے اسکندر سے التماس توقف کیا اور لیکن اسکا مقبول شاہ ہوا
کہتے ہین کہ ذوالقرنین نے پھر قدح کو پر آب کر کے امتحان کیا ہر چند خلائق نے اسمین سے
پانی پیا کچھ تغیر و نقصان عائد نہ ہوا اور طبیب ہندی کہ ملازم اردوے ہمایون سکندر
ہوا تھا در باب معالجہ و تداوی امراض جتنے امور غریبہ کہ اس سے سرزد ہوے زبان بیان
استقصاے اسکے سے بعجز و قصور معترف ہوا اور تاریخ حکما مین مذکور ہے کہ اسکندر نے
بعد از تسخیر بلاد ہندوستان وہان سے پھر کر اور قطع مسافت بعیدہ کر کے عنان عزیمت
بجانب چین منعطف کی اور درمیان اسکے اور صاحب چین کے مناظرات بسیار واقع ہوے

آخر الامر بادشاہ اُس سرزمین نے امر ذوالقرنین کو مطاع اور حکم اُسکے پر منقاد ہو کر بہ رسم ہدیہ تحفہ
ہزار من طلاء احمر اور ہزار قطع حریر ابیض اور پانچہزار عدد جامہ دیبا اور سو قبضہ شمشیر یاقوت نما
مرصع بہ در و جواہر کہ چشم بینندہ مشاہدہ اُسکے سے خیرہ ہوتی تھی اور سو راس اسپ تازی نژاد
با زین و لجام مزین بہ جواہر ثمین مراکب خاص میں سے کہ ہنگام رفتار ہوا پہ بھی پکڑتے تھے
اور سو تودہ عنبر اشہب اور ہزار مثقال مشک اذفر اور دو سو رطل عود قماری اور دیگر ظروف
مصنوعہ بانواع تماثیل و نقشہا و صورتہا اور پوست سمورہ قاقم چند چند ہزار اور تمام مصنوعات
اور بدائع تبرکات بیشمار پیش کش کرکے عذر خواہی کی چنانچہ اسکندر نے بعد قبول ہدایا کے
مرسولہ منشور سلطنت ممالک چین بنام نامی فغفور قلمی فرماکر اور بہمراہی ہمایون تہمتن دیگر ممالک
کشورستانی بجانب دیگر ولایات مشرق معطوف کی اور جب تمامی ان مصار کا تسخیر و تصرف
میں آیا اور عجائب و غرائب بہت سے مشاہدہ کیے اور بلاد ترکستان میں اکثر شہر بنائے پھر
بجانب مغرب رایات ظفر آیات نہضت آرا ہوے اور تاریخ معجم میں مذکور ہے کہ جب اسکندر
ممالک فارس پر متصرف ہوا ایک جماعت ابنائے ملوک کو محبوس کیا اور ایک فصل حکیم
ارسطاطالیس کو لکھا کہ فتح الباب ممالک خطہ فارس بزور بازو و مردانگی اور جستن تدبیر
و فرزانگی میرے ہاتھ میں آیا ہے بلکہ بتائید آسمانی اور توفیق ربانی اس سعادت نے
مساعدت کی کہ میں نے اہل صلاح کو نہج مستقیم پر ترغیب کی اور ارباب جہل کو اشراق
مصابیح ہدایت سے تحریص کی اور قانون رعیت نوازی اور آئین زیر دستاں پروری
میں اشارت عقل کو مقتدا گردانا اور ہرگز ہمت سے رخصت نہ پائی کہ فعل نکوہیدہ اور
عقل ناپسندیدہ پر اقدام کردن اب اس قصبہ میں کہ چند ملک زادے کہ زندان میں مقید و
محبوس رکھے ہیں متحیر و متردد ہوں کہ اگر انکو قید سے خلاصی کرتا ہوں ایسا نہو کہ حصن حصین
مملکت میری رخنہ پیدا ہووے کہ تدارک و تلافی اُسکا حیز امکان میں نہ آوے اور اگر اُن کو
مار ڈالتا ہوں تو دنیا میں ملول اور عاقبت میں معاقب ہوتا ہوں معلم اول نے جواب میں
لکھا کہ بمجرد استشعار اُس جماعت مار ڈالنا اور بے خیانت بعضوں کا خون گرانا نہیں چاہئے
اور اگر تو در طرہ ہلاک طائفہ بے گناہ میں کوشش کریگا حق جل و علی کسی تیرے اوپر مسلط
فرماویگا بہ مکافات اُسکے بیخ کنی خاندان اور قلع شجرہ دودمان تیرے میں سعی کرے پس
بہتر اور قرین صواب اس طرح پر ہے کہ ہر ایک کو ساتھ ایک قطر کے اقطار ممالک عجم سے
نامزد گردانے اور ساتھ ایک طرف کے اطراف دیار فارس سے اختصاص دیوے تا
کوئی انمیں سے مطیع اور فرمانبردار دوسرے کا نہووے اور سر ضبط اپنے ہی کسی امر

ناشایستہ پہ مبادرت نہ کرے اسکندر نے امثال ارسطو حکیم کو جملہ معتبر ضمانت سے جان کر ممالکت ایران انپر قسمت کی اور ہر ایک کو ہر ایک طرف بھیجدیا کہ اُس جماعت کو اہل تاریخ ملوک طوائف کہتے ہین اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ آخر ترجمہ تاریخ حکما مین مذکور ہو کہ اسکندر کا آئینہ طواف بلاد مین ایک قریہ پر گذر ہوا کہ رفعت مساکن و مکان اُس قریہ کی ایک وتیرہ پہ تھی اور ہر شخص کے گھر کے دروازے پہ ایک قبر آمادہ دیکھی اور اُنکے درمیان مین نہ حاکم پایا نہ قاضی اسکندر نے سبب تسویہ بیوت و قبور اور عدم رئیس و فرمان دہ اور حضور قبور پوچھا جواب دیا کہ زیادتی تفاخر ترفع اور تفوق دینے ایک کو دوسرے پہ ہم اس صفت سے بنایت دور ہین اور قبرین اپنی آنکھون کے روبرو اسواسطے آمادہ کی ہین تاہم مرگ کو فراموش نکرین اور بسبب تجربہ و زیست مغرور نہ ہو دین کہ غرور مستلزم آفات ہے اور چونکہ معاملات ہمارے برو جہ انصاف ہین قاضی اور حاکم کے ساتھ احتیاج نہین رکھتے ہین ذوالقرنین نے کہا اگر مین تمہارے واسطے کوئی مقام خرم تر اس موضع سے تعین کرون توتم نقل کرسکتے ہو جواب دیا کہ ملتمس ہمارا بادشاہ سے یہ ہے کہ اجل محتوم ہمسے مندفع کرے اسکندر نے کہا اگر مسئول تمہارا مقدور بشر سے ہوتا تو کوئی شخص اُسکے انجاح پہ مجھ سے قادر تر نہ ہوتا کہا جو بادشاہ اس امر مین اورون کے عاجز ہے امیدوار ہین کہ ہم کو بحال خود چھوڑدیوے کہ اقامت مولد و موطن لذت عظیم رکھتا ہے منقول ہے کہ اسکندر در اثناے جہانگیری ایک شہر مین پہنچا کہ سات بادشاہون معتبر نے بڑلنا ببدیلت اس بلدہ مین با مر حکومت قیام کیا تھا اہل اُس شہر سے استفسار کیا کہ کوئی سلاطین سابق مین سے موجود ہے یا نہین کہا احفاد ملوک ماضی سے ایک جوان فلان گورستان مین مقیم ہے کہ سلطنت سے اعراض کیا ہے اسکندر نے با طائفہ خاص اُس جوان پاس جاکر اسکو ملکت اور اقامت اُس موضع موحش پہ سبب سرزنش کی اور بمباشرت امور سلطنت تحریص فرمائی ملک زادے نے کہا اے بادشاہ موفق مین ساتھ اُس کار کے مشغول ہونگا ذوالقرنین نے پوچھا کہ اگر سواے مشاہدہ استخوان پوسیدہ کے کوئی اور مہم رکھتا ہے ظاہر کر بادشاہ زادے نے عرض کیا کہ ہر گاہ دنیا اور اُسکی بے ثباتی مین مین نے تامل کیا خلق سے دوری اختیار کرکے گورستان کو مسکن ٹھہرایا کتنی مدت سے چاہتا ہون کہ عظام ملوک عظام کو استخوانون عبیدہ صغار سے جدا کرون نہین کرسکتا ہون اور یہ امر مجھپر مشتبہ ہوتا ہے لقد نظرت علی القبور فما میزت بین العبد والمولی البتہ تحقیق نظر کی مین نے اوپر قبرون کے پس نہ اقتیاز حاصل ہوا مجکو

درمیان

درمیان غلام اور آقا کے ذوالقرنین نے کہا کہ یہ وہ امر مبہم ہے کہ جز علم باری تعالی اسکے ساتھ
محیط نہین ہوتا ہے اگر تو کچھ ہمت رکھتا ہے زبان میرے سے تجاوز جائز نہ رکھنا مین تجکو بہتیرے
آبا و اجداد کے سے پہونچاؤن جواب دیا کہ ہمت رفیع تر اس سے ہوتی کہ طالب حیات
بے موت اور شباب بے ہرم اور غنا بے فقر اور سروری بیچون اور محبوب بے مکروہ اور صحت
بے سقم کا ہون اسکندر نے کہا یہ مطلوب میرے پاس تو نہین پاسکیگا جوان نے کہا اس شخص
سے ڈھونڈھتا ہون کہ اسکے پاس پاؤن لکھا ہے ایک مرتبہ امرا اور وزراے ذوالقرنین نے
کہا کہ مجکو تو ممالک بسیط پر عرض رکھتا ہے بنابر کثرت اولاد کے عورتون کی طرف میل فرمایا تاکہ
بیگانون کے ہاتھ مین نہ پڑے اسکندر نے کہا پسند نہین آتا اس شخص کو کہ پیوستہ مردون پر
غالب رہا ہو کہ مغلوب زنان ہو جاوے ایک دن ایک شخص بکسوت ژندہ اور عباے کہنہ
کسی مہم کیواسطے بارگاہ ذوالقرنین مین آیا اور بفصاحت و بلاغت تمام کلام کرنا شروع
کیا ذوالقرنین نے اسکا سوال بجواب ناصواب مقرون فرماکر کہا کہ جیسے تونے اپنے
مافی الضمیر کو لباس خوب مین جلوہ دیا اپنے ظاہر کو بھی کسوت مرغوب آراستہ کرتا تو بہتر
اور خوشتر ہوتا اس شخص نے کہا کہ بندہ کو در باب سخن قدرت تمام حاصل ہے لیکن شہریار
جہانیان ترتیب کسوت پر مجھ سے قادر تر ہے اسکندر یہ کلام اسکا پسند آیا بخلعت گرانمایہ اسکو
سرفراز فرمایا اور بعضے معرکون مین ایک جماعت نے انبوہ لشکر ان مین سے قتال اسکندر پر قیام
کیا جب انکو نواز چکا جنگ سے باز رہکر کہا کہ یہ وہ لشکر ہے کہ اگر ہم اسپر غالب ہووین مفاخرت
نکرسکین اور اگر عیاذا باللہ قضیہ منعکس ہو جاوے تو ایک عار ہمکو لاحق ہووے کہ تا ابد
اس سے زبان خلق سے نجات نہو سکے کہتے ہین زیتون شاعر نے ایک دن اسکندر سے دس
ہزار دینار مانگے ذوالقرنین نے کہا کہ یہ مبلغ تیرے مرتبے سے کچھ زیادہ ہین زیتون نے کہا اگر
میری قدر سے زیادہ ہین تو تیری قدر سے تو بہت کم ہین اسکندر کو یہ سخن پسند آیا اور
دس ہزار دینار اسکو انعام دیے نقل ہے کہ اسکندر نے ایک حکیم سے سوال کیا کہ بادشاہ کو
کس چیز پر مداومت کرنی چاہیے کہا اسپر کہ شب کو فکر اور مصلحت رعیت اور مہمات کفایت
مین صبح کردے اسکندر نے پوچھا کہ تمام اشیا مین سے کہ دست قدرت تیرا انتک پہونچتا ہے
کس سے ساتھ مسرور تر ہے کہا ساتھ زیارت کرنے قوت اور قدرت اس شخص کے کہ اسنے
میرے حق مین کچھ احسان کیا ہو لکھا ہے کہ ایک بار ذوالقرنین کو بذات خود معرکہ آرائی
مین ملامت کیا جواب دیا انصاف سے دور ہے کہ دوسرا میرے واسطے محاربہ اختیار کرے
اور آپ کو تہلکہ مین ڈالے اور اسکی شرط موافقت نہ بجا لاکر آپ کو معاف رکھون

دو شخصون کو اُسکے خواص مین سے باہم کچھ خصومت واقع ہوئی ذوالقرنین سے التماس کیا
کہ نفس خود اُنکے درمیان منازعت کو فیصل کرے جواب دیا کہ ہر آئینہ حکم میرا ایک کے
سبب استحصال اور دوسرے کے بطلان استکراہ ہوگا اور سلوک طریق دیانت و جادۂ صواب
تم دونون کو شاکر اور راضی کر دیگا ہنگام قصد محاربۂ دارا منشیون نے عرض کیا کہ عدد مخالفین
تین لاکھ مرد کارزار سے زیادہ ہین کہا قصاب چابک اور سلاح جلد کو بسیاری گوسفند سے
نہ ڈرادے ایک دن اسکندر نے برسم معہود اورنگ مالوف سریر بادشاہی اور جلوس ہمایونکو
زیب و زینت بخشی اور اُس دن مین نہ کوئی فریادرس دادخواہ آیا اور نہ کسی نے کچھ اُس سے
التماس کیا اسکندر نے اپنے دل مین کہا بیت روزی کا در اید بن فسوق نگذارم + ایزد داند
اگر زعمر انگارم + اسکندر سے پوچھا کہ تیرا استاد تیرے باپ سے محترم تر اور معزز تر کیون ہے
جواب دیا کہ اُستاد سبب حیات باقی ہے اور پدر باعث حیات فانی اور اسواسطے کہ باپ مجھکو آسمان
سے زمین پر لایا اور اُستاد زمین سے آسمان پر لیگیا یعنے والد واسطہ وقوع نطفہ منجمد اور نہ
علقہ منعقد کا ہوا ہے کہ بتحریک اوتاد و اعصاب صلب پدر سے رحم مادر مین آکر اور بعد از
چند گاہ بے نقشبندی قلم دبیر کار اشکال مختلفہ وارد ہوئے مین اسیر اور وہان سے صحراے ظہور مین
جلوہ پکڑا اور جب انفاس معدودہ بسر اوینگے تو بسوے انعکاس منعکس ہو کر عالم انفعال اور
سراے کون سے مخطوط فساد و قوت عالم پھر جاویگا اور موجب سبب حیات باقی ہے کہ مادہ اُسکا علم و
حکمت ہے اور حکمانے عین الحیات نفس ناطقہ معقولات کلیہ کو دی اور خضر یعنی نفس کو عاقلہ
کہتے ہین کہ تاریکی ظلمات جہل کو پہچانے نسیں وہ نفس کہ ظلمات جہل سے بعین الحیات حکمت آیا
اور عطش جہل و جمود کو ساتھ آب حیات حکمت کے تسکین دی حیات باقی اور عمر جاودانی پائی
ایک مرتبہ ایک طائفہ سران سپاہ نے ذوالقرنین کو شبخون لشکر فرس پر تحریص دی جواب دیا
کہ غالب ہونا دشمنون پر بطریق سرو غفلت مقتضاے ہمت میری سے نہین ہے اسکندر نے ایک
حکیم سے سوال کیا کہ حیلہ بنا بر سلامت رہنے ملازمت مردم سے کیا ہے کہا کہنا اُس چیز کا کہ اُس سے
قبول کرین ذوالقرنین اسکندر مین سے ہے کہ صاحب مروت ہے ستہ مکرم رہوے اگرچہ
درویش ہوا اور خداوند خساست و بخل خوار و بیمقدار رہوے اگرچہ تونگر ہو پوچھا بہت صحیح
کیا ہے کہا کہنا اور نہ کرنا دریافت کیا کہ بہت جمیل کیا ہے کہا کرنا قبل از کہنے کے اور بھی اسکندر
کہتا ہے کہ احتیاج آدمی کو بعقل پیشتر ہے مال سے رفتن اسکندر بظلمات قصص الانبیا مین
لکھا ہے کہ جب اسکندر نے بلاد مشرق مین ایک مدت بسر کی وہان حکیمون اور عالمون کو
جمع کیا اور کہا آیا تم نے کسی کتاب مین دیکھا ہے کہ درازی زندگی اور طول عمر کس چیز مین ہے

ایک اُن مین سے اُٹھا اور کہا مین نے وصیت نامہ حضرت آدم علیہ السلام پڑھا ہے حق سبحانہ تعالی نے کوہ قاف کے پیچھے تاریکی مین ایک پانی کا چشمہ پیدا کیا ہے کہ اُسکا پانی شیر سے سفید تر اور برف سے سرد زیادہ اور انگبین سے شیرین بہت اور مسکہ سے نرم اور مشک سے خوشبو تر ہے جو کوئی ایک گھونٹ اُسمین سے پی لیوے نمرے جبتک خدا تعالی موت نہ چاہے ذوالقرنین نے اُسکی جستجو کا قصد کیا اور عالمون سے کہا کہ تم بھی میرے ساتھ چلو اُنھون نے کہا کہ ہمکو اپنے نہ لیجا کہ ہم زمین کے قطب ہین ایسا نہو کہ ہم وہان سے پھر نہ آسکین اور دنیا خراب ہو جاوے ناچار جنھون کو اپنے ساتھ لیا اور پوچھا چارپایون جانورون مین کون سا زیرک تر ہے اُنھون نے کہا گھوڑیان کہ بیابانی نہ ہوویں عقلمند ہوتی ہین اسکندر نے حضرت خضر علیہ السلام کو کہ اُنکے وزیر تھے اور دانا بھی تھے دو ہزار گھوڑیون کے لشکر کا ہراول کیا اور کہا کہ تم آگے آگے چلو حضرت خضر نے کہا اگر ہم لشکر سے جدا ہو جاوین تو کیا کرین ذوالقرنین نے ایک گوہر اپنے خزانے مین سے نکال کر حضرت خضر کو دیا اور کہا جب لشکر سے جدا ہو جاؤ تو اس گوہر کو زمین پر رکھدو ہم اُسکی روشنی مین لشکر سے آملین گے پھر چار ہزار گھوڑیون پر مع اپنے لشکر سوار ہوا اور ایک کو ان مین سے امیر کیا اور کہا کہ اگر مین بارہ برس تک نہ آؤن تو تم اپنے اپنے مقام پر پراگندہ ہو کر چلے جانا اور بارہ برس کا توشہ لے کر کوہ قاف کے نیچے ظلمات مین روانہ ہوئے اور اندر جاکر چشمہ کی طرف راہ غلط کی اور ایک سال راہ اور طرف طے کی اور جب خضر علیہ السلام تاریکی مین گئے اُنھون نے بھی راہ گم کی اور لشکر سے جدا ہوگئے پھر اُنھون نے اُس گوہر کو زمین پر رکھا اور وہان پانی کا چشمہ دیکھا حضرت علیہ السلام چشمہ کے کنارے پر بیٹھ گئے اور اپنا سر اور تن دھویا اور شکر خدائے عزوجل بجالائے اور اُس پانی مین سے پیا اور وہان سے روانہ ہوئے پھر تھوڑی راہ طے کی تھی کہ پھر اُس گوہر کو زمین پر رکھا کہ سب لشکر روشنی ہوگئی اور لشکر جو کہ متفرق ہوگیا تھا سب اُنکے پاس آکر جمع ہوا اور یہ تاریکی سے باہر آئے ذوالقرنین بھی وہین چلا جاتا تھا کہ یہ بھی روشنی مین اپنے لشکر سے ملاقی ہوا اور کہا تم یہین توقف کرو مین آگے جاتا ہون اور دیکھتا ہون کہ کیا عجائبات درپیش آئے ہین القصہ پھر آگے روانہ ہوا اسکو ایک محل مع زینہ نظر آیا اُسکی دیوارون پر چڑھا اور وہان کچھ نہ دیکھا مگر چند مرغ اُسکے پاس آئے اور کہا یہان کیون آیا ہے تجکو روشنائی کی بادشاہی بس نہ ہوئی کہ اس تاریکی مین آیا ذوالقرنین نے کہا کہ آب زندگانی کی طلب کے واسطے آیا ہون پس ایک مرغ نے کہا اے ذوالقرنین آیا وہ وقت آیا کہ گھر حریر کے بنین اور عمارتین بلند بنائین اور زکوٰۃ

کاموں میں مشغول ہوں ذوالقرنین نے کہا کہ آیا مرغ نے جنبش کی اور ایک سیڑھی پر چڑھا
پھر ذوالقرنین نے کہا شراب پینا ظاہر ہوا کہا ہاں دوبارہ مرغ نے پھر جنبش کی اور دو
سیڑھیوں پر اور چڑھ گیا پھر کہا اے ذوالقرنین بربط اور طنبورہ بجانا آشکارا ہوگیا کہتا ہوا مرغ جست
کرکے کوشک پر چڑھ گیا اور ذوالقرنین ڈرے مرغ نے کہا ڈر نہیں کہ میرے ساتھ شیطان ہیں پھر
کہا آیا بچارہا لا آکر الا اللہ کہا ہاں اور بعضے قصوں میں لکھا ہے کہ پھر اس مرغ نے ذوالقرنین کو
کہا کہ اس کوشک کی بام یعنی چھت پر چلا آ ذوالقرنین اسپر گئے وہاں دیکھا کہ ایک شخص اوپر
کھڑا ہے اور ایک پاؤں آگے رکھا ہے اور ایک پیچھے اور صور منہ میں ہے اور نگاہ بجانب
آسمان کیے ہوئے دیکھ رہا ہے کہتے ہیں وہ شخص حضرت اسرافیل تھے القصہ اسنے اسکندر کو
کہا آیا تجکو ملک روشنائی بس نہوا کہ تاریکی میں آیا کہا اسواسطے آیا ہوں کہ آب حیات پیوں
تا بہ عمر دراز عبادت خدا کروں حضرت اسرافیل نے ملی ایسے کی برابر ایک پتھر دیا
اور کہا تیرے واسطے میں نے اسمیں بہت علم ظاہر کیے ہیں پھر ذوالقرنین تاریکی میں آکر
اپنے لشکر کے پاس آئے گھوڑوں کے پاؤں کے نیچے سنگریزے تھے کہ انکے پاؤں میں رہ کے
جاتے تھے لشکر کے لوگوں نے کہا یہ کنکر کیسے ہیں اور کس چیز کے ہیں ارسطو نے کہ ذوالقرنین کے
ساتھ تھا کہا کہ جو کوئی ان کنکروں کو اٹھاوے پشیمان ہووے اور جو کوئی نہ اٹھاوے وہ بھی
پشیمان ہو چنانچہ ایک گروہ نے سے اٹھالیے جب روشنی میں ان کنکروں کو
دیکھا کہ سب لعل اور زبرجد اور یاقوت اور فیروزہ تھے جنہوں نے اٹھائے تھے افسوس
کرنے لگے کہ بہت سے کیوں نہ اٹھائے اور جنہوں نے اٹھائے تھے وہ دست افسوس
ملتے تھے کہ ہمنے بہت سے کیوں نہ اٹھائے اسکندر نے علما سے پوچھا کہ یہ پتھر کہ اسرافیل نے
مجکو دیا ہے اس میں کیا حکمت ہے انھوں نے کہا دیکھتے ہیں پس انھوں نے اس
پتھر کو ترازو میں رکھا اور چند بار زر کے ساتھ وزن کیا وہ پتھر بھاری نکلا دیکھنے اس
حال سے سب حیران رہے اسوقت حضرت علیہ السلام نے کہا کہ اس سونے کے ٹکڑے
نکال لو اور مشت خاک اٹھا کر اور ترازو کے پلے میں رکھکر وزن کر جب اس طرح سے
کیا تو وہ پتھر اس خاک کے برابر اترا اسکندر نے کہا یا خضر اسکی کیا تاویل ہے کہا
اسکی یہ تاویل ہے کہ حقتعالی فرماتا ہے کہ میں نے تجکو جہان کا ملک مشرق سے مغرب تک
دیا اور تو سیر نہوا جب تیرا شکم خاک سے پر ہوگا تو خاک گور سے سیر ہوگا اسکندر نے جب
یہ بات سنی سب کو وہیں چھوڑ دیا اور لشکر کو حکم دیا کہ پراگندہ ہوکر جسکا جہاں جی چاہے
وہاں چلا جاوے اور آپ دومۃ الجندل میں جاکر بعبادت خداے عز وجل مصروف ہوے تا آنکہ

اسکی موت قریب آئی **ذکر وفات اسکندر** منجمون نے زائچہ اسکندر مین حکم کیا تھا کہ
قریب موت اسکے زمین آہنی نیچے اور آسمان زرین اوپر ہوگا جب ذوالقرنین نے تسخیر ممالک سے
فراغت پائی زمین یونان کا آہنگ کیا اور نواحی شہر مین درا اثناے طی مسافت راہ ایک
شخص اور تیغ مین سے روبرو آگیا اور ایسی ٹھوکر لگی کہ شدت ضرب سے نکسیر جاری ہوئی بنا بر
ضرورت ایک فراش سے اپنے جوشن کو فرش کیا اور بسبب رفع مضرت حرارت سپر زرین
بالاے سر اسکے آفتاب کے حائل کی ہرگاہ اسکندر نے یہ صورت ملاحظہ کی کہا کہ زمین آہنی اور
آسمان زرین کہ منجمون نے اس سے میری موت کے ساتھ استدلال کیا تھا یہ ہے پس اب
آیندہ زندگانی باقی نہین معلوم ہوتی ہیہات افسوس کہ نامہ جوانی طے شد و ہیچ ندانم
کہ سر آمد و سبک شد + اُس وقت ایک کاتب کو طلب کیا اور اپنی والدہ کے واسطے کہ اسکندریہ
مین تھی نامہ لکھوایا مضمون اُسکا یہ تھا نامہ اسکندر یہ نامہ ہے بندۂ خدا الپیترے اسکندر
کی طرف سے کہ مدت اندک اور زمان قلیل مین اہل زمین کے ساتھ ہمدم رفاقت کی اور اب
زمانہاے دراز اور قرنہاے بیشمار مجاورت اہل آخرت کریگا سو اے والدہ گرامے
غربت مین مواصلت اور ملازمت اُسکی متمتع نہووے اگر خدا چاہے تو عالم قدس کہ ہست
اور دار سرور بہجت مین مجاورت اُسکی سے منقطع نہووے اور یہ وہ نامہ ہے طویل الذیل
کہ مفصلاً تاریخ مبسوط مین مذکور ہے القصہ جب بادشاہ گیتی ستان نے بساط حیات لپیٹا
اور داعی حق کو لبیک اجابت کہا ارباب علم و حکمت اور ارکان دین و دولت نے حسب
وصیت بعد از تکفین جسد ہمایون اُسکے کو ایک تابوت زرین مین رکھا اور عظما و اشراف
نے اُسکو اُٹھا کر ایک انجمن عظیم مین حاضر کیا اور سرور قوم نے اُس محفل مین کھڑے ہوکر
کہا کہ اگر کسی کو تمنا رونے کی ہووے تو اس ملک بادی پر روئے اور اگر ہوا کسی چیز پر
تعجب کرنے کی ہووے تو اسپر کرے بعد ازین حکما کی طرف متوجہ کیا اور درخواست کی کہ کلمہ
چند کہ متضمن تعریف خواص و عوام ہون بسبیل ایجاز و اختصار کہین ایک شخص شاگردان
ارسطو مین سے کھڑا ہوا اور دست حق پرست اسکندر کو بنا بر وصیت اُسکے بعد از فوت تابوت
مین باہر نکالا تھا تا خلق عام جانین کہ وہ سلطان کہ تمامی بلاد جہان کو اپنے تحت و تصرف
مین رکھا باین ملک و مال تہیدست بعالم آخرت راہی ہوا ہے اُسکے سر پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اے
سخنوران شیرین ورای زبان آور فصیح کسنے تجکو اس قدر گونگا اور بہرا کر دیا اور باین ہمہ
میدان حکم و حکمت چون صید غافل اس دام تنگ مین کیونکر گرا اور پھر ایک اور شخص
کہا کہ کل اسکندر زر و سیم چشم خلائق سے نہان کرتا تھا آج روزگار نے اسکو بیان زر و سیم

چشم خلائق سے پنہان کیا اور ایک اور نے کہا کہ وہ یہ شخص ہے کہ کل تمام جہان پر بادشاہ
کے قابل تھا اور خوف و بیم سے کوئی اسکے روبرو کلام نہ کر سکتا تھا اور اسکے نزدیک کلام پر قادر
نہین اور یہ قدرت استماع بھی نہین رکھتا ہے اور ایک نے کہا یہ وہ بادشاہ ہے کہ بسیط
زمین مین شرق سے تا غرب محیط تھا اب دو گز زمین مین آپ ہی محاط ہے اور ایک نے کہا کہ
کل اسکندر بیدار اہم اور ترتیب کار عالم اپنی قوت نفس سے سرانجام پہنچاتا تھا آج اپنے
بھی کام کے سرانجام سے عاجز ہے فسبحان الذی کل شی ہالک الا وجہہ پس جب حکیمان سے
ہر ایک فراخور علم و حکمت اپنی سخن چند زبان پر لا چکا محفوف رحمت و غفران کا در الف مین کو
بجانب اسکندریہ نقل کیا اور تمام اہل شہر اسکا با جلال تمام استقبال بجا لائے اسکی مان چشم بر تابوت
پر بیٹھی نالہ و زاری اور آواز حزین روئی اور کہا اے قرۃ العین اور ثمرہ فواد تعجب
رکھتی ہون اس شخص سے کہ علم و حکمت اسکا تا بہ آسمان پہونچا ہوا اور ربع مسکون کو
اپنا ایک شہر دان کر ملوک آفاق کو مملوک کیا ہو کیا سو گیا کہ بیدار نہین ہوتا ہے اور خاموش
ہوئی اور بولا کوئی نہین کہتا ہے کہا کون ہے کہ میری طرف سے اسکندر کو یہ پیام پہونچا دے
جو تونے مجھے وصیت و نصیحت کی قبول کیا مین نے تعزیت کو فرمایا تو نے صاحب عزا ہوئی
اور صبر امر کیا تو نے شکیبائی کچھ بھی اس اثنا مین ایک جماعت حکما اسکے نزدیک آنکر
رسم تعزیت بجا لائے اور بوعظ و نصیحت قیام کیا اور بعد چند ہا یون اسکا خاک مین
سونپ دیا اور اسکندر نے متابعت و محزون گھر مین آن کر حسب طرح کہ نامہ مین لکھ کر
اسکندر نے وصیت کی تھی طعام ترتیب دیا اور زنان مملکت کو بلا کر دستر خوان پر بٹھایا
اور ہنگام تناول فرمایا کہ وہ شخص ان مطعومات مین سے کھاوے کہ ہرگز اسکو کوئی
حزن و بلا اور تعزیت و ابتلا نہ پہونچی ہو سب نے اپنا اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور احضار طعام
اور منع اکل سے تعجب کیا کیونکہ ایک بھی ان مین ایسی نہ تھی کہ وہ مرگ نے روزن
و وہ مان اسکے سے ارتفاع نہ پایا ہو مادر اسکندر نے موجب انکار اور امتناع اکل طعام
سے سوال کیا انھون نے صورت حال بیان کی مادر اسکندر نے جانا کہ غرض فرزند کی
اس وصیت سے یہ تھی کہ اس بلا مین جزع و فزع نہ کرون کہ شریک بسیار اور حریف
بے شمار رکھتی ہون لاجرم فزع و اضطراب کو کم کیا اور بحکم الٰہی بادعا و یقین متلقی
ہو کر کہا کہ دوام بے انتہا اور بقاے بے انقراض اور ملک بے زوال اور حیات لم یزل
ولایزال خاص بنا بر پروردگار عالم و عالمیان ہے اور بس ہو الحی الذی لا یفنی ولا یموت
انا للہ و انا الیہ راجعون تاریخ حکما مین مذکور ہے کہ اسکندر راز روی صورت نہان ۱۸

کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا اور نہ باپ کے اور رنگ اسکا سبز زردی مائل اور ایک آنکھ
سیاہ اور ایک چشم نیلی کہ ایک پیوستہ بالا نگاہ کرتی اور ایک پنجہ دراز اور ایک دانت
دقیق و سر تیز اور مانند شیر کے رکھتا تھا اور عہد صبا اور ابتدائے نشو و نما میں
بشجاعت و جرأت شہرت پائی اور انیس برس کی عمر میں بادشاہ فرمان روا ہوا اور مدت
سلطنت اسکی ستر ہ برس کھنچی نو سال تک اپنے اوقات بکار رعیت صرف رکھا اور آٹھ
باطمینان دل اور فراغت خاطر گذرے اور باہمین ممالک عظیم پر مالک شرق و غرب
و جنوب و شمال سے تسلط پایا اور اقاترد عشا نما اپنے میں سے تیرہ بادشاہون پر فرمانروا
ہوا چنانچہ سفر و حضر میں وہ ملوک عظام ملازمت اسکندر میں رہتے اور آخر کے [illegible] سالون
کو دو سال میں طواف کیا اور اطراف و اکناف اسکے دیکھے اور اتنے عجائب و غرائب
مشاہدہ کیے کہ جواد خوش خرام قلم میدان تفصیل اسکے میں جولان کرتے تھک کے دم لیوے
باز رہے اور ساتھ تین سو بیس ہزار مرد نامی کے تمامی مشرق و مغرب کو مسخر کیا اور راہ آخرت
دنیا کو اور رون کے پاس ناکام چھوڑا اور ان کنوز و اموال اور خیول و رجال میں سے
چند گز کرباس اپنے ہمراہ نہ لے گیا ولکل اجل کتاب یمحو الله ما یشاء و یثبت
وعنده ام الکتاب مترجم کہتا ہے شکر خدا کہ کارسازی لطف و افضال
نامتناہی اسکے سے جریدہ اس کتاب فیض انتساب نے کہ یہ فخر موجودات کی اکمل و
اشرف اولین و آخرین و جوہر عرض وجود آسمان و زمین اور ظہور نور کرامت نشور آنکی کا
بموجب حدیث اول ما خلق الله نوري ایجاد و تکوین سائر مخلوقات سے مقدم اور
ثبوت نبوت آنکی کا بدلیل خبر انی عبد الله وخاتم النبیین وآدم لمنجدل فی طینة
پیش از خلق آدم ہے ذکر حالات خجستہ آیات آنکے کا بیان احوال جمیع انبیاء علیہم السلام
سے مستوجب تقدیم تھا مگر چونکہ خداوند یگانہ سبحانہ وتعالی شانہ نے بنابر شرافت و جلالت
منصب رسالت آنکی کے نسبت بانبیائے ما تقدم آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
بیچ خلق و ایجاد کے ہر مخلوقات کسوت پوشش وجود سے رتبہ تقدم دیا اور ظہور ذات ستودہ
صفات انکے کو خاتمہ کتاب نبوت و رسالت کیا اور یہ دلیل ناہید عظمت شرافت و فضل و کمال
آن سرور علیہ افضل التحیات کی ہے اسواسطے کہ شریعت و دین ہر نبی کا انبیائے
سابقین سے بعد بعثت و ارسال ہر صاحب تبلیغ احکام الٰہیہ کے منسوخ ہوا اور دین متین
و شریعت غرائے محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسبب قطع جادۂ خاتمیت رسالت اور بوجہ
قوامت پابرکت آن حضرت تا قیام قیامت دست انداز نسخ و تغییر سے [illegible]

بہ نظر ظہور ذات مقدس انکی کے کہ آخر تھی تقدیم ذکر حالات انکے کی منافی انداز نسق
ترتیب کے تھی اسواسطے علیحدہ لکھنا انکا مناسب اقتضائے مقام و ملائم طرز حسن اسلوب
کلام مشعور لہذا اس کتاب کی دو جلدیں کرنی واجب پڑیں چنانچہ اس ایک جلد کو
احوال جمیع انبیا و مرسلین پر ختم کیا اور دوسری جلد کو طراز مطرز حال فرخی اشتمال
حضرت افضل و اکرام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سے پیرایہ زیب و زینت کا دینا مستحسن
جانا کہ برعایت ترتیب موافق و بلحاظ تقدم شرف رتبت مخالف نہ ہووے اس صورت
کہ بوفق مراعات ترتیب کے بیان حالات سید الثقلین صلوات اللہ علیہ وسلم کا مؤخر ہے
اور بہ نظر شرف رتبت کے اول ہے اس نظر سے اگر اس جلد ثانی کو اول جانا ہو جاوے
اول ہے اور اگر آخر سمجھا جاوے آخر ہے رعایت دونوں امر مقصود کی بغیر دو جلد
کرنے کے ممکن نہ تھی اسواسطے ایسا کیا گیا آیہ ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وھی من امرنا رشدا

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

تمت

للہ الحمد والمنۃ کہ عجائب القصص کی پہلی جلد بخیر و خوبی تمام ہوئی